اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (حدیث)

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز میں پڑھتے ہیں

تسکین الأولیاء فی حیات الأنبیاء

تالیف:
مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

الامین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

☆عرض مؤلف.....۱۳
☆انتساب.....۱۷
☆مقدمہ.....۱۹
☆تمہید مسئلہ عذاب قبر.....۲۸
☆مسئلہ بتانا اور بنانا.....۲۹
☆مرزائی سے مناظرہ کا واقعہ.....۳۱
☆پہلے زمانے کے فتنوں اور آج کے فتنوں میں فرق.....۳۳
☆پیر کا واقعہ.....۳۵
☆مثال.....۳۷
☆منکرین حیات کی چالیں.....۳۹
☆کیا عقیدے کا قرآن میں ہونا ضروری ہے؟.....۴۰
☆اصل مسئلہ.....۴۰
☆لطیفہ.....۴۲
☆موت کا معنی.....۴۲
☆زمانہ جاہلیت میں موت کا تصور.....۴۴
☆مماتیوں نے جاہلیت والا معنی کیوں لیا؟.....۵۳
☆ان کے معنی کی تردید.....۵۴
☆تفسیری حوالہ جات.....۵۵
☆فأحیاکم میں ماں کے پیٹ والی بھی آ گئی.....۵۶
☆مماتیوں نے موت کے معنی میں قرآن کو چھوڑ دیا.....۶۰

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆یونس نعمانی کا واقعہ.....۵۴
☆مماتی خارجیوں کے راستے پر.....۵۵
☆واقعہ کراچی.....۵۶
☆انك میت و انهم میتون کا معنی.....۶۰
☆لطیفہ.....۶۰
☆قبر کا معنی.....۶۱
☆روحانی کا معنی.....۶۱
☆برزخ کا معنی.....۶۲
☆برزخی، دنیوی یا جسمانی میں منافات نہیں.....۶۴
☆عقیدہ اہل سنت والجماعت.....۶۴
☆معتزلہ وکرامیہ کا عقیدہ.....۶۴
☆ہمارے عقیدے کی وضاحت.....۴۶
☆عذاب قبر اور قرآن.....۶۴
☆دلیل نمبر ا:.....۶۴
☆آیت ولوتری کے تفسیری حوالہ جات.....۶۵
☆قبر یہی گڑھا ہے، اس پر دلیل.....۷۳
☆نیلوی اور عثمانی نے غلط معنی کیا.....۷۳
☆قبر یہی ہے دلائل از قرآن.....۷۳
☆قبر احادیث کی روشنی میں.....۷۴
☆کوے کو بھی قبر کا پتہ تھا.....۷۵
☆مماتیوں کی قبر کہاں ہے؟.....۸۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆جنہیں قبر نہیں ملی.....۸۳
☆اشکال اور اس کا جواب.....۸۴
☆مماتیوں کی مثال.....۸۵
☆بخاری کا باب.....۸۷
☆قبر اور عالم قبر.....۸۷
☆مولانا کاندھلوی کا عقیدہ قبر کے بارے میں.....۸۸
☆حضرت تھانویؒ کا عقیدہ.....۸۸
☆اس حیات اور قبر کی حیات میں فرق.....۹۱
☆فتح الباری کی عبارت پر اشکال.....۸۴
☆مماتیوں کا طریقہ مرزائیوں والا ہے.....۸۴
☆مثال دوم.....۸۵
☆قبر یہ گڑھا نہیں ہے کا جواب.....۸۵
☆عذاب قبر پر پہلی آیت سے استدلال.....۸۵
☆عذاب قبر پر دوسری آیت.....۹۲
☆عذاب قبر پر تیسری آیت.....۹۳
☆النار یعرضون پر تفسیری حوالہ جات.....۹۵
☆اماں عائشہؓ کی حیرانگی.....۹۶
☆سوال.....۱۱۳
☆جواب.....۱۱۳
☆عذاب قبر پر چوتھی آیت.....۱۱۴
☆قاعدہ.....۱۱۴

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆آیت یثبت اللہ کے تفسیری حوالہ جات.....۱۱۴
☆عذاب قبر پر پانچویں آیت.....۱۶۴
☆تفسیری حوالہ جات.....۱۶۴
☆ایک مماتی کا لطیفہ.....۱۶۶
☆اعتراض وجواب.....۱۶۹
☆عذاب قبر پر چھٹی آیت.....۱۷۰
☆اشکال اوراس کا جواب.....۱۷۰
☆آیت ولنذیقنھم کے تفسیری حوالہ جات.....۱۷۱
☆حدیث.....۱۷۱
☆حدیث عبداللہ بن عباسؓ دو قبروں کو عذاب.....۱۷۵
☆اعتراض اوراس کا جواب.....۱۷۷
☆مسئلہ حیات انبیاء.....۱۷۸
☆دعویٰ اہل سنت.....۱۷۸
☆واقعہ مظفر گڑھ.....۱۷۹
☆انک میت کا مسئلہ سے تعلق نہیں ہے.....۱۷۹
☆واقعہ عیسائیوں کا اشکال.....۱۸۱
☆واقعہ، امام اعظمؒ کے شاگرد کا.....۱۸۲
☆وقوع موت کا تذکرۃ قرآن میں نہیں آیا.....۱۸۴
☆خطبہ صدیق اکبرؓ.....۱۸۵
☆موت پر اجماع.....۱۸۵
☆حیات پر اجماع.....۱۸۵

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆سیدنا فاروق اعظمؓ نے کیوں کہا کہ حضورﷺ فوت نہیں ہوئے؟.....۱۸۷
☆نبی کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق.....۱۸۷
☆حضرت نانوتوی کے کلام کا حاصل.....۱۸۷
☆موت ایک ذائقہ.....۱۸۷
☆تعلق روح کا نیند اور بیداری میں فرق.....۱۸۸
☆خطبہ صدیق اکبرؓ سے حیات ثابت ہے، حوالہ جات.....۱۹۰
☆حیات پر اجماع کے مزید دلائل.....۱۹۵
☆اعتراض اور اس کا جواب.....۱۹۵
☆تلقی بالقبول، اعرابی کا واقعہ.....۲۰۰
☆ابن عمرؓ کا سلام کہنا.....۲۰۰
☆اس کی سند.....۲۰۰
☆واقعہ بلال بن حارث مزنیؓ.....۲۰۰
☆اس کی سند پر بحث.....۲۰۰
☆ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایات بخاری میں.....۲۰۲
☆سیدنا صدیق اکبرؓ کا جنازہ اور روضہ اقدسﷺ کا کھل جانا.....۲۰۳
☆سعید بن مسیبؒ کا روضہ پاک سے آذان کی آواز سننا.....۲۰۳
☆لطیفہ.....۲۰۵
☆مماتی اور حیاتی میں فرق.....۲۰۶
☆اجماع کو مقدم کرنے کی وجہ.....۲۰۶
☆امام غزالی کا حوالہ.....۲۰۷
☆حیات انبیاء پر قرآن سے دلیل، آیت ولاتقولوا.....۲۰۸

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆موت کا معنی.....۲۰۹
☆آیت ولا تحسبن..... کے تفسیری حوالہ جات.....۲۱۲
☆مماتی آیت کا معنی کرنے میں مرزائیوں کے طریق پر.....۲۲۲
☆مماتیوں کا دھوکہ.....۲۲۳
☆جواب اور ایک مثال.....۲۲۴
☆انبیاء اور شہداء کی حیات ہمارے شعور میں نہ آنے کی وجہ؟.....۲۲۵
☆مسئلہ بتانا اور بنانا.....۲۲۶
☆امام وکیعؒ کا واقعہ.....۲۲۶
☆اس فتنہ کی ابتداء اور اس کا سب سے پہلے تعاقب.....۲۲۷
☆تفسیر ماجدی کا حوالہ.....۲۲۹
☆تفسیر مظہری کا حوالہ.....۲۳۰
☆حضرت تھانویؒ کا حوالہ.....۲۳۰
☆میراث کی عدم تقسیم پر حضرت نانوتویؒ کا استدلال.....۲۳۰
☆حدیث لانورث کی تخریج.....۲۳۲
☆تفسیر روح المعانی سے مسئلہ حیات.....۲۳۵
☆تفسیر حقانی کا حوالہ.....۲۳۶
☆معارف القرآن کا حوالہ.....۲۳۸
☆حیات انبیاء پر دوسری آیت.....۲۳۸
☆سخاویؒ کا استدلال.....۲۳۹
☆امام نوویؒ کے ہاں بھی انبیاء شہداء کے حکم میں ہیں.....۲۳۹
☆علامہ زرقانی کی عبارت.....۲۳۹

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆نبی ﷺ اقدس ﷺ شہید ہیں.....۲۴۰
☆آیت سے علامہ تاج الدین سبکیؒ کا استدلال.....۲۴۱
☆علامہ قرطبیؒ کی عبارت کہ نبی ﷺ شہداء کی طرح ہیں.....۲۴۱
☆سفاردینی کی عبارت.....۲۴۲
☆قاضی شوکانی کا قول.....۲۴۲
☆ابن حجر کی عبارت.....۲۴۳
☆عند ربھم کا معنی.....۲۴۳
☆عجیب بات.....۲۴۵
☆سبز پرندوں والی روایت کا جواب.....۲۴۵
☆ایک شبہ اور اس کا جواب.....۲۵۰
☆ابومعاویہ اور اعمش.....۲۵۱
☆حیات پر دلیل آیت نمبر.....۲۵۲
☆اعتراض اور اس کا جواب.....۲۵۳
☆یلیت قومی یعلمون کے تفسیری حوالہ جات.....۲۵۳
☆مماتی گستاخ رسول؟.....۲۵۸
☆لطیفہ.....۲۵۸
☆اہل سنت کی خوبی.....۲۵۹
☆علامہ شعرانیؒ کا کشف.....۲۶۰
☆ایک مماتی مولوی کا قصہ.....۲۶۱
☆عبارۃ النص اور دلالۃ النص کی مثال.....۲۶۳
☆آیت رابعہ سے حیات پر استدلال.....۲۶۵

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆تفسیری حوالہ جات.....۲۶۵
☆آیت واسئل من ارسلنا کے تفسیری حوالہ جات.....۲۷۰
☆ملاقات اسی جسم سے ہوئی.....۲۷۲
☆محدثین کے حوالے.....۲۷۴
☆مماتیوں کا اعتراض اور اس کا جواب.....۲۷۵
☆پانچویں آیت سے حیات پر دلیل.....۲۷۶
☆مفسرین کے حوالے.....۲۷۷
☆آیت ولقد آتینا کے تحت تفسیری حوالہ جات.....۲۸۰
☆حدیث مررت علی موسیٰ.....۲۸۶
☆اس حدیث کی اسناد.....۲۸۶
☆موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں؟.....۲۸۸
☆مرزا قادیانی کا اعتراض اور اس کا جواب.....۲۸۹
☆ایک سوال اور اس کا جواب.....۲۸۹
☆سوال وجواب.....۲۸۹
☆حضرت ثابت بنانیؒ کا اعتقاد.....۲۹۱
☆آیت سادسہ سے حیات پر استدلال.....۲۹۲
☆حدیث اوس بن اوسؓ.....۲۹۳
☆اس حدیث کی اسناد.....۲۹۳
☆شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا حوالہ.....۲۹۳
☆صحابیؓ نے سوال کیوں کیا؟.....۳۰۲
☆اس حدیث کی تصحیح اور علماء کے استدلالات.....۳۰۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆حدیث ابودرداءؓ کے رجال اور محدثین کے استدلالات.....۲۹۸
☆چھٹی آیت سے حیات پر استدلال.....۳۰۳
☆مناظرہ ککڑ ہٹہ.....۳۰۳
☆لطیفہ.....۳۰۳
☆ایک غیر مقلد شیخ الحدیث کا واقعہ.....۳۰۶
☆احادیث حیات متواتر حدیث حیات انبیاء پر بحث روات کی ثقاہت کے اعتبار سے.....۳۰۸
☆ابوالجہم پر اعتراض کا جواب.....۳۰۹
☆نیلوی صاحب کا اعتراض.....۳۱۱
☆حدیث الانبیاء پر اعتراضات کے جوابات.....۳۱۱
☆آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کو دنیاوی کہنے کا مطلب.....۳۳۴
☆لوکان موسیٰ حیا کے راوی مجالد بن سعید اور جابر جعفی پر ائمہ کی جروحات.....۳۲۸
☆مماتیوں کے تشدد کی مثال.....۳۲۸
☆کیا انبیاء کا قبروں میں نماز پڑھنا آیت واعبد کے خلاف ہے؟.....۳۳۶
☆حدیث اوسؓ سے استدلال.....۳۳۷
☆شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ.....۳۴۳
☆شیخ عابد سندھیؒ کی شرح.....۳۴۴
☆ایک واقعہ.....۳۴۴
☆محدثین کے استدلالات.....۳۳۷
☆حدیث ابن مسعودؓ ان لله ملائکة.....۳۴۶
☆اس حدیث کی اسناد.....۳۴۶
☆اس کی تائید میں دوسری حدیث.....۳۴۶

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆زاذان پر اعتراض اور اس کا جواب.....۳۴۹
☆امت کے اعمال حضور ﷺ پر پیش ہوتے ہیں.....۳۴۹
☆مناظرہ میں احادیث پیش کرنے پر احمد سعید کا اعتراض.....۳۵۸
☆مماتیوں کا مغالطہ.....۳۵۹
☆شجاع آباد کا واقعہ.....۳۶۱
☆عنایت اللہ شاہ کا لاجواب ہونا.....۳۶۱
☆احادیث سے استدلال کرنے کی وجہ.....۳۶۳
☆احمد سعید شکست کھا گیا.....۳۶۴
☆میرا مطالبہ.....۳۶۴
☆سبز پرندوں والی روایت کا جواب.....۳۶۶
☆امام اعظمؒ اور قبر میں اعادہ روح.....۳۶۹
☆آیت اللہ یتوفی.....اور اعادہ روح کی احادیث میں تطبیق.....۳۶۹
☆فقہ اکبر کے امام اعظم کی کتاب ہونے پر ثبوت.....۳۷۰
☆ایک شرارتی لڑکا.....۳۷۷
☆نکتہ.....۳۷۹
☆اعتراض وجواب.....۳۷۹
☆ہمارا مطالبہ.....۳۸۰
☆ایک اور دھوکہ.....۳۸۱
☆حدیث نمبر۵: تلبیہ موسیٰ.....۳۸۳
☆علامہ نوویؒ کی شرح.....۳۸۴
☆حدیث نمبر۶: صعقہ.....۳۸۴

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆محدثین کے استدلالات.....۳۸۵
☆حدیث نمبر۸:ما من احد یسلم علی.....۳۹۱
☆محدثین کے استدلالات.....۳۹۲
☆حدیث نمبر۹:من صلی علی.....۳۹۴
☆حدیث مامن احد کی توثیق.....۳۹۶
☆محمد بن مروان پر اعتراض.....۴۰۱
☆اعتراض کا جواب.....۴۰۱
☆حدیث نمبر:۱۰.....۴۰۳
☆روح المعانی ودیگر کتب کے حوالے.....۴۰۳
☆روضہ پاک پر آواز بلند نہ کرنا.....۴۰۵
☆دور عثمانیؓ کا واقعہ.....۴۰۷
☆حدیث عائشہؓ حیاء من عمر.....۴۰۷
☆واقعہ عزیر علیہ السلام.....۴۰۹
☆او کالذی کے تحت تفسیری حوالہ جات.....۴۱۱
☆جسم کی حیات نہ ماننا حیات کا انکار.....۴۱۷
☆مفتی احمد سعید کا واقعہ.....۴۱۸
☆علماء اسی جسم کی حیات کے قائل ہیں.....۴۲۰
☆علماء کے حوالے.....۴۲۰
☆رفیق اعلیٰ کا جواب.....۴۲۷
☆روضہ کا درجہ عرش اعظم سے بلند؟.....۴۲۸
☆حضرت عائشہؓ اور حیات.....۴۳۰

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆ابن قیمؒ کا حوالہ.....۴۳۲
☆عقیدہ اشاعتیہ پر وضاحت طلبی.....۴۳۳
☆مماتیوں سے چالیس سوالات.....۴۳۴
☆آیت وما انت بمسمع کا جواب.....۴۳۷
☆چیلنج.....۴۳۸
☆آیت وما انت بمسمع کے تفسیر حوالہ جات.....۴۳۹
☆اشکال وجواب.....۴۳۹
☆چیلنج.....۴۴۳
☆سوالات.....۴۴۴
☆اموات غیر احیاء کے تحت تفسیری حوالہ جات.....۴۵۰
☆دو واقعات.....۴۵۳
☆اخبار السعداء.....۴۶۱
☆تذکرہ تفاسیر و مفسرین.....۶۳۲
☆جزء حیات انبیاء للبیہقیؒ.....۶۷۳
☆جزء حیات انبیاء للسبکیؒ.....۶۸۰
☆انباء الاذکیاء للسیوطیؒ.....۶۹۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

رئیس المناظرین امام المتکلمین جامع العلوم والفنون حامل علوم وہبیہ سرخیل احناف، پاسبان مسلک علمائے دیوبند، فاتح مذاہب باطلہ، قاطع غیر مقلدیت ومماتیت، سید المحققین، الامام، الحافظ، الثقہ حضرت اقدس مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ کے کمالات علمی وتصنیفی علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ تحریر، تقریر اور میدان مناظرہ بیک وقت ان تینوں میدانوں میں اہل حق کے لشکروں کے سالار اعظم، اور شہسوار تھے، علماء وطلباء کے لئے مرجع تھے۔

آپ نے میدان مناظرہ اور تقریر کے ذریعہ تو ہر باطل فتنہ کا تعاقب کیا اور اس کا حق ادا کیا، البتہ تحریری خدمات کا دائرہ حضرت کا غیر مقلدیت اور اس سے متعلقہ فتنوں تک عموماً رہا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت نے یہ محسوس کیا کہ اس موضوع پر کام کی ضرورت ہے، اس لئے زیادہ توجہ اس طرف رہی۔ عیسائیت پر بائیس جلدوں میں ایک کتاب غالباً ۱۹۶۲ء تک تصنیف چھاپنے سے پہلے طبع سے پہلے مطبع میں گم ہو گئے۔

مطاعن عائشہؓ پر روافض کے جواب میں کتاب لکھی لیکن وہ بھی ایک بے رحم ناشر کے ہاتھوں ایسی گم ہوئی کہ پھر کبھی نہ مل سکی۔ حضرت کی زندگی میں آپ سے بارہا مسئلہ حیات النبی ﷺ پر کوئی تصنیف لکھنے کی گزارش کی گئی لیکن حضرت کو وقت نہ مل سکا۔ آپ کے زندگی کے آخری ایام تھے بندہ نے عرض کیا کہ میں اس پر کام شروع کر دیتا ہوں، آپ راہنمائی فرماتے رہیں۔ رجب میں یہ بات ہوئی اور ۳ شعبان ۱۴۲۱ھ کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ بندہ کا یہ خواب ادھورا رہ گیا۔

ایک ماہ تک تو ذہن نے ساتھ نہ دیا، پھر خدا کا نام لے کر کام شروع کیا، متن کو حضرت کے اسباق کے انداز پر ترتیب دیا مزید معلومات کے باتیں حواشی میں لکھ دی گئیں۔ بندہ قطعاً اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھانے کے قابل نہ تھا، نہ ہے، محض علیم وخبیر ذات جس نے اپنی پاک کتاب میں قلم کی قسم اٹھائی ہے، پر بھروسہ کرتے ہوئے کام شروع کیا تا کہ اس موضوع پر بھی حضرت کا فیض تشنگان علم اور متلاشیان حق وصداقت اور عاشقان رسالت تک پہنچ جائے۔

حضرت قائد اہل سنت، امام المتکلمین وکیل صحابہؓ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ خلیفہ مجاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے بھی اس بارے میں مشورہ کیا اور دعا کی درخواست کی حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا قلب حزیں پر ہاتھ لکھ کر یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج حضرتؒ بھی ہمارے اندر نہیں ہیں، آپ بھی آج سے تقریباً اٹھارہ ماہ قبل ۳ ذی الحجۃ ۱۴۲۴ھ کو ہند و پاک کے مسلمانوں کو بے سہارا چھوڑ کر اس خالق حقیقی، جس کی رضا کی جستجو میں زندگی کی ۹۳ بہاریں آپ نے گزار دیں اس کے پاس جا پہنچے۔

البتہ حضرت قاضی صاحبؒ کے بعد بندہ کا واحد روحانی سہارا سلسلہ مدنیہ کی عظیم شیخ قطب وقت مرجع السالکین حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب **لازالت فیوض شموسه بازغة علینا** کی ذات گرامی ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ آپ کا سایہ سلسلہ مدنیہ کے سالکین پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آپ کو حضرت مدنیؒ سے بیعت اور حضرت مدنیؒ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا سید پیر خورشید احمد صاحب ہمدانی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ اعظم ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

اس علمی میدان میں یہ ناکارہ استاذ المناظرین محدث العصر استاذ المفسرین جامع المعقولات والمنقولات حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا احسان بھی نہیں بھلا سکتا جنہوں نے اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا اور بعض مقامات پر مفید مشوروں سے بھی نوازا اور اس پر ایک جامع محققانہ مقدمہ بھی عاجز کی درخواست پر تحریر فرمایا۔ **فجزاه الله احسن الجزاء عن جمیع العلماء و الطلباء.**

بندہ استاذ مکرم سیدی حضرت اقدس مولانا نعیم احمد صاحب مدظلہم کا بھی شکر گزار ہے جو مسلسل اس کام کی جلد تکمیل کا حکم فرماتے رہے اور اپنی دعاؤں کی برکات سے نوازتے رہے۔ آخر میں شیر اسلام، واقف اسرار شریعت وطریقت، حجۃ الاسلام والمسلمین، وکیل صحابہؓ، حضرت علامہ علی شیر حیدری **لا زالت فیوض شموسه بازغة علینا** کے لئے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے نہ صرف اپنا وسیع کتب خانہ سے بندہ کو استفادہ کے لئے مہیا کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ادارہ جامعہ حیدریہ میں التخصص فی الدعوۃ والتحقیق کے طلباء کی جوتیاں سیدھی کرنے کا موقع بھی عنایت فرمایا۔ حق تعالیٰ آپ کو دارین میں بہترین اجر عطا فرمائے اور آپ کی علمی روحانی برکات سے امت مسلمہ کو عموماً اور رضا کاران صحابہؓ کو خصوصاً تادیر نوازتے رہیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

چند امور ذیل میں درج کئے جاتے ہیں بوقت مطالعہ ان کا استحضار ضروری ہے:

☆ اس کتاب کا متن حضرت اوکاڑوی کے درس کے انداز پر ترتیب دیا گیا ہے۔

☆ کتاب کے اسلوب میں ترتیب ادلہ میں مناظرہ کے انداز کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆ایک حدیث یا حوالہ کومکرر بھی بعض جگہ ذکر کیا گیا ہے لیکن تکرار بغیر فائدہ کے نہیں۔

☆ایک حدیث کی مختلف کتب سے اسناد بھی حاشیہ میں درج کر دی گئی ہیں تا کہ اہل ذوق کے سامنے آ جائیں۔لیکن یہ کام تمام احادیث پر نہیں کیا گیا۔

☆اسماء الرجال کی ابحاث نقل نہیں کی گئیں اس لئے کہ تسکین الصدور مصنفہ محدث اعظم، امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہم اور مقام حیات مصنفہ مفکر اسلام، مناظر اعظم حضرت علامہ خالد محمود دامت برکاتہم میں یہ ابحاث موجود ہیں۔البتہ بعض مقامات میں جہاں مزید ابحاث کی ضرورت محسوس ہوئی نقل کر دی گئی ہیں۔مزید معلومات بھی آ گئیں۔یہ حضرت اوکاڑوی کا فیض نظر شمار کیا جائے۔

☆آیات کے تحت تفسیری حوالہ جات جس قدر دستیاب ہو سکے، حواشی میں عربی میں ہی نقل کر دئے گئے ہیں تا کہ اہل علم کے سامنے بیک وقت کئی تفاسیر کا مواد آ جائے اس ضمن میں تقریباً ۴۰ کے قریب تفاسیر کو دیکھنا پڑا۔اور کتب حدیث جو کہ ہر ایک کو دستیاب نہیں ہیں، اور بیسیوں کتب احادیث کو کھنگالنا پڑا ہے۔

☆بعض جگہ ایک آیت کی تفسیر میں کئی کئی اقوال ہوتے ہیں یہ استدلال کے منافی نہیں، اگر ایسا کیا جائے تو اکثر نصوص سے استدلال نہیں ہو سکے گا۔

☆حضرات محدثین جن سے توثیق احادیث یا جن کا نام کتاب میں آیا ہے ان کے حالات آخر کتاب میں اخبار السعداء کے نام سے دے دئے ہیں، حالات آئمہ محدثین اور مفسرین بیان کئے گئے ہیں۔

☆بعض جگہ محدث کے تعصب کو واضح کر دیا گیا ہے لیکن اس کا یہ نتیجہ نہ لیا جائے کہ مسلک اہل سنت والجماعت کی تائید میں بھی اس کا قول قابل اعتبار نہیں، فقہی تعصب ایک علیحدہ بات ہے، اس کا اجماعی مسلک کے نقل اور اس کی تائید پر اثر نہیں پڑے گا۔

☆امام بیہقیؒ، امام سبکیؒ اور علامہ سیوطیؒ کے اجزاء جو کہ مسئلہ حیات میں ہیں آخر میں لگا دئے گئے ہیں ،تا کہ ہمارا یہ قیمتی تاریخی ورثہ بھی عوام میں عام ہو جائے۔

☆سماع موتی کے مسئلہ کو بیان نہیں کیا گیا، اس پر حضرت شیخ سرفراز صاحب مدظلہم کی تصنیف کافی ہے، بندہ نے اپنی کتاب ''تسکین الاتقیاء'' میں اس پر بحث کی ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس کتاب کو نافع الخلائق اور حصول رضائے رب العالمین وذریعہ شفاعت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سید المرسلین ﷺ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامّی الکریم.

محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

نوٹ:

اہل علم سے التماس ہے کہ اگر کسی قسم کی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرما کر احسان عظیم فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆☆چھان ڈالی کتاب تم نے تمام☆☆
☆☆پیار کی بات انتساب میں تھی ☆☆

انتساب

کانپتے ہاتھوں، دھڑکتے دل، پرنم آنکھوں، لرزتے قلم سے اس تحریر کو شروع کر رہا ہوں.....سوچتا ہوں، پھر قلم رکھ دیتا ہوں.....کیا کروں.....؟ کیا لکھوں.....؟ کس طرح لکھوں.....؟ کہاں میں کہاں وہ.....کہاں یہ ناکارہ کائنات.....کہاں وہ باعث تخلیق کائنات.....کہاں یہ سراپا گناہ..... کہاں وہ شفیع المذنبین.....کہاں یہ اخلاص وعشق سے خالی.....کہاں وہ محبوب کائنات وسراپا اخلاص.....کس طرح اپنی اس حقیر کاوش کا انتساب اس ہستی کے نام کروں.....؟ اگر نہ کروں تو کیا کروں.....؟ اس موقع پر مجھے تبلیغی احباب کا جملہ یاد آرہا ہے کہ کرتے کرتے مرنا ہے، مرتے مرتے کرنا ہے۔ آخر اس محبوب کے نام نہ کروں تو کس کے نام کروں.....؟ حق تو اس کا ہی ہے.....اس لئے کہ اس کتاب میں اکثر اسی کی حیات مبارکہ کا بیان ہے.....ہاں اس کی شفقت اور رحمت تو بے بہا ہے.....اگر لغزش ہوگئی تب بھی وہ سینے سے چمٹا لیں گے.....اگر بھول چوک ہو گئی تو ان کے اپنے کالی کملی میں لے کر دلاسہ دینے کی امید بھی تو ہے.....اگر انت عبدی و انا ربک فرط محبت وخوشی میں معاف ہوگیا.....اور یہ کہا گیا اخطأ من شدة الفرح..... تو ممکن ہے کہ یہ کوتاہی بھی معاف ہو جائے.....ان کے نام نامی کی طرف منسوب اس لئے کرنا ہے کہ شاعر نے سچ کہا ہے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆☆میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ میرے ہنر پر ہے ان کا سایہ ☆☆

☆☆حضور خواجہ ﷺ میرے قلم کا میرے ہنر کا سلام پہنچے ☆☆

یارسول اللہ ﷺ عاشق تو آپ کا ہی ہوں.....اگر خطا ہو جائے تو درگزر فرمایئے.....آپ تو وہ ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ تواباً رحیماً.**

اب میں اس کتاب کا انتساب امام المرسلین..... سید الاولین والآخرین..... خاتم الانبیاء والمرسلین.....شفیع المذنبین.....محبوب رب العلمین.....رحمت للعلمین.....راحت للعاشقین..... مراد المشتاقین.....سید ولد آدم.....سرتاج کائنات.....فخر موجودات.....شافعی محشر.....ساقی کوثر.....حضرت

محمد رسول اللہ ﷺ

کے نام کرتا ہوں کہ جن کی حیات برزخی کے تذکرہ سے یہ کتاب منور و معطر ہے۔

از.....محمد محمود عالم صفدر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقدمہ

از.....امام المناظرین، زبدۃ المحدثین والمفسرین، محقق العصر، جامع المعقولات والمنقولات، مناظر اسلام، وکیل احناف حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ:

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم أمابعد!

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذیؒ فرماتے ہیں غالباً ۱۹۵۸ء سے پاکستان میں بعض مسائل وجہ نزاع اور سبب اختلاف بنے ہوئے ہیں (ہدایۃ الحیران ص۳۰) مولانا موصوف کے فرمان کے مطابق ان نزاعی مسائل میں سے ایک مسئلہ عقیدہ حیات النبی ﷺ ہے اگر اس مسئلہ میں نزاع کو سمجھنے کی لئے اصل مسئلہ کی تنقیح اور دلائل کا تجزیہ ہو جائے تو حیات النبی ﷺ کا مسئلہ سمجھنا کافی حد تک آسان ہو جاتا ہے اور مخالفین کے بہت سے شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔

ا۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی تریسٹھ سال ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ تریسٹھ سال پورے ہونے کے بعد آپ ﷺ پر عالم دنیا میں موت کا ورود ہوا۔ امت مسلمہ میں اس مسلمہ حقیقت کا کوئی بھی منکر نہیں۔ اگرچہ کیفیت موت میں اکابرین میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن عالم دنیا کے اندر وقوع موت کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ اسی عالم دنیا کی موت کی وجہ سے کفن دفن ہوا، اور اس وجہ سے آگے خلافت راشدہ کا سلسلہ چلا۔

اس حقیقت کا بھی سب نے اعتراف کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ اپنے مستقر میں زندہ ہے، نیز آپ ﷺ کا دنیا والا اصلی عنصری جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ و معطر ہے البتہ ۱۹۵۸ء تک اہل سنت و جماعت کا اتفاق و اجماع رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کا آپ کے جسد اطہر کے ساتھ تعلق ہے۔ (اگرچہ کیفیت تعلق میں قدرے اختلاف ہے لیکن یہ مقصود میں مخل نہیں) اور اس تعلق کی وجہ سے قبر شریف میں آپ ﷺ کا جسد عنصری یعنی دنیا والا اصلی جسم زندہ ہے۔

فتح الملہم میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس تعلق و حیات کو ایک مثال سے واضح فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا سورج زمین سے بہت بلندی پر واقع ہے لیکن اتنے فاصلہ اور بعد کے باوجود سورج کا زمین کے ساتھ ایک تعلق ہے، اس تعلق کی وجہ سے لوہا، پانی اور زمین گرم ہو جاتے ہیں، پھل پک جاتے ہیں، اگر سورج کے زمین کے ساتھ تعلق کی وجہ سے یہ آثار مرتب ہو سکتے ہیں تو روح مصطفیٰ ﷺ کی طاقت تو سورج سے کہیں زیادہ ہے۔

اگر روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے جسم میں بھی حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو کیا بعید ہے۔ ٹی وی اور ریموٹ بم اور ریموٹ خلائی سیارے اور اس کے زمینی کنٹرول، انٹرنیٹ کے سلسلہ جات میں غور کیا جائے تو دو چیزوں کے درمیان ہزاروں میل کے فاصلہ کے باوجود محض ایک غیر محسوس معنوی تعلق کی وجہ سے بڑے بڑے آثار کا مرتب ہو جانا مشاہدہ سے ثابت ہے۔

اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ذہانت اور دماغی قوت کے ذریعہ یہ کرشمے دکھا سکتا ہے تو کیا خود اللہ تعالیٰ روح وجسم کے فاصلہ کے باوجود روح وجسم کے تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا نہیں کر سکتا؟

اس سائنسی ترقی کے دور میں انسانی تخلیقات میں دو چیزوں کے درمیان معنوی اور غیر محسوس تعلق کی وجہ سے مرتب ہونے والے آثار کا اقرار اور روح وجسم کے تعلق کی وجہ سے پیدا ہونے والی جسمانی حیات کا انکار تقاضائے ایمان اور یؤمنون بالغیب کی ایمانی صفت کے منافی ہے۔

پس نزاع اس میں ہے کہ قائلین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ روح اقدس اپنے مستقر میں ہے اور جسد اطہر قبر میں ہے، لیکن روح وجسم کے درمیان ایک غیر محسوس معنوی تعلق ہے جس کی وجہ سے جسم میں حیات ہے، جو دنیوی حیات سے بھی اعلیٰ اور ابوبکر صدیقؓ کے فرمان **لا یذیقک اللہ الموتتین ابداً** کے مطابق وہ حیات ابدی ہے۔

اس کے بعد موت کا ورود نہیں ہوگا جبکہ منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسد عنصری قبر میں محفوظ ومعطر ہے لیکن روح کا اس جسم کے ساتھ نہ تعلق ہے اور نہ ہی اس جسم میں حیات ہے۔ پس ایک بے جان دھڑ ہے جو قبر میں محفوظ پڑا ہے۔ لیکن سوال ہوا کہ جناب جب جسد عنصری میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حیات اور کمالات حیات یعنی علم وشعور عقل وفہم نہیں ہے تو پھر اس جسد کے لئے وصف نبوت کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟ تو منکرین حیات کے استاذ الکل اور وکیل اعظم جناب محمد حسین نیلوی صاحب نے صاف لکھ دیا کہ وصف نبوت صرف روح کے لئے ہے جو زندہ ہے اور جو آج بھی نبی ہے۔ اور روح وجسم دونوں کے لئے وصف نبوت ثابت ہی نہیں تھی۔

اس لئے اگر آج جسم بے جان ہے اور اس کے لئے وصف نبوت ثابت نہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس سے آپ ﷺ کے نبی ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ محمد ﷺ صرف روح کا نام ہے یا روح وجسم کے مجموعہ کا؟ ظاہر ہے کہ محمد ﷺ صرف روح کا نام نہیں روح وجسم کے مجموعہ کا نام ہے اگر وصف نبوت فقط روح کے لئے ہے روح وجسم کے مجموعہ کے لئے نہیں تو نیلوی صاحب اور ان کے ہمنوا اشاعت التوحید کے علماء کو چاہئے کہ وہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی جگہ **لا الہ الا اللہ روح محمد رسول اللہ** کہا کریں۔ کہ محمد ﷺ تو روح وجسم کے مجموعہ کا نام ہے، **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھنے کا حق ان کا ہے جو روح وجسم کا تعلق مانتے ہیں۔

اور اس تعلق کی وجہ سے حیات، آثار حیات مانتے ہیں اور وصف نبوت بھی روح وجسم دونوں کے لئے مانتے ہیں۔ پس جو لوگ نبی کریم ﷺ کے جسد عنصری میں حیات وآثار حیات نہیں مانتے ہیں وہ حقیقت میں آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کو وصف نبوت سے خالی مانتے ہیں اس لئے ان کو چاہئے کہ وہ یا تو جسد عنصری کے بارے میں انکار حیات کا عقیدہ ترک کردیں اور اس عقیدہ کو ترک کرکے روح اور جسم کا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے حیات اور کمالات حیات مان لیں۔ اور **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** والا کلمہ طیبہ پڑھتے رہیں، اور اگر وہ جسد عنصری میں حیات ماننے کی بجائے انکار حیات کے عقیدہ پر مصر ہیں تو پھر جسد عنصری حیات اور کمالات حیات کے بغیر وصف نبوت کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتا تو ان کو چاہئے کہ وہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** والا کلمہ طیبہ ترک کردیں کہ محمد ﷺ تو روح وجسم کے مجموعہ کا نام ہے تو رسول اللہ بھی روح وجسم کا مجموعہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲) دلائل بھی تین قسم پر ہیں:

(۱) وہ آیات واحادیث ہیں جن میں نبی کریم ﷺ پر عالم دنیا میں ورود موت کے واردات یا وقوع کے وعدہ کا بیان ہے، جیسے **انک میت و انهم میتون ، کل نفس ذائقة الموت، کل من علیها فان ، اینما تکونوا یدرککم الموت، اموات غیر احیاء ، الله یتوفی الانفس..... الخ.**

(۲) وہ احادیث جن میں روح کی زندگی اور جنت کی نعمتوں، اس کی لذتوں، فرحت حاصل کرنے کا اور جنت میں روح کے سیر کرنے کا ذکر ہے۔

(۳) وہ آیات واحادیث جن سے روضہ پاک میں نبی کریم ﷺ کے جسد عنصری کا حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہونا ثابت ہے جن کی تفصیل آپ زیر نظر کتاب تسکین الاولیاء میں ملاحظہ کرلیں گے۔

اہل سنت والجماعت کے تمام علماء ان تینوں قسم کے دلائل کو مانتے ہیں اور ان کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں پس آپ ﷺ کی عالم دنیا کی موت بھی برحق اور روح کی زندگی بھی سچ، اور آپ کے دنیا والے جسم مبارک کا قبر شریف میں زندہ ہونا بھی سچ اور برحق۔

لیکن منکرین حیات جو اس زمانہ کے جدید معتزلہ ہیں وہ تیسری قسم کے دلائل کے تو کلیۃً منکر ہیں اور پہلی قسم کے دلائل میں تحریف کرتے ہیں کہ وہ دلائل ہیں عالم دنیا کی موت کے، لیکن وہ ان کو چسپاں کرتے ہیں حالت قبر پر اور **یحرفون الکلم عن مواضعه** کا مصداق بنتے ہیں۔ اور جو دوسری قسم یعنی حیات روح کے دلائل ہیں ان میں دھوکہ اور فریب سے کام لیتے ہیں، ان میں روح کے جسم کے ساتھ تعلق کا قطعاً انکار نہیں لیکن یہ لوگ یہی حدیثیں سنا کر لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ جب روح جنت میں اور قبر والے جسم میں نہیں تو جسم بغیر روح کے زندہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ روح اگرچہ جنت میں ہو تب بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہے، اور اسی تعلق کی وجہ سے حیات وآثار حیات اور لذات جنت جسم کو حاصل ہیں۔

عقیدہ کے بارے میں اکابرین دیوبند کی تصریحات مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆مسلک حضرت نانوتویؒ۔ آب حیات ص۲، ۵، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۴۰، ۴۱، ۱۶۰، ۱۶۸۔ جمال قاسمی۔۱۸، ۱۹، ۲۵۔لطائف قاسمیہ۔۳، ۴۔ھدیۃ الشیعۃ۔۳۶۰

☆مسلک حضرت گنگوہی۔ ہدایۃ الشیعہ ص۴۴، الکوکب الدری ص۴۲۳، ج۱۔ ۱۹۴ج۱، ۳۱۹ج۱، فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲، زبدۃ المناسک ۱۴۰، ۹۰، معارف شیخ (مولانا زکریاؒ) ۴۰ج۱۔ لامع الدراری ص۱۲۴ج۲

☆ مسلک حضرت تھانویؒ، نشر الطیب ص۲۳۳، ۲۳۴، ۲۷۸، بیان القرآن ص۴۹، پارہ۲۔ التکشف ص۴۴۶، ۴۲۷، اشرف الجواب حصہ دوم ص۱۷۰، ۲۳۸، شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ، ص۱۹۷، الافاضات الیومیۃ ص۲۴۴ج۵، ۳۱۷ج۳، ۴۵ج۵، الحبو رلنور الصدور ص۲۱ تا ۲۳۔ ۲۵۔الظہور ص۵۹، حیاۃ طیبہ ص۹، المورد الفرسخی فی الموارد البرزخی ص۵۸، امداد الفتاویٰ ص۱۱۰، ج۵، ۱۱۲ج۵، ۱۱۹ج۲، تعظیم الشعائر ص۱۶، التبلیغ ص۳، القول الجمیل ص۴ج۱، المصالح العقلیہ ص۲۱۷ج۳، ۲۲۶ج۳، تا ۲۲۸ج۳، ۲۱۲ج۲۔ ثلج الصدور ص۱۵۲ ☆مسلک حضرت کشمیریؒ فیض الباری ص۱۸۳ج۱، ۱۸۵ج۱، ۱۸۶ج۱، ۴۹۲ج۲، ۱۱۵ج۴، ۶۵ج۲، ۴۷۶ج۲، ۴۶۷ج۱، ۶۴ج۲، تحیۃ السلام ص۳۶، العرف الشذی ص۳۵۵، عقیدۃ الاسلام ص۱۱، ص۲۱

☆مسلک حضرت شبیر احمد عثمانیؒ۔ فتح الملہم ص۳۲۵ج۱، ۴۲۱ج۳، ۴۱۹ج۳، ۴۹۸ج۲، ۳۳۰ج۱، ۴۷۹ج۲، ۵۰۸، ج۲، ۴۱۳ج۱، تفسیر عثمانی، آل عمران حاشیہ نمبر۱۲۴، الزخرف، حاشیہ ۴۰، السجدہ، حاشیہ۲۷، الروم ح۶۵، مؤمنون ح۱۰۳، الزمر، حاشیہ۲۷

☆حضرت خلیل احمد سہارنپوریؒ۔ تذکرۃ الخلیل ص۳۰۶، بذل المجہود ص۱۱۷، ج۲، ۲۹۷ج۳، ۲۰۷ج۳، براہین قاطعہ ص۱۹۹، المہند علی المفند ص۲۲۱، جواب سوال نمبر۵۔

☆حضرت شیخ الہندؒ: المہند ص۲۷۱۔

☆شاہ عبدالرحیمؒ: المہند ص۲۷۵۔

☆حضرت شاہ عبدالقادرؒ: ماہنامہ دارالعلوم دیوبند دسمبر ۱۹۵۸ء ص۴۰۔ مقام حیات ص۲۹۸۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

☆ حضرت احمد علی لاہوریؒ ماہنامہ پیام مشرق لاہور، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ رحمت کائنات ص۲۴، مقام حیات ص ۶۹۷ ج ۲۔

☆ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ: حاشیہ بخاری ص ۵۱۷۔

☆ حضرت حسین احمد مدنیؒ: نقش حیات ص ۱۲۲ ج ۱، مکتوبات شیخ الاسلام، ص ۲۲۷ ج ۱ تا ۲۳۱ ج ۱۔ ص ۱۲۰ ج ۱۔ الشہاب الثاقب ص ۴۵، ۷۶، ۶۵، ۴۹۔

☆ مولانا حسین علی بھچراںؒ: تحریرات حدیث ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۲۵۵ تا ۲۵۷، ۲۰۹۔

☆ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن مفتی اول دار العلوم: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۴۲۶ ج ۵، ص ۴۶۲ ج ۵، ص ۴۷۱ ج ۵۔

☆ حضرت مفتی مہدی حسن صاحبؒ: تسکین الصدور ص ۱۹، ۴۹، مقام حیات، ۶۹۳، ۶۹۴۔

☆ حضرت مفتی کفایت اللہؒ: کفایت المفتی ص ۱۵۹، ج ۱ تا ۱۶۱، ۱۶۸ ج ۱۔

☆ حضرت محمود حسن گنگوہیؒ: فتاویٰ محمودیہ ص ۴۴۲ ج ۲۔

☆ حضرت مفتی شفیعؒ: الصدیق ملتان: جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ۔ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ستمبر ۱۹۵۸ء۔ معارف القرآن ۴۵۸، ج ۲۔ القول النقی مولفہ حضرت بہلویؒ۔

☆ حضرت مفتی محمودؒ: القول النقی ص ۳۱، تسکین الصدور ص ۳۶، عقائد علماء دیوبند ص ۳۷، مؤلفہ مولانا عبدالشکور ترمذیؒ۔

☆ مفتی عبداللہ صاحب ملتان، عقائد علماء دیوبند ص ۳۷۔

☆ مفتی عبدالستار صاحب ملتان، خیر الفتاویٰ ص ۱۳۶ ج ۱، عقائد علماء دیوبند۔

☆ مفتی جمیل احمد تھانویؒ: تسکین الصدور ص ۲۶، ۴۰۔

☆ مفتی عبدالرشید صاحب کراچی: دعوۃ الانصاف، ص ۲۰۹، مؤلفہ مولانا عبدالعزیز شجاعبادی، خیر الفتاویٰ ص ۱۲۷ ج ۱، ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۵۹ء ص ۱۰۵۔

☆ حضرت شیخ زکریاؒ: اوجز المسالک ص ۳۲۳ ج ۱۵، ص ۳۲۴ ج ۱۵، ۲۹۱ ج ۴، ۲۹۲ ج ۴،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۹۴ ج ۴، ۳۱۴ ج ۴، فضائل درود شریف، ص ۳۷۔ معارف شیخ ص ۳۱ تا ۴۱۔ محشی ابوداؤد مولانا محمد حیات سنبھلیؒ ابوداؤد ص ۲۷۹، ج ۱، حاشیہ نمبر ۲، باب زیارۃ القبور۔

☆ قاری محمد طیب صاحب: مسالک علماء دیوبند، ص ۲۰، الصدیق ملتان ربیع الاول ۱۳۷۷ھ، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ، ماہنامہ دار العلوم دیوبند ربیع الاول ۱۳۷۳ھ، تسکین الصدور، ص ۲۰، ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء۔ ☆ مولانا یوسف بنوریؒ: تسکین الصدور ص ۲۲ تا ۲۵، مولانا شمس الحق افغانیؒ۔ تسکین الصدور ص ۱۸، مولانا خیر محمد جالندھریؒ تسکین الصدور ص ۲۱، القول النقی، ص ۳۰۔

☆ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ: تسکین الصدور ص ۲۱۔

☆ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ: اعلاء السنن ص ۲۷۲، ج ۱۷۔ ص ۳۳۰ تا ۳۳۹ ج ۱۰۔ تسکین الصدور ص ۲۸۔

☆ مولانا ادریس کاندھلویؒ: سیرت المصطفیٰ ص ۲۷۸ تا ۲۸۰، ۲۸۴، ج ۳۔

☆ مولانا عبدالخالق صاحبؒ: تسکین الصدور ص ۲۹۔

☆ مولانا عبداللہ بہلویؒ: القول النقی ص ۶، ۷، ۱۶، ۲۶، ۲۸، ۲۹،۔

☆ مولانا منظور نعمانیؒ: معارف الحدیث ص ۳۷۸ ج ۵، تا ۳۸۰ ج ۵۔ ماہنامہ الفرقان جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی مئی ۱۹۵۹ء جولائی و اگست، ۱۹۶۰ء۔ مولانا عبدالحق صاحب تسکین الصدور ص ۲۸، مولانا محمد انوریؒ۔ ماہنامہ دار العلوم مارچ ۱۹۶۰ء ص ۳۶، رحمت کائنات ص ۲۶، مولانا عبدالھادی، انوار المحمود ص ۶۱۰ ج ۱، مولانا عبداللہ درخواستیؒ۔ تسکین الصدور ص ۲۷، خواجہ خان محمد صاحب تسکین الصدور ص ۳۰۔

چونکہ قبر شریف میں نبی اکرم ﷺ کے دنیا والے جسم اطہر کی حیات کا عقیدہ تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے اس لئے جو شخص اس حیات کا منکر ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ نہ وہ سنی ہے نہ وہ دیوبندی ہے، اس مسئلہ میں شہید فی سبیل اللہ محقق العصر سیف من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سیوف اللہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت ﷺ درود وسلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور وہ تمام امور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے بجالاتے ہیں آپ ﷺ کی حیات کو حیات برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے اور اس حیات کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے، وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۵۱۹ ج ۱۰)

(۵) زیر مطالعہ کتاب استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے تلمیذ وعزیز (برادر زادہ) اور خادم خاص اور حضرت موصوف کے علوم وہبیہ کے امین مولانا محمد محمود عالم صفدر کی نہایت عمدہ تالیف ہے۔ اس میں مولانا موصوف نے حضرت کی خدمت میں رہ کر مسئلہ حیات اور عذاب قبر پر جو کچھ حضرت سے سنا یا حضرت کی تحریر میں محفوظ ملا یا حضرت رئیس المناظرین کے ٹیپ شدہ دروس سے دستیاب ہوا اس سارے مواد کو مرتب کیا پھر انتہائی محنت و جانفشانی کے ساتھ اس پر تخریج کا کام کیا، اس تحقیق وتخریج کے دوران مزید معلومات جو ان کی نظروں سے گزریں ان کا اضافہ بھی فرمادیا۔

پس مسائل مذکورہ پر استاد وشاگرد یعنی صفدر کبیر وصفدر صغیر کی تحقیقات کے پھولوں سے تیار کردہ گلدستہ برادران اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے، جس سے علماء اہل سنت کے مسلک حقہ کی دلآویز خوشبو مہک رہی ہے۔

اور جویائے حق کے دل ودماغ کو معطر کررہی ہے، ہاں اگر کسی کا دماغ ہی گبریلا ہو تو پھولوں کا کیا قصور ہے؟ امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے پریشان قلوب تسکین پائیں گے اور باتسکین مزید تسکین محسوس کریں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرما کر اس کے فیض کو عام وتام فرمائیں۔

منیر احمد منوّر غفرلہ

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ عذاب قبر

مسئلہ عذاب قبر امت کے اجماعی اور متواتر مسائل میں سے ہے، لیکن جس طرح اسلام کے دوسرے اہم عقیدوں کو معاف نہیں کیا گیا، کسی نے ختم نبوت جیسے محکم عقیدے کا انکار کر کے ملت بیضاء کی دیوار میں دراڑیں ڈالیں، تو کسی نے حب اہل بیت کے حسین عنوان سے جانثاران مصطفیٰ کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے اس دین محمدی کے شجرہ طیبہ کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کی۔ کسی نے عصمت انبیاء جیسے مسئلہ کا انکار کر کے کائنات کی اس پاکیزہ، منزہ ومحترم جماعت کی عزت وعظمت کے خون سے ناپاک ہاتھ رنگے، تو کسی نے قافلہ نبی امّی ﷺ کے سرفروشوں پر زبان دراز کر کے جہنم میں ٹھکانا بنایا۔

انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ عذاب قبر کا کھڑا ہوا، جس نے نام تو قرآن کا لیا، لیکن قرآن کی آڑ میں اس مسئلہ کا انکار کر دیا۔ کہ جس مسئلہ کی طرف قرآن کی آیات ہر تدبر وفکر کے خوگر کو توجہ دلاتی ہیں کہ اس ناگہانی منزل کے آنے سے قبل اس کے لئے زادراہ تیار کر لے، اس اندھیری کوٹھڑی میں جانے سے پہلے اپنے قلب کی تہوں میں شمع ہدایت جلالے کہ جس کی روشنی وہاں کام آسکے۔

جہاں اس دنیا کی روشنیاں ناکام ہو جائیں گی، وہاں کے گھبراہٹ زدہ منظر کے لئے کچھ تیاری کر لی جائے۔ لیکن ناعاقبت اندیش، مردہ دل جسموں نے اس حقیقت کا انکار کر ڈالا۔ گویا کہ ان کے نزدیک قرآنی نصوص اور نبوی فرامین اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے کافی نہیں تھے، بلکہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے اس وقت کے منتظر ہیں جب ان پر اس کا عمل شروع ہو چکا ہوگا تو وہ لاتوں کے بھوت جو باتوں سے نہ مانے تھے پھر اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے مگر یہ ماننا بے ثمر ہوگا، یہ تسلیم کرنا بے فائدہ ہوگا۔ کیونکہ اس وقت تو کفار بھی یہ تسلیم کریں گے جیسا کہ ذات علیم وخبیر نے اپنے کلام مقدس میں فرمایا ہے:

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر وہ کہیں گے:

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر

ترجمہ.....کاش ہم سن لیتے یا خود عقل رکھتے تو جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔

لیکن یہ حسرت وافسوس کارآمد ثابت نہ ہوگا کیونکہ اب وقت گزر چکا ہوگا، اب وہ ہاتھ نہ آئے گا، بارگاہ ایزدی سے اعلان ہو چکا ہے **انھا کلمۃ ھو قائلھا** وہ ایک بات ہی ہوگی جس کا وہ قائل ہے۔اس بات پر عمل نہیں ہوگا۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ یہاں یہ تسلیم کرلیا جائے اور بارگاہ ایزدی میں سر جھکا کر کہہ دیا جائے:

☆ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ☆

تب تو کوئی چھٹکارے کی صورت نکل سکتی ہے ورنہ اس کے علاوہ امیدیں باندھنا.....خیال است و محال است وجنوں۔

ہم اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے اس طرز کو اختیار کریں گے جو محکم ہے، کج روی اور خود رائی سے پاک، صراط مستقیم کی طرف راہبر ہے۔وہ طرز ہے کیا؟.....وہ ہے مسئلہ بتانا نہ کہ بنانا۔

مسئلہ بتانا اور بنانا:

مسئلہ بتانا اور بنانا، ان میں واضح فرق ہے۔مسئلہ بتانا یہ ہوتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ جس آیت یا حدیث سے میں استدلال کررہا ہوں میں اکیلا اس وادی تحقیق میں نہیں کھڑا بلکہ اپنے آگے امت کے علماء ومحققین کی ایک جماعت پاتا ہوں جو اس استدلال میں میری رہبر ہے۔میں بھٹکے ہوئے کسی بیابان راستے کا راہی نہیں ہوں، میں اندھیر نگری میں کھڑا ہوکر کسی اندھے کی طرح ہاتھ پاؤں نہیں مار رہا، بلکہ میں اس وادی میں ہوں جہاں اہل تحقیق کی ایک لمبی قطار اصول شریعت کی روشنی میں استدلال کرنے میں میری راہنما ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق محبوب کائنات ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا:

لن تجتمع امتی علی الضلالۃ (ترمذی ص ۳۹ ج ۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ میری امت ہرگز گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

میرے آگے اس استدلال میں ان مجتہدین کی ایک پاکیزہ، مطہرہ، منزہ جماعت ہے جن کے متعلق رحمت کائنات ﷺ نے واشگاف الفاظ میں یہ پروانہ جاری کیا:

اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر (بخاری ص ۱۰۹۲)

ترجمہ..... جب حاکم مجتہد اجتہاد کرے اور وہ صواب کو پہنچے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

میں مرزا قادیانی کی طرح خود استدلال نہیں کر رہا کہ جو استدلال فقہاء امت چودہ صدیوں کی طویل مدت میں نہ سمجھ سکے اور آج قادیان میں ایسے شخص کو کہ افیون کی بدبو کے بھبکوں نے جس کے دماغ کے پرزوں کو جام کر کے رکھ دیا ہو اور جو گڑ کی جگہ ڈھیلے کھاتا ہو اور ڈھیلے کی جگہ گڑ سے استنجے کا مرحلہ طے کرتا ہو۔ روٹی پر راکھ کھانے کی وجہ سے اس کا ایمان بھی راکھ بن چکا ہو، ایسے شخص کو یہ استدلال سمجھ آ گیا۔

نہ میں ایسا استدلال کروں گا جو بڑے بڑے محدثین جنکی زندگیاں **قال اللہ و قال الرسول** پڑھتے پڑھاتے کھپ گئیں، ان کی ہڈیاں جہد مسلسل کی وجہ سے تھک کر چور ہو گئیں، جو **فنا فی الرسول** ﷺ تھے ان کو تو نہ سوجھا، لیکن ایک ایسے شخص کو جسے کسی مستند عالم سے شرف تلمذ بھی حاصل نہ ہو سکا، اس مودودی کو وہ استدلال سوجھا کہ اس استدلال کی بنا پر عصمت انبیاء علیہم السلام کی دھجیاں بکھیرنا ہی خدمت قرآن ٹھہرا۔ اس لئے میں جو استدلال کروں گا سلف صالحین کی شہادت اس پر پیش کروں گا کہ یہ استدلال میرا نہیں، یہ ان علماء نے کیا ہے جو **ورثة الانبیاء** ہیں۔ یہ ان محدثین نے کیا ہے جو **نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاها و اداها کما سمع** کا مصداق کامل ہیں۔ (تروتازہ رکھے اللہ اس شخص کے چہرے کو جو میری بات یاد کرے پھر اسے آگے پہنچا دے جیسا کہ سنا) یہ ان فقہاء نے کیا ہے جن کے متعلق زبان نبوت ﷺ گویا ہے **من**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین (اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے) اور پھر میں یہ ثابت کروں گا کہ اس استدلال کو ان اولیاء نے قبول کیا ہے جن کے بارے میں وحی الٰہی ناطق ہے **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** اس جماعت نے قبول کیا ہے جس کے متعلق دربار رسالت سے یہ اعلان جاری ہوا **ید اللہ علی الجماعۃ** (ترمذی ج۲ ص۳۹) اس لئے میں مسئلہ بتاؤں گا، بناؤں گا نہیں۔

یاد رکھئے جتنے بھی نئے فتنے آئیں گے وہ مسئلہ بنائیں گے، بتائیں گے نہیں۔ پس فرق یہی ہے فتنہ اور غیر فتنہ کا، حق اور باطل کا، سفید اور سیاہ کا، دن اور رات کا، سچ اور جھوٹ کا، کہ حق والے مسئلہ بتائیں گے اور اس پر بیسیوں حوالے متکلمین امت کے پیش کریں گے۔ اہل باطل مسئلہ بنائیں گے، لیکن ایک حوالہ بھی متکلمین امت میں سے کسی کا اس پر پیش نہیں کر سکیں گے کہ وہ ہو بھی اہل سنت میں سے، اس نے اس آیت یا حدیث سے استدلال کیا ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ مسئلہ مشکل نہیں ہوتا، اس میں جو لوگ الجھاؤ ڈال دیتے ہیں اس کا سلجھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو جتنے بھی باطل فرقے ہیں یہ مسائل میں الجھاؤ زیادہ پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اچھے بھلے مسئلوں کو مشکل بنا دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے دھوکے سے بچنے کے لئے نفس مسئلہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ اور انداز تحریر ایسا ہو کہ عام پڑھنے والا آدمی نفس مسئلہ سمجھ سکے۔ اسی طرح مناظرہ اور تقاریر میں جو ان پڑھ عوام سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اس لئے ان کے ذہن کے مطابق بات کی جائے تو فائدہ ہوتا ہے اور اگر علمی باتیں ہوتی رہیں تو ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔ اس لئے میں تمہید میں حضرت اوکاڑویؒ کے ایک مناظرہ کا قصہ ذکر کرتا ہوں۔

واقعہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے واقعہ سنایا کہ ایک دن میں سویا ہوا تھا، رات بارہ بجے دو تین ساتھیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، جب میں باہر نکلا تو انہوں نے بتایا کہ ایک قادیانی مناظر ربوہ سے آیا ہے، اس سے مناظرہ کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ مناظرہ صبح کر لیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ صبح تک تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے چلے جانا ہے۔ میں نے پوچھا مناظرہ کا عنوان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا ختم نبوت، اجرائے نبوت پر مناظرہ ہے۔

میں نے مرزا بشیر احمد کی چھوٹی سی کتاب ''ختم نبوت کی حقیقت'' ہاتھ میں لی اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مرزائی مناظر بیٹھا تھا میں نے کہا سب سے پہلے یہ دیہاتی لوگ ہیں ان کو یہ سمجھاؤ کہ ہمارا اختلاف کیا ہے؟ اس پر وہ مناظر مجھے کہنے لگا آپ ہی سمجھا دیں۔ میں نے کہا چلو میں ہی سمجھا دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا اور غیر تشریعی نبی آئیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبی ہے۔ اس پر مرزائی مناظر کہنے لگا بالکل یہی بات ہے۔ میں نے کہا کہ یہ جو دو لفظ بولے ہیں تشریعی، غیر تشریعی یہ عوام ان کو نہیں سمجھتی تو جب تک یہ نہ سمجھیں تو ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ان کو کیا پتا چلے گا کہ دلیل دعویٰ کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس پر مرزائی مناظر کہتا ہے کہ یہ بھی آپ سمجھا دیں۔

میں نے مرزا بشیر احمد کی کتاب ''ختم نبوت کی حقیقت'' اٹھائی اور کہا اس میں یہ جو حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے، جن میں تین سو تیرہ رسول تھے۔ یہ حدیث لکھنے کے بعد مرزا بشیر احمد نے تشریح کی ہے کہ رسول کہتے ہیں صاحب شریعت نبی کو، جو نبی شریعت لے کر آئے۔ اور نبی کہتے ہیں جو پہلے نبی کی شریعت لوگوں کو سنائے۔ میں نے کہا خلاصہ یہ نکلا کہ مرزا کا عقیدہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد رسول کوئی نہیں آئے گا۔ اور نبی آئیں گے۔ اور مرزا قادیانی نبی ہے، رسول نہیں ہے۔ ابھی تک مرزائی مناظر کو پتا نہیں چلا تھا کہ وہ کہاں پھنس گیا ہے۔ میں نے کہا یہ جو بات میں نے کی ہے یہ ٹھیک ہے؟ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا آپ کے دعوی کے تین حصے ہو گئے ہیں۔

۱.....رسول پاک ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔

۲.....نبی آئیں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳.....مرزا قادیانی نبی ہے رسول نہیں ہے۔

پہلے حصہ پر کوئی دلیل بیان کریں۔اب اس نے خود ہی آیت پڑھی۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین.

اور وہی ترجمہ کیا جو مجھے چاہئے تھا۔کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔اگر یہ آیت میں پڑھتا تو وہ آگے سے سو حجت بازیاں کرتا۔اب اس نے وہی ترجمہ کیا تھا جو مجھے مطلوب تھا۔میں نے کہا آپ کے دعوی کی شق اول تھی کہ رسول پاک ﷺ کے بعد رسول کوئی نہیں آئے گا۔لھذا آپ کو دلیل میں خاتم المرسلین والی آیت پڑھنی چاہئے تھی نہ کہ خاتم النبیین والی۔آپ نے تو نبی کا آنا ثابت کرنا ہے،اور اب آپ نے الٹ بات ثابت کر دی ہے۔کہ نبی نہیں آئیں گے۔

اب وہ بڑا پریشان ہوا۔کہنے لگا یہ تو آپ نے مجھے بہت بڑا چکر دے دیا ہے۔میں نے کہا اس میں کونسی چکر کی بات ہے اب وہ اٹھ اٹھ کے بھاگے۔میں نے کہا بیٹھو تو سہی کوئی بات تو حل ہو جائے کہنے لگا نہیں آپ نے تو ایسے چکر میں ڈالا ہے کہ نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔میں مناظرہ نہیں کرتا۔تو ایسے لوگوں کو اس انداز میں قابو کرنا چاہئے تا کہ لوگوں کو بات سمجھ آجائے۔

پہلے زمانے کے فتنوں اور آج کے فتنوں میں فرق:

پہلے زمانے کے فتنوں اور آج کے فتنوں میں ایک فرق ہو گیا ہے، پہلے کافر قرآن کا انکار کرتے تھے۔آج معاملہ اس کے برعکس ہو گیا ہے۔آج قرآن کے نام سے کفر پھیلاتے ہیں کہ ہم اہل قرآن ہیں،کہ نبی کی سنت ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ابوجہل بھی تو کہتا تھا کہ حضور پاک ﷺ کی بات نہ سنو۔حدیث نہ سنو،ابوجہل تو قرآن کا کھلا دشمن تھا۔اور یہ چھپے دشمن ہیں۔

آج کل یہ مسئلہ ہو گیا ہے کہ الفاظ تو اسلام والے باقی رکھے جاتے ہیں،معنی اس میں کفر والا ڈال دیا جاتا ہے۔جیسے باطنیوں کے بارے میں پہلے سے بات چلی آرہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ''او جی دل دی نماز ہے دل دی''۔(جناب نماز دل کی ہوتی ہے)

واقعہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرتؒ نے واقعہ سنایا کہ مولانا رومؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کسی کا مرید ہوگیا۔اب وہ پیر صاحب تیس چالیس مرید ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچ گئے۔مرید نیا تھا۔پیر صاحب کی خدمت کا شوق بھی اسے خوب تھا۔ چنانچہ اس نے پیر صاحب کی خوب خدمت کی۔ جب پیر صاحب تین چار دن وہاں رہے تو اس مرید کی بیوی جو کسی مولوی صاحب کی بیٹی تھی وہ پیر صاحب سے تنگ آ گئی، اس نے سوچا میں سارا دن کھانا پکاتی رہتی ہوں اور یہ پیر صاحب کھانا کھا کر ڈکار لے کر پڑے رہتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں نہ کچھ اور دین کا کام کرتے ہیں۔اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو کس پیر سے بیعت ہوا ہے کہ جو نماز بھی نہیں پڑھتا۔

اس نے پیر صاحب سے کہا کہ میری بیوی یہ کہتی ہے کہ تمہارے پیر صاحب نماز نہیں پڑھتے۔اس نے کہا میں ظاہری نماز نہیں پڑھتا۔میں نماز مکے شریف جا کر پڑھتا ہوں۔تو اس عورت نے کہا کیا مکے کا کھانا آپ کے لئے حرام ہے؟ کہ کھانا کھانے کے لئے تو یہاں آ جاتا ہے۔ جب تو مکہ شریف جاتا ہے تو کھانا بھی وہاں کھایا کر۔تو اس پیر نے کہا کہ یہ جو دکھاوے کی نماز ہے وہ اللہ کو پسند نہیں۔اصل نماز دل کی نماز ہوتی ہے۔

پیر نے دیکھا مریدنی کی عقیدت کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہ صبح بیٹھ گیا تو دو چار مرید اپنے گھر کی طرف بھیج دیئے کہ وہاں جا کر فلاں جھونپڑی کو آگ لگا کر فلاں وقت بجھا دینا۔ادھر وقت مقررہ پر پیر صاحب نے شور ڈالنا شروع کر دیا، اور مریدوں کو کہنے لگا کہ آگ لگ گئی ہے پانی لے کر آؤ۔ جب وہ پانی لے کر آئے تو پیر صاحب نے چھینٹے مارنا شروع کر دئے کہ آگ بجھا رہا ہوں۔اب لوگ جب پیر صاحب کے گھر پر گئے تو واقعی آگ لگ کر بجھی ہوئی تھی۔

اب تو لوگوں کا اعتقاد مزید بڑھ گیا کہ پیر صاحب بہت کامل ہیں۔انہیں غیب کی خبریں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔اب نئے مرید نے اپنی بیوی کو خوب ڈانٹا کہ آئندہ حضرت کی شان میں گستاخی نہ کرنا، دیکھ! حضرت نے بارہ میل سے آگ بجھا دی ہے۔

اس عورت نے دل ہی دل میں سوچا کہ پیر صاحب کا علاج کرنا چاہئے۔شام کو جب پیر صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چاول کھانے کے لئے بیٹھے تو بار بار آدمی کو بھیجا کہ چینی لاؤ۔اس نے کہا کہ بھیج دی ہے۔ پھر وہ آیا کہ نہیں ہے۔اس نے کہا حضرت جی بیٹھے ہیں کھاتے کچھ بھی نہیں ہیں،چینی آئے گی تو کھائیں گے۔ جب وہ بالکل ناراض ہوگیا اوراس نے کہا آخر تو چینی کیوں نہیں دیتی،تو وہ کپڑے دھونے والا ڈنڈا لے کر آ گئی اس نے کہا کہ بارہ میل سے آگ تو نظر آ جاتی ہے اور یہ چینی جو میں نے چاولوں کے نیچے رکھی ہے یہ نظر نہیں آتی ؟

میں نے تو امتحان لیا تھا کہ تجھے کچھ پتہ چلتا ہے یا نہیں؟اب پیر صاحب نے سوچا کہ یہاں گذارا مشکل ہے۔ یہاں سے نکلنا ہی پڑے گا۔صبح جانے کا ارادہ ہوگیا۔خیر جاتے وقت اس نے یہ سمجھایا کہ بیٹی دل کی نماز ہوتی ہے، دکھلاوے کی نہیں ہوتی۔ اندر سے آدمی کا باطن نمازی ہونا چاہئے ظاہر جو ہے نہ اس کا کوئی حکم نہیں ہوتا۔

اب اس نے واپس جانا تھا۔تو اس عورت نے اپنے لڑکے سے کہا کہ حضرت جی سے عرض کرنا کہ آپ بزرگ آدمی ہیں جاتے جاتے ہماری بھینس کو دم کرتے جائیں۔ پیر صاحب نے کہا جی ہاں بالکل ٹھیک۔ جب وہ باہر جانے کے لئے نکلا تو گدھا کھڑا تھا۔

اس لڑکے نے کہا حضرت جی دم کر دیں اس نے کہا کس کو؟ لڑکے نے کہا بھینس کو۔ پیر نے کہا یہ تو گدھا ہے،اس نے کہا نہیں امی جی کہتی ہیں کہ اوپر سے گدھا ہے اندر سے بھینس ہے،اس نے کہا بے وقوف جو اوپر سے گدھا ہے وہ اندر سے بھی گدھا ہے۔تو لڑکا بول پڑا جو اوپر سے بے نمازی ہے وہ اندر سے بھی بے نمازی ہے،وہ اندر سے نمازی کیسے بن گیا؟

تو یہ ایک باطنی فرقہ ہوتا تھا، کہ جو اس قسم کے معنی نکالتا تھا،لیکن آج کل طریقہ عام نکل چکا ہے کہ لفظ تو وہی باقی رکھا جاتا ہے لیکن معنی بدل دئے جاتے ہیں۔

مثال:

چناب نگر (ربوہ) میں ختم نبوت والے تین دن کانفرنس کرتے ہیں کہ مرزائی ختم نبوت کے منکر ہیں۔اور جب آپ مرزائیوں کے گھروں کے قریب جائیں تو ان کی دیواروں پر باہر لکھا ہوتا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار خاتم النبیین ﷺ) اب ناواقف لوگ جب اس کو پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ کانفرنس پر تو ساری دنیا کے علماء یہ کہہ رہے تھے کہ مرزائی حضور ﷺ کو خاتم النبیین ﷺ نہیں مانتے اور انہوں نے تو اپنی دیواروں پر لکھا ہے کہ پاک محمد مصطفٰے، نبیوں کا سردار خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ اب وہ مرزائی آیت خاتم النبیین ﷺ کا انکار تو نہیں کرتے لیکن وہ اس کا معنی ایسا کرتے ہیں جو اس آیت کے بالکل الٹ ہے۔ جس پاک پیغمبر ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی اس کی حدیث متواتر میں یہ مذکور ہے **لا نبی بعدی** (کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں)

اب مرزا خاتم النبیین کا کیا معنی مراد لیتا ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ خاتم کہتے ہیں مہر کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک نبی بنائے، اب وہ مہر حضور اکرم ﷺ کو دے دی گئی ہے۔ کہ جس پر چاہیں مہر لگا کر نبی بنا دیں، یعنی وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کی بجائے نبی بنانے والا کرتا ہے۔ اسی لئے مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے ہمارا پختہ ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ یعنی آپ نبی گھڑتے ہیں، نبی بنایا کرتے ہیں۔

اب سادہ لوگ جب اس کو پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ مرزائی بھی حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس لئے وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بہاولپور عدالت میں مرزائیوں نے یہی کہا کہ مسلمان جھوٹ بولتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم آیت خاتم النبیین پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارا اور مسلمانوں کا جھگڑا فقط معنی میں ہے۔ جو معنی یہ مولوی کرتے ہیں وہ ہم نہیں مانتے، ہم وہ معنی کرتے ہیں جو لغت عرب کے عین مطابق ہے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو سارے علماء جو کھڑے تھے وہ پریشان ہو گئے۔

اس پر ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ لا نبی والی حدیث متواتر ہے، اور یہی خاتم النبیین کا معنی ہے۔ اس پر مرزائی کہنے لگا کہ متواتر وغیرہ مولویوں کی بنائی ہوئی قسمیں ہیں، میں ان کو نہیں مانتا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے۔ جج جس کا نام اکبر خان تھا وہ بھی بڑا حیران ہوا۔ اس پر رئیس المحدثین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے انہوں نے فرمایا یہ جو آیت تو نے پڑھی ہے کیا یہ آیت حضور پاک ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ کیا تیرا اس پر ایمان ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت حضور پاک ﷺ سے خود سنی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر تجھے کیسے یقین ہو گیا کہ یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی تھی؟ اس نے کہا تواتر سے ثابت ہے۔

اس پر حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا جس تواتر سے یہ آیت ثابت ہے اسی تواتر سے وہ حدیث ثابت ہے۔ عجیب بات ہے اس آیت کو خدا کا کلام مانتا ہے اور اس حدیث کو مولوی کی بات کہہ رہا ہے۔ جو اسی قسم کے تواتر سے ثابت ہے۔ جب جج نے یہ حضرتؒ کا جواب سنا تو ادب سے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا حضرتؒ میں تو بڑا پریشان ہو گیا تھا کہ اسکا کیا جواب ہوگا۔

تو اب دیکھئے مرزائیوں نے خاتم النبیین کا لفظ باقی رکھا۔ لیکن اس کا معنی ایسا گھڑ لیا جو بالکل ختم نبوت کے خلاف تھا۔ تو جس طرح مرزائیوں نے معنیٰ تبدیل کیا، اسی طرح یہ منکرین حیات انبیاء علیہم السلام بھی پانچ لفظوں کے معنی بدل لیتے ہیں۔

(۱).....موت کا معنیٰ

(۲).....حیات کا معنی

(۳).....برزخ کا معنی

(۴).....قبر کا معنیٰ

(۵).....روحانی کا معنیٰ

سارا چکر ان پانچ لفظوں میں پڑا ہوا ہے۔

کیا عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے؟:

حضرت اوکاڑویؒ نے واقعہ سنایا کہ منکرین حیات انبیاء عام طور پر یہ شور مچایا کرتے ہیں کہ عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ ایک مرتبہ ان کے ایک مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی اس نے کہا عقیدے کا قرآن سے ہونا ضروری ہے۔ جب وہ مجھ سے بات کر رہے تھے تو اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقت بچوں کو تعلیم الاسلام پڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا تعلیم الاسلام میں عقائد بھی درج ہیں۔ اس میں جو یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ تھا اور والد کا نام عبداللہ تھا، یہ کس آیت کا معنی ہے؟ آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، آپ ﷺ کا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے، یہ قرآن پاک کی کن آیات میں لکھا ہوا ہے؟ وہ آیات سنائیں اس پر وہ بہت پریشان ہوا۔

اصول:

عقیدے کے لئے قرآن میں ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کا قطعی ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ قطعیت تواتر سے ثابت ہو جائے۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عقیدہ کا قرآن سے ہونا ضروری ہے ان کا یہ اصول غلط ہے۔

حضرت اوکاڑویؒ نے سنایا کہ جب ایک مشہور مماتی سے میرا مناظرہ تھا تو اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ میں یہ شرط لگاؤنگا کہ عقیدہ قرآن سے دکھاؤ، وہ اپنی سوچ پر خوش بھی تھا۔ جب اس نے یہ لکھا تو میں نے جواب میں لکھا کہ آپ عقائد کی کون سی کتاب مانتے ہیں؟ تو اس نے کہا شرح عقائد نسفی، تو میں نے کہا آپ عقیدے کے بارے میں جو شرط لکھیں، شرح عقائد نسفی کے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کر دیں۔

یا پھر ان عقیدوں کا انکار کر دیں کہ ہم ان عقیدوں کو نہیں مانتے کیونکہ یہ ہماری شرط پر پورے نہیں اترتے۔ دیدہ باید۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں ہمارے عقائد کی مکمل کتابیں موجود ہیں، اعمال کی مکمل کتابیں موجود ہیں۔ اور جو فرقے نئے وجود میں آتے ہیں ان کی بنیاد ایک دو مسئلوں کے انکار پر ہوتی ہے۔ وہ ایک دو مسئلوں کا انکار کر دیں گے۔ اور پھر اپنا سارا زور انہی ایک دو مسئلوں کی تردید میں صرف کرتے رہتے ہیں، مکمل عقائد کی کتاب نہیں لکھتے۔

اسی طرح منکرین حیات انبیاء اور عثمانی پارٹی وغیرہ ان کے عقائد کی مکمل کوئی کتاب نہیں، دو چار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسئلوں پر یہ لوگ شور مچاتے رہتے ہیں۔اب یہ لوگ جہاں حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں وہاں ان میں سے اکثر عذاب قبر کے منکر ہیں۔اس لئے کہ جب قبر میں عذاب مانا جائے تو روح کا جسم کے ساتھ تعلق ماننا پڑتا ہے۔کیونکہ بغیر تعلق روح ،جسم عذاب وثواب کا ادراک نہیں کرسکتا۔ اس لئے سب سے پہلے ہم عذاب قبر کے بارے میں کچھ تحریر کرتے ہیں۔

لطیفہ:

اس مقام پر ایک لطیفہ یاد آرہا ہے کہ ایک منطقی تھا، یامَن ،تو کی (یعنی سب کچھ میں ہوں تو کیا ہے؟) گرمیوں کا موسم تھا،سفر کرتے کرتے کچھ دیر آموں کے درخت کے نیچے بیٹھا،ابھی آموں کا موسم شروع ہورہا تھا، چھوٹے چھوٹے آم درختوں پر لگے ہوئے تھے،ادھر نیچے ایک حلوہ کدو کی بیل تھی (پیٹھا) اب یہ کبھی درخت کی طرف دیکھتا کہ اتنا بڑا درخت ہے، چھوٹے چھوٹے آم اس پر لگے ہوئے ہیں۔

اور کہنے لگا یا اللہ اگر خود اتنی عقل نہیں تھی (نعوذ باللہ) تو کسی سے مشورہ لے لیتے۔چاہئے تو یہ تھا کہ اتنے بڑے درخت پر پیٹھے لگتے، کیونکہ وہ بڑی چیز تھی اور یہ بیل جو انگلی جیسی باریک ہے کبھی ہوا اسے ادھر پھینک دیتی ہے اور کبھی ادھر،تو یہ چھوٹے چھوٹے آم وہاں لگتے تو اس طرح گویا کہ نعوذ باللہ،اللہ کو سمجھا رہا تھا۔

اب نبوت تو ختم ہوچکی وحی تو آنی نہیں،اس لئے اللہ تبارک وتعالٰی نے کوّا بھیجا کہ جا کر اس کا دماغ ٹھیک کرے،جیسا کہ اللہ تعالٰی نے قبر کی جگہ بتانے کے لئے کوّے کو بھیجا **فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض**. اسی طرح اس منطقی کا دماغ ٹھیک کرنے کے لئے کوے کو بھیج دیا۔

چنانچہ کوا آیا،اس نے چھوٹی سی ٹہنی کو جو منطقی کے اوپر تھی اس کو کاٹا آم جو سر پر گرا تو منطقی چکرا گیا اب اوپر بھی دیکھ رہا ہے اور نیچے گرتا جارہا ہے اور ہاتھ باندھتا جارہا ہے، کہہ رہا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ اوپر پیٹھا لگا ہوا نہیں تھا، وگرنہ دنیا میں دوبارہ آنکھ کھولنا نصیب نہ ہوتی۔یا اللہ آئندہ بے شک اس سے بھی چھوٹے آم لگانا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگر وہاں آم کی بجائے خدانخواستہ پیٹھے لگے ہوتے تو ساری دنیا دھوپ میں جل جاتی، کوئی ڈرتا کبھی سائے میں آ کر نہ بیٹھتا، کہ پتہ نہیں کس وقت اوپر سے ایٹم بم (پیٹھا) گر جاتا۔ تو یا اللہ تیری قدرت برحق ہے اور جو کچھ تو کرتا ہے وہ صحیح کرتا ہے۔

اسی طرح کا مسئلہ عذاب وثواب قبر کا ہے کہ کچھ لوگ تو خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے کہنے سے مان لیتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کو قبر میں گرز پڑنا شروع ہوں گے تو ان کو اس وقت عذاب قبر کی حقانیت کا یقین ہوگا۔

جس طرح مرزائی حیات مسیح علیہ السلام کی مسئلے میں معانی بگاڑ لیتے ہیں، اسی طرح منکرین حیات انبیاء نے بھی پانچ الفاظ کے معانی بگاڑے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ ان کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں نام قرآن کا لیتے ہیں اور بگاڑتے الفاظ کے معانی ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے موت کا معنی بگاڑا ہے۔

موت کا معنی:

جاہلیت میں موت صرف نام تھا عدم کا۔ اسلام نے آ کر بتایا موت ایک وجودی چیز ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے **خلق الموت و الحیات**. پیدا کیا موت اور حیات کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح حیات مخلوق ہے، موت بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے۔

تو جس طرح نیند کے بارے میں آتا ہے **لا تاخذہ سنۃ و لا نوم**. اور بعض اوقات انسان محسوس کرتا ہے کہ نیند بھی ایسی چیز ہے جو ہمیں دبا رہی ہے، آ کر پکڑ رہی ہے، ہماری آنکھیں بند ہوتی جا رہی ہے۔ تو جس طرح نیند ایک وجودی چیز ہے، اسی طرح موت بھی ایک وجودی چیز ہے نہ کہ عدمی۔

زمانہ جاہلیت میں موت کا تصور:

جاہلیت میں موت کا تصور اتنا ہی تھا کہ بس روح نکل گئی، مٹی مٹی میں مل گئی، ہوا ہوا میں مل گئی، آگ آگ میں مل گئی، گرمی گرمی میں چلی گئی، اور روح پتا نہیں کہاں چلی گئی۔ اس کے بعد کوئی چیز باقی نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہی۔

سب سے پہلی دفعہ وفات اور متوفی کا لفظ موت کے لئے قرآن پاک نے استعمال کیا ہے۔اسلام نے آکر موت کے بارے میں جاہلیت کے ذہن کی نفی کی اور یہ بتایا کہ موت کے بعد کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوتی۔سب کچھ اللہ تعالیٰ کے کنٹرول میں رہتا ہے۔اس لئے یہ جو تصور ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو ختم ہوجاتا ہے، یہ تصور اسلام نے آکر ختم کردیا۔

معتزلہ بھی موت کے عدمی ہونے کے قائل ہیں۔منکرین حیات انبیاء علیھم السلام نے موت کا ابھی تک وہی معنی یاد رکھا ہوا ہے جو جاہلیت کے زمانے میں تھا۔جو کہ موت کا آدھا معنی ہے۔جب بھی ان سے پوچھا جاتا ہے کہ موت کسے کہتے ہیں؟ تو کہتے ہیں **ابانة الروح عن الجسد** کہ جسم میں سے روح کا نکل جانا اس کو موت کہتے ہیں۔اس کو بس اتنا ہی معنی یاد ہے حالانکہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ روح نیند میں نکل جاتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں آتا ہے

الله یتوفی الانفس حین موتها و التی لم تمت فی منامها.

اسی طرح **لیلة التعریس** کی حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحیں قبض کر رکھی تھیں۔ جب اللہ کا ارادہ ہوا تو بھیج دیں۔ح۔

چنانچہ بخاری شریف ج ا ص ۸۳ پر ہے:

حدثنا عمران بن میسرة قال حدثنا محمد بن فضیل قال حدثنا فصیل عن عبدالله بن ابی قتادة عن ابیه قال سرنا مع النبی ﷺ لیلة فقال بعض القوم لو عرست بنا یا رسول الله ﷺ قال اخاف ان تناموا عن الصلوة قال بلال انا اوقظکم فاضطجعوا و اسند بلال ظهرة الی راحلته فغلبته عیناه فنام فاستیقظ النبی ﷺ وقد طلع حاجب الشمس فقال یا بلال این ما قلت قال ما القیت علی نومة مثلها قط قال ان الله قبض ارواحکم حین شاء وردها علیکم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حین شاء یا بلال قم فاذن بالناس بالصلوۃ فتوضأ فلما ارتفعت الشمس و ابیاضت قام فصلی.

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ نے ہماری روحیں قبض کر رکھی تھیں، جب اللہ کا ارادہ ہوا پھر بھیج دیں تو ہم جاگ اٹھے۔ حضور پاک ﷺ دعاؤں میں بھی یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ سونے میں تو اگر میری روح قبض کرے، اگر اسی پر میری موت آجائے تو میری حفاظت کرنا۔ اگر واپس بھیجے تو ایمان کے ساتھ بھیجنا۔ (بخاری: ج ا ص ۸۳)

تو قرآن وحدیث میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ نیند میں بھی روح نکل جاتی ہے۔ اگر موت کا اتنا ہی معنی ہو جتنا مماتیوں نے یاد رکھا ہوا ہے یعنی **ابانۃ الروح عن الجسد** تو پھر ان کے ہاں موت اور نیند ایک ہی چیز ہونی چاہئے۔

مماتیوں کا جاہلیت والا معنی لینا اور اسلام والا معنی نہ لینے کی وجہ:

اس کی جاہلیت والا معنی مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ موت کا ایک معنی ہے کہ روح جسم میں آئے ہی نہ، جیسے قرآن پاک میں ہے

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا.

اب روحیں تو ہزاروں سال پہلے سے پیدا ہو چکی ہیں، لیکن ابھی اگر آپ میں سے کسی کی عمر پچیس سال کی ہے تو آپ پچیس سال کو زندگی کہتے ہیں اور اس سے پہلی حالت کو موت کہتے ہیں۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ روحیں تو ہزاروں سال پہلے سے موجود تھیں۔ لیکن پھر بھی **کنتم امواتا** کہا گیا کہ تم مردہ تھے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ روح کا اس جسم کے ساتھ تعلق نہیں تھا، پس معلوم ہوا کہ موت کہتے ہیں کہ روح جسم سے باہر ہو اور جسم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہو، جس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱).....روح سرے سے جسم میں آئی ہی نہ ہو۔

(۲).....جسم سے روح نکل جائے اور جسم سے تعلق نہ رہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو پس اگر روح جسم سے باہر ہو اور جسم سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس کو حیات نہیں کہتے بلکہ موت کہتے ہیں۔اس لئے قرآن پاک نے اس کو موت کہا ہے:

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا.

حالانکہ وہاں سرے سے روح آئی ہی نہیں۔اب اگر موت کا معنی فقط اتنا ہی لیا جائے جو مماتی حضرات لیتے ہیں،یعنی **ابانة الروح عن الجسد** کہ روح جسم سے نکل جائے،تو ماں کے پیٹ میں آنے سے پہلے والی حالت جو ہے یعنی جب روح جسم میں نہیں آئی تھی۔تو اس پر موت کی یہ تعریف یعنی **ابانة الروح عن الجسد** والی صادق نہیں آتی کیونکہ اس وقت روح سرے سے اس جسم میں آئی ہی نہیں تھی تو نکلی کیسے؟

تو لہذا یہ جو معنی مراد لیتے ہیں وہ معنی اس حالت پر صادق نہیں آتا،حالانکہ حق جل شانہ نے اس کو موت فرمایا ہے۔اب ماں کے پیٹ میں آنے سے پہلے کی حالت موت تھی۔**فاحیاکم** پھر اللہ تبارک وتعالٰی نے حیات عطا فرمائی۔اب اس مقام میں احیاء کا لفظ ایک مرتبہ آیا ہے۔لیکن اس میں دو حیاتوں کا ذکر سمٹا ہوا ہے۔اس میں سے ایک تو وہ چھپی ہوئی حیات تھی جو ماں کے پیٹ میں روح کے آجانے کے بعد رہی لیکن تھی یقیناً حیات۔

پھر جب ہم پیدا ہوئے،اب جو یہ ہماری حیات ہے یہ کھلی حیات ہے۔تو دو حیاتیں ہوئیں۔ایک ماں کے پیٹ میں چھپی ہوئی حیات اور ایک یہ کھلی ہوئی حیات۔لیکن قرآن پاک میں دونوں کو ایک ہی لفظ میں بند کر دیا۔اور ایک ہی مرتبہ فرمایا **فاحیاکم**. اس لئے کہ وہ حیات جو ماں کے پیٹ میں تھی وہ اس کھلی حیات کا دیباچہ اور مقدمہ تھی،اس لئے انہیں الگ الگ بیان نہیں کیا گیا۔ وہ ایک ہی حیات ہے،اس کا کچھ حصہ چھپی حیات کا جو ماں کے پیٹ میں تھا اور کچھ حصہ کھلی حیات کا ہے سب کے سامنے کھلی حیات ہے۔

جب جسم کے ساتھ روح کا تعلق قائم ہوا اسی کو قرآن پاک نے **فأحیاکم** کہا آگے قرآن پاک میں ہے:**ثم یمیتکم** کہ اللہ تعالٰی پھر موت دے دیں گے،پھر اس کے بعد ہے:**ثم**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یحییکم اس **یحییکم** کے بارے میں دو قول ہیں:

☆ایک تو حضرت ابن عباسؓ، حضرت قتادہؒ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا کہ یہاں **یحییکم** سے مراد قبر کی حیات ہے۔[1]

---

[1] **ثم یحییکم** سے قیامت کی زندگی مراد ہے، اس کے قائلین مندرجہ ذیل حضرات ہیں:

۱: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ۔

۲: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ۔

۳: نواب صدیق حسن خان۔

اس صورت میں قبر کی حیات حیات دنیا کی تاویل میں آ جائے گی:

۱۔ علامہ قرطبیؒ۔

۲۔ ابوحفص عمر بن علی دمشقیؒ۔ (اللباب فی علوم الکتاب)

۳۔ قاضی شوکانیؒ۔ (فتح القدیر)

۴۔ نواب صدیق حسن خانؒ۔ (فتح البیان)

یحییکم سے مراد قبر کی حیات ہے:

۱: تفسیر قرطبی۔

۲: ابوحفص عمر بن علی دمشقیؒ۔ (اللباب فی علوم الکتاب)

۳: علامہ سیوطیؒ۔ (تفسیر درمنثور)

۴: قاضی شوکانیؒ۔ (فتح القدیر)

۵: ابوصالح۔ (تفسیر ابن جریر)

۶: نواب صدیق حسن خان۔ (فتح البیان)

۷: تفسیر زاہدی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۸:ابن کثیرؒ۔(تفسیر ابن کثیر)

۹:شیخ زادہؒ۔(حاشیہ محیی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی)

فأحیاکم سے مراد قبر کی زندگی ہے:

۱:ابوالحسن علی بن محمدؒ۔(تفسیر الماوردی)

۲:ابوالمظفر سمعانیؒ۔(تفسیر القرآن للسمعانی)

حوالہ جات کی اصل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

﴿فاحیاکم ثم یمیتکم﴾ . هذا وقف التمام، کذا قال ابو حاتم. ثم قال. ﴿ثم یحییکم﴾. واختلف اهل التأویل فی ترتیب هاتین الموتتین والحیاتین، وکم من موتة وحیاة للانسان؟ فقال ابن عباس وابن مسعود . ای کنتم امواتا معدومین قبل ان تخلقوا فأحیاکم ای خلقکم، ثم یمیتکم عند انقضاء آجالکم، ثم یحییکم یوم القیامة، قال ابن عطیة ، وهذا القول هو المراد بالآیة ، وهو الذی لا محید للکفار عنه لاقرارهم بهما، واذا اذعنت نفوس الکفار لکونهم امواتا معدومین، ثم للاحیاء فی الدنیا، ثم للاماتة فیها قوی علیهم لزوم الاحیاء الآخرو جاء جحدهم له دعوی لا حجة علیها. قال غیره. والحیاة التی تکون فی القبر علی هذالتاویل فی حکم حیاة الدنیا، وقیل. لم یعتد بها کما لم یعتد بموت من اماته فی الدنیا ثم احیاه فی الدنیا. وقیل. کنتم امواتا ای نطفا فی ظهر آدم ، ثم اخرجکم من ظهره کالذرّ، ثم یمیتکم موت الدنیا، ثم یبعثکم . وقیل. کنتم امواتا ای نطفا فی اصلاب الرجال وارحام النساء، ثم نقلکم من الارحام فاحیاکم ، ثم یمیتکم بعد هذه الحیاة ، ثم یحییکم فی القبر للمسئلة ، ثم یمیتکم فی القبر، ثم یحییکم حیاة النشر الی الحشر، وهی الحیاة التی لیس بعدها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موت. قلت. فعلی هذا التاویل هی ثلاث موتات ، وثلاث احیاء ات ، و کونهم موتی فی ظهر آدم، واخراجهم من ظهره والشهادة علیهم، غیر کونهم نطفا فی اصلاب الرجال و ارحام النساء، فعلی هذا یجیء اربع موتات، واربع احیاء ات. وقد قیل ان الله تعالی اوجدهم قبل خلق آدم علیه السلام کالهباء، ثم اماتهم، فیکون علی هذا خمس موتات، وخمس احیاء ات، وموتة سادسة للعصاة من امة محمد ﷺ اذا دخلوا النار، لحدیث ابی سعید الخدری قال قال رسول اللهﷺ . " اما اهل النار الذین هم اهلهافانهم لا یموتون فیها ولا یحیون ولکن ناس اصابتهم النار بذنوبهم. اوقال. بخطایاهم فاماتهم الله اماتة حتی اذا کانوا فحما اذن فی الشفاعة فجیء بهم ضبائر ضبائر فبثوا علی انهار الجنة ثم قیل یااهل الجنة افیضوا علیهم فینبتون نبات الحبة تکون فی حمیل السیل" فقال رجل من القوم کَاَنَّ رسول اللهﷺ قد کان یرعی بالبادیة. اخرجه مسلم. (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی)قوله ﴿کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا فاحیاکم﴾ آیة ۲۸ . حدثنا احمد بن سنان ثنا عبدالرحمن یعنی ابن مهدی. عن سفیان عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبدالله . قالوا. ربنا امتنا اثنتین و احیتنا اثنتین. قال. هی التی فی البقرة. ﴿کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾وروی عن الضحاک و عطاء و نحو ذلک. (تفسیر القرآن العظیم تالیف الامام الحافظ عبدالرحمن بن محمد ابن ادریس الرازی ابن ابی حاتم المتوفی سنة ۳۲۷ھ)والثانی أن قوله. (وکنتم امواتا) یعنی فی القبور (فاحیاکم) للمسألة، (ثم یمیتکم) فی قبورکم بعد مسالتکم، ثم یحیکم عند نفخ الصور للنشور، لان حقیقة الموت ما کان عن حیاة ، وهذا قول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابی صالح. (النکت والعیون تفسیر الماوردی تصنیف ابی الحسن علی بن محمد ب)قال ابن عطیه . وهذا القول هو المراد بالآیة ، وهو الذی لا محید للکفار عنه لاقرارهم بهما، واذا أذعنت نفوس الکفار لکونهم امواتا معدومین ، ثم الاحیاء فی الدنیا ، ثم الاماتة فیها قوی علیهم لزوم الاحیاء الآخر، وجاء جحدهم له دعوی لا حجة علیها، والحیاة التی تکون فی القبر علی هذا التاویل فی حکم حیاة الدنیا. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ هجریه)قال ابن الخطیب . احتج قوم بهذه الآیة علی بطلان عذاب القبر ، قالوا. لانه تعالی . بین أنه یحییهم مرة فی الدنیا ، و أخری فی الآخرة ، ولم یذکر حیاة القبر، و یؤیده قوله. ﴿ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیمة تبعثون﴾ (المؤمنون . ۱۵،۱۶) ولم یذکر حیاة فیما بین هاتین الحالتین، قالوا . ولا یجوز الاستدلال بقوله تعالی. ﴿قالوا ربنا امتنا أثنتین و أحییتنا أثنتین﴾ (غافر . ۱۱) لانه قول الکفار ، ولان کثیرا من الناس اثبتوا حیاة الذر فی صلب آدم حین استخرجهم و قال لهم . ﴿الست بربکم﴾ (الاعراف . ۳۲) و علی هذا التقدیر حصل حیاتان و موتتان من غیر حاجة الی اثبات حیاة فی القبر، فالجواب لم یلزم من عدم الذکر فی هذه الآیة ان لا تکون حاصلة ، و أیضا فلقائل أن یقول. ان الله تعالی ذکر حیاة القبر فی هذا الآیة ، لأن قوله، "ثم یحییکم " لیس هو الحیاة الدائمة ، والا لما صح أن یقول . " ثم الیه ترجعون". لأن کلمة "ثم" تقتضی التراخی، والرجوع الی الله .تعالی. حاصل عقب الحیاة الدائمة من غیر تراخ ، فلوجعلنا الآیة من هذا الوجه دلیلا علی حیاة القبر کان قریباً. (اللباب فی علوم الکتاب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تـالیف الامـام الـمـفسـر ابـی حـفـص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ھ هجریه)و أخرج وکیع وابن جریر عن ابی صالح فی الآیة قال. ﴿یـمیتکم ثم یحییکم﴾ فی القبر ثم یمیتکم. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور لـلامـام الـحـافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله (ت ۹۱۱ھ) ﴿کیف تکفرون بالله وکـنتـم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون﴾ کیف مبنیة علی الـفتـح لـخـفتـه وهـی فـی مـوضـع نـصب بتکفرون، و یسـأل بهـا عن الحـال، وهـذاالاستـفهـام هـو لـلانـکار علیهم والتعجیب من حالهم وهی متضمنة لهمزة الاستـفهـام، والـواو فی ﴿وکنتم﴾ للحال وقد مقدرة کما قال الزجاج والفراء، وانـمـا صـح جـعـل هـذا الـمـاضـی حالا لان الحال لیس هو مجرد قوله ﴿کنتم امـواتـا﴾ بـل هـو ومـا بعده الی قوله ﴿ترجعون﴾ کما جزم به صاحب الکشاف کـأنـه قـال. کیف تـکـفـرون؟ و قـصتـکم هذه. ای وأنتم عالمون بهذه القصة و بـأولهـا وآخـرهـا. والامـوات جمع میت، واختلف المفسرون فی ترتیب هاتین الـمـوتتیـن والـحیـاتیـن. فـقیـل ان الـمـراد ﴿کنتم امواتا﴾ قبل ان تخلقوا. ای مـعـدومیـن، لانـه یـجـوز اطلاق اسم الموت علی المعدوم لاجتماعهما فی عدم الاحسـاس ﴿فـأحیـاکـم﴾ ای خـلقکم ﴿ثم یمیتکم﴾ عند انقضاء اجالکم ﴿ثم یحییکم﴾ یوم القیامة. وقد ذهب الی هذا جماعة من الصحابة فمن بعدهم . قال ابـن عـطیة . وهذا القول هو المراد بالآیة . وهو الذی لا محید للکفار عنه، واذا اذعـنـت نـفوس الکفار بکونهم کانوا معدومین ثم احیاء فی الدنیا ثم امواتا فیها لـزمهم الاقرار بالحیاة الاخری. قال غیره. والحیاة التی تکون فی القبر علی هذا التـأویـل فـی حـکـم حیـاة الـدنیا ، وقیل. ان المراد کنتم امواتا فی ظهر آدم ثم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اخرجکم من ظهره کالذر، ثم یمیتکم موت الدنیا ثم یبعثکم. وقیل ﴿کنتم امواتا﴾ ای نطفا فی اصلاب الرجال ﴿ثم یحییکم﴾ حیاة الدنیا. ﴿ثم یمیتکم﴾ بعد هذه الحیاة ﴿ثم یحییکم﴾ فی القبور ﴿ثم یمیتکم﴾ فی القبر ﴿ثم یحییکم﴾ الحیاة التی لیس بعدها موت. قال القرطبی. فعلی هذا التأویل هی ثلاث موتات و ثلاث احیاء ات و کونهم موتی فی ظهر آدم و اخراجهم من ظهره والشهادة علیهم غیر کونهم نطفا فی اصلاب الرجال، فعلی هذا یجیء اربع موتات و اربع احیاء ات . وقد قیل . ان الله اوجدهم قبل خلق آدم کالبهائم و أماتهم فیکون علی هذا خمس موتات و خمس احیاء ات ، و موتة سادسة للعصاة من امة محمد ﷺ کما ورد فی الحدیث "ولکن ناس اصابتهم النار بذنوبهم فأماتهم الله اماتة، حتی اذا کانوا فحما اذن فی الشفاعة فجیء بهم ، الی ان قال. فینبتون نبات الحبة فی حمیل السیل" وهو فی الصحیح من حدیث ابی سعید . وقوله ﴿ثم الیه ترجعون﴾ ای الی الله سبحانه فیجازیکم بأعمالکم . وقد قرأ یحی بن یعمر و ابن ابی اسحاق و مجاهد و سلام و یعقوب یفتح حرف المضارعة ، وقرأ الجماعة بضمه. قال فی الکشاف. عطف الاول بالفاء وما بعده بثم، لان الاحیاء الاول قد تعقب الموت بغیر تراخ، واما الموت فقد تراخی عن الاحیاء ، والاحیاء الثانی کذلک متراخ عن الموت ان ارید به النشور تراخیا ظاهرا وان ارید به احیاء القبر فمنه یکتسب العلم بتراخیه والرجوع الی الجزاء ایضا متراخ عن النشور انتهی. ولا یخفاک انه ان اراد بقوله ان الاحیاء الاول قد تعقب الموت انه وقع علی ما هو متصف بالموت . فالموت الآخر وقع علی ما هو متصف بالحیاة ، وان اراد انه وقع الاحیاء الاول عند اول اتصافه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـالـمـوت بـخـلاف الثـانی فغیرمسلم ، فانه وقع عند آخر اوقات موته کما وقع الثـانی عند آخر اوقات حیاته، فتأمل هذاط وقد اخرج ابن جریر عن ابن مسعود و نـاس مـن الـصـحابة فی قوله تعالی﴿وکنتم اموتا﴾ الآیة. قال. لم تکونوا شیئا فـخـلقکم ﴿ثم یمیتکم ثم یحییکم﴾ یوم القیامة. وأخرج ابن جریر وابن المنذر و ابـن ابـی حـاتـم عـن ابن عباس نحوه . و أخرج عبد بن حمید وابن جریر عن قتـادة نحوه ایضا. و اخرج ابن جریر عن أبی صالح قال. یمیتکم ثم یحییکم فی الـقبـر ثـم یـمیتـکم. و أخرج ابن جریر عن ابی العالیة فی قوله ﴿وکنتم امواتا﴾ قـال. حین لم تکونوا شیئا، ثم اماتهم ثم احیاهم یوم القیامة، ثم یرجعون الیه بعد الحیاة. و أخرج ابن جریر عن عبدالرحمن بن زید بن أسلم قال. خلقهم من ظهر آدم فـاخـذ عـلیهـم الـمیثـاق ثـم امـاتهـم. ثم خلقهم فی الارحام، ثم اماتهم ، ثم احیـاهـم یـوم الـقیـامة . والصحیح الاول. (فتح القدیر تالیف محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ هج)قوله تعالی. (کیف تکفرون بالله) قاله تعجبا، کیف تـکـفرون بالله بعد نصب الدلائل ووضوح البراهین؟ ثم ذکر الدلیل فقال. (وکـنـتـم امـواتـا) هـذا دلیل ، ای. کنتم نطفا فی اصلاب الآباء. (فاحیاکم) ای. خـلقکم (ثم یمیتکم) عند انتهاء الاجل. (ثم یحییکم) للبعث. (ثم الیه ترجعون) الـی الله مصیرکم . وقیل . اراد بالموت الاول . الموت المعهود (وکنتم امواتا) ای. تـصیـرون امـواتا. فاحیاکم ای. یحییکم فی القبر للسؤال، ثم یمیتکم بعده فـی الـقبـر ثـم یـحییـکم للبعث . ثم الیه ترجعون. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیـخ الاسـلام حـجة اهـل السـنة والـجـمـاعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)قال ابن عطیة وهذا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القول هو المراد بالآية وهو الذى لا محيد للكفار عنه ، واذا اذعنت نفوس الكفار بكونهم كانوا معدومين ثم احياء فى الدنيا ثم امواتا فيها لزمهم الاقرار بالحياة الاخرى، قال غيره والحياة التى تكون فى القبر على هذ التاويل فى حكم حياة الدنيا، وقيل ان المراد كنتم امواتا فى ظهر آدم عليه السلام ثم اخرجكم من ظهره كالذر ثم يميتكم موت الدنيا ثم يبعثكم، وقيل كنتم امواتا اى نطفا فى اصلاب الرجال ثم يحييكم حياة الدنيا ، ثم يميتكم بعد هذا الحياة ثم يحييكم فى القبور ثم يميتكم فيها ثم يحييكم الحياة التى ليس بعدها موت، قال القرطبى فعلى هذا التاويل هى ثلاث موتات و ثلاث احياء ات، وكونهم موتى فى ظهر آدم و اخراجهم من ظهره والشهادة عليهم غير كونهم نطفا فى اصلاب الرجال ، فعلى هذا يجىء اربع موتات واربع احياء ات. (فتح البيان فى مقاصد القرآن تاليف صديق بن حسن بن على الحسين القنوجى البخارى)وكيف هنا بمعنى التهديد قوله تعالىٰ وكنتم امواتا فاحياكم اے فى الرحم ثم يميتكم فى الدنيا ثم يحيكم فى القبر ثم اليه ترجعون فى القيامة. (تفسير زاهدى ص ٣٠) ﴿كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحيكم﴾ و هكذا روى عن السدى بسنده عن ابى مالك وعن ابى صالح عن ابن عباس و عن مرة عن ابن مسعود وعن ناس من الصحابة وعن ابى العالية والحسن و مجاهد و قتادة و ابى صالح والضحاك و عطاء الخراسانى نحو ذلك و قال الثورى عن السدى عن ابى صالح ﴿كيف تكفرون بالله و كنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجمعون﴾ قال يحيكم فى القبر ثم يميتكم و قال ابن جرير يونس عن ابن وهب عن عبدالرحمن بن زيد بن اسلم قال خلقهم فى ظهر آدم ثم اخذ عليهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ قبر میں سوال وجواب کے وقت روح لوٹا دی جاتی ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہی ایک قول مروی ہے۔دوسرا کوئی اختلافی قول ان سے مروی نہیں ہے۔

لیکن زمخشری چونکہ بہت بڑا عالم گذرا ہے لیکن وہ عقیدتاً معتزلی تھا اور عذاب وثواب قبر کا قائل نہیں تھا۔اس لئے سب سے پہلے زمخشری نے یحییکم سے آخرت کی حیات مراد لی ہے۔اب چونکہ وہ بڑا آدمی ہے ہمارے علماء کا یہ ضابطہ ہوتا ہے کہ اس کی بات کی ایسی تاویل کر لی جائے کہ ہمارے موافق ہو جائے۔

اس لئے پھر انہوں نے اس کے قول کو نقل کرنا شروع کر دیا اور ساتھ تاویل یہ کی کہ اگر اس سے آخرت کی حیات مراد لی جائے تو ساتھ قبر کی حیات بھی ضمن میں سمٹ جاتی ہے۔کیونکہ قبر کی

.....

الـميثاق ثم اماتهم ثم خلقهم فی الارحام ثم اماتهم ثم احياهم يوم القيامة و ذلک کـقـوله تعالیٰ ﴿قالوا ربنا امتنا اثنتين و احييتنا اثنتين﴾ و هذا غريب و الذی قبله والـصحيح ما تقدم عن ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ و اولئک الجماعة من التابعين . (تـفسيـر ابـن كثيـر ج ا ص ۱۰۲-۱۰۳) وان اريـد به الاحياء فی القبر للسوال كما روی ذلک عـن السدیؒ فيكون استعمال كلمة ثم فی هذا الموضع دليلا علی ان احيـاء الـقبر متراخ عن الموت وان لم يكن متراخ عن الدفن كما روی عن البراء بـن عـازبؓ انـه قـال قال رسول الله ﷺ " ان الميت يسمع خفق نعالهم اذا ولو مـدبـريـن حين يقال له من ربک وما دينک ومن نبيک" الحديث. ((حاشيه محی الـدين شيخ زاده علی تفسير البيضاوی مصنف محمد بن مصلح الدين مصطفی الـقـوجوی الحنفی المعروف شيخ زاده المتوفی ۹۵۱ه) (ص ۴۷۲ ج ا) و كيف هنا بـمـعـنـی التهـديد قوله تعالیٰ و كنتم امواتا فاحياكم اے فی الرحم ثم يميتكم فی الدنيا ثم يحيكم فی القبر ثم اليه ترجعون فی القيامة. (تفسير زاهدی ص ۳۰)﴾

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حیثیت آخرت کے ساتھ وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں چھپی ہوئی حیات کی حیثیت اس حیات کے ساتھ ہے۔تو جیسے اس حیات سے پہلے ماں کے پیٹ میں ایک چھپی ہوئی حیات ہے،اس کے لئے الگ لفظ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ بلکہ اس حیات کے تحت ہی اس کا ذکر آ گیا۔

اسی طرح آخرت کی کھلی حیات سے پہلے ایک چھپی حیات ہے، جو قبر میں ہے تو اگر **یحییکم** سے مراد زمخشری کے قول کے مطابق آخرت کی حیات بھی مراد لے لی جائے،تو اس سے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا رد نہیں ہوتا کیونکہ اس میں بھی چھپی حیات ہے اور آخرت کی حیات کھلی حیات ہے۔تو جس طرح **احیاکم** میں دونوں حیاتیں سمٹی ہوئی ہیں، ماں کے پیٹ والی چھپی حیات بھی اور یہ کھلی حیات بھی۔

اسی طرح **ثم یحییکم** میں دونوں حیاتیں سمٹی ہوئی ہیں۔ماں کے پیٹ والی چھپی حیات بھی اور یہ کھلی حیات بھی۔اسی طرح **ثم یحییکم** میں دو حیاتیں سمٹی ہوئی ہیں۔

اب یہ جو معنی کرتے ہیں موت نام ہے روح کے نکلنے کا۔ حالانکہ یہ موت کا ادھورا معنی ہے۔اس لئے موت دو معنوں میں آتا ہے، روح سرے سے آئے ہی نہ،اس کو بھی موت کہتے ہیں،اور روح آ کر نکل جائے اور جسم سے بے تعلق ہو،اس کو بھی موت کہتے ہیں۔

لیکن ان لوگوں نے آدھا معنی کیوں کیا اور آدھا معنی کیوں بھلا دیا؟ اس لئے موت کا پہلا معنی جو ہے کہ روح سرے سے آئے ہی نہ۔اس معنی کے لحاظ سے قرآن نے بتوں کو بھی مردہ کہا ہے، کیونکہ ان میں روح کبھی آتی ہی نہیں۔اب ان لوگوں نے بتوں والی ساری آیات انبیاء علیہم السلام پر چسپاں کرنی ہوتی ہیں۔اس لئے یہ اپنے طالب علموں کو موت کا آدھا معنی یاد کراتے ہیں۔

کہ موت کہتے ہیں جان نکلنے کو اور پھر شور مچاتے ہیں کہ جتنے مفسرین نے اموات کا معنی بت کیا ہے وہ لغت سے واقف نہیں تھے،اس لئے کہ یہ آیات بتوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ انبیاء اور اولیاء کے لئے ہیں جن میں پہلے روح تھی پھر نکلی۔اب انہوں نے آدھا معنی چھوڑ کر قرآن پاک کی آیت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کنتم امواتا کا انکار کر دیا، کیونکہ امواتا کا یہی معنی امواتا میں موت کا ہے۔ کہ روح کا جسم سے تعلق قائم ہی نہ ہو۔ اب یہ لوگ شور تو یہ مچاتے ہیں کہ ہم قرآن مانتے ہیں، لیکن ان لوگوں کا پہلا قدم ہی قرآن پاک کے انکار سے شروع ہوتا ہے۔

یونس نعمانی کا واقعہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا ایک مناظرہ میں جب میں نے یونس نعمانی سے پوچھا کہ آپ ذرا موت کا معنٰی واضح فرمائیں، تو اس نے کہا روح جسم سے نکل جائے اور اسکا تعلق جسم سے نہ ہو۔ پھر میں نے کہا ذرا حیات کا معنی ارشاد فرمائیں، تو وہ اس پر تین دفعہ کانپا کیونکہ اس نے حیات کا معنٰی یہ بتانا تھا کہ روح سبز پرندوں میں ہے یا علیین میں ہے اور جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اب یہ معنٰی موت کا ہے نہ کہ حیات کا۔

تو اب وہ دو تین دفع یوں لرزا، جب میں نے بار بار اصرار کیا کہ اب حیات کا معنٰی بھی سمجھا دیں، کیونکہ شہداء اور انبیاء میں موت کے بعد حیات بھی تو ثابت ہے، تو لھذا اسکا بھی معنٰی معلوم ہونا چاہئے۔ اب جب وہ زیادہ مجبور ہوا تو اس نے کہا حیات کا ایک معنٰی وہی ہوتا ہے جو موت والا ہے، اس پر میں نے کہا کہ اس کا مطلب صاف نکل آیا کہ جو شخص جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا انکار کرتا ہے اللہ نے فرمایا تھا کہ انکو مردہ نہ کہو، اب اگر چہ اس نے لفظ مردہ تو نہیں بولا لیکن معنٰی وہی کیا کہ جسم کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو اس آیت کا انکار کر گیا۔

اب جب اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ پھنس چکا ہے تو انہوں نے شور ڈالا کہ اندھیرا ہو رہا ہے باقی مناظرہ صبح ہوگا۔ ہم موت کے دونوں معنی تسلیم کرتے ہیں اور انہوں نے موت کا آدھا معنی یاد کر رکھا ہے اور آدھا چھوڑ دیا ہے۔ اور جو آدھا یاد رکھا ہے وہ بھی جاہلیت والا، یعنی موت عدمی چیز ہے۔ اس میں وجودیت کا ذکر کرتے ہی نہیں۔ کہ موت کسی وجودی چیز کا نام ہے۔ اور یہ ساری کاروائی اس وجہ سے کرتے ہیں کہ انہوں نے بتوں والی ساری آیات انبیاء اور اولیاء کرام پر چسپاں کرنی ہوتی ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحیح بخاری شریف ج ۲ کتاب الخوارج میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ساری دنیا میں سب سے بدترین لوگ خارجی ہیں، اس لئے کہ یہ کافروں والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، اسی لئے یہ لوگ بدترین ہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے زمانے میں یہ مماتی لوگ نہیں تھے، ورنہ وہ فرماتے کہ خوارج سے بھی بدتر یہ مماتی ہیں کہ وہ تو کافروں والی آیات مسلمانوں پر فٹ کرتے تھے، یہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ یہ ان سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

مماتیوں اور خارجیوں کا مزاج ایک ہے:

ابوداؤد شریف کی کتاب السنہ میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بھی قرآن پاک ہی پڑھتے تھے۔ لیکن قرآن پاک کا مطلب ایسا بیان کرتے تھے جو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نہیں مانتے تھے۔ چنانچہ وہ حضرت علیؓ کے سامنے بولتے تھے کہ قرآن سے بات کرو۔ آج قرآن سے فیصلہ ہوگا۔ حضرت علیؓ تو باب مدینۃ العلم تھے۔ حق جل شانہ نے ان کو بہت زیادہ علم سے نوازا تھا۔ بات سمجھانے کا بہت عمدہ سلیقہ تھا۔ چنانچہ ایک دن ایک آدمی حاضر ہوا اس نے پوچھا انسان مجبور ہے یا مختار؟ تو فرمایا حق جل شانہ نے انسان کو قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ لیکن وہ محدود ہیں نہ کہ لا محدود۔ جسطرح انسان ایک دائرہ تک ہاتھ چلا سکتا ہے اس سے زائد نہیں، اسی طرح اسکے اختیار کی قوت بھی محدود ہے۔

انسان کچھ مجبور ہوتا ہے کچھ مختار۔ اس نے پوچھا کتنا مجبور ہے کتنا مختار؟ آپ نے فرمایا دائیں ٹانگ اوپر کرلو، اس نے دائیں ٹانگ اوپر کرلی۔ فرمایا اب یہ اوپر رہنے دو اور دوسری بھی اوپر کرلو۔ اس نے کہا یہ تو نہیں اوپر اٹھتی فرمایا بس اتنے تم مجبور ہو اتنے تم مختار۔ تو جب خارجیوں نے شور مچایا کہ فیصلہ قرآن سے کرو۔ تو حضرت علیؓ نے قرآن پاک منگوالیا اور سامنے رکھ لیا۔ اور رکھ کر تین دفعہ فرمایا۔ اے خدا کے قرآن فیصلہ سنا دے کہ میں سچا ہوں یا خارجی۔ دوسری اور تیسری دفعہ پھر فرمایا۔ اس پر خارجی خود ہی بول اٹھے کہ یہ تو بولتا نہیں یہ کیا فیصلہ سنائے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب قرآن خود نہیں بولتا تو اسے کوئی عالم ہی بلوائے گا۔اور وہ اس کا مطلب سمجھائے گا اور فرمایا ہم نے قرآن پاک اس پیغمبر ﷺ سے پڑھا ہے جس پر قرآن نازل ہوا ہے اور تم کہتے ہو کہ تمہیں قرآن نہیں آتا۔حالانکہ ہم قرآن پاک کا وہ مطلب بیان کرتے ہیں جو ہم نے اللہ تعالیٰ کے نبی پاک ﷺ سے سمجھا ہوا ہے اور تم کہتے ہو قرآن کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ وہ مطلب ہے جو ہم سمجھتے ہیں۔حالانکہ قرآن کا جو مطلب تم بیان کرتے ہو وہ اس مطلب کے خلاف ہے جو اللہ کے نبی ﷺ اور ان کے صحابہ نے بیان فرمایا۔

تو جو عادت خارجیوں کی تھی وہی آج کل مماتیوں کی ہے۔یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم جو قرآن کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہیں وہی صحیح ہے۔اگر چہ وہ نبی علیہ السلام،صحابہ کرام،جمہور مفسرین کے بیان کردہ معنی اور مطلب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔اس پر حضرت کا ایک واقعہ یاد آیا۔

واقعہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ جب میں شعبان میں کراچی پڑھانے کے لئے جاتا ہوں،تین جگہ پڑھاتا ہوں ان میں سے ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی ہے۔مجھے ایک دن وہاں کے مہتمم صاحب نے کہا میری بیوی نے چٹ لکھی ہے کہ نئی لڑکی آج پڑھنے کے لئے آئی ہے اور وہ وفاق المدارس میں اول آئی ہے لیکن ہے وہ مماتی۔وہ کہتی ہے،میں مسئلہ حیات النبی ﷺ سمجھنا چاہتی ہوں آپ ذرا آج اس مسئلہ کو بیان فرمادیں۔

تو میں نے ان سے کہا کہ آپ جلالین شریف کھول کر سامنے رکھ لیں اور آیت **انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم** نکال لیں۔پھر جب میں نے کہا کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک کافر عبداللہ زُبَعرِی آٹھ دس آدمیوں کا وفد لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر کہا یہ آیت جو نازل ہوئی اس کا صاف مطلب ہے کہ عیسی علیہ السلام دوزخی ہیں،چونکہ عیسائیوں نے انہیں خدا کا بیٹا کہا ہے،عزیر علیہ السلام بھی دوزخی ہیں کیونکہ یہودیوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور فرشتے سارے دوزخی ہیں، کیونکہ عرب کا ایک قبیلہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتا ہے اور کہتا ہے فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں، اسی وجہ سے پردے میں رہتی ہیں نظر نہیں آتیں۔ تو جب عزیرؑ، عیسیٰؑ اور سارے فرشتے دوزخ میں چلے جائیں گے، تو اگر ہمارے سارے پتھر کے معبود دوزخ میں چلے جائیں تو یہ سودا بھی ہمیں مہنگا نظر نہیں آتا۔ اس پر انہوں نے بڑا مذاق اڑایا، تالیاں بھی بجائیں۔

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جواب خود ارشاد فرمانے سے پہلے وحی کا انتظار فرماتے کہ شاید من جانب اللہ کوئی جواب آجائے۔ اس لئے آپ ﷺ خاموش رہے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ لاجواب ہوگئے ہیں۔ اس پر وہ شور مچانا شروع ہوگئے تو ان کے سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی: **ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون** کہ یہ لوگ اس میں شامل نہیں ہیں۔

پس اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنے کا کام عبداللہ زبعری نے کیا۔ اگرچہ اس نے کوئی جماعت بنا کر اس کا نام نہیں رکھا۔ لیکن یہ اصول مماتیوں کو وہی دے کر گیا ہے کہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنی ہیں۔

اب وہ لڑکی پردے میں بیٹھی تھی ایک مرتبہ اس کی چیخ نکل گئی۔ کہنے لگی آپ نے بہت سخت بات فرمائی ہے، میں نے کہا بات اگرچہ سخت ہے لیکن ہے سچی۔ چنانچہ وہ سارا درس ریکارڈ کر کے لے گئی، اگلے دن وہ واپس آئی تو اس نے ایک بہت بڑی چٹھی لکھ کر دیدی کہ میں آپ کا ٹیپ کیا ہوا سبق وہاں لے کر گئی تھی انہوں نے اسے سنا اور کہا ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ امین بالکل ان پڑھ آدمی ہے، اسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ ما غیر ذوی العقول کے لئے اور من ذوی العقول کے لئے آتا ہے، جب عبداللہ زبعری نے یہ اعتراض کیا تو حضرت پاک ﷺ نے فرمایا کہ تجھے اپنی زبان عربی نہیں آتی۔ تجھے یہ پتا نہیں کہ آیت کریمہ میں لفظ مَا ہے۔ جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے نہ کہ مَن جو کہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔

آیت کریمہ **انکم وما تعبدون** ہے نہ کہ **انکم ومن تعبدون**. چنانچہ وہ لکھوا کر لائی۔ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے جواب میں کہا کہ یہ جو بات ہے کہ مَا غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے، لا آثر لہ عند المحدثین اس کا سرے سے کوئی ثبوت ہی نہیں:

وللمحدثین فی ھذا الحدیث کلام حتیٰ قالوا انه موضوع کذا قال بحر العلوم وفی التیسیر انه شیء لا یعرف ولا اصل له وقال العسقلانی لا اصل له من طریق ثابتة ولا واهیة کذا قال علی القاری. (حاشیہ نورالانوار ص ۲۰۸)

میں نے کہا اسے جا کر بتا دینا اور تمہارے علماء کو اور تمہیں یہ بات یاد نہیں آتی ایک ان پڑھ کو آتی ہے۔ پھر میں نے کہا التوضیح والتلویح اور نورالانوار کھولیں ان میں یہی ہے کہ مَن ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور مَا عام ہے، ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

یسبح لله ما فی السموت وما فی الارض.

اب یہاں لفظ مَا ہے حالانکہ سب لکھتے ہیں کہ ملائکہ بھی اس میں شامل ہیں اور ارواح بھی شامل ہیں۔ اور وہ سارے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں حالانکہ ملائکہ ذوی العقول ہیں اور مَا ان کو شامل ہے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ انہوں نے جو لکھا ہے کہ مَن ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور خاص ہے۔ تو یہ جو تم دن رات پڑھتے ہو **وما انت بمسمع من فی القبور** تو اس میں مَن آیا ہے۔ تو قبروں والے سارے عقل مند ثابت ہو گئے۔ اب جب اس نے یہ درس بھی ان کو سنایا تو انہوں نے اس کی خوب پٹائی کی اور وہاں سے نکال دیا اور کہا کہ آئندہ یہاں نہ آنا۔

تو بہر حال ان لوگوں نے اس طرح کی باتیں بچوں کے ذہن میں بٹھائی ہوتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے علامۃ الدھر ہو گئے ہیں، باقی ساری دنیا ان پڑھ ہے۔ صحابہؓ نے جو تفسیریں کی ہیں ان کو بھی عربی نہیں آتی تھی، تابعین جو تفسیریں کرتے تھے انہیں بھی عربی نہیں آتی تھی۔ عربی صرف ہم مماتیوں کو آتی ہے اور کسی کو نہیں آتی۔ تو ایک تو انہوں نے موت کا معنی بگاڑ دیا ہے۔ اور بگاڑنے سے مقصود وہی تھا کہ انہوں نے بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنی ہیں۔ اس لئے کہ موت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آدھا معنی یعنی روح جسم سے نکل جائے اور جسم کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو اس کو بیان کرتے ہیں اور آدھا یعنی روح جسم میں آئے ہی نہ۔ اسکو بیان نہیں کرتے۔

اب جب مسئلہ ایک طرف سے شروع کیا جائیگا عام فہم ہوگا۔ دیکھیے پہلے موت تھی۔ قرآن پاک میں آیا ہے:

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیا کم

پھر اللہ نے حیات عطا فرمادی۔ اب جو پچیس سال قبل پیدا ہوا اسکی یہ حیات پچیس سال ہے۔ اور جو پندرہ سال قبل پیدا ہوا اسکی حیات پندرہ سال ہے۔ حالانکہ اس سے قبل ہزاروں سال موت پر گذر گئے۔ لیکن اب میری اور آپکی حیات کی بات ہونی چاہیے نہ کہ موت کی جو کہ ہزاروں سال گذر چکی۔

اب اس وقت ہم اپنے آپ کو زندہ سمجھ رہے ہیں۔ کوئی مماتی بھی اپنے آپ کو مردہ نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر میں کہوں کہ قرآن پاک سے ثابت کرتا ہوں کہ تم مردہ ہو: **کیف تکفرون باللہ و کنتم أمواتا**. قرآن کہتا ہے کہ تم سارے مردہ ہو۔ اس پر آپ کہیں گے کہ ہمارا ایمان ہے کہ آیت برحق ہے، لیکن اس میں پہلی حالت کا ذکر ہے جب ہم مردہ تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمیں حیات عطاء فرمادی ہے۔ تو جس طرح اس موت کے بعد حیات ہے، اسی طرح اگلی موت کے بعد بھی حیات ہے۔ اور آیت کریمہ: **انک میت و انھم میتون** کا اس حیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

کیونکہ جب موت آگئی، خواہ ایک لحظہ کے لئے آئی تو **کل نفس ذائقة الموت** کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اسی طرح **انک میت و انھم میتون** والا وعدہ بھی پورا ہوگیا۔ لیکن جس طرح اس پہلی موت کے بعد (جو **کنتم امواتا** میں مذکور ہے) یہ حیات مل گئی تھی، اسی طرح اس موت کے بعد امام الانبیاء ﷺ کی حیات چودہ سو سال سے آرہی ہے۔ قرآن پاک میں **کل نفس ذائقة الموت** اور ذائقہ چکھنے کو کہتے ہیں اور کسی چیز کو کئی سال تک نہیں چکھا جاتا، بلکہ ایک یا دو لمحہ میں چیز چکھ لی جاتی ہے۔ اسی طرح موت ایک ذائقہ ہے جو چکھنا ہے۔ اس کے بعد حالت بدل جاتی ہے،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز موت ایک آنی چیز ہے جیسے آپ جب کمرے میں داخل ہوئے تھے تو آپ کا کمرے میں آنے کا فعل پایا گیا، اب آپ بیٹھے سبق پڑھ رہے ہیں اور وہ آنے کا فعل ختم ہو چکا ہے۔ اور اگلا فعل یعنی بیٹھنا اور سبق پڑھنا یہ شروع ہو گیا ہے۔ تو اسی طرح موت ایک ذائقہ ہے کوئی لمبی چیز نہیں۔ اب جب اس کے بعد حیات مل چکی ہے۔ اب اس جگہ **انک میت و انھم میتون** پڑھنا یہ ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے میں آپ پر پڑھوں **کنتم امواتا، کنتم امواتا، کنتم امواتا.** آپ اس پر کہیں گے کہ آیت کریمہ بالکل برحق ہے، لیکن اُس کا تعلق اس زمانے سے ہے جب ہمیں حیات نہیں ملی تھی، اِس زمانے سے تعلق نہیں۔

اب ان منکرین حیات انبیاء کو یہی ایک آیت مبارکہ یاد ہے۔ اور موقع خواہ ہو یا نہ ہو اسی کو پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اصل بحث سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ہم موت کے بعد حیات کو مانتے ہیں۔ حضرتؒ اس مقام پر ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے۔

لطیفہ:

ایک دن ایک بابا جی استنجا خانے میں بیٹھے اونچی اونچی آواز سے کچھ پڑھ رہے تھے، طالبعلم باہر انتظار میں کھڑے ہیں کہ بابا جی کب نکلتے ہیں، لیکن بابا جی نکلنے کا نام ہی نہ لیں، اور پڑھ کیا رہے تھے؟ **اللھم ارحنی رائحة الجنة ولا ترحنی رائحة النار.** اب جب طلباء نے یہ آواز سنی تو بڑے حیران ہوئے کہ بابا جی شاید اندر ہی وضو کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ کیونکہ انہیں پتا تھا کہ یہ دعا تو ناک میں پانی ڈالنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ جب بابا جی فارغ ہو کر باہر تشریف لائے، تو طلباء نے پوچھا بابا جی آپ نے وضو بھی کر لیا ہے؟

بابا جی غصے سے بولے وضو کہاں کیا میں نے تو استنجا کیا ہے۔ طلباء نے پوچھا کہ بابا جی آپ نے بڑا استنجا کیا ہے یا چھوٹا۔ اس نے کہا بڑا، پوچھا کہ دعا کونسی پڑھی ہے؟ بابا جی نے پھر دعا سنا دی: **اللھم ارحنی رائحة الجنة ولا ترحنی رائحة النار.** طلباء نے کہا بابا جی آپ کو دعا تو یاد ہو گئی ہے، لیکن سوراخ بھول گیا ہے کہ کس سوراخ پر پڑھنی تھی۔ جس سوراخ پر دل کرتا ہے پڑھنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شروع کر دیتے ہیں، اب یہی حال ان مماتیوں کا ہے ان کو ایک آیت تو یاد ہو گئی ہے۔ **انک میت وانھم میتون.** لیکن اس آیت کا موقع محل بھول گیا ہے کہ کس موقع پر اس آیت کو پڑھنا ہے، جہاں ان کا دل کرتا ہے خواہ محل ہو یا نہ ہو بابا جی کی طرح اسے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کو ایک آیت تو یاد ہو چکی ہے، اس کا معنی بھی ان بے چاروں کو آ جائے تا کہ اس آیت کو بے موقع محل استعمال نہ کریں۔

قبر کا معنیٰ:

قبر کا معنی بھی ان حضرات نے تبدیل کر لیا کہ قبر جسم مثالی کو کہتے ہیں، اس پر دلائل آگے آ رہے ہیں کہ قبر اسی گڑھے کو کہتے ہیں کہ جو زمین میں ہے۔

روحانی:

روحانی کا معنی بھی انہوں نے بگاڑا ہے، روحانی کا معنی یہ ہے کہ وہاں روح مقدم ہے جیسے اس حیات میں جسم مقدم ہے۔ یہاں کی حیات کو جسمانی کہنے سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ جسم سے روح کا تعلق نہیں ہے بلکہ صرف اتنا سمجھا جاتا ہے کہ یہاں جسم مقدم ہے۔ اس طرح وہاں کی حیات کے روحانی ہونے کا یہ مطلب لینا کہ جسم بے جان ہے یہ غلط ہے بلکہ جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہے۔ البتہ تقدم چونکہ روح کو حاصل ہے عموماً حالات پہلے روح پر وارد ہوتے ہیں پھر روح کے واسطے سے جسم پر، اس لئے اس کو روحانی کہہ دیتے ہیں۔

برزخ:

﴿حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون.﴾

(المؤمنون ع٦.....٢٣)

ترجمہ..... یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے رب میرے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجھے واپس لوٹا دے تا کہ میں نیک عمل کروں ان چیزوں میں جو میں چھوڑ آیا ہوں، ہرگز نہیں یہ ایک بات ہوگی جس کو وہ کہنے والا ہوگا اور اس کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک جس دن اٹھائے جائیں گے۔

برزخ کا معنی:

برزخ کا معنی ہے غیر محسوس پردہ۔ انہی معنوں میں قرآن پاک میں یہ لفظ دو جگہ آیا ہے۔

(۱).....﴿مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان﴾

ترجمہ.....ملا دیا دو دریاؤں کو ایک دوسرے سے مل رہے ہیں اور ان کے درمیان پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔

(۲).....﴿ھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھا برزخا و حجرا محجوراً﴾

ترجمہ.....اور وہ ذات جس نے دو دریاؤں کو ملایا یہ میٹھا ہے پیاس کو بجھانے والا اور یہ کھاری ہے جو اور پیاس کو بڑھاتا ہے اور ان دونوں کے درمیان پردہ کر دیا اور بند بندھا ہوا ہے۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

البرزخ علی ثلاثة اقسام، مکان و زمان و حال. فالمکان من القبر الی علیین ..... ومن القبر الی سجین..... اما الزمان فھو مدة بقاء الخلق فیه من اول من مات او یموت من الجن والانس الی یوم یبعثون، واما الحال فاما منعمة واما معذبة. (الحاوی للفتاویٰ)

ترجمہ..... برزخ تین قسم پر ہے مکان، زمان اور حال۔ مکان قبر سے علیین تک ہے، (نیک لوگوں کے لئے) اور قبر سے سجین تک ہے (برے لوگوں کے لئے) اور زمان یہ وہ مدت ہے جتنی مدت مخلوق جنوں انسانوں میں سے جو مر چکی ہے اور مرے گی قیامت تک اس میں رہے گی۔ تو یہ زمانہ ان میں سے ہر ایک کے لئے زمانہ برزخ ہے۔ اور حال یا دکھ میں ہوں گے یا سکھ میں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے معلوم ہوا کہ برزخ غیر محسوس پردے کو کہتے ہیں کہ وہ حالت ہمیں نظر بھی نہیں آتی وہاں کی حیات کو برزخی کہنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ ہم سے پردہ میں ہے۔ پھر یہ کہ یہ پردہ ہمارے اعتبار سے ہے، ﴿و من ورائھم برزخ﴾ فرمایا ہے ان کے لئے کوئی پردہ نہیں، جیسے پردہ والی عورت کو تو کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن وہ سب کو دیکھ سکتی ہے۔ اسی لئے فرمایا ﴿ولکن لا تشعرون﴾ کہ تمہیں شعور نہیں، یہ نہیں فرمایا لا یشعرون کہ انہیں بھی اپنی حیات کا شعور نہیں۔ بلکہ انہیں پورا پورا شعور حاصل ہے۔

یہ تو تھا برزخ کا وہ معنی جو چودہ سو سال سے چلا آرہا تھا، ایک برزخ کا معنی گجرات میں بیٹھ کر گھڑا گیا ہے کہ برزخی حیات کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں روح اور جسم کے درمیان پردہ حائل ہے۔ اب جہاں پہلی کتب میں برزخی کا لفظ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات برزخی ہے یا شہداء کی یا عام مردوں کی حیات برزخی ہے تو یہ اس کو لے کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو جی ہمارا عقیدہ مل گیا ہے۔ حالانکہ یہ دھوکہ ہے اور کچھ نہیں برزخ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ ہم سے پوشیدہ ہے۔ بہت سارے حضرات جہاں برزخی کا ذکر کرتے ہیں وہیں جسمانی اور دنیوی کا بھی ذکر کرتے ہیں تو کیا وہ ناسمجھ تھے؟ کہ دو ایسی حالتوں کو جمع کر رہے ہیں جن میں آپس میں ٹکراؤ ہے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی بیمثال شہرہ آفاق کتاب سیرت المصطفٰے میں لکھتے ہیں کہ:

''تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔''

دو صفحے آگے لکھتے ہیں:

''اسی طرح اس حیات برزخیہ میں بھی عبادت میں مشغول ہیں۔''

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھئے حضرتؒ اس حیات کو برزخی بھی فرما رہے ہیں اور جسمانی بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں میں منافات نہیں ہے۔

مسئلہ عذاب وثواب قبر میں یہ بات پہلے سمجھ لیں کہ اس میں ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟

عقیدہ اہل سنت والجماعت:

میت اپنی قبر میں پھر زندہ ہوتی ہے اور عذاب قبر برحق ہے وہ اس جسم کو ہوتا ہے۔

معتزلہ کا عقیدہ:

میت قبر میں بے جان ہے اسے عذاب وثواب قبر نہیں ہوتا۔

کرامیہ کا عقیدہ:

میت قبر میں ہوتی تو بے جان ہے، لیکن عذاب وثواب قبر ہوتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی وضاحت:

میت قبر میں جب رکھی جاتی ہے تو روح کا جسم سے تعلق قائم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس جسم کو عذاب وثواب ہوتا ہے خواہ یہ ریزہ ریزہ ہی کیوں نہ ہو چکی ہو۔

ہمیں اس عقیدے کے اثبات کے لئے مندرجہ ذیل مضامین سے بحث کرنی پڑے گی۔

نمبر۱.....عذاب قبر ثابت ہے۔

نمبر۲.....قبر کس کو کہتے ہیں۔

نمبر۳.....روح کا اسی جسم سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

نمبر۴.....اس جسم کو ایک قسم کی حیات قبر میں حاصل ہو جاتی ہے۔

نمبر۵.....عذاب قبر اسی بدن کو ہوتا ہے۔

دلیل نمبر۱: ﴿عذاب قبر اور قرآن﴾:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال اللہ تعالیٰ. ..... ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیھم اخرجو انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون.

ترجمہ: اور اگر تو دیکھ لے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو ان کی طرف پھیلانے والے ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا نکالو اپنی جانوں کو آج کے دن تم دردناک عذاب چکھو گے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری شریف میں اس آیت[۲] پر باب باندھا ہے: **باب ما جاء فی عذاب القبر وقول اللہ ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت والملئکة باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون.**

.....

[۲] اس آیت سے درج ذیل حضرات نے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔

۱: نبی اقدس ﷺ۔

۲: عبداللہ بن عباسؓ۔ (ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، درمنثور)

۳: امام بخاریؒ۔ (صحیح بخاری)

۴: علامہ سیوطیؒ۔ (درمنثور)

۵: قاضی شوکانی۔ (فتح القدیر)

۶: طبری۔ (تفسیر طبری)

۷: خالد بن عبدالقادر۔ (جامع التفاسیر)

۸: نواب صدیق حسن خان۔ (فتح البیان)۔

حوالہ جات کی عبارات درج ذیل ہیں:

و أخرج ابن أبي حاتم عن ابن عباس قال. آیتان یبشر بھما الکافر عند موته

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿ولو ترى اذ الظالمون﴾ الى قوله ﴿تستكبرون﴾و أخرج ابن مردويه بسند ضعيف عن ابن عباس قال بينا رسول اللهﷺ ذات يوم قاعدا، و تلا هذه الآية ﴿ولو ترى اذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطوا أيديهم أخرجوا أنفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق و كنتم عن آياته تستكبرون﴾ثم قال. والذى نفس محمد بيده ما من نفس تفارق الدنيا حتى ترى مقعدها من الجنة والنار، ثم قال. اذا كان عند ذلک صف سماطان من الملائكة نظموا ما بين الخافقين كأن وجوههم الشمس فينظر اليهم ما يرى غيرهم، وان كنتم ترون أنه ينظر اليكم مع كل ملک منهم أكفان و حنوط ، فاذا كان مؤمنا بشروه بالجنة، وقالوا. اخرجي أيتها النفس الطيبة الى رضوان الله و جنته فقد أعد الله لک من الكرامة ما هو خير لک من الدنيا وما فيها، فما يزالون يبشرونه و يحفون به فهم ألطف و أرأف من الوالدة بولدها، و يسلون روحه من تحت كل ظفر و مفصل، و يموت الاول فالاول ، و يبرد كل عضو الاول فالاول، و يهون عليه وان كنتم ترونه شديدا حتى تبلغ ذقنه ، فلهو أشد كرامة للخروج حينئذ من الولد حين يخرج من الرحم، فيبتدرها كل ملک منهم أيهم يقبضها، فيتولى قبضها ملک الموت ثم تلا رسول الله ﷺ ﴿قل يتوفاكم ملک الموت الذى وكل بكم ثم الى ربكم ترجعون﴾ (السجدة الآية ١١) قال. فيتلقاها بأكفان بيض ثم يحتضنها اليه فهو أشد لها لزوما من المرأة لو لدها، ثم يفوح لها فيهم ريح أطيب من المسک، يتباشرون بها و يقولون. مرحبا بالريح الطيبة والروح الطيب، اللهم صل عليه روحا و صل عليه جسدا خرجت منه فيصعدون بها، ولله خلق في الهواء لا يعلم عدتهم الا هو، فيفوح لها فيهم ريح أطيب من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المسک، فیصلون علیهاو یتباشرون بها ویفتح لها أبواب السماء ، ویصلی علیها کل ملک في کل سماء تمربه حتی توقف بین یدي الملک الجبار، فیقول الجبار عز و جل،. مرحبابالنفس الطیبة و بجسد خرجت منه، و اذا قال الرب عز و جل للشیء، مرحبا. رحب له کل شیء و ذهب عنه کل ضیق ، ثم یقول . اذهبوا بهذه الی النفس الطیبة فأدخلوها الجنة، و أروها مقعدها، و اعرضوا علیها ما أعد لها من النعیم والکرامة، ثم اهبطوا بها الی الأرض فاني قضیت أنی منها خلقتهم وفیها أعیدهم ومنها أخرجهم تارة أخری، فوالذي نفس محمد بیده هي أشد کراهة للخروج منها حین کانت تخرج من الجسد ، وتقول . أین تذهبون بي الی ذلک الجسد الذی کنت فیه؟ فیقولون. انا مأمورون بهذا فلا بد لک منه. فیهبطون به علی قدر فراغهم من غسله و أکفانه، فیدخلون ذلک الروح بین الجسد و أکفانه، فما خلق الله تعالی کلمة تکلم بها حمیم ولا غیر حمیم الا وهو یسمعها، الا أنه لا یؤذن له في المراجعة ، فلو سمع أشد الناس له حبا و من أعزهم کان علیه یقول. علی رسلکم ما یعجلکم و أذن له في الکلام للعنه ، وانه یسمع خفق نعالهم ونفض ایدیهم اذا ولوا عنه. ثم یأتیه عند ذلک ملکان فظان غلیظان یسمیان منکرا و نکیرا ومعهما عصا من حدید لو اجتمع علیها الجن والانس ما أقلوها وهي علیهما یسیر، فیقولان له . اقعد باذن الله ، فاذا هو مستو قاعد فینظر عند ذلک الی خلق کریه فظیع ینسبه ما کان رأی عند موته .... فیقولان له من ربک؟ فیقول. الله فیقولان . فما دینک؟ فیقول. الاسلام . ثم ینتهرانه عند ذلک انتهارة شدیدة ، ثم یقولان. فمن نبیک؟ فیقول. محمد ﷺ و یعرق عند ذلک عرقا یبتل ما تحته من التراب، و یصیر ذلک العرق أطیب من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ریح المسک، و ینادی عند ذلک من السماء نداء خفیا صدق عبدي فلینفعه صدقه، ثم یفسح له في قبره مد بصره، و یتبدله فیه الریحان، و یستر بالحریر ، فان کان معه من القرآن شيء کفاه نوره، وان لم یکن معه جعل له نور مثل الشمس في قبره، و یفتح له أبواب و کوی الی الجنة فینظر الی مقعده منها مما کان عاین حین صعد به، ثم یقال . نم قریر العین ، فما نومه ذلک الی یوم یقوم الا کنومة ینامها أحدکم شهیة لم یرو منها، یقوم وهم یمسح عینه، فکذالک نومه فیه الی یوم القیامة. وان کان غیر ذلک اذا نزل به ملک الموت صف له سماطان من الملائکة نظموا ما بین الخافقین ، فیخطف بصره الیهم ما یری غیرهم ، وان کنتم ترون أنه ینظر الیکم و یشدد علیه، وان کنتم ترون أنه یهون علیه فیلعنونه، و یقولون . اخرجی أیتها النفس الخبیثة فقد أعد الله لک من النکال و النقمة والعذاب کذا و کذا ساء ما قدمت لنفسک ، ولا یزالون یسئلونها فی غضب و تعب وغلظ و شدة من کل ظفر و عضو ، و یموت الأول فالأول ، و تنشط نفسه کما یصنع السفود ذو الشعب بالصوف حتی تقع الروح فی ذقنه ، فلهی أشد کراهیة للخروج من الولد حین یخرج من الرحم مع ما یبشرونه بأنواع النکال والعذاب حتی تبلغ ذقنه ، فلیس منهم ملک الا وهو یتحاماء کراهیة له، فیتولی قبضها ملک الموت الذی وکل بها فیتلقاها، أحسبه قال. بقطعة من بجاد انتن ما خلق الله و أخشنه ، فیلقی فیها و یفوح لها ریح أنتن ما خلق الله و یسد ملک الموت منخریه و یسدون آنافهم و یقولون . اللهم العنها من روح والعنه جسدا خرجت منه ، فاذا صعد بها غلقت أبواب السماء دونها ، فیرسلها ملک الموت فی الهواء حتی اذا دنت من الارض انحدر مسرعا فی اثرها ، فیقبضها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بحديدة معه يفعل بها ذلک ثلاث مرات ، ثم تلا رسو ل الله ﷺ ﴿ومن يشرک بالله فكأنما خر من السماء فتخطفه الطير أو تهوى به الريح فى مكان سحيق ﴾ (الحج الآية ٣١) والسحيق البعيد . ثم ينتهى بها فتوقف بين يدى الملک الجبار فيقول . لا مرحبا بالنفس الخبيثة ولا بجسد خرجت منه ، ثم يقول . انطلقوا بها الى جهنم فاروها مقعدها منها واعرضوا عليها ما اعددت لها من العذاب والنقمة والنكال.ثم يقول الرب. اهبطوا بها الى الارض فانى قضيت انى منها خلقتهم وفيها اعيدهم ومنها اخرجهم تارة اخرى. فيهبطون بها على قدر فراغهم منها ، فيدخلون ذلک الروح بين جسده و أكفانه، فما خلق الله حميما ولا غير حميم من كلمة يتكلم بها الا وهو يسمعها الا انه لا يؤذن له فى المراجعة ، فلو سمع اعز الناس عليه واحبهم اليه يقول . اخرجوا به وعجلوا وأذن له فى المراجعه للعنه. وود أنه ترک كما هو لا يبلغ به حفرته الى يوم القيامة.فاذا دخل قبره جائه ملكان اسودان أزرقان فظان غليظان ، ومعهما مرزبة من حديد وسلاسل و أغلال و مقامع الحديد، فيقولان له اقعد باذن الله . فاذا هو مستو قاعد سقطت عنه أكفانه ، و يرى عند ذلک خلقا فظيعا ينسى به ما رأى قبل ذلک ، فيقولان له، من ربک ؟ فيقول. أنت . فيفزعان عند ذلک فزعة ، و يقبضان و يضربانه ضربة بمطرقة الحديد فلا يبقى منه عضو الا وقع على حدة ، فيصيح عند ذلک صيحة فما خلق الله من شيء ملک أو غيره الا يسمعها الا الجن والانس ، فيلعنونه عند ذلک لعنة واحدة وهو قوله ﴿اولئک يلعنهم الله و يلعنهم اللاعنون﴾ (البقرة الآية ١٥٩) والذى نفس محمد بيده لو اجتمع على مطرقتهما الجن والانس ما أقلوها وهى عليهما يسير، ثم يقولان عد باذن الله ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فاذا هو مستو قاعد فيقولان . من ربک ؟ فيقول . لا أدرى . فيقولان . فمن نبيک ؟ فيقول . سمعت الناس يقولون محمد. فيقولان . فما تقول أنت؟ فيقول . لا ادرى . فيقولان . لا دريت . ويعرق عند ذلک عرقا يبتل ما تحته من التراب، فلهو انتن من الجيفة فيكم، ويضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه فيقولان له. نم نومة المسهر. فلا يزال حيات و عقارب أمثال أنياب البخت من النار ينهشنه، ثم يفتح له بابه فيرى مقعده من النار، و تهب عليه أرواحها و سمومها، و تلفح وجهه النار غدوا و عشيا الى يوم القيامة".(الدر المنثور فى التفسير بالمأثور للامام الحافظ جلال الدين السيوطى رحمه الله (ت ۹۱۱ھ) (والملائكة باسطوا ايديهم) فى محل نصب . اى والحال ان الملائكة باسطوا أيديهم لقبض ارواح الكفار، وقيل للعذاب وفى ايديهم مطارق الحديد ، ومثله قوله تعالى . ولو ترى اذ يتوفى الذين كفروا الملائكة يضربون وجوههم و ادبارهم. قوله (أخرجوا انفسكم) اى قائلين لهم أخرجواانفسكم من هذه الغمرات التى و قعتم فيها، او اخرجوا انفسكم من ايدينا و خلصوها من العذاب، أو أخرجوا انفسكم من اجسادكم و سلموها الينا لنقبضها (اليوم تجزون عذاب الهون) اى اليوم الذى تقبض فيه ارواحكم ، أو أرادوا باليوم الوقت الذى يعذبون فيه الذى مبدؤه عذاب القبر. (فتح القدير تاليف محمد بن على بن محمد الشوكانى المتوفى ۱۲۵۰ هج)قال البخارى. باب ما جاء فى عذاب القبر، وقوله تعالى. (اذ الظالمون فى غمرات الموت والملائكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون) الموضع السابق نفسه. ومراد البخارى اثبات عذاب القبر، وأنه حق خلافا للخوارج و بعض المعتزلة كضرار بن عمرو وبشر المريسى ومن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قبر کس کو کہتے ہیں۔موت کے بارے میں تو بات آ گئی ہے،انہوں نے قبر کا معنیٰ بھی بگاڑ دیا ہے۔اب قرآن پاک نے قبر کے معنیٰ کو واضح کر دیا ہے۔کیونکہ امام بخاریؒ کے زمانے میں عذاب قبر کا انکار کرنے والے تو تھے،لیکن قبر کا انکار کرنے والے نہیں تھے۔ اس لئے انہیں (امام بخاریؒ کو) وہ آیات جو قبر کے بارے میں ہیں لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔وہ کچھ میں عرض کرتا ہوں۔دیکھو اللہ تعالیٰ نے کتنا واضح کر دیا ہے،فرمایا **قتل الانسان ما اکفرہ** مارا جائے انسان کتنا ناشکرا ہے۔یہ انسان اسی جسم والا ہے یا خواب وخیال کے جسم والا؟اسی جسم

.....؟

وافقهما. وخالفهم فی ذلک اکثر المعتزلة و جمیع اهل السنة وغیر هم، و أکثروا من الاحتجاج له. والبخاری یبین بذلک أن عذاب القبر ثابت فی القرآن ، خلافا لمن رده و زعم أنه لم یرد ذکره الا فی اخبار الاحاد. وقد روی الطبری وابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحة، عن ابن عباس فی قوله تعالی. (ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا أیدیهم) قال. هذا عند الموت، والبسط . الضرب، یضربون وجوههم و ادبارهم. و یشهد له قوله تعالی فی سورة الانفال . (فکیف اذا توفتهم الملائکة یضربون وجوههم و ادبارهم) وهذاو ان کان قبل الدفن فهو من جملة العذاب الواقع قبل یوم القیامة، وانما أضیف العذاب الی القبر لکون معظمه یقع فیه، ولکون الغالب علی الموتی أن یقبروا ، والا فالکافر ومن شاء الله تعذیبه من العصاة یعذبون بعد موتهم ولو لم یدفنوا (راجح الفتح ۲۷۵/۳)(جامع التفسیرمن کتب الاحادیث لخالد بن عبدالقادر آل عقدة)(الیوم) ای الیوم الذی تقبض فیه ارواحکم او ارادوا بالیوم الوقت الذی یعذبون فیه الذی مبدؤه عذاب القبر. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والا ہے اور ناشکریاں بھی اسی جسم سے کرتا ہے۔

من ای شی خلقه. اللہ نے کس شے سے پیدا کیا؟ **من نطفة** تو بوند سے یہ جسم بنا ہے یا خواب خیال والا جسم بنا ہے؟ یہی بنا ہے۔ **خلقه فقدره** ماں کے پیٹ میں اسے بنایا اور اسے اندازے سے بنایا۔ دیکھو دونوں آنکھیں ایک جتنی ہیں یہ نہیں کہ ایک دس من کی آنکھ ہو اور ایک ڈیڑھ ماشہ کی، دونوں ہاتھ ایک جیسے بنائے پورے اندازے سے، دونوں ٹانگیں ایک جیسی بنائیں۔ تو ماں کے پیٹ میں اللہ نے جو جسم تیار فرمایا وہ یہ جسم ہے یا خواب وخیال والا؟

ثم السبیل یسره پھر ماں کے پیٹ سے پیدائش کا راستہ آسان کر دیا تو ماں کے پیٹ سے جو جسم پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے یا خواب وخیال والا؟ **ثم اماته فاقبره** پھر موت دی۔ تو موت اس جسم کو آتی ہے یا خواب وخیال والے جسم کو؟ **فاقبره** پھر اس کو قبر میں رکھنے کا حکم دیا **ثم اذا شاء انشره** پھر جب اللہ چاہیں گے اس کو قبر سے اٹھالیں گے قیامت میں۔

اب دیکھو قرآن کی اس آیت میں ذرہ بھی شک نہیں کہ قبر وہ جگہ ہے جہاں وہ جسم رکھا جائے گا جو ناشکریاں کرتا تھا، وہ جسم رکھا جائے گا جو بوند سے پیدا کیا گیا، وہ جسم رکھا جائے گا جو ماں کے پیٹ میں بنایا گیا، وہ جسم رکھا جائے گا جو ماں کے پیٹ سے پیدا کیا گیا، وہ جسم رکھا جائے گا جس پر موت آئی، وہ جسم رکھا جائے گا جو قیامت کو حساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ اب یہ سارا اسی جسم کا قصہ ہے یا نہیں؟

لیکن کیپٹن عثمانی تو خیر پڑھا ہوا نہیں تھا، اگرچہ اس نے پرائیویٹ وفاق کا امتحان دے دیا تھا، لیکن نیلوی صاحب سرگودھے والے وہ تو شیخ الحدیث، شیخ القرآن کہلاتے ہیں۔ عثمانی نے جب اس کا ترجمہ غلط کیا (**فاقبره** کا) اور اس کو قبر میں رکھا، حالانکہ سب ترجموں میں **فاقبره** کا ترجمہ ''اور اس کو قبر میں رکھنے کا حکم دیا'' کیا ہے۔ چلو عثمانی تو ان پڑھ ہے کیا نیلوی بھی ان پڑھ ہے؟ دیکھیں **نزل** کا اور معنی ہے **انزل** کا اور معنی ہے اسی طرح **فاقبره** کا معنی ہے قبر میں رکھنے کا حکم دینا۔

اب جب اس نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ''اللہ نے قبر دی'' تو کہتے ہیں کہ اللہ نے تو یہ قبر نہیں کھودی وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبر اور ہے جو اللہ دیتا ہے۔ اور جو اللہ دیتا ہے وہ قبر ہے جسم مثالی۔ اب دیکھو اس نے قبر کا مطلب بگاڑ دیا۔ حالانکہ قرآن پاک میں جہاں بھی قبر کا لفظ آتا ہے وہ اس قبر کے لئے آتا ہے جہاں میت رکھی جاتی ہے، **لا تقم علی قبرہ** کوئی بھی اس کا ترجمہ یہ نہیں کرتا کہ حضور ﷺ منافق کا جنازہ پڑھنے ساتوں زمینوں کے نیچے سجین میں پہنچ گئے تھے۔ معاذ اللہ کوئی یہ نہیں کہتا۔

حضرت ﷺ نے فرمایا قبروں کو پختہ نہ بناؤ، تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ حضرت ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی تھی کہ پندرہ بیس ٹرک بجری کے علیین سجین میں پہنچ گئے ہیں اس کو پختہ کیا جا رہا ہے اور حضرت ﷺ نے فرمادیا کہ اس کو پختہ نہ کرنا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبروں کو سجدہ نہ کرو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ لوگ علیین میں جا کر سجدے کرتے تھے۔ اسی قبر کو کرتے تھے۔

نمبر۲.....حق تعالیٰ فرماتے ہیں: **ولا تقم علی قبرہ ۹/۸۴** منافق کی قبر پر کھڑا نہ ہونا۔

نبی اقدس ﷺ عبداللہ بن ابی کی اس قبر پر کھڑے ہوئے تھے یا کھڑا ہونے کے لئے علیین یا سجین گئے تھے۔

نمبر۳.....**وما انت بمسمع من فی القبور ۳۵/۲۲** میں یہی قبر مراد ہے یا علیین یا سجین۔ اگر علیین یا سجین مراد ہے تو ان قبروں پر کیوں فٹ کرتے ہیں۔

نمبر۴.....**افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور ۱۰۰/۹** کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

نمبر۵.....**وان اللہ یبعث من فی القبور ۲۲/۷** اور بے شک اللہ تعالیٰ اٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

نمبر۶.....**کما یئس الکفار من اصحاب القبور ۶۰/۱۳** جیسا کہ کفار یعنی قبروں والوں سے مایوس ہیں (دنیا کی طرف لوٹنے سے)۔

نمبر۷.....**واذا القبور بعثرت ۸۲/۴** اور جب قبریں اکھیڑی جائیں گی۔

نمبر۸.....**حتی زرتم المقابر ۱۰۲** حتیٰ کہ تم نے قبروں کی زیارت کی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب یہ لوگ کونسی قبریں گننے گئے تھے؟ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ دو قبیلوں میں جھگڑا ہو گیا، ایک کہتا تھا ہمارے بہادر زیادہ ہیں، دوسرا کہتا تھا ہمارے زیادہ ہیں۔ تو کسی نے کہا لڑنے کی کیا بات ہے گن کر دیکھ لو۔ اب جب گننے گئے تو ایک قبیلے کے کم نکلے دوسرے کے زیادہ نکلے۔ لیکن جس کے کم نکلے وہ ہار ماننے کو تیار نہیں تھا، اس نے کہا نہیں فلاں لڑائی میں ہمارے آدمی زیادہ مرے تھے قبریں بھی جا کر گنو، تو وہ یہی قبریں گننے گئے تھے یا سجین میں گئے تھے؟ یقیناً یہی قبریں گننے گئے تھے۔

قبر احادیث کی روشنی میں:

نمبر ۱ .....عن أنس بن مالک قال مر النبی ﷺ بامرأة تبکی عند قبر فقال اتقی الله و اصبری. (بخاری: ج ۱ ص ۱۷۱)

ترجمہ.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔''

کیا نبی اقدس ﷺ نے اس عورت کو علیین یا سجین میں روتے دیکھا تھا؟ وہ عورت علیین یا سجین میں رو رہی تھی یا اس زمین پر؟ یقیناً اس زمین پر رو رہی تھی۔ تو اس گڑھے کو قبر کہا گیا ہے جو زمین میں ہوتا ہے۔

نمبر ۲..... عن انسؓ بن مالک قال شهدنا بنتا لرسول الله ﷺ قال و رسول الله ﷺ جالس علی القبر قال فرأیت عینیه تدمعان قال فقال هل منکم رجل لم یقارف اللیلة فقال ابو طلحة انا قال فانزل قال فنزل فی قبرها. (بخاری ص ۱۷۳ ج ۱)

ترجمہ.....حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات پر حاضر ہوئے درآنحالیکہ رسول اللہ ﷺ قبر کے پاس بیٹھے تھے پس میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں فرماتے ہیں کہ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا تم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں کوئی ایسا آدمی ہے جو رات عورت کے پاس نہ گیا ہو پس ابوطلحہ نے عرض کیا میں ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتر جا پس ابوطلحہؓ ان کی قبر میں اتر گئے۔

کیا حضرت انسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو علیین میں قبر پر دیکھا تھا؟ کیا ابوطلحہ علیین پہنچے ہوئے تھے۔ کیا حضرت انسؓ بھی علیین پہنچے ہوئے تھے؟ اگر نہیں تو معلوم ہوا کہ قبر وہی گڑھا ہے جو اس زمین پر ہے اور جہاں میت دفنائی جاتی ہے۔ پھر جب آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے تو وہ قبر کیا آپ ﷺ نے اعلیٰ علیین میں پائی تھی یا اسی زمین کے ایک سرخ ٹیلے کے پاس آپ نے اس کا مشاہدہ کیا تھا؟

مررت علی موسیٰ لیلة اسریٰ بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ. (سنن کبریٰ جلد ۳ ص ۲۴۸)

ترجمہ.....جس رات مجھے معراج کی سیر کرائی گئی میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے قبر پر ہوا، وہ سرخ ٹیلے کے پاس تھی میں نے آپ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے پایا۔

ہم یہ کیسے مان لیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسد اصلی تو قبر میں صرف محفوظ پڑا تھا اور اس پر ایک مثالی جسد کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ ہمیں ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو اس قسم کا عقیدہ رکھ کر خود بھی بھٹکے اور اوروں کو بھی بھٹکا رہے ہیں اللہ ان پر رحم کرے۔

آپ ﷺ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا ہے:

لعن رسول اللہ ﷺ زائرات القبور و المتخذین علیھا المساجد والسرج.(رواہ ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۵)

ترجمہ..... رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر گھومنے والی عورتوں اور وہاں جائے عبادت بنانیوالے مردوں اور ان پر دیئے جلانیوالوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آئیں گے:

ثم قام علیٰ قبری فقال یا محمد لاجیبنہ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(مجمع الزوائد ص ۲۱۱ ج ۱، الخصائص الکبریٰ ص ۴۹۰ باب حیاتہ فی قبرہ وصلوٰتہ فیہ)

ترجمہ..... حضرت عیسیٰ بن مریم ضرور اتریں گے پھر اگر وہ میری قبر پر (سلام کے لئے) ٹھہرے اور سلام کیا تو میں ضرور اس کا جواب دوں گا۔

حضور ﷺ جب یہ حدیث فرما رہے تھے تو آپ قبر کسے کہہ رہے تھے؟

اللھم لا تجعل قبری وثنا یصلی الیه فانه اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور انبیائهم مساجدا. (المصنف لعبد الرزاق ج ۱ ص ۴۰۶ و نحوه فی جلد ۸ ص ۴۶۴)

ترجمہ..... اے اللہ میری قبر کو معبود نہ بننے دینا جس کی طرف لوگ سجدے کریں، اس قوم پر اللہ کا غضب بھڑکا جس نے اپنے نبیوں کی قبروں کو جائے عبادت بنالیا۔

آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایا تو آپ ﷺ کے ذہن میں قبر کے کیا معنی تھے؟

الارض کلها مسجد الا القبر والحمام. (المصنف ج ۱ ص ۴۵)

ترجمہ..... کل صفحہ زمین (میرے دین میں) مسجد ہے سوائے قبر اور حمام (جائے غسل) کے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

اذا وضعتم موتاکم فی قبورهم فقولوا بسم الله وعلی ملة رسول الله. (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۶۶)

ترجمہ..... جب تم اپنی میتوں کو قبروں میں رکھو تو یہ کہہ کر رکھو: **بسم الله وعلی ملة رسول الله.**

بھلا کیا اس کا مطلب یہ لیا جا سکتا کہ تم اپنی میتوں کو لے کر اعلیٰ علیین پہنچا کرو کیونکہ قبر تو اس جگہ میں ہے۔ یہاں کے ان گڑھوں کو تو قبر نہیں کہا جاتا؟۔ **استغفر الله.**

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت میں قبریں کن جگہوں کو کہا جاتا تھا؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہیں قبروں کو جو سامنے نظر آتی ہیں یہی گڑھے ہیں

لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا .

(جامع ترمذی ج ا ص ۱۲۵)

ترجمہ.....تم نہ قبروں پر بیٹھا کرو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کرو۔

پھر آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ فرمایئے:

قاتل الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد.

(صحیح بخاری ج ا ص ۶۲ صحیح مسلم ج ا ص ۲۰۱)

ترجمہ.....اللہ یہود کو برباد کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔

ایک شخص کو آپ ﷺ نے قبر پر بیٹھے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

لا توذ صاحب القبر ولا یؤذیک. (رواہ الطحاوی ج ا ص ۲۹۶)

ترجمہ.....تم اس قبر والے کو اذیت نہ دو نہ وہ تجھے نقصان دے۔

اب آپ ہی کہیں یہاں قبر سے مراد اگر یہ ظاہری قبر نہیں جسے مخالفین بار بار گڑھا کہہ رہے ہیں تو اور اس سے کیا مراد ہے؟ کیا کوئی شخص اعلیٰ علیین میں کسی قبر کی بے ادبی یا ایذاء رسانی کے لئے جا سکتا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان ھذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا فلو لا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر. (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

ترجمہ..... یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش سے گزرتی ہے، مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم اپنی میتوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر کی یہ آوازیں سنا دے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا، دیکھئے صحیح مسلم ج ا ص ۴۴۶ کا باب ما بین قبرہ ﷺ و منبرہ الفاظ حدیث جامع صغیر کے ایک نسخہ میں اس طرح ہیں

مابین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة. (بخاری ۱۰۹۰، ۹۷۵، ۲۵۳، ۱۵۹ متفق علیہ اثرٌ (السراج المنیر ج ۴ ص ۱۹۶)

ترجمہ..... جو جگہ میری قبر اور میرے منبر کے مابین ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

تو اس میں قبر کس جگہ کو کہا گیا ہے؟ کیا یہ جگہ اعلیٰ علیین میں ہے یا یہیں مدینہ منورہ میں؟

پھر آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے:

یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم وانتم سلفنا و نحن بالاثر.

(رواه الترمذی کذا فی المشکوٰة ص ۱۵۴)

آپ نے قبرستان جا کر یہ کہنے کی تعلیم دی ہے۔ کیا وہاں قبریں نہ تھیں؟ سو انہی قبروں کے پاس ہمیں یہ کہنے کا حکم دیا گیا۔

آپ ﷺ نے اذخر گھاس کو کاٹنے کی اجازت دی تو فرمایا اس کی ضرورت ہے مگر کس لئے؟ **لقبورنا.** ہماری قبروں کے لئے۔ (صحیح بخاری ص ۱۸۰ ج ۱)

یہاں قبور انہیں جگہوں کو کہا گیا جن میں میت اتاری جاتی ہے اور اسے اس میں دفن کیا جاتا ہے نہ کسی پردے کے جہان کو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''**کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها.**''

(سنن ابن ماجه: ص ۱۱۴)

ترجمہ..... میں تمہیں پہلے قبروں پر جانے سے روکا کرتا تھا، اب کے بعد اجازت ہے تم انہیں دیکھنے جایا کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''**ان المیت اذا وضع فی قبره.**''

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

تو قبر سے یہاں کون سی جگہ مراد ہے؟ یہی جو نظر آتی ہے یا یہ کوئی اعلیٰ علیین کی جگہ کے لئے ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا: ''یهود تعذب فی قبورها.''

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

یہاں قبور کیا انہیں گڑھوں کو نہیں کہا گیا؟ کیا یہ کوئی عالم غیب کی جگہ تھی؟

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''عن ابن عمر مرفوعاً من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی.'' (رواه البیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰة ص۲۴۹)

ترجمہ.....جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔

یہ تشبیہ کے طور پر فرمایا گیا ہے جس پر ہر بات میں مشابہت ضروری نہیں۔ اور یہ اسی روضہ اطہر کے بارے میں ارشاد فرمایا جو مدینہ منورہ میں واقع ہے، جہاں ساری دنیا سے مسلمان زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

''من زار قبری کنت له شفیعاً.''

(شفاء السقام ص۲۸)

ترجمہ.....جو میری قبر کی زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

آپ ﷺ نے جب ارشاد فرمایا تو آپ نے قبر سے کون سی جگہ مراد لی؟

ان اولئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علیٰ قبره مسجداً.

(صحیح مسلم ج۱ ص۲۰۱)

ترجمہ.....ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا تو وہ اس کی قبر پر جائے عبادت بنا دیتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن ابی هریرةؓ قال زار النبیﷺ قبر امه فبکی و ابکی من حوله فقالﷺ استأذنت ربی فی ان استغفرلها فلم یؤذن لی و استأذنته فی ان ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور فانها تذکرکم الموت. (مسلم ص ۳۱۴ ج ۲)

ترجمہ.....حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اقدسﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی پس آپﷺ رو پڑے اور اپنے اردگرد والوں کو بھی رلا دیا پھر فرمایا میں نے اپنے رب سے ان کے لئے استغفار کرنے کی اجازت چاہی تھی پس مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت چاہی کہ ان کی قبر کی زیارت کرلوں پس مجھے میرے رب نے اجازت دے دی پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ تم کو یہ موت یاد دلاتی ہے۔

اب نبی اقدسﷺ کس قبر کی زیارت کے لئے گئے کیا علیین گئے تھے اور جو صحابہ اردگرد کھڑے تھے وہ بھی کیا علیین پہنچے ہوئے تھے؟ یقیناً اسی زمین پر کھڑے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہی زمین والی قبر قبر ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابه خیر له من ان یجلس علی قبر.

(مسلم ج ۲ ص ۳۱۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی آگ کے شعلے پر بیٹھے اور وہ شعلہ اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کے جسم تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس کے لئے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

اب یہ بیٹھنا اس زمین والی قبر پر ہوگا جس پر لوگ بیٹھتے ہیں یا علیین سجین میں ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے: ''**سمعت رسول اللهﷺ تسویتها.**''

(مسلم ص ۳۱۴ ج ۲)

کہ نبی اقدسﷺ نے قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا علیین میں جا کر یہ کام بجالایا جاتا ہے؟

عن ابی ھریرۃؓ ان امرأۃ سوداء کانت تقم المسجد او شابا فقدھا رسول اللہ ﷺ فسأل عنھا او عنہ فقالوا مات قال افلا کنتم اذنتمونی قال فکانھم صغروا امرھا او امرہ فقال دلونی علی قبرہ فأتوہ فصلی علیھا ثم قال ان ھذہ القبور مملوۃ ظلمۃ علی اھلھا وان اللہ ینورھا لھم بصلاتی علیھم.

(مسلم ص ۳۱۰ ج ۲)

ترجمہ.....حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت سیاہ رنگ والی یا ایک نوجوان مسجد میں ٹھہرتا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے اسے نہ پایا تو اس کے بارے میں صحابہ سے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی فرماتے ہیں کہ شاید لوگوں نے اس عورت یا نوجوان کے معاملہ کو معمولی سمجھ کر اطلاع نہ دی پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ پس آپ ﷺ نے اس پر جنازہ پڑھا اور فرمایا کہ یہ قبریں ظلمت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر میری نماز کی وجہ سے ان قبروں کو منور فرما دیتے ہیں۔

کیا صحابہ رسول اللہ ﷺ کو علیین لے گئے تھے یا اس زمین والی قبر پر؟

تو قرآن پاک نے جہاں بھی قبر کا ذکر کیا ہے اسی قبر کا ذکر کیا ہے۔ احادیث آپ کے سامنے ہیں محدثین نے جتنے بھی باب باندھے ہیں قبر کے بارے میں وہ مثلاً **باب الصلوٰۃ علی القبر. باب الدعاء علی القبر، باب الاستغفار علی القبر. باب الدفن فی القبر.** وہ سارے اسی قبر کے بارے میں باندھے گئے ہیں۔ خود امام بخاریؒ نے تیرہ باب قبر پر باندھے ہیں۔ اسی قبر پر باندھے ہیں۔ فقہاء نے جتنے بھی مسائل قبر کے بارے میں لکھے ہیں وہ سارے اسی قبر کے لئے لکھے ہیں۔ وہ مسائل اسی قبر کے ہیں۔ سارے مسلمان اسی قبر کو قبر مانتے ہیں۔ حتیٰ کہ کافر بھی اسی قبر کو قبر مانتے ہیں۔

حتی زرتم المقابر کافروں کا قصہ ہے اور انہوں نے ان قبروں کو گنا تھا۔ کافر پھر بھی انسان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔قرآن کہتا ہے کہ وہ نجاست خور جانور کوّا، اسے بھی قبر کا پتہ ہے کیونکہ سب سے پہلے قبر کھودنے کا طریقہ اسی نے بتایا تھا۔قرآن میں **یبحث فی علیین** آیا ہے یا **یبحث فی سجین؟** . **یبحث فی الارض** آیا ہے۔تو کوّے کو بھی پتہ ہے کہ قبر زمین میں ہوتی ہے۔ حضرت اقدس ﷺ کا خیر علیین میں جا کر بدکا تھا یا سجین میں جا کر بدکا تھا یا یہیں؟ اس لئے جو اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے **اولٰئک کالانعام بل ھم اضل** وہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اب قبر کے بارے میں قرآن کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ دعویٰ ہوتا ہے ہم قرآن کو مانتے ہیں، قبر کے مسئلے میں یہ بالکل قرآن کے منکر ہیں۔احادیث متواترہ کے منکر ہیں، اجماع فقہاء کے منکر ہیں۔

ان کی قبر کہاں ہے؟:

حضرت اوکاڑویؒ نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ مماتیوں کی قبر کہاں ہے؟ نہ تو ان کی قبر کا معاذ اللہ اللہ کو پتہ ہے، کیونکہ قرآن میں کہیں ان کی قبر کا ذکر نہیں۔نہ اللہ کے نبی ﷺ کو پتہ ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے، کیونکہ احادیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں۔، نہ فقہاء کو پتہ ہے، نہ پہلے کسی انسان کو پتہ ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے۔اب نہ یہ قرآن کو مانیں، نہ احادیث متواترہ کو مانیں، نہ اجماع فقہاء کو مانیں۔

حضرت اوکاڑویؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

آخر میں تنگ آمد بجنگ آمد ہو کر میں یہی کہتا ہوں کہ میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہیں، کہ اے اللہ جو لوگ اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر کبھی نصیب نہ کرنا۔لیکن یہاں آمین صرف حیاتی کہتے ہیں مماتی کبھی بھی اس دعا پر آمین نہیں کہہ سکتے۔مماتی بجائے آمین کہنے کے حیاتی کو کہتا ہے کہ تو ہمارے لئے بددعا کرتا ہے۔بھئی بددعا کونسی؟ تیری قبر تو یہ ہے ہی نہیں۔

اب دیکھئے قبر کے مسئلے میں یہ صاف طور پر قرآن کے منکر ہیں۔اب آخری بات کیا ہوتی ہے کہ جی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جن کو قبر نہیں ملی ان کو کہاں عذاب ہوگا؟ ہم کہتے ہیں جتنی بات طے ہوگئی اتنی تو لکھ دو۔ کہ جن کو ملی ہے ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اب یہ اگلی بات ہے کہ کس کو نہیں ملی قبر؟ تو کوئی ہمیں نظر نہیں آتا جس کو قبر نہ ملی ہو۔ ہر شخص کو قبر ملتی ہے جلدی ملے یا دیر سے ملے۔ کہتے ہیں جسے شیر کھا گیا؟ تو شیر کھا کر عرش پر تو نہیں چڑھ گیا، وہ بھی تو مر کر مٹی میں ہی گیا۔ جن کو کوّے کھا گئے وہ بھی مر کر یہیں گئے۔

دیکھو قرآن پاک نے بات بالکل واضح کر دی ہے **ان اللہ یبعث من فی القبور** اور دوسری آیت میں صاف کر دیا **منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم و منھا نخرجکم تارۃ اخریٰ** کہ قبور سے مراد یہی زمین ہے، کسی آیت میں یہ نہیں آیا کہ قیامت کے دن کوئی ہوائی جہاز سے اتر کر آ رہا ہوگا (ضیاء الحق)، کوئی کوّے کے پیٹ سے نکل کر آ رہا ہوگا، کوئی چیل کے پیٹ سے نکل کر آ رہا ہوگا۔

قرآن نے ایک ہی بات بتائی ہے کہ سارے زمین سے نکل کر آ رہے ہوں گے۔ تو چونکہ عذاب و ثواب کا اکثر حصہ ہر شخص کو اسی زمین میں ہو رہا ہے، ورنہ عذاب وثواب تو اسی وقت شروع ہو جاتا ہے قبر میں رکھنے کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ (اس عذاب وثواب کا نام عذاب قبر اس لئے رکھتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ چونکہ قبر میں ہوتا ہے) جیسے نام شربت بنفشہ رکھتے ہیں حالانکہ اس میں اور چیزیں بھی ہوتی ہیں۔

لیکن چونکہ اجزاء میں سے غالب بنفشہ ہوتا ہے اس لئے اس کا نام شربت بنفشہ رکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ اس عذاب کا اکثر حصہ قبر میں ہوتا ہے اس لئے اس کا نام عذاب قبر رکھا گیا۔ تو کون ہے جس کو قبر نہیں ملتی؟ آخر سارے پھر پھرا کے اسی زمین میں چلے جاتے ہیں اور قرآن نے یہاں بتا دیا ہے کہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اور وضاحت کر دی کہ اس زمین سے سارے اٹھائے جائیں گے۔ تو یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو قبر نہیں ملتی۔

قبر سب کو ملتی ہے دیر یا سویر تو ہو جاتی ہے لیکن ملتی سب کو ہے۔ دیکھو قبر کے مسئلے میں یہ قطعاً قرآن کے منکر ہیں۔ اب آگے پیچھے کہتے ہیں کہ ہم رحمۃ اللہ کو نہیں مانتے۔ اکابر کا نام انہوں نے رحمۃ اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکھا ہوا ہے۔ یہ قسمت کی بات ہے ہماری قسمت میں رحمۃ اللہ ہیں، تمہاری قسمت میں لعنۃ اللہ ہیں۔نہیں مانتے تو نہ مانو۔ یہ لوگ قرآن پاک کا غلط مطلب کریں گے۔اب ہم ترجمہ پیش کریں گے، کہیں گے نہیں غلط ہے، قرآن، قرآن۔اس کی حضرت اوکاڑویؒ عام فہم مثال دیا کرتے تھے۔

مماتیوں کی مثال:

ایک جگہ جماعت ہو رہی تھی سارے آدمی نماز پڑھ رہے ہیں، ایک آدمی اکیلا پیچھے کھڑا نماز پڑھ رہا ہے ادھر جماعت والوں نے سلام پھیرا ادھر اس نے بھی سلام پھیر دیا۔ پہلے تو لوگوں نے آپس میں باتیں کیں کہ یہ اللہ کا بندہ مسجد میں آیا بھی اور جماعت کا ثواب ضائع کر دیا۔ جب جماعت کھڑی تھی تو جماعت سے پڑھ لیتا۔آخر ایک نے پوچھ ہی لیا کہ جماعت کھڑی تھی تو جماعت سے کیوں نہ پڑھی؟ وہ کہنے لگا میں آپکی طرح قرآن کا منکر نہیں ہوں قرآن مانتا ہوں۔قرآن ..... قرآن..... پوچھنے لگا کہاں قرآن میں آیا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھو؟ اب لوگوں کو پتا چلا کہ یہ تو کوئی قرآن والا آ گیا ہے۔

مولوی صاحب نے کہا کہ قرآن میں آتا ہے **وارکعوا مع الراکعین** اس سے علماء امت ثابت کرتے ہیں۔وہ کہنے لگا کہ یہاں تو رکوع ہے جماعت کا لفظ ہی نہیں۔مولوی صاحب کہنے لگے کہ رکوع زکوٰۃ میں ہوتا ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں۔مولوی کہتا ہے رکوع روزے میں ہوتا ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں۔حج میں ہوتا ہے؟ جواب ملتا ہے نہیں۔وہ کہنے لگا رکوع ہوتا تو نماز میں ہی ہے، لیکن میں نے رکوع کا لفظ نہیں دیکھنا۔نماز کا لفظ دکھاؤ۔اب مولوی صاحب نے کہا کہ اچھا تو دکھا تجھے کون سا لفظ مل گیا ہے جس میں اکیلے نماز پڑھنے کا حکم ہو اور یہ ہو کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی۔

اس نے کہا میں تمہاری طرح رکوع کا لفظ نہیں **صلوٰۃ** (نماز) کا لفظ دکھاؤں گا۔کہتا ہے **ان الصلوٰۃ تنھیٰ** بے شک نماز اکیلے پڑھو تنہا پڑھو۔لوگ حیران ہیں کہ کم بخت کو قرآن کا ترجمہ بھی صحیح نہیں آتا۔اب لوگ اندر گئے مولوی صاحب نے مشکوٰۃ نکالی اور باجماعت نماز کی حدیثیں سنانے لگے۔وہ کہنے لگا یہ ساری حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں۔جب قرآن نے کہہ دیا کہ نماز تنہا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھو، اب یہ ساری حدیثیں جن میں باجماعت نماز کا حکم ہے یہ قرآن کے خلاف ہیں۔

اب یہی طریقہ مماتیوں کا ہے کہ ترجمہ خود گھڑ لیں گے جب تم حدیثیں پڑھو گے تو کہیں گے یہ قرآن کے خلاف ہیں۔ اور یہی طریقہ قادیانیوں کا ہوتا ہے۔ آخر لوگوں نے سوچا کہ چلو اس کو ترجمہ ہی دکھائیں تو شاید مان جائے۔ اب کوئی شیخ الہندؒ کا ترجمہ لے آیا، کوئی شاہ رفیع الدینؒ کا۔ اب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ عربی تو جانتے نہیں تھے، اب اردو ترجمہ آ گیا ہے یہ لوگ پڑھ لیں گے اور مجھے جھوٹا کہیں گے، اب اس نے کہا اور شور مچایا کہ رکھدو میں نے کتاب اللہ سے پڑھا ہے اور تم رحمت اللہ (یعنی اکابر جنکو رحمت اللہ علیہ کہا جاتا ہے) لے کر آ گئے ہو۔ اب لوگوں نے کہا یہ ''رحمۃ اللہ'' ''کلام اللہ'' کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ تمہارے غلط ترجمے کے خلاف ہیں۔

اب دیکھیں یہ کہتے ہیں کہ ہم رحمت اللہ نہیں مانتے، ہم کہتے ہیں کہ پھر لعنت اللہ مان لو۔ ہم تو فخر سے کہتے ہیں کہ ہم رحمت اللہ کو مانتے ہیں۔ **صراط الذین انعمت علیھم** جن کو اللہ نے سیدھے راستے پر چلایا ہے، جن پر رحمت اور انعام کیا ہے ہم ان لوگوں کو مانتے ہیں۔ ہم کو اس پر فخر ہے۔ تم نہیں مانتے تمہاری مرضی، تمہاری قسمت میں لعنت اللہ ہی ہوں گے۔

تو بات چل رہی تھی کہ قبر اس گڑھے کو ہی کہتے ہیں، دیکھئے رسول پاک ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر عبادت گاہیں بنانے والے مردوں اور دیئے جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے اب یہ عورتیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، کیا علیین سجین میں زیارت کے لئے گئی تھیں یا دنیا کے قبرستان میں؟ اور ان میں مردوں سے مراد وہ مرد ہیں جو علیین میں جا کر دیئے جلاتے ہیں یا وہ مراد ہیں جو دنیا کی قبروں پر دیئے جلاتے ہیں؟ معلوم ہوا اس حدیث میں بھی قبر سے مراد وہی قبر ہے جن پر عورتیں جا سکتی ہیں، لوگ ان پر عبادت گاہیں بنا سکتے ہوں اور دیئے جلا سکتے ہوں۔ اور وہ یہی دنیا والی قبر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث اسی قبر کو قبر کہتے ہیں جس کو حیاتی قبر کہتے ہیں۔ مماتیوں کی قبر کا ذکر نہ قرآن میں کہیں ہے نہ حدیث میں۔

اب چونکہ قبر میں جسم رکھا جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اس لئے چونکہ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبر کو قبر کہنے میں جسم کو عذاب نہیں ہوتا، کیونکہ جسم کو عذاب ماننے میں ایک قسم کی حیات ماننی پڑتی ہے اس لئے یہ قبر کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ تو امام بخاریؒ نے یہ باب باندھا ہے **باب ما جاء فی عذاب القبر** تو امام بخاریؒ نے قبر کے بارے میں زیادہ وضاحت نہیں فرمائی کیونکہ اس زمانے میں قبر کا انکار کرنے والے موجود نہیں تھے کہ انہیں وضاحت کرنی پڑتی۔ ہاں یہاں ایک اور بات یاد آئی کہ یہ لوگ آگے پیچھے (دوسرے اوقات میں) قرآن قرآن کرتے ہیں، لیکن جب ہم قبر والی ساری آیات قرآن سے پیش کرتے ہیں، حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے اشرف الجواب میں کہ یہ گڑھا قبر نہیں اور ایک مرتبہ دو آدمی آئے مولانا کاندھلویؒ کی عقائد اسلام لے کر کہ یہ لکھا ہے کہ گڑھا قبر نہیں ہے۔ تو اس بات کو ذرا سمجھ لیں۔

قبر اور عالم قبر:

ایک ہے قبر، ایک ہے عالم قبر۔ جس طرح ایک ہے بستر خواب، ایک ہے عالم خواب جو عرش تک ہے۔ تو یہ دونوں لفظ یعنی قبر اور عالم قبر علماء ایک دوسرے کی جگہ استعمال کر دیتے ہیں۔ لیکن ہر زمانے میں استعمال میں فرق پڑ جاتا ہے۔ جس طرح جوں جوں گمراہ لوگ انکار کرتے ہیں تو علماء کو احتیاط کرنی پڑتی ہے، اس سے پہلے اجمال ہی چلتا رہتا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر آپ پہلے کی کوئی کتاب اٹھائیں آپ کو معراج کا ذکر مل جائے گا، کیونکہ اس وقت جسمانی معراج کا کوئی منکر نہیں تھا۔ سارے کہتے تھے کہ معراج جسمانی ہوئی ہے اس لئے علماء معراج کے ساتھ جسمانی کا لفظ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے تھے، آج لوگ جسمانی معراج کا انکار کرنے لگے اب اگر کوئی صرف اتنا کہے کہ میں معراج مانتا ہوں جسمانی کا لفظ نہ بولے ہم یہ نہیں سمجھیں گے کہ یہ معراج کا قائل ہے تو جسمانی کا لفظ لگانے کی اب ضرورت پڑی کیونکہ جسمانی کے منکر دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں۔

اور جس وقت تک یہ منکر نہیں تھے اس وقت تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں جسمانی کی قید لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب قید تو ہم نے لگائی ان کو مسئلہ سمجھانے کے لئے اب یہ کہتے ہیں کہ جسمانی کا لفظ قرآن میں دکھاؤ۔ حالانکہ اگرچہ جسمانی کا لفظ قرآن میں نہیں لیکن سیاق وسباق اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احادیث اور اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج جسمانی ہوا۔اسی طرح مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا کاندھلویؒ کے زمانے میں عالم قبر کا انکار کرنے والے تو تھے لیکن اس گڑھے کا انکار کرنے والے نہیں تھے، یہ لوگ تو اب پیدا ہوئے ہیں۔اس لئے انہوں نے عالم قبر پر قبر کا لفظ استعمال کر دیا ہے۔یہ دونوں عبارتیں یہاں نقل کر دی جاتی ہیں۔

مولانا کاندھلویؒ کا عقیدہ بعینہ وہی ہے جو سب اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔عقائد اسلام کے صفحہ ۵۸ پر لکھتے ہیں:

''مرنے کے بعد زمانہ بعث تک انسان عالم برزخ میں رہتا ہے، **کما قال اللہ تعالیٰ ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون** اور اس کو عالم قبر بھی کہتے ہیں۔(یعنی برزخ کو) اس پر ایمان لانا فرض اور لازم ہے۔عقیدہ اول۔قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر نکیر کا سوال حق ہے۔قبر سے وہ گڑھا مراد نہیں جس میں مردہ جسم دفن کیا جاتا ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔(کیونکہ اس زمانے میں عالم برزخ کا انکار کرتے تھے) جو دنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالَم ہے جو من وجہ دنیا کے مشابہ ہے اور من وجہ آخرت کے مشابہ ہے اس لئے کہ مرنے کے بعد اس کے ذاتی اعمال تو منقطع ہو جائیں گے لیکن زندوں کی دعاؤں اور صدقات اور خیرات سے اس کو نفع پہنچتا رہے گا۔پچھلوں کی دعاؤں سے اس کے گناہ معاف ہوں گے تو جب قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا تو پاک اور صاف اٹھے گا۔اب یہاں یہ کہا ہے کہ گڑھا قبر نہیں عالم برزخ ہے۔)

خود اگلے صفحے پر لکھتے ہیں:

''عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جو بات پیش آتی ہے وہ منکر نکیر کا سوال وجواب ہے یہ اسوقت ہوتا ہے جس وقت خویش واقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں تو کس قبر میں رکھتے ہیں وہ؟ اسی قبر میں رکھتے ہیں۔اور اسی میں سوال ہوتے ہیں۔''

مولانا لکھ رہے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور اس مرد یعنی محمد ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ اگر مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یہ شخص محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ ﷺ ہیں۔فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے کیسے علم ہوا وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اوراس کی تصدیق کی۔اب اسی کو حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں **یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا**. اب دیکھیں ان میں اور مولانا کاندھلوی میں کتنا فرق ہوگیا۔یہ کہتے ہیں کہ یہ قبر دنیا میں ہے اور حیات دنیوی نہیں،اگر دنیوی کہیں تو اس قبر میں حیات ماننی پڑے گی۔اور مولانا قرآن کی آیت پیش کررہے ہیں کہ یہ سوال وجواب اور حیات اسی دنیا میں ہے یعنی اس دنیا والی قبر میں ہے۔تو جب یہ قبر دنیا میں ہے تو عالم برزخ میں جو جسم ہے وہ بھی دنیا میں اور روح کا تعلق علیین سجین کے ساتھ بھی اور جسم کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔تو دیکھو حضرتؒ جسم کے عذاب وثواب دونوں کو مان رہے ہیں اس کا انکار نہیں کررہے۔

حضرت تھانویؒ کی کتاب ہے ''احکام اسلام عقل کی روشنی میں'' اس کے ص ۲۵۶ اور ۲۶۵ پر یہ عذاب وثواب قبر کا ذکر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ:

''قبر یعنی عالم برزخ میں جسم دکھ یا سکھ میں ہوتا روح کے تابع ہوتا ہے اس جگہ بدن ظاہر ہے اور روح پوشیدہ۔اور عالم قبر برزخ میں روح غالب اور ظاہر ہوگی اور بدن پوشیدہ۔اور برزخ کے احکام ارواح پر جاری ہوں گے یعنی دکھ اور سکھ جب روح کو پہنچے گا تو صاحب روح کے بدن پر بھی سرایت کرے گا۔''

مولانا بالکل واضح فرمارہے ہیں کہ سرایت کرتا ہے،عذاب کا جسم پر ظاہر ہونا ضروری نہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

''عالم برزخ میں بھی جسم اور روح کے لئے دکھ اور سکھ سونے والے کو پہنچتا ہے۔روح اور جسم دونوں کو۔وہ اس کی روح پر جاری ہوتا ہے اور اس میں بدن اس کے تابع ہوتا ہے،ایسے ہی عالم برزخ میں جسم اور روح کو دکھ سکھ کا طریق جاری ہے بلکہ اس خواب سے بھی بڑھ کر ہوگا۔کیونکہ اس عالم برزخ میں روح کا تعلق ظاہر ہونا بہت کامل ہے،اور روح کا تعلق بدن سے گو عام حالات میں ظاہر نہیں لیکن ایک غیر معلوم وجہ یہ بھی رہتا ہے۔بدن سے اس کا بالکل انقطاع اور جدائی نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتی۔''

یہ ساری بحث عذاب کی چل رہی ہے۔

ص ۲۰۵ پر کہتے ہیں:

''اس طرح بلا شبہ مرنے کے بعد بھی اجزاء بدن سے بھی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں اور بدوں کی سجین میں ہوتی ہیں، لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کے ساتھ رہنا ضروری ہے، خواہ کسی کو قبر میں دفن کریں خواہ جلا دیں خواہ ڈوب جائے، ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق بالاتر از فہم رہتا ہے۔ جس کی نظیر ایک تار برقی کی کافی ہے تار برقی کا تعلق کہاں سے کہاں تک رہتا ہے۔''

اب پاور ہاؤس کہاں ہے اور کہاں سے اس کا تعلق پہنچا ہے اور اس پنکھے کے ساتھ بھی ہے اور اُس پنکھے کے ساتھ بھی ہے۔ یہ مثال دی ہے حضرتؒ نے۔ مگر اس دنیا کی آنکھیں محسوس نہیں کر سکتیں۔ ایسے ہی روح علیین سجین میں ہو تو بھی بدن کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے۔

حضرت تھانویؒ اور حضرت کاندھلویؒ بالکل جسم اور روح دونوں کے عذاب کے قائل ہیں البتہ فرق یہ کر رہے ہیں اور یہ فرق ہم بھی کرتے ہیں کہ یہاں جسم کو اولیت حاصل ہے اس لئے جسم کے ذریعے سے روح کو دکھ پہنچتا ہے۔ کسی کی روح کو ستانا ہو تو جسم پر لاٹھی ماریں گے۔ جسم پر ٹھنڈا پانی ڈالیں گے۔ روح بھی ٹھنڈی ہو جائے گی۔ لیکن خواب میں روح پر پہلے حالات آتے ہیں جسم پر بعد میں مرتب ہوتے ہیں۔

ساری کاروائی روح کرتی رہی، آخر میں جسم ناپاک ہوتا ہے۔ پہلے ساری کاروائی روح نے کی اور جسم اس میں شریک نہیں تھا، لیکن روح کی طرف سے جسم پر احکام آئے ہیں۔ بیداری میں جسم سے روح کی طرف جاتے ہیں۔ اسی طرح عالم برزخ میں عذاب وثواب پہلے روح پر آتا ہے، پھر روح سے جسم پر۔ اس لئے اِس کو حیات جسمانی کہہ دیتے ہیں اُس کو حیات روحانی۔ تو جیسے اس کو جسمانی کہنے کا کسی نے آج تک یہ مطلب نہیں سمجھا کہ جسم کے دکھ سکھ میں روح شریک نہیں، اسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طرح اس کو روحانی کہنے کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ روح کے عذاب وثواب میں جسم شریک نہیں۔ لیکن یہاں اس کو جسمانی کہتے ہیں، اولیت کی وجہ سے۔ کہ پہلے احکام جسم پر آتے ہیں اس کے واسطے سے روح پر پہنچتے ہیں اور اس کو روحانی اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں پہلے روح پر آتے ہیں، پھر اس کے واسطے سے جسم پر۔ جس طرح یہاں دکھ سکھ دونوں کو ہے۔

لیکن اگر بالفرض کوئی لکھ بھی دے کہ وہ حیات جسمانی نہیں، پھر بھی مطلب ہوگا کہ یہ کھلی جسمانی نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہوگا کہ جسم عذاب وثواب میں شریک نہیں۔ تو جس زمانے میں ایسے لوگ شرارتیں نہیں کرتے تھے اس زمانے میں اگر کوئی اجمالاً لکھ جائے تو اس کا یہی مطلب ہوگا کہ کھلی حیات جسمانی نہیں، یہ مطلب نہیں ہوگا کہ بالکل جسم کو حیات نہیں۔

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ:

ابھی میں کراچی میں گیا تو مولانا زرولی صاحب نے مجھے فتح الباری دکھائی کہ لکھا ہے کہ حضرت پاک ﷺ روضہ میں حیات ہیں لیکن یہ حیات دنیوی نہیں ہے، پھر میں نے دو تین جگہ سے دکھایا کہ اس جسم میں وہ حیات مانتے ہیں۔ تو یہ جو لکھا ہے کہ دنیوی نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا جیسی کھلی حیات نہیں کہ سب کو نظر آئے۔ یہ مراد نہیں کہ حیات میں جسم شریک نہیں۔ میں نے کہا فتح الباری کے زمانے میں یہ فتنہ نہیں تھا اس لئے انہوں نے اجمال لکھ دیا ہے۔ اس لئے یاد رکھیں کہ جب تک فتنہ نہیں ہوتا علماء اجمال لکھ جاتے ہیں، اب دیکھیں ختم نبوت کے بارے میں بھی پہلوں کی ایسی عبارتیں مل جاتی ہیں۔ کہ بھئی چونکہ عیسیٰؑ نے آنا ہے اس لئے نبی آئے گا لیکن وہ اپنی شریعت پر عمل نہیں کرے گا حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کرے گا۔ اب ان کے عقیدہ ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں تھا۔ لیکن مرزے نے ان کی مجمل عبارتیں اٹھالیں کہ دیکھو جی مطلب یہ نکلا کہ حضرت ﷺ کے بعد صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔

ان بیچاروں کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں کہ ہماری عبارتوں کا انہوں نے یہ مطلب نکالنا ہے، لیکن چونکہ اس زمانے میں یہ فتنہ ان کے سامنے نہیں تھا اسلئے وہ کسی جگہ بات مفصل لکھ گئے، جہاں ضمناً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آئی مجمل لکھ گئے۔تو ایسی باتوں کو مفصل باتوں کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے گا صرف مجمل کو نہیں دیکھا جائے گا۔اسی طرح یہ قبر کا لفظ اس قبر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور عالم قبر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

پہلے زمانے میں لوگ اس کو قبر کہتے تھے عالم قبر کو اس میں شریک نہیں مانتے تھے۔اور آج اس قبر کا انکار کرنے والے آ گئے ہیں۔اگر اس فتنہ کے شروع ہونے سے پہلے اگر کسی نے یہ بات لکھی ہے اجمالاً اور دوسری جگہ صراحت کر دی ہے کہ عذاب وثواب روح اور جسم دونوں کو ہے۔اب ان کی اس صراحت کے بعد ان کی اجمالی عبارت کا وہ مطلب لینا جو یہ (مماتی) لیتے ہیں صحیح نہیں ہے کہ نہ سوال ہے، نہ عذاب ہے، نہ کچھ اور ہے۔یہ ایک دھوکا ہے اور فریب ہے۔تو ایسے اجمالات پہلے ہوتے ہیں، جوں جوں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے، لڑائی ہوتی ہے، پھر صراحت شروع کر دی جاتی ہے۔

حضرت اوکاڑویؒ نے دوسری مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ:

ہم جب ختم نبوت پر تقریر کرتے ہیں تو میں ختم نبوت کا معنیٰ کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، تا کہ اگر پہلے زندہ ہوں تو ختم نبوت کے خلاف نہ سمجھا جائے، اب یہ لفظ کوئی قرآن وحدیث میں نہیں۔لیکن بات کو سمجھانے کے لئے آج کل یہ تعبیر ہم نے بنالی تا کہ کوئی دھوکہ لوگوں کو باقی نہ رہے۔تو قبر کے بارے میں یہ لوگ جو دھوکا دیتے ہیں تو بعض اوقات عالم قبر کے لئے لفظ قبر استعمال کر دیتے ہیں، لیکن دوسری جگہ وضاحت فرما رہے ہیں کہ اس قبر میں عذاب و ثواب ہے اور جسم اور روح دونوں عذاب وثواب میں شریک ہیں۔البتہ فرق یہ ہے کہ دنیا میں پہلے جسم کو عذاب ہوتا ہے اس کے واسطے روح کو پہنچتا ہے اور خواب میں اور قبر میں پہلے روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے پھر اس کے واسطے سے جسم کو پہنچتا ہے۔

اب اگر کوئی یہ بات کہے کہ یہ حیات روحانی نہیں جسمانی ہے، جس طرح یہ بات غلط ہے اسی طرح یہ بات بھی غلط ہے کہ وہ حیات قبر والی روحانی ہے جسمانی نہیں۔اب اس حیات کو جسمانی کہہ سکتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب لینا کہ روح کو تکلیف نہیں پہنچتی یہ غلط ہے۔اسی طرح قبر والی حیات کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روحانی کہہ سکتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب لینا کہ جسم کو عذاب وثواب نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے۔ اسی طرح اگر پہلے کسی نے لکھ دیا ہو کہ وہ حیات (قبر والی) روحانی ہے، جسمانی نہیں، تو اس جسمانی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں احکام پہلے روح پر آتے ہیں پھر اس کے واسطے سے جسم پر آتے ہیں۔ اس کو حیات جسمانی کہو تو بھی دکھ سکھ دونوں کو ہے اور اگر حیات روحانی کہو تو تب بھی دکھ سکھ دونوں کو ہے۔ لیکن یہاں اوّلیت جسم کو حاصل ہے وہاں اوّلیت روح کو حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے۔ اور اتنے فرق سے یہ لوگ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اب امام قبر عذاب وثواب ثابت فرماتے ہیں قرآن پاک سے۔

پہلی آیت:

امام بخاریؒ پہلی آیت نقل فرماتے ہیں:

ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت والملئکة باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق و کنتم عن آیته تستکبرون.

اچھی طرح یہ بات سمجھ لیں، یہ جو ظالم ہیں جن کو موت آرہی ہے، یہ موت اسی جسم کو آرہی ہے یا خواب خیال والے جسم کو؟ اسی جسم کا ذکر ہے۔ اور ظلم انہوں نے اسی جسم کے ساتھ کیا ہے یا خواب و خیال والے جسم کے ساتھ؟ اسی جسم کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔ **والملئکة باسطوا ایدیھم.** اب ملائکہ اسی جسم کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں یا خواب وخیال والے جسم کی طرف؟ اسی جسم کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ **اخرجوا انفسکم** اس جسم سے روح نکالتے ہیں یا خواب خیال والے جسم سے؟ اسی جسم سے نکالتے ہیں۔

آگے ہے: **الیوم تجزون عذاب الھون** اسی جسم اور روح کو خطاب کر کے کہہ رہے ہیں کہ آج ہی تم کو عذاب شروع ہو جائے گا تو معلوم ہوا کہ عذاب تو اس وقت شروع ہو رہا ہے **الیوم** ایک عذاب ہے دوزخ کا، وہ تو دوزخ میں ڈالنے کے بعد ہوگا، **الیوم** سے پتہ چلا کہ مرنے کے بعد فوراً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عذاب شروع ہو جاتا ہے، عذاب کا لفظ تو آ گیا(عـذاب الھون) لیکن اس عذاب کا نام کیا ہے؟ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس عذاب کے دو نام رکھے ہیں۔ایک عذاب قبر دوسرا عذاب میت۔

فرمایا:''عذاب القبر حق.'' (بخاری)

اور فرمایا:'' ان المیت لیعذب فی قبرہ.''

تا کہ جسم کو بھی عذاب میں شریک مانا جائے کیونکہ قبر میں جسم رکھا جاتا ہے۔اب یہ لوگ کہتے ہیں قرآن میں عذاب قبر کا ذکر موجود نہیں۔قرآن میں لفظ عذاب کے ساتھ قبر کا ذکر یقیناً موجود نہیں ہے۔البتہ اس عذاب کا نام''عذاب قبر'' اللہ کے نبی ﷺ نے رکھا ہے۔ یہ کہ اس عذاب کا نام عذاب میت ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے رکھا ہے۔ یہ کہ اس عذاب کا نام عذاب میت ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے رکھا ہے۔نام اس لئے رکھا کہ جب عذاب دو تین قسم کے ہو گئے تو امتیاز کے لئے نام رکھنا پڑا۔

اب یہ لوگ بھی اس عذاب کا نام عذاب برزخ رکھتے ہیں۔اگر ان کو نام رکھنے کا حق ہے تو اللہ کے نبی ﷺ کو کیوں نہیں ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا نام رکھا عـذاب القبر، عذاب میت. تو اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عذاب وثواب میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں۔اور مماتی اس آیت کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے۔

عذاب قبر پر دوسری آیت:

﴿سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم.﴾

اس آیت میں تین عذابوں کا ذکر ہے دو عذاب مـرتین میں آ گئے، تیسرا عذاب عـظیم میں اور تین ہی قسم کی سزاؤں کا شریعت میں ذکر ہے ایک دنیا میں، ایک قبر میں، ایک آخرت میں۔دنیا میں سزائیں کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو، زانی شادی شدہ کو سنگسار کر دو، مرتد کو قتل کر دو۔اب یہ دنیا کی سزائیں جسم اور روح دونوں پر آتی ہیں یا صرف ایک چیز پر آتی ہیں؟ دونوں پر آتی ہیں۔یہ جو پہلا عذاب سـنـعـذبھـم کا یہ جسم اور روح دونوں پر ہے یا صرف روح پر؟ یہ بھی دونوں پر ہے۔اور جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تیسرا عذاب ہے آخرت والا وہ جسم اور روح دونوں پر ہے یا صرف روح پر؟ وہ بھی دونوں پر ہے۔ کافروں کو یہی تو شبہ رہتا تھا کہ یہ ہڈیاں گل سڑ جائیں گی کیسے اٹھیں گی؟ ان کا حشر ہوگا؟ کیسے عذاب وثواب ہوگا؟

تو اگر عذاب وثواب صرف روح کو ہونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتے کہ عذاب وثواب تو روح کو ہونا ہے اور وہ نہیں گلتی سڑتی۔ ان ہڈیوں کو عذاب ہونا ہی نہیں، اس جسم کو عذاب ہونا ہی نہیں۔ جیسا کہ مماتی کہتے ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ صاف فرماتے کہ عذاب صرف روح کو ہونا ہے اور وہ گلتی سڑتی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قل یحییھا الذی انشأ ھا اول مرۃ.** انہی ہڈیوں کو اللہ نے زندہ کرنا ہے۔ پہلی مرتبہ شی بنانا مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا مشکل نہیں ہوتی۔ تو جس خدا نے پہلے ان کو بنالیا وہ دوبارہ بھی کھڑا کرے گا۔ تو پتہ چلا ان ہڈیوں نے ہی دوبارہ کھڑا ہونا ہے اور ان کو عذاب وثواب ہونا ہے۔ تو جب دنیا کے عذاب وثواب میں جسم اور روح دونوں شریک، آخرت کے عذاب وثواب میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں، اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا نام ہی عذاب قبر رکھا کیونکہ قبر میں ہم جسم ہی رکھ کر آئے ہیں اس کا نام ہی عذاب میت رکھا۔

کیونکہ میت اس جسم کو کہتے ہیں امام بخاریؒ نے تیرہ باب میت پر باندھے ہیں سب جگہ میت سے یہی جسم مراد ہے۔ مثلاً۔۔۔۔۔**باب غسل میت ، باب کلام میت ، باب سماع میت، باب الدخول علی المیت بعد الموت، باب یبدا بمیا من المیت، باب مواضع الوضوء من المیت، باب کیف الاشعار من المیت، باب الحنوط للمیت، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ ، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت، باب المیت یسمع خفق النعال، باب ھل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃ الحد والشق فی القبر، باب ثناء الناس علی المیت.**

اب میت کا لفظ روح پر تو استعمال نہیں ہوتا اس لئے اس عذاب کا نام ہی عذاب میت رکھدیا تا کہ پتہ چل جائے کہ جسم کو بھی عذاب ہوتا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ قرآن میں عذاب قبر کا ذکر موجود نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ جھوٹ ہے قرآن میں یقیناً عذاب کا ذکر موجود ہے اور اس عذاب کا نام عذاب قبر نبی ﷺ نے رکھ دیا۔ عذاب میت نبی ﷺ نے رکھ دیا۔ اب اس آیت میں (**سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم**) تین عذابوں کا ذکر آ گیا، پہلا دنیا میں، آخری آخرت میں اور درمیانہ عذاب اس کے بارے میں امام بخاریؒ سمجھا رہے ہیں کہ یہ عذاب قبر ہے۔ تو جس طرح پہلا اور تیسرا عذاب جسم اور روح دونوں پر ہے اسی طرح درمیانہ عذاب (عذاب قبر) یہ بھی جسم اور روح دونوں پر ہے۔

عذاب قبر پر تیسری آیت:

وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار يعرضون عليها غدوا و عشيا و يوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب.

اب اس آیت مبارکہ میں بھی ایک عذاب کا ذکر ہے جو غرق ہونے کے بعد فوراً ہے اس کو **سوء العذاب** کہا گیا ہے وہ کس طرح ہے؟ **النار يعرضون عليها غدوا و عشيا.** اگلا عذاب ہے **ادخلوا آل فرعون اشد العذاب** یہ تو قیامت کے دن ہوگا کہ فرعونی آگ میں داخل کئے جائیں گے۔ اب جو عذاب ہے وہ عرض نار ہے، عرض نار سے ان کو آگ پر بھونا جا رہا ہے، نہ کہ دخول نار سے۔

اب دیکھیں آیت مبارکہ میں مرنے کے بعد دو عذابوں کا ذکر آیا، ایک عرض نار سے عذاب ہے، اور ایک دخول نار سے عذاب ہے۔ جو دخول نار سے عذاب ہے اس کو عذاب دوزخ اور عذاب قیامت کہا جاتا ہے اور یہ جو عرض نار والا عذاب ہے اس کا نام عذاب قبر ہے۔ جس طرح دوزخ کے عذاب میں آل فرعون کا جو لفظ ہے یہ جسم اور روح دونوں پر صادق آتا ہے یا صرف روح پر؟ جب دوزخ میں داخل ہوں گے تو روح اور جسم دونوں داخل ہوں گے یا صرف روح؟ تو جن کو دوزخ میں عذاب دیا جانا ہے انہیں کو عرض نار سے عذاب دیا جا رہا ہے۔

البتہ یہاں ان کے عذاب کو دائمی قرار دیا گیا ہے اور دوسروں کو صبح و شام ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ جیسا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ بخاری میں ہے اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ، اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔
لیکن آل فرعون کے لئے صبح وشام کی قید نہیں ان کو ہر وقت آگ پر بھونا جارہا ہے۔[۳]

.....

[۳] اس آیت مبارکہ سے مندرجہ ذیل حضرات نے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔
۱: نبی اقدس ﷺ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، صحیح بخاری، صحیح مسلم)
۲: عکرمہؒ۔(قرطبی، تفسیر البحر المحیط)
۳: مقاتلؒ۔(قرطبی، الوسیط فی تفسیر القرآن، تفسیر ثمر قندی)
۴: محمد بن کعبؒ۔(تفسیر البحر المحیط)
۵: امام قرطبیؒ۔(تفسیر قرطبی)
۶: امام رازیؒ۔(تفسیر کبیر)
۷: امام بیضاویؒ۔(تفسیر بیضاوی)
۸: امام اوزاعیؒ۔(تفسیر در منثور، تفسیر ابن کثیر)
۹: ابن مردویہؒ۔(تفسیر در منثور)
۱۰: امام مجاہدؒ۔(تفسیر قرطبی، النکت والعیون، تفسیر البحر المحیط، تفسیر ثمر قندی)
۱۱: قاضی شوکانیؒ۔(فتح القدیر)
۱۲: علامہ محمد بن علی الصابونیؒ۔(صفوۃ التفاسیر)
۱۳: شیخ الاسلام ابوالمظفر سمعانیؒ۔(تفسیر القرآن الکریم لابی المظفر السمعانی)
۱۴: حذیل بن شرحبیلؒ۔(المحرر الوجیز لابی محمد عبدالحق بن عطیہ اندلسی)
۱۵: سدیؒ۔(الوسیط فی تفسیر القرآن)
۱۶: علامہ جمال الدین قاسمیؒ۔(تفسیر القاسمی)
۱۷: سلیمان بن عمر العجلی الشافعی۔(الفتوحات الالہیۃ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۸: علامہ زاہدیؒ۔ (تفسیر زاہدی)

۱۹: امام ابن کثیرؒ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۰: محیی الدین شیخ زادہؒ۔ (حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی)

حوالہ جات کی اصل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

قوله تعالى ﴿فوقاه الله سيئات ما مكروا﴾ اى من الحاق انواع العذاب به فطلبوه فما وجدوه ، لانه فوض امره الى الله . قال قتادة. كان قبطيا فنجاه الله مع بنى اسرائيل . فالهاء على هذا لمؤمن آل فرعون. وقيل. انها لموسى على ما تقدم من الخلاف. ﴿وحاق بآل فرعون سوء العذاب﴾ قال الكسائى . يقال حاق يحيق حيقا و حيوقا اذا نزل و لزم . ثم بين العذاب فقال. ﴿النار يعرضون عليها﴾ وفيه ستة اوجه . يكون رفعا على البدل من "سوء" . و يجوز ان يكون بمعنى هو النار ، و يجوز ان يكون مرفوعا بالابتداء. وقال الفراء. يكون مرفوعا بالعائد على معنى النار عليها يعرضون، فهذه اربعة اوجه فى الرفع ، واجاز الفراء النصب، لان بعدها عائدا و قبلها ما يتصل به، و اجاز الاخفش الخفض على البدل من "العذاب" والجمهور على ان هذا العرض فى البرزخ. و احتج بعض اهل العلم فى تثبيت عذاب القبر بقوله ﴿النار يعرضون عليها غدوا و عشيا﴾ ما دامت الدنيا. كذلك قال مجاهد و عكرمة. مقاتل و محمد بن كعب كلهم قال. هذه الآية تدل على عذاب القبر فى الدنيا، الا تراه يقول عن عذاب الآخرة. ﴿و يوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ (الجامع لاحكام القرآن لابى عبد الله محمد بن احمد الانصارى القرطبى الجزء الاول) قوله. عز وجل . (النار يعرضون عليها غدوا و عشيا) فيه ثلاثة اقاويل. احدها. انه يعرض عليهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقاعدهم من النار غدوة و عشية، فيقال . لآل فرعون هذه منازلكم ، توبيخا، قاله قتادة. الثانی. ان ارواحهم فی اجواف طير سود تغدو علی جهنم و تروح فذلک عرضها، قاله ابن مسعود. الثالث. انهم يعذبون بالنار فی قبرهم غدوا و عشيا، وهذا لآل فرعون خصوصاً . قاتله مجاهد . ما كانت الدنيا. (النكت والعيون تفسير الماوردی تصنيف ابی الحسن علی بن محمد بن حبيب الماوردی البصری)(المسألة الاولی) احتج اصحابنا بهذه الاية علی اثبات عذاب القبر قالوا الآية تقتضی عرض النار عليهم غدوا و عشيا، وليس المراد منه يوم القيامة لانه قال (و يوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون اشد العذاب) ، وليس المراد منه ايضا الدنيا لان عرض النار عليهم غدوا و عشيا ما كان حاصلا فی الدنيا ، فثبت ان هذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل يوم القيامة، وذلک يدل علی اثبات عذاب القبر فی حق هؤلاء ، واذا ثبت فی حقهم ثبت فی حق غيرهم لانه لا قائل بالفرق، فان قيل لم لا يجوز ان يكون المراد من عرض النار عليهم غدوا و عشيا عرض النصائح عليهم فی الدنيا؟ لان اهل الدين اذا ذكروا لهم الترغيب والترهيب و خوفوهم بعذاب الله فقد عرضوا عليهم النار، ثم نقول فی الآية ما يمنع من حمله علی عذاب القبر و بيانه من وجهين، (الاول) ان ذلک العذاب يجب ان يكون دائما غير منقطع، وقوله (يعرضون عليها غدوا و عشيا) يقتضی ان لا يحصل ذالک العذاب الا فی هذين الوقتين ، فثبت ان هذا لا يمكن حمله علی عذاب القبر (الثانی) ان الغدوة والعشية انما يحصلان فی الدنيا ، اما فی القبر فلا وجود لهما ، فثبت بهذين الوجهين انه لا يمكن حمل هذه الاية علی عذاب القبر (والجواب) عن السؤال الاول ان فی الدنيا عرض عليهم كلمات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تذکر هم امر النار، لا انه یعرض علیهم نفس النار، فعلی قولهم یصیر معنی الآیة الکلمات المذکرة لامر النار کانت تعرض علیهم، وذلک یفضی الی ترک ظاهر اللفظ والعدول الی المجاز ، اما قوله الآیة تدل علی حصول هذا العذاب فی هذین الوقتین و ذلک لا یجوز ، قلنا لم لا یجوز أن یکتفی فی القبر بایصال العذاب الیه فی هذین الوقتین، ثم عند قیام القیامة یلقی فی النار فیدوم عذابه بعد ذلک ، وایضا لایمتنع ان یکون ذکره الغدوة والعشیة کنایة عن الدوام کقوله (ولهم رزقهم، فیها بکرة و عشیا) أما قوله انه لیس فی القبر والقیامة غدوة و عشیة، قلنا لم لا یجوز أن یقال ان عند حصول هذین الوقتین لاهل الدنیا یعرض علیهم العذاب؟ والله أعلم. (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی)وقال فی مصیرهم فی البرزخ ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ وقال فی عذابهم فی الآخرة . ﴿ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ (اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن محمد الامین بن محمد المختار الجکنی الشنقیطی)﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ جملة مستأنفة او النار خبر محذوف و یعرضون استئناف للبیان، او بدل و یعرضون حال منها، او من الآل و قرئت منصوبة علی الاختصاص او باضمار فعل یفسره یعرضون مثل یصلون، فان عرضهم علی النار احراقهم بها من قولهم. عرض الاساری علی السیف اذا قتلوا به، و ذلک لارواحهم کما روی ابن مسعود ان ارواحهم فی اجواف طیور سود تعرض علی النار بکرة و عشیا الی یوم القیامة، و ذکر الوقتین تحتمل التخصیص والتائید ، وفیه دلیل علی بقاء النفس وعذاب القبر. (تفسیر البیضاوی لامام ناصر الدین ابی سعید عبدالله بن عمر بن محمد الشیرازی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

البیضاوی)واخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت وابن جریر عن الاوزاعی رضی الله عنه انه سأله رجل فقال . یا ابا عمرو انا نری طیرا أسود تخرج من البحر فوجا فوجا لا یعلم عددها الا الله تعالیٰ فاذا کان العشاء عاد مثلها بیضا؟ قال . وفطنتم لذالک ؟ قالوا . نعم . قال . ذلک فی حواصلها ارواح آل فرعون (یعرضون علی النار غدوا وعشیا) فترجع وکورها وقد احرقت ریاشها وصارت سوداء ، فینبت علیها ریش ابیض وتتناثر السود، ثم تعرض علی النار، ثم ترجع الی وکورها، فذالک دأبهم فی الدنیا، فاذا کان یوم القیامة قال الله ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾واخرج ابن ابی شیبة والبخاری ومسلم وابن مردویه عن ابن عمر رضی الله عنهما قال . قال رسول الله ﷺ . ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده من الغداة والعشی . ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة ، وان کان من اهل النار فمن اهل النار . یقال هذا مقعدک حتی یبعثک الله یوم القیامة . زاد ابن مردویه ﴿ النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾واخرج البزار وابن ابی حاتم وصححه وابن مردویه والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال. ما احسن محسن مسلم او کافر الا اثابه الله . قلنا یا رسول الله ﷺ ما اثابة الکافر؟ قال . المال، والولد، والصحة، واشباه ذالک. قلنا . وما اثابته فی الآخرة ؟ قال . عذابا دون العذاب. وقرأ رسول الله ﷺ ﴿أدخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ قراءة مقطوعة الألف. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور للامام الحافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله (ت ۹۱۱ھ) (النار یعرضون علیها غدوا و عشیا) فارتفاع النار علی انها یدل من سوء العذاب ، وقیل علی انها خبر مبتدا محذوف ، او مبتدا و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خبره يعرضون ، والاول اولى و رجحه الزجاج وعلى الوجهين الاخيرين تكون الجملة مستأنفة جواب سوال مقدر . وقرى بالنصب على تقدير فعل يفسره يعرضون من حيث المعنى، اى يصلون النار يعرضون عليها، او على الاختصاص. و أجاز القراء الحفض على البدل من العذاب . و ذهب الجمهور ان هذا العرض هو فى البرزخ ، وقيل هو فى الآخرة ، قال القراء . ويكون فى الآية تقديم و تاخير . اى ادخلوا آل فرعون اشد العذاب النار يعرضون عليها غدوا وعشيا، ولا ملجى الى هذا التكلف فان قوله (ويقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب) يدل دلالة واضحة على ان ذلک العرض هو فى البرزخ . (فتح القدير تاليف محمد بن على بن محمد الشوكانى المتوفى ١٢٥٠ هج)﴿ وحاق بال فرعون سوء العذاب﴾اى و نزل بفرعون و جماعته اسوأ العذاب، وهو الغرق فى الدنيا، والحرق فى الآخرة، ثم فسره بقوله، ﴿النار يعرضون عليها غدوا و عشيا﴾ اى النار يحرقون بها صباحا و مساء قال المفسرون. المراد بالنار هنا نار القبر وعذابهم فى القبور بدليل قوله بعده، ﴿ويوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ اى و يوم القيامة يقال للملائكة . ادخلوا فرعون و قومه نار جهنم التى هى اشد من عذاب الدنيا. (صفوة التفاسير للعلامة محمد على الصابونى)قوله تعالى. (النار يعرضون عليها غدوا و عشيا) اكثر المفسرين أن هذا فى القبر . ومن المعروف عن ابن مسعود انه قال . ارواح آل فرعون فى حواصل طير سود يردون النار غدوا وعشيا . وقد ثبت برواية مالک عن نافع، عن ابن عمر أن النبىﷺ قال. "ان احدكم اذا مات يعرض عليه معقده بالغداة والعشى ، ان كان من اهل الجنة فالجنة، وان كان من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اهل النار النار، ویقال . هذا مقعدک یوم القیامة" قال. رضی الله عنه . اخبرنا بذلک المکی بن عبدالرزاق الکشمیهنی ، اخبرنا ابو الهیثم جدی، اخبرنا الفربری، اخبرنا البخاری ، اخبرنا اسماعیل بن ابی اویس، عن مالک ••• الحدیث وفی الآیة قول آخر . وهو انه العرض علی النار یوم القیامة. قال الفراء. وفی الآیة تقدیم و تأخیر، و کانه قال. ویوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون اشد العذاب ، النار یعرضون علیها غدوا و عشیا ، وهذا قول فاسد، والصحیح هو الاول. وقوله. (ویوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون اشد العذاب) قرىء . "ادخلوا آل فرعون اشد العذاب" علی الأمر لآل فرعون بالدخول. وقری . (ادخلوا آل فرعون اشد العذاب) علی الأمر لحرقة النار . والدلیل علی ان الصحیح هو القول الاول قال. (یعرضون علیها غدوا و عشیا) اذا کان یوم القیامة ، فهو الادخال حقیقة لا العرض، وانما العرض فی القبر علی ما ورد فی الحدیث. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)قوله تعالی. (النار یعرضون علیها) (النار) رفع علی البدل من (سوء) وقالت فرقة. (النار) رفع بالابتداء ، وخبره (یعرضون) وقالت فرقة. هذا الغدو والعشی هو فی الدنیا ، ای فی کل غدو و عشی من ایام الدنیا یعرض آل فرعون علی النار، وروی فی ذلک عن الهذیل بن شرحبیل ، والسدی أن ارواحهم فی اجواف طیر سود تروح بهم و تغدو الی النار ، وقاله الاوزاعی حین قال له رجل. انی رأیت طیورا بیضا تغدو من البحر ثم ترجع بالعشی سودا مثلها، قال الاوزاعی. تلک هی التی فی حواصلها ارواح آل فرعون، یحترق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ریشها و یسود بالعرض علی النار، وقال کعب بن محمد القرظی وغیره. اراد تعالی انهم یعرضون فی الآخرة علی النار علی تقدیر ما بین الغدو والعشی ، اذ لا غدو ولا عشی فی الآخرة ، وانما ذلک علی التقدیر بایام الدنیا. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی)(النار یعرضون علیها غدوا وعشیا) جملة مستأنفة مبینة لکیفیة نزول العذاب بهم. علی ان (النار) مبتداء و جملة (یعرضون) خبره. وعلی الثانی ، فالنار خبر لمحذوف وهو خبر العذاب السیء. أو هی بدل من (سوء العذاب) والمراد عرض أرواحهم علیها دائما. واکتفی بالطرفین المحیطین . الغدو والعشی. عن الجمیع. وبه یستدل علی عذاب القبر والبرزخ. (تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل تالیف علامة الشام محمد جمال الدین القاسمی)(قوله فوقاه الله سیئات ما مکروا)ای شدائد مکرهم وما هموا به من الحاق انواع العذاب بمن خالفهم و نجا ذلک الرجل مع موسی علیه السلام من الغرق اه أبو السعود (قوله قومه معه) و عدم التصریح به للاستغناء بذکرهم عن ذکره ضرورة أنه اولی منهم بذلک اه أبو السعود (قوله النار) مبتدا و جملة یعرضون علیها خبره والجملة مستأنفة هذا هو المناسب لصنیعه حیث فسرسوء العذاب بالغرق و قدر ثم فی الدخول علی ما بعدها لیشیر الی أنه مستانف و قوله یعرضون علیهاای تعرض ارواحهم من حین موتهم الی قیام الساعة هذا ما رواه ابن مسعود لیغایر قوله و یوم تقوم الساعة الخ اه شیخنا وفی القرطبی والجمهور علی أن هذا العرض فی البرزخ واحتج بعض أهل العلم علی اثبات عذاب القبر بقوله النار یعرضون علیها غدوا و عشیا ما دامت الدنیا کذلک قال مجاهد و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عکرمة و مقاتل و محمد بن کعب کلهم قال هذه الآیة تدل علی عذاب القبر فی الدنیا ألا تراه یقول عن عذاب الآخرة و یوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون اشد العذاب وفی الحدیث عن ابن مسعود أن أرواح آل فرعون ومن کان مثلهم من الکفار تعرض علی النار بالغداة والعشی فیقال هذه دارکم وعنه ایضا أن أرواحهم فی جوف طیر سود تغدو علی جهنم و تروح کل یوم مرتین. (الفتوحات الالهیة سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی سنة ۱۲۰۴)﴿فوقاه الله سیئات ما مکروا﴾ ما ارادوا به من الشر، ﴿وحاق﴾ احاط و نزل بهم ﴿سوء العذاب﴾ قال الکلبی. غرقوا فی البحر و دخلوا النار. و ذلک قوله ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ قال ابن مسعود رضی الله عنه ان ارواح آل فرعون فی اجواف طیر سود یعرضون علی النار کل یوم مرتین، فقال . یا آل فرعون هذه دارکم وقال مقاتل. تعرض روح کل کافر علی النار غدوا و عشیا ما دامت الدنیا، وهو قول قتادة والسدی والکلبی. اور محشی لکھتے هیں:قال ابن کثیر فی تفسیره. و هذه الآیة اصل کبیر فی استدلال اهل السنة علی عذاب البرزخ فی القبور ، وهو قوله تعالی، ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ قال. ولکن هنا سؤال ، وهو انه لا شک ان هذه الآیة مکیة ، وقد استدلوا بها علی عذاب القبر فی البرزخ ، وقد قال الامام احمد . ثنا هاشم. هو ابن القاسم ابو النضر. ثنا اسحاق بن سعید . هو ابن عمرو بن سعید بن العاص . ثنا سعید یعنی اباه. عن عائشة . رضی الله عنها. ان یهودیة کانت تخدمها ، فلا تصنع عائشة رضی الله عنها الیها شیئا من المعروف الا قالت لها الیهودیة. وقاک الله عذاب القبر، قالت عائشة رضی الله عنها . فدخل رسول الله ﷺ علی فقلت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یا رسول اللہ ﷺ هل للقبر عذاب قبل یوم القیامة؟ قال ﷺ لا ، من زعم ذلک ؟ قالت هذه الیهودیة لا اصنع معها شیئا من المعروف الا قالت . وقاک الله عذاب القبر، قال ﷺ وکذبت الیهودیة وهی علی الله اکذب ، لا عذاب دون یوم القیامة ثم مکث بعد ذلک ما شاء الله ان یمکث ، فخرج ذات یوم نصف النهار مشتملا بثوبه، محمرة عیناه وهو ینادی باعلی صوته، "القبر کقطع اللیل المظلم، ایها الناس،. لو تعلمون ما اعلم بکیتم کثیرا وضحکتم قلیلا. ایها الناس . استعیذوا بالله من عذاب القبر، فان عذاب القبر حق ، وهذا اسناد صحیح. انظر مسند الامام احمد ٦/٨١ . علی شرط البخاری و مسلم، ولم یخرجاه ، قال. و روی احمد و مسلم . ثنا یزید ، ثنا سفیان، عن الزهری ، عن عروة ، عن عائشة رضی الله عنها قالت . سألتها امرأة یهودیة فاعطتها ، فقالت لها . وقاک الله من عذاب القبر ، فانکرت عائشة رضی الله عنها ذلک ، فلما رأت النبی ﷺ . قالت له ، فقال ﷺ "لا" قالت عائشة رضی الله عنها. ثم قال لنا رسول الله ﷺ بعد ذلک . "انه اوحی الی انکم تفتنون فی قبورکم" . انظر مسند الامام احمد ٦/٢٣٨ . وهذا ایضا علی شرطهما قال. فیقال . فما الجمع بین هذا و بین کون الآیة مکیة وفیها الدلالة علی عذاب البرزخ ؟ قال. الجواب أن الایة دلت علی عرض الارواح علی النار غدا و عشیا فی البرزخ ولیس فیها دلالة علی اتصال تالمها باجسادها فی القبور. اذ یکون ذالک مختصا بالروح ، فاما حصول ذلک للجسد فی البرزخ و تالمه بسببه، فلم یدل علیه الا السنة فی الاحادیث المرضیة الا تی ذکرها قال. وقد یقال. ان هذه الآیة انما نزلت للدلالة علی عذاب الکفار فی البرزخ ، ولا یلزم من ذلک ان یعذب المؤمن فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبره بدنب ، قال. ومما يدل على ذلک ما رواه الامام احمد . ثنا عثمان بن عمر ، ثنا يونس عن الزهرى عن عروة عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله ﷺ دخل عليها وعندها امرأة من اليهود وهى تقول . اشعرت انكم تفتنون فى قبوركم ؟ فارتاع رسول اللهﷺ وقال. "انما يفتن اليهود" . قالت عائشة رضى الله عنها . فلبثنا ليالى، ثم قال رسول اللهﷺ "اشعرت انه اوحى الى انكم تفتنون فى القبور" وقالت عائشة رضى الله عنها فكان رسول الله ﷺ بعد يستعيذ من عذاب القبر. انظر مسند الامام احمد ٦/٢٤٨. و هكذا رواه مسلم عن هارون بن سعيد ، و حرملة كلاهما عن ابن وهب عن يونس بن يزيد الايلى عن الزهرى به. انظر صحيح مسلم كتاب المساجد و مواضع الصلاة باب استحباب التعوذ من عذاب القبر. قال. وقد يقال . ان هذه الآية دلت على عذاب الارواح فى البرزخ ، قال. ولا يلزم من ذلک ان يتصل بالاجساد فى قبورها ، فلما اوحى الى النبىﷺ فى ذلک بخصوصه استعاذ منه، والله سبحانه و تعالى اعلم . قال. وقد روى البخارى من حديث شعبة ، عن اشعث ، عن ابن الشعثاه عن ابيه، عن مسروق ، عن عائشة رضى الله عنها ان يهودية دخلت عليها فقالت . نعوذ بالله من عذاب القبر ، فسألت عائشة رضى الله عنها رسول اللهﷺ عن عذاب القبر ، فقالﷺ "نعم عذاب القبر حق". قالت عائشة رضى الله عنها . فما رأيت رسول اللهﷺ بعد صلى صلاة الا تعوذ من عذاب القبر. قال ابن كثير . فهذا يدل على انه بادر ﷺ الى تصديق اليهودية فى هذا الخبر، وقرر عليه، قال. وفى الاخبار المتقدمة انه انكر ذلک حتى جاء ه الوحى، وقال. فلعلهما قضتيان ، والله سبحانه اعلم قال. و أحاديث عذاب القبر كثيرة جدا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انظر تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر ۴/۸۱،۸۲.(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید تالیف ابی الحسن علی بن احمد الواحدی (المتوفی ۴۶۸ھ)) ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ آتش عرضه می کند بر جان این ال فرعون بمدت بامداد و شبانکا و این دلیلست که عذاب گور حقست بدان دلیل که گفت..... ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ اندر آرید شان بسخت ترین عذاب سخت تر بقیامت اضافت کرد دانستیم که آن عذاب اول عذاب گورست. (تفسیر زاهدی ص ۳۵۱) واستدل مجاهد و محمد بن کعب و عکرمة و مقاتل بقوله النار یعرضون علیها غدوا و عشیا أی عند موتهم علی عذاب القبر فی الدنیا. ((تفسیر البحر المحیط ص۴۶۸) ﴿فوقاه الله سیئات ما مکروا﴾ ای فی الدنیا والآخرة واما فی الدنیا فنجاه الله تعالیٰ مع موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام و اما فی الآخرة فبالجنة ﴿وحاک بآل فرعون سوء العذاب﴾ وهو الغرق فی الیم ثم النقلة منه الی الجحیم فان ارواحهم تعرض علی النار صباحاً و مساأً الی یوم قیام الساعة فاذا کان یوم القیامة اجتمعت اروحهم و اجسادهم فی النار و لهذا قال (و یوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ ای اشده الماً و اعظمه نکالاً و هذه الآیة اصل کبیر فی استدلال اهل السنة علی عذاب البرزخ فی القبور وهی قوله تعالیٰ ﴿النار یعرضون علیها غدواً و عشیاً﴾ ولکن هنا سوال وهو انه لا شک ان هذه الآیة مکیة وقد استدل بها علی عذاب القبر فی البرزخ و قال الامام احمد حدثنا هاشم وهو ابن القاسم ابو النضر حدثنا اسحق بن سعید هو ابن عمرو بن سعید بن العاص حدثنا سعید یعنی اباه عن عائشة رضی الله عنها ان یهودیة کانت تخدمها فلا تصنع عائشة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رضی اللہ عنہا الیہا شیئاً من المعروف الا قالت لہا الیہودیۃ وقاک اللہ عذاب القبر قالت رضی اللہ عنہا فدخل رسول اللہ ﷺ علی فقلت یا رسول اللہ ﷺ ہل للقبر عذاب قبل یوم القیامۃ؟ قال ﷺ لا! من زعم ذلک؟ قالت ہذہ الیہودیۃ لا أصنع الیہا شیئا من المعروف الا قالت وقاق اللہ عذاب القبر قال ﷺ و کذبت یہود وہم علی اکذب لا عذاب دون یوم القیامۃ ثم مکث بعد ذلک ماشاء اللہ ان یمکث فخرج ذات یوم نصف النہار مشتملاً بثوبہ محمرۃ عیناہ وہو ینادی باعلیٰ صوتہ "القبر کقطع اللیل المظلم ، ایہا الناس لو تعلمون ما اعلم بکیتم کثیرا و ضحکتم قلیلاً ایہا الناس استعیذوا باللہ من عذاب القبر فان عذاب القبر حق" وہذا اسناد صحیح علی شرط البخاری و مسلم و لم یخرجاہ و روی احمد حدثنا یزید حدثنا سفیان عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سألتہا امرأۃ یہودیۃ فأعطتہا فقالت لہا وقاک اللہ من عذاب القبر فانکرت عائشۃ رضی اللہ عنہا ذلک فلما رأت النبی ﷺ قالت لہ فقال ﷺ "لا! قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ثم قال لنا رسول اللہ ﷺ بعد ذلک "وانہ اوحی الی انکم تفتنون فی قبورکم" و ہذا ایضاً علی شرطہما . فیقال فما الجمع بین ہذا و بین کون الآیۃ مکیۃ و فیہا دلالۃ علی عذاب البرزخ ؟ والجواب أن الآیۃ دلت علی عرض الارواح علی النار غدوا و عشیاً فی البرزخ و لیس فیہا دلالۃ علی اتصال تألمہا بأجسادہا فی القبور اذ قد یکون ذلک مختصاً بالروح فأما حصول ذلک للجسد فی البرزخ و تألمہ بسببہ فلم یدل علیہ الا السنۃ فی الاحادیث المرضیۃ الآتی ذکرہا. وقد یقال ان ہذہ الآیۃ انما دلت علی عذاب الکفار فی البرزخ ولا یلزم من ذلک ان یعذب المؤمن فی قبرہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـذنـب، و مـمـا یدل علی ذلک ما رواہ الامام احمد حدثنا عثمان بن عمر حدثنا یـونس عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ ﷺ دخل عـلیھـا و عـنـدھـا امرأۃ من الیھود و ھی تقول اشعرت انکم تفتنون فی قبورکم فـارتاع رسول اللہ ﷺ وقال "انما یفتن یھود" قالت عائشۃ رضی اللہ عنھا فلبثنا لیـالـی ثم قال رسول اللہ ﷺ "الا انکم تفتنون فی القبور " و قالت عائشۃ رضی اللہ عـنھـا فکان رسول اللہ ﷺ بعد یستعیذ من عذاب القبر و ھکذا رواہ مسلم عـن ھـارون بن سعید بن حرملۃ کلاھما عن ابن وھب عن یونس بن یزید الایلی عـن الـزھری بہ وقد یقال ان ھذہ الآیۃ دلت علی عذاب الارواح فی البرزخ ولا یـلـزم مـن ذلک ان یتصل فی الاجساد فی القبورھا فلما اوحی الی النبیﷺ فی ذلک بـخـصوصتہ استعاذ منہ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم . وقد روی البخاری من حـدیـث شـعبۃ عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان یھودیۃ دخلت علیھا فقالت نعوذ باللہ من عذاب القبر فسألت عائشۃ رضـی اللہ عـنھـا رسـول اللہ ﷺ عـن عـذاب الـقبـر فقال رسول اللہ ﷺ "نعم عـذاب الـقبـر حـق" قـالـت عائشۃ رضی اللہ عنھا فما رأیت رسول اللہ ﷺ بعد صـلـی صـلـوٰۃ الا تـعـوذ مـن عـذاب القبر. فھذا یدل علی انہ بادر الی تصدیق الیھودیۃ فی ھذا الخبر و قرر علیہ و فی الاخبار المتقدمۃ انہ انکر ذلک حتی جاء ہ الوحی فلعلھما فضیتان واللہ سبحانہ اعلم ، و احادیث عذاب القبر کثیرۃ جداً و قـال قتـادۃ فی قولہ تعالیٰ ﴿غدوا و عشیا﴾ صباحا و مساء اً ما بقیۃ الدنیا یقال لھم یا آل فرعون ھذہ منازلکم توبیخاً و نقمۃ و صغاراً لھم وقال ابن زید ھم فیھا الیوم یغدی بھم و یراح الی ان تقوم الساعۃ وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابو سعید

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدثنا المحاربی حدثنا لیث عن عبدالرحمن بن سروان عن هزیل عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه قال ان ارواح الشهداء فی اجواف طیور خضر تسرح بهم فی الجنة حیث شاؤوا وان ارواح ولدان المؤمنین فی اجواف عصافیر تسرح فی الجنة حیث شاء ت فتاوی الی قنادیل معلقة فی العرش و ان ارواح آل فرعون فی اجواف طیور سود تغدوا علی جهنم و تروح علیها فذلک عرضها، وقد رواه الثوری عن ابی قیس عن الهذیل بن شرحبیل من کلامه فی ارواح آل فرعون و کذلک قال السدی و فی حدیث الاسراء من روایة ابی هارون العبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه عن رسول اللہ ﷺ قال فیه " ثم انطلق به الی خلق کثیر من خلق اللہ رجال کل رجل منهم بطنه مثل البیت الضخم مصفدون علی سابلة آل فرعون و آل فرعون یعرضون علی النار غدوا و عشیا ﴿ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ و آل فرعون کالابل المسومة یخبطون الحجارة والشجر ولا یأکلون وقال ابن ابی حاتم حدثنا علی بن الحسین حدثنا زید بن اخرم حدثنا عامر بن مدرک الحارثی حدثنا عتبة یعنی ابن یقظان عن قیس بن مسلم عن طارق عن شهاب عن ابن مسعود رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال "ما أحسن محسن من مسلم او کافر الا اثابه اللہ تعالیٰ " قال قلنا یا رسول اللہ ﷺ ما اثابة اللہ الکافر؟ فقال "ان کان قد وصل رحماً او تصدق بصدقة او عمل حسنة اثابه اللہ تبارک و تعالیٰ المال ولولد والصحة و اشباه ذلک ". قلنا فما اثابته فی الآخرة؟ قال ﷺ "عذاباً دون العذاب " و قرأ ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ و رواه البزار فی مسنده عن زید بن اخرم ثم قال لا نعلم له اسنادا غیر هذا وقال ابن جریر حدثنا عبدالکریم بن ابی عمیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدثنا هماد بن محمد بن الفزاری البلخی قال سمعت الاوزاعی و سأله رجلاً فقال رحمک الله رأینا طیورا تخرج من بحر تأخذ ناحیة الغرب بیضاً فوجاً فوجاً لا یعلم عددها الا الله عز و جل فاذا کان العشی رجع مثلها سوداً قال و فطنتم الی ذلک ؟ قال نعم ، قال ان ذلک الطیر فی حواصلها ارواح آل فرعون یعرضون علی النار غدوا و عشیاً فترجع الی وکورها وقد اختراقت ارياشها و صارت سودا فینبت علیها من اللیل ریش ابیض و یتناثر الاسود، ثم تغدو علی النار غدوا و عشیا ثم ترجع الی وکورها فذالک دأبهم فی الدنیا فاذا کان یوم القیامة قال الله تعالیٰ ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ قال و کانوا یقولون انهم ستمائة ألف مقاتل ، وقال الامام احمد حدثنا اسحق حدثنا مالک النافع عن ابن عمرؓ قال ، قال رسول الله ﷺ "ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان من اهل النار فمن اهل النار فیقال هذا مقعدک حتی یبعثک الله عز و جل الیه یوم القیامة اخرجاه فی الصحیحین من حدیث مالک به. (تفسیر ابن کثیر ص۱۰۵-۱۰۶ ج۴) ﴿النار یعرضون علیها﴾ قال ابن عباس یعنی تعرض ارواحهم علی النار ﴿غدوا و عشیا﴾ هکذا قال قتادة و مجاهد ، وقال مقاتل ، تعرض روح کل کافر علی منازلهم من النار کل یوم مرتین ، وقال ابن مسعود "ارواحهم فی جوف طیر سود یرون منازلهم غدوة و عشیة" وقال هذیل بن شرحبیل "أرواح الشهداء فی جوف طیر خضر تأوی الی قنادیل معلقة بالعرش " وان ارواح آل فرعون فی جوف طیر سود تغدو و تروح علی النار فذلک عرضها، والآیة تدل علی اثبات عذاب القبر لانه ذکر دخولهم النار یوم القیامة و ذکر انه تعرض علیهم النار قبل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذلک غدوا و عشیا. (تفسیر سمرقندی ص ۱۶۹ ج۳)﴿النار یعرضون علیها .....﴾ واستدل بهذه الآیة علی ثبوت عذاب القبر اذ لیس المراد بها انهم یعرضون علیها فی الدنیا بان المذکور فیها ما کان حاصلاً فی الدنیا فثبت ان هذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل یوم القیامة . ((حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر البیضاوی مصنف محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی المعروف شیخ زاده المتوفی ۹۵۱ه)(ص ۳۳۱ ج۷) (۷)﴿ النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾ آتش عرضه می کند بر جان این ال فرعون بمدت بامداد و شبانکا و این دلیلست که عذاب گور حقست بدان دلیل که گفت..... ﴿ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ اندر آرید شان بسخت ترین عذاب سخت تر بقیامت اضافت کرد دانستیم که آن عذاب اول عذاب گورست. (تفسیر زاهدی ص ۳۵۱) (۷) قال . وقد یقال . ان هذه الآیة دلت علی عذاب الارواح فی البرزخ ، قال ولا یلزم من ذلک أن یتصل فی الاجساد فی قبورها، فلما أوحی الی النبی ﷺ فی ذلک بخصوصة، استعاد منه، والله سبحانه و تعالیٰ اعلم ، قال . وقد روی البخاری من حدیث شعبة عن اشعث عن ابی الشعثاء عن ابیه عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها ان یهودیة دخلت علیها فقالت ، نعوذ بالله من عذاب القبر ، فسألت عائشة رضی الله عنها أن یهودیة دخلت فقالت ، نعوذ بالله من عذاب القبر ، فسألت عائشة رضی ألله عنها . فما رأیت رسول الله ﷺ بعد صلی صلاة الا تعوذ من عذاب القبر. (حاشیه زاد المسیر ص۲۲۸ ج۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک بات، اماں عائشہ کی حیرانگی:

یہ آیات جن میں عذاب وثواب قبر کا ذکر ہے یہ مکی ہیں اور سیدہ عائشہؓ کی حدیث بخاری شریف (ص۱۸۳ج۱) میں ہے:

عن عائشة ان یهودیة دخلت علیها فذکرت عذاب القبر فقالت لها اعاذک الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله ﷺ عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة فما رأیت رسول الله ﷺ بعد صلی صلوٰة الا تعوذ من عذاب القبر.

ترجمہ.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک یہودیہ نے آکر عذاب قبر کا ذکر کیا چنانچہ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے پناہ دیں تو حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عذاب قبر حق ہے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی نماز نہیں پڑھتے دیکھا مگر آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودیہ میرے پاس آئی، اس نے میرے پاس عذاب قبر کا ذکر کیا تو میں حیران ہوگئی، اس نے حضرت عائشہؓ سے کہا اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے، پھر میں نے (حضرت عائشہؓ) نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہمیں بھی قبر میں عذاب ہوگا؟ آپ اقدس ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ گناہگاروں کو ہوگا۔ اس کے بعد حضرت اقدس ﷺ عذاب قبر کے بارے میں دعا بھی اونچی مانگا کرتے تھے۔

سوال:

کیا یہ آیات اماں عائشہؓ کو نہیں آتی تھیں کہ وہ عذاب قبر کا ذکر سن کر حیران ہو رہی ہیں؟

جواب:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یقیناً حضرت عائشہؓ کو یہ آیات آتی تھیں لیکن قرآن کی آیات میں کافروں کے عذاب کا ذکر ہے، اس لئے امّاں جی نے یہی سمجھا کہ عذاب قبر صرف کافروں کے لئے ہے، مثال کے طور پر حیات عیسیٰؑ کے باب میں رفع کا لفظ قرآن میں آ گیا، نزول کا حدیثوں میں آ گیا۔ اب قرآن وحدیث دونوں کے ماننے کے بعد پتہ چلا کہ کافروں کو بھی عذاب ہے اور گناہگار مومنوں کو بھی ہے۔ لیکن گناہگار مومنین کا عذاب تطہیر کے لئے ہے کہ اتنے سے پاک ہو جائے اور پھر دوزخ سے بچ جائے۔ ان کا عذاب بند بھی ہو جائے گا، جب ان کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

عذاب قبر پر چوتھی آیت مبارکہ:

﴿یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا.﴾

نبی ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ یہ عذاب وثواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن میں رکھ لیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا حیات مسیح کا مسئلہ ہو اسی طرح جو مسائل چودھویں صدی میں چھیڑے گئے ہیں ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں ضمنی طور پر جہاں ذکر ہوا اجمال ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض تفاسیر میں بعض جگہ اجمال ہوتا ہے تو ایک قاعدہ یہ یاد رکھ لیں۔

قاعدہ:

جب بھی وہ (مماتی) عذاب وثواب کے بارے میں کسی تفسیر کا حوالہ پیش کریں، آپ فوراً وہی تفسیر لے کر آیت **یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت** دکھا دیں کیونکہ یہ اصل بنیاد ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا عذاب وثواب قبر میں اب اس تفسیر میں پوری وضاحت ہوگی۔[۴]

---

[۴] اس آیت سے درج ذیل حضرات نے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔
۱۔ نبی اقدس ﷺ۔ (صحیح بخاری)
۲۔ سیدنا فاروق اعظمؓ۔ (قرطبی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۔عبداللہ بن مسعودؓ۔(طبرانی،تفسیر ابن جریر وغیرہما)

۴۔سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔(تفسیر درمنثور)

۵۔حضرت ابوہریرہؓ۔(تفسیر درمنثور،تفسیر ابن جریر وغیرہما)

۶۔عبداللہ بن عباسؓ۔(تفسیر ابن جریر،تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہما)

۷۔حضرت براء بن عازبؓ۔(صحیح بخاری)

۸۔ابوسعید خدریؓ۔(مسند البزار،مسند الامام احمد وغیرہما)

۹۔مجاہدؒ۔(تفسیر ابن جریر)

۱۰۔مسیّب بن رافعؒ۔(تفسیر درمنثور،تفسیر ابن جریر)

۱۱۔ابن زیدؒ۔(تفسیر ابن جریر،تفسیر درمنثور)

۱۲۔طاؤسؒ۔(تفسیر ابن جریر،تفسیر ابن ابی حاتم)

۱۳۔ابوقتادہؓ۔(تفسیر ابن ابی حاتم،المعجم الاوسط للطبرانی)

۱۴۔امام رازیؒ۔(تفسیر کبیر)

۱۵۔امام طبرانیؒ۔(تفسیر درمنثور)

۱۶۔ابن مردویہؒ۔(تفسیر درمنثور)

۱۷۔زمخشریؒ۔(کشاف)

۱۸۔علی بن احمدؒ۔(تفسیر القرآن)

۱۹۔عبدالرحمٰن بن ناصر السعدیؒ۔(تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان)

۲۰۔محمد علی الصابونیؒ۔(صفوۃ التفاسیر)

۲۱۔خالد بن عبدالقادر۔(جامع التفاسیر)

۲۲۔ابن المنذرؒ۔(تفسیر درمنثور)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۳۔ جمال الدین قاسمیؒ۔(تفسیر القاسمی)

۲۴۔صدیق حسن خان۔(فتح البیان)

۲۵۔سلیمان بن عمر العجلیؒ۔(الفتوحات الالہیۃ)

۲۶۔ابوالحسن علی بن احمد الواحدیؒ۔(الوسیط فی تفسیر القرآن)

۲۷۔فقیہ ابواللیث ثمرقندیؒ۔(تفسیر ثمرقندی)

۲۸۔نورالدین ہیثمیؒ۔(مجمع الزوائد: ج۳ص۱۲۹)

۲۹۔ابن قیم الجوزیہؒ۔(الروح:ص۷۱،اعلام الموقعین: ج۱ص۱۳۶)

۳۰۔محقق ابن تیمیہؒ۔(فتاوی ابن تیمیہ: ج۴ص۲۷۳)

اس آیت سے سب نے قبر مراد لی ہے،البتہ فرق اتنا ہے کہ بعض نے ''الدنیا'' سے قبر مراد لی ہے اور بعض نے ''الآخرۃ'' سے قبر مراد لی ہے۔

جن حضرات نے ''الدنیا'' سے قبر مراد لی ہے،ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱۔قفال۔(قرطبی)

۲۔جماعہ۔(قرطبی)

۳۔براء بن عازبؓ۔(قرطبی)

۴۔ماوردی۔(قرطبی)

۵۔ابوالحسن بن علی واحدی۔(الوجیز)

۶۔امام سیوطیؒ۔(درمنثور)

جن حضرات نے ''الآخرۃ'' سے قبر مراد لی ہے،ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱۔طاؤسؒ۔(النکت والعیون)

۲۔قتادہؒ۔(النکت والعیون)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۔امام رازیؒ۔(تفسیر کبیر)

۴۔علی بن احمد مہایمیؒ۔(تفسیر القرآن)

۵۔اکثر مفسرین۔(اللباب فی علوم الکتاب)

۶۔ابوحفص عمر بن علیؒ۔(ایضاً)

۷۔قاضی بیضاویؒ۔(تفسیر بیضاوی)

۸۔امام سیوطیؒ۔(درمنثور)

۹۔ابوسعید خدریؓ۔(درمنثور)

۱۰۔ابن عباسؓ۔(درمنثور)

۱۱۔محمد علی الصابونیؒ۔(صفوۃ التفاسیر)

۱۲۔شیخ الاسلام ابوالمظفر سمعانیؒ۔(تفسیر القرآن)

۱۳۔ابومحمد عبدالحق اندلسیؒ۔(المحرر الوجیز للاندلسی)

۱۴۔جمال الدین قاسمیؒ۔(تفسیر القاسمی)

۱۵۔نواب صدیق حسن خان۔(فتح البیان)

۱۶۔ابوالحسن علی بن احمد الواحدیؒ۔(الوسیط فی تفسیر القرآن)

۱۷۔ابن کثیرؒ۔(تفسیر ابن کثیر)

۱۸۔فقیہ ابواللیث ثمرقندیؒ۔(تفسیر ثمرقندی)

نیز درج ذیل مفسرین نے اعادہ روح کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۔تفسیر بیضاوی۔

۲۔درمنثور۔

۳۔مسند ابی داود الطیالسی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴۔مصنف ابن ابی شیبۃ۔
۵۔مسند احمد بن حنبل۔
۶۔الزہد لہناد بن السری۔
۷۔مسند عبد بن حمید۔
۸۔سنن ابی داتود۔
۹۔تفسیر ابن جریر۔
۱۰۔تفسیر ابن ابی حاتم۔
۱۱۔ابن مردویہ۔
۱۲۔مستدرک للحاکم۔
۱۳۔عذاب قبر للبیہقی۔
۱۴۔ابو محمد عبد الحق اندلسی۔

احادیث عذاب قبر:

شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی لکھتے ہیں:

کما تواترت بذالک النصوص من النبی ﷺ.

(تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان)

عذاب قبر کی احادیث نبی اقدس ﷺ سے متواتر ہیں۔

ابو المظفر سمعانیؒ لکھتے ہیں:

واعلم ان سوال القبر ثابت فی السنة والایمان به واجب وقد وردت فیه الاخبار الکثیرة. (تفسیر القرآن للسمعانی)

اور جان لے قبر کا سوال وجواب احادیث میں ثابت ہے۔اس پر ایمان رکھنا واجب ہے،اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بارے میں کثیر احادیث مروی ہیں۔

ابو محمد عبدالحق اندلسیؒ لکھتے ہیں:

وذکر الطبری فی صفة مسئلة العبد فی قبره احادیث منها ما وقع فی الصحیح وهی من عقائد الدین وانکرت ذلک المعتزلة ولم تقل ان العبد یسئل فی قبره وجماعة السنة تقول ان الله یخلق له فی قبر ادراکات وتحمیلا واما بحیاة کالمتعارقة واما بحضور الفنس وان لم تتلبس بالجسد کالعرف کل هذا جائز فی قدرة الله تعالی غیر ان فی الاحادیث انه یسمع خفق النعال،ومنها أنه یری الضوء کالشمس دنت للغروب وفیها انه یراجع وفیها فتعاد روحه الی جسده وهذا کله یتضمن الحیاة.(المحر رالوجیز)

بندے کے قبر میں سوال کی کیفیت کے بارے میں طبری نے جو احادیث نقل کی ہیں ان میں سے بعض صحیح میں ہیں اور یہ مسئلہ دین کے عقائد میں سے ہے اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اور معتزلہ اس کے قائل نہیں ہیں کہ بندے سے قبر میں سوال ہوتا ہے اہل السنۃ والجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں ادراکات اور حس کو پیدا کر دیتے ہیں باقی رہا حیات متعارفہ اور حضور نفس سے حیات اگر چہ عرفی طور پر وہ تلبس جسد کے ساتھ نہ ہو یہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ممکن ہے۔البتہ احادیث میں یہ آیا ہے کہ میت جوتوں کی آواز بھی سنتی ہے۔اور یہ بھی آیا ہے کہ میت کے وقت سورج کی روشنی کی مثل روشنی بھی دیکھتی ہے۔اور یہ بھی ہے کہ سوالوں کے جواب دیتی ہے اور اس کی روح اس کے جسم کی کی طرف لوٹا دی جاتی ہے اور یہ تمام امور حیات کو متضمن ہیں۔

امام ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں کہ:

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ عذاب قبر برحق ہے ضال اور مضل کے علاوہ اس کا کوئی منکر نہیں ہے ۔حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احادیث صحیح ہیں، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ نبی اقدس ﷺ سے اس قسم کی تمام احادیث جید ہیں ،ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو رد کر دیں تو ہم نے اللہ کے حکم کو رد کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''جو تم کو رسول دے وہ لے لو۔'' میں نے کہا: عذاب قبر بر حق ہے؟ فرمایا: حق ہے۔ لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا: ہم عذاب قبر، منکر نکیر، اس پر کہ میت سے قبر میں سوال ہوتا ہے اور یہ آیت'' یثبت اللہ ....الخ۔'' قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

(الروح لابن قیم: ص ۷۱)

محقق ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا کہ کیا میت قبر میں کلام کرتی ہے؟ فرمایا: کلام بھی کرتی ہے اور جو اس سے سے کلام کرے اس کو سنتی بھی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: میت قبر میں جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتی ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ: ج ۴ ص ۲۷۳)

ماقبل میں پیش کئے گئے تفسیری حوالہ جات کی اصل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

انبا عبدالرحمن ، نا ابراهيم ، نا آدم ، ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو ، عن ابی سلمة ، عن ابی هريرة ، قال. تلا رسول الله ﷺ ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فی الحياة الدنيا وفی الآخرة﴾ (الآية ۲۷) فقال. ذاک اذا قيل له فی القبر. من ربک ؟ وما دينک؟ ومن نبيک؟ فيقول. الله ربی ، والاسلام دينی ، ونبيی محمد جائنا بالبينات من عندالله ، فآمنت به وصدقت . فيقال . صدقت علی هذا عشت ، وعليه مت ، وعليه تبعث. (تفسير مجاهد للامام المحدث المقرىء المفسر اللغوی ابو الحجاج مجاهد بن جبر التابعی المکی المخزومی ۱۰۴ھ یا ۱۰۱ھ)﴿ قوله تعالی . يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فی الحيوة الدنيا وفی الآخرة و يضل الله الظلمين و يفعل الله ما يشاء﴾قوله تعالی ﴿يثبت الله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الـذیـن آمـنـوا بالقول الثابت﴾ قال ابن عباس . هو لا اله الا الله. وروی النسائی عـن البـراء قـال قـال. "یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخـرة " نـزلـت فی عذاب القبر، یقال. من ربک ؟ فیقول. ربی الله و دینی دین مـحـمد ، فذلک قوله. "یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخـرة" قـلـت . وقـد جـاء هکذا موقوفا فی بعض طرق مسلم عن البراء (انه) قـولـه، والـصـحـیـح فیه الرفع کما فی صحیح مسلم وکتاب النسائی وأبی داؤد وابـن ماجه وغیرهم عن البراء عن النبیﷺ ، و ذکر البخاری ، حدثنا جعفر بن عمر، قال حدثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سعد بن عبیدة عن البراء بن عازب عـن الـنبیﷺ قال. "اذا اقعد المؤمن فی قبره اتاه آت ثم یشهد ان لا اله الا الله وان مـحـمـد ا رسـول الله فـذلک قـولـه "یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الـحیـاة الـدنیـا وفـی الآخرة" ". وقد بینا هذا الباب فی کتاب "التذکرة" و بینا هـنـاک من یفتن فی قبره و یسال ، فمن اراد الوقوف علیه تأمله هناک، وقال سهل بـن عـمـار. رأیـت یزید بن هرون فی المنام بعد موته، فقلت له. ما فعل الله بک؟ فـقـال. اتـانـی فـی قـبـری مـلکان فظان غلیظان ، فقالا. ما دینک ومن ربک ومن نبیک؟ فـاخـذت بـلـحیتـی البیـضـاء وقلت. المثلی یقال هذا وقد علمت الناس جوابکماثمانین سنة؟ فذهبا وقالا. اکتبت عن حریز بن عثمان؟ قلت نعم. فقالا. انـه کـان یبـغض (علیاً) فابغضه الله . وقیل . معنی. "یثبت الله " یدیمهم الله علی الـقـول الثابت، ومنه قول عبدالله بن رواحة. "یثبت الله ما اتاک من حسن. تثبیت مـوسـی ونـصـرًا کـالذی نُصرا" وقیل . یثبتهم فی الدارین جزاء لهم علی القول الثابت . وقال القفال و جماعة . "فی الحیاة الدنیا" ای فی القبر، لان الموتی فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدنیا الی ان یبعثوا "وفی الآخرة" ای عند الحساب، وحکاه الماوردی عن البراء قال. المراد بالحیاة الدنیا المسائلة فی القبر، وبالآخرة المسائلة فی القیامة. ﴿ویضل الله الظالمین﴾ ای عن حجتهم فی قبورهم کما ضلوا فی الدنیا بکفرهم فلا یلقنهم کلمة الحق، فاذا سئلوا فی قبورهم قالوا. لا ندری ، فیقول . لا دریت ولا تلیت ، وعند ذلک یضرب بالمقامع علی ما ثبت فی الاخبار، وقد ذکرنا ذلک فی کتاب "التذکرة" وقیل. یمهلهم حتی یزدادوا ضلالا فی الدنیا. ﴿ویفعل الله ما یشاء﴾ من عذاب قوم و اضلال قوم. وقیل . ان سبب نزول هذه الآیة ما روی عن النبیﷺ لما وصف مساءلة منکر و نکیر وما یکون من جواب المیت قال عمر. یا رسول الله ایکون معی عقلی؟ قال. "نعم" قال. کفیت اذا، فانزل الله عزوجل هذه الآیة. (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی)وفی قوله تعالی (فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة) وجهان. احدهما. أن المراد بالحیاة الدنیا زمان حیاته فیها، وبالآخرة المسألة فی القبر ، قاله طاؤس و قتادة. الثانی. ان المراد بالحیاة الدنیا المسألة فی القبر أن یأتیه منکر و نکیر فیقولان له. من ربک و ما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول. ان اهتدی . ربی الله و دینی الاسلام و نبی محمدﷺ. (ویضل الله الظالمین) فیه وجهان. احدهما. عن حجتهم فی قبورهم، کما ضلوا فی الحیاة الدنیا بکفرهم. الثانی. یمهلهم حتی یزدادوا ضلالاً فی الدنیا. (ویفعل الله ما یشاء) فیه وجهان. احدهما. من امهال و انتقام. الثانی. من ضغطة القبر و مسألة منکر و نکیر. وروی ابن اسحاق أن النبیﷺ قال. "لو نجا احد من ضمة القبر لنجا منه سعد بن معاذ ، ولقد ضم ضمة ". وقال قتادة. ذکر لنا ان عذاب القبر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من ثلاثة. ثلث من البول. وثلث من الغيبة، وثلث من النميمة. و سبب نزول هذه الآية ما روى عن النبیﷺ لما وصف مسألة منكرو نكيروما يكون من جواب الميت قال عمر. يا رسول اللهﷺ أيكون معى عقلى ؟ قال. "نعم". قال كفيت اذن ، فانزل الله تعالى هذه الآية. (النكت والعيون تفسير الماوردى تصنيف ابى الحسن على بن محمد بن حبيب الماوردى البصرى)﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾ وهو قول لا اله الا الله ﴿فى الحياة الدنيا﴾ على الحق ﴿وفى الآخرة﴾ يعنى. فى القبر يلقنهم كلمة الحق عند سؤال الملكين. (الوجيز فى تفسير الكتاب العزيز لابى الحسن بن على الواحدى المتوفى ٥٤٦٨) ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الآخرة و يضل الله الظلمين و يفعل الله ما يشاء﴾﴿بالقول الثابت ﴾ الذى ثبت بالحجة والبرهان فى قلب صاحبه و تمكن فيه، فاعتقده واطمأنت اليه نفسه، و تثبيتهم به فى الدنيا. انهم اذا فتنوا فى دينهم لم يزلوا، كما ثبت الذين فتنهم اصحاب الاخدود ، والذين نشروا بالمناشير و مشطت لحومهم بأمشاط الحديد، وكما ثبت جرجيس و شمسون و غيرهما، و تثبيتهم فى الآخرة. انهم اذا سئلوا عند تواقف الاشهاد عن معتقدهم و دينهم، لم يتلعثموا ولم يبهتوا، ولم تحيرهم اهوال الحشر، وقيل معناه الثبات عند سؤال القبر. وعن البراء بن عازب رضى الله عنه ان رسول اللهﷺ ذكر قبض روح المؤمن فقال "ثم يعاد روحه فى جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فى قبره و يقولان له. من ربک؟ وما دينک؟ ومن نبيک؟ فيقول. ربى الله ودينى الاسلام، ونبيى محمد. فينادى مناد من السماء ان صدق عبدى فذلک قوله. "يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت". (الكشاف لابى القاسم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محمود بن عمر الزمحشری الخوارزمی (۴۶۷-۵۳۸ھ) وفی الآیة قول آخر وهو القول المشهور أن هذه الآیة وردت فی سؤال الملکین فی القبر، وتلقین الله المؤمن کلمة الحق فی القبر عند السؤال و تثبیته ایاه علی الحق . وعن النبیﷺ أنه قال فی قوله (یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة) قال "حین یقال له فی القبر من ربک وما دینک ومن نبیک فیقول ربی الله ودینی الاسلام و نبیی محمد ﷺ " والمراد من الباء فی قوله (بالقول الثابت) هو ان الله تعالی انماثبتهم فی القبر بسبب موظبتهم فی الحیاة الدنیا علی هذا القول، ولهذا الکلام تقریر عقلی وهو أنه کلما کانت المواظبة علی الفعل اکثر کان رسوخ تلک الحالة فی العقل والقلب أقوی، فکلما کانت مواظبة العبد علی ذکر لا اله الا الله وعلی التأمل فی حقائقها و دقائقها أکمل و أتم کان رسوخ هذه المعرفة فی عقله وقلبه بعد الموت أقوی و أکمل . قال ابن عباس . من داوم علی الشهادة فی الحیاة الدنیا یثبته الله علیها فی قبره و یلقنه ایاها وانما فسر الآخرة ههنا بالقبر، لان المیت انقطع بالموت عن احکام الدنیا و دخل فی أحکام الآخرة وقوله (ویضل الله الظالمین) یعنی ان الکفار اذا سئلوا فی قبورهم قالوا. لاندری وانما قال ذلک لان الله اضله وقوله (ویفعل ما یشاء) یعنی ان شاء هدی وان شاء اضل ولا اعتراض علیه فی فعله البتة. (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی)(یثبت الله الذین آمنوا بالقول) ای بقول الاسلام (الثابت) بالحجج (فی الحیوة الدنیا) فلا یغلبون بحجة و یحفظون انفسهم و اولادهم و ازواجهم و اموالهم (وفی الآخرة) فلا یتلعمئون اذا سئلوا عن معتقدهم فی القبر ولا فی الموقف ولا تدهشهم اهوال القیامة. (تفسیر القرآن المسمی تبصیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الرحمن و تیسیر المنان العلامة علی بن احمد بن ابراهیم المهایمی المتوفی ۸۳۵ھ)قوله تعالی. ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت﴾ کلمة التوحید ، وهی قوله. لا اله الا الله ﴿فی الحیوة الدنیا﴾ یعنی قبل الموت ، ﴿وفی الآخرة﴾ یعنی فی القبر هذا قول اکثر المفسرین. وقیل . ﴿فی الحیوة الدنیا﴾ فی القبر عند السؤال ﴿وفی الآخرة﴾ عند البعث ، والاول اصح، لما روی البراء بن عازب ان رسول اللهﷺ ، قال. " المسلم اذا سئل فی القبر یشهد ان لا اله الا الله ، وان محمدا رسول الله، فذلک قوله سبحانه ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیاو فی الاخرة﴾ قال حین یقال له. من ربک ؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول . الله ربی ، ودینی الاسلام ، ونبیی محمد. والمشهور ان هذه الآیة وردت فی سؤال الملکین فی القبر، فیلقن الله المؤمن کلمة الحق فی القبر عند السؤال، و یثبته علی الحق. ومعنی " الثابت" هو ان الله تعالی انما یثبتهم فی القبر لمواظبتهم فی الحیاة الدنیا علی هذا القول. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ھ هجریه)﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت ﴾ الذی ثبت بالحجة عندهم و تمکن فی قلوبهم ﴿فی الحیوة الدنیا﴾ فلا یزالون اذا فتنوا فی دینهم کزکریا و یحی علیهما السلام و جرجیس و شمعون والذین فتنهم اصحاب الاخدود . ﴿وفی الآخرة ﴾ فلا یتلعثمون اذا سئلوا عن معتقدهم فی الموقف، ولا تدهشهم اهوال یوم القیامة. وروی انه ﷺ ذکر قبض روح المؤمن فقال. ثم تعاد روحه فی جسد فیاتیه ملکان فیجلسانه فی قبره یقولان له. من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول . ربی الله ، ودینی الاسلام ، ونبیی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محمدﷺ، فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی فذلک قوله. ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت﴾ ﴿ویضل الله الظالمین﴾ الذین ظلموا انفسهم بالاقتصار علی التقلید فلا یهتدوا الی الحق ولا یثبتون فی مواقف الفتن. ﴿ویفعل الله ما یشاء﴾ من تثبیت بعض و اضلال آخرین من غیر اعتراض علیه. (تفسیر البیضاوی لامام ناصر الدین ابی سعید عبدالله بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی)﴿ یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة ویضل الله الظلمین ویفعل الله ما یشاء ﴾أخرج الطیالسي والبخاري ومسلم وأبو داؤد والترمذي والنسائي وابن ماجة وابن جریر وابن المنذر وابن ابي حاتم وابن مردویه ، عن البراء بن عازب رضی الله عنه . ان رسول اللهﷺ قال. المسلم اذا سئل فی القبر ، یشهد أن لا اله الا الله وأن محمد رسول الله. فذالک قوله سبحانه . ﴿ یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة﴾ وأخرج ابن مردویه عن البراء بن عازب رضی الله عنه فی قول الله . ﴿ یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة﴾ قال. ذالک فی القبر، ان کان صالحا وفق، وان کان لا خیر فیه وجد أثلة. وأخرج الطیالسي وابن ابي شیبة في المصنف وأحمد بن حنبل وهناد بن السري فی الزهد، وعبد بن حمید وأبو داؤد وابن جریر وأبن ابي حاتم وابن مردویه والحاکم صححه والبیهقي في کتاب عذاب القبر، عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال. خرجنا مع رسول اللهﷺ فی جنازة رجل من الانصار فانتهینا الی القبر ولما یلحد فجلس رسولﷺ وجلسنا حوله. وکأن علی رؤسنا الطیر. وفي یده عودا ینکت به الأرض، فرفع رأسه فقال. استعیذوا بالله من عذاب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القبر. مرتين او ثلاثا. ثم قال. ان العبد المؤمن اذا كان في انقطاع من الدنيا واقبال من الآخرة، نزل أليه ملائكة من السماء بيض الوجوه، كأن وجوههم الشمس، معهم كفن من اكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة. حتى يجلسوا منه مد البصر. ثم يجيء ملک الموت، ثم يجلس عند رأسه فيقول. ايتها النفس المطمئنة، اخرجي الى مغفرة من الله ورضوان. قال. فتخرج ..... تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء، وان كنتم ترون غير ذالک، فيأخذها، فاذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين، حتى يأخذوها فيجعلوها فى ذلک الكفن وفي ذلک الحنوط، ويخرج منها أطيب نفحة مسک وجدت على وجه الأرض، فيصدون بها فلا يمرون على ملأ من الملائكة الا قالوا. ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون. فلان بن فلان. بأحسن اسمائه التي كانوا يسمونها في الدنيا وحتى ينتهوا بها الى السماء الدنيا، فيستفتحون له فيفتح لهم، فيشيعه من كل سماء مقربوها الى السماء التى تليها، حتى تنتهي به الى السماء السابعة، فيقول الله، اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه الى الأرض، فانى منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى. فتعاد روحه في جسده، فيأتيه ملكان فيجلسانه، فيقولان له. من ربک؟ فيقول. ربي الله . فيقولان له. ما دينک؟ فيقول. ديني الاسلام.فيقولان له. ما هذا الرجل الذي بعث فيكم ؟ فيقول . هو رسول الله فيقولان له، وما علمک؟ فيقول . قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت. فينادي مناد من السماء ان صدق عبدي، فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا الى الجنة، فيأتيه من روحها وطيبها و يفسح له في قبره مد بصره، و يأتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح، فيقول. ابشر بالذي يسرک ....

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

هـذا يومک الذی کنت توعد. فيقول له. من أنت فوجهک الوجه يجيء بالخير . فيـقول له. أنا عملک الصالح. فيقول. رب اقم الساعة .... رب أقم الساعة حتى أرجـع الـى اهـلـي ومـالـي. قـال . وان العبد الكافر اذا كان في انقطاع من الدنيا واقبـال مـن الآخـرـة ، نزل اليه من السماء ملائكة سوء الوجوه، معهم المسوح. فيـجـلسون منه مد البصر، ثم يجيء ملک الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول. ايتهـا الـنـفـس الـخبيثة، اخـرجى الى سخط من الله وغضب. فتفرق في جسده، فيـنتـزعهـا كـمـا يـنتـزع السـفود من الصوف المبلول، فيأخذها. فأذا اخذها لم يـدعوها في يده طرفة عين حتى يجعلوها في تلک المسوح. ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض. فيصعدون بها .... فلا يمرون بها على ملأ من الملائكة. الا قالوا. ما هذا الروح الخبيث؟ .... فيقولون فلان بن فلان بأقبح اسـمـائـه التـي كـان يسـمـى بهـا فـي الـدنيـا. حتى ينتهي بها الى السماء الدنيا، فيستـفتـح فـلا يـفتـح لـه. ثـم قرأ رسول اللهﷺ﴿لا تفتح لهم ابواب السماء﴾ (الـحـج آية ۳۱) فيـقول الله عز وجل اكتبوا كتابه في سجين فى الارض السفلى. فتـطـرح روحـه طـرحـا. ثم قرأ رسول اللهﷺ ﴿ومن يشرک بالله فكانما خر من السـمـاء فتخطفه الطير أو تهوي به الريح في مكان سحيق﴾ (الحج آية ۳۱) فتعاد روحـه فـي جسـده ويـأتيـه ملكان، فيجلسانه فيقولان له. من ربک؟ فيقول . من ربک؟ هـاه .... هاه؟ ا.... لا أدرى. فيقولان له. ما دينک؟ فيقول. هاه .....هاه ؟ لا أدري. فيـقـولان لـه. مـا هـذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول. هاه .... هاه ...؟ لا ادري فيـنـادى مـنـاد مـن السـمـاء، أن كـذب عبـدي ، فـافـرشوه من النار وافتحوا له بابا الى النار فيأتيه من حرها وسمومها. ويضيق عليه قبره حتى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تـختلف فيه اضلاعه، و يأتيه رجل قبيح الوجه ، قبيح الثياب، منتن الريح، فيقول ابشـر بالذى يسوئک ..... هذا يومک الذي كنت توعد فيقول، من انت؟ ا..... فـوجهک الـوجـه يـجـيء بـالشر، فيقول. أنا عملک الخبيث . فيقول رب لا تقم السـاعة . و أخـرج ابـن ابـى شيبة عـن البراء بن عازب رضى الله عنه ﴿يثبت الله الـذيـن آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا﴾ قال. التثبيت في الحياة الدنيا، اذا جـاء الـمـلـكـان الـى الـرجـل والـقبر فقالا له. من ربک؟ قال. ربي الله. قال. وما ديـنک؟ قال. ديني الاسلام . قالا . ومن نبيک؟ قال. نبي محمد فذلک التثبيت في الـحيـاة الـدنيـا. وأخـرج الـطبـرانـى فـي الأوسط وابن مردويـه، عن ابي سعيد الـخـدري رضى الله عنه . سمعت رسول اللهﷺ يقول في هذه الآية ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا﴾ قال. ﴿في الآخرة﴾ القبر. وأخرج ابـن الـمـنذر والطبرانى وابن مردويه، عن ابن عباس رضى الله عنهما ﴿يثبت الله الـذيـن آمـنـوا بالقول الثابت فى الحياة الدنياو فى الآخرة ﴾ قال . المخاطبة في الـقبـر. من ربک؟ وما دينک؟ و من نبيک؟ وأخرج ابن مردويه عن عائشة قالت. قال النبىﷺ في قول الله ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفـي الآخـرة﴾ قـال. هذا في القبر. وأخرج البيهقي في عذاب القبر عن عائشة رضـى الله عـنهـا قـالـت. قـال رسـو ل الله ﷺ بـي يـفتن اهل القبور وفيه نزلت ﴿يثبـت الله الذين آمنوا بالقول الثابت ﴾وأخرج البزار عن عائشة قالت. قلت يا رسـول اللهﷺ تبتـلـى هـذه الأمة في قبورها، فكيف بي وأنا امرأة ضعيفة؟ قال. ﴿يثبـت الله الـذيـن آمـنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفي الآخرة﴾ و أخرج ابن جرير وابن مردويه، عن البراء بن عازب عن النبىﷺ قال، و ذكر قبض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روح المؤمن. فيأتيه آت فيقول. من ربک؟ فيقول . الله . فيقول . وما دينک؟ فيقول. الاسلام. فيقول . ومن نبيک؟ فيقول محمد. ثم يسأل الثانية فيقول مثل ذلک، ثم يسأل الثالثة و يؤخر أخذا شديدا فيقول مثل ذلک . فذلک قول الله تعالىٰ. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم والبيهقي في عذاب القبر، عن ابن عباس قال. ان المؤمن اذا حضر الموت، شهدته الملائكة فسلموا عليه و بشروه بالجنة، فاذا مات ، مشوا معه في جنازته ثم صلوا عليه مع الناس، فاذا دفن ، أجلس في قبره فيقال له. من ربک؟ فيقول. ربي الله. فيقال له. من رسولک؟ فيقول. محمد. فيقال له. ما شهادتک؟ فيقول . أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمد رسول الله. فذلک قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا۰۰۰۰۰﴾ الآية. فيوسع له في قبره مد بصره. وأما الكافر، فتنزل الملائكة فيبسطون ايديهم. والبسط هو الضرب. يضربون وجوههم و أدبارهم عند الموت، فاذا دخل قبره أقعد فقيل له من ربک فلم يرجع اليهم شيئا فذلک قوله. ﴿ويضل الله الظالمين﴾وأخرج ابن جرير والطبراني والبيهقي في عذاب القبر، عن ابن مسعود قال. ان المؤمن اذا مات أجلس في قبره، فيقال له. من ربک، ما دينک ومن نبيک؟ فيقول. ربى الله و ديني الاسلام، ونبيي محمد . فيوسع له في قبره و يفرج له فيه. ثم قرأ ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت .....﴾ الآية. وان الكافر اذا دخل قبره، أجلس فقيل له . من ربک ، ما دينک، ومن نبيک؟ فيقول لا أدري . فيضيق عليه قبره و يعذب فيه . ثم قرأ ابن مسعود ﴿ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا﴾ (طه، آية ۱۲۴) وأخرج ابن ابي حاتم وابن منده والطبراني في الاوسط ، عن ابي قتادة الأنصارى قال. ان المؤمن اذا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مات أجلس في قبره، فيقال له. من ربک ؟ فيقول. الله . فيقال له من نبيک؟ فيقول . محمد بن عبدالله . فيقال له ذلک ثلاث مرات، ثم يفتح له باب الى النار فيقال له. انظر الى منزلتک لو زغت. ثم يفتح له باب الى الجنة فيقال له انظر الى منزلک في الجنة ان ثبت. واذا مات الكافر، اجلس في قبره فيقال. من ربک؟ من نبيک؟ .... فيقول . لا ادرى .... كنت اسمع الناس يقولون . فيقال له . لا دريت . ثم يفتح له باب الى الجنة فيقال له انظر الى منزلک لو ثبت ، ثم يفتح له باب الى النار فيقال له. انظر الى منزلک اذ زغت . فذالک قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا﴾ قال.لا اله الا الله . ﴿وفي الآخرة ﴾ قال . المسألة في القبر. وأخرج أحمد وابن أبي الدنيا في ذكر الموت، وابن أبي عاصم في السنة، والبزار وابن جرير وابن مردويه والبيهقي في عذاب القبر بسند صحيح ، عن ابي سعيد الخدرى قال. شهدت مع رسول الله ﷺ جنازة فقال . يا ايهاالناس ، أن هذه الأمة تبتلى في قبورها فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه، جاء ه ملک في يده مطراق فأقعده قال ما تقول في هذا الرجل ؟ فان كان مؤمنا قال. اشهد أن لا اله الا الله و أن محمد عبده و رسوله فيقول له . صدقت . ثم يفتح له باب الى النار فيقول له. هذا كان منزلک لو كفرت بربک ، فأما اذا امنت فهذا منزلک . فيفتح له باب الى الجنة، فيريد أن ينهض اليه فيقول له. اسكن . ويفتح له في قبره. و ان كان كافرا او منافقا ، قيل له . ما تقول في هذا الرجل ؟ فيقول . لاادرى .... سمعت الناس يقولون شيئا. فيقول لا دريت ولا تليت ولا اهتديت . ثم يفتح له باب الى الجنة فيقول . هذا منزلک لو آمنت بربک . فأما اذ كفرت به، فان الله أبدلک منه هذا، و يفتح له باب الى النار ، ثم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يقمعه مقمعة بالمطراق يسمعها خلق الله كلها غير الثقلين . فقال بعض القوم. يا رسول الله ﷺ ما أحد يقوم عليه ملک في يده مطراق الا هبل عند ذلک . فقال رسول الله ﷺ ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾ وأخرج الطبراني في الأوسط و ابن مردويه ، عن ابي هريرة قال. شهدنا جنازة مع رسول الله ﷺ فلما فرغ من دفنها وانصرف الناس قال. انه الآن يسمع خفق نعالكم ، أتاه منكر و نكير ... عيناهما مثل قدور النحاس ، أتيا بهما مثل صياصي البقر، و أصواتهما مثل الرعد، فيجلسانه فيسألانه ما كان يعبد ، ومن نبيه، فان كان ممن يعبد الله ، قال . كنت أعبد الله ، ونبي محمد ﷺ ... جاء نا بالبينات والهدى فآمنا به واتبعناه فذلک قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا و في الآخرة﴾ فيقال له. على اليقين حييت و عليه مت وعليه تبعث. ثم يفتح له باب الى الجنة و يوسع له في حفرته. وان كان من اهل الشک، قال لا أدرى ... سمعت الناس يقولون شيئا فقلته . فيقال له . على الشک حييت وعليه مت وعليه تبعث . ثم يفتح له باب الى النار و يسلط عليه عقارب و تنانين، لو نفخ أحدهم في الدنيا ما أنبت شيئا تنهشه، و تؤمر الأرض فتضم عليه حتى تختلف أضلاعه. و أخرج ابن ابي شيبة و هناد في الزهد ، وابن جرير و ابن المنذر و ابن حبان والطبراني في الاوسط ، والحاكم و ابن مردويه والبيهقى، عن ابي هريرة قال . قال رسول الله ﷺ . والذى نفسي بيده ، ان الميت اذا وضع في قبره ، انه ليسمع خفق نعالهم حين يولون عنه فاذا كان مؤمنا ، كانت الصلاة عند رأسه والزكاة عن يمينه والصوم عن شماله. وفعل الخيرات والمعروف والاحسان الى الناس من قبل رجليه . فيؤتى من قبل رأسه ، فيقول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الصلاة. ليس قبلي مدخل. فيؤتى عن يمينه، فتقول الزكاة. ليس قبلي مدخل . و يؤتى من قبل شماله، فيقول الصوم. ليس قبلي مدخل . ثم يؤتى من قبل رجليه ، فيقول فعل الخيرات والمعروف والاحسان الى الناس. ليس قبلي مدخل . فيقال له. اجلس . فيجلس وقد مثلت له الشمس قد قربت للغروب ، فيقال. أخبرنا عما نسألک ، فيقول دعنى حتى أصلي. فيقال. انک ستفعل ، فأخبرنا عما نسألک ، فيقول . عم تسألونى؟ فيقال في هذا الرجل الذي كان فيكم؟ يعني النبيﷺ . فيقول اشهد أنه رسول الله جاء نا بالبينات من عند ربنا فصدقنا و اتبعنا . فيقال له. صدقت . على هذا حييت وعلى هذا مت وعليه تبعث ان شاء الله ويفسح له في قبره مد بصره. فذلک قول الله . ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة﴾ و يقال . افتحوا له بابا الى النار ، فيقال . هذا كان منزلک لو عصيت الله . فيزداد غبطة و سرور، فيعاد الجسد الى ما بدا منه من التراب و يجعل روحه في النسيم الطيب ، وهي طير خضر تعلق في شجر في الجنة. و أما الكافر، فيؤتى في قبره من قبل رأسه ، فلا يوجد شيء. فيؤتى من قبل رجليه ، فلا يوجد شيء. فيجلس خائفا مرعوبا. فيقال له . ما تقول في هذا الرجل الذى كان فيكم و ما تشهد به؟ فلا يهتدى لاسمه . فيقال . محمدﷺ . فيقول سمعت الناس يقولون شيئا فقلت كما قالوا. فيقال له. صدقت . على هذا حييت و عليه مت وعليه تبعث ان شاء الله و يضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه . فذلک قوله تعالى. ﴿ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا﴾ (طه. ۱۲۴) فيقال . افتحوا له بابا الى الجنة. فيفتح له باب الى الجنة . فيقال هذا منزلک و ما اعد الله لک لو كنت أطعته، فيزداد حسرة و ثبورا. ثم يقال. افتحوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لـه بابا الى النار فيفتح له باب اليها فيقال له . هذا منزلک وما أعد الله لک. فيزداد حسـرة و ثبـورا. وأخـرج ابـن جرير وابن مردويه، عن ابي هريرة رضى الله عنه قـال. تـلا رسـول الله ﷺ ﴿يثبـت الله الـذيـن آمـنـوا بـالقول الثابت في الحياة الـدنيـاو فـي الآخـرة﴾ قال. ذاک اذا قيل في القبر. من ربک ، وما دينک؟ فيقول ربـي الله ، و ديـنـي الاسـلام ، و نبيى محمدﷺ جاء نا بالبينات والهدى من الله فـآمـنـت بـه وصـدقـت . فيـقال له . صدقت، على هذا عشت وعليه مت وعليه تبـعـث. وأخـرج ابـن جرير عن طاؤس في قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنياوفي الآخرة﴾ الآية. هى فتنة القبر. و أخرج ابن أبي شيبة و ابن جرير عن المسيب بن رافع رضى الله عنه في قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بـالـقـول الثـابت في الحياة الدنيا﴾الآية. قال . نزلت في صاحب القبر. و أخرج ابـن جـرير عن ابن زيد رضى الله عنه في الآية قال . نزلت في الميت الذي يسأل فـي قبـره عـن الـنبـىﷺ. و أخـرج ابـن جـريـر عـن مـجاهد ﴿يثبت الله الذين آمـنـوا.....﴾الآية . قـال هـذا فـي الـقبـر و مـخاطبته. و أخرج ابن جرير و عبـدالـرزاق و ابـن الـمنذر و ابن ابي حاتم، عن طاوس رضى الله عنه ﴿يثبت الله الـذيـن آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا﴾ قال. لا اله الا الله ﴿وفي الآخرة﴾ قـال الـمسـألة في القبر. و أخرج عبد بن حميد وابن المنذر و ابن أبى حاتم، عن قتـادـة. رضـى الله عـنه قي قوله. ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الـدنيـاوفي الآخرة﴾ قال. أما الحياة الدنيا، فيثبتهم بالخير والعمل الصالح. وأما قوله. ﴿وفي الآخرة﴾ ففي القبر و أخرج ابن مردويه عن أنس رضي الله عنه، عن النبىﷺ في قوله تعالى. ﴿يثبت الله الذين آمنوا﴾ قال. هو المؤمن في قبره،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عند محنته يأتيه ممتحناه فيقولان . من ربک و ما دينک و من نبيک ؟؟؟ .... فيقول . الله ربي و ديني الاسلام . فيقولان . ثبتک الله لما يحب و يرضى. و يفسحان له في قبره مد البصر، و يفتحان له بابا الى الجنة و يقولان . نم قرير العين نومة الشاب النائم الآمن في خير مقيل. وفيه نزلت ﴿اصحاب الجنة يومئذ خير مستقرا و أحسن مقيلا﴾ (الفرقان .۲۴) و أما الكافر ، فانهما يقولان. من ربک ، وما دينک، ومن نبيک، فيقول . لا ادري ..... فيقولان . لا دريت ولا اهتديت ، فيضربانه بسوط من النار يذعر لها كل دابة ما خلا الجن والانس . ثم يفتحان له بابا الى النار و يضيق عليه قبره حتى يخرج دماغه من بين اظفاره ولحمه. و أخرج ابن مردويه عن أنس رضي الله عنه قال. رسول الله ﷺ . اذا وضع الميت في قبره ، جاء ه ملكان فسأله فقالا. كيف تقول في هذا الرجل الذى كان بين أظهركم الذي يقال له محمد؟ فلقنه الله الثبات، و ثبات القبر خمس. أن يقول العبد . ربى الله و دينى الاسلام.... و نبيي محمد، أشهد أن لا اله الا الله ، و أشهد ان محمد عبده و رسوله ثم قال له. اسكت ، فانک عشت مؤمنا و مت مؤمنا و تبعث مؤمنا، ثم أرياه منزله من الجنة يتلالأ بنور عرش الرحمن، و أخرج البخارى و مسلم و أبو داؤد والنسائى و ابن مردويه من طريق قتادة رضى الله عنه عن انس رضي الله عنه قال. قال رسول الله ﷺ . ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه. انه ليسمع قرع نعالهم، يأتيه ملكان فيقعدانه فيقولان له. ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ زاد ابن مردويه. الذى كان بين اظهركم الذى يقال له محمد ﷺ؟ قال فأما المؤمن فيقول . أشهد أنه عبدالله و رسوله . فيقال له . انظر الى مقعدک من النار ، قد أبدلک الله به مقعدا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من الجنة ، فان النبي ﷺ . فيراهما جميعا قال قتادة رضي الله عنه . و ذكر لنا أنه يفسح له في قبره سبعون ذراعا و يملأ عليه خضرا. وأما المنافق والكافر، فيقال له ما كنت تقول في هذا لرجل ؟ فيقول. لا ادري كنت أقول كما يقول الناس، فيقال له لادريت ولا تليت . ويضرب بمطراق من حديد ضربة ، فيصيح صيحة يسمعها من يليه الا الثقلين و أخرج أحمد و أبو داؤد و أبن مردويه والبيهقى في عذاب القبر، عن أنس رضى الله عنه قال . قال رسول الله ﷺ . ان هذه الامة تبتلى في قبورها ، و ان المؤمن اذا وضع في قبره أتاه الملک فسأله . ما كنت تعبد؟ فان الله هداه قال . كنت أعبد الله . فيقال له . ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ فيقول هو عبدالله و رسوله . فما يسأل عن شيء بعدها ، فينطلق الى بيت كان له في النار فيقال له . هذا بيتک كان لک في النار ، ولكن الله عصمک ورحمک فأبدلک بيتا في الجنة ، فيقول . دعوني حتى أذهب فأبشر أهلى..... فيقال له. اسكن . وأن الكافر اذا وضع في قبره ، أتاه ملک فينتهره فيقول له . ما كنت تعبد ؟ فيقول . لاادري . فيقول له . ما كنت تقول في هذا الرجل ؟ فيقول . كنت اقول ما يقول الناس . فيضربونه بمطراق من حديد بين أذنيه، فيصيح صيحة يسمعها الخلق الا الثقلين. و أخرج أحمد وابن ابي الدنيا والطبرانى في الاوسط ، والبيهقي من طريق ابن الزبير رضي الله عنه ، أنه سال جابر بن عبدالله رضي الله عنه عن فتانى القبر، فقال. سمعت رسول الله ﷺ يقول . أن هذه الامة تبتلى في قبورها، فاذا أدخل المؤمن قبره و تولى عنه اصحابه ، جائه ملک شديد الانتهار فيقول له. ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول المؤمن . أقول انه رسول الله و عبده ، فيقول له الملک. انظر الى مقعدک الذى كان من النار ، قد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أنـجـاک الله منه و أبدلک بمقعدک الذي ترى من النار مقعدک الذى ترى من الجنة فيـراهـمـا كليهما ، فيقول المؤمن . دعوني ابشر أهلي . فيقال له . اسكن. و أما الـمـنـافـق . فيـقـعد اذا تولى عنه أهله، فيقال له . ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيـقول لا ادرى ..... اقول ما يقول الناس. فيقال له. لادريت ..... هذا مقعدک الـذى كان لک من الجنة ، قد أبدلک الله مكانه مقعدک من النار . قال جابر رضي الله عـنـه. سـمعت رسول الله ﷺ يقول . يبعث كل عبد في القبر على ما مات ، الـمـؤمـن على ايمانه،والمنافق على نفاقه. وأخرج ابن ابي عاصم في السنة وأبن مـردويـه والبيهقى من طريق أبي سفيان ، عن جابر رضي الله عنه قال. قال رسول الله ﷺ اذا وضـع الـمـؤمـن فـي قبـره ، أتاه ملكان فانتهراه فقام يهب كما يهب الـنائم ، فيقال له. من ربک ؟ فيقول . الله ربي والاسلام ديني و محمد ﷺ نبيي فيـنـادي مـنـاد ، ان صـدق عبدي فأفرشوه من الجنة والبسوه من الجنة فيقول . دعـونـي اخبـر اهلى. فيقال له . اسكن. و أخرج البيهقي في كتاب عذاب القبر، عـن ابـن عبـاس قـال. قـال رسـول الله ﷺ كيف أنت يا عمر اذا انتهى بک الى الأرض ، فـحـفـر لک ثـلاثة اذرع و شبـر فـي ذراع و شبر ، ثم اتاک منكرو نكير أسـودان يجران شعرهما ، كان اصواتهما الرعد القاصف، و كأن أعينهما البرق الـخاطف، يحفران الأرض يأتيا بهما فاجلساک فزعا قتلتلاک و توهلاک؟؟؟ ..... فـقال. يا رسول الله ﷺ و أنا يومئذ على ما أنا عليه ؟ قال . نعم. قال. اكفيكهما بـاذن الله يـا رسـول الله. و أخـرج البيهـقـي عـن ابـن عباس رضي الله عنهما، عن الـنبي ﷺ قال. ان الميت ليسمع خفق نعالهم حين يولون ، ثم يجلس فيقال له. من ربک ؟ فيقول الله ربي. ثم يقال له. ما دينک ؟ فيقول. الاسلام. ثم يقال له من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نبیک؟ فیقول . محمد . فیقال وما علمک؟ فیقول . عرفته و آمنت به و صدقت بما جاء به من الکتاب . ثم یفسح له في قبره مد البصر، و یجعل روحه مع أرواح المؤمنین. و أخرج الطبرانی في الأوسط عن ابن عباس رضي الله عنهما قال. اسم الملکین اللذین یأتیان في القبر، منکر و نکیر. و أخرج أحمد و ابن أبي الدنیا والطبراني والآجري في الشریعة و ابن عدي ، عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما. أن رسول اللهﷺ ذکر فتاني القبر، فقال عمر رضي الله عنه . أترد الینا عقولنا یا رسول اللهﷺ ، فقال رسول اللهﷺ . نعم، کهیئتکم الیوم فقال عمر بفیه الحجر. و أخرج ابن أبي داؤد في البعث والحاکم في التاریخ والبیهقي في عذاب القبر، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال. قال لي رسول اللهﷺ . کیف أنت اذا کنت في اربعة أذرع في ذراعین، و رأیت منکر و نکیر؟ قلت . یا رسول اللهﷺ ، وما منکر و نکیر؟ ..... قال . فتانا القبر، یبحثان الأرض یأنیا بهما، و یطآن في أشعارهما أصواتهما کالرعد القاصف، و أبصارهما کالبرق الخاطف..... معهما مرزبة لو أجتمع علیهما أهل منی لم یطیقوا رفعها، هي أیسر علیهما من عصاي هذه، فامتحناک، فان تعاییت أو تلویت، ضرباک ضربة تصیر بها رمادا. قلت یا رسول ، و أنا علی حالي هذه؟ قال. نعم. قلت . اذا أکفیکهما. و أخرج الترمذي و حسنه و ابن أبي الدنیا وابن أبي عاصم والآجري والبیهقي ؟ عن أبي هریرة رضي الله عنه قال. قال رسول اللهﷺ. أذا قبر المیت ، أتاه ملکان أسودان أزرقان، یقال لأحدهما منکر، والأخر نکیر . فیقولان . ما کنت تقول في هذا الرجل؟ فیقول ما کان یقول . هو عبدالله و رسوله . أشهد أن لا اله الا الله و أن محمدا عبده و رسوله . فیقولان . قد کنا نعلم أنک تقول هذا .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين، ثم ينور له فيه، فيقال له. نم. فيقول . أرجع الى أهلي فأخبرهم. فيقولون. نم كنومة العروس الذي لا يوقظه الا أحب أهله اليه، حتى يبعثه الله من مضجعه ذالک فان كان منافقا قال. سمعت الناس يقولون فقلت مثله، لا أدري . فيقولون . قد كنا نعلم، أنک كنت تقول ذلک . فيقال للأرض. التئمي عليه، فتختلف أضلاعه فلا يزال فيها معذبا حتى يبعثه الله من مضجعه ذلک. و أخرج ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة رضي الله عنه قال. قال رسول الله ﷺ لعمر رضي الله عنه . كيف أنت اذا رأيت منكرا و نكيرا؟ قال.وما منكر ونكير؟ قال. فتانا القبر، اصواتهما كالرعد القاصف، وابصارهما كالبرق الخاطف، يطآفى اشعارهما و يحفران بأنيابهما--- معهما عصا من حديد، لو اجتمع عليها أهل منى لم يقلوها.وأخرج البخارى عن أسماء بنت ابى بكر رضى الله عنها، أنها سمعت رسول اللهﷺ يقول. أنه قد اوحى الى انكم تفتنون فى القبور. فيقال ما علمكم بهذا الرجل؟ فأما المؤمن أو الموقن ، فيقول . هو محمد رسول الله ، جائنا بالبينات والهدى فأجبنا و اتبعنا. فيقال له. قد علمنا ان كنت لمؤمنا، ثم صالحا. و أما المنافق أو المرتاب ، فيقول لا أدري .... سمعت الناس يقولون شيئا فقلت. و أخرج أحمد عن أسماء رضي الله عنها، عن النبىﷺ قال . أذا أدخل الانسان قبره، فان كان مؤمنا أحف به عمله، الصلاة والصيام. فيأتيه الملک من نحو الصلاة فترده، و من نحو الصيام فيرده فيناديه . اجلس . فيجلس ، فيقول له. ما تقول في هذا الرجل؟ . يعني النبىﷺ . قال من ؟ قال محمد ، قال أشهد أنه رسول الله . فيقول . وما يدريک أدركته ؟ قال . أشهد أنه رسول الله . فيقول. على ذلک عشت وعليه مت وعليه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تبعث. وان كان فاجرا أو كافرا، جاء ه الملک وليس بينه وبينه شيء يرده. فأجلسه وقال. ما تقول في هذا الرجل؟ قال. أي رجل ؟ قال. محمد فيقول. فيقول . والله ما أدري .... سمعت الناس يقولون شيئا فقلته. فيقول له الملک. على ذالک عشت وعليه مت وعليه تبعث . و يسلط عليه دابة في قبره معها سوط ثمرته جمرة مثل عرف البعير، يضربه ما شاء الله ... لا تسمع صوته فترحمه. و أخرج أحمد والبيهقي عن عائشة رضي الله عنها قال. جاء ت يهودية فاستطعمت على بابي . فقالت . أطعموني أعاذكم الله من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر، فلم أزل أحبسها حتى أتى رسول الله ﷺ . فقلت . يا رسول الله ، ما تقول هذه اليهودية .....؟ قال. وما تقول؟ قلت . تقول أعاذكم الله من فتنة الدجال ، ومن فتنة عذاب القبر. فقام رسول الله ﷺ فرفع يديه مدا يستعيذ بالله من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر، ثم قال . أما فتنة الدجال، فانه لم يكن نبي الا قد حذر أمته ، و سأحذركموه بحديث لم يحدثه نبي أمته، انه أعور والله ليس بأعور، مكتوب بين عينيه كافر، يقرؤه كل مؤمن. و أما فتنة القبر، فبي تفتنون و عني تسألون. فاذا كان الرجل الصالح أجلس في قبره غير فزع ولا مشغوف ، ثم يقال له. فيم كنت؟ فيقول. في الاسلام ، فيقال. ما هذا الرجل الذي كان فيكم؟ فيقول . محمد رسول الله . جاء نا بالبينات من عند الله فصدقناه ، فيفرج له فرجة قبل النار فينظر اليها يحطم بعضها بعضا، فيقال له. انظر الى ما وقاک الله. ثم يفرج له فرجة الى الجنة فينظر الى زهرتها وما فيها، فيقال. هذا مقعدک منها. ويقال. على اليقين كنت وعليه مت وعليه تبعث ان شاء الله . واذا كان الرجل السوء ، جلس في قبره فزعا مشعوفا، فيقال له. فيم كنت ؟ فيقول. لا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أدري. فيقال. ما هذا الرجل الذي كان فيكم؟ فيقول. سمعت الناس يقولون قولا فقلت كما قالوا، فيفرج له فرجة قبل الجنة، فينظر الى زهرتها وما فيها، فيقال . انظر الى ما صرف الله عنک ، ثم يفرج له فرجة قبل النار فينظر اليها يحطم بعضها بعضا، و يقال. هذا مقعدک منها على الشک كنت وعليه مت وعليه تبعث ان شاء الله. و أخرج أحمد في الزهد و أبو نعيم في الحلية ، عن طاوس رضي الله عنه قال. ان الموتى يفتنون في قبورهم سبعا، فكانوا يستحبون أن يطعم عنهم تلک الأيام. و أخرج ابن جرير في مصنفه ، عن الحارث بن أبي الحرث، عن عبيد بن عمير قال يفتن رجلان. مؤمن و منافق، فأما المؤمن، فيفتن سبعا. وأما المنافق، فيفتن أربعين صباحا.و أخرج ابن شاهين في السنة ، عن راشد بن سعد رضي الله عنه قال. كان النبیﷺ يقول. تعلموا حجتكم فانكم مسؤلون، حتى انه كان أهل البيت من الأنصار يحضر الرجل منهم الموت فيصونه، والغلام اذا عقل فيقولون له. اذا سألوک. من ربک ؟ فقل. الله ربي . وما دينک؟ فقل الاسلام ديني . ومن نبيک؟ فقل محمد رسول اللهﷺ. و أخرج أبو نعيم عن أنس رضي الله عنه. أن رسول اللهﷺ ، وقف على قبر رجل من أصحابه حين فرغ منه فقال له. انا لله و انا اليه راجعون اللهم نزل بک و أنت خير منزول به، جاف الأرض عن جنبيه، وافتح أبواب السماء لروحه، واقبله منک بقبول حسن، و ثبت عند المسائل منطقه. و أخرج أبو داؤد والحاكم والبيهقي ، عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال. مر رسول اللهﷺ بجنازة عند قبره، و صاحبه يدفن فقال. استغفروا لأخيكم واسألوا له التثبيت، فانه الآن يسأل. و أخرج سعيد بن منصور ، عن ابن مسعود رضي الله عنه قال كان رسول اللهﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يقوم على القبر بعدما يسوى عليه ، فيقول اللهم نزل بک صاحبنا و خلف الدنيا خلف ظهره، اللهم ثبت عند المسألة منطقه ولا تبتله في قبره بما لا طاقة به. و أخرج الطبراني وابن منده، عن أبي أمامة رضي الله عنه ، عن رسول الله ﷺ قال. اذا مات أحد من اخوانكم فسويتم التراب عليه، فليقم أحدكم على رأس قبره ثم ليقل. يا فلان بن فلانة ، فانه يسمعه ولا يجيب ، ثم يقول ، يا فلان بن فلانة فانه يستوي قاعدا، ثم يقول . يا فلان بن فلانة ، فانه يقول ،ارشدنا رحمک الله ، ولكن لا يشعرون، فليقل. اذكر ما خرجت عليه من الدنيا شهادة أن لا اله الا الله و أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد ﷺ نبيا، وبالقرآن اماما. فان منكرا و نكيرا يأخذ كل واحد منهما بيد صاحبه و يقول . انطلق بناما يقعدنا عند من لقن حجته ، فيكون حجيجه دونهما. قال رجل . يا رسول الله ، فان لم يعرف أمه قال. ينسبه الى حواء ، يا فلان ابن حواء. و أخرج ابن منده عن ابي أمامة رضي الله عنه قال. اذا مت فدفنتموني، فليقم انسان عند رأسي فليقل. يا صدي بن عجلان، اذكر ما كنت عليه في الدنيا، شهادة أن لا اله الا الله و أن محمدا رسول الله. و أخرج سعيد بن منصور عن راشد بن سعد و ضمرة بن حبيب و حكيم بن عمير، قالوا. اذا سوى على الميت قبره وانصرف الناس عنه. كان يستحب أن يقال للميت عند قبره. يا فلان ، قل لا اله الا الله ثلاث مرات يا فلان ، قل ربي الله و ديني الاسلام ونبيي محمد ﷺ ، ثم ينصرف. و أخرج الحكيم الترمذى في نوادر الاصول، عن عمرو بن مرة رضي الله عنه قال. كانوا يستحبون اذا وضع الميت في اللحد أن يقال . اللهم أعذه من الشيطان الرجيم. و أخرج الحكيم الترمذى، عن سفيان الثوري رضي

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الله عنـه قال. اذا سئل الميت من ربک ، ترايا له الشيطان في صورة ، فيشير الى نـفسـه أني أنا ربک. و أخرج النسائي عن راشد بن سعد رضي الله عنه ، أن رجلا قـال. يـا رسـول الله ، ما بال المؤمنين يفتنون في قبورهم الا الشهيد ....؟ فقال. كـفـى ببـارقة السيوف على رأسه فتنة. و أخرج ابن مردويه ، عن أنس رضي الله عـنـه قـال. خـدم رسول الله ﷺ رجل من الاشعريين سبع حجج، فقال. ان لهذا عـلينا حقا، ادعوه فليرفع الينا حاجته، فدعوه فقال له رسول الله ﷺ . ارفع الينا حاجتک، فقال. يا رسول الله، دعني حتى أصبح فأستخير الله . فلما اصبح ، دعاه فـقـال . يا رسول الله ، أسألک الشفاعة يوم القيامة. فقال رسول الله ﷺ ﴿يثبت الله الـذيـن آمـنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة﴾ قال . فاعني على نـفسک بـكثـرة السجود. و أخرج ابن ابي شيبة و ابن منذر ، عن ميمون بن أبي شبيـب رضـي الله عنه قال. أردت الجمعة في زمان الحجاج، فتهيات للذهاب و قـلت. أين أذهب أصلي؟ خلف هذا؟ فقلت مرة أذهب و مرة لا أذهب ، فناداني مـنـاد مـن جهة البيـت ﴿يـا أيهـا الـذيـن آمـنوا اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فـاسـعـوا الـى ذكـر الله ﴾ (الـجـمـعة ، آية ٩) قال . و جلست مرة أكتب كتابا، فـعـرض لـي شيء ان أنا كتبته زين كتابي و كنت قد كذبت ، وان أنا تركته كان فـي كتـابـي بـعض القبح و كنت قد صدقت . فقلت . مرة اكتبه، وقلت . مرة لا أكتبـه. فـأجمع رأيي على تركه فتركته، فناداني مناد من جانب البيت ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة﴾ الآية. (الدر المنثور فى التفسير بالمأثور للامام الحافظ جلال الدين السيوطى رحمه الله (ت ٩١١ھ) ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفى الآخرة و يضل الله الظالمين

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و یفعل الله ما یشاء﴾ یخبر تعالی انه یثبت عباده المؤمنین ، ای . الذین قاموا بما علیهم من ایمان القلب التام، الذی یستلزم اعمال الجوارح و یثمرها، فیثبتهم الله فی الحیاة الدنیا، عند ورود الشبهات بالهدایة الی الیقین، وعند عروض الشهوات بالارادة الجازمة ، علی تقدیم ما یحبه الله علی هوی النفس ومراداتها وفی الآخرة عند الموت بالثبات علی الدین الاسلامی، والخاتمة الحسنة، وفی القبر عند سؤال الملکین، للجواب الصحیح، اذا قیل للمیت "من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ " هداهم للجواب الصحیح ، بان یقول المؤمن . "الله ربی، والاسلام دینی، ومحمد نبیی". ﴿ویضل الله الظالمین﴾ عن الصواب فی الدنیا والآخرة ، وما ظلمهم الله ولکنهم ظلموا انفسهم، وفی هذه الآیة دلالة علی فتنة القبر وعذابه، ونعیمه، کما تواترت بذلک النصوص عن النبیﷺ فی الفتنة وصفتها، ونعیم القبر و عذابه. (تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان للعلامة الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی ۱۳۰۷ . ۱۳۷۶ھ رحمه الله.)واذا سمعت حدیث البخاری و مسلم " ان العبد اذا وضع فی قبره و تولی عنه اصحابه وانه یسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا اتاه ملکان فیقعدانه فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل (یعنی محمداً ﷺ فاما المؤمن فیقول . أشهد انه عبدالله و رسوله ، فیقال له انظر الی مقعدک من النار ابدلک الله به مقعدا من الجنة قال النبیﷺ فیراهما جمیعا . واما المنافق او الکافر فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال له لا دریت الحدیث. ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین" لفظ البخاری . وهناک روایات اخری تزید علی هذا المسلم و ابی داؤد و الترمذی فاذا سمعتها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فاعلم ان ذلک العذاب علی الجهل المطلق لانه اذا لم یصدق اصل الدین فکیف یدرس عوالم الارض والسماء التی امر بها الدین ، و تأمل فی الحدیث کیف عبر بان الضربة بین اذنیه کانه یقول له هلا سمعت سماع تفهم وهلا عقلت اما السماع فبالاذنین، واما الفهم فبالعقل الذی هو بین الاذنین، واعلم ان هذه الضربة التی تصیب الجاهل فی قبره یحس ببعضها فی حیاته، فان الامم الجاهلة المتفرقة الکلمة یصیبها العذاب فی الدنیا باغتصاب بلادهم و ذهاب مجدهم و ضیاع شرفهم. (الجواهر فی تفسیر القرآن الکریم للشیخ طنطاوی جوهری)﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا﴾ ای یثبتهم علی کلمة التوحید "لا اله الا الله " وعلی الایمان فی هذه الحیاة فلا یزیغون ولا یفتنون ﴿وفی الآخرة﴾ ای عند سؤال الملکین فی القبر کما فی الحدیث الشریف. "المسلم اذا سئل فی القبر شهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله فذلک قوله تعالی. ﴿یثبت الله الذین آمنوا...﴾ الآیة. ﴿ویضل الله الظلمین﴾ ای لا یهدیهم فی الحیاة ولا عند سؤال الملکین وقت الممات. (صفوة التفاسیر للعلامة محمد علی الصابونی)وقوله. (فی الحیاة الدنیا) یعنی . قبل الموت. وقوله (وفی الآخرة) ای . فی القبر، وعلیه اکثر اهل التفسیر ، وقد ثبت ذلک عن النبیﷺ بروایة البراء بن عازب، وهو قول عبدالله بن مسعود، وعبدالله بن عباس، وجماعة من الصحابة. واعلم ان سوال القبر ثابت فی السنة، والایمان به واجب ، وقد وردت فیه الاخبار الکثیرة ، روی ابو سعید الخدری . "ان النبیﷺ کان فی جنازة ، فذکر لاصحابه أنه یدخل علی الرجل فی قبره ملکان و یسألانه ، فیقولان. من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ قال. فأما المؤمن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیقول. ربی الله ، و دینی الاسلام، ونبی محمدﷺ . فیفتح له باب الی النار، فیقال له . هذا کان مکانک لو قلت غیر هذا، ثم یفتح له باب الی الجنة، و یفسح له فی قبره مد البصر. وأما الکافر فیقول الملکان له. من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول. لا ادری، فیقولان. لا دریت ولا تلیت، ثم یفتح له باب الی الجنة، فیقولان. هذا مکانک لو اجبت ، ثم یفتح له باب الی النار، و یضیق علیه القبر حتی تختلف اضلاعه، و یضربانه بمطرقة من نار فیصیح صیحة یسمعها کل الخلائق الا الثقلین" .وفی بعض الاخبار . " أن النبیﷺ قال. لو نجا احد من عذاب القبر لنجا سعد بن معاذ، ولقد ضمه القبر ضمة أو ضمتین". و روی أن النبیﷺ قال لعمر. "کیف بک اذا اتاک ملکان ۰۰۰۰" الخبر. فقال. یا رسول اللهﷺ ، ومعی عقلی؟ قال. نعم. قال. اکفیهما اذا". وقیل . ان عذاب القبر ثلاثة اثلاث. ثلث من ترک الاستنزاه من البول، وثلث من الغیبة، وثلث من المشی بالنمیمة . والله اعلم . وفی الآیة قول آخر. أن الحیاة الدنیا هی القبر ، وفی الآخرة هی القیامة، والقول الاول اصح. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)القول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الاخرة کلمة الاخلاص والنجاة من النار "لا اله الا الله" والاقرار بالنبوة، وهذه الآیة تعم العالم من لدن آدم علیه السلام الی یوم القیامة. وقال طاؤس، وقتاده، و جمهور من العلماء. (فی الحیاة الدنیا) هی مدة حیاة الانسان، (وفی الآخرة) هی وقت سؤاله فی القبر، وقال البراء بن عازب و جماعة. (فی الحیاة الدنیا) هی وقت سؤاله فی قبره، ورواه البراء عن النبیﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی لفظ متأول ، لان ذلک فی مدة وجود الدنیا، وقوله. (وفی الآخرة) هو یوم القیامة عند العرض. والاول احسن، ورجحه الطبری. و "الظالمون" فی هذه الآیة. الکافرون، بدلیل أنه عادل بهم المؤمنین، وعادل التثبیت بالاضلال، وقوله. (ویفعل الله ما یشاء) تقریر لهذا التقسیم المتقدم، وکأن امرءً ا رأی التقسیم فطلب فی نفسه علته فقیل له. (و یفعل الله ما یشاء) بحق الملک ، وفی هذه الآیة رد علی القدریة . وذکر الطبری فی صفة مساء لة العبد فی قبره احادیث منها ما وقع فی الصحیح ، وهی من عقائد الدین، وانکرت ذلک المعتزلة، ولم تقل بأن العبد یسأل فی قبره، و جماعة السنة تقول. ان الله یخلق له فی قبره ادراکات و تحصیلا، اما بحیاة کالمتعارفة واما بحضور النفس وان لم تتلبس بالجسد کالعرف، کل هذا جائز فی قدرة الله تعالی، غیر ان فی الاحادیث أنه یسمع خفق النعال، ومنها أنه یری الضوء کالشمس دنت للغروب، وفیها. أنه یراجع، وفیها. فتعاد روحه الی جسده، وهذا کله یتضمن الحیلة،.(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی)اخرج البخاری. عن البراء ، أن رسول اللهﷺ قال. "المسلم اذا سئل فی القبر یشهد أن لا اله الا الله وان محمداً رسول الله. فذلک قوله. (یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة) المناسبة المتعلقة بالآیة. اخرج احمد . عن أبی سعید الخدری قال. شهدت مع رسول اللهﷺ جنازة، فقال رسول اللهﷺ . "ان هذه الامة تبتلی فی قبورها، فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه جاء ه ملک فی یده مطراق، فأقعده. قال. ما تقول فی هذا الرجل؟ فان کان مؤمنا قال. اشهد أن لا اله الا الله و أن محمداً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبـده و رسوله ، فيقول. صدقت ٠٠٠، وان كان كافرا أو منافقا يقول له. ما تقول فـي هذا الرجل ؟ فيقول. لا ادرى. سمعت الناس يقولون شيئا، فيقول . لادريت ولا تـليـت. ولا اهتـديـت ٠٠٠، ثم يقمعه قمعة بالمطراق يسمعها خلق الله كلهم غير الثقلين". فقال بعض القوم. يا رسول الله ﷺ ، ما أحد يقول عليه ملک فى يـده مـطـراق الا هبـل عـنـد ذلک فـقال رسول الله ﷺ " (يثبت الله الذين آمنوا بـالـقـول الثـابت) ". (جامع التفسيرمن كتب الاحاديث لخالد بن عبدالقادر آل عـقدة)وقيل . معناه الثبات عند سؤال القبر . فمن البراء بن عازب رضى الله عنه . أن رسـول الله ﷺ قـال. (الـمسـلم اذا سئل فى القبر شهد ان لا اله الا الله وان مـحمداً رسول الله) قال. فذلک قوله تعالى. (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت ٠٠٠) الآية، رواه الشيـخـان واهـل السـنن. وعليه ، فتفسير الآخرة بالقبر، لكون الـميـت انـقـطـع بـالموت عن احكام الدنيا. (تفسير القاسمى المسمى محاسن التـاويـل تـاليف عـلامة الشـام مـحـمد جمال الدين القاسمى)(يثبت الله) راجع لـلـمثـل الاول (الـذيـن آمنوا بالقول الثابت) اى بالحجة الواضحة عندهم وهى الـكـلمة الطيبة المتقدم ذكرها، وقد ثبت فى الصحيح انها كلمة الشهادة يقولها الـمـؤمـن اذا قـعـد فـى قبـره قال النبى ﷺ . "فذلک قوله تعالى يثبت الله " الآية وقيل معنى تثبيت الله لهم هو ان يدوموا عليه (فى الحياة الدنيا) و يستمروا حتى اذا فتنوا فى دينهم لم يزالوا كما ثبت الذين فتنهم اصحاب الاخدود وغير ذلک. (وفـى الآخـرة) اى فـى الـقبر بتلقين الجواب و تمكين الصواب، قاله الجمهور وقيـل يـوم الـقيـامة عـنـد البـعـث والـحسـاب، وقيل المراد بالحياة الدنيا وقت المسألة فى القبر وفى الآخرة وقت المسالة يوم القيامة والمراد انهم اذا سئلوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن معتقدهم و دینهم اوضحوا ذلک بالقول الثابت من دون تلعثم ولا تردد ولا جهل، کما یقول من لم یوفق لا ادری فیقال له لا دریت ولا تلیت. واخرج البخاری و مسلم واهل السنن وغیر هم عن البراء بن عازب ان رسول اللهﷺ قال "المسلم اذا سئل فی القبر یشهد أن لا اله الا الله وان محمد رسول الله" فذلک قوله (یثبت الله الذین آمنوا) الآیة. وعن البراء قال "اذا جاء الملکان الی الرجل فی القبر فقالا من ربک فقال ربی الله ، وقالا وما دینک قال دینی الاسلام ، وقالا من نبیک قال نبیی محمد ﷺ. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)(او کالذی مر علی قریة) ای الم تر الیه کیف هداه الله و اخرجه من ظلمة الاشتباه الی نور العیان والشهود. واختلف فی ذلک المار فروی عن مجاهد أنه کان کافرا شک فی البعث، وهذا ضعیف جدا لقوله (کم لبثت) والله لا یخاطب الکافر ، ولقوله (ولنجعلک آیة للناس) وهذا لا یستعمل فی حق الکافر. وقال ابن عباس ، وعبدالله بن سلام وسلیمان و بریدة والضحاک وقتادة وعکرمة والسدی. هو عزیر بن شرخیاء ، وقال ابن عبید ووهب بن منبه. هو ارمیاء بن خلقیاء من سبط هرون وهو الخضر بعینه، وعن رجل من اهل الشام أنه حزقیل. ومقصود القصة تعریف منکری البعث قدرة الله علی احیاء خلقه بعد اماتتهم لا تعریف اسم ذلک المار. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)(قوله بالقول الثابت) أی الذی ثبت بالحجة عندهم و تمکن فی قلوبهم فی الحیاة الدنیا فلا یزلون اذا افتتنوا فی دینهم کزکریا و یحی و جرجیس و شمعون و کالذین فتنهم اصحاب الاخدود وفی الآخرة فلا یتلعثمون

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اذا سئلوا عن معتقدهم فی الموقف ولا تدهثهم اهوال القیامة اه بیضاوی (قوله فی الحیاة الدنیا) أی فلا یزلون عن دینهم اذا افتتنوا و یأمنون فیها من الأسر والقتل وغیر ذلک بما یعصمه الاسلام اه (قوله لما یسألهم الملکان الخ) فیقولان فی السؤال من ربک وما دینک وما کنت تقول فی هذا الرجل المبعوث فیقول فی الجواب ربی الله و دینی الاسلام و أشهد أن هذا الرجل عبدالله و رسوله اه شیخنا. (الفتوحات الالهیة سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی سنة ۱۲۰۴)﴿ یثبت الله الذین آمنوا﴾الذین صدقوا محمدا ﴿بالقول الثابت﴾ وهو لا اله الا الله ﴿فی الحیاة الدنیا﴾ یثبتهم بها علی الحق ﴿وفی الآخرة﴾ یعنی فی القبر، قال المفسرون . هذه الآیة وردت فی فتنة القبر، و سؤال الملکین ، و تلقین الله المؤمن کلمة الحق فی القبر عند السؤال ، و تثبیته ایاه بها علی الحق ، اخبرنا ابو الحسن علی بن محمد بن محمد البغدادی نا محمد بن یعقوب نا یحی بن ابی طالب نا وهب بن جریر نا شعبة عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال . ذکر رسول اللهﷺ المؤمن والکافر، فقال . ان المؤمن اذا سئل فی قبره، قال. ربی الله ، فذلک قوله ﴿ یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة﴾ اخبرنا محمد بن موسی بن شاذان انا محمد بن عبدالله الصفار نا عبدالله بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ، انا ابو عامر ، نا عباد بن راشد، عن داؤد بن ابی هند ، عن ابی نضرة، عن ابی سعید الخدری قال. شهدنا مع رسول اللهﷺ جنازة ، فقال. ایها الناس ان هذه الامة تبتلی فی قبورها ، فاذا الانسان دفن ، فتفرق عنه اصحابه ، جائه ملک فی یده مطراق ، فاقعده ، فقال. ما تقول فی هذا الرجل فان کان مؤمنا قال. اشهد أن لا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الـه الا الله ، وان مـحـمـد عبده و رسوله ، فيقول له. صدقت ثم يفتح له باب الى الـنـار فيـقول. هذا كان منزلک لو كفرت بربک ، فأما اذا آمنت، فهذا منزلک و يـفتـح له باب الى الجنة ، فيريد ان ينهض اليه فيقال له اسكن و يفسع له فى قبره وان كـان كـافرا او منافقا يقول له ما تقول فى هذا الرجل لا ادرى سمعت الناس يـقـولـون شيـئا فقلت فيقال لا دريت ولا تليت ولا اهتديت ثم يفتح له باب الى الـجنة فيقال هذا لک لو آمنت ، فاما اذا كفرت ، فان الله عز و جل ابدلک به هذا ، و يـفتح له باب الى النار ثم يقمعه بالمطراق قمعة ، يسمعها خلق الله كلهم غير الثـقلين، فقال بعض القوم. يا رسول الله، ما احد يقوم عليه ملک فى يده مطرقة ، الا هيـل عند ذلک ، فقال رسول الله ﷺ يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الـحيـاة الـدنيـا وفـى الآخـرة وقوله. ﴿ويضل الله الظالمين﴾ يعنى. لا يلقن الله الـمشـركيـن والـكافرين، حتى اذا سئلوا فى قبورهم قالوا. لا ندرى قال الفراء . يـضـلـهـم عـن هـذه الـكـلـمة ﴿ويـفعل الله ما يشاء﴾ من تثبيت المؤمن و تلقينه الـصـواب ، و اضـلال الـكافر، قال الفراء . اى لا تكون له قدرة ، ولا يسأل عما يـفـعـل. (الـوسيـط فـى تفسير القرآن المجيد تاليف ابى الحسن على بن احمد الـواحـدى الـنيسـابورى (المتوفى ٤٦٨ھ)) ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحيوٰة الدنيا وفى الآخرة﴾..... وقيل فى الحيوٰة الدنيا يعنى عند الموت وفى الآخـرة يـعـنـى فـى القبر حتى يجيب سوال الملكين . (تفسير زاهدى ص ٦٦٦) وقـال طـاؤس و عبـادـة و جـمهور من العلماء أن تثبيتهم فى الدنيا فهو مدة حياة الانسـان وفـى الآخـرة هو وقت سؤاله فى قبره و رجح هذا القول الطبرى. وقال البراء بن العازب و جماعة فى الحياة الدنيا هى وقت سؤاله فى قبره و رواه البراء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن النبیﷺ و فی الآخرة هو یوم القیامة عند العرض وقیل هی تثبیته فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة هو حیاته علی الایمان و حشره علیه وقیل التثبیت فی الدنیا الفتح والنصر وفی الآخرة الجنة والثواب و ما صح عن الرسول ﷺ فی حدیث البراء من تلاوته عند اعاد المؤمن فی قبره. وسئل و شهد شهادة الاخلاص قوله تعالیٰ یثبت الله الذین آمنوا آلآیة لا یظهر منه یعنی ان الحیاة الدنیا هی حیاة الانسان وان الآخرة فی القبر ولان الحیاة الدنیا هی فی القبر و أن الاخرة هی یوم القیامة ..... وقیل یتعلق بآمنوا و سؤال العبد فی قبره عند اهل السنة. ((تفسیر البحر المحیط ص۴۲۳) وقال عبدالرزاق عن معمر عن ابن طاؤس عن ابیه ﴿ یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا﴾ قال لا اله الا الله ﴿و فی الآخرة﴾المسئلة فی القبر وقال قتادة اما الحیاة الدنیا فیثبتهم بالخیر والعمل الصالح ﴿وفی الآخرة ﴾ فی القبر و کذا روی عن غیر واحد من السلف. وقال ابو عبدالله الحکیم الترمذی فی کتابه نوادر الاصول حدثنا ابی حدثنا عبدالله بن نافع عن ابی فدیک عن عبدالرحمن بن عبدالله عن سعید بن المسیب عن عبدالرحمن بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ ذات یوم و نحن فی مسجد المدینة فقال " انی رأیت البارحة عجیب رأیت رجلا من امتی جائه ملک الموت لیقبض روحه فجائه بره بوالدیه فرد عنه و رأیت رجلا من امتی قد بسط علیه عذاب القبر فجائه وضوئه فستنفذه من ذلک و رأیت رجلا من امتی قد احتبشته الشیطان فجاء ه ذکر الله فخلصه مم بینهم و رجلا من امتی قد اهتوشته ملائکة العذاب فجاء ته صلاته فاستنقذته من ایدیهم و رأیت رجلا من امتی یلهث عطشاً کما ورد حوضاً مع منعه فجاء ه صیامه فسقاه و ارواه و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رأیت رجلا من امتی والنبیون قعود حلقا حلقاً کلما دنا لحلقة طردوه فجاء ہ اغتسالہ من الجنابة فاخذ بیدہ فعقدہ الی جنبہ. و رأیت رجلا من امتی بین یدیه ظلمة و خلفه ظلمة و عن یمینه ظلمة و عن شماله ظلمة و من فوقه ظلمة ومن تحته ظلمة و هو متحیر فیها فجائته حجته و عمرته فاستخرجاہ من الظلمة وادخلاہ النور، ورأیت رجلا من امتی یکم المؤمنین فلا یکلمونه فجائته صلة الرحم فقالت یا معشر المؤمنین کلموہ فکلموہ و رأیت رجلا من امتی یتقی وهج النار و الشررها بیدہ عن وجهه فجائته صدقته فصارت له ستراً علی وجهه و ظلاً علی رأسه و رأیت رجلا من امتی قد اخذته الزبانیة من کل مکال فجاء ہ امرہ بالمعروف والنهی عن المنکر فاستنقذاہ من ایدیهم وادخلاہ مع ملائکة الرحمة و رایت رجلاً من امتی جاثیاً علی رقبتیه بینه و بین الله حجاب فجاء ہ حسن خلقه فاخذ بیدہ فادخله علی الله عز و جل و رایت رجلا من امتی قد هوت صحیفته من قبل شماله فجاء ہ خوفه من الله فاخذ صحیفته فجعلها فی یمینه و رأیت رجلا من امتی قد خف میزانه فجائت ہ افراطه فثقلوا میزانه و رأیت رجلا من امتی قائم علی شفیر جهنم فجاء ہ وجله من الله فستنقذہ من ذلک و مضیٰ و رأیت رجلاً من امتی هوای فی النار فجائت ہ دموعه التی بقی من خشیة الله فی الدنیا فاستخرجته من النار و رأیت رجلا من امتی قائما علی الصراط یزحف احیاناً و یحبوا احیاناً فجاء ته صلوٰته علی فاخذت بیدہ فاقامته و مضی علی الصراط و رایت رجلا من امتی انتهی الی باب الجنة فغلقت الابواب دونه فجاء ته شهادته ان لا اله الا الله فتحت له الابواب و ادخلته الجنة ". قال القرطبی بعض ایرادہ هذا الحدیث من هذا الوجه هذا حدیث عظیم ذکر فیه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعـمالا خاصة تنجی من اهوال خاصة واورده هکذا فی کتابه التذکرة . (تفسیر ابـن کثیـر ص۷۰۶ ج۲) ثم قال تعالیٰ ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت﴾ بلا الـه الا الله ﴿فـی الـحیـوة الدنیا﴾ یعنی یثبتهم علی ذلک القول عند النزع ﴿وفی الآخـرة﴾ یعنی فی القبر وقال البراء بن عازب نزلت الآیة فی عذاب القبر یسأل من ربک ومن نبیک و ما دینک ؟ یعنی اذا اجاب فقد ثبته الله تعالیٰ وقال الضحاک اذا وضـع الـمـؤمـن فـی قبـره انـصرف عنه الناس دخل علیه ملکان فیجلسانه و یسـألانـه مـن ربک و مـن نبیک ومـا دیـنک وما کتابک وما قبلتک ؟ فیثبته الله فی الـقبـر کـمـا یثبتـه فی الحیوٰة الدنیا بالاقرار بالله تعالیٰ و کتبه و رسله و رواه ابن طـاؤس عـن ابیـه أنـه قال فی الحیاة الدنیا یعنی قوله لا اله الا الله یثبتهم علیها فی الـدنیـا وفی لآخرة عند المسئلة فی القبر و هکذا قال قتادة وقال الربیع بن انس فـی الحیاة الدنیا یعنی فی القبر وفی الآخرة یعنی یوم الحساب و یقال فی الحیاة الـدنیـا وفـی الآخـرـة یـعنی یموت علی الایمان ویبعث یوم القیامة مع الایمان . (تفسیر سمرقندی ص۲۰۶ ج۲) ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الـدنیـا وفـی الآخـرة﴾..... وقیل فی الحیوٰة الدنیا یعنی عند الموت وفی الآخرة یـعنی فی القبر حتی یجیب سوال الملکین . (تفسیر زاهدی ص۶۶۶)﴿یثبت الله الـذیـن آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا و فی الآخرة و یضل الله الظالمین و یـفـعـل الله ما یشاء﴾ قوله تعالیٰ ﴿یثبت الله الذین آمنوا﴾ ای ، یثبتهم علی الحق بـالـقـول الثـابـت ، وهو شهادة أن لا اله الا الا الله .قوله تعالیٰ ﴿فی الحیاة الدنیا وفـی الآخـرـة﴾ فیـه قـولان . احـدهما. أن الحیاة الدنیا ، زمان الحیاة علی وجه الارض ، والآخرة ، زمان المسألة فی القبر، و الی هذا المعنی ذهب البراء بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عـازب ، وفیه احادیث تعضده، والثانی ، ان الحیاة الدنیا ، زمن السؤال فی القبر ، والآخـرة ، السؤال فی القیامة ، و الی هذا المعنی ذهب طاووس، و قتادة ، قال الـمفسرون . هذه الآیة وردت فی فتنة القبر، و سؤال الملکین و تلقین الله تعالیٰ لـلـمـؤمـنیـن کلمة الحق عند السؤال ، و تثبیته ایاه علی الحق. (زاد المسیر فی عـلـم التـفسیـر ص ۳۶۱ ج۴) عـن ابـی سـعیـد الـخدریؓ قـال شهدت مع رسول اللهﷺ جـنـازة فقال رسول اللهﷺ یاایها الناس ان هذه الامة تبتلی فی قبورها فـاذا الـنـاس دفـن فتفرق عنه اصحابه، جاء ه ملک فی یده مطراق فاقعده قال ما تـقول فی هذا الرجل، فان کان مؤمنا قال اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده و رسـولـه، فیـقـول صـدقـت ثـم یفتح له بابا الی النار فیقول هذا کان منزلک لو کـفـرت بربک فاما اذ آمنت بربک فهذا منزلک فیفتح له باباً الی الجنة فیرید ان یـنهـض الیه فیقول له اسکن ویفسح له فی قبره وان کان کافرا او منافقا یقول له مـا تـقـول فـی هـذا الرجل فیقول لا ادری، سمعت الناس یقولون شیئا فیقول لا دریـت ولا تـلیـت ولا اهتـدیـت ثـم یفتح له باباً الی الجنة فیقول هذا منزلک لو آمـنـت بربک فاما اذا کفرت بربک فان الله عز و جل ابدلک به هذا ویفتح له باباً الـی الـنـار ثـم یـقـمعه قمعة بالمطراق یسمعها خلق الله کلها، غیر الثقلین، وقال بـعض القوم یا رسول اللهﷺ ما احد یقوم علیه ملک فی یده مطراق الا هبل عن ذلک فقال رسول اللهﷺ ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت﴾. رواه احمد والبـزار ، وزاد ، ﴿فـی الحیاة الدنیا وفی الآخرة و یضل الله الظالمین و یفعل الله مایشاء﴾ (ابراهیم ۲۷) ورجاله رجال الصحیح. (مجمع الزوائد ج۳ص ۱۲۹) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده انه لیسمع خفق نعالهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حین یولون عنه، فاذا کان مؤمنا کانت الصلاة عند رأسه و الزکاة عن یمینه، والصوم عن شماله، وفعل الخیرات والمعروف والاحسان الی الناس من قبل رجلیه، فیؤتی من قبل رأسه ، فتقول الصلاة لیس قبلی مدخل ، فیؤتی عن یمینه فتقول الزکاة لیس قبلی مدخل، ویؤتی من قبل شماله، فیقول الصوم، لیس قبلی مدخل، ثم یؤتی من قبل رجلیه، فیقول فعل الخیرات الی الناس، لیس من قبلی مدخل فیقال له اجلس، فیجلس وقد مثلت له الشمس للغروب فیقال له ما تقول فی هذا الرجل الذی کان قبلکم یعنی النبیﷺ فقال. اشهد انه رسول الله ﷺ جاء نا بالبینات من عند ربنا فصدقناه و اتبعناه، فیقال له صدقت، وعلی هذا حییت، وعلی هذا مت، وعلیه تبعث ان شاء الله ، و یفسح له قبره مد بصره فذلک قول الله عز وجل ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا و فی الآخرة﴾ (ابراهیم ۲۷) ویقال افتح له باباً الی النار فیقال هذاکان منزلک لو عصیت الله عز و جل فیزداد غبطة و سروراً و یقال افتحوا له باباً الی الجنة فیفتح له، فیقال هذا منزلک وما أعده الله لک، فیزداد غبطة و سروراً، فیعاد الجلد الی ما بدا منه، و یجعل روحه فی نسم طیر یعلق فی شجر الجنة ، وأما الکافر فیؤتی من قبل رأسه، فلا یوجد شیئا ، فیؤتی من قبل رجل فلا یوجد شیء، فیجلس خائفا مرعوباً، فیقال له ما تقول فی هذا الرجل کان فیکم، وما تشهد به ؟فلا یهتدی لاسمه، فیقال محمدﷺ. فیقول . سمعت الناس یقولون شیئا فقلت کما قالوا، فیقال له صدقت علی هذا حییت ، وعلیه مت وعلیه تبعث ان شاء الله ، و یضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه، فذلک قول الله عز وجل ﴿ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا﴾ (طه ۱۲۴) فیقال افتحوا له باباً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الـی الـجـنـة فیـقال له هذا کان منزلک وما أعد الله لک لو اطعته، فیزداد حسرة و ثبـوراً، ثـم یـقـال افتـحـوا لـه بـابـاً الی النار فیفتح له الیها، فیقال هذا منزلک وما اعـدالله لک فیـزداد حسرة و ثبوراً، قال ابو عمر ، یعنی الضریر . قلت لحماد بن سـلیمان کان هذا من اهل القبلة قال نعم. قال ابو عمر کأنه یشهد بهذه الشهادة عـلـی غیـر یـقیـن یـرجع الی قلبه، کان یسمع الناس یقولون شیئا فیقوله . (رواه الطبرانی فی الاوسط و اسناده حسن) (مجمع الزوائد: ج۳ص۱۳۴)وعن عائشةؓ، قـالـت، قـلـت، یـا رسـول الله ، تبتلی هذه الأمة فی قبورها، فکیف بی و أنا امرأة ضـعیـفة؟ قـال. ﴿یثبـت الله الـذیـن آمـنـوا بـالـقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخـرة﴾ (ابـراهیم ۲۷) قلت. لها حدیث غیر هذا فی الصحیح. رواه البزار، و رجـاله ثقات. (مجمع الزوائد ج۳ص۱۳۵) وعن ابی هریرة، رضی الله عنه، قال. شهدنا جنازة مع نبی الله ﷺ ، فلما فرغ من دفنها وانصرف الناس، قال نبی الله ﷺ ، انـه الآن یسـمـع خـفـق نـعـالـکـم، أتـاه نـکیر و منکر أعینهما مثل قدور الـنـحـاس، و أنیـابهـمـا مثـل صیـاصی البقر، و أصواتهما مثل الرعد، فیجلسانه فیسـألانـه. مـا کـان یـعبـد؟ ومـن کـان نبیه؟ فان کان ممن یعبد الله ، قال. کنت اعبـدالله ، و نبیـی محمدﷺ، جاء نا بالبینات فآمنا به واتبعناه، فذلک قول الله . ﴿یثبـت الله الـذیـن آمـنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة﴾(ابراهیم ۲۷) فیـقال له . علی الیقین حییت، وعلیه مت، وعلیه تبعث، ثم یفتح له باب الی الـجـنة، و یـوسع له فی حفرته، وان کان من أهل الشک، قال. لا أدری، سمعت الـنـاس یـقـولـون شیـئـاً فقلته، فیقال له. علی الشک حییت ، وعلیه مت، وعلیه تبعث، ثم یفتح له باب الی النار، و یسلط علیه عقارب و تنانین، لو نفخ أحدهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی الدنیا ما نبتت شیئاً تنهشه، و تؤمر الأرض فتضمه حتی تختلف أضلاعه. رواه الطبرانی فی الأوسط ، وفیه ابن لهیعة . قلت وفیه کلام. (مجمع الزوائد ج۳ص۱۳۶) وعن عبدالله ، قال. اذا حدثتکم بحدیث أنبئکم بتصدیق ذلک، ان المؤمن اذا مات جلس فی قبره، فیقال. من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول. ربی الله، ودینی الاسلام، و نبیی محمدﷺ، فیوسع له فی قبره، و یفرج له فیه، ثم قرأ عبدالله. ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة و یضل الله الظالمین﴾ (ابراهیم ۲۷) رواه الطبرانی فی الکبیر، و اسناده حسن. (مجمع الزوائد ج۳ص۱۳۷) حدثنا أبو معاویة عن الأعمش عن سعد بن عبیدة عن البراء بن عازب ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا﴾ قال التثبیت فی الحیاة الدنیا اذا جاء الملکان الی الرجل فی القبر فقالا له من ربک؟ فقال ربی الله قالا وما دینک؟ قال دینی الاسلام قالا ومن نبیک؟ قال نبیی محمدﷺ فذلک التثبیت فی الحیلة الدنیا. (مصنف ابن ابی شیبة ج۳ص۲۵۴) حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب، ثنا محمد بن اسحاق الصغانی، ثنا سعید بن عامر، ثنا محمد بن عمرو بن علقمة، عن ابی سلمة، عن ابی هریرةؓ، عن النبیﷺ قال. ان المیت یسمع خفق نعالهم اذا ولو مدبرین فان کان مؤمنا کانت الصلاة عند رأسه وکان الصوم عن یمینه و کانت الزکاة عن یساره وکان فعل الخیرات من الصدقة والصلاة والصلة والمعروف والاحسان الی الناس عند رجلیه فیؤتی من قبل رأسه فتقول الصلاة ما قبلی مدخل و یؤتی من عن یمینه فیقول الصوم. ما قبلی مدخل و یؤتی من عن یساره فتقول الزکاة. ما قبلی مدخل و یؤتی من قبل رجلیه فیقول فعل الخیرات. ما قبلی مدخل فیقال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لـه. أقعـد فيـقعد و تمثل له الشمس قد دنت للغروب فيقال له. ما تقول فی هذا الـرجـل الـذی/ كـان فيـكـم و ما تشهد به فيقول. دعونی اصلی فيقولون . انک ستـفـعـل ولـكن أخبرنا عما نسالک عنه قال. وعم تسألونی عنه فيقولون. أخبرنا عـمـا نسألک عنه فيقول. دعونی اصلی فيقولون . انک ستفعل ولكن أخبرنا عما نسـألک عـنـه قـال. وعم تسألونی فيقولون. أخبرنا ما تقول فی هذا الرجل الذی كـان فيـكـم ومـا تشهد به عليه فيقول. محمداً أشهد أنه عبدالله و أنه جاء بالحق مـن عـنـد الله فيـقـال له. علی ذلک حييت و علی ذلک مت وعلی ذلک تبعث ان شـاء الله ثـم يـفتح له باب من قبل النار فيقال له. أنظر الی منزلک والی ما أعد الله لک لـو عـصيـت فيـزداد غبـطة و سروراً ثم يفتح له باب من قبل الجنة فيقال له. أنـظـر الـی مـنـزلک و الـی مـا أعد الله لک فيزداد غبطة و سروراً و ذلک قول الله تبـارک و تـعـالـیٰ. ﴿يثبـت الله الـذی آمـنـوا بالقول الثابت فی الحياة الدنيا و فی الآخـرة و يـضـل الله الـظالمين و يفعل الله ما يشاء﴾ (ابراهيم۲۷) قال و قال أبو الـحكم عن أبی هريرة. فيقال له. أرقد رقدة العروس الذی ما يوقظه الا اعز أهله اليـه. ثـم رجـع الی حديث أبی سلمة عن أبی هريرة قال. وان كان كافرا أتی من قبل رأسه فلا يوجد شیء و يؤتی عن يمينه فلا يوجد شیء ثم يؤتی عن يساره فلا يـوجـد شـیء ثـم يؤتی من قبل رجليه فلا يوجد شیء فيقال له. أقعد فيقعد خائفا مـرعـوباً فيقال له. ما تقول فی هذا الرجل الذی كان فيكم و ما ذا تشهد به عليه فيـقـول. أی رجـل؟ فيـقـولـون. الـرجل الذی كان فيكم قال. فلا يهتدی له قال فيـقـولـون. مـحمد فيقول. أی رجل؟ فيقولون. الرجل الذی كان فيكم قال. فلا يهتدی له قال فيقولون. محمد فيقول. سمعت الناس قالوا فقلت كما قالوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیقولون. علی ذلک حییت و علی ذلک مت وعلی ذلک تبعث ان شاء الله ثم یفتح له باب من قبل الجنة فیقال له. أنظر ألی منزلک والی ما أعد الله لک لو کنت أطعته فیزداد حسرة و ثبوراً قال. ثم یضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه قال. و ذلک قوله تبارک و تعالیٰ. ﴿وان له معیشة ضنکاً و نحشره یوم القیامة أعمی﴾ (طه ۱۲۴) قال فی التلخیص تابعه حماد بن سلمة عن محمد بنحوه. علی شرط مسلم .(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ج۳ص۵۳۷)حدثنا عبدالله حدثنی أبی ثنا أبو عامر ثنا عباد یعنی ابن راشد عن داؤد بن أبی هند عن أبی نضرة عن أبی سعید الخدری قال . شهدت مع رسول اللهﷺ جنازة، فقال رسول اللهﷺ "یا ایهاالناس ان هذه الأمة تبتلی فی قبورها، فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه، جاء ه ملک فی یده مطراق فاقعده ، قال، ما تقول فی هذا الرجل؟ فان کان مؤمناً قال. أشهد أن لا اله الا الله و أن محمدا عبده و رسوله، فیقول. صدقت، ثم یفتح له باب الی النار، فیقول هذا کان منزلک لو کفرت بربک، فأما اذ آمنت فهذا منزلک، فیفتح له باب الی الجنة فیرید أن ینهض ألیه، فیقول له اسکن، و یفسح له فی قبره. وان کان کافرا أو منافقاً یقول له ما تقول فی هذا الرجل؟ فیقول لا ادری، سمعت الناس یقولون شیئا، فیقول. لا دریت ولا تلیت ولا اهتدیت، ثم یفتح له باب الی الجنة، فیقول. هذا منزلک لو آمنت بربک، فأما اذ کفرت به، فان الله عز و جل أبدلک به هذا، ویفتح له باب الی النار، ثم یقمعه قمعة بالمطراق یسمعها خلق الله کلهم غیر الثقلین"، فقال بعض القوم. یا رسول الله ما أحد یقوم علیه ملک فی یده مطراق الا هبل عند ذلک، فقال رسول الله ﷺ. ﴿ یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت﴾(مسند احمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ج۳ص۵) وقد جاء هذا مبيناً فی احادیث صحاح، فمنها ما فی المسند من حدیث داؤد بن أبی هند عن أبی نضرة عن أبی سعید قال. کنا مع النبیﷺ فی جنازة ، فقال "یا أیها الناس ان هذه الامة تبتلی فی قبورها، فاذا الانسان دفن و تفرق عنه أصحابه جاء ه ملک بیده مطراق فاقعده فقال. ما تقول فی هذا الرجل؟ فان کان مؤمنا قال. أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شریک له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله ، فیقول له. صدقت ، فیفتح له باب الی النار فیقال له. هذا منزلک لو کفرت بربک، فأما اذا آمنت فان الله أبدلک به هذا، ثم یفتح له باب الی الجنة، فیرید أن ینهض له، فیقال له. اسکن، ثم یفسح له فی قبره، و أما الکافر والمنافق فیقال له. ما تقول فی هذا الرجل؟ فیقول. لا أدری، فیقال له. لا دریت ولا اهتدیت، ثم یفتح له باب الی الجنة، فیقال له. هذا منزلک لو آمنت بربک، فأما اذ کفرت فان الله أبدلک به هذا، ثم یفتح له باب الی النار، ثم یقمعه الملک بالمطراق قمعة یسمعه خلق الله کلهم الا الثقلین". قال بعض اصحابه. یا رسول الله، ما منا من احد یقول علی رأسه ملک بیده مطراق الا هیل عند ذلک، فقال رسول الله ﷺ ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة، و یضل الله الظالمین و یفعل الله ما یشاء﴾ (ابراهیم ۲۷) (اعلام الموقعین ج ۱ ص۱۳۶)وهذا کما أنه مقتضی السنة الصحیحة، فهو متفق علیه بین أهل السنة. قال المروزی . قال أبو عبدالله . عذاب القبر حق لا ینکره الا ضال مضل. قال حنبل. قلت لأبی عبدالله فی عذاب القبر، فقال. هذه أحادیث صحاح نؤمن بها، و نقر بها. کلما جاء عن النبیﷺ اسناد جید أقررنا به. اذ لم نقر بما جاء به رسول الله ﷺ و دفعناه و رددناه رددنا علی الله أمره، قال الله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعالی. ﴿وما آتاکم الرسول فخذوه﴾ قلت له وعذاب القبر حق؟ قال. حق، یعذبون فی القبور. قال. و سمعت أبا عبدالله یقول. نؤمن بعذاب القبر، و بمنکر و نکیر، وأن العبد یسأل فی قبره. ﴿فیثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة﴾ فی القبر. (الروح لابن قیم الجوزیة ص ۷۱) فقال. وأما سؤال السائل هل یتکلم المیت فی قبره فجوابه أنه یتکلم، وقد یسمع أیضا من کلمه، کما ثبت فی الصحیح عن النبیﷺ أنه قال. "انهم یسمعون قرع نعالهم" و ثبت عنه فی الصحیح أن المیت یسأل فی قبره. فیقال له. من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت، فیقول . الله ربی، والاسلام دینی، ومحمد نبیی. ویقال له. ما تقول فی هذا الرجل الذی بعث فیکم؟ فیقول المؤمن. هو عبدالله و رسوله، جاء نا بالبینات والهدی فآمنا به واتبعناه، وهذا تأویل قوله تعالی. ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة﴾ (فتاویٰ ابن تیمیه ج۴ ص ۲۷۳) آیت ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة.....الخ﴾ معناه الثبات عند سوال القبر وعن البراء بن عازب انه علیه السلام ذکر قبض روح المؤمن فقال ثم یعاد روحه فی جسده فیأتیه ملکان فیجلسانه فی قبره ویقولان له من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ فیقول ربی الله ، و دینی الاسلام، ونبیی محمد علیه السلام، فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی فذالک قوله ﴿یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت .....الخ﴾..... و ظنی ان عذاب القبر ههنا بمعنی عام یتناول لجمیع الاحوال التی فی القبر کما هو رای البعض وان هذه الآیة جامعة لسوال القبر وعذابه و تنعیمه. (تفسیرات الاحمدیة فی بیان آیات الشرعیة)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث تعاد روحه فی جسده بھی ہوگی وہ حدیثیں بھی آجائیں گیں کہ قبر میں سوال وجواب ہورہا ہے۔سارا مسئلہ واضح ہوجائے گا۔

یہ وہ آیت ہے جہاں مفسرین وضاحت سے یہ مسئلہ لکھتے ہیں،اگر کسی دوسری جگہ مفسرین عذاب کا ذکر کریں گے تو وہاں بعض اوقات اجمال کہہ کر گزر جاتے ہیں۔کیونکہ یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ اس آیت مبارکہ کے تحت ذکر کر چکے ہوتے ہیں تو کوئی بھی حوالہ کسی تفسیر کا کوئی مماتی آپکے سامنے پیش کرے تو آپ وہی تفسیر اٹھا کر اس آیت مبارکہ کو دیکھیں، کیونکہ اس آیت کے نیچے سارے مفسرین پوری وضاحت سے مسئلہ بیان کرتے ہیں۔

تو اس لئے اگر وہاں اجمال ہوگا،تو اس تفصیل کو سامنے رکھ کے اس مفسر کا عقیدہ بیان ہوگا۔اور ہم ان آیات (جن کے تحت متقدمین اجمالاً لکھ گئے ہیں) پر بھی تفصیل سے مسئلہ بیان کریں گے، کیونکہ ہمارے سامنے ایسے لوگ آگئے ہیں جو ان آیات کا غلط مطلب بیان کرتے ہیں۔

اور جب یہ فتنے نہیں تھے تو اس زمانے میں کچھ لوگ متعلقہ آیت کے سامنے تو پوری وضاحت کر جاتے تھے اور کہیں ضمناً آیا تو وہاں ضمنی بات لکھ کر گزر جاتے ہیں۔اب حق پرستوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں وضاحت ہو اس کو لیا جائے اور باطل پرستوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں اجمال ہوگا اسے لیں گے، کیونکہ وہاں اپنی ٹانگ اڑانے کا موقع مل جاتا ہے اس لئے وہ اجمال کو لیتے ہیں اور کہتے ہیں اس اجمال کی تفسیر ہم یوں کرتے ہیں،ہم یوں کرتے ہیں،ہم یوں کرتے ہیں۔

اس لئے باطل والے ہمیشہ اجمالی حوالے نکالتے رہتے ہیں۔تو یہ قاعدہ یاد رکھیں کسی بھی تفسیر کا حوالہ ہو اور وہ آپ کو مجمل نظر آرہا ہو اور نظر آرہا ہو کہ اس میں کوئی مماتی اپنی ٹانگ اڑا رہا ہے،آپ وہی تفسیر اٹھا کر یہ آیت نکال دیں۔اس کے سارے وسوسوں کا جواب اس میں آجائے گا،وہاں اعادہ روح کا ذکر بھی ہوگا،قبر میں سوال وجواب کا ذکر بھی ہوگا۔اس جگہ مفسرین تفسیر میں تفصیل سے یہ مسئلہ ذکر کرتے ہیں،دوسری جگہوں پر بعض اوقات اجمال کر جاتے ہیں کیونکہ اس زمانے میں یہ فتنہ نہیں تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عذاب قبر پر آیت نمبر پانچ:

سورۃ نوح میں آتا ہے **اغرقوا فادخلوا ناراً**. اب یہ فا تعقیب بلا مہلۃ کے لئے آتی ہے ادھر غرق ہوتے گئے ادھر عذاب میں مبتلا کر دئے گئے۔ اب دیکھئے کہ جب غرق ہوئے تو غرق سے جو عذاب آیا وہ جسم اور روح دونوں کو آیا یا صرف روح کو؟ روح اور جسم دونوں کو آیا۔ جب یہ عذاب دونوں کو آیا تو **فادخلوا ناراً** یہ عذاب بھی جسم اور روح دونوں کو آیا اور یہی عذاب قبر ہے۔ ۵

.....

درج ذیل مفسرین نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے۔

۱۔قشیری۔(تفسیر قرطبی، اللباب فی علوم الکتاب)

۲۔قرطبی۔(تفسیر قرطبی)

۳۔زمخشری۔(کشاف)

۴۔امام رازی۔(تفسیر کبیر)

۵۔ابن الخطیب۔(اللباب فی علوم الکتاب)

۶۔قاضی بیضاوی۔(تفسیر بیضاوی)

۷۔قاضی شوکانی۔(فتح القدیر)

۸۔محمد علی الصابونی۔(صفوۃ التفاسیر)

۹۔نواب صدیق حسن خان۔(فتح البیان)

۱۰۔سلیمان بن عمر العجلی۔(الفتوحات الالہیۃ)

۱۱۔محیی الدین شیخ زادہ۔(حاشیہ علی البیضاوی)

حوالہ جات کی اصل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

﴿فادخلوا نارا﴾ ای بعد اغراقهم . قال القشیری. وهذا یدل علی عذاب القبر.

(الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی الجزء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاول)﴿فادخلوا نارا﴾ جعل دخولهم النار فی الآخرة کانه متعقب لاغراقهم ، لاقترابه، ولانه کائن لامحالة ، فکأنه قد کان. او ارید عذاب القبر. ومن مات فی ماء او فی نار او اکلته السباع والطیر. اصابه ما یصیب المقبور من العذاب. (الکشاف لابی القاسم محمود بن عمر الزمحشری الخوارزمی (۴۶۷-۵۳۸) (المسألة الثالثه) تمسک اصحابنا فی اثبات عذاب القبر بقوله (اغرقوا فأدخلوا نارا) و ذلک من وجهین (الاول) ان الفاء فی قوله) " فادخلوا نارا تدل علی انه حصلت تلک الحالة عقیب الاغراق فلا یمکن حملها علی عذاب الآخرة ، ولا بطلت دلالة هذه الفاء (الثانی) أنه قال فادخلوا علی سبیل الاخبار عن الماضی. وهذا انما یصدق لو وقع ذلک. (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی)فصل فی صحة "عذاب القبر"قال ابن الخطیب. دل قوله. ﴿اغرقوا فادخلوا نارا﴾ علی اثبات عذاب القبر لانه یدل علی انه حصلت تلک الحالة عقیب الاغراق ، ولا یمکن حمل الآیة علی عذاب الآخرة والا بطلت دلالة هذه الفاء، وایضا فقوله " فادخلوا" یدل علی الاخبار عن الماضی، وهذا انما یصدق لو وقع ذلک ، وقال مقاتل، والکلبی . معناه انهم سیدخلون فی الآخرة نارا، ثم عبر عن المستقبل بلفظ الماضی، لصدق وقوع وعده کقوله. ﴿ونادی اصحب الجنة﴾ (الاعراف.۴۴) قال ابن الخطیب. وهذا ترک للظاهر من غیر دلیل ، فان قیل. انما ترکنا الظاهر لدلیل، وهو ان من مات فی الماء، فانا نشاهده هناک، فکیف یمکن ان یقال. انهم فی تلک الساعة ادخلوا نارا؟ فالجواب. ان هذا الاشکال ، انما جاء لاعتقاد ان الانسان هو مجموع هذا الهیکل، وهذا خطأ لان الانسان هو الذی کان موجودا من اول عمره، مع انه کان صغیر الجثة فی اول عمره، ثم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان اجزاء ہ دائما فی التحلل والذوبان، و معلوم ان الباقی غیر المتبدل. فهذا الانسان عبارة عن ذلک الشیء الذی هو باق ، من اول عمره الی الآن ، فلم لا یجوز ان یقال. نقل الاجزاء الباقیة الاصلیة التی فی الانسان عبارة عنها الی النار والی العذاب. ونقل القرطبی عن القشیری انه قال. هذه الآیة تدل علی عذاب القبر، ومنکرو یقولون . صاروا مستحقین دخول النار، او عرض علیهم اماکنهم من النار ، کقوله تعالی ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا﴾(اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ هجریه)﴿مما خطیئاتهم﴾ من اجل خطیئاتهم، وما مزیدة للتأکید والتفخیم، وقرأ ابو عمرو مما خطایاهم. ﴿اغرقوا﴾ بالطوفان. ﴿فادخلوا نارا﴾ المراد عذاب القبر او عذاب الآخرة، (تفسیر البیضاوی لامام ناصر الدین ابی سعید عبدالله بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی)مما خطیئاتهم اغرقوا) ما مزیدة للتاکید ، والمعنی . من خطیئاتهم . ای من اجلها و بسببها أغرقوا بالطوفان (فادخلوا نارا) عقب ذلک ، وهی نار الآخرة ، وقیل عذاب القبر. (فتح القدیر تالیف محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ هج)فائدة. استدل العلماء علی عذاب القبر بقوله تعالی﴿مما خطیئاتهم اغوقوا فادخلوانارا﴾ قالوا. المراد بها نار القبر وعذابه، لانه تعالی عطف بالفاء ، والفاء تفید الترتیب مع التعقیب، ونار الآخرة لم یذوقوها بعد ، فدل علی ان المراد عذاب القبر، وهو استدلال لطیف. (صفوة التفاسیر للعلامة محمد علی الصابونی)(فادخلوا) عقب الاغراق (نارا) وهی نار الآخرة، وهذا من التعبیر عن المستقبل بالماضی لتحقق وقوعه نحو (اتی امر الله) وقیل عذاب القبر، وعلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

هذا هو علی بابه کقوله فی آل فرعون (النار یعرضون علیها غدوا و عشیا) (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)(قوله فادخلوا نارا) ای فی الدنیا عقب الاغراق فکانوا یغرقون من جانب و یحترقون فی الماء من جانب بقدرة الله تعالی اه خطیب وفی السمین قوله فادخلوا نارا و یجوز أن یکون من التعبیر عن المستقبل بالماضی لتحقق وقوعه نحو اتی امر الله وأن یکون علی بابه والمراد عرضهم علی النار فی قبورهم کقوله فی آل فرعون النار یعرضون علیها غدوا و عشیا اه. (الفتوحات الالهیة سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی سنة ۱۲۰۴)قال الزمحشری أو أرید عذاب القبر انتهی. (تفسیر البحر المحیط ص۳۴۳) ﴿ ادخلوا فاغرقوا نارا ﴾قوله (المراد عذاب القبر) تمسک اصحابنا فی اثبات عذاب القبر بقوله تعالیٰ ﴿اغرقوا فادخلوا نارا﴾ و ذلک من وجهین الاول ان الفاء فی قوله تعالیٰ ﴿اغرقوا فادخلوا نارا﴾ تدل علی ان الادخال حصل عقیب الاغراق فلا یمکن حمل الادخال علی عذاب الآخرة لان لا یلزم اخلاء اللفظ عن مدلوله الوضعی من غیر دلیل والوجه الثانی ان قوله تعالیٰ ﴿فادخلوا ﴾ اخبار عن الماضی وهو انما یصدق بوقوع المخبر به قبل نزول الآیة وقال مقاتل والکلبی معنی الآیة انه سیدخلون فی الآخرة نارا و عبر عن المستقبل بلفظ الماضی لانه کائن لا محالة فکانه قد کان کقوله تعالیٰ ﴿ونادیٰ اصحاب النار﴾ (الاعراف ۵۰) و ﴿ونادی اصحٰب الجنة﴾ (الاعراف ۴۴) ولانه لما تحقق سبب الادخال و من حق المسبب ان یتحقق عقیب السبب جعل کالمتحقق وعبر عنه بلفظ الماضی ولا یخفی ان ما ذکر انما یصح التعبیر عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک بات:

یہاں ایک بات سمجھ لیں کہ یہاں دخول نار کا ذکر ہے اور دوسری میں عرض نار کا ذکر ہے۔ وہاں عرض نار کے بعد دخول نار ہے، اس سے پتہ چلا کہ کبھی عرض نار کو بھی مجازاً دخول نار کہہ دیتے ہیں۔ حقیقت مجاز کے طور پر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں۔ جیسے نیک آدمی کی قبر میں چونکہ اس کو جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اس لئے اس کو جنت کا باغ فرمادیا۔ بدکار آدمی کی قبر میں اس کو جہنم دکھائی جاتی ہے اس لئے رسول اقدس ﷺ نے اسے **حفرة من النیران** فرمادیا۔ اسی طرح کبھی عرض نار کی جگہ دخول نار کا لفظ مجازاً ذکر کر دیا جاتا ہے۔

ایک مماتی کا لطیفہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ:

ایک مماتی کہنے لگا کہ **قیل ادخل الجنة** کا مطلب ہے کہ وہ جنت میں جا چکا ہے، پہلے تو میں نے اسے کہا کہ ہاں جا چکے ہیں، کیونکہ **و نفخ فی الصور**، صور بھی پھونکا جا چکا ہے جب صور پھونکا جا

.....

المستقبل بلفظ الماضی ولا یکون دلیلا علی ترک الظاهر و من المعلوم ان العدول عن الظاهر من غیر دلیل لا وجه له فالوجه ان یراد به عذاب القبر ومن مات فی ماء او نار او اکلته السباع والطیر اصابه ما یصیب المقبور من العذاب کقوله تعالیٰ فی آل فرعون ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب﴾ (غافر ۴۶) و عن الضحاک انهم کانوا یغرقون من جانب و یحرقون من جانب و هو یؤید کون المراد به عذاب القبر ((حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر البیضاوی مصنف محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی المعروف شیخ زاده المتوفی ۹۵۱ھ)ص ۳۵۱-۳۵۲ ج۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چکا ہے تو جنت میں بھی جا چکا ہے (حضرتؒ نے **و نفخ فی الصور** کا ترجمہ اس طرح کیا تا کہ وہ تاویل کرے اور خود پھنس جائے چنانچہ ایسے ہی ہوا) اب وہ یہاں تاویل کرنے بیٹھا کہ یہاں ماضی اس لئے لائی گئی ہے کہ بسا اوقات جو بات آئندہ زمانے میں ہونی ہو اور یقینی ہو اس کو ماضی کے صیغے سے تعبیر کر لیتے ہیں کہ گویا ہو چکی ہے۔ حضرتؒ نے کہا پھر وہاں بھی یہ معنیٰ لے لو۔

حضرتؒ نے کہا:

جلالین ہی کم از کم اٹھا کر دیکھ لو کوئی اور تفسیر تو تمہاری قسمت میں نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا اسے شہید کیا بھی گیا تھا یا نہیں؟ قرآن میں اس کے شہید کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں کہ اسے شہید کر دیا گیا۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اسے زندہ اٹھا لیا گیا تھا، سرے سے شہید ہوا ہی نہیں وہ۔ اور دوسرا یہ کہ اگر یہ شہید ہوا بھی تو **قیل ادخل الجنة** کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں کہ جنت سے مراد اس کی قبر بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا یہ بات قیامت کے دن اس کو کہی جائے گی۔ مفسرین نے یہ قول بھی لکھا ہے، نیز شہید ہے تو حیات بھی تو ثابت ہو رہی ہے کہ کلام کر رہا ہے پچھلوں کو خبر دینا چاہتا ہے۔ یہ لوگ اس طرح کے اجمالات اٹھا اٹھا کر تفصیلی باتوں کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے قرآن پاک کی تین چار آیتیں لکھی ہیں۔ مفتی محمد شفیعؒ صاحب معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ دس سے زائد آیات قرآن میں ایسی ہیں جس سے علماء نے عذاب وثواب قبر کے باب میں ثابت کیا ہے۔ ہمارے مخدوم محترم امام المحققین حضرت مولانا نور محمد قادری تونسوی نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ نے اپنی کتاب الحیات بعد الممات المعروف قبر کی زندگی لکھی ہے اس میں تقریباً ساٹھ آیتیں نقل کی ہیں، جن کے نیچے کسی نہ کسی مفسر نے عذاب وثواب قبر کا ذکر کیا ہے۔ بہر حال قرآن پاک اور احادیث سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ عذاب وثواب قبر میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں۔

اعتراض:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبر کی حیات تسلیم کرنا ﴿ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین ﴾ کے خلاف ہے، اس لئے کہ دو زندگیوں کا ذکر ہے۔(۱) دنیا والی۔(۲) حشر والی۔ اگر قبر میں زندگی مانیں تو تین زندگیاں ثابت ہو جائیں گی اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب:

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں:

لم یفهم الصحابة الذین نزل القرآن بلسانهم و لغتهم من نبیهم علیه السلام غیر ذالک و کذالک التابعون بعدهم.(شفاء السقام ص ۲۰۲)

کیا صحابہؓ نے یہ بات نہیں سمجھی نبی اقدس ﷺ سے جن کی زبان اور لغت میں قرآن نازل ہوا۔ نہ تابعین نے یہ سمجھا۔

اس یہ ہے کہ چونکہ قبر کی حیات آخرت کی حیات کا مقدمہ اور دیباچہ ہے اس لئے اس کے ضمن میں آ گئی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿**کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم** ﴾ تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے پھر اللہ نے تمہیں حیات دی۔ اب بچہ اس دنیا میں آنے سے قبل چند ماہ ماں کے پیٹ میں بھی تو زندہ رہتا ہے، اگر اس آیت میں ماں کے پیٹ والی حیات کا ذکر ہے تو دنیا والی کا ذکر کہاں ہے اور اگر دنیا والی کا ذکر ہے تو ماں کے پیٹ والی کا کہاں ہے؟

اس کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ ماں کے پیٹ والی حیات چونکہ اس زندگی کا دیباچہ اور مقدمہ ہے اس لئے **فاحیاکم** کے تحت ہی آ گئی۔ اسی طرح قبر کی حیات آخرت کی حیات کا مقدمہ اور دیباچہ ہے وہ آخرت کی حیات کے تحت ہی داخل ہے۔

عذاب قبر پر آیت نمبر چھ:

﴿**ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون.**﴾

ترجمہ.....اور ہم چکھائیں گے عذاب اکبر سے قبل عذاب ادنیٰ تا کہ وہ لوٹ آئیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرات مفسرین نے عذاب ادنیٰ سے عذاب قبر مراد لیا ہے۔

ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں:

وقد احتج بهذه الآية جماعة منهم عبدالله بن عباسؓ على عذاب القبر.

(كتاب الروح لابن قيم)

ترجمہ.....اور اس آیت سے ایک جماعت نے جن میں سے عبداللہ بن عباسؓ بھی ہیں عذاب قبر کے اثبات پر دلیل پکڑی ہے۔

اشکال:

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ اگر اس آیت میں عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے تو یہاں تو ہے کہ عذاب ادنیٰ اس لئے دیا جاتا ہے تا کہ وہ کفر سے لوٹ آئیں حالانکہ قبر میں جا کر کفر سے تو نہیں لوٹا جا سکتا، اگر عذاب ادنیٰ سے عذاب قبر مراد لیں تو جو غرض ہے یعنی ان کا کفر سے لوٹنا وہ فوت ہو جائے گی۔

جواب:

ابن قیمؒ اسی اشکال کو نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں فرماتے ہیں:

''یہ بات حبر الامۃ ترجمان قرآن حضرت ابن عباسؓ سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے، انہوں نے یہ قول کہ عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے یہ اپنی دقت نظر کی وجہ سے اختیار کیا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے لئے دو عذاب ہیں۔ ادنیٰ اور اکبر۔ اور پھر یہ فرمایا کہ ادنیٰ کا بعض حصہ چکھایا جائے گا تا کہ وہ کفر سے رجوع کر لیں اس لئے کہ من تبعیضیہ ہے بعض ادنیٰ تو یہاں چکھا دیا باقی ادنیٰ جو ہے وہ اس عذاب دنیا کہ بعد چکھایا جائے گا اور وہ قبر میں چکھایا جائے گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے من الادنیٰ فرمایا العذاب الادنیٰ نہیں فرمایا۔[٦]

.....

[٦] عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۔سیدنا براء بن عازبؓ۔(قرطبی)
۲۔مجاہدؒ۔(قرطبی)
۳۔قشیریؒ۔(قرطبی)
۴۔فریابیؒ۔(النکت والعیون)
۵۔ابن جریرؒ۔(تفسیر ابن جریر)
۶۔ابن ابی حاتمؒ۔(تفسیر ابن ابی حاتم)
۷۔ابوعبیدہؒ۔(تفسیر درمنثور)
۸۔جلال الدین سیوطیؒ۔(تفسیر درمنثور)
۹۔ابومحمد عبدالحق اندلسیؒ۔(المحرر الوجیز)
۱۰۔نواب صدیق حسن خان۔(فتح البیان)
۱۱۔ابن کثیرؒ۔(تفسیر ابن کثیر)
۱۲۔ابواللیث ثمرقندیؒ۔(تفسیر ثمرقندی)

حوالہ جات کی اصل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

قولہ تعالی. ﴿ولنذیقنھم من العذاب الادنی﴾ قال الحسن و ابو العالیة و الضحاک وابی بن کعب و ابراھیم النخعی. العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا ، وقالہ ابن عباس. وعنہ ایضا انہ الحدود. وقال ابن مسعود والحسین بن علی وعبداللہ بن الحارث. ھو القتل بالسیف یوم بدر . وقال مقاتل . الجوع سبع سنین بمکة حتی اکلوا الجیف، وقالہ مجاھد ، وعنہ ایضا. العذاب الادنی عذاب القبر، وقالہ البراء ابن عازب . قالوا. والاکبر عذاب یوم القیامة . قال القشیری . وقیل عذاب القبر. (الجامع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی)قوله تعالی. (ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) اما العذاب الادنی ففی الدنیا وفیه سبعة اقاویل. احدها. أنها مصائب الدنیا فی الانفس والاموال قاله ابی . الثانی. القتل بالسیف ، قاله ابن مسعود. الثالث. أنه الحدود ، قاله ابن عباس. الرابع . القحط والجذب، قاله ابراهیم. الخامس. عذاب القبر، قاله البراء بن عازب و مجاهد. السادس. أنه عذاب الدنیا کلها، قاله ابن زید. السابع . أنه غلاء السعر والاکبر خروج المهدی ، قاله جعفر الصادق. و یحتمل ثامناً . أن العذاب الادنی فبالمال، والاکبر فی الانفس. والعذاب الاکبر عذاب جهنم فی الآخرة. (النکت والعیون تفسیر الماوردی تصنیف ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری) واخرج الفریابی وابن جریر وابن ابی حاتم عن مجاهد ﴿ولنذیقنهم من العذاب الادنی﴾ قال. عذاب الدنیا وعذاب القبر. وأخرج الفریابی وابن جریر عن مجاهد فی قوله ﴿ولنذیقنهم من العذاب الادنی﴾ قال. القتل والجوع لقریش فی الدنیا، والعذاب الأکبر یوم القیامة فی الآخرة. وأخرج هناد عن ابی عبیدة فی قوله ﴿ولنذیقنهم من العذاب الادنی﴾ قال. عذاب القبر. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور للامام الحافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله (ت۹۱۱ھ) وقال مجاهد عنی بذلک عذاب القبر. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی)(ولنذیقنهم من العذاب الادنی) وهو عذاب الدنیا ، قال الحسن ، وابو العالیة، والضحاک، والنخعی. هو مصائب الدنیا و أسقامها ، وقیل . الحدود ، وقیل . القتل بالسیف یوم بدر، وقیل سنی الجوع بمکة سبع سنین، حتی اکلوا فیها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولیٰ عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان ..... و اما المنافق و الکافر ..... فیقال لہ لا دریت و لا تلیت و یضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین. (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۵، ابو داؤد ج ۲ ص ۶۵۴، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۸۸)

ترجمہ.....آنحضرت ﷺ نے فرمایا آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ

.....

الجیف والعظام، والکلاب. وقیل عذاب القبر . ولا مانع من الحمل علی الجمیع. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)وقولہ تعالیٰ ﴿ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر ﴾ قال ابن عباس یعنی بالعذاب الادنی و مصائب الدنیا و اسقامھا و آفاتھا و ما یحل باھلھا مما یبتلی اللہ بہ عبادہ لیتوبوا الیہ و روی مثلہ عن ابی بن کعب و ابی العالیۃ والحسن و ابراھیم النخعی والضحاک و علقمۃ و عطیۃ، و مجاھد و قتادۃ و عبدالکریم الجزری وخصیف وقال ابن عباس فی روایۃ عنہ یعنی بہ اقامۃ الحدود علیھم وقال البراء بن عازب و مجاھد و ابو عبیدۃ یعنی بہ عذاب القبر. (تفسیر ابن کثیر ص ۶۱۰ ج ۳) ﴿ولنذیقنھم من العذاب الادنی﴾ وھو المصیبات والقتل والجوع ﴿دون العذاب الاکبر﴾ وھو عذاب النار یعنی . ان لم یتوبوا و یقال العذاب الادنی ھو السحر للفاسقین والعذاب الاکبر النار ان لم یتوبوا و یقال. العذاب الادنی عذاب القبر. (تفسیر سمرقندی ص ۳۲ ج ۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کرتے ہیں جو منافق اور کافر ہوتا ہے اسے کہتے ہیں نہ تو نے بات خود سمجھی نہ کسی دوسرے سمجھنے والے کے پیچھے چلا، پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں اور وہ چیختا ہے ایسی چیخ کہ اسے سب پاس والے سنتے ہیں انسانوں اور جنات کے علاوہ۔

اس حدیث میں ان امور پر نظر رہے:

۱..... یہ واقعہ کس قبر میں پیش آتا ہے جس میں میت کو اتارا جاتا ہے اور جس سے اس کے ساتھی رخصت ہوتے ہیں اور ان کے جانے کی آواز سنتا ہے۔

۲.....فرشتے اس کے پاس کس قبر میں آتے ہیں؟ جس میں اسے پکارا گیا اور جہاں اسے چھوڑ کر اس کے ساتھی چل دیئے۔ اگر یہ فرشتے سجین میں اس کے پاس آئے ہوں تو اسے اس طرح بیان کیا جاتا۔

۳..... وہ فرشتے اسے بٹھاتے ہیں، یہ اس کا بیٹھنا عالم دنیا کا نہیں، نہ یہاں کے حواس سے اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ عالم برزخ کا معاملہ ہے، جو اسی قبر میں اسی بدن سے پیش آ رہا ہے۔ گو یہاں سے جھانکنے والے کو وہاں کچھ بھی ہوتا دکھائی نہ دے۔

۴.....کافر اور منافق کی سزا کو وہی سن سکتے ہیں جو اس قبر کے زیادہ قریب ہوں **یسمعها من یلیه** .....سو عذاب اسی قبر میں ہو رہا ہے۔ گو یہ اتنی تنگ ہو رہی ہو کہ اس کی پسلیاں اس میں گھس جائیں اور دیکھنے والے کو وہ ویسی ہی دکھائی دے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

مر النبی ﷺ بقبرین فقال انهما لیعذبان و ما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا یستتر من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبةفشقها نصیفن فغرز فی کل قبر واحد قالوا یا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله یخفف عنهما مالم ییبسا. (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۴، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ۔آنحضرت ﷺ دوقبروں کے پاس سے گزرے،آپ نے بتایا کہ ان دونوں کوعذاب ہورہا ہےاور وہ کسی بڑے گناہ پرنہیں،ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے بچاؤنہیں کرتا تھااور دوسرا چغلی کھانے کا رسیا تھا۔پھرآپ نے کھجور کی ایک ٹہنی لی اوراس کو دوحصوں میں کاٹا اور دونوں ٹکڑے ایک ایک قبر میں گاڑ دیئے۔صحابہؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں سبز رہیں ان سے عذاب ہلکا رہے۔

اس حدیث میں یہ امور پیش نظر رہیں:

۱..... یہ حدیث کسی نادر کتاب کی نہیں،حدیث کی اول درجے کی کتابوں میں ہے۔

۲.....آنحضرت ﷺ نے ان دوشخصوں کوانہی گڑھوں میں عذاب ہوتے پایا جنہیں ظاہری قبریں کہا جاتا تھا،کسی اور عالم غیب کی خبرنہیں دی،جوان قبروں سے بالکل لاتعلق ہواور وہاں ان کو عذاب ہورہاہو۔

۳..... پھرآپ ﷺ نے کھجور کی شاخیں بھی انہی قبروں پر رکھیں جنہیں عرف عام میں قبر کہا جاتا ہے۔کیا آپ یہ شاخیں مقام سجین پر رکھ رہے تھے؟..... یہ اسی نشان قبر کی بات ہے۔

۴..... یہ عذاب جوانہیں ہورہا تھا حشر کے بعد نہیں،جسے عذاب آخرت کہتے ہیں،یہ عالم برزخ کی واردات ہےاوراسے ہی عذاب قبر کہتے ہیں۔یہ عذاب اکبر سے پہلے ایک چھوٹا عذاب ہے۔

اس سے ہم دواستدلال کرتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت ﷺ نے کشف میں انہی قبروں میں عذاب وثواب دیکھا اورانہی قبروں پرٹہنیاں رکھیں نہ کہ سجین جا کرمعلوم ہوا کہ اس قبر میں عذاب ہے، دوسرااستدلال ہم یہ کرتے ہیں حضرت ﷺ نے سبزٹہنی رکھی،کہ اس کے ذکر سے میت کوفائدہ پہنچے گا۔جب ٹہنی کے ذکر سے فائدہ پہنچتا ہے تو دوسروں سے ایصال ثواب سے کیوں فائدہ نہیں پہنچتا۔

اس حدیث مبارکہ سے ایصال ثواب کا مسئلہ بھی واضح ہورہا ہے۔اب جتنی احادیث بخاری شریف میں عذاب وثواب قبر کے بارے میں آرہی ہیں ان سب میں اسی قبر میں عذاب وثواب کا ذکر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔

اعتراض:

یہ تو حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔

جواب:

قرآن پاک میں آتا ہے: ''**و ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ**'' کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔لیکن بعض اوقات بطور خرق عادت ہم اس کو سن بھی لیتے ہیں۔جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

عن عبداللہ بن مسعودؓ ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو یؤکل.

(بخاری ص۵۰۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے، جیسے یہاں کرامت کھانے کا تسبیح پڑھنا نہیں بلکہ اس کو سننا ہے۔اسی طرح یہاں بھی عذاب وثواب قبر کا سننا معجزہ ہے اس کا ہونا معجزہ نہیں کہ یہ تو امر واقع ہے۔

ہم نے جن پانچ امور کو ثابت کرنا تھا وہ بحمد للہ ثابت ہو گئے۔

(۱)..... یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عذاب قبر ہے۔

(۲)..... یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قبر یہی قبر ہے۔

(۳)..... یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جسم سے روح کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

(۴)..... جسم کو ایک قسم کی قبر میں حیات حاصل ہو جاتی ہے۔

(۵)..... یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب قبر اسی جسم کو ہوتا ہے جس پر موت طاری ہوئی۔

ان امور کو ثابت کرنے کے بعد مسئلہ عذاب قبر مکمل ہو چکا ہے۔آگے مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کو بیان کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام

أما بعد! جیسا کہ پہلے یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ **زبدة المحدثین، سلطان المحققین، رئیس المناظرین، فاتح مذاهب باطله، حامل علوم وهبیه، مناظر اسلام، وکیل احناف، حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمة الله علیه رحمة واسعة فی کل آن و اطال الله فیوضه فی کل مکان و ابقی الله ذکره بالخیر فی کل زمان و اعاذ الله تلامیذه و احباءه من کل شیطان.** کی رائے گرامی تھی کہ مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام پر اس طرز پر تصنیف ہو، چنانچہ مسئلہ عذاب قبر بتوفیق اللہ تعالیٰ تمام ہو گیا ہے، اب مسئلہ حیات شروع کیا جا رہا ہے۔

ذات علیم وخبیر کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہوئے ملتجی ہوں کہ اس کو خیر و عافیت سے تمام کرنے کی توفیق شامل حال فرمائے اور اپنے علوم کے لامحدود خزانوں سے عاجز کو بھی تھوڑا سا حصہ نصیب فرما دے۔ **وما ذلک علی الله بعزیز.**

دعویٰ:

سب سے پہلے ہم اپنا دعویٰ کا ذکر کرتے ہیں کہ تا کہ پتا چلے کہ آنے والے دلائل دعوے کے مطابق ہیں یا نہیں، ہمارا دعویٰ ہے کہ:

> ''نبی اقدس ﷺ پر قرآنی وعدہ کے مطابق موت طاری ہوئی اس کے بعد آپ کو حیات عطا کی گئی، اور اب آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔

ہمارے دعوے کا پہلا جزء یعنی موت کا وقوع فریق مخالف کے ہاں بھی مسلّم ہے، دوسرا جزء یعنی موت کے بعد حالت کیا ہے؟ یہ اختلافی ہے، اسی سے بحث ہوگی۔ اس موضوع کو ہم ایک واقعہ سے شروع کرتے ہیں تا کہ آنے والی بات اچھی طرح ذہن نشین ہوتی چلی جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واقعہ:

رئیس المناظرین حضرت اوکاڑویؒ نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ مظفر گڑھ بس سٹاپ پر بیٹھا تھا مجھے دیکھ کر دو تین آدمی آئے، اور آ کر کہنے لگے امین آپ ہی کا نام ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ ہم چھٹیوں میں تبلیغی جماعت کے ساتھ چلہ لگانے گئے تھے، تو ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ تبلیغی نصاب ساری شرک سے بھری پڑی ہے، اس میں نبی پاک ﷺ کو قبر میں زندہ لکھا ہے، اور قرآن کہتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، **انک میت و انھم میتون** اس نے یہ آیت ہمیں دکھائی تو ہم بڑے حیران ہوئے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کو قرآن کیوں نہیں آتا تھا؟ تو اس پر مولوی صاحب کہنے لگے کہ شیخ الحدیث صاحب ضد میں یہ بات لکھ گئے ہیں، چنانچہ ہم اس وقت سے پریشان تھے کہ اب آپ اچانک نظر آ گئے ہم نے سوچا کہ آپ سے یہ مسئلہ سمجھ لیں۔

اس پر میں نے کہا **انک میت و انھم میتون** کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ ہم موت کا انکار نہیں کرتے بلکہ موت کے بعد حیات کے قائل ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ اس وقت زندہ بیٹھے ہیں؟ وہ کہنے لگے جی ہاں۔ میں نے کہا اس سے پہلی حالت کو اللہ تعالیٰ نے موت کہا ہے **کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا** اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حیات عطا فرمائی۔

اب اگر اس سے بعد والی حیات پر میں **کنتم امواتا** پڑھتا رہوں اور کہوں کہ قرآن کہتا ہے کہ تم سارے مردہ ہو، تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ وہ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا میں کہوں گا کہ تم قرآن کے منکر ہو، قرآن کہتا ہے **کنتم امواتا** اور تم کہتے ہو ہم زندہ ہیں۔ وہ کہنے لگے وہ اور زمانہ ہے یہ اور زمانہ ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ وہاں بھی یہی مسئلہ ہے۔ ہم موت کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کو موت آئی، پھر موت کے بعد حیات کے قائل ہیں۔ تو موت کا اور زمانہ ہے اور بعد میں حیات کا اور زمانہ ہے۔ جھگڑا موت کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ موت کے بعد قیامت تک کی حالت کے بارے میں ہے جبکہ **انک میت و انھم میتو** کا تعلق موت کے ساتھ ہے۔ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو ہم بھی مانتے ہیں۔ نہ کہ موت کے بعد قیامت تک کی حالت کے ساتھ، جبکہ جھگڑا اس حالت میں ہے، اور میں نے یہ بھی کہا ہے **انک میت و انھم میتون** یہ وعدہ موت ہے، وقوع موت نہیں۔

جس طرح حضور پاک ﷺ کا وعدہ موت قرآن پاک میں موجود ہے، ہمارا بھی وعدہ موت موجود ہے **کل نفس ذائقة الموت** لیکن اس وعدہ موت سے کیا ہمارا وقوع موت بھی ہو چکا ہے یا نہیں؟ یقیناً ابھی تک وقوع موت نہیں ہوا۔ وعدہ موت کے ذکر سے وقوع موت ثابت نہیں ہوتا۔ جس طرح ہمارے وعدہ موت سے وقوع موت ثابت نہیں ہوتا۔ تو قرآن پاک میں کوئی بھی آیت مبارکہ ایسی نہیں ہے کہ جس میں نبی اکرم ﷺ کے وقوع موت کا ذکر ہو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہو کہ ہمارے نبی پاک ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔

عیسائیوں اور یہودیوں کی تردید میں ہم یہی پیش کرتے ہیں کہ موجودہ تورات میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جعلی تورات ہے، چنانچہ آج کل جو ہمیں تورات ملتی ہے اس کے پانچ حصے ہیں پیدائش، خروج، احبار، گنتی، استثناء۔ تو اس کا آخری باب یہاں سے شروع ہوتا ہے:

''پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس کو موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل دفن کیا گیا۔ پر آج تک کسی آدمی کو اسکی قبر معلوم نہیں۔ اور موسیٰ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اس کی آنکھ دھندلانے پائی اور نہ اس کی طبعی قوت کم ہوئی۔ اور بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے.....اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس نے خداوند کے روبرو باتیں کی ہوں کہیں نہیں اٹھا۔'' (استثناء باب ۳۴)

میں نے کہا دیکھئے یہ فقرے صاف بتا رہے ہیں کہ اس تورات کو موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا، یہ اس وقت لکھی گئی ہے جب موسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان بھی لوگوں کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یاد نہیں رہا تھا۔تو قرآن کی کتنی واضح صداقت ہے کہ قرآن پاک فرماتا ہے:

یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ

کہ یہ لوگ کتابیں خود لکھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے آئی ہیں۔تو اب ان کی تورات کے جملے صاف بتلا رہے ہیں کہ یہ تورات وہ تورات نہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر اتری ہے۔اور دوسری حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس لکھنے والے کا پتہ ہی نہیں کہ وہ ہندو ہے،عیسائی ہے یا سکھ،کس مذہب کا ہے؟ کہاں رہتا تھا؟ البتہ اتنا پتا چلتا ہے کہ وہ شام کا رہنے والا کوئی شخص ہے۔

۶ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ قاسم بیلہ ملتان میں بندہ کا جو مناظرہ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ہوا اس میں مماتی مناظر نے انہیں آیات کو پڑھ کر غلط ترجمہ کیا جب میں نے اس کے غلط ترجمہ کو پکڑا اور میں نے بائیبل کا یہ حوالہ پیش کیا تو وہ گھبرا گیا اور پھر اس نے اگلی تقریر میں اس کا ترجمہ تبدیل کر لیا۔

واقعہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا:

ایک جگہ جب میں گیا تو مجھے انہوں نے بتایا کہ کالج کے تین لڑکے عیسائی ہو گئے ہیں،ان کو کسی نے مشورہ دیا کہ ایک لڑکی انگلش پڑھاتی ہے تم بھی اس سے پڑھ لیا کرو انگلش اچھی ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ گرجا میں جانا شروع ہو گئے۔ جب جاتے وہاں ان کی کتابیں وغیرہ بھی پڑھتے۔اب انہوں نے ان کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ انجیل پر آپ لوگ ایمان رکھتے ہیں،ہم بھی ایمان رکھتے ہیں،عیسیٰ کو تم بھی نبی مانتے ہو،ہم بھی نبی مانتے ہیں۔قرآن نے عیسیٰ کو نبی کہا ہے اور انجیل کی تصدیق ہے۔اس کے بعد ان کے ذہن میں یہ ڈالا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے،تو تمہیں بھی مان لینا چاہئے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔

اب ان طلباء نے مولوی صاحب سے آ کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا موجودہ انجیل اصلی انجیل نہیں ہے بلکہ جعلی ہے۔انہوں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ انجیل پر ایمان رکھتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں۔تو انہوں نے کہا اصلی انجیل دو کہاں ہے۔اب مولوی صاحب اصلی انجیل کہاں سے دیتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیونکہ وہ کسی کے پاس تھی ہی نہیں۔ چنانچہ اسی دھوکے میں وہ تینوں لڑکے عیسائی ہو گئے کہ نہ یہ مولوی اصلی انجیل دیتے ہیں اور نہ اس کو مانتے ہیں۔

اب جب میں وہاں گیا تو کالج کے پرنسپل صاحب نے مجھے کہا کہ آپ عیسائیت کے بارے میں بول لیتے ہیں، ہمارے کالج میں یہ فتنہ بہت پھیل رہا ہے، آپ لڑکوں کو سمجھانے کے لئے میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ لڑکوں کو ملنے چلا گیا۔ ان میں وہ لڑکے بھی آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو پادری کی طرف بھیج دیا۔ اور ان کے ساتھ دو تین بوڑھوں کے کان پر دم کر کے بھیج دیا۔

وہ چلے گئے، اب وہ پادری پھر اپنے گرآزمانے شروع ہوا۔ کہ آپ کا انجیل پر ایمان ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پادری نے کہا یہ انجیل ہے، بابا جی نے کہا یہ تو غلط اور جعلی انجیل ہے۔ پادری نے کہا اصل انجیل لا دو کہاں ہے؟ اس پر شور مچ گیا۔ چنانچہ ایک بابا جی آگے بڑھے جن کے کان پر میں نے دم کیا ہوا تھا اس نے کہا پادری صاحب کیا آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں بابا جی نے کہا ابراہیم علیہ السلام میں ہی ہوں۔ اس نے کہا تو کہاں سے آ گیا ہے ابراہیم۔ بابا جی نے کہا جہاں سے تمہاری انجیل آئی ہے۔ پادری نے کہا تو جعلی ابراہیم ہے۔ بابا نے کہا پھر اصلی ابراہیم لا دو۔ کیونکہ امین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اصلی ابراہیم کو کہ جن پر عیسائیوں کا ایمان ہے دیکھنا ہے۔

اس کے بعد دوسرے بابا جی آگے بڑھے اور پادری سے پوچھا آپ کا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہے؟ پادری نے کہا جی ہاں۔ بابا نے کہا میں ہی موسیٰ ہوں۔ اس نے کہا تو کہاں سے آ گیا ہے موسیٰ؟ بابا نے کہا جہاں سے تمہاری تورات آئی ہے۔

اگر میں جعلی ہوں تو اصلی موسیٰ تم لا دو۔ کیونکہ سارے لوگ کالج میں اصلی موسیٰ کے منتظر بیٹھے ہیں۔ اگر ایمان کے لئے چیز کا ہاتھ میں ہونا ضروری ہے، پھر تم نبیوں پر ایمان کیوں رکھتے ہو جو تمہارے ہاتھ میں نہیں؟ تو جس طرح تم ان نبیوں پر ایمان رکھ سکتے ہو جو تمہارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طرح ہم بھی اصلی تورات پر ایمان رکھتے ہیں اگر چہ وہ اسوقت اپنی اصلی حالت پر دنیا میں موجود نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ:

حضرتؒ نے دوسرا واقعہ بھی سنایا کہ سیدنا امام اعظمؒ کے زمانے میں ایک یہودی کوفہ میں آ گیا۔اب قادیانیوں اوران دوسرے باطل مذاہب والوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ غریب دکانداروں کو کچھ پیسہ دیتے ہیں تا کہ وہ اپنا کاروبار بڑھالیں اور پھر وہاں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں۔کبھی اس کی دکان پر رسالہ رکھ لیا،کبھی بیٹھے بیٹھے اس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈال دیا، چنانچہ اس یہودی نے بھی اسی طریقے کو اختیار کیا۔ چنانچہ اس سے پوچھتا ہے کہ اتفاق اچھی چیز ہے یا اختلاف؟ اس نے کہا اتفاق اچھی چیز ہے۔

اس نے کہا موسیٰ کو جانتے ہو؟ مسلمان نے کہا جی ہاں۔ یہودی نے کہا موسیٰ علیہ السلام پر سب کا اتفاق ہے کہ یہودی عیسائی اور مسلمان یہ سب موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اور محمد ﷺ کے بارے میں اختلاف ہے۔ نہ یہودی مانتے ہیں نہ عیسائی مانتے ہیں، اوراس وقت اتحاد کی بڑی ضرورت ہے۔اوراتفاق واتحاد تبھی قائم ہوسکتا ہے کہ سب لوگ یہودی ہو جائیں۔

اب اس پر کہنے لگا کہ میں تم کو اتحاد کی دعوت دیتا ہوں۔اور تم بھاگ رہے ہو۔ایسے موقع پر لوگوں کو علماء اور مدارس یاد آتے ہیں۔امام صاحب حج پر تشریف لے گئے تھے ایک چھوٹا سا طالب علم کھڑا ہوگیا۔اس نے مناظرہ کا چیلنج قبول کرلیا۔لوگوں نے سمجھایا کہ بڑا گھاگ مناظرہ ہے،تم اس سے کس طرح مناظرہ کرو گے؟ کیا تیرے پاس اس کے سوال کا جواب بھی ہے؟ اس نے کہا ہے لیکن دوں گا وہیں جا کر۔ چنانچہ وہ پہنچ گیا۔

یہودی بیٹھے دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے کہ مسلمانوں کے پاس اس سے چھوٹا کوئی مناظرہ نہ تھا۔ بچے نے کہا میں اگر چہ چھوٹا ہوں لیکن میرا استاد بہت بڑا ہے۔اور وہ وقت کا امام اعظمؒ ہے، اب یہودی نے کہا کیا تم میرے سوالوں کا جواب دے سکو گے؟ بچے نے کہا اگر جواب آ گیا تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ٹھیک وگرنہ کسی اور کو لے آئیں گے۔آپ بات تو شروع کریں۔ چنانچہ یہودی نے اپنا داؤ آزمانا شروع کیا کہ اتفاق اچھی چیز ہے، بچے نے کہا جی ہاں۔ یہودی نے کہا اس پر پکے رہو گے۔ بچے نے کہا بالکل پکا رہوں گا، یہودی نے کہا تم بھاگ جاؤ گے۔ بچے نے کہا بالکل نہیں بھاگوں گا۔

یہودی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہو؟ بچے نے کہا کن کو؟ یہودی نے کہا موسیٰ کو، بچے نے کہا، کہاں رہتے تھے وہ؟ یہودی نے کہا تو موسیٰ کو نہیں جانتا؟ بچے نے کہا وہ کون تھے؟ کہاں رہتے تھے؟ پتہ تو چلے پھر میں بتاؤں گا۔ یہودی نے اس پر حیران ہو کر کہا کیا تو مسلمان نہیں؟ بچے نے کہا میں مسلمان ہوں۔ یہودی نے کہا قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔اور تو کہتا ہے میں جانتا نہیں۔اس پر بچے نے کہا اچھا!۔ وہ موسیٰ جن کا ذکر قرآن میں ہے؟

جنہوں نے فرمایا میرے بعد نبی امی آئیں تو ان پر ایمان لے آنا۔تو اس موسیٰ علیہ السلام کو تو میں بھی مانتا ہوں۔اور ان کے فرمان پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ بھی پڑھ لیا ہوا ہے۔تو بھی اگر ان کو مانتا ہے تو جلدی کر محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لے۔اگر نہیں پڑھتا تو پھر تو موسیٰ علیہ السلام کا نافرمان ہے۔ہاں اگر اس کے علاوہ کسی اور موسیٰ کے بارے میں پوچھ رہے ہو جس نے ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں پیشین گوئی نہیں کی، تو اس کو میں نہیں جانتا۔ میں تو اسی موسیٰ پر ایمان رکھتا ہوں جنہوں نے ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی تھی۔

تو بسا اوقات سمجھانے کے لئے ایسا انداز اختیار کرنا پڑتا ہے کہ عام لوگ بھی سمجھ جائیں۔ چنانچہ اسی طرح حضرتؒ نے ان کو سمجھایا کہ ہمارا اور ان کا جھگڑا جو ہے موت کا نہیں، کیونکہ موت تو ایک قطعی چیز ہے **کل نفس ذائقة الموت**. ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور اس ضابطہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں، نہ پیغمبر، نہ شہید اور نہ کوئی اور۔اور جلد ہو یا بدیر ہر ایک پر موت وارد ہو کر رہے گی۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام پر یہ گھڑی آ کر رہی، بجز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ابھی تک آسمان میں زندہ ہیں۔اور قیامت کے قریب دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید مینار پر صبح کے وقت نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر چالیس سال تک حکومت کریں گے۔اس کے بعد مدینہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طیبہ میں ان کی وفات ہوگی۔اور آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن کئے جائیں گے۔اور اسی طرح دوسرے مقام پر حق تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افأن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (پ۴ آل عمران ۱۵)

لیکن ان آیات میں آنحضرت ﷺ کا وعدہ موت ہے وقوع موت کا تذکرہ ان میں موجود نہیں۔ اسی طرح کسی حدیث مبارکہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے وقوع موت کا تذکرہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں فوت ہوکر قبر میں دفن ہو چکا ہوں اور اسی طرح قرآن پاک میں یہ بھی نہیں ہے کہ محمد ﷺ فوت ہوکر قبر میں دفن ہو چکے ہیں۔خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن پاک میں آنحضرت ﷺ کا وعدہ موت ہے وقوع موت کا ذکر بالکل نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ کے وقوع موت کا ذکر خطبہ صدیق اکبرؓ میں ہے۔

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حدثنا اسمٰعیل بن عبد اللہ ثنی سلیمن بن بلال عن ھشام بن عروۃ قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ زوج النبی ﷺ ان رسول اللہ ﷺ مات و ابوبکر بالسخ قال اسمعیل یعنی بالعالیۃ فقام عمر یقول واللہ ما مات رسول اللہ ﷺ قالت وقال عمر واللہ ما کان یقع فی نفسی الا ذاک لیبعثنہ اللہ فلیقطعن ایدی رجال وارجلھم فجآء ابو بکر فکشف عن رسول اللہ ﷺ فقبلہ فقال بأبی انت وامی طبت حیا و میتا والذی نفسی بیدہ لایذیقک اللہ الموتتین ابدا ثم خرج فقال ایھا الحالف علی رسلک فلما تکلم ابو بکر جلس عمر فحمد اللہ ابوبکر و اثنی علیہ وقال الا من کان یعبد محمدا فان محمدا ﷺ قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت وقال انک میت وانھم میتون وقال وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا و سیجزی الله الشاکرین. (بخاری: ج ا ص ۵۱۷)

ترجمہ.....حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ سخ مقام میں تھے، اسماعیل کہتے ہیں یعنی عالیہ میں تھے، پس حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے، اللہ کی قسم نہیں فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور کہا حضرت عمرؓ نے کہ میرے دل میں یہی بات تھی کہ اللہ دوبارہ نبی کریم ﷺ کو لوٹائیں گے اور وہ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔ (یعنی جو حضور ﷺ کی موت کا کہہ رہے ہیں) پس ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی زندگی بھی پاکیزہ ہے اور موت بھی پاکیزہ، قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نکلے اور فرمایا کہ اے قسم کھانے والے بیٹھ جا، پس جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے، پس ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا جان لو کہ جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو بے شک محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے پس بے شک اللہ زندہ ہیں اور نہیں مریں گے، اور یہ آیت پڑھی ﴿**انک میت و انهم میتون**﴾ اور یہ آیت پڑھی ﴿**وما محمد الا رسول .....الخ**﴾ یعنی آپ بھی فوت ہو جائیں گے اور وہ بھی فوت ہو جائیں گے.....اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول تحقیق ان سے پہلے بھی بہت سارے رسول گزرے ہیں پس اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم کیا پیچھے لوٹ جاؤ گے؟ اور جو پیچھے لوٹ جائے گا پس وہ اللہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں دے سکتا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء دیں گے۔

اب اس خطبہ صدیقؓ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

"**ان محمدا قد مات**" اب زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے صحابہؓ نے اس پر اتفاق کر لیا، لھذا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر اجماع ہوگیا۔اب اگر اس اجماع کے مقابلے میں اجماع ہی پیش کر دیں کہ موت کے بعد آنحضرت ﷺ کی حیات پر بھی اجماع ہے تو دلیل برابر ہو جائے گی۔

اب یہاں پہلے ایک یہ بات بھی سمجھ لیں سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہ کیوں فرمایا **واللہ ما مات رسول اللہ** ﷺ کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔حالانکہ اس سے پہلے حضرت عمرؓ نے کبھی اس شخص کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا جو فوت ہو چکا ہو کہ یہ فوت نہیں ہوا۔لیکن حضور ﷺ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ فوت نہیں ہوئے کیونکہ فاروق اعظمؓ کی نظر آپ ﷺ کے قلب مبارک کی طرف تھی ان کو قلب میں حیات کے آثار محسوس ہو رہے تھے،تو وہ کیسے آپ ﷺ کی حیات کا انکار کرتے۔

چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے سمجھا دیا کہ انبیاء علیہم السلام کی موت اسی طرح ہوتی ہے کہ ان کا دل زندہ ہوتا ہے۔**انک میت وانھم میتو**کا وعدہ یہی ہے۔عام لوگوں کی موت اور نبی کی موت میں فرق ہے،جیسے عام لوگوں کی نیند اور نبی کی نیند میں فرق ہے۔

حضرت نانوتویؒ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

جیسے زمین ہے اس پر اندھیرا اس کا ذاتی ہے اور روشنی عرضی ہے۔روشنی لانی پڑتی ہے لیکن اندھیرا گٹھڑیاں باندھ کر نہیں لانا پڑتا بلکہ خود بخود آ جاتا ہے۔اسی طرح پانی کی ذاتی صفت برودت ہے اس کا گرم ہونا یہ عرضی ہے۔جب گرم کرو گے تو گرم ہوگا۔لیکن جب گرم کر کے رکھ دیا تو اس کو ٹھنڈا کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا۔اسی طرح حضور پاک ﷺ کی حیات ذاتی ہے،جب موت طاری ہوئی تو حیات کہیں گئی نہیں۔آپ کی موت سا تر حیات تھی اب موت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"**کل نفس ذائقة الموت**"اور ذائقہ تھوڑی چیز کے چکھنے کو کہتے ہیں جیسے آنا،جانا،داخل ہونا،نکلنا یہ افعال کرنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں جیسے آپ کمرے میں داخل ہوئے اب جب آپ بیٹھ گئے تو داخل ہونے کا فعل ختم ہوگیا۔جب کمرے سے باہر نکلے تو آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے جانے کا فعل ختم ہوگیا۔اسی طرح موت ایک آنی چیز ہے جب وہ اٹھ گئی تو حیات خود بخود ظاہر ہوگئی۔تو بات چل رہی تھی کہ آپ ﷺ کا وقوع موت خطبہ صدیق اکبرؓ میں مذکور ہے۔زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس پر اجماع ہے،تو اس کے مقابلے میں موت کے بعد حیات پر اجماع ہے۔

اسی خطبہ صدیق اکبرؓ میں مذکور ہے:'' **فقال بابی انت وامی طبت حیا و میتا و الذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابداً**' حضرت صدیق اکبرؓ خود صدیق ہیں وہ بغیر قسم اٹھائے بھی بات کریں تو سچی بات کرتے ہیں،لیکن یہاں قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی دو موتیں نہیں چکھائیں گے اب ان دو موتوں سے کونسی دو موتیں مراد ہیں؟ اگر پہلی سے مراد آیت **کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً** والی موت ہے وہ تو دونوں آ چکی ہیں۔کہ آپ پہلے بھی دنیا میں نہیں تھے،ایک موت تو وہ ہوگئی۔اب بھی یہ ایک موت آ گئی۔تو یہ دونوں موتیں واقع ہوگئیں۔

حالانکہ صدیق اکبرؓ قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔پس معلوم ہوا **امواتا** والی موت مراد نہیں ہے۔پھر کونسی دو موتیں مراد ہیں۔احادیث میں مذکور ہے کہ اس موت کے بعد سوال و جواب کے لئے قبر میں روح ڈال دی جاتی ہے۔اس کے بعد نیک آدمی کو کہا جاتا ہے۔ایسے سو جا جیسے دلھن سو جاتی ہے۔تو نیند میں بھی روح نکل جاتی ہے۔

تعلق روح کا نیند اور بیداری میں فرق:

نیند میں روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تلبس نہیں ہوتا۔جبکہ بیداری میں روح کا تلبس ہوتا ہے یعنی ایک ایک ذرے میں روح موجود ہوتی ہے تو نیند میں تعلق روح ہے،تلبس روح نہیں۔ پھر چونکہ نیند میں بھی روح نکل جاتی ہے اسی لئے اس کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔کیونکہ موت نام ہے روح کے نکلنے کا۔

اب جب انبیاء علیہم السلام کی روح موت کے وقت نکلی پھر جب سوال و جواب کے وقت لوٹائی گئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو اب اس کو دوبارہ نہیں نکالا جاتا۔ پس اگر وہ نکلتی تو یہ دوسری موت ہوتی۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی روح دوبارہ نہیں نکلی، اس لئے دوسری موت واقع نہیں ہوئی بلکہ حیات ہی باقی ہے۔

پس یہی مراد ہے سیدنا صدیق اکبرؓ کے قول **لا یذیقک اللہ الموتتین ابدکا** فروں کے بارے میں اللہ جل شانہ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ جب قیامت کے دن اٹھیں گے تو کہیں گے **من بعثنا من مرقدنا** کہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھایا؟ تو یہ کافر خواب گاہ کا ذکر کر رہے ہیں گویا کہ ان پر بھی نیند کی حالت ہے اور نیند ہوتی ہے تعلق روح سے، نہ کہ تلبس روح سے۔

اس لئے باقی لوگوں کو عذاب وثواب تعلق روح سے ہوتا ہے، تو اب یہ جو دوسری مرتبہ روح نکالی جاتی ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی نہیں نکالی جاتی۔ اسی لئے اس حدیث کے تحت بخاری شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے:

تمسک بھذا من انکر الحیات فی القبر واجیب عن اھل السنة المثبتین لذالک ان المراد نفی الموت اللازم الذی یثبت اثبته عمر بقوله ولیبعثنه اللہ ..... الخ. والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لا یتعقبھا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم.

ترجمہ۔.....دلیل پکڑی اس کے ساتھ ان لوگوں نے جنہوں نے حیات فی القبر کا انکار کیا اور اہل سنت وجماعت جو حیات فی القبر کو ثابت کرتے ہیں کی طرف سے جواب دیا گیا کہ مراد موت لازم کی نفی ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کی حیات کے بعد موت نہیں بلکہ حیات ہی کو استمرار حاصل ہے۔ **والانبیاء احیاء فی قبورھم.** اب دیکھیں اس حاشیہ سے معلوم ہوا کہ جو حیات فی القبر کا انکار کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، کیونکہ عدم حیات فی القبر پر استدلال غیر اہل سنت والجماعت نے کیا۔ پس اہل سنت والجماعت کی طرف سے جواب دیا گیا ہے اب اہل سنت والجماعت جو حیات کے قائل ہیں انہوں نے دو جواب دیئے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب نمبرا..... **ان المراد نفی الموت اللازم الذی اثبته عمر.** کہ ایسی موت جس کے بعد کسی قسم کی حیات نہیں ہوگی اس کا انکار کیا گیا ہے۔

جواب نمبر۲..... **والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لا یتعقبها موت بل یستمر حیا** کہ جب دوبارہ قبر میں روح لوٹائی جائے گی تو پھر موت نہیں آئے گی بلکہ اسی حیات کو استمرار ہوگا۔

الانبیاء احیاء فی قبورهم آگے ف جو ہے یہ فتح الباری کی ہے، یہ صرف فتح الباری ہی میں نہیں عینی میں بھی یہی لکھا ہے اور اسی طرح تیسیر القاری مصنفہ شیخ نور الحق بن عبدالحق دہلوی اور مدارج النبوۃ مصنفہ شیخ عبدالحق دہلوی میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ شیخ نور الحقؒ لکھتے ہیں کہ:

وقول مختار ومقرر جمہور ایں است کہ انبیاء بعد اذاقت موت زندہ اند بحیات دنیوی۔

(تیسیر القاری ص۲۶۲ ج۳)

ترجمہ.....قول مختار اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہیں حیات دنیوی کے ساتھ۔

نیز لکھتے ہیں:

وسوگند کسی کہ نفس من در دست قدرت اوست نمی چیشاند ترا خدا دو موت دائما یعنی بعد ازیں موت بحیات ابدی زندہ خواہی بود از آں کہ وی رضی اللہ عنہ دانستہ بود کہ انبیاء در عالم برزخ زندہ اند بخلاف سایر مسلمانان کہ در وقت سوال منکر نکیر زندہ میکند آنہا را و باز می میرانند۔

(تیسیر القاری: ج۳ ص۴۲۵)

ترجمہ.....قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں دائمی نہیں چکھائے گا۔ یعنی اس موت کے بعد ابدی حیات کے ساتھ آپ زندہ ہوں گے اسی وجہ سے آپؓ جانتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام برزخ کے اندر زندہ ہیں بخلاف باقی مسلمانوں کے کہ وہ منکر نکیر کے سوال و جواب کے وقت زندہ کئے جائیں گے اور پھر وفات دے دی جائے گی۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ عام لوگوں پر موت کی جو کیفیت طاری ہوگی سوال و جواب کے بعد یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من کل الوجوہ حیات کے منافی نہیں ہوگی۔ بلکہ نوعاً من الحیاۃ بھی اس شخص میں ہوگی جس سے عذاب وثواب قبر کا احساس ہوگا جیسا کہ عذاب قبر کے باب میں دلائل گزر چکے ہیں، باقی رہی یہ بات کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک چیز پر موت بھی طاری ہو اور حیات بھی۔ تو جواب یہ ہے کہ موت کی بھی کئی انواع ہیں اور حیات کی بھی۔ موت کی بعض انواع حیات کی بعض انواع کے ساتھ جمع ہوسکتی ہیں۔ نیند کی حالت کو موت کہا گیا ہے، حالانکہ نیند کی حالت میں حیات بھی ہوتی ہے۔

محدث دہلویؒ نے بھی یہی بات لکھی ہے حتی کہ ۱۹۶۴ء کے تعلیم القرآن میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیقؓ سے حیات فی القبر ثابت ہورہی ہے۔ تعلیم القرآن اگر نہ ملے تو قہر حق نامی کتاب میں اس کا فوٹو سٹیٹ دے دیا گیا ہے، شارحین نے خطبہ صدیقؓ میں یہ بات لکھی ہے کہ خطبہ صدیقؓ میں حیات فی القبر کا ذکر موجود ہے۔

حوالہ جات درج ذیل ہیں:

ایک حوالہ تو اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ خطبہ صدیق اکبرؓ بخاری شریف ص ۵۱۷ ج ۱ میں یہ بات موجود ہے کہ **لایذیقک اللہ الموتتین ابدا** اسی طرح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۴۰ میں جو خطبہ صدیق اکبر مذکور ہے اس میں ہے **اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا** بہر حال وہ موت جس کا آپ پر فیصلہ کیا گیا وہ تو آپ پر آ گئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ عوام پر جو دو موتیں آتی ہیں نبی پاک ﷺ پر دوسری موت نہیں آئے گی۔

ایک موت جو سب پر آنی ہے **کل نفس ذائقۃ الموت** اور **انک میت و انھم میتون افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** ان آیات میں وقوع موت کا ذکر نہیں بلکہ امکان موت اور موت کے آئندہ آنے کا ذکر ہے۔ موت کے وقوع کا ذکر نہیں ہے۔ موت کا وقوع **فان محمداً قد مات** سے معلوم ہوا اور ان آیات قرآنیہ کو اسی موت کا مصداق قرار دیا وفات فی القبر سے اس کا تعلق نہیں۔

چنانچہ جب ایک مرتبہ وفات ہوگئی تو یہ تمام وعدے پورے ہوگئے جو مذکورہ آیات میں مذکور ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب قبر میں عام لوگوں پر جو موت طاری ہونی ہے ان آیات کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کہ کہا جا سکے کہ آیات تو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں میں سب پر موت طاری ہوگی پھر انبیاء علیہم السلام کے لئے حیات کس طرح ثابت ہے؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے حدیث **ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء** میں پہلے موت کا ذکر ہے پھر حیات بعد الموت کا۔

علامہ عینیؒ کا مؤقف:

علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں:

اراد بالموتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وھما الموتتان المعروفتان المشھورتان فلذالک ذکرھما بالتعریف وھما الموتتان الواقعتان لکل احد غیر الانبیاء علیھم السلام فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم أحیاء واما سائر الخلق فانھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامة ومذھب اھل السنة والجماعة ان فی القبر حیاتاً و موتا فلا بد لذوق الموتین لکل احد غیر الانبیاء .(عمدة القاری: ج۷ص۶۰۰)

ترجمہ.....ارادہ کیا دونوں موتوں کے ساتھ دنیا میں موت کا اور قبر میں موت کا اور یہ دونوں موتیں مشہور و معروف ہیں اس لئے ان کو معرفہ ذکر کیا اور یہ دونوں موتیں انبیاء کے علاوہ ہر ایک کے لئے واقع ہوں گی۔ (نہ کہ انبیاء کے لئے) اس لئے کہ انبیاء اپنی قبروں میں وفات نہیں پاتے بلکہ وہ زندہ ہیں اور بہر حال باقی مخلوق بے شک وہ قبروں میں مریں گے پھر قیامت کے دن زندہ کئے جائیں گے۔ اور اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ قبر میں حیات بھی ہے اور موت بھی پس انبیاء کے علاوہ ہر ایک کے لئے دونوں موتوں کا چکھنا ضروری ہے۔

اس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ صدیق اکبر میں جس موت کی نفی کی گئی وہ موت فی القبر ہے۔ کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کو قبر میں جب سوال و جواب کے لئے روح لوٹائی جائے گی۔ اس کے بعد موت طاری ہو جائے گی۔ لیکن انبیاء پر یہ موت طاری نہیں ہوتی بلکہ یہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حیات باقی رہتی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

واحسن من هذا الجواب ان يقال ان حياته فی القبر لا يعقب لها موت بل يستمر حيا والانبياء احياء فی قبورهم و لعل هذا هو الحكمة فی تعريف الموتين حيث قال لا يذيقک الله الموتين ای المعروفين المشهورين الواقعين لكل احد غير الانبياء.(فتح الباری: ج۷ص ۳۳)

ترجمہ.....اور بہترین جواب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کی حیات ہے اس کے بعد موت نہیں آئے گی بلکہ حیات ہی مستمر رہے گی اور انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور شاید موتین کو معرفہ لانے میں یہی حکمت ہے۔ جب کہا لا یذیقک اللہ الموتین یعنی معروف اور مشہور موتیں جو واقع ہونے والی ہیں انبیاء کے علاوہ ہر ایک کے لئے۔

اسی طرح علامہ کرمانی اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

فان قلت مذهب اهل السنة ان فی القبر حياة و موتا فلا بد من ذوق الموتتين قلت المراد به نفی الموت اللازم من الذی اثبته عمر ليبعثه الله فی الدنيا لقطع ايدی القائلين بموته فليس فيه نفی موت عالم البرزخ و مر فی اول كتاب الجنائز و يحتمل ان يراد ان حياتک فی القبر لا يعقبها موت فلا تذوق مشقة الموت مرتين بخلاف سائر الخلق فانهم يموتون فی القبر ثم يحيون يوم القيامة. والله اعلم.

ترجمہ۔ اگر تو کہے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ قبر میں حیات بھی ہے اور موت بھی پس دو موتوں کا ذائقہ چکھنا ضروری ہوا۔ میں کہوں گا کہ مراد اس سے اس موت لازم کی نفی ہے جسے حضرت عمر اپنے قول: ''**ليبعثه الله فی الدنيا لقطع ايدی القائلين بموته**'' سے ثابت کر رہے ہیں۔ پس اس میں عالم برزخ کی موت کی نفی نہیں ہے۔ اور کتاب الجنائز کے شروع میں گزر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چکا ہے کہ احتمال ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ آپ ﷺ کی قبر میں جو حیات ہے اس کے بعد موت نہیں آئے گی پس آپ موت کی مشقت دو مرتبہ نہیں چکھیں گے بخلاف باقی مخلوق کے کہ وہ قبروں میں مر جائیں گے پھر قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ (شرح کرمانی ج ۱۴ ص ۲۱۰)

امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد الشافعی القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ اسی کے تحت فرماتے ہیں:

فاشار الی انه اکرم علی الله من ان یجمع علیه موتتین کما جمعهما علی غیره کالذی مر علی قریة او انه یحیٰ فی قبره ثم لا یموت.

ترجمہ۔ پس اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ آپ اللہ کے ہاں معزز ہیں اس بات سے کہ آپ پر دو موتیں جمع کی جائیں جیسا کہ ان کو جمع کیا ان کے غیر پر مثل اس شخص کے جو بستی پر سے گزرا یا یہ ہے کہ آپ قبر میں زندہ کئے جائیں گے پھر موت نہیں آئے گی۔ (ارشاد الساری ج ۸ ص ۱۵۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اس حدیث کی شرح اسی طرح کرتے ہیں:

مراد آنست کہ نمی میرد بموت دیگر در قبر ہمچو دیگراں کہ زندہ گردانیدہ میشود برائے سوال باز میرانیدہ می شود و ظاہر آنست کہ موت دیگر نیست بروئے و بعد از جریان سنت الٰہی بر اذاقت موت و زندہ گردانیدہ بعد ازاں حیات باقی و مستمر خواہد بود و ممات بر آن طاری نخواہد شد پس ایں سخن اشارہ است بحیاتِ آنحضرت ﷺ۔ (مدارج النبوۃ: ج ۲ ص ۸۹۰)

ترجمہ..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مراد اس کلمہ سے یہ تھی کہ دوسرے لوگوں کی طرح آپ ﷺ قبر منور میں دوسری موت کا ذائقہ بالکل نہ چکھیں گے دوسرے عام لوگوں کو قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے اور پھر ان پر دوبارہ ورود موت ہوتا ہے آنحضرت ﷺ پر یہ دوسری موت کبھی نہ آئے گی۔ ایک دفعہ لذت وفات چکھنے اور پھر زندہ ہونے کے بعد آپ ﷺ حیات دائمی سے زندہ ہیں آپ ﷺ پر پھر کبھی طریان موت نہ ہوگا اس ارشاد عالی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اشارہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کی طرف ہی تھا۔

اب ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے آیت **انک میت وانهم میتون**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھی۔لیکن اس کے بعد آپ کے خطبے میں حیات کا اقرار بھی موجود ہے۔ پتہ چلا کہ **انک میت وانھم میتون** اسی طرح ماننی چاہئے، جس طرح سیدنا صدیق اکبرؓ نے مانی **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افأن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** یہ آیت مبارکہ بھی سیدنا صدیق اکبرؓ نے تلاوت فرمائی، لیکن ساتھ ہی بعد والی آیات کا بھی اقرار فرمایا ہے۔ ہم اس آیت کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح سیدنا صدیق اکبرؓ نے پڑھا اور اسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہوا۔

تو خطبہ صدیق اکبرؓ سے دو اجماع معلوم ہوئے۔ ایک اس بات کا کہ وقوع موت ہو گیا۔ اور یہ دونوں وعدے **افأن مات او قتل انقلبتم** اور **انک میت وانھم میتون** پورے ہو گئے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی ذکر فرما دیا قبر میں آپ ﷺ کی روح لوٹانے کے بعد نکالی نہیں جائے گی۔ **لا یذیقک اللہ الموتین ابدا**! اب اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں فرمایا۔ تو جس طرح آپ ﷺ کی موت پر اجماع ہوا، اسی طرح آپ ﷺ کی موت کے بعد حیات پر بھی اجماع ہوا۔

اجماع صحابہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا کہ آیت قرآنیہ **انک میت وانھم میتون** اور **کل نفس ذائقة الموت** اور **أفان مات أو قتل انقلبتم علی أعقابکم**. جس موت کے بارے میں ہے جو آ چکی اور دوسری موت آپ ﷺ کو نہیں آئے گی۔ **وقد روی عن أبی بکر الصدیق قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا ولا میتا.**

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی ﷺ پر آواز کو بلند کرنا مناسب نہیں خواہ آپ زندہ ہوں یا وفات کی حالت میں۔

اجماع پر دوسری دلیل:

دوسو کے قریب کتب کے مصنف محدث، مؤرخ، اصولی علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں

"ونحن نؤمن و نصدق بأنه ﷺ حی یرزق فی قبره و ان جسده الشریف لا تأکله الارض والاجماع علی هذا. (القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الشفیع: ص ۱۷۲)

ترجمہ.....ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر میں رزق دئے جاتے ہیں اور آپ کے جسد شریف کو زمین نے نہیں کھایا اور اس پر اجماع ہے۔

اجماع پر تیسری دلیل:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''بباید حیات انبیاء متفق علیہ است و ہیچ کس را در وے خلاف نیست''

(اشعۃ اللمعات)

ترجمہ..... جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔

اجماع پر چوتھی دلیل:

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

''تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں۔''

(سیرت المصطفیٰ: ج ۳ ص ۲۴۹)

اجماع پر پانچویں دلیل:

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

''اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔'' (براہین قاطعہ ص ۱۹۹)

اجماع پر چھٹی دلیل:

قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں''۔(فتاویٰ رشیدیہ)

سماع حیات کے بغیر نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ حیات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

اجماع پر ساتویں دلیل:

حضرت مدنیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا نانوتویؒ قدس سرہ العزیز نے ایک بہت ضخیم کتاب تحریر فرمائی ہے، جو کہ مشہور بین العالم ہے، اس میں کس زور وشور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے اور مذہب اہل سنت والجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل درج فرمائے ہیں۔''(رجوم المدنیین: ص ۴۸)

اس سے بھی معلوم ہوا تمام اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

اجماع پر آٹھویں دلیل:

فقیہ الامت مفتی مہدی حسنؒ مفتی دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں حیات ہیں۔''

مفتی مہدی حسنؒ کا یہ تفصیلی فتویٰ اکثر فتاویٰ کی کتب میں مل جاتا ہے۔

اجماع پر نویں دلیل:

شمس الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ لکھتے ہیں:

''انبیاء کرام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔''(مقام حیات: ص ۶۹۷)

اجماع پر دسویں دلیل:

استاذ الاساتذہ مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ خلیفہ اعظم حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ لکھتے ہیں:

''میں اس مسئلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہوں، احادیث شریف، فقہاء عظام، سلف صالحین سے بھی اس مسئلہ کی حقانیت اور صحت ثابت ہے، میں نے مولانا حسین علیؒ سے اس مسئلہ میں کبھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اختلاف نہیں سنا، اور نہ ہی کبھی میں نے ان سے یہ پوچھا تھا، یہ تو ایک اہل سنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔'' (مقام حیات ص ۶۹۷)

اجماع پر گیارھویں دلیل:

شیخ الحدیث والفقہ علامہ عبدالغنی صاحب فرماتے ہیں:

''الحاصل حیات انبیاء فی القبور کا عقیدہ ایک اجماعی عقیدہ ہے، اس کا انکار اجماع کا انکار ہے، اور سخت بدعت اعتقادی کا ارتکاب ہے۔'' (مقام حیات ص ۶۹۹)

اجماع پر بارہویں دلیل:

دارالعلوم دیوبند کا متفقہ فتویٰ اس میں بھی اس کی تصریح ہے:

''تمام اہل سنت والجماعت کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں۔'' (مقام حیات: ص ۷۱۱)

اعتراض:

ادھر آپ کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو قبروں میں حیات حاصل ہوتی ہے جس سے عذاب وثواب قبر کا ادراک ہوتا ہے۔ یہاں آپ کہہ رہے ہیں کہ قبر میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کے بعد موت نہیں آئے گی، عامۃ الناس کو آجائے گی۔

جواب:

عامۃ الناس کو بھی قبور میں اسقدر نوعاً من الحیاۃ حاصل ہوگی جس سے عذاب وثواب قبر کا ادراک ہو سکے، لیکن یہ حیات موت کے منافی نہیں ہے۔ موت اور حیات دونوں جمع ہوسکتی ہیں چنانچہ ابن عبدالھادی حنبلی الصارم المنکی میں فرماتے ہیں:

والحیات جنس تحتہ انواع و کذالک الموت فاثبات بعض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انواع الموت لاینافی الحیوٰۃ.

ترجمہ.....اور حیات ایک جنس ہے جس کے تحت مختلف انواع ہیں اسی طرح موت بھی پس موت کی بعض انواع حیات کے منافی نہیں۔(الصارم المنکی :ص۲۹۴)

فرماتے ہیں:

ان ھذہ الاعادۃ لیست مستلزمۃ لا ثبات حیاۃ مزیلۃ لا سم الموت بل ھی نوع حیاۃ برزخیۃ.

ترجمہ..... بے شک یہ اعادہ نہیں ہے مستلزم ایسی حیات کے اثبات کو جو اسم موت کو زائل کرنے والی ہو بلکہ یہ حیات برزخیہ کی ایک نوع ہے۔

اور پھر اس اجماع کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کی وفات کے تین دن بعد واقعہ ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

روی عن علی انہ بعد دفنہ ﷺ جاء اعرابی وقال یا رسول اللہ جئتک لتستغفرلی الی ربی فنودی من القبر الشریف قد غفرلک و آتت صفیۃ عمۃ النبی ﷺ بعد وفاتہ (فقالت) الا یا رسول اللہ ﷺ انت رجائیا وکنت بنابرا ولم تک جافیا و سمع الصحابۃ. (تحریرات حدیث ص۲۵۶، معارف القرآن ج۲ ص۴۵۸، ۴۵۹، تسکین الصدور ص۳۷۶)

ترجمہ.....حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دفن کئے جانے کے بعد ایک اعرابی آیا پس کہا اس نے یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ میرے رب سے میرے لئے مغفرت مانگیں۔ پس قبر مبارک سے آواز آئی کہ تیری بخشش ہوگئی۔ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ آپ کی وفات کے بعد آئیں اور اس نے یہ شعر پڑھا۔ خبردار اے رسول اللہ ﷺ آپ میری امید ہیں اور ہم پر مہربان تھے۔ صحابہ کرامؓ نے سنا کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں موطا امام محمد میں مذکور ہے:

عن نافع عن ابن عمر انه کا ن یاتی القبر فیسلم علی النبی ﷺ و علی ابی بکر و عمر .

حضرت عبداللہ قبر مبارک پر آتے پس آپ علیہ السلام پر درود پڑھتے اور ابو بکر عمر رضی اللہ عنھما پر اور یہ بھی فرماتے: ''**السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ.**''

مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث اس سند سے مروی ہے:

عبدالرزاق عن معمر عن ایوب عن نافع قال کان ابن عمر اذا قدم من سفر اتی قبر النبی ﷺ فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ.

اسی طرح التعلیق الممجد ص ۳۹۶ حاشیہ نمبر ۶ پر مذکور ہے:

وعن نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر و رأیتُهٗ مائة مرة او اکثر یأتی و یقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی.

حضرت نافع سے منقول ہے کہ ابن عمرؓ روضہ اقدس پر سلام عرض کرتے اور میں نے ان کو سو یا سو سے زائد مرتبہ دیکھا کہ آتے تھے اور پڑھتے تھے: ''**السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابی.**''

علامہ سبکیؒ نے شفاء السقام میں بھی اس واقعے کو اس سند سے نقل فرمایا ہے:

وروی عن ابن عون قال سأل رجل نافعاً هل کان ابن عمر یسلم علی القبر قال نعم لقد رأیتُه مائة مرة او اکثر من مائة مرة کان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یأتی القبر فیقوم عندہ فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی.

ترجمہ.....ابی عون سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے حضرت نافع سے سوال کیا کہ کیا ابن عمرؓ قبر پر سلام پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے ابن عمرؓ کو سو یا سو سے زائد مرتبہ دیکھا کہ وہ روضہ پاک پر آتے اور اس کے قریب کھڑے ہو جاتے اور کہتے ''**السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی.**'' اور ایک روایت میں ہے: ''**رأیتُہ فی الیوم مائۃ مرۃ او اکثر (قالہ نافع)**'' ان کو نافع نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عمر کو ایک دن میں سو یا سو سے زائد مرتبہ (نبی علیہ السلام کے روضہ اقدس پر درود پڑھتے) دیکھا ہے۔ (منتھی المقال ص۳۷ للمفتی صدر الدین راجع جذب القلوب ص۱۲۰ ابن ابی شیبہ ج۴ ص۱۳۸، زبدۃ المناسک للگنگوہی ص۹۰،)

اسی طرح ۱۸ھ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ حضرت مالک الدارؓ (جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، جنکو صحبت نبوی کا شرف بھی حاصل ہے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت کرنے میں معروف ہیں) فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے پس ایک آدمی (حضرت بلال بن الحارث المزنیؓ صحابی) روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت ﷺ اپنی امت کے لئے بارش طلب فرماویں کیونکہ وہ ہلاک ہو چلی ہے۔

تو آنحضرت ﷺ نے اس کو خواب میں مشرف فرمایا اور فرمایا عمرؓ کے پاس جاؤ اور اس کو میرا اسلام دو اور عمرؓ کو خبر دے دو کہ ان پر بارش نازل کی جائے گی۔ اور عمرؓ سے کہہ دے کہ وہ دانائی پر قائم رہے۔ پس وہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور خبر دی تو حضرت عمرؓ رو پڑے پھر فرمایا اے میرے رب میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مگر جس امر سے میں عاجز ہو گیا۔

شفاء السقام ص۱۷۴، البدایہ والنھایہ ج۷ ص۷۱ پر ہے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ حضرت عمرؓ باہر نکلے اور لوگوں کو نماز استسقاء کے لئے جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ نیز تاریخ طبری ج۴ص۹۹ پر ہے کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا **فان بلال بن الحارث یزعم ذیة و ذیة.** (ھذا سند صحیح البدایہ والنھایہ ج۷ص۹۲)

نیز اس حدیث کی ابن ابی شیبہ کی سند یہ ہے:

''ابن ابی شیبہ، ابومعاویہ، اعمش، ابوصالح، مالک الدار۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''**اسنادہ صحیح.**'' (فتح الباری ص۱۴۸ ج۳)

امام ابوبکر بن ابی شیبہ یہ امام بخاری کے استاد ہیں امام بخاری نے صحیح بخاری میں:

نمبر ۱. باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ

نمبر ۲. باب اذا افطر فی رمضان ثم طلعت الشمس

نمبر ۳. باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان

نمبر ۴. باب الدعاء علی المشرکین بالھزیمۃ والزلزلۃ

نمبر ۵. باب موت النجاشی

نمبر ۶. باب عدۃ اصحاب بدر

نمبر ۷. باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجہ الی بنی قریظۃ و محاصرتہ ایاہ

نمبر ۸. باب ذھاب جریر الی الیمن

نمبر ۹. باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ

نمبر ۱۰. باب قول اللہ و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً

نمبر ۱۱: الباذق ومن نھیٰ عن کل مسکر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمبر ۱۲ . باب نهی تمنی المریض الموت

نمبر ۱۳ . باب الحبة النمبر ۱۱ . بابسوداء

نمبر ۱۴ . باب مسح الراقی فی الوجع بیده الیمنیٰ

نمبر ۱۵ . باب فضل الفقر

نمبر ۱۶ . باب اذا همت الطائفتان

میں ان سے روایات لی ہیں۔ابومعاویہ،اعمش اورابوصالح تینوں ایک ہی سند میں سورۃ نباء کی تفسیر میں بخاری شریف میں مذکور ہیں اور مالک الدار تو خود صحابی ہیں۔

امام رازیؒ تفسیر سورۃ کہف کے شروع میں فرماتے ہیں:

اما ابو بکر فمن کرامته لما حمل جنازته الی باب قبر النبیﷺ و نودی السلام علیک یا رسول الله هذا ابو بکر بالباب فاذا الباب قد انفتح فاذا بهاتف یهتف من القبر ادخلوا الحبیب الی الحبیب.

بہرحال ابوبکر صدیقؓ کی کرامت سے ہے کہ جب ان کا جنازہ نبی اکرمﷺ کی قبر مبارک کے دروازہ پر لایا گیا اور ندا دی گئی کہ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو یہ ابوبکرؓ دروازہ پر ہے پس اچانک دروازہ کھل گیا اور آواز دینے والا قبر سے آواز دے رہا تھا حبیبؓ کو حبیبﷺ کی طرف داخل کردو۔

یہ افضل الناس بعد الانبیاء کا جنازہ ہے،خیال کرو کوئی صحابی رہ گیا ہوگا۔ہزاروں کی تعداد میں صحابہؓ ہوں گے ان سب کا عقیدہ تھا کہ نبی پاکﷺ زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔اب کیا مماتی یہ بھی کہیں گے کہ ان کو قرآن نہیں آتا تھا؟فاعتبروا یا اولی الابصار.

اخرج الزبیر بن بکار فی اخبار المدینة عن سعید بن المسیب قال. لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر رسول اللهﷺ ایام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحرة حتی عاد الناس.

ترجمہ.....لکھا ہے زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں سعید بن مسیّب سے انہوں نے فرمایا ہمیشہ سنتا رہا میں اذان اور اقامت کو نبی ﷺ کی قبر میں یہاں تک کہ لوگ واپس لوٹ آئے۔

واخرج ابن سعد فی الطبقات عن سعید بن المسیب انه کان یلازم المسجد ایام الحرة والناس یقتلون قال فکنت اذا حانت الصلوة اسمع اذانا یخرج من قبل القبر الشریف و اخرج دارمی فی مسنده قال اخبرنا مروان بن محمد عن سعید بن عبدالعزیز قال لما کان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد النبی ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب من المسجد و کان لا یعرف وقت الصلاة الا بهمهمة یسمعها من قبر النبی ﷺ. (سنن دارمی الجزء الاول ص ۴۳ حدیث نمبر ۹۴ باب ما اکرم الله تعالیٰ نبیه بعد موته)

ترجمہ.....اور ابن سعد نے طبقات میں حضرت سعید بن المسیبؒ کے بارے میں نقل فرمایا ہے ایام حرہ میں جو لوگ لڑائی میں مصروف تھے وہ مسجد نبوی میں ہی رہے فرماتے ہیں جب نماز کا وقت قریب آتا تو میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا۔ دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا خبر دی ہمیں مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز سے انہوں نے فرمایا جب ایام حرہ تھے تو تین دن تک نہ مسجد نبوی میں اذان دی گئی نہ اقامت کہی گئی اور حضرت سعید بن المسیب مسجد سے باہر نہ آسکے آپ کو نماز کا وقت معلوم نہ ہوتا تھا مگر ایک آواز سے جو نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک سے آتی تھی۔

اس واقعہ کو صاحب مشکوٰۃ باب الکرامات میں لائے ہیں، یعنی یہ اذان کی آواز سننا حضرت سعید بن المسیب کی کرامت تھی۔ علامہ سخاوی القول البدیع میں شیخ عبدالحق جذب القلوب ص ۱۸۱ اور مدارج النبوۃ ص ۹۰۵ ج ۲ میں بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لائے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

ابن جوزی بسند متصل تا سعید بن المسیب روایت کردہ (حجج الکرامۃ ص ۲۸۵)

علامہ سیوطیؒ نے الخصائص الکبریٰ ص ۴۹۰ پر اس کو نقل کیا ہے۔

ان حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حیات النبی ﷺ پر جس طرح صحابہ رضوان اللہ کا اجماع ہوا ہے اس کو امت میں تلقی بالقبول کا شرف بھی حاصل ہے۔

تو اب جس طرح خطبہ صدیق اکبرؓ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ وفات کے بعد آپ ﷺ قبر میں باحیات ہیں کیونکہ وقوع موت کے بعد روح پھر لوٹا دی گئی۔ تو موت تھوڑے عرصے کے لئے تھی تو اس کے بعد حیات ہے۔ تو لہذا اب تذکرہ بھی آپ علیہ السلام کی حیات کا ہونا چاہئے جو تقریباً چودہ سو سال سے چلی آرہی ہے۔

نہ کہ اس موت کا جو چودہ سو سال پرانی ہے، اس لئے کہ جس طرح آپ کی اور میری یہ جو موجودہ حیات ہے یہ چند سال کی ہے۔ کسی کی بیس سال کی ہے، کسی کی پچیس سال کی۔ اس سے پہلے موت تھی۔ جیسے قرآن پاک نے فرمایا ہے **کنتم امواتا** تو اب اگر آپ کو کوئی مردہ کہے اور ساتھ یہ آیت بھی پڑھے **کنتم امواتا** تو آپ اس کو پسند نہیں کرتے اور آپ کہتے ہیں کہ تو قرآن کی آیت کو غلط استعمال کر رہا ہے۔

تو آپ اپنی اس بیس پچیس سالہ حیات کی نفی پسند نہیں کرتے تو اللہ کے نبی ﷺ کی جو حیات چودہ سو سال سے چلی آرہی ہے تو اس کی نفی کرنا کس طرح صحیح ہے۔ اور یہ مماتی حضرات چودہ سو سال پرانی موت ہی کو پیٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد جو حیات ہے وہ ان کو نظر نہیں آتی۔ حالانکہ تذکرہ اس حالت کا ہونا چاہئے جو اس وقت موجود ہے اور وہ حالت حیات ہے۔

لطیفہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے سنایا کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک کُرد آدمی ایران میں آیا تو اتفاقاً عاشورہ محرم تھا اور یہ لوگ پیٹ رہے تھے اس نے اپنے علاقے میں کسی کو پیٹتے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی سنا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا پوچھنے لگا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے یہ کیوں پیٹ رہے ہیں؟ کسی نے جواب دیا تمہیں پتا ہی نہیں کہ نواسہء رسول حضرت امام حسینؓ کو شہید کر دیا گیا۔ وہ کہنے لگا اچھا یہاں آج اطلاع پہنچی ہے؟

اسی طرح ان مماتیوں کو شاید آج ہی اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ حالانکہ وفات کے بعد آپ علیہ السلام کی حیات کو چودہ سو سال گذر چکے ہیں۔ تو اب جس طرح ہم زندہ ہیں تو ہماری حیات کا ہی ذکر ہونا چاہئے نہ کہ پچھلی موت کا تو اسی طرح جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا تو وقوع موت ہو گیا۔ اور اس کو سب نے مان لیا، کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد پھر چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی حیات کا دور چل رہا ہے تو اب آپ ﷺ کی حیات ہی کا ذکر ہونا چاہئے نہ کہ اس موت کا جو چودہ سو سال پہلے گذر چکی ہے۔

مماتی اور حیاتی میں فرق:

اب جو خطبہ صدیق اکبرؓ میں **ان محمدا قد مات** کو ہی مانتا ہے اس کو مماتی کہا جاتا ہے اور جو اس موت کے بعد اس حیات کا قائل ہے جو چودہ سو سال سے چل رہی ہے اس کو حیاتی کہا جاتا ہے۔ حیاتی نے خطبہ صدیق اکبرؓ میں مذکور دونوں باتیں مان لیں اور مماتی نے چودہ سو سال پرانی بات تو مان لی لیکن چودہ سو سال سے جو حیات چلی آ رہی ہے اس کا انکار کر دیا۔ اتنا بڑا منکر اللہ کے نبی ﷺ کی حیات کا شاید دنیا میں پہلے کبھی پیدا نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے پورے خطبے کو مانتا ہے وہ حیاتی ہے اور جو ایک بات مانتا ہے اور ایک بات کا انکار کرتا ہے وہ مماتی ہے۔

اجماع کو مقدم کرنے کی وجہ:

ہم نے اجماع کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ پوری امت جو عقیدہ قرآن یا حدیث سے سمجھتی ہے وہ فرد واحد نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے کہ امت کا اجماع معصوم ہے۔ نبی کے بعد کوئی معصوم نہیں البتہ امت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجماع معصوم ہے، نبی اقدس ﷺ نے فرمایا **ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ** اللہ تعالیٰ میری امت یا فرمایا محمد کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائیں گے۔(ترمذی: ص۳۹ ج۲)

جبکہ فرد واحد کے سمجھنے میں خطاء کا بھی احتمال ہوتا ہے۔تو جب اس عقیدے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوگیا تو معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ کیونکہ اگر قرآن وسنت سے اس عقیدے کا اثبات نہ ہوتا یا یہ عقیدہ قرآن وسنت کے مخالف ہوتا تو صحابہ کرامؓ کا اس پر کبھی اجماع نہ ہوتا۔ کیونکہ اس امت کا غلطی پر اجماع نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ یہ امت من حیث الامت معصوم ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

مقدمۃ الاولی فی بیان تقدیم الادلۃ فنقول یجب علی المجتھد فی کل مسئلۃ ان یرد نظرہ الی النفی الاصلی قبل ورود الشرع ثم یبحث عن الادلۃ السمعیۃ فی المخیرۃ فینظر اول شیء فی الاجماع فان وجد فی المسئلۃ اجماعا ترک النظر فی الکتاب والسنۃ فانھما یقبلان النسخ والاجماع لا یقبل. فالاجماع علی خلاف ما فی الکتاب والسنۃ دلیل قاطع علی النسخ اذ لا تجتمع الامۃ علی الخطاء ثم ینظر فی الکتاب والسنۃ المتواترۃ.

ترجمہ.....مقدمہ اولی ادلہ کی تقدیم کے بیان میں، پس ہم کہتے ہیں کہ مجتہد پر واجب ہے کہ ہر مسئلہ میں اپنی نظر کو شریعت کے وارد ہونے سے قبل نفی اصلی کی طرف لے جائے پھر دلائل مسموعہ سے بحث کرے اور سب سے پہلے اجماع میں نظر کرے، اگر کسی مسئلہ میں اجماع کو پالے تو کتاب و سنت میں نظر کو ترک کردے۔یعنی اب کتاب وسنت میں اس مسئلہ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس لئے کہ کتاب وسنت تو نسخ کو قبول کرتی ہیں، یعنی ان میں تو احتمال ہے کہ یہ منسوخ ہو۔ لیکن اجماع نسخ کو قبول نہیں کرتا۔پس کتاب وسنت کے مخالف اجماع یہ نسخ پر دلیل قاطع ہے۔اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے کہ پوری امت خطاء پر جمع نہیں ہوسکتی پھر اس کے بعد کتاب وسنت متواترہ میں نظر کی جائیگی۔(المستصفیٰ ج۲ص۳۹۲)

تو اب جب ہم نے یہ بات ثابت کر دی کہ یہ عقیدہ اجماعی عقیدہ ہے۔اس کے بعد ہم قرآن و حدیث اوراقوال صحابہ سے اس عقیدے کی وضاحت کرتے ہیں۔

دلیل:

جیسا کہ پیچھے مسئلہ عذاب قبر کی وضاحت میں مختصر طور پر عرض کر دیا گیا کہ موت سے لے کر قیامت تک کا جو زمانہ ہے اس میں انسان راحت وآرام میں ہوگا یا تکلیف میں ہوگا۔یا دکھ میں ہوگا یا سکھ میں ہوگا۔اب یہ عذاب ہوگا،اسی عذاب کا نام عذاب قبر ہوگا۔اسی کا نام عذاب میت ہے اور اسی کا نام عذاب برزخ ہے۔کیونکہ وہ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے اس کو عذاب برزخ بھی کہہ دیتے ہیں۔اب عذاب وثواب قبر ماننے کے بعد جسم کے ساتھ روح کا تعلق ماننا لازم ہوجاتا ہے اور جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا ایسا ہی یقین ہو جاتا ہے جیسے دھوپ کو دیکھ کر سورج کا یقین یا دھوئیں کو دیکھ کر آگ کا یقین ہوجاتا ہے۔

عذاب وثواب قبر کو ماننے کے بعد جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا انکار نہیں ہوسکتا۔لیکن چونکہ شہداء کا درجہ عام لوگوں سے بہت بلند ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعبارت النص شہداء کی حیات کا ذکر فرمایا ہے۔چنانچہ فرمایا۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون.

ترجمہ.....اور نہ کہو تم ان لوگوں کو مردہ جو اللہ کے راستے میں قتل ہوگئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی حیات کا شعور نہیں۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مماتی عام طور پر دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ یہ حضورﷺ کی موت کے قائل نہیں۔لیکن قرآن پاک میں **یقتل** کے لفظ سے معلوم ہوا کہ موت آئی اور موت کے سارے وعدے **کل نفس ذائقة الموت** وغیرہ پورے ہوگئے۔اب بحث یہی ہے کہ یہ جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موت آئی ہے یہی موت قیامت تک چلے گی یا حالت تبدیل ہو جائے گی؟ یقتل جملہ فعلیہ ہے جو ایک زمانے کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا فعل ایک زمانہ کے ساتھ خاص ہے۔ آگے جو منع کیا گیا ہے اموات کہنے سے اس اموات کا مبتداء جو کہ ھم ضمیر ہے وہ محذوف ہے۔ تو یہ جملہ اسمیہ بنا۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ نہ سمجھنا کہ قتل سے جو موت آئی قیامت تک چلے گی۔ اس لئے ان کے لئے جملہ اسمیہ استعمال نہ کرنا کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردہ ہیں، اب اس پر سوال ہوا کہ جب موت ہمیشہ نہیں رہے گی تو کیا ہوگا؟ تو فرمایا احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں۔

اب دیکھیں کہ قتل کا فعل اسی جسم پر وارد ہوتا ہے جسم مثالی پر وارد نہیں ہوتا۔ لوگ مردہ اسی جسم کو کہتے ہیں خواب وخیال والے جسم کو کوئی مردہ نہیں کہتا۔ تو حیات بھی اسی جسم کے لئے ثابت ہوئی جس پر قتل کا فعل وارد ہوا ہے، جس کو لوگ مردہ کہتے تھے۔ نیز جو جسم قتل ہوا اس کی روح نکل گئی تو تعلق جسم سے نہ رہا، تو اس پر موت واقع ہوگئی۔ اب جب موت کا معنی روح کا نکلنا ہے تو حیات کا معنی روح کا جسم کے اندر آنا یا جسم سے باہر ہونے کے باوجود اس کے ساتھ تعلق کا ہونا ہے۔

موت کا معنی:

رئیس المناظرین حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا:

یونس نعمانی سے ایک مناظرے میں جب میں نے پوچھا کہ موت کا معنی کیا ہے تو اس نے کہا کہ روح جسم سے باہر ہو اور جسم سے تعلق نہ ہو۔ کیونکہ اگر روح جسم سے باہر ہو اور جسم کے ساتھ تعلق ہو اس کو نیند کہتے ہیں اس پر میں نے پوچھا اب یہ جو شہداء کے بارے میں قرآن میں احیاء ہے یہاں حیات کا کیا معنی ہے؟ اب اسے معلوم ہوا کہ وہ بری طرح پھنس چکا ہے چنانچہ بہت پریشان ہوا۔ کبھی ادھر کو دیکھتا کبھی ادھر کو دیکھتا۔ کیونکہ اس نے تو احیاء کا معنی کرنا تھا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں میں ہیں:

﴿ حدثنا یحی بن یحی و ابو بکر بن ابی شیبه کلاهما عن ابی معاویة قال و حدثنااسحٰق بن ابراهیم قال اخبرنا جریر و عیسیٰ بن یونس جمیعاً عن الاعمش

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ح قال و حدثنا محمد بن عبداللہ بن نمیر و اللفظ لہ قال نا ابساط و ابو معاویة قالا نا الاعمش عن عبداللہ بن مرة عن مسروق قال سألنا عبداللہ عن ھذہ الآیة ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون قال اما انا قد سألنا عن ذالک وقال ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شاء ت ثم تاوی الی تلک القنادیل فاطلع علیھم ربھم اطلاعة فقال ھل تشتھون شیئا قالوا ای شیءٍ نشتھی و نحن نسرح من الجنة حیث شئنا ففعل ذالک بھم ثلث مرات فلما رأو ا لھم لن یترکوا من ان یسئل قالوا یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرة اخریٰ فلما رایٰ ان لیس لھم حاجة ترکوا.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں یحیٰ بن یحیٰ اور ابوبکر بن ابی شیبہ دونوں نے ابی معاویہ سے اسی طرح فرمایا انہوں نے کہ بیان کیا ہمیں اسحٰق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہمیں جریر اور عیسیٰ بن یونس دونوں نے اعمش سے۔ اسی طرح فرمایا اور بیان کیا ہمیں محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اور یہ لفظ انہی کے ہیں فرمایا انہوں نے خبر دی ہمیں ابساط اور ابو معاویہ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے فرمایا سوال کیا ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت: (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون. کے بارے میں انہوں نے کہا ہم نے بھی اس کے بارے میں سوال کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں ان کے لئے عرش کے ساتھ قنادیل لٹک رہی ہیں جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پھر وہ روحیں ان قنادیل کی طرف آجاتی ہیں پس جھانکا ان کی طرف ان کے رب نے اور کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کس چیز کی ہم خواہش کریں حالانکہ ہم جنت کی سیر کرتے ہیں جب چاہتے ہیں، پس اسی طرح تین مرتبہ سوال کیا جب انہوں نے دیکھا کہ سوال سے جان نہیں چھوٹتی تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تا کہ ہم تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیئے جائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں ہے تو وہ چھوڑ دیئے گئے۔

اب مماتی لوگ اس حدیث مبارکہ کو پیش کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ شہداء کی حیات صرف جنت میں ہے اور شہداء اپنی قبروں میں حیات نہیں ہیں۔ اور وہ لوگ اس حدیث مبارکہ کو سورۃ بقرہ والی آیت **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات. الخ.** کی تفسیر کہتے ہیں حالانکہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر نہیں ہے بلکہ سورۃ آل عمران کی آیت **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون** کے جملے **عند ربھم یرزقون** کی تفسیر ہے۔

آگے ہم وہ تمام تفسیری حوالہ جات نقل کرنے والے ہیں۔ مماتیوں کو تو یہ حدیث پیش کرنے کا حق ہی نہیں کیونکہ احمد سعید چتروڑ گڑھی نے لکھا ہے اس کا راوی اعمش مدلس ہے، اور ابو معاویہ شیعہ ہے۔ نیز یہ حدیث خبر واحد بھی ہے اور یہ لوگ یہی کہا کرتے ہیں **لا اعتماد علی الاحاد فی باب الاعتقاد** تو اس لئے ان دو وجہوں سے مماتیوں کو یہ حدیث پیش کرنے کا حق ہی نہیں ہے۔ رہے ہم۔ تو ہم قرآن و حدیث دونوں کو مانتے ہیں قرآن سے حیات جسمانی ثابت ہوئی اور اس حدیث سے سیر روحانی۔

اس حدیث مبارکہ کی وجہ سے روح کا اس جسم کے ساتھ تعلق ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا چنانچہ آگے کئی تفاسیر کے حوالے نقل کئے گئے ہیں کسی ایک نے بھی اس آیت کے تحت حیات جسمانی کا انکار نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ عبدالحق حقانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

بالخصوص شہداء کو ان کو نسمہ سابق سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہے۔ (تفسیر حقانی) روح سیر روحانی بھی کرے اور اس کا جسم کے ساتھ تعلق بھی ہو اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی شخص یہ بیان کرے کہ رات کو میں نے خواب میں بیت اللہ کی زیارت کی اور اس کا طواف کیا تو اس سے کوئی بیوقوف اس کا یہ مطلب نہیں سمجھے گا کہ سوئے ہوئے آدمی کی روح جب کعبہ کا طواف کر رہی تھی تو ملتان میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوئے ہوئے جسم کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

پس معلوم ہوا کہ روح کا سیر کے وقت اس جسم کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے جیسا کہ سوئے ہوئے آدمی کی روح خواہ مکہ میں ہو یا مدینہ میں پاکستان کی سیر کر رہی ہو یا سعودیہ کی لیکن اس کی روح کا تعلق اس جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ جسم یہاں کروٹیں بھی بدلتا ہے غذا بھی ہضم ہو رہی ہوتی ہے، دل کی دھڑکن بھی جاری رہتی ہے۔ ے

.....

ے مزید تفاسیر کے حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں ان کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسی نے بھی اس حدیث سے حیات جسمانی کی نفی نہیں کی، نیز یہ حدیث آیت **ولا تحسبن** .....**الخ** کی تفسیر ہے نہ کہ آیت **ولا تقولوا** کی۔ بعض تفاسیر میں **فی قبورھم احیاء** کہا گیا ہے معلوم ہوا کہ انہی قبروں میں حیات ہے نیز اس کے ساتھ اسے حیات برزخیہ بھی کہا گیا اس اعتبار سے کہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے، تفسیر زاہدی میں تو اس آیت کے تحت یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ میت پر قبر میں اس کے رشتہ داروں کے اعمال بھی پیش ہوتے ہیں۔

وفی مصنف ابی داؤد باسناد صحیح عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ . "لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی جوف طیر خضر ترد انھار الجنة تأکل من ثمارھا و تأوی الی قنادیل من ذھب معلقة فی ظل العرش فلما وجدوا طیب مأکلھم و مشربھم ومقیلھم قالوا من یبلغ اخواننا عنا انا احیاء فی الجنة نرزق لئلا یزھدوا فی الجھاد ولا ینکلوا عند الحرب فقال اللہ سبحانه انا ابلغھم عنکم . قال. فانزل اللہ "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا" الی آخر الآیات.(الجامع لاحکام القرآن لابی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی)قوله تعالی. ﴿أمواتا بل احیاء عند ربھم﴾ حدثنا محمد بن عبداللہ بن یزید المقری، ثنا سفیان ، عن الاعمش ، عن عبداللہ بن مرة ، عن مسروق ، عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبـدالله قـال. قـرأ. ﴿ولا تـحسبـن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون﴾ فقال. أما قد سألنا عن ذلک ، فاخبرنا ان الارواح جعلت فی طير خـضـر ، تـأوی الـی قـناديل معلقة بالعرش ، فتسرح فی ای الجنة شاء ت. قال. فـاطـلع اليهم ربک اطلاعة فقال. هل تستزيدونی فأريدكم ؟ قالوا. السنا نسرح فـی الـجنة حيث شئنا ؟ قال. ثم اطلع اليهم ربک اطلاعة. فقال. هل تستزيدونی فـأريـدكم؟ فلما رأوا انهم لا يتركون قالوا. ترد ارواحنا فی اجسادنا، حتی نقتل فـی سبيـل الله مـرـة اخری. قال سفيان . و زاد عطاء بن السائب عن ابی عبيدة ، عـن عبـدالله قـال. تـقرىء نبينا منا السلام، و تخبره ان قد رضينا و رضی عنا، و تـرد ارواحـنـا حتـی نـقتل فی سبيلک مرة اخری. (تفسير القرآن العظيم تاليف الامـام الـحافظ عبدالرحمن بن محمد ابن ادريس الرازی ابن ابی حاتم المتوفی سـنة ٣٢٧هـ)﴿ولا تـحسبـن الـذيـن قتـلـوا فـی سبيـل الله﴾ يـعنی . شهداء احد ﴿امواتا بل احياء﴾ بل هم احياء ﴿عند ربهم﴾ فی دار كرامته، لان ارواحهم فی اجواف طير خضر. ﴿يرزقون﴾ يأكلون.(الوجيز فی تفسير الكتاب العزيز لابی الـحسـن بـن علی الواحدی المتوفی ٤٦٨هـ) "لما اصيب اخوانكم بأحد جعل الله ارواحهـم فی اجواف طير خضر تدور فی انهار الجنة و تأكل من ثمارها و تأوی الـی قـناديل من ذهب معلقة فی ظل العرش". (الكشاف لابی القاسم محمود بن عـمـر الـزمـحشـری الخوارزمی (٤٦٧-٥٣٨هـ) ظاهر هذه الآية يدل علی كون هؤلاء المقتولين احياء ، فاما أن يكون حقيقة، أو مجازا، فان كان حقيقة، فاما أن يـكـون بـمـعـنـی أنهـم سيـصيرون فی الآخرة احياء، او فی الحال. و بتقدير أن يكونوا أحياءً فی الحال، فاما ان يكون المراد الحياة الروحانية ، او الجسمانية ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فأما الاحتمال الأول. وهو أنهم سيصيرون أحياء فى الآخرة . فقد ذهب اليه جماعة من المعتزلة ، منهم الكعبى، قال. لأن الله .تعالى. اورد هذه الآية تكذيبا للمنافقين فى جحدهم البعث والمعاد، وقولهم . ان اصحاب محمد يعرضون انفسهم للقتل ، فيقتلون. و يخسرون الحياة، ولا يصلون الى خير. وهذه الآية ترد هذالقول . لأن ظاهرها يدل على كونهم احياء حال نزول هذه الاية ، وأيضا فانه تعالى قال﴿ اغرقوا فادخلوا نارا﴾ (نوح .٢٥) والفاء للتعقيب، والتعذيب مشروط بالحياة. وقال . ﴿النار يعرضون عليها غدوا و عشيا﴾ (غافر .٤٦) واذا جعل الله اهل العذاب احياء قبل القيامة لاجل التعذيب ، فان يجعل اهل الثواب احياء قبل القيامة . لاجل الثواب اولى، لأن جانب الاحسان والرحمة أرجح من جانب العذاب ، و أيضا لو كان المراد أنه سيجعلهم احياء فى القيامة لما قال للنبى ﷺ ﴿ولا تحسبن﴾ مع علمه بأن جميع المؤمنين كذلك. فان قيل. انه ﷺ كان عالما بأنهم سيصيرون أحياء عند البعث ، لكنه غير عالم أنهم من أهل الجنة، فجاز أن يبشره الله .تعالى. بانهم سيصيرون احياء ، و يصلون الى الثواب؟ فالجواب . ان قوله. ﴿ولا تحسبن﴾ انما يتناول الموت ، لانه قال. ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا﴾ فالذى يزيل هذا الحسبان هو كونهم احياءً فى الحال ، لانه لا حسبان . هناك. فى صيرورتهم احياء يوم القيامة . و قوله. ﴿يرزقون﴾ خبر مبتدا، ولا تعلق له بذلك الحسبان، فزال السؤال ، وايضا فقوله تعالى. ﴿و يستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم﴾ فالقوم الذين لم يلحقوا بهم لا بد وأن يكونوا فى الدنيا ، واستبشارهم بمن يكون فى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدنیا لا بد وان یکون قبل القیامة ، والاستبشار لا یکون الا مع الحیاة ، فدل علی کونهم احیاء قبل یوم القیامة. وأیضا روی ابن عباس ان النبیﷺ قال. فی صفة الشهداء. " ارواحهم فی اجواف طیر خضر ، ترد انهار الجنة، و تأکل من ثمارها ، و تسرخ حیث شاء ت، و تأوی الی قنادیل تحت العرش ، فلما رأوا طیب مسکنهم و مطعمهم و مشربهم قالوا. یا لیت قومنا یعلمون بما نحن فیه من النعیم ، کی یرغبوا فی الجهاد ، فقال الله تعالی. انا مخبر عنکم، و مبلغ اخوانکم، ففرحوا بذلک و استبشروا، فانزل الله تعالی هذه الآیة. و سئل ابن مسعود عن هذه الآیة ، فقال. سألنا عنها، فقیل لنا. ان الشهداء علی نهر بباب الجنة فی قبة خضراء. وفی روایة . فی روضة خضراء. وعن جابر بن عبدالله ، قال . قال رسول اللهﷺ "الا ابشرک ان اباک، حیث أصیب باحد. احیاه الله ، ثم قال. ما ترید یا عبدالله بن عمرو ان افعل لک؟ قال . یا رب احب ان تردنی الی الدنیا فاقتل فیک مرة اخری".الاحتمال الثانی. وهو انهم احیاء فی الحال. والقائلون بهذا القول ، منهم من أثبت الحیاة للروح، ومنهم من اثبتها للبدن ، فمن اثبتها للروح قال. لقوله تعالی. ﴿یایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی﴾ (الفجر. ۲۷. ۳۰) والمراد . الروح.و روی عنهﷺ یوم بدر کان ینادی المقتولین ، ویقول ﴿فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا﴾ (الاعراف .۴۴) فقیل. یا رسول اللهﷺ ، انهم اموات ، فکیف تنادیهم؟فقالﷺ . "انهم اسمع منکم". وقالﷺ " انبیاء الله لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار" . الاحتمال الثالث. من اثبت الحیاة للأجساد ، وهؤلاء اختلفوا، فقال بعضهم انه. تعالی.یصعد اجساد الشهداء الی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السمـوات، والی قنادیل تحت العرش ، و یوصل الیها الکرامات.وقد طعنوا فی هـذا، وقـالوا. انا نری الشهداء تأکلهم السباع ، ونری المقتول یبقی ایاما الی ان تتـفسـخ و تـنفصل اعضاؤه ، فعود الحیاة الیها مستبعدا ، وان جوزنا کونها حیة عـاقلة، متنعمة عارفة، لزم القول بالسفسطة. الاحتمال الرابع . ان کونهم احیاء مـن طـریق المجاز. قال الاصم البلخی . اذا کان المیت عظیم المنزلة فی الدین، وکـانـت عاقبة یوم القیامة الی السعادة والکرامة، صح ان یقال . انه حی، ولیس بـمیـت ، کـمـا یقال . فی الجاهل الذی لا ینفع نفسه ولا غیره. انه میت ، وکما یقال . للبلید . انه حمار، و للمؤذی انه سبع ، کما قال عبدالملک بن مروان. لما رأی الـزهـری، وعـلـم فـقهـه و تـحـقـیـقـه . ما مات من خلفه مثلک . واذا مات الانسـان ، وخـلف ثـنـاء جـمـیـلا، وذکـرا حسـنا، یقال. علی سبیل المجاز. انه مـامـات. وقـال آخـرون. مـجاز هذه الآیة ان اجسادهم لا تبلی تحت الأرض ، کـما روی أن معاویة لما اراد أن یجری العین الی قبور الشهداء ، أمر بان ینادی. مـن کـان لـه قتیـل فـلیـخـرجـه مـن هـذا الـمـوضـع ، قال جابر. فخرجنا الیهم، فـأخـرجناهم رطاب الأبدان فاصاب المسحاة اصبع رجل منهم، فانفطرت دما. (الـلبـاب فـی عـلـوم الـکتـاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ هجریه)وما روی ابن عباس رضی الله عـنهما انه علیه الصلاة والسلام قال. ارواح الشهداء فی اجواف طیر خضر ترد انهـار الجنة و تأکل من ثمارها و تأوی الی قنادیل معلقة فی ظل العرش. (تفسیر البیـضـاوی لامـام نـاصـر الـدیـن ابی سعید عبدالله بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی)وعن النبی ﷺ "لما اصیب اخوانکم باحد جعل الله ارواحهم فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجـواف طيـر خضر تدور فی انهار الجنة، و تأكل من ثمارها، وتأوی الی قناديل من ذهب ، معلقة فی ظل العرش."(تفسير القرآن الكريم للشيخ الاكبر العارف بـالله الـعـلامة مـحـی الـدين بن عربی المتوفی ۶۳۸ھجريةو أخرج احمد و هناد وعبـد بن حميد و أبوداؤد وابن جرير وابن المنذر والحاكم و صححه والبيهقی فـی الـدلائـل عـن ابن عباس قال. قال رسول الله ﷺ لما اصيب اخوانكم باحد جعل الله ارواحهم فی أجواف طير خضر ترد انهار الجنة، و تأكل من ثمارها ، و تـأوی الـی قناديل من ذهب معلقة فی ظل العرش . فلما وجدوا طيب ماكلهم او مشـربهـم، وحسـن مـقبلهم . قالوا. يا ليت اخواننا يعلمون ما صنع الله لنا . وفی لـفـظ . قـالـوا انـا أحيـاء فـی الـجنة نرزق لئلا يزهدوا فی الجهاد ولا يتكلوا عن الحرب فقال الله. انا ابلغهم عنكم . فانزل الله هؤلاء الآيات ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا ....﴾ الآية.. وما بعدها. (الدر المنثور فی التفسير بالمأثور للامام الحافظ جـلال الـديـن السيـوطـی رحمه الله (ت ۹۱۱ھ) ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا﴾ و قری مشـددا ﴿فـی سبيـل الله﴾ و طـلـب اعـلاء كـلمته ﴿امواتا بل﴾ هم فی قبورهم ﴿احيـاء﴾ حيـاة بـرزخية ﴿عـند ربهم يرزقون﴾ من ثمار جنانه وفی الخبر قال رسـول اللهﷺ ارواح الشهـداء فـی اجواف طير خضر ترد انهار الجنة و تأكل مـن ثمارها و تأوی الی قناديل معلقة فی ظل العرش.(تاج التفاسير للعلامة السيد مـحـمـد عثمان بن ابی بكر بن عبدالله الميرغنی)وقد وردت السنة المطهرة بأن ارواحهم فی اجواف طيور خضر، وانهم فی الجنة يرزقون و يأكلون و يتمتعون. (فتـح الـقدير تاليف محمد بن علی بن محمد الشوكانی المتوفی ۱۲۵۰ھج)سبب النزول. عن ابن عباس قال. قال رسول اللهﷺ "لما اصيب اخوانكم باحد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جعل الله ارواحهم فی جوف طیر خضر، ترد انهار الجنة تأکل من ثمارها و تأوی الی قنادیل من ذهب معلقة فی ظل العرش، فلما وجدوا طیب مأکلهم و مشربهم و مقیلهم قالوا. من یبلغ اخواننا عنا انا احیاء فی الجنة نرزق لئلا یزهدوا فی الجهاد ولا ینکلوا عند الحرب فقال الله سبحانه. انا ابلغهم عنکم فانزل الله ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا﴾ (صفوة التفاسیر للعلامة محمد علی الصابونی)و اخرج عبد بن حمید و ابو داؤد وابن جریر والحاکم و صححه والبیهقی فی الدلائل عن ابن عباس قال. قال رسول اللهﷺ لما اصیب اخوانکم باحد جعل الله ارواحهم فی اجواف طیر خضر ترد انهار الجنة و تأکل من ثمارها و تأوی الی قنادیل من ذهب معلقة فی ظل العرش ، فلما وجدوا طیب مأکلهم و مشربهم و حسن مقیلهم قالوا یا لیت اخواننا یعلمون ما صنع الله لنا ، وفی لفظ قالوا من یبلغ اخواننا انا احیاء فی الجنة لئلا یزهدوا فی الجهاد ، ولا ینکلوا عن الحرب، فقال الله أنا ابلغهم عنکم فانزل هذه الآیات (ولا تحسبن الذین قتلوا) الآیة وما بعدها. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری)اخبرنا محمد بن ابراهیم بن محمد بن یحیٰ اخبرنا اسماعیل بن احمد الخلالی اخبرنا عبدالله بن زیدان البجلی، حدثنا ابو کریب، حدثنا عبدالله بن ادریس، عن محمد بن اسحاق، عن اسماعیل بن امیة ، عن ابی الزبیر ، عن سعید بن جبیر ، عن ابن عباس قال . قال رسول الله ﷺ ولما اصیب اخوانکم بأحد جعل الله ارواحهم فی اجواف طیر خضر ترد انهار الجنة، تأکل من ثمارها وتأ وی الی قنادیل من ذهب معلقة فی ظل العرش ، فلما وجدوا طیب مأکلهم ومشربهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ومقیلهم، قالوا . من یبلغ اخواننا عنا أنا أحیاء فی الجنة نرزق؟ لئلا یزهدوا فی الجهاد ولا یتکلوا عند الحرب، فقال الله عزوجل . أنا ابلغهم عنکم، فأنزل الله تعالیٰ . ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً بل احیاء عند ربهم یرزقون﴾(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید تالیف ابی الحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری (المتوفی ۴۶۸ھ)﴿ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات﴾ قد ذکرنا ان کیفیة ترزیقهم بعلم الله تعالیٰ قوله عز وجل یستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم باخبار الله تعالیٰ ایاهم بحال من یستشهد من اقربائهم و فی الخبر عن النبی ﷺ ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم فی قبورهم فان کان خیرا استبشروا وان کان غیر ذلک قالوا اللهم الهمهم ان یعملوا بطاعتک. (تفسیر زاهدی ۲۶۷)وروی عن عطاء عن ابن عباس قال. قال رسول الله ﷺ لما اصیب اخوانکم یوم احد جعل الله ارواحهم فی اجواف طیر خضر ترد انهار الجنة و تأکل من ثمارها. و تأوی الی قنادیل من ذهب تحت العرش ، فلما وجدوا طیب مأکلهم و مطعمهم و مشربهم ، و رأوا ما (عند) الله لهم من الکرامة (وما هم فیه من النعیم) قالوا یا لیت اخواننا علموا ما أعد الله لنا من الکرامة ، وما نحن فیه من النعیم ، فلم (ینکلوا) عند اللقاء ، ولم یجبنوا عند القتال ، فقال الله تعالیٰ انا ابلغهم عنکم ، فأنزل . ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً بل احیاء عند ربهم یرزقون﴾ (تفسیر سمرقندی ۳۱۴ج۲) فدل ذالک علی انهم احیاء قبل قیام القیامة لاجل التعذیب واذا کان اهل العذاب احیاء قبل قیام القیامة لاجل التعذیب فیکون اهل الثواب احیاء قبله لاجل الاحسان والاثابة بالاولی بان جانب الرحمة والفضل والاحسان ارجه من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جانب العذاب و العقوبة ((حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر البیضاوی مصنف محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی المعروف شیخ زاده المتوفی ۹۵۱ھ، ص ۲۱۰ ج۳) احدهما، انها نزلت فی شهداء احد، روی ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال ، "لما أصیب اخوانکم بأحد، جعل الله أرواحهم فی أجواف طیر خضر، ترد أنهار الجنة، و تأکل من ثمارها ، و تأوی الی قنادیل من ذهب معلقة فی ظل العرش ، فلما وجدوا طیب مأکلهم و مشربهم ، وحسن مقیلهم ، قالوا لیت اخواننا یعلمون بما صنع الله لنا، لئلا یزهدوا فی الجهاد (ولا ینکلوا عن الحرب) قال الله تعالیٰ . أنا أبلغهم عنکم، فأنزل الله تعالی هذه الآیة. وهذا قول سعید بن جبیر ، و ابی الضحیٰ. (زاد المسیر فی علم التفسیر ص ۴۹۹ ج۲)﴾

ولا تحسبن الذین ... اس آیت مبارکہ کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے جو بیان کی وہ مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔

۱۔مصنف ابن ابی شیبۃ۔

۲۔تفسیر قرطبی۔

۳۔تفسیر ابن ابی حاتم۔

۴۔الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز۔

۵۔تفسیر کشاف للزمخشری۔

۶۔تفسیر ابن عربی۔

نیز شہداء کی حیات والی روایت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے بھی درج ذیل کتب میں منقول ہے۔

۱۔تفسیر بیضاوی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوراس جسم کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔اور یہ معنی موت کا ہے نہ کہ حیات کا۔ چنانچہ جو شخص جسم کے ساتھ تعلق روح کا انکار کرتا ہے اگر چہ اس نے موت کا لفظ استعمال نہیں کیا،لیکن جو معنی استعمال کیا ہے وہ موت ہی کا ہے تو رب ذوالجلال نے جس بات سے منع فرمایا تھا انہوں نے وہی بات کہہ دی۔

تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قتل ہو گئے ہیں،موت آ گئی ہے۔اس میں کسی قسم کا شک نہیں لیکن اب تم ان کو مردہ نہ کہو کیونکہ یہ موت آگے نہیں جا رہی **بل احیاء** اب یہاں بھی **احیاء** خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے جو کہ **ھم** ہے اور یہ بھی جملہ اسمیہ ہوگا۔مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حیات ان کو عطاء کی ہے وہ آگے جا رہی ہے۔اب یہاں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ قتل تو شہید کا

.....

۲۔مسند احمد۔

۳۔مسند عبد بن حمید۔

۴۔سنن ابی داود۔

۵۔مستدرک حاکم۔

۶۔دلائل النبوۃ للبیہقی۔

۷۔تفسیر ابن جریر۔

۸۔تفسیر درمنثور۔

۹۔صفوۃ التفاسیر۔

۱۰۔فتح البیان۔

۱۱۔الوسیط۔

۱۲۔تفسیر ثمر قندی۔

۱۳۔زاد المسیر۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جسم ہی ہوا لیکن جو بل کے بعد احیاء کا لفظ ہے یہ روح کے لئے ہے۔ حالانکہ صرف روح کی حیات کوئی حیات نہیں ہے۔

کیونکہ **کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا** کا جو زمانہ ہے اس وقت عالم ارواح میں روح یقیناً موجود تھی اور ہزار ہا برس موجود رہی۔ لیکن اس کو موت کہا جا رہا ہے، حیات نہیں کہا جا رہا اور حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں قادیانیوں کا بھی بالکل یہی طریقہ ہے جو ان مماتیوں کا طریقہ ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ **وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ** میں بھی پہلے قتل کا لفظ ہے۔ پھر اس کے بعد بـــــل کا لفظ ہے اب سارے مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ جس جسم کو یہودی قتل کرنے آئے تھے اسی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اٹھا لیا۔

لیکن مرزا قادیانی کہتا ہے کہ قتل تو اسی جسم کو کرنے آئے تھے لیکن اوپر اللہ تعالیٰ نے روح کو اٹھایا۔ اب اسی طرح ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو جسم قتل ہوا احیاء اسی کے لئے ہے، لیکن مماتی مرزا قادیانی کے طریقے پر چلتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ قتل تو جسم ہی ہوا تھا۔ لیکن احیـــاء کا لفظ روح کے لئے ہے۔ روح زندہ ہے نہ کہ جسم۔ جبکہ آیت مبارکہ صاف یہ بتلا رہی ہے وہی جسم زندہ ہے جو شہید کیا گیا تھا اور جس کو لوگ مردہ کہتے تھے۔ رب ذوالجلال نے اسی جسم کو حیات عطا فرما دی۔

ہاں البتہ ایک فرق ہو گیا کہ شہید، شہید ہونے سے پہلے کھلی حیات کے ساتھ زندہ ہوتا ہے، وہ چلتا ہے، پھرتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، اٹھتا ہے، بیٹھتا ہے، جہاد کرتا ہوا لوگوں کو نظر آتا ہے لیکن شہید ہونے کے بعد جو حیات ہے یہ چھپی حیات ہے۔ ہمارے شعور میں نہیں آتی۔ اس لئے رب ذوالجلال نے فرمایا **ولکن لا تشعرون** کہ وہ تمہارے شعور میں نہیں آئے گی۔ اس لئے تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ حیات ہمارے شعور میں نہیں آتی۔ لیکن اس حیات کا انکار نہیں کر سکتے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ جو حیات شعور میں آتی ہے اس کا ایمان اور کفر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً جیسے اب ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر کوئی ہندو ہمیں دیکھے تو مردہ سمجھے گا یا زندہ؟ یقیناً زندہ سمجھے گا۔ کیونکہ اگرچہ اس کے پاس ایمان نہیں ہے لیکن شعور تو ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ لکھ رہا ہے، یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بول رہا ہے، یہ چل رہا ہے، یہ اٹھ رہا ہے۔تو وہ اس شعور سے حیات کو محسوس کر لے گا اسی طرح کوئی سکھ دیکھے وہ بھی زندہ کہے گا۔ کیونکہ یہ حیات اس کے شعور میں آ رہی ہے۔ اگر چہ اس کے پاس ایمان نہیں ہے۔

لیکن یہ جو حیات ہے اس کا تعلق کفر ایمان کے ساتھ نہیں ہے اور اگر کوئی یہ کہہ ہی دے کہ تو مردہ ہے تو میں جواب میں یہ نہیں کہوں گا کہ تو کافر ہے، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ تو اندھا ہے، تو بہرا ہے۔ یعنی اس کے شعور پر اعتراض کروں گا کہ میں بول رہا ہوں کیا تو میری بات نہیں سن رہا؟ میں حرکت کر رہا ہوں تو مجھے ادھر ادھر حرکت کرتے ہوئے دیکھ نہیں رہا؟ تو میں اس کے شعور پر اعتراض کروں گا کہ تو اندھا ہے، بہرا ہے۔ یہ نہیں کہوں گا کہ تو کافر ہے۔ کیونکہ حیات شعور میں آنے والی ہے۔ کفر ایمان کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے لیکن شہداء کی جو حیات ہے اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ حیات اسی جسم کو ملی ہے کہ جس پر فعل قتل وارد ہوا تھا۔ لیکن تمہیں ان کی حیات کا شعور نہیں۔ کیونکہ پہلی حیات کھلی تھی جو شعور سے معلوم ہوتی تھی اب جو حیات ہے یہ چھپی حیات ہے اس کا تعلق شعور سے نہیں ایمان سے ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کبھی اس حیات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

نکتہ:

حق جل شانہ نے **ولکن لا تشعرون** فرمایا، **ولکن لا یشعرون** نہیں فرمایا تا کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے ان کو تو شہداء کی حیات کا شعور نہیں ہے، لیکن شہداء کو اپنی حیات کا پورا شعور ہے۔

مماتیوں کا دھوکہ:

یہاں ان لوگوں کا ایک دھوکہ یہ ہوتا ہے جس سے سادہ لوگ پھنس بھی جاتے ہیں کہ حضرت ﷺ جب کھلی حیات کے ساتھ دنیا میں تھے سارے صحابہؓ آپ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ سے بات چیت ہوئی، آپ ﷺ امام بنتے صحابہؓ مقتدی بنتے۔ اس وقت اگر صحابہ کرامؓ میں تھوڑا سا بھی اختلاف ہوتا تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیتے اور حضرت رسول پاک ﷺ اس میں فیصلہ بھی فرما دیتے۔ لیکن حضور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہؓ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں شدید اختلافات ہوئے اور جنگوں تک نوبت پہنچی۔لیکن کسی ایک فریق نے بھی روضہ پاک پر حاضر ہوکر یہ نہیں فرمایا کہ حضرت یہ جھگڑا ہے آپ اس میں فیصلہ فرمادیں۔

حق پر سیدنا عائشہ رضی اللہ عنھا ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔حضرت علیؓ ہیں یا معاویہؓ ہیں۔ اس بارے میں کوئی بھی روضہ پاک پر نہیں گیا، پس معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت پاک حیات نہیں ہیں ہم جا کر عرض کریں گے تو حضرت نہ سنیں گے نہ جواب ارشاد فرمائیں گے۔کیونکہ اگر صحابہؓ حیات کے قائل ہوتے تو ضرور اتنے اہم کام کے لئے روضہ پاک پر حاضر ہوکر عرض کرتے۔

جواب:

صحابہ کرامؓ کا روضہ پاک پر حاضر ہوکر عرض نہ کرنا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ صحابہ حیات کے قائل نہیں تھے، بلکہ صحابہ کرام قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ پر ایمان رکھتے تھے کہ ہم جو عرض کریں گے رسول پاک ﷺ سنیں گے لیکن جو آپ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے وہ ہمارے شعور میں نہیں آئے گا۔اس لئے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس کو عام فہم مثال سے سمجھیں۔

مثال:

ایک لڑکے کی گھڑی گم ہوگئی۔اب لوگوں سے لڑتا پھرتا ہے کبھی اِس سے پوچھتا ہے اور کبھی اُس سے کہ میری گھڑی نہیں دیکھی۔میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیوں لڑتے پھرتے ہو؟ کہنے لگا کہ میری گھڑی گم ہوگئی ہے۔میں نے کہا کسی سے پوچھا بھی ہے؟ اس نے کہا ایک سے تو نہیں بیس آدمیوں سے پوچھ چکا ہوں۔اور لڑ بھی چکا ہوں کہ تم بتاتے کیوں نہیں ہو۔

میں نے کہا آپ خود بھی پریشان ہوئے بیس اور آدمیوں کو بھی پریشان کیا، آپ نے کراماً کاتبین سے کیوں نہ پوچھ لیا کہ میری گھڑی کہاں ہے؟ کیا آپ کے کراماً کاتبین مر چکے ہیں یا سنتے نہیں یا جواب نہیں دیتے؟ تو وہ کہے گا وہ زندہ بھی ہیں، سنتے بھی ہیں، جواب بھی دیتے ہیں لیکن وہ جواب میرے شعور میں نہیں آتا اس لئے ان سے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔تو اب دیکھیں کیا اس لڑکے کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرشتوں سے سوال نہ کرنا اس سے کوئی یہ سمجھے گا کہ وہ ان کی حیات کا قائل نہیں یا ان کے سماع کا قائل نہیں یا ان کے جواب دینے کا قائل نہیں ہے۔

یقیناً وہ لڑکا فرشتوں کی حیات کا بھی قائل ہے ان کے سماع کا بھی قائل ہے ان کے جواب دینے کا بھی قائل ہے، لیکن سوال اس لئے نہیں کرتا کہ فرشتوں کا جواب اس کے شعور میں نہیں آئے گا۔

اسی طرح حضرات صحابہ کرامؓ کا سوال نہ کرنا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی حیات کے قائل نہیں تھے بلکہ صحابہ کرامؓ ان تمام باتوں کے قائل تھے لیکن روضہ اطہر پر عرض اس لئے نہیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ جو ارشاد فرمائیں گے وہ ہمارے شعور میں نہیں آئے گا۔

نیز فرشتوں کی حیات کا ہمیں شعور نہیں، تو کیا فرشتوں کو بھی اپنی حیات کا شعور نہیں ہے؟ یقیناً فرشتوں کو اپنی حیات کا شعور ہے۔ اسی طرح جنات کی حیات کا ہمیں شعور نہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنات کو بھی اپنی حیات کا شعور نہ ہو بلکہ جناب کو اپنی حیات کا شعور ہے۔ اسی طرح اگرچہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات کا ہمیں شعور نہیں، لیکن ان کو اپنی حیات کا پورا پورا شعور ہے۔ اسی لئے حق جل شانہٗ نے ولکن لا تشعرون فرمایا ہے۔ **ولکن لا یشعرون** نہیں فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات کے ہمارے شعور میں نہ آنیکی وجہ:

انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات کے ہمارے شعور میں نہ آنیکی وجہ یہ ہے کہ ہمارا شعور فانی ہے اور یہ فانی شعور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فانی حیات کے لئے عطاء فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء کو موت کے بعد جو حیات عطاء فرمائی گئی ہے وہ باقی حیات ہے اور یہ فانی شعور باقی رہنے والی حیات کا ادراک نہیں کرسکتا۔ اب اگر وہ کامل حیات ہمارے شعور میں نہیں آتی تو قصور ہمارے اس فانی شعور کا ہے نہ کہ اس کامل اور باقی رہنے والی حیات کا۔

مثال:

ایک وہ سیب ہے جو ملتان دہلی گیٹ میں بک رہا ہے اور ہمارے شعور میں آرہا ہے اور ایک سیب جنت کا ہے جو ہمارے شعور میں نہیں آتا۔ اسی طرح ایک آگ وہ ہے جو مطبخ میں جل رہی ہے یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہمارے شعور میں آرہی ہے اور ایک جہنم کی آگ ہے جو ہمارے شعور میں نہیں آرہی۔ تو کیا نتیجہ یہ ہوگا کہ جنت کا سیب گھٹیا ہے، کیونکہ وہ ہمارے شعور میں نہیں آتا یا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ اتنا اعلیٰ سیب ہے کہ ہمارا یہ فانی شعور اس کا ادراک نہیں کرسکتا۔

تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے **ولکن لا تشعرون** کہہ کر بات واضح فرمادی کہ وہ حیات بہت اعلیٰ ہے ہمارا یہ فانی شعور اس کا ادراک نہیں کرسکتا۔ نیز **ولکن لا تشعرون** سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہورہا ہے کہ جس جسم کو قتل کیا گیا، جس کو لوگ مردہ کہتے ہیں، شہداء کا، وہی جسم فائز الحیات ہے۔ کیونکہ صرف روح کا شعور تو پہلے کبھی ہوا ہی نہیں تو اس کی نفی کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ پس معلوم ہوا کہ یہ جسم ہی ہے کہ شہید ہونے سے پہلے اس کی حیات کا ہمیں شعور تھا۔ کیونکہ وہ کھلی حیات تھی، اب اسی جسم کو شھادت کے بعد ایسی حیات عطاء فرمادی گئی کہ چھپی حیات ہے اور ہمارے شعور میں نہیں آتی۔

مسئلہ بتانا اور بنانا:

جس طرح مرزائیوں کے مقابلے میں ہم عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام اپنی معتبر اور مسلمہ کتب سے دکھاتے ہیں کہ یہ عقیدہ کسی مسلمان نے بنایا نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ مسلمان شروع سے لے کر آج تک بتاتے چلے آرہے ہیں اور کسی مسلمان نے اس کے خلاف کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اسی طرح عذاب وثواب قبر اور حیات انبیاء فی القبور کا عقیدہ کتب اسلامیہ میں موجود ہے بلکہ اس پر مستقل رسالے لکھے گئے ہیں۔

لیکن ان مسائل کی تردید میں کسی اہل سنت عالم نے کوئی رسالہ نہیں لکھا، بلکہ اگر کسی کی جانب سے حیات انبیاء علیہم السلام کے انکار کا شبہ بھی محسوس ہوا تو اس کو سزا سنادی گئی۔ سیر اعلام النبلاء میں یہ واقعہ لکھا ہے۔

واقعہ:

حضرت امام وکیع ابن الجراح رحمۃ اللہ علیہ جو جمیع اصحاب ستہ کے اجماعی شیوخ میں سے ہیں، جن کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وصال ۱۹۷ھ میں ہوا۔ وہ حج کے لئے مکہ مکرمہ میں تشریف لائے، چونکہ بہت بڑے محدث تھے لوگوں نے حدیث سنانے کی درخواست کی تو آپ کئی دن تک حدیث سناتے رہے ایک دن آپ نے یہ حدیث سنائی کہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دفن سے قبل انگوٹھے کے ناخن مبارک کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔ (اب چونکہ اس بات سے آپ کی عدم حیات کا شبہ ہوتا تھا) اس لئے لوگ اس بات پر مشتعل ہو گئے اور قاضی کے ہاں مقدمہ دائر کر دیا۔

اور قاضی نے پھانسی کی سزا سنا دی۔ اور حضرت وکیع بہت منت سماجت کرتے رہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے میں نے تو بر سبیل تذکرہ ایک روایت بیان کر دی ہے۔ لیکن قاضی صاحب اور سب اہل مکہ اس بات پر مصر تھے کہ ایسی روایت کیوں بیان کی گئی کہ جس سے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر زد پڑے، آخر کار حضرت امام سفیان ثوریؒ نے منت سماجت کے بعد سزا معاف کرائی اور حضرت وکیع سے قاضی وقت نے عہد لیا کہ ایسی روایت آئندہ کہیں بیان نہیں کریں گے۔

اسی طرح امام بیہقیؒ کے دور میں ایک بے دین آدمی نے کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نبی وہ شخص ہوتا ہے جس پر من جانب اللہ وحی آئے اور ساتھ ہی یہ کہا معاذ اللہ وصال کے بعد آپ ﷺ نبی نہیں رہے کیونکہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کو کوئی شعور نہیں ہے۔ تو امام بیہقیؒ کو مسئلہ حیات الانبیاء پر رسالہ لکھنے کی ضرورت پڑی۔ لیکن عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے رد میں کسی اہل سنت کے عالم نے رسالہ نہیں لکھا۔ کرامیہ نے یہ عقیدہ پھیلانے کے لئے امام ابوالحسن اشعریؒ پر بھی جھوٹ بولا کہ وہ بھی اس عقیدے کے تھے۔ حافظ ابن عساکر دمشقیؒ نے اس جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام "**تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری**" ہے۔ اس کتاب کے متعلق فرمایا گیا ہے:

"**کل سنی لا یکون عندہ کتاب التبیین لابن عساکر فلیس من امر نفسہ علی بصیرۃ**". (**الطبقات الکبریٰ**)

ترجمہ..... جس سنی کے پاس یہ کتاب نہیں ہے وہ اپنے معاملہ میں بصیرت پر نہیں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ کتاب ۱۳۴۷ھ میں محدث کبیر شیخ زاہد بن حسن الکوثریؒ کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔
تو جس طرح مرزائی عقیدہ اجرائے نبوت اور عقیدہ وفات مسیح علیہ السلام اہل سنت کی کتابوں میں نہیں دکھا سکتے، اسی طرح منکرین حیات انبیاء علیہم السلام بھی اپنا عقیدہ اہل سنت و جماعت کی کتابوں سے ہرگز نہیں دکھا سکتے اور جس طرح ہم اہل سنت و جماعت مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر دلائل پیش کرتے ہیں تو جو آیت پیش کرتے ہیں اس کی تفسیر میں حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ دکھاتے ہیں، جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کی شرح میں یہ عقیدہ دکھاتے ہیں اور اسلامی کتب سے دکھاتے ہیں کہ یہ عقیدہ متواتر ہے۔
مگر مرزائی قرآن پاک پر جھوٹ بولتے ہیں کسی ایک آیت کی تفسیر میں بھی وہ عقیدہ وفات مسیح علیہ السلام نہیں دکھا سکتے۔ اسی طرح وہ احادیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔ کسی حدیث کی شرح میں کسی مسلمہ عالم نے یہ نہیں لکھا کہ اس حدیث سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہے نہ ہی کسی اسلامی کتاب سے وفات مسیح علیہ السلام کا تواتر دکھا سکتے ہیں۔
بالکل ہمارے مدمقابل فریق کا یہی حال ہے ہم اہل سنت و جماعت اس معہودہ قبر کا قبر ہونا قرآن پاک تفاسیر احادیث شروح کتب عقائد اور تواتر سے ثابت کرتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ جسم مثالی کا قبر ہونا نہ قرآن سے نہ تفاسیر سے نہ احادیث و شروح سے نہ کتب عقائد سے ثابت کر سکتے ہیں۔ ہم عذاب وثواب قبر جن آیات واحادیث سے ثابت کرتے ہیں ان کی تفسیر اور شرح بھی علماء اہل سنت سے بیان کرتے ہیں۔ اور کتب عقائد سے ان کا تواتر بھی ثابت کرتے ہیں۔
لیکن یہ لوگ بدن کے عذاب کی نفی قرآن وحدیث اور ان کی تفاسیر وشروح سے نہیں دکھا سکتے اور نہ ہی ان کا تواتر ثابت کر سکتے ہیں۔ حیات انبیاء فی القبور جن آیات سے ثابت کرتے ہیں ان پر مفسرین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جن احادیث سے ثابت کرتے ہیں ان پر شارحین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ اس عقیدے کا تواتر ثابت کرتے ہیں، کہ اس عقیدہ پر مستقل رسالے لکھے گئے ہیں اور اہل سنت میں سے کسی نے ان کی تردید میں کوئی رسالہ نہیں لکھا۔ لیکن منکرین حیات کسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک آیت یا کسی ایک حدیث کے تحت بھی کسی تفسیر یا شرح میں یہ نہیں دکھا سکتے کہ حیات انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ کفر ہے۔اسی طرح یہ بات کہ سماع موتیٰ کا قائل کافر اور مشرک ہے۔نہ کسی آیت کی تفسیر میں نہ حدیث کی شرح میں نہ کسی عقیدہ کی کتاب میں ہرگز نہیں دکھا سکتے۔

قرآن پاک کی ہر آیت قطعی الثبوت ہے، البتہ اس کی دلالت میں اختلاف ہوسکتا ہے۔اسی لئے فرمایا **یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا** اسی طرح احادیث متواترہ قطعی الثبوت ہیں۔البتہ دلالت میں اختلاف ہوسکتا ہے۔لیکن امت کا اجماع ایسی چیز ہے جو کہ معصوم عن الخطاء ہے اس لئے قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث کا ایسا معنی بیان کرنا جو امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہو۔یقیناً **ضال مضل** لوگوں کا کام ہے۔

جیسے ختم نبوت حیات مسیح علیہ السلام کے اجماعی عقیدوں کے خلاف مرزائی قرآن وحدیث کے غلط مطلب بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں، خدا اور رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔اسی طرح منکرین حیات انبیاء، حیات النبی ﷺ جیسے اجماعی عقیدہ کے خلاف قرآن پاک کی آیات کا غلط مطلب بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔تو اب جب اس ساری تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مسئلہ بتانا اور ہے اور بنانا اور ہے تو ہم لوگ مسئلہ بتاتے ہیں بناتے نہیں اور منکرین حیات انبیاء علیہم السلام مسئلہ خود گھڑ لیتے ہیں اور پھر اس کو قرآن پاک کی آیات کے تحت داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اسی بات کو بتلانے کے لئے میں نے آیت مبارکہ **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون** سے حیات انبیاء علیہم السلام پر جو استدلال کیا ہے یہ میں نے مسئلہ بنایا نہیں ہے بلکہ بتایا ہے۔

آگے ان مفسرین کے حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں جنہوں نے حیات انبیاء علیہم السلام کو ثابت کیا ہے۔

چنانچہ تفسیر ماجدی میں لکھا ہے:

کہ ابن کثیرؒ نے ایک حدیث نبوی نقل کر کے اور استنباط کر کے لکھ دیا ہے کہ ایسی حیات عام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مومنین کو بھی حاصل رہی ہے، البتہ شہداء کا ذکر خاص طور پر ان کی عظمت و اکرام کے لئے قرآن مجید میں کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر ماجدی ص ۵۹ ج ۱)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نور اللہ مرقدہ اپنی مایہ ناز تفسیر میں لکھتے ہیں:

''تو جب عام مومنین کو یہ حیات حاصل ہے تو انبیاء علیہم السلام تو ان سے بہت زیادہ اعلیٰ وارفع ہیں۔''

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یہ حیات شہداء ہی کو عطاء نہیں ہوئی بلکہ آثار اور احکام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں یہ حیات سب سے زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اس کا اثر خارج میں یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی نکاح جائز نہیں ہے بخلاف شہید کے کہ اس کی زوجہ سے نکاح جائز ہے اور صدیق اس حیات ہی میں شہداء سے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔'' (مظہری ص ۲۶۲ ج ۱)

حضرت حکیم الامت تھانوی اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

''اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے بھی کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث تقسیم نہیں ہوتا۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں، پھر شہداء اور پھر معمولی مردے۔ (بیان القرآن ج ۱ ص ۸۸)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اپنی شہرہ آفاق کتاب آب حیات میں اسی میراث کے مسئلہ سے مسئلہ حیات پر استدلال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں کیونکہ عدم اقتضاء وقوع فعل وراثت زوال حیات کی صورت میں متصور ہی نہیں متصور ہے تو حیات میں متصور ہے، لیکن انبیاء کی زندگی زیر پردہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عارض ظاہر بینوں کی نظروں سے مستور ہے، مثل امت ان کی موت میں زوال حیات نہیں چنانچہ ان شاءاللہ واضح ہوجائے گا۔علاوہ بریں ماترکناہ صدقۃ۸ جواس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متروکہ انبیاء صدقہ ہے اس کو مقتضاء ہے کہ کوئی متصدق بھی ہو سو وہ ذوات انبیاء علیہم السلام اور کون ہوگا، پر ان کا متصدق ہونا جب ہی سہی ہوسکتا ہے کہ وہ وقت تصدق بقید حیات ہوں اور وقت تصدق بشہادت ماترکناہ وہ زمانہ ترک ہے، اور ترک اس جگہ بوجہ موت متحقق ہوا تو لا جرم وقت ترک جو وقت موت ہے انبیاء زندہ ہوں گے اور ان کی موت ان کی حیات کی ساتر ہوگی، یعنی یہ موت رافع و دافع نہ ہوگی چنانچہ یہ بات آئندہ خوب آشکارا ہوجائے گی۔اس جگہ سے اہل فہم پر روشن ہوگیا کہ ماترکناہ صدقۃ اور لانورث میں علاقہ علیت ومعلولیت واصلیت وفرعیت ہے، ظاہر میں تو ماترکناہ صدقۃ حکم سابق کے لئے موقع علت میں معلوم ہوتا ہے لیکن اگر برعکس کے لئے تو زیادہ انسب ہے بلکہ وہی صحیح ہے، کیونکہ مضمون جملہ لانورث جو بحکم تقریر گذشتہ نفی موت ہے اور چونکہ یہ اصل مانع ترتب وتعلق میراث ہے ادھر بوجہ عروض موت ظاہر چلہ کشی و پردہ نشینی قبر رسول اللہ ﷺ اموال میں تصرف سے معذور اس لئے اس کی ضرورت ہوئی کہ اپنے کارکن کو اپنے اموال کا جمع خرچ بتلا جائیں۔غرض مضمون لانورث باعث بیان ماترکناہ صدقۃ اور ماترکناہ صدقۃ اپنے صحت میں مضمون لانورث کا محتاج اور یہ دونوں جملے ایک دوسرے کے مؤید و مصحح اور ہر ایک بالاستقلال حیات انبیاء پر شاہد کیونکہ عدم موروثیت اور تصدق دونوں حیات کے ساتھ مخصوص ہیں بجز حیات اور کسی صورت میں یہ دونوں باتیں متصور نہیں۔(آب حیات ص۴۲-۴۳)

حضرت نانوتویؒ کی عبارات کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی میراث کا نہ ہونا یہ بھی دلیل حیات ہے، اس لئے کہ جب انسان سے حیات کا انقطاع ہوتا ہے تب مال دوسروں کا ورثہ بنتا ہے، انسان مورث تب بنتا ہے جب انقطاع حیات ہو۔

یہاں مورث ہونے کی نفی ہے چہ جائے کہ وارث ہونے کی جب مورث ہونے ہی کی نفی ہے تو معلوم ہوا کہ انقطاع حیات ہوا ہی نہیں جب انقطاع حیات ہوا ہی نہیں تو حیات دائمی رہی اس پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوال ہوگا کہ پھر وعدہ موت کا کیا بنا؟ جواب یہ دیا کہ آپ ﷺ کو موت اس صورت میں طاری ہوئی کہ روح مبارک سمٹ کر قلب مبارک میں مرکوز ہوگئی تو آپ کی موت ساتر حیات ہوئی نہ کہ مزیل حیات۔

.....

۸حدیث:لانورث ما ترکناہ صدقة کی تخریج:

فی کتاب فضائل الصحابة من صحیح البخاری (۶۲ب۱۲=ج۴ص۲۰۹-۲۱۰) حدیث الزهری عن عروة بن الزبیر عن عائشة ان فاطمة ارسلت الی ابی بکر تسأله میراثها من النبی ﷺ فیما افاء الله علی رسوله ﷺ تطلب صدقة النبی ﷺ التی بالمدینة وفدک و ما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول الله ﷺ قال : لا نورث ما ترکنا فهو صدقة انما یأکل آل محمد من هذا المال یعنی مال الله لیس لهم ان یزیدوا علی المأکل" وانی والله لا اغیر شیئاً من صدقات النبی ﷺ التی کانت علیها فی عهد النبی ﷺ ولأعملن فیها بما عمل فیها رسول الله ﷺ فتشهد علی ثم قال انا عرفنا یا ابا بکر فضیلتک (و ذکر قرابتهم من رسول الله ﷺ و حقهم) فتکلم ابو بکر فقال والذی نفسی بیده لقرابة رسول الله ﷺ احب الی من ان اصل من قرابتی. و اوسع منه فی کتاب المغازی بباب غزوة خیبر من صحیح البخاری (ک۶۴ب۳۸-ج۵ص۸۲) و فی کتاب الوصایا من صحیح البخاری (ک۵۵ ب۳۲-ج۳ص۱۹۷) و کتاب فرض الخمس منه (ک۵۷ب۳-ج۴ص۴۵) حدیث ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرةان رسول الله ﷺ قال " لا یقسم ورثتی دینارا، ما ترکت – بعد نفقة نسائی و مؤونة عاملی فهو صدقة". قال شیخ الاسلام ابن تیمیة فی منهاج السنة (۲: ۱۵۸) قول النبی ﷺ "لانورث، ما ترکنا صدقة". رواه عنه ابو بکر، و عمر،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و عثمان، و علی، و طلحة، والزبیر، و سعد، و عبدالرحمن بن عوف، والعباس بن عبدالمطلب، و ازواج النبیﷺ، و ابو هریرة و روایة عن هؤلاء ثابتة فی الصحاح والمسانید. و قال قبل ذلک (:۱۵۴) ان الله تعالیٰ صان الانبیاء ان یورثوا دنیا، لئلا یکون ذلک شبهة لمن یقدح فی نبوة بانهم طلبوا الدنیا و ورثوها لورثتهم. ثم ان من ورثة النبیﷺ ازواجه و منهم عائشة بنت ابی بکر و قد حرمت نصیبها بهذا الحدیث النبوی، ولو جری ابو بکر مع میله الفطری لاحب ان ترث ابنته. وفی کتاب فرض الخمس من صحیح البخاری (ک۵۷ب ۱ – ج۴ص ۴۲) حدیث ابن شهاب عن عروة بن الزبیر ان عائشة ام المؤمنین اخبرت ان فاطمة ابنة رسول اللهﷺ سألت ابابکر الصدیق بعد وفاة رسول اللهﷺ ان یقسم لها میراثها ما تکر رسول اللهﷺ مما افاء الله علیه، فقال لها ابو بکر ان رسول اللهﷺ قال ل" لانورث ما ترکناه صدقة" فابا ابو بکر علیها ذلک و قال "لست تارکا شیئا کان رسول اللهﷺ یامر به الا عملت به فانی اخشیٰ ان ترکت شیئا من امره عن ازیغ". وفی الباب نفسه من صحیح البخاری (ج۴ص ۴۲–۴۴) من حدیث الامام مالک بن انس عن ابن شهاب عن مالک بن اوس عن الحدثان النصری، انه قال بینما انا جالس فی اهلی حین متع النهار، اذا رسول عمر بن الخطاب فقال اجب امیر المؤمنین فانطلقت معه ۰۰ فبینما انا جالس عنده اتاه حاجبه یرفأ فقال هل لک فی عثمان و عبدالرحمن بن عوف، والزبیر و سعد بن ابی وقاص، یستأذنون؟ قال نعم، فاذن لهم ..... ثم جلس یرفأ یسیرا ثم قال، هل لک فی علی و عباس؟ قال نعم فاذن لهما فدخلا فسلما فجلسا فقال عباس یا امیر المؤمنین اقض بینی و بین هذا و هما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یختصمان فیما افاء اللہ علی رسولہ ﷺ من بنی النضیر، فقال الرھط، عثمان و اصحابہ، یا امیر المؤمنین اقض بینھما و أرح احدھما من الآخر قال عمر تیدکم، انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض، ھل تعلمون ان رسول اللہ ﷺ قال، لا نورث، ما ترکنا صدقۃ " یرید رسول اللہ ﷺ نفسہ؟ اتعلمان ان رسول اللہ ﷺ قال ذلک؟ قالا، قد قال ذلک (وبعد ان ذکر انہ ﷺ کان ینفق علی اھلہ سنتھم من ھذا المال ثم یجعل ما بقی مجعل مال اللہ، واستشھد علی ذلک فشھدوا، قال) ثم توفی اللہ نبیہ ﷺ فقال ابو بکر انا ولی رسول اللہ ﷺ فقبضھا، فعمل فیھا بما عمل رسول اللہ ﷺ واللہ یعلم انہ فیھا لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی اللہ ابابکر فکنت انا ولی ابی بکر، فقبضتھا سنتین من امارتی، اعمل فیھا بما عمل رسول اللہ ﷺ، وما عمل فیھا ابو بکر واللہ یعلم انی فیھا لصادق بار راشد تابع للحق ثم جئتمانی تکلمانی و کلمتکما واحدۃ و أمرکما واحد، جئتنی یا عباس تسألنی نصیبک من ابن اخیک و جائنی ھذا. یرید علیا. یرید نصیب امرأتہ من ابیھا، فقلت لکما ان رسول اللہ ﷺقال، "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" فلما بد لی ان ادفعہ الیکما قلت، ان شئتما دفعتھا الیکما علی ان علیکما عھداللہ و میثاقہ لتعملان فیھا بما عمل فیھا رسول اللہ ﷺ و بما عمل فیھا ابو بکر و بما عملت فیھا منذ ولیتھا، فقلتما ادفعھا الینا فبذالک دفعتھا الیکما فانشدکم باللہ ھل دفعتھا الیکما بذالک؟ قال الرھط، نعم، ثم اقبل علی علی و عباس فقال، انشدکما باللہ ھل دفعتھما الیکما بذالک؟ قالا، نعم قال افتلتمسان منی قضاء غیر ذلک؟ فواللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض لا اقضی فیھا قضاء غیر ذلک فان عجزتما عنھا فادفعاھا الی فانی اکفیکما ھا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدان کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ابن خراش کو کہا حدیث لا نورث ماترکناہ صدقۃ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس نے کہا باطل ہے میں نے کہا کیوں کہتے ہو کہنے لگا کہ اس میں مالک بن اوس ہے، میں نے کہا کہ وہ تو جلیل القدر تابعی ہے، بعضوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اس کو صحبت (صحابیت) کا شرف حاصل ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے متفق علیہ ہے دس سے زائد صحابہ سے مروی ہے۔ (حاشیہ الرفع والتکمیل ۲۶۹)

اسی طرح صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ حی بجسده و روحه وانه یتصرف و یسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وهو بهئته التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه الشی وانه مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکة مع کونهم احیاء باجسادهم فاذا اراداللہ تعالیٰ رفع الحجاب ان اراد اکرامه برؤیته رأه علی هیته التی هو علیه الصلاة والسلام علیها لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برؤیته المثال و ذهب الی نحو هذا فی سائر الانبیاء علیهم السلام فقال انهم احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج من قبورهم والتصرف فی

.....

واورد البخاری حدیث مالک بن اوس هذا فی کتاب المغازی من صحیحه (ک۶۴ب۱۴ –ج۵ص۲۳–۲۴) من حدیث شعیب عن الزهری عن مالک بن اوس و فی کتاب النفقات من صحیحه (ک ۶۹ب۳– ج۶ ص۱۹۰ –۱۹۲) وفی کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة من صحیحه (ک ۹۶ب۵ ج۸ص۱۴۶ –۱۴۷) وانظر کتاب الفرائض من صحیح البخاری (ک۸۵ب۳) و مسند الامام احمد:۱۱۲ الطبعة الاولیٰ و رقم ۷۷–۷۸ الطبعة الثانیة) (التعلیقات علی العواصم من القواصم: ص ۴۱ دارالکتب العلمیة)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الملکوت العلوی و السفلیٰ.

ترجمہ..... بے شک نبی ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تصرف کرتے ہیں اور سیر کرتے ہیں زمین میں جہاں چاہیں زمین اور ملکوت میں اور وہ اسی ہیئت پر ہیں جس طرح وفات سے پہلے تھے، کوئی چیز ان سے تبدیل نہیں ہوئی۔

اور بے شک وہ غیب ہیں نظروں سے جیسے فرشتے غائب ہیں باوجود زندہ ہونے کے اپنے جسموں کے ساتھ۔ پس اللہ تعالیٰ جب ارادہ کرتے ہیں تو پردے کو اٹھا دیتے ہیں یعنی ارادہ کرتے ہیں کسی کے اکرام کا ان کو دکھانے کے ساتھ تو اللہ دکھاتے ہیں ان کو اسی ہیئت پر جس پر آپ علیہ السلام ہیں۔ اور نہیں ہے کوئی اس سے مانع اور نہ داعی الی التخصیص رؤیت مثالی کے ساتھ۔ (یعنی جسم مثالی کے ساتھ اس کو خاص کرنے کا کوئی داعی نہیں ہے) اور باقی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی (علامہ سیوطیؒ) اسی طرف گئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں بعد قبض ہونے کے، اور ان کو اجازت دی جاتی ہے قبروں سے نکلنے کے بارے میں اور ملکوت اعلیٰ اور سافل میں تصرف کرنے کی۔ (تفسیر روح المعانی ص ۱۳۷ ج ۶۲)

اسی طرح فخر المفسرین علامہ عبدالحق حقانیؒ دہلوی تفسیر حقانی میں اس آیت مبارکہ کے تحت ایک لمبی بحث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ انسان روح یا نفس ناطقہ ہے اور یہ جسم خاکی کہ جو ہم کو دکھائی دیتا ہے اس نفس ناطقہ یعنی روح ہوائی کا (کہ جس کو نسمہ کہتے ہیں) مرکب ہے اعنی نفس ناطقہ تعلق روح ہوائی سے ہے کہ جو لطیف خون کے ابخرات سے پیدا ہوتی ہے اور روح ہوائی کا مرکب یہ جسم ہے۔ جب کسی سبب سے اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے (اور اس ترک تعلق کا نام موت عرفی ہے) تو نفس ناطقہ کو جو جوہر نورانی ہے باقی رہتا ہے اور نہایت عمدہ طرح سے حس وادراک اور شعور وتمیز بھی باقی رہتے ہیں اس میں کافر ومؤمن شہید غیر شہید سب برابر ہیں۔ پس اس معنیٰ سے موت ہے تو جسم کو اور حیات ہے تو نفس ناطقہ کو لیکن کبھی پاک روحوں کا اثر جسم خاکی تک بھی پہنچتا ہے اور یہ جسم سڑتا گلتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور شہداء عظام کے اجساد سے ظاہر ہوا ہے۔ اسی طرح اس موت عرفی میں بھی سب انسان شریک ہیں اس معنی سے شہید اور غیر شہید انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء علیہم السلام سب کو موت ہے **انک میت و انهم میتون. کل نفس ذائقة الموت.** اور اس لئے ان کے بعد ان پر احکامات موت جاری ہوتے ہیں مال میں حصے لگ جاتے ہیں۔ اب حیات شہداء و انبیاء کے یہ معنے ہیں اور آیت میں وہی مراد بھی ہیں کہ جسم سے روح جدا ہو جانے کے بعد روح کو اس عالم قدس میں ہر قسم کا آرام اور عزت نصیب ہو اور چونکہ روح بھی ایک جسم لطیف ہے اس جسمانی خول کے آثار بھی اس میں منطبع ہوتے ہیں اور اس کی نورانی صورت کو اس جسمانی صورت سے بھی ایک ایسی مناسبت ہوتی ہے کہ روح کو وہی شخص روحانی عالم میں کہہ سکتے ہیں اس لئے اس عالم میں کہ جس کو اس عالم سے وہی نسبت ہے جو عالم خواب کو عالم بیداری سے ہے ہر قسم کی لذات میوے اور عمدہ مکان انہار و حور و قصور میسر آتے ہیں اور ان سے لذت پاتے ہیں بالخصوص شہداء کو ان نسمۂ سابق سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہے جس لئے عالم برزخ میں ان کے لئے ایک نہایت عمدہ پیکر عطا ہوتا ہے اور وہ اس پیکر نورانی سے بارگاہ قدس میں جہاں تک چاہتے ہیں طیران کر کے ترقی کرتے ہیں اور اقسام و انواع کے لذات سے مستفید ہوتے ہیں جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے اور اس حدیث میں بھی کہ جس کو شیخین نے روایت کیا ہے کہ شہداء سبز طیور کے قوالب میں آ کر آشیانہ عرش میں رہتے ہیں اور جہاں سے جی چاہتا ہے کھاتے ہیں اسی طرف ایماء ہے۔ اسی طرح وہ جب چاہتے ہیں اس عالم کی طرف بھی نزول کرتے ہیں کبھی لوگوں کو عیاناً بھی دکھائی دے جاتے ہیں مگر ان کے اس حیات جاودانی کو یہ آنکھیں اور یہ حواس نہیں محسوس کر سکتے کہ جو اجسام کثیفہ کے احساس کے لئے مخصوص ہیں اور اسی سے ایک انچ آگے بھی ان کا ادراک نہیں یہ کامرانی دراصل وہ حیات ابدی ہے کہ جس کا آیت میں ذکر ہے اس کے برخلاف کفار و فجار کا اس عالم میں معذب ہونا موت ہے۔ ایک شخص طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہے دوسرا قسم قسم کی نعمتوں میں ہے گو دونوں زندہ ہیں مگر اول الذکر کی زندگی کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زندگی ہے وہ تو موت سے بھی بدتر ہے زندگی تو دوسرے شخص کی ہی ہے اس لئے شہیدوں کو زندہ کہا جاتا ہے اور اسی تعلق خاص کے سبب انکے اعمال حسنہ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور لوگوں کی طرح منقطع نہیں ہو جاتا جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے:

کل ابن آدم یختم علی عملہ اذا مات الا المجاھد فی سبیل اللہ فانہ یبقی لہ عملہ الی یوم القیٰمۃ. لیکن اس حیات میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء بھی شریک ہیں اور اس کے درجات بھی متفاوت ہیں مگر شہیدوں کو تلذذ حاصل کرنے میں خصوصیت خاصہ ہے اور اس لئے جناب نبی کریم ﷺ نے شہادت کی آرزو کی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو اپنی حیات مستعار سپرد کرتا ہے وہ اس کے بالعوض اس کو حیات ابدی عطا کرتا ہے گو وہ لوگ ہم کو نظر نہیں آتے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے **لا تشعرون** فرمایا **لا تعلمون** نہ فرمایا۔ (تفسیر حقانی ص ۵۱۸-جلد ۱)

پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ علامہ موصوف بھی اس حیات میں انبیاء علیہم السلام کو شریک مانتے ہیں۔ اسی طرح مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ اس آیت مبارکہ کے تحت حیات انبیاء علیہم السلام کا اثبات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز وقوت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں۔ مثلاً انکی میراث تقسیم نہیں ہوتی ان کی ازواج دوسروں کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں پھر شہداء، پھر معمولی مردے۔'' (معارف القرآن ج ۱ ص ۳۴۳)

حیات شہداء پر دوسری آیت مبارکہ:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون.

ترجمہ..... ہرگز ہرگز نہ گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے مردہ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلکہ وہ زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اپنے رب کے ہاں۔

اب اس آیت مبارکہ میں حق جل شانہ صاف طور پر یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ زبان سے یہ بات کہنی کہ شہداء مردہ ہیں یہ تو کجا کبھی دل میں وسوسہ بھی نہ ڈالو۔ یعنی عقیدے کے درجے میں تو کجا، خیال اور گمان کے درجے میں بھی دل میں یہ بات نہ لانا کہ جو اللہ کے راستے میں قتل ہو گئے ہیں وہ مردہ ہیں فرمایا احیاء وہ زندہ ہیں عند ربھم یرزقون ان کے رب کے پاس ان کو رزق بھی مل رہا ہے۔

علامہ سخاویؒ جو دو سو کے قریب کتب کے مصنف ہیں، اس آیت مبارکہ کو حیات انبیاء علیہم السلام کی دلیل شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

ومن ادلة ذالک ایضا قوله تعالیٰ و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله..... الخ. فان الشهادة حاصلة له ﷺ علی اتم الوجوه لانه سید الشهداء و قد صرح ابن عباس و ابن مسعود وغیرهما رضی الله عنهما بانه ﷺ مات شهیدا و الله الموفق.

فرماتے ہیں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل میں سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول **ولا تحسبن .....الخ** اس لئے کہ نبی علیہ السلام کو شہادت حاصل ہے۔ اس لئے کہ آپ علیہ السلام سید الشہداء ہیں۔ تحقیق تصریح کی ہے ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے کہ آپ علیہ السلام شہید فوت ہوئے ہیں۔ (القول البدیع: ص ۱۶۸)

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"انهم کالشهداء بل افضل منهم والشهداء احیاء عند ربهم فلا یبعد ان یحجوا او یصلوا. "(نووی: ص ۹۴ ج ۱)

ترجمہ..... بے شک انبیاء شہداء کی مثل بلکہ ان سے بھی افضل ہیں، اور شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ پس نہیں بعید کہ انبیاء حج کریں یا نمازیں پڑھیں۔

علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"ان الأنبیاء بعد ما قبضوا ردت الیهم ارواحهم فهم احیاء عند ربهم کالشهداء.
"(زرقانی شرح مواهب: ج۳ص ۲۳۳)

ترجمہ..... انبیاء کی ارواح وفات کے بعد لوٹا دی گئیں پس وہ شہداء کی طرح اللہ کے ہاں زندہ ہیں۔

اس طرح امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اس آیت سے حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

قد قال الله تعالیٰ فی الشهداء ولا تحسبن الذین قتلوا ..... الخ والانبیاء اولی بذالک فهم اجل و اعظم وقل نبی الا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فیدخلون فی عموم لفظ الآیة.

(اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے: **ولا تحسبن الذین قتلوا..... الخ**) اور انبیاء علیہم السلام اس کے زیادہ لائق ہیں اس لئے کہ وہ زیادہ عظمت اور شان والے ہیں اور نہیں ہے کوئی نبی مگر تحقیق جمع کی گئی ہے نبوت کی وصف کے ساتھ شہادت کی وصف، پس وہ داخل ہوں گے آیت کے لفظ کے عموم میں۔

آگے اسی بات کو مزید پختہ کرنے کے لئے کہ آپ علیہ السلام شہید ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

لئن احلف تسعاً ان رسول الله ﷺ قتل قتلاً احب الی من ان احلف واحداً انه لم یقتل و ذلک ان الله اتخذه نبیاً و اتخذه شهیداً.

ترجمہ..... کہ اگر میں نو مرتبہ قسم اٹھاؤں کہ آپ علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں ایک مرتبہ قسم اٹھاؤں یہ کہ آپ ﷺ قتل نہیں کئے گئے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ تاج الدین سبکیؒ اسی آیت مبارکہ سے مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال تعالیٰ ﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون﴾ فاخبر سبحانہ بأن الشھداء احیاء عند ربھم و الانبیاء اولیٰ بذلک لتقاصر رتبۃ الشھید عن درجۃ النبوۃ قال اللہ تعالیٰ ﴿فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء و الصالحین﴾ فرتبۃ الشھداء ثالث درجۃ النبوۃ".(طبقات الشافعیہ: ج۲ ص ۲۷۹)

ترجمہ.....اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہ گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دئے جاتے ہیں، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی کہ شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام تو اس کے زیادہ لائق ہیں بوجہ شہید کے رتبے کے نبی کے رتبے سے کم ہونے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہدا اور صالحین۔ پس شہداء کا مرتبہ نبوت کے درجے کے تیسرے نمبر پر ہے۔

علامہ قرطبیؒ تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ:

ان الشھداء بعد قتلھم و موتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین و ھذہ صفۃ الاحیاء فی الدنیا و اذا کان فی الشھداء فالانبیاء احق بذالک و اولیٰ.

ترجمہ.....بے شک شہداء قتل کئے جانے کے بعد اور موت کے بعد اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہیں اور خوشخبری دیئے ہوئے ہیں۔ اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے۔ اور جب یہ شہداء میں ہے تو انبیاء علیہم السلام اس کے زیادہ لائق اور حقدار ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ **وقد صح ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء** اور تحقیق صحیح طرح یہ بات ثابت ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو نہیں کھاتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح امام بخاریؒ حضرت عائشہؓ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

کان النبی ﷺ یقول فی مرضه الذی توفا فیه لم ازل اجد الم الطعام التی اکلت بخیبر فهذا اوان انقطاع الابهری من ذالک السم.

ترجمہ..... نبی کریم ﷺ فرماتے تھے اپنے مرض الموت میں کہ ہمیشہ میں محسوس کرتا رہا اس کھانے کی تکلیف کو جس کو میں نے خیبر میں کھایا اور یہ وقت میری پشت کی رگ کے کٹنے کا ہے اس زہر کی وجہ سے۔

آپ علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام اسی زہر کی وجہ سے شہید ہوئے جو خیبر میں آپ ﷺ کو دی گئی۔ پس آپ علیہ السلام کی حیات بھی اسی آیت شہداء سے ثابت ہوئی۔

علامہ سفاردینیؒ لکھتے ہیں:

ان الشهداء بعد موتهم و قتلهم احیاء عند ربهم یرزقون فرحین و هذه صفة الاحیاء فی الدنیا و اذا کان هذا فی الشهداء کان الانبیاء بذالک احق و اولی.(سفاردینی: ج ۲ ص ۳۹)

ترجمہ..... بے شک شہداء اپنی موت اور قتل ہونے کے بعد اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہیں اور یہ دنیا میں زندوں کی صفت ہے۔ جب شہداء کا یہ حال ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو اس شان کے زیادہ حقدار اور اہل ہیں۔

اہل ظواہر کے امام قاضی شوکانی (۱۲۵۵ھ) لکھتے ہیں:

ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء انهم احیاء یرزقون و ان الحیاة فیهم متعلقة بالجسد فکیف بالانبیاء المرسلین.

ترجمہ.....قرآن مجید میں شہداء کے بارے میں نص موجود ہے کہ وہ زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کی حیات جسم کے ساتھ ہے۔ یہ حیات انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کو بدرجہ اولیٰ حاصل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(نیل الاوطار: ص۲۱۴ ج۳)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

ان الذین یصعقون هم الاحیاء و اما الموت فهم فی الاستثناء فی قوله تعالیٰ الا من شاء الله ..... ولا یعارض ما ورد فی هذ الحدیث ان موسیٰؑ ممن استثنا الله لان الانبیاء احیاء عندالله وان کانوا فی صورة الاموات بالنسبة الی اهل الدنیا وقد ثبت ذالک للشهداء ولا شک ان الانبیاء اعلیٰ رتبة من الشهداء وورد الصریح بان الشهداء ممن استثنیٰ الله.

ترجمہ.....جولوگ زندہ ہیں پہلے صاعقہ میں مریں گے اور جو پہلے سے مرے ہیں وہ **الا من شاء الله** کے استثناء میں داخل ہیں۔.....اور یہ بات اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں موسیٰؑ ان میں شمار ہیں جو مستثنیٰ کیئے گئے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سب اللہ کے ہاں زندہ ہیں اگر چہ وہ اہل دنیا کی نسبت سے اموات کی صورت میں ہیں اور یہ مرتبہ شہداء کو حاصل ہے اور انبیاء علیہم السلام تو بلا شک شہداء سے کئی درجہ اعلیٰ ہیں۔اور ان کی مستثنیٰ ہونے کی تصریح موجود ہے۔

(فتح الباری: ج۱۳ص۱۹۶)

عند ربهم کا معنی:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ:

سعید چتروڑ گڑھی سے میرا مناظرہ ہوا اس نے بڑا شور مچایا **عند ربهم** کا معنی آپ کو آتا ہے میں نے کہا کہ آپ بتادیں، کہنے لگا کہ **عند ربهم** کا معنی ہے کہ اللہ کے پاس ان کی زندگی ہے، اس زمین پر بالکل زندگی نہیں ہے۔میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ **عند ربهم** کا تعلق **احیاء** کے ساتھ ہے ہی نہیں بلکہ **یرزقون** کے ساتھ ہے کہ اللہ کے ہاں رزق پا رہے ہیں اور جو تو نے معنی کیا ہے اگر یہی معنی ہے کہ زمین مراد نہیں آسمان یا علیین ہی مراد ہے تو پھر **ان الدین عند الله الاسلام** کا معنی یہ کر کہ اسلام میرے اور میری جماعت کے قریب تو آیا ہی نہیں اللہ نے اوپر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سنبھال کر رکھا ہوا ہے اس لئے میں بالکل مسلمان نہیں ہوں۔

تو یہاں بھی عند اللہ کا وہی معنی کر جو عند ربھم میں عند کا کیا ہے اور اگر بعض مفسرین کچھ احتمالات ذکر کر بھی دیتے ہیں کہ اس کا تعلق احیاء سے بھی ہوسکتا ہے تو وہ پھر یہ بات بھی بتا دیتے ہیں کہ اس کا معنی وہی ہے جو ولکن لا تشعرون کا ہے کہ احیاء تو ہیں لیکن ان کی حیات تمہارے شعور میں نہیں ہے اصل میں صحیح بات یہی ہے کہ عند ربھم کا تعلق یرزقون سے ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ احتمال بیان کر بھی دے کہ اس کا تعلق احیاء کے ساتھ ہے تو بھی یہ ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ پہلی آیت میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حیات اسی جسم کو ہے جس پر قتل کا ورود ہو چکا ہے۔

اب جب ہم کوئی حدیث پڑھتے ہیں تو یہ لوگ شور مچاتے ہیں کہ قرآن پڑھو، اگر ہم قرآن پڑھتے ہیں پھر ان کو حدیث یاد آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ (چونکہ یہ حدیث بمع سند پیچھے حاشیہ میں مذکور ہو چکی ہے، اس لئے یہاں پوری ذکر نہیں کر رہے۔) حضور علیہ السلام سے جب:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شآء ت.

تو دیکھو حضور پاک ﷺ نے خود تصریح کر دی ہے کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں، میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ ہمارا استدلال لفظ بل اور احیاء ہے۔ یہ آل عمران اور بقرہ دونوں میں موجود ہے اور وہاں سرے سے اجمال ہے ہی نہیں کہ جس کی تفصیل کی ضرورت پڑتی کیونکہ وہاں صراحتاً موجود ہے کہ جو جسم قتل ہوا، جس کو لوگ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مردہ کہتے تھے اس کو اللہ نے حیات عطاء فرمادی ہے۔

اور یہ جو روایت ہے یہ آل عمران کی آیت کی تفسیر میں آئی ہے کیونکہ اس آیت مبارکہ میں یرزقون کا لفظ مجمل تھا۔ کہ رزق کس طرح دیا جاتا ہے تو یہ روایت یرزقون کی تفسیر ہے کہ وہ صبح شام جنت کی سیر کرتے ہیں اور ان کی روحیں جنت کا رزق حاصل کرتی ہیں۔ ویسے یہ لوگ دن رات شور مچایا کرتے ہیں:

لا اعتماد علی الاحاد فی باب الاعتقاد.

کہ عقیدے میں خبر واحد کا اعتبار نہیں اور یہاں یہ خبر واحد پر اعتماد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

☆ آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج ☆

☆ احتیاج است احتیاج است احتیاج ☆

عجیب بات:

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

عجیب بات یہ ہے کہ پورے مناظرے میں احمد سعید نے میرے سامنے یہ روایت پیش نہیں کی کیونکہ میں نے پہلے ہی اسے ڈرا دیا تھا جب اس نے ایک روایت پڑھی جس کے راوی ابومعاویہ اور اعمش تھے تو میں نے کہا کہ آپ نے اپنی کتاب دمدمۃ الجمود میں لکھا ہے کہ ابومعاویہ تدلیس کا مریض ہے اور اعمش شیعہ ہے۔ اس لئے ان کی روایتیں قابل قبول نہیں۔

(کیا ابومعاویہ واقعی تدلیس کا مریض اور اعمش شیعہ تھے اس کا جواب آگے اپنے مقام پر آئے گا، اگرچہ یہ حقیقتاً یہ اس طرح نہ بھی ہوں لیکن احمد سعید کا قول اس کے لئے تو حجت تھا، اس لئے حضرت نے اسے یہ بات فرمائی۔)

جو روایت تو نے پڑھی ہے اس میں بھی یہ دونوں راوی ہیں۔

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

چھوٹی سی تیری کتاب ہے تجھے وہ بھی یاد نہیں کہ اس میں تو نے کیا لکھا ہے لوگ اتنی بڑی بڑی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتابیں لکھ جاتے ہیں۔اور پھر حضرت نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ دیکھنا ہوش میں رہنا کہ سبز پرندوں والی حدیث غلطی سے نہ پڑھ بیٹھنا کیونکہ اس کی سند میں بھی یہی ابو معاویہ ہے جس کو تو تدلیس کا مریض کہتا ہے، اعمش شیعہ ہے۔اس لئے کہ تیرا مناظرہ سنیوں کے ساتھ ہے شیعوں کے ساتھ نہیں ہے، یہ روایت شیعوں کو سنا دینا لیکن ہمیں نہ سنانا۔

تو مولوی عبدالخالق وغیرہ جو اس کے ساتھ تھے انہوں نے فوراً مسلم شریف دیکھی جب دیکھا کہ اس کی سند میں تو واقعی ابو معاویہ بھی ہے اور اعمش بھی ہے، تو پھر احمد سعید پورے مناظرے میں میرے سامنے اس روایت کو پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

باقی رہی یہ بات کہ ہم اس کو مانتے ہیں یا نہیں؟ تو ہم بھی اس کو مانتے ہیں کہ یہ خبر واحد کے درجے میں ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔لیکن مانتے کس طرح ہیں اس کو ایک مثال سے سمجھیں۔

مثال:

قرآن پاک میں سورہ احزاب میں آیت مبارکہ ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یتطھر کم تطھیرا.

اب جب آپ قرآن پاک کا یہی رکوع پورا پڑھیں تو اس کے سیاق وسباق میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کا تذکرہ ہے۔ ہر قرآن پڑھنے والے کو یقین آجاتا ہے کہ اس آیت میں جس تطہیر کا ذکر ہے اس کا مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔اسی لئے ان کو ازواج مطہرات کہتے ہیں۔لیکن مسلم شریف میں باب من فضائل الحسنؓ والحسینؓ میں حدیث مبارکہ آتی ہے۔

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه و محمد بن عبداللہ ابن نمیر و اللفظ لابی بکر قالا ثنا محمد بن بشر عن زکریا عن مصعب بن شیبه عن صفیة بنت شیبة قالت قالت عائشة خرج النبی ﷺ غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جائت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تطهیرا.(مسلم شریف ص ۲۸۳ ج ۲)

ترجمہ..... بیان کیا ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ ابن نمیر نے اور یہ لفظ ابوبکر کے ہیں فرمایا انہوں نے بیان کیا ہمیں محمد بن بشر نے زکریا سے انہوں نے مصعب بن شیبہ سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی اقدس ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ پس آئے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام نے ان کو داخل کر لیا پھر آئے حسینؓ پس آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنے پاس داخل کر لیا، پھر تشریف لائیں فاطمہؓ پس آپ نے ان کو داخل کر لیا پھر آئے حضرت علیؓ پس آپ نے ان کو داخل کر لیا، اور پھر فرمایا **انما یرید اللہ** ..... **الخ**.

اب اس حدیث مبارک کے بارے میں تین فرقے بن گئے، ایک رافضی جو قرآن کا انکار کر گئے کہ قرآن پاک میں آیت تطہیر سے ازواج مطہرات نہیں مراد، کیونکہ حضور پاک ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اہل بیت سے یہ پانچ مراد ہیں۔ اس لئے امہات المؤمنین اس سے مراد نہیں ہیں۔ چنانچہ روافض نے یہ کہا اور اس آیت کے سیاق وسباق کا بالکل انکار کر دیا دوسری طرف خارجی کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ قرآن میں آیت تطہیر سے مراد ازواج مطہرات ہیں لہذا یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے اور خبر واحد جب قرآن کے خلاف ہو تو اس کو نہیں مانا جائے گا۔ اس لئے ہم حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ، حضرات حسنین کریمینؓ کو اس آیت میں شامل نہیں سمجھتے۔

تو روافض قرآن کا انکار کر گئے، خوارج حدیث کا انکار کر گئے، لیکن اہل سنت والجماعت نے کہا کہ ہم قرآن بھی مانتے ہیں قرآن کے درجے میں، اور حدیث بھی مانتے ہیں حدیث کے درجے میں ہم کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات اس آیت کا قرآنی مصداق ہیں اور یہ چاروں حضرات اس آیت کا حدیث کی وجہ سے مصداق ہیں۔

کیونکہ جب انعام دیا جاتا ہے تو جو اسمیں شامل نہیں بھی ہوتا اس کو بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے اس کو بھی کچھ دے دو۔ کیونکہ ازواج مطہرات اس آیت کا قرآنی مصداق ہیں اسی وجہ سے اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موقعہ پر جب حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ میں بھی چادر میں آجاؤں؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان سے بہتر ہے اور تو پہلے ہی سے شامل ہے۔ تو ازواج مطہرات کا تو بغیر دعا کرنے کے ہی آیت میں شامل ہیں اور ان چار حضرات کو دعا کر کے اللہ کے نبی ﷺ شامل فرما رہے ہیں۔ تو ہم اہل سنت قرآن کو بھی مانتے ہیں اور ازواج مطہرات کو اس آیت کا مصداق سمجھتے ہیں اور حدیث اگرچہ خبر واحد کے درجے میں ہے لیکن اس کو حدیث کے درجہ میں مانتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جب دعا مانگی تو اللہ نے قبول فرمالی۔ اسی لئے یہ چاروں حضرات بھی آیت تطہیر کا دوسرے نمبر پر مصداق ہیں۔ تو ہم نے آیت بھی مانی اور حدیث بھی مانی۔

اسی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جس جسم کو قتل کیا گیا ہے اس کو موت آ گئی، کیونکہ شہداء مرنے سے پہلے کوئی کہتا ہی نہیں جب موت آئیگی تو اس کو شہید کہا جائے گا۔ تو جب موت آئی تو موت کے سارے وعدے پورے ہو گئے، لیکن اس کے بعد اسی جسم کو مردہ کہا جا رہا تھا۔ جس کو شہید کہا جاتا ہے کبھی کسی نے آج تک روح کو شہید نہیں کہا اور نہ ہی روح شہید ہوتی ہے۔ تو جس جسم کو دنیا شہید کہتی ہے وہ یہی جسم ہے۔ جب شہید کو غسل دیا جا رہا ہوتا ہے تو اسی جسم کو غسل دیا جا رہا ہوتا ہے۔

روح کو کوئی غسل نہیں دیتا۔ شہید کو دفن کیا جا رہا ہے، شہید کو چارپائی پر لٹایا ہوا ہے، دفن بھی اسی جسم کو کیا جاتا ہے، چارپائی پر بھی یہی جسم لیٹا ہوا ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ میت کا لفظ اور شہید کا لفظ اسی جسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو جب شہداء کو زندہ کہا قرآن پاک نے تو روح کا اس جسم کے ساتھ تعلق ثابت ہو گیا۔ کیونکہ حیات روح کے جسم کے ساتھ تعلق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

پس قرآن پاک سے روح کا جسم سے تعلق ثابت ہو رہا ہے اور حدیث میں اس روحانی سیر کا تذکرہ ہے جو شہداء رزق حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ روح خواہ جنت میں ہو لیکن اس کا تعلق شہداء کے جسم کے ساتھ بھی ہوتا ہے، جیسے آپ کی روح خواب میں مکہ پہنچی ہوئی ہو تب بھی جسم کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے۔ تو اگر یہ مان لیا جائے کہ قرآن کے کہنے کے مطابق روح کا تعلق یہاں جسم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ بھی ہے اور حدیث کے مطابق صبح وشام روحانی سیر بھی ہوتی ہے تو ہم نے قرآن کو بھی مانا اور احادیث کو بھی مان لیا۔ کیونکہ ہم خارجیوں اور رافضیوں کی طرح قرآن وحدیث میں ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان معاذ اللہ کشتی کے قائل نہیں ہیں کہ ان کی کشتی کرا کے دیکھیں کہ کون جیتتا ہے جو جیت جائے گا اس کی بات مان جائیں گے۔

جیسے تورات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور یعقوبؑ کے درمیان ساری رات کشتی ہوتی رہی نہ یعقوبؑ گرتے تھے اور نہ اللہ تعالیٰ گرتے تھے آخر جب پو پھٹنے لگی تو اس تعالیٰ نے یعقوبؑ سے کہا مجھے چھوڑ دے لوگ دیکھ کر کیا کہیں گے کہ یہ خدا کا حال ہے۔ لیکن یعقوبؑ نے کہا میں نہیں چھوڑتا جب تک مجھے نبوت نہیں دو گے۔ پھر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ کچھ نہ ہوا تو یعقوب کا عضو مخصوص پکڑ کر کھینچ دیا جس سے آپؑ کچھ لنگڑے ہو گئے۔

مکمل عبارت یہ ہے:

اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا جب اس نے دیکھا کہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اس کی ران کے اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی، اور اس نے کہا کہ مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی ہے یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دوں گا تب اس نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا یعقوب۔ اس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور دو آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ (پیدائش باب ۳۲ فقرہ ۲۴ تا ۲۹)

تحریف شدہ تورات میں ایسی باتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں ہم لوگ ایسی باتوں کے قائل نہیں ہیں، نہ اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان کشتی کے قائل ہیں اور نہ مجتہد اور نبی کے درمیان، نہ رسول خدا سے لڑتا ہے اور نہ مجتہد نبی سے لڑتا ہے۔ رسول بھی اللہ کی باتوں کا ترجمان ہوتا ہے اور مجتہد بھی نبی کی باتوں کا ترجمان ہوتا ہے۔ اب ہم نے قرآن بھی مانا اور حدیث بھی مانی اور یہ لوگ کہتے ہیں، وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پرندے جسم مثالی ہیں، ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی مخلوق پیدا کی ہے سب سے پیاری شکل انسان کی بنائی ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم .

اور سب سے باعزت شکل بھی انسان کو دی ہے اور **ولقد کرمنا بنی آدم** اب ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا پرندوں کی جو شکل ہے یہ انسان کی شکل سے زیادہ بہتر ہے یا پرندوں کی شکل انسان کی شکل سے زیادہ باعزت ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ انسان کی شکل پیاری باعزت ہے، پرندوں کی جو شکل ہے وہ جسم مثالی نہیں بلکہ وہ شکل ہے ان سواریوں کی، جن پر وہ سوار ہو کر وہاں تک پہنچتی ہیں۔

جیسے آپ حج پر جاتے ہیں واپس آ کر بتاتے ہیں کہ ہم جس جہاز پر حج کے لئے گئے وہ مچھلی کی شکل کا تھا۔ کوئی بے وقوف نہیں کہتا کہ وہ جو مچھلی کی شکل کا جہاز ہے وہ حاجی صاحب کا جسم مثالی تھا، وہ جسم مثالی نہیں بلکہ وہ تو ایک سواری ہے۔ اگر کوئی مماتی گدھے پر سوار ہو کر جا رہا ہو تو گدھا اس کی سواری ہے، یہ نہیں کہیں گے کہ وہ گدھا اس مماتی کا جسم مثالی ہے اور مماتی لوگ اپنے لئے ایسی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ عجیب بات ہے کہ شہداء جنہوں نے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیا ان کے لئے اس قسم کی حماقتیں ماننے کے لئے بڑی جلدی تیار ہو جاتے ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

رزق تو ساری دنیا کا اللہ ہی کے پاس ہے پھر یہاں **عند ربھم** کہہ کر تخصیص کیوں کی؟

جواب:

اس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہاں رزق ملنے میں اسباب کا دخل ہے کہ پیالہ ہمیں مہیا کرنا پڑے گا رزق اس میں ڈالا جائے گا اب وہ رزق سارا ایک اللہ ہی سے آئے گا۔ پھر ہمارا پیالہ حلال ہوگا تو رزق حلال رہے گا اور اگر گندہ برتن لے جائیں گے تو رزق گندہ ہو جائے گا۔ تو جس قسم کا ہمارا پیالہ ہوگا رزق اسی قسم کا ہوگا۔ چونکہ یہاں ہم اسباب کے محتاج ہیں اور وہاں یہ تعلق نہیں ہے اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے اس کو عند ربھم کہہ دیا گیا ہے۔

سوال:

احمد سعید نے ابومعاویہ کو مدلس اور اعمش کو شیعہ کہا ہے کیا وہ واقعی شیعہ ہیں؟

جواب:

ابومعاویہ کے بارے میں تو بعض نے شیعہ لکھا ہے لیکن اعمش تو امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں۔

تو پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ اسماء الرجال میں شیعہ کا لفظ اس معنی میں نہیں آتا جس میں ہم لوگ آج استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ اسماء الرجال فن کی اصطلاح میں شیعہ کہتے ہیں ان لوگوں کو جو حضرت علیؓ کو صرف حضرت عثمانؓ سے افضل مانتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف ص ۴۳۳ پر علوی اور عثمانی کا لفظ بھی ہے۔ کہ جو شیعان عثمانؓ تھے وہ عثمانی کہلاتے تھے اور جو شیعان علیؓ تھے وہ علوی کہلاتے تھے۔

اسی معنی کے اعتبار سے دو چار صحابہؓ بھی حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شیعہ کے لفظ میں آجاتے ہیں، اسی وجہ سے شیعہ حضرات ان حضرات کا اکثر نام لیتے رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو حضرت علیؓ کو سب صحابہؓ سے افضل مانتے ہیں، حتی کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ سے بھی افضل مانتے ہیں ان کے لئے اسماء الرجال میں رافضی کا لفظ یا غالی رافضی کا لفظ استعمال ہوتا ہے، پھر یہ لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایک وہ ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے حضرت علیؓ کو افضل مانتے ہیں لیکن سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو برحق مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حق تو حضرت علیؓ کا ہی تھا لیکن جب حضرت علی المرتضیٰؓ نے خود سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اس میں لڑنے کا کیا حق ہے؟ اور یہ تفضیلی کہلاتے ہیں۔ جن کو اسماء الرجال والے غالی یا رافضی شیعہ کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ سب صحابہ کو گنہ گار قرار دیتے ہیں ان کے لئے رافضی خبیث، یا رافضی محترق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے چونکہ اہل کوفہ اکثر حضرت علیؓ کی حمایت میں تھے، اس لئے عام طور پر ان کو شیعان علیؓ لکھ دیا جاتا ہے اس سے وہ اصطلاحی شیعہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مراد نہیں ہیں جو آج کے رافضی کے معنی میں ہے۔مزید تحقیق آگے آرہی ہے۔

واضح رہے ابو معاویہ نامی راوی امام احمدؒ کا استاد ہے، اور امام اعمش جو ہیں یہ امام صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے، (مناقب ذہبی ص۲۹) امام اعمش سے چند مسائل دریافت کئے گئے، امام ابوحنیفہ بھی وہاں موجود تھے، تو امام اعمش نے فرمایا آپ اس کا جواب دیں، تو امام صاحب نے سب مسائل کا جواب دیا اس پر امام اعمش نے فرمایا یہ جواب آپ نے کس دلیل سے دیئے؟

امام صاحب نے عرض کیا ان احادیث سے جو آپ سے میں نے روایت کیں، اور پھر چند احادیث معہ سند کے سنا دیں، تو محدث اعمش نے فرمایا بس تجھے یہی کافی ہے کہ جو احادیث میں نے سو دن میں پڑھائیں تو نے ایک ساعت میں سنا دیں میرے خیال میں نہیں تھا کہ آپ ان احادیث پر بھی عمل کریں گے، اور پھر فرمایا کہ فقہاء کی جماعت تم طبیب ہو اور ہم محدثین پنساری ہیں۔ امام صاحب سے فرمایا آپ نے دونوں طرفوں کو جمع کرلیا۔(یعنی احادیث کو بھی اور فقہ کو بھی) (سرتاج المحدثین ص۲۴۸)

اس کے علاوہ یہ حوالہ **ما تمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه، مناقب سیمری ص۱۳ ذیل الجواهر المضیه ص۴۸۵، مناقب ذهبی ص۵۲** بھی موجود ہے۔

آیت نمبر۳:

قال یلیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین.

اب یہ خطاب اسی شخص کو ہو رہا ہے جس کے بارے میں فرمایا:

و جاء رجل من اقصی المدینة یسعی.

یعنی جو بھاگا آرہا ہے اور جس کو شہید کیا گیا ہے اور شہید اسی جسم کو کہتے ہیں۔ چونکہ شہید کی قبر بھی جنت کا باغ ہے اس لئے کہا جارہا ہے کہ اسمیں داخل ہو جا۔ اور وہ شہید اسی قبر میں باتیں کررہا ہے

یلیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....کہ کاش میری قوم جانتی اس بات کو کہ بخش دیا مجھے میرے رب نے اور بنا دیا مجھے اکرام کئے ہوئے لوگوں میں سے۔

اب اس کی یہ باتیں کرنا دلیل حیات ہے یا دلیل موت ہے؟ یقیناً دلیل حیات ہے۔اس لئے کہ جب کلام ثابت ہو گیا تو حیات بھی ثابت ہو گئی۔

اعتراض:

قرآن پاک میں آتا ہے:

" قیل ادخل الجنة"اسے اسی وقت کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

جواب:

یہ قیامت کو کہا جائے گا۔

اعتراض:

قیل ماضی کا صیغہ ہے معلوم ہوا کہ کہا جا چکا ہے۔

جواب:

اسی سورۃ میں آگے و نفخ فی الصور آیا ہے۔نفخ بھی ماضی کا صیغہ ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صور پھونکا جا چکا ہے؟ جو آئندہ یقینی ہونے والی بات ہے اس کو ماضی سے تعبیر کر دیتے ہیں۔نیز آگے تفاسیر کے حوالے بھی آرہے ہیں ان میں غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوگا۔

.....

قال المفسرون. ارادوا القوم قتله، فاقبل هو على المرسلين . فقال. (انى آمنت بربكم ايها الرسل فاسمعون) اى اسمعوا ايمانى واشهدوا لى به. وقيل انه خاطب بهذا الكلام قومه لما ارادوا قتله تصلبا فى الدين و تشددا فى الحق، فلما قال هذا القول و صرح بالايمان و ثبوا عليه فقتلوه. و قيل وطئو ه بارجلهم ،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقیل حرقوه ، وقیل حفروا له حفیرة و ألقوه فیها . وقیل انهم لم یقتلوه بل رفعه الله الی السماء فهو فی الجنة . وبه قال الحسن، وقیل نشروه بالمنشار (قیل ادخل الجنة) ای قیل له ذلک تکریما له بدخولها بعد قتله کما هی سنة الله فی شهداء عباده . وعلی قوله من قال انه رفع الی السماء ولم یقتل یکون المعنی . انهم لما ارادوا قتله نجاه الله من القتل، وقیل له ادخل الجنة فلما دخلها و شاهدها (قال یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین) (فتح القدیر تالیف محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ هج)(قیل ادخل الجنة) فی التفسیر . انه لما قال هذا القول وثب القوم علیه وثبة واحدة فوطئوه بارجلهم حتی قتلوه ، وحکی هذا عن ابن مسعود ، ویقال . وطئوه حتی خرج قصبه من دبره، فادخله الله الجنة ، فهو ثم حی یرزق ، وهو معنی قوله. (قیل ادخل الجنة) وقوله. (یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی) ای. بمغفرة ربی لی ، قال قتادة . نصحهم حیا ومیتا، وقوله. (وجعلنی من المکرمین) ای. ممن دخل الجنة ، ومن ادخل الجنة فقد اکرم، ومن أدخل النار فقد اهین. المجلد السادس قوله تعالی. (مما خطیئاتهم) ای. من خطیئاتهم، (اغرقوا فادخلوا نارا) یعنی . اغرقوا فی الدنیا، وادخلوا نارا فی الآخرة ، وقیل . هو فی القبر . وعن الحسن قال. البحر طبق جهنم . وقیل . البحر نار ثم نار. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)قال القاضی ابو محمد رحمه الله . وهنا محذوف تواترت به الاحادیث والروایات ، وهو انهم قتلوه ، واختلف. کیف ؟ قال قتادة وغیره.رجموه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـالـحـجارة، وقال ابن مسعود. مشوا علیه باقدامهم حتی خرج قصبه من دبره ، فـقیـل لـه عـند موته. (ادخل الجنة) ، وذلک . والله اعلم. بان عرض علیه مقعده مـنهـا، و تـحقق انه من سکانها برویته ما اقر عینه ، فلما تحصل له ذلک تمنی ان یعلم قومه بذلک ، فقیل . اراد بذلک الاشفاق والنصح لهم، ای . لو علموا ذلک لآمنوا بالله . (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عـطیه الاندلسی)"قیل ادخل الجنة" ای ثوابا علی صدق ایمانک و فوزک بسببه بـالشهـادـة "قال یا لیت قومی یعلمون" بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین" ای لیـقبـلـوا عـلـی مـا اقبـلـت عـلیـه، ویضحوا لاجله النفس والنفیس. (تفسیر الـقـاسـمـی الـمسـمـی مـحـاسن التاویل تالیف علامة الشام محمد جمال الدین الـقاسمی)وقال الحسن . حرقوه حرقا وعلقوه فی سور المدینة ، وقبره فی سور أنـطـاکیة حـکـاه الثعلبی . وقیل . حفروا له حفیرة وألقوه فیها ، وقیل . انهم لم یـقتـلـوه بـل رفعه الله الی السماء وهو فی الجنة ، وبه قال الحسن وقال السدی. رمـوه بـالـحـجـارـة وهـو یـقـول . الـلهـم اهد قومی ، حتی قتلوه . وقیل نشروه بـالـمـنشـار حتـی خـرج مـن بیـن رجـلیـه ، فوالله ما خرجت روحه الا فی الجنة فـدخـلها فذلک قوله تعالی. (قیل ادخل الجنة) ای قیل له ذلک عند موته تکریما لـه بـدخـولهـا بـعد قتله کما هی سنة الله فی شهداء عباده ولم یذکر لفظ (له) فی نـظـم الآیة لان الغرض بیان القول دون المقول له فانه معلوم، وعلی قول من قال انـه رفـع الی السماء ولم یقتل یکون المعنی .انهم ارادوا قتله فنجاه الله من القتل وقیـل لـه . ادخـل الـجـنة وفیه دلیل علی أن الجنة مخلوقة الآن. (فتح البیان فی مقاصد القرآن تالیف صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

)(قولہ فرجموہ فمات) قال ابن مسعود و وطؤہ بارجلھم حتی خرجت أمعاؤہ من دبرہ والقی فی بئر وھی الرس وھم اصحاب الرس وفی روایۃ أنھم قتلوا الرسل الثلاثۃ قال السدی رموہ بالحجارۃ وھو یقول اللھم اھد قومی حتی قتلوہ وقال الکلبی حفروا حفرۃ وجعلوہ فیھا و رموا فوقہ التراب فمات ردما وقال الحسن حرقوہ حرقا وعلقوہ فی سور المدینۃ وقبرہ فی سور انطاکیۃ حکاہ الثعلبی وقال القشیری والحسن لما اراد القوم أن یقتلوہ رفعہ اللہ الی السماء فھو فی الجنۃ لا یموت الا بفناء السماء وھلاک الجنۃ فاذا اعاد اللہ الجنۃ أدخلھا وقیل نشروہ بالمنشار حتی خرج من بین رجلیہ فواللہ ما خرجت روحہ الا فی الجنۃ فدخلھا فذلک قولہ تعالی قیل ادخل الجنۃ فلما شاھدھا قال یا لیت قومی یعلمون --- الخ. اہ قرطبی وفی الخازن لما قتلوہ غضب اللہ لہ فعجل لھم العقوبۃ فأمر جبریل فصاح بھم صیحۃ واحدۃ فماتوا عن اخرھم فذالک قولہ تعالی وما انزلنا علی قومہ الخ (قولہ قیل لہ عند موتہ ادخل الجنۃ) عبارۃ أبی السعود قیل لہ ذلک لما قتلوہ اکراما لہ بدخولھا کسائر الشھداء وقیل لما ھموا بقتلہ رفعہ اللہ الی الجنۃ قال الحسن وعن قتادۃ أدخلہ اللہ الجنۃ وھو فیھا حی یرزق. (الفتوحات الالھیۃ سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشھیر بالجمل المتوفی سنۃ ۱۲۰۴)و قیل معناہ و وجبت لک الجنۃ فھو خیر بانہ قد استحق ھؤلاء ولا یکون الا بعد البعث ولم یأت فی القرآن انہ قتل فقال الحسن لما أراد قومہ قتلہ رفعہ الی السماء فھو فی الجنۃ لا یموت الا بفناء السموٰت وھلاک الجنۃ فاذا أعاد اللہ الجنۃ دخلھا وقیل لما قال ذلک رفعوہ الی الملک فطول معھم الکلام لیشغلھم عن قتل الرسل الی ان صرح لھم فوثبوا علیہ فقتلوہ بوطہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الارجل حتی خرج قلبه من دبره وألقی فی بئر وهی الرس وقال سدی رموه بالحجارة وهو یقول اللهم اهد قومی حتی مات . وقال الکلبی رموه فی حفرة والقو التراب علیه فمات وعن الحسن حرقوه حرقا و علقوه فی باب المدینة و قبره فی سور النطاکیة شروه بالمناشیر حتی خرج من بین رجلیه وعن قتادة أدخله الله الجنة وهو فیها حی یرزق . قوله تعالیٰ بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین وفی النسخة التی طالعنا من تفسیر ابن عطیة وقرأ الجمهور فاسمعون بفتح النون . قال أبو حاتم هذا خطأ لا یجوز لانه أمر فاما حذف و واما کسر ها علی جهة النباء انتهی یعنی یاء المتکلم والنون للوقایة وقوله وقرأ الجمهور حش ولا یکون الله اعلم الا من الناسخ بل القراء مجمعون فیما أعلم علی کسر النون سبعتم دهم الا ما روی عن عصمة عن عاصم من فتح النون ذکر فی الکامل مؤلف أبی القاسم و لعل ذلک وهم من عصمة . وقال ابن عطیة هنا محذوف تواترت به الاحادیث والروایات وهو قتلوه فقیل له عند موته ادخل الجنة ذلک والله اعلم. بأن عرض علیه مقعده منها و تحقق انه من فرأی ما اقرأ عینه فاما حصل ذلک تمنی أن یعلم قومه بذلک. (تفسیر البحر المحیط ص ۳۲۹ ج۷)

وقال ابن عباس. القی فی البئر، وهو الرس ، کما قال ﴿واصحاب الرس﴾ وقال قتادة قتلوه بالحجارة وهو یقول رب اهد قومی فانهم لا یعلمون ، وقال مقاتل اخذوه و وطؤوه تحت اقدامهم حتی خرجت امعاؤه ثم القی فی البئر، وقتلوا الرسل الثلاثة فلما ذهب بروح حبیب النجار الی الجنة ف ﴿قیل﴾ له ﴿ادخل الجنة قال یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی﴾ و ذلک حین دخلها و عین ما فیها من النعیم ، تمنی أن یسلم قومه، فقال ﴿یا لیت قومی یعلمون بما غفرلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن پاک نے شہداء کی حیات بعبارت النص ذکر فرمائی ہے اور یہ حیات عوام کی حیات سے اقویٰ ہوتی ہے۔ان کے اجسام مطہرہ بھی محفوظ رہتے ہیں۔ہماری جو یہ حیات ہے یہ فانی حیات ہے اور شہید کو یہ حیات عطا فرمائی گئی ہے وہ ہمیشہ کی حیات ہے۔اب یہ لوگ اس قبر کا انکار کر کے کوئی قبر بھی نئی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔اور اس عذاب وثواب قبر کا انکار کر کے عذاب وثواب بھی نیا تلاش کرتے پھرتے ہیں۔اور جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ذکر کیا ہے اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مماتی.....گستاخ رسول ﷺ؟:

اب یہ جو دنیا والی ہماری حیات ہے یہ فانی حیات ہے لیکن میں اگر آپ کو تین یا چار مرتبہ کہوں او مُردو او مُردو۔تمہیں یقیناً غصہ لگے گا حالانکہ اس حیات کے بعد موت یقیناً آنی ہے۔تو جب فانی حیات والے کو مردہ کہنا اس کی توہین ہے،تو جس کو اللہ نے ہمیشہ ہمیشہ کی حیات عطا فرمائی ہے کیا اس کو مردہ کہنا اس کی توہین نہیں ہے؟اس لئے ہم ان (مماتیوں) کو کہتے ہیں کہ مردار وان کو مردہ نہ کہو۔اس پر ایک لطیفہ یاد آیا:

لطیفہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے حضرت حکیم الامتؒ کا فرمان سنایا:

حضرت تھانویؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت غیر مقلد کیا چیز ہوتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ان کا پہلا قدم سلف پر بدگمانی اور دوسرا قدم بدزبانی ہے۔عرض کیا گیا کہ حضرت یہ تو بڑا علمی دعوی کرتے ہیں،حضرتؒ نے فرمایا علم ان کا یہ ہے کہ سرقہ ابن حجرؒ سے زبان ابن حزمؒ والی علامہ ابن حجر عسقلانیؒ

.....

ربی﴾ بالذی غفرلی ربی ، و یقال بمغفرتی ، ویقال ، بماذا غفرلی ربی ، فلو علموا لامنوا بالرسل ، ثم قال ﴿وجعلنی من المکرمین﴾ ای الموحدین فی الجنة نصح لهم فی حیاته، و بعد وفاته. (تفسیر سمرقندی ص۹۸ ج۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے سرقہ کر کے ابن حزمؒ والی زبان استعمال کرتے ہیں۔حضرتؒ سے عرض کیا گیا کہ ان کا درجہ کیا ہے؟

فرمایا: ایک آدمی بانسری بجا رہا تھا بجاتے بجاتے نیچے سے ہوا خارج ہوگئی تو بانسری منہ سے ہٹا کر جلدی سے وہاں رکھ دی کہ پہلے تو ہی بجالے۔تو جو خواہ مخواہ درمیان میں ٹوں ٹاں کر رہی ہے اس لئے تو ہی بجالے۔مجتہد کی مثال منہ کی ہے۔

اہل سنت کی خوبی:

حضرت رئیس المناظرینؒ نے فرمایا:

اہل سنت والجماعت کی مذہب کے جہاں اور سینکڑوں خوبیاں ہیں ان میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں گستاخیاں نہیں ہیں۔باقی جتنے فرقے آپ کو نظر آئیں گے ہر فرقہ کی بنیاد کسی کینے پر ہے۔ کسی کو نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ سے کینہ ہے، کسی کو نبی پاک ﷺ کے اہل بیتؓ سے کینہ ہے۔صرف ایک اہل سنت والجماعت ایسا مذہب ہے جس کو کسی سے کینہ نہیں۔جنہوں نے بھی دین کی خدمت کی اہل سنت کے ہاں سب قابل احترام ہیں۔اور آخرت میں بھی یہی سرخرو ہوں گے۔

آج حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی دامت برکاتھم رافضیوں کی گالیاں سن سن کر بھی صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان کرتے ہیں، تو قیامت کے دن یقیناً حضرات صحابہ کرامؓ حضرت تونسوی کو آوازیں دیں گے تونسوی ادھر آؤ ہم آپ کی شفاعت کریں کیونکہ آج ہماری شفاعت سنی جا رہی ہے۔

امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خارجیوں کی گالیاں سن سن کر بھی اہل بیتؓ کے فضائل بیان کر رہے ہیں، تو قیامت کے دن حضرت علیؓ اور حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین قاضی صاحب کو بھولیں گے نہیں، بلکہ کہیں گے قاضی ادھر آؤ تم نے گالیاں سن سن کر بھی ہماری حمایت کی ہے، آج ہماری سفارش سنی جا رہی ہے آؤ ہم تمہاری سفارش کرتے ہیں۔تو یہ سب حضرات قیامت کے دن سفارش کریں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ شعرانیؒ کا کشف:

علامہ شعرانیؒ اپنے کشف کے بارے میں میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ:

میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ پل صراط پر چار ٹھہرنے کی جگہیں بنی ہوئی ہیں اور چار جگہوں پر چاروں امام کھڑے ہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ اور اپنے اپنے مقلدین کو گذار رہے ہیں اور میدان قیامت میں دیکھا کہ حنفیوں کا حساب ہو رہا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ پاس کھڑے ہیں۔

علامہ شعرانیؒ کے کشف سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی سفارش سنی جائے گی۔

ان آیات سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بدلالت النص ثابت ہے اب شہید کی حیات قرآن پاک سے بعبارت النص ثابت ہوگئی اور شہید کا مرتبہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین .

پہلا مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، دوسرا صدیقین کا، تیسرا شہداء کا، چوتھا صالحین کا۔ تو جب شہید کی حیات قرآن پاک سے بعبارت النص ثابت ہے تو صدیق کی حیات بدلالت النص ثابت ہوگئی اور نبی کی حیات اس سے بھی بہت زیادہ اعلیٰ دلالت کے ساتھ ثابت ہوگئی۔

چنانچہ قاضی شمس الدین صاحب بھی یہی لکھتے ہیں:

قرآن کریم میں اس مسئلہ کی صراحت کہیں بھی نہیں۔ ہاں شہداء کے حق میں ارشاد ہے **بل احیاء ولکن لا تشعرون** اس سے بطور دلالت النص سمجھ میں آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کہ جن کا درجہ شہداء سے بھی بہت بڑا ہے وہ بعد الوفات زندہ ہیں اور اس طرح علماء کرام نے زادھم اللہ شرفاً نے یہ مسئلہ قرآن سے نکالا۔ دلالت النص اسے کہتے ہیں کہ ایک چیز مذکور ہو دوسری اس سے بطور اولیٰ سمجھ میں آئے اس دور میں، اور پہلے دور میں، اس کے ساتھ اتنا ایمان ہونا کافی تھا کہ یہ حضرات زندہ ہیں جس زندگی کا ہمیں شعور نہیں اور بس۔ (مسالک العلماء ص ۲۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جس طرح عبارت النص قطعی ہے اسی طرح دلالت النص بھی قطعی ہے کیونکہ دلالت النص کا مدار علت پر نہیں لغت پر ہوتا ہے۔

یونس نعمانی نے بھی اپنے اشتہار میں یہ بات مان لی ہے کہ اس آیت مبارکہ سے حیات شہداء بعبارۃ النص ثابت ہے۔ اور حیات انبیاء بدلالۃ النص ثابت ہے۔ اور نیلوی صاحب نے بھی ندائے حق میں یہ بات مان لی ہے کہ دلالت النص بھی عبارۃ النص کی طرح قطعی ہوتی ہے۔ چنانچہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

یہ حیات انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ (قرآن سے) دلالت النص کے ذریعے ثابت ہے اور جو حکم دلالت النص کے ذریعہ سے ثابت ہوتا ہے وہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے عبارت النص سے ثابت شدہ حکم قطعی ہوتا ہے۔ (ندائے حق ۳۸ ج ۲)

اب یہ لوگ کہتے ہیں قرآن پاک میں شہید کا لفظ ہے، ہمیں نبی کا لفظ دکھا دو۔ جواب یہ ہے کہ نبی کا لفظ صراحتاً دکھانے کی ضرورت نہیں اور احادیث میں تو نبی کا لفظ آیا ہے **الانبیاء احیاء فی قبورھم**.

لیکن قرآن پاک سے نبی کی حیات چونکہ بدلالت النص ثابت ہے اس لئے صراحتاً نبی کا لفظ مذکور نہیں۔

ایک مماتی مولوی کا قصہ:

حضرتؒ نے فرمایا:

ایک مماتی مولوی مجھے کہنے لگا کہ آیت مبارکہ میں شہید کا لفظ ہے نبی کا لفظ نہیں ہے۔ میں نے کہا شہید کا لفظ تو میں نے دکھا دیا ہے اور شہید کو یہ مرتبہ صرف اور صرف نبی علیہ السلام کی تابعداری کی برکت سے ملا ہے اگر وہ نبی پر ایمان نہ رکھتا، اگر نبی کی تابعداری نہ کرتا تو لوگ اس کو کبھی بھی شہید نہ کہتے اور نہ ہی وہ شہید ہوتا۔ شہادت اس کو ملی ہی حضرت پاک ﷺ کی تابعداری کی وجہ سے ہے۔ اس لئے سارے شہداء کی حیات کو اکٹھا کیا جائے تو نبی پاک کی حیات ان سب سے اعلیٰ اولیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور ارفع ہے۔

مماتی مولوی کہتا ہے نہیں نبی کا لفظ لکھا ہوا دکھاؤ۔ حضرت نے کہا شہید کے لفظ سے ہم بدلالت النص انبیاء علیہم السلام کی حیات مراد لیتے ہیں۔ دلالۃ النص کی مثال سمجھانے کے لئے حضرتؒ نے اسے کہا اگر تیرا بیٹا تجھ سے لڑ پڑے تو تو اسے کہے کہ قرآن کہتا ہے **فلا تقل لهما اف** کہ ماں باپ کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور تو مجھے جوتے مار رہا ہے وہ کہے اف تو میں نہیں کہہ رہا جوتے ہی مار رہا ہوں۔ تو کہے گا جب اف کہنا حرام ہے جس سے والدین کو تھوڑی ایذا پہنچتی ہے تو جو اس سے زائد ایذا پہنچانے والی ہے یعنی جوتے مارنا یہ تو بطریق اولی حرام ہوگی۔ تو اگرچہ قرآن پاک میں جوتے کا لفظ نہیں لکھا ہوا کہ والدین کو جوتے نہ مارنا، تھوک کا ذکر نہیں کہ والدین کے منہ پر نہ تھوکنا، پیشاب کا ذکر نہیں کہ والدین کے منہ پر پیشاب نہ کرنا، لیکن یہ ساری باتیں اسی آیت سے بدلالۃ النص منع ہوگئیں۔

کیونکہ جب تھوڑی ایذا دینا جائز نہیں تو زیادہ ایذا یعنی جوتے مارنا، پیشاب کرنا، والدین کے منہ پر تھوکنا یہ بالاتفاق حرام ہوگئیں۔ تو اب جو لڑکا **فلا تقل لهما اف** کو مان کر والدین کو جس طرح اف نہیں کہتا اسی طرح جوتے بھی نہیں مارتا ان کے منہ پر بھی نہیں تھوکتا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی ایذاء انہیں نہیں پہنچاتا۔ اس کی مثال حیاتی کی ہے۔ اور جو اف تو نہیں کہتا لیکن کبھی والدین کے منہ پر جوتے مارنا شروع ہو جاتا ہے،، کبھی ان کے منہ پر تھوکنا شروع ہو جاتا ہے، کبھی ان کے منہ پر پیشاب کرنا شروع کر دیتا ہے اور جب اسے کہا جائے کہ والدین کو جوتے نہ مارو تو آگے سے یہ کہتا ہے کہ مجھے قرآن میں یہ دکھاؤ کہ کہاں جوتوں کا لفظ لکھا ہوا ہے، کہاں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

اگر یہ لفظ نہیں دکھاؤ گے تو میں جوتے مارتا رہوں گا۔ تو اس لڑکے کی مثال مماتیوں کی طرح ہے۔ کہ جس طرح یہ لڑکا عبارت النص کو مانتا ہے کہ والدین کو اف نہیں کہتا لیکن دلالۃ النص کو نہیں مانتا اور ان کو جوتے مارتا ہے اور ان کو ایذاء پہنچا رہا ہے۔ اسی طرح مماتی بھی شہید کی حیات کو تو مانتا ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ عبارت النص سے ثابت ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی حیات جو بدلالۃ النص ثابت ہے اور شہداء کی حیات سے کہیں زیادہ اعلیٰ، اولیٰ اور ارفع ہے اس کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔

چونکہ قرآن پاک میں بظاہر صرف اف کہنے سے منع کیا گیا ہے اسی لئے ابن حزم ظاہری نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ والدین کو اف کہنا تو حرام ہے لیکن والدین کے منہ پر پیشاب کرنا حرام نہیں ہے۔ کیونکہ ابن حزم ظاہری تھا اس لئے اس نے محلی میں لکھا ہے کہ کوئی پانی میں کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل بھی کر لے۔ کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پانی میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ لیکن پاخانہ پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، کیونکہ پاخانہ کا لفظ حدیث میں نہیں آیا اور پیشاب بھی براہ راست پانی میں کرنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے۔ اگر برتن میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اگر کنارے پر کیا اور بہہ کر پانی میں چلا گیا تو پانی ناپاک نہیں ہوا۔ گویا اس کے نزدیک پیشاب ناپاک نہیں پیشاب کی دھار کم بخت ناپاک ہے اور پھر کہتا ہے وہ پانی اسی شخص کے لئے ناپاک ہے جس نے اس میں پیشاب کیا، دوسروں کے لئے ناپاک نہیں۔ دوسرے اس سے وضو کر سکتے ہیں۔

اسی طرح یہ حدیث کہ کتا اگر برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھوؤ، اس حدیث کے تحت لکھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں جو چیز ہوگی وہ ناپاک ہوگی، اگر آپ نے ہاتھ پر کوئی چیز رکھی اور کتا چاٹ رہا ہے ساتھ آپ بھی چاٹ رہے ہیں تو یہ ناپاک نہیں ہے کیونکہ ہاتھ برتن نہیں ہے۔ اسی طرح **کان یباشر وھو صائم** کے تحت لکھتا ہے کہ یہ ماضی استمراری کا صیغہ ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے روزہ رکھنے کے بعد بیوی سے اتنی مباشرت کرنا کہ فریقین کو انزال ہو جائے یہ سنت اور باعث ثواب ہے۔ اس کی ظاہر پرستی کا عجیب حال ہے۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ یہ مماتی بھی ابن حزم کی طرح ظاہر پر چلتے ہیں۔ اور دلالۃ النص کو نہیں مانتے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب والدین کو اف کہنا حرام ہے تو جوتے مارنا بطریق اولی حرام ہے کیونکہ اف کہنے پر والدین کو تھوڑا صدمہ ہوتا ہے اور جوتے مارنے سے زیادہ تو جب تھوڑا صدمہ پہنچانا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حرام ہے تو زیادہ صدمہ پہنچانا بطریق اولی حرام ہوگا۔اسی طرح جب شہید کی حیات ثابت ہوگئی تو نبی کی حیات بطریق اولی ثابت ہوگئی۔

سعید چتروڑ گڑھی کا واقعہ:

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

میرا مناظرہ سعید چتروڑ گڑھی سے ہوا تو وہ آیت پڑھتا اور مرزا قادیانی کہ طرح غلط ترجمہ کرتا۔ میں نے اس کو کہا کہ تو ترجمہ مرزا قادیانی کی طرح کرتا ہے کسی ایک مفسر کا حوالہ پیش کر کہ اس نے اس آیت کا یہ مطلب لیا ہو جو تو نے لیا ہے۔اب جب میں نے آیت شہداء تلاوت کی تو اس نے بدلہ اتارنے کے لئے مجھ سے کہا کہ اگر اس آیت سے کسی سنی مفسر نے انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت کی ہے تو حوالہ دے میں اپنی ناک کٹوا دوں گا۔

چنانچہ میں نے حوالے پڑھنے شروع کر دیئے میں ایک حوالہ پڑھتا پھر اس سے پوچھتا کہ اب تیری ناک کتنی رہ گئی ہے تا کہ میں دوسرا حوالہ اس حساب سے پڑھوں۔اب سعید کے ساتھی اس پر بڑے پریشان ہوئے ایک نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس کو ہم جانے نہیں دیں گے بلکہ دریا میں غرق کریں گے، کیونکہ اس نے آج ہمیں بڑا ذلیل کیا ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں بائیس حوالے پیش کئے کہ مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال کیا ہے۔

دلالۃ النص کی ایک اور مثال:

رسول پاک ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ جنات حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت لوگوں کو منع فرما دیں کہ یہ ہڈی اور گوبر سے استنجا نہ کریں ان میں ہماری خوراک ہے۔اب اس سے فقہاء نے بدلالۃ النص یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جانوروں کی خوراک سے بھی استنجا ناجائز ہے کیونکہ ہمیں نظر آتا ہے کہ اسے جانوروں نے کھانا ہے۔اب جب جانوروں کی خوراک سے ناجائز ہے تو انسانوں کی خوراک سے بطریق اولی ناجائز ہے۔

تو اب اگر کوئی مماتی یہ کہے کہ ہڈی اور گوبر کے بارے میں آیا ہے کہ اس سے استنجا نہ کرو، لیکن یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہاں آیا ہے کہ پراٹھے سے استنجا نہ کرو، حلوے سے استنجا نہ کرو۔ میں تو حلوے اور پراٹھے سے استنجا کروں گا۔ یا مجھے حدیث میں پراٹھے اور حلوے کا لفظ دکھاؤ کہ حضورﷺ نے پراٹھے اور حلوے سے استنجا کرنے سے منع کیا ہو، تو اس قسم کی ضدوں کا نام ان لوگوں نے قرآن رکھا ہوا ہے۔ کرتے ہیں ضد اور کہتے ہیں کہ ہم قرآن مانتے ہیں، ان بے چاروں کے پاس اس قسم کی شرارتوں کے علاوہ دلیل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

جب شہداء کی حیات بعبارۃ النص ثابت ہے انبیاء علیہم السلام کی حیات بدلالت النص ثابت ہوگئی اب جب انبیاء علیہم السلام علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات بدلالۃ النص قرآن پاک سے ثابت ہوگئی تو ان لوگوں کی یہ بات کہ وہ احادیث جن میں حیات انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے وہ قرآن کے خلاف ہیں یہ غلط ہوگئی۔

آیت رابعہ سے حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال:

واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة يعبدون. (الزخرف آیت ۴۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت پاکﷺ سے فرمایا کہ پہلے نبیوں سے پوچھ لو کہ ہم نے کبھی کسی نبی کو توحید کے خلاف پیغام دے کر بھیجا ہے؟ سارے نبی ہی توحید کا پیغام لے کر آئے، چنانچہ شب معراج میں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، یہ آیت حیات انبیاء علیہم السلام کی واضح دلیل ہے۔ یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ چنانچہ صاحب جلالین اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

قيل هو على ظاهره بان جمع له الرسل ليلة الاسراء

ترجمہ..... کہا گیا ہے کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے بایں طور کہ آپ علیہ السلام کے لئے رسولوں کو جمع کیا گیا۔

اسی آیت کے تحت جلالین کے حاشیہ میں ہے:

عن عطاء عن ابن عباس لما اسرى بالنبى ﷺ بعث الله آدم وولده من المرسلين

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فصلی بهم فلما فرغ قال له جبرئیل سل یا محمد من ارسلنا من قبلک فقال النبی ﷺ لااسئل فقد اکتفیت قال وهذا قول الزهری و سعید بن جبیر و ابن زید وقالو جمع له الرسل لیلة الاسراء فلم یسئل.

ترجمہ.....حضرت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں جب نبی علیہ السلام کو معراج کروایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم اوران کی اولاد سے جو رسول تھے رسولوں کو بھیجا پس آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی پس جب فارغ ہوگئے تو جبرئیلؑ نے آپ سے عرض کیا اے محمد ﷺ آپ ان رسولوں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا سوال کیجئے، پس آپ ﷺ نے فرمایا میں سوال نہیں کرتا۔ پس تحقیق میں نے اکتفاء کرلیا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ یہی قول ہے امام زہریؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ اور ابن زیدؒ کا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے لئے معراج کی رات تمام رسول جمع کئے گئے۔

علامہ جلال الدینؒ سیوطی اسی آیت کے تحت اسی قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اخرج سعید بن منصور و عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن سعید بن جبیر فی قوله واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا قال لیلة اسری به لقی الرسل.

ترجمہ.....سعید بن منصور وعبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر حضرت سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے قول **واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا** کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا معراج کی رات آپ علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ (تفسیر درمنثور: ص۱۹ ج۶)

علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المتوفی ۷۲۵ھ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فروی عن ابن عباس فی روایة عنه لما اسری بالنبی ﷺ بعث الله عز وجل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لـه آدم وولـده مـن الـمرسلين فاذن جبريل ثم اقام وقال يا محمد تقدم فصل بهم فلما فرغ من الصلوة قال له جبريل سل يا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلناالآية فقال النبیﷺ لا اسئل قد اکتفيت وهذ قول الزهری وسعيد بن جبيـر وابـن زيد قالو جمع له الرسل ليلة اسری به وامره ان يسئله فلم يشک ولـم يسئل فعلی هذ القول قال بعضهم هذه الآيت نزلت ببيت المقدس ليلة اسری بالنبیﷺ.

ترجمہ.....حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے رسولوں کو بھیجا پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی پھر اقامت کہی اور عرض کیا: اے محمدﷺ آگے بڑھیں اور ان کو نماز پڑھائیں۔ پس جب آپﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو عرض کیا آپ سے جبرئیل نے اے محمدﷺ سوال کیجئے ان رسولوں سے جن کو ہم نے آپﷺ سے پہلے بھیجا پس نبی علیہ السلام نے فرمایا میں سوال نہیں کرتا تحقیق میں نے اکتفا کیا۔ یہی قول زہری سعید بن جبیر اور ابن زید کا ہے۔ انہوں نے کہا جمع کئے گئے آپ کے لئے رسول جس رات آپ معراج کے لئے گئے اور آپ حکم دیئے گئے کہ آپ ان سے سوال کریں پس آپﷺ نے شک نہ کیا اور نہ سوال کیا پس اسی قول کے مطابق ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ آیت معراج کی رات بیت المقدس میں نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن ص۱۱۴ ج۶)

صاحب تفسیر قرطبی ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قـال لـقـی الـرسـل ليلة اسری به وقال الوليد بن المسلم فی قوله تـعـالیٰ واسئل من ارسلنا ..... الخ قال سئلت عن ذالک خليد بن دعـلج فحدثنی عن قتادة قال سئلهم ليلة اسری به لقی الانبياء و لقی آدم و مالک خازن النار.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....فرمایا سعید بن جبیر نے اللہ تعالیٰ کے قول واسئل من ارسلنا.....الخ کہ ملے آپ ﷺ رسولوں سے معراج کی رات اور کہا ولید بن مسلم نے اللہ تعالیٰ کے قول واسئل من ارسلنا .....الخ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سوال کیا اس بارے میں خلید بن دعلج سے پس انہوں نے مجھے بیان فرمایا حضرت قتادہؒ سے کہ حضرت قتادہؒ نے فرمایا سوال کیا آپ علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام سے سوال کیا اس رات جس رات آپ ﷺ معراج کرائے گئے۔ ملاقات کی آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام سے اور ملاقات کی آدم سے اور جہنم کے داروغہ مالک سے۔(تفسیر قرطبی ج۱۴ص۹۵)

علامہ حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

وقال عبدالرحمن بن زید بن اسلم و اسئلهم لیلة الاسراء فان الانبیاء علیه السلام جمعوا له.

اور فرمایا عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے (اس سوال کرنے کے حکم کا وقت بتاتے ہوئے واسئل ھم لیلۃ الاسراء) سوال کرتو ان سے لیلۃ الاسراء پس انبیاء علیہم السلام آپ کے لئے جمع کئے گئے۔(تفسیر ابن کثیر: ج۴ص۲۲۸)

اسی طرح صاحب فتح القدیر اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قال الزهری و سعید بن جبیر و ابن زید ان جبریل کان ذالک للنبی ﷺ لما اسری به فالمراد سوال الانبیاء فی ذالک الوقت عند ملاقاته لهم وبه قال جماعة من السلف.(تفسیر فتح القدیر: ص۵۵۷ ج۴)

کہ فرمایا زہری اور سعید ابن جبیر نے اور ابن زید نے کہ بے شک جبرئیل نے فرمایا نبی علیہ السلام کو جب آپ ﷺ معراج کرائے گئے پس مراد انبیاء علیہم السلام کے سوال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے اس وقت میں انبیاء علیہم السلام سے آپ ﷺ کی ملاقات کا ہے۔ اور اسی کے ساتھ قول کیا ہے سلف سے ایک جماعت نے۔

علامہ ابو محمد الحسین الفراء البغوی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

قال عطاء عن ابن عباس لما اسری بالنبی ﷺ بعث الله له آدم وولده من المرسلین فاذن جبرئیل ثم اقام وقال یا محمد تقدم فصل بهم فلما فرغ من الصلوة قال له جبرئیل سئل یا محمد من ارسلنا من قبلکمن رسلنا الآیة فقال رسول الله ﷺ لا اسئل فقد اکتفیت وهذا قول الزهری وسعید بن جبیر وابن زید. قالوا جمع الله له المرسلین لیلة اسری به وامره ان یسئلهم فلم یشک ولم یسئل.

ترجمہ..... حضرت عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے رسولوں کو بھیجا پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی پھر اقامت کہی اور عرض کیا اے محمد ﷺ آگے بڑھیں اور ان کو نماز پڑھائیں۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو عرض کیا آپ سے جبرئیلؑ نے اے محمد ﷺ سوال کیجئے ان رسولوں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا پس نبی علیہ السلام نے فرمایا میں سوال نہیں کرتا تحقیق میں نے اکتفا کیا، یہی قول زہری سعید بن جبیر اور ابن زید کا ہے۔ انہوں نے کہا جمع کیا اللہ نے ان کے لئے رسولوں کو جس رات آپ معراج کے لئے گئے اور آپ حکم دیئے گئے کہ آپ ان سے سوال کریں پس آپ ﷺ نے نہ شک کیا اور نہ سوال کیا۔ (تفسیر معالم التنزیل)

اور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخین نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا گندمی رنگ، دراز قامت، گھنگریالے بال ایسے معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنواۃ کے ایک مرد ہیں۔ (تفسیر مظہری ج۶ ص۳۵۳)

.....

۹ آیت واسئل من ارسلنا کے تفسیری حوالہ جات:

قوله عز وجل. (واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا) فيه ثلاثة اقاويل. احدها. يعنى الانبياء الذين جمعوا له ليلة الاسراء، قاله ابن عباس، وابن زيد، وكانوا سبعين نبيا منهم ابراهيم و موسى وعيسى، عليهم السلام. فلم يسألهم لانه كان اعلم بالله منهم، قاله ابن عباس. (النكت والعيون تفسير الماوردى تصنيف ابى الحسن على بن محمد بن حبيب الماوردى البصرى) والقول الثانى فى الآية. ما رواه عطاء عن ابن عباس. ان الله تعالىٰ جمع المرسلين ليلة الاسراء فى مسجد بيت المقدس ثم ان جبريل اذن، ثم اقام، ثم قال للنبى ﷺ. تقدم وصل بهم، فلما فرغ من صلاته، قال له. "وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا و زعم بعضهم انه سالهم فاجابوا وقالوا. ما امرنا الله تعالىٰ الا بالتوحيد والاخلاص. وفى بعض التفاسير ان ميكائيل قال لجبريل. هل سال محمد الرسل عما امر به؟ فقال. لا، كان اشد يقينا واعلم بالله من ان يسأل عن ذلک. (تفسير القرآن للامام العلامة شيخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابى المظفر السمعانى منصور بن محمد بن عبدالجبار التميمى المروزى الشافعى السلفى) فى القرطبى قال ابن عباس وابن زيد لما اسرى برسول الله ﷺ من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى وهو مسجد بيت المقدس بعث الله له آدم و من دونه من المرسلين و جبريل مع النبى ﷺ فأذن جبريل عليه السلام. واقام الصلوة ثم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال یا محمد تقدم فصل بهم فلما فرغ رسول الله ﷺ قال له جبریل ﷺ سل یا محمد من أرسلنا من قبلک من رسلنا أجعلنا من دون الرحمن آلهة یعبدون فقال رسول اﷺ لا أسأل قد اکتفیت قال ابن عباس و کانوا سبعین نبیا منهم ابراهیم و موسی علیهم الصلاة والسلام فلم یسألهم لانه کان اعلم بالله منهم وفی غیر روایة ابن عباس فصلوا خلف رسول الله سبعة صفوف المرسلون ثلاثة صفوف والنبیون أربعة صفوف و کان یلی ظهر رسول اللهﷺ ابراهیم خلیل الله وعلی یمینه اسماعیل وعلی یساره اسحق ثم موسی ثم سائر المرسلون فصلی بهم رکعتین فما انفتل قائم قام فقال ان ربی اوحی الی ان اسالکم هل ارسل احد منکم بدعوة الی عبادة غیر الله تعالیٰ فقالوا یا محمد اما نشهد أما ارسلنا اجمعین بدعوة واحدة أن لا اله الا الله وأن ما یعبدون من دونه باطل وأنک خاتم النبیین و سید المرسلین قد استبان ذلک بامامتک ایانا و انه لا نبی بعدک الی یوم القیامة الا عیسی ابن مریم فانه مأمور أن یتبع اثرک اه وفی الکرخی قوله قیل هو علی ظاهره الخ أی قال الزهری و سعید بن جبیر وابن عباس فی روایة عطاء ان الله تعالیٰ لما جمع الرسل لیلة المعراج فی بیت المقدس و فرغ من الصلاة نزلت هذه الآیة والانبیاء حاضرون لدیه فقال بعد سلامه لا أسأل فقد کفیت ولست شاکا فیه لان المراد بالامر بالسؤال التقریر والتفهیم لمشرکی قریش انه لم یأت رسول من الله ولا کتاب بعبادة غیر الله وعلی هذا تکون الآیة مکیة ای نزلت قبل الهجرة. (الفتوحات الالهیة سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی سنة ۱۲۰۴) و یقال ﴿واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا﴾ یعنی سل المرسلین، فلقی النبیﷺ الانبیاء لیلة المعراج و صلی بهم ببیت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو ان تمام تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کو تو فوت ہوئے ۲۲۰۰ سال گزر چکے ہیں (تاریخ یہود) اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق ۱۸۰۰ سال گزر چکے ہیں اور آپ ﷺ ۲۲۰۰ سال یا ۱۸۰۰ سال کے بعد ملاقات فرما رہے ہیں۔ اور ظاہری بات ہے کہ آپ ﷺ کی یہ ملاقات موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوئی ہے۔ اسی جسد عنصری کے ساتھ ہوئی جس موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی گئی تھی اور تورات کسی مثیل موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دی گئی تو یہ ملاقات بھی مثیل موسیٰ علیہ السلام سے نہیں ہوسکتی، اور نہ یہ خواب یا کشف میں جسم مثالی کے ساتھ ملاقات کا ذکر ہے اس لئے کہ خواب یا کشف میں دیکھنے کو ملاقات نہیں کہتے بلکہ زیارت کہتے ہیں۔

جیسے مثال اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے فلاں بات پوچھ آئیں آپ کو شیخ الحدیث صاحب کا شناختی کارڈ مل گیا آپ وہی بات شیخ الحدیث کی تصویر سے پوچھنے لگے تو کیا واقعتاً آپ کا پوچھنا ہے؟ ہرگز اس کو پوچھنا نہیں کہیں گے۔ شیخ الحدیث صاحب سے پوچھنا تب ہی بنے گا جب خود ان سے پوچھا جائے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے سوال تب ہی بنے گا جب خود انبیاء علیہم السلام سے پوچھا جائے گا۔

.....

المقدس، فقيل له فلهم فلم يشک، ولم يسألهم. (تفسير سمرقندی ص ۲۰۹ ج۳)

قوله تعالیٰ ﴿و اسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا﴾ ان قيل. كيف يسأل الرسل وقد ماتوا قبله؟ فعنه ثلاثة اجوبة. احدهما. انه لما اسری به جمع له الانبياء فصلی بهم، ثم قال (له) جبريل. سل من ارسلنا قبلک .....الآية. فقال لا أسأل، قد اكتفيت، رواه عطاء عن ابن عباس، وهذا قول سعيد بن جبير، والزهری، وابن زيد، قالوا. جمع له الرسل ليلة أسری به، فلقيهم، وأمر أن يسألهم، فما شک ولا سأل. (زاد المسير: ج۵ص ۳۱۹)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مفسرین یہی لکھتے ہیں کہ معراج کی رات حضرت پاک ﷺ کی ملاقات سارے انبیاء علیہم السلام سے ہوئی اور وہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ ہم سب توحید ہی لے کر آئے ہیں۔

اگرچہ مفسرین میں سے بعض نے کہا کہ سوال ہوا بعض نے کہا کہ نہیں ہوا۔ یہ اختلاف ہمارے مدعیٰ کو نقصان نہیں دیتا۔ اس لئے کہ سوال کا حکم دینا ہی دلیل حیات انبیاء علیہم السلام ہے۔ مردوں، لکڑیوں اور پتھروں یا تصویروں سے نہ سوال ہوتا ہے نہ اس کا حکم دیا جاتا ہے۔

اب رسول پاک ﷺ کی ملاقات انبیاء علیہم السلام سے ہوئی ہے تو ملاقات اسی جسم سے ہوا کرتی ہے یا فوٹو کاپیوں سے ہوا کرتی ہے۔ آپ ایک مرتبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب سے ہاتھ ملا لیں آپ بڑے فخر سے کہیں گے کہ میں نے شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کی ہے اور اگر ٹی وی پر دو گھنٹے ان کی تقریر سن لیں تو آپ اس کا فوٹو دیکھ رہے ہیں لیکن آپ کسی کو یہ نہیں کہیں گے کہ میں نے شیخ الحدیث صاحب سے دو گھنٹے ملاقات کی ہے۔

اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں انبیاء علیہم السلام کے جسم مثالی آئے تھے۔ تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ جہاں ملاقات کا ذکر ہے وہاں یہی جسم وارد ہوا کرتا ہے نہ کہ جسم مثالی۔ یہ بات تو وہ لوگ بھی مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کا جسد اطہر اصلی تھا اور آپ ﷺ نے وہاں انبیاء علیہم السلام کو جماعت کرائی ہے۔ کیا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث میں ہے کہ مولوی صاحب تو اصل کھڑے ہیں اور پیچھے ساری فوٹو کاپیاں کھڑی ہیں اور جماعت ہو رہی ہے۔ کیا فوٹو کاپیوں سے جماعت ہو جاتی ہے؟

یقیناً نہیں ہوتی۔ جماعت تو اصل جسم سے ہوتی ہے۔ چنانچہ جب آپ علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کو جماعت کرائی اور انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں اپنے اصلی اجسام کے ساتھ نماز ادا فرمائی اب آپ ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو جماعت کروانا یہ حیات انبیاء علیہم السلام کی واضح دلیل ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ ملاعلی قاریؒ مرقات شرح مشکوۃ ج۱۱ص ۱۵۷ پر فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمائی:

والا ظهر ان صلاته لهم فی بیت المقدس کان قبل العروج قلت قد سبق انهم احیاء عند ربهم وان الله حرم علی الارض ان تاکل لحومهم.

ظاہر ہے کہ آپ علیہ السلام کا انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا یہ آسمان پر چڑھنے سے پہلے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق یہ بات گزر گئی ہے انبیاء علیہم السلام اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور بے شک اللہ نے حرام کر دیا زمین پر کہ ان کے گوشت کو کھائے۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات شافعیہ ص ۲۸۱ ج ۲ پر واقعہ معراج سے حیات انبیاء پر استدلال کیا ہے۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ اپنے رسالہ جز حیات انبیاء علیہم السلام میں اسی آیت کو بطور استدلال نقل فرماتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

وقد قیل فی قوله تعالیٰ ﴿ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا ﴾ ان النبی ﷺ سألهم لیلة الاسراء قال القاضی عیاض رحمه الله فان قیل یحجون و یلبون وهم اموات وهم فی الدار الآخرة ولیس دار عمل فاعلم ان للمشائخ وفی ما ظهر لنا عن هذا اجوبة احدهم انهم کالشهداء بل افضل منهم والشهداء احیاء عند ربهم فلا یبعد ان یحجوا و یصلوا کما ورد فی الحدیث الآخر.

ترجمہ..... تحقیق کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول واسئل من ارسلنا کے بارے میں یہ کہ نبی اقدس ﷺ نے انبیاء علیہم السلام سے معراج کی رات سوال کیا (ملاقات حیات کو چاہتی ہے اس کے اثبات کے لئے آگے فرماتے ہیں) قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج کیسے کرتے ہیں؟ اور تلبیہ کیسے کہتے ہیں حالانکہ وہ اموات ہیں۔ تو جان لے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشائخ کے لئے اور جو ہمارے لئے اس کے جوابات ظاہر ہوئے ہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح ہیں اور شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ پس نہیں مستبعد کہ وہ حج کریں یا نمازیں پڑھیں جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ (جزء حیات انبیاء ص ۳۳)

مماتیوں کا اعتراض اور اس کا جواب:

اگر انبیاء علیہم السلام اصلی اجسام کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے تو پیچھے قبروں میں کیا تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے وہاں پہنچ گئے تو انبیاء علیہم السلام اگر اپنی قبروں سے وہاں اپنے اصلی اجسام مطہرہ کے ساتھ تشریف لے آئے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اور کونسا استحالہ لازم آ گیا ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وصلوتهم فی اوقات مختلفة و فی اماکن مختلفة لا یرده العقل و قد ثبت به النقل فدل ذلک علی حیاتهم. (فتح الباری کتاب الانبیاء ج ۱۳ مصر)

ترجمہ.....اور انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نمازیں پڑھنا یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ عقل سلیم اس سے متصادم نہیں اور نقلِ صحیح اسے ثابت کر رہی ہے۔ پس یہ ان کے زندہ ہونے پر کافی شہادت ہے۔

یعنی قبر میں نماز پڑھنا، پھر سیدنا بیت المقدس میں نماز پڑھنا اور پھر ملاء اعلیٰ میں ملنا، ان سب کے اوقات مختلف ہیں پس تعارض لازم نہیں آتا۔ **فتفکروا یا اولی الابصار.**

محدث کبیر امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

فی قصة المعراج انه لقیهم فی جماعة الانبیاء فی السمٰوٰة و کلمهم و کلموه و کل ذلک صحیح لا یخالف بعضه بعضا فقد یری موسیٰ علیه السلام قائما یصلی فی قبره ثم یسریٰ بموسیٰ وغیره الیٰ بیت المقدس کما اسریٰ بنبینا ﷺ فیراهم فیه ثم یعرج بهم الی السموات کما عرج نبینا ﷺ فیراهم فیه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کما اخبرہ و صلوتھم فی اوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل کما ورد بھا خبر الصادق وفی کل ذلک دلالۃ علی حیاتھم. (حیات الانبیاء للامام بیھقی ص۸ مصر)

ترجمہ.....واقعہ معراج میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ انبیاء کرام کی ایک پوری جماعت کو آسمانوں میں ملے تھے، ان سے کلام فرمایا اور انہوں نے آپ سے باتیں کیں۔ یہ سب مضامین صحیح ہیں اور ایک دوسرے سے متعارض نہیں۔ ایک وقت ہے کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیت المقدس تک سفر اسراء کرایا گیا، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوا پس آپ نے وہاں بھی انبیائے کرام کو دیکھا پس انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر نماز پڑھنا اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور نقلاً اس پر قولِ صادق موجود ہے۔ ان تمام واقعات سے انبیائے کرام کی حیات پر دلالت ہو رہی ہے۔

پانچویں آیت سے حیات انبیاء پر استدلال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولقد آتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ و جعلناہ ھدی لبنی اسرائیل.

اس آیت کریمہ میں رسول اقدس ﷺ کو فرمایا گیا ہے کہ آپ حضرت موسیٰ کی ملاقات میں شک نہ کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ حضرات مفسرین نے آپ علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:

قیل معناہ فلا تکن فی شک من لقاء موسیٰ فانک تراہ و تلقاہ وقیل بانہ راہ لیلۃ المعراج . (تفسیر کبیر: ص۵۶۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہا گیا ہے اس کا معنی ہے آپ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں شک میں نہ پڑیں اس لئے کہ بے شک آپ نے ان کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقات فرمائی ہے۔اور کہا گیا کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔

علامہ علاؤالدین البغدادی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

ای لقاء موسیٰ لیلة المعراج قاله ابن عباس (ق) عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال رأیت لیلة اسری بی موسیٰ رجل آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنوء ة و رایت عیسی رجلا مربوعا مربوع الخلق الی الحمرة الی البیاض سبط الشعر و رایت مالک خازن النار والدجال فی آیت اراهن الله ایاه فلا تکن فی مریة من لقائه.

آگے اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

ان الانبیاء کالشهداء بل هم افضل عنهم والشهداء احیاء عند ربهم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا او یصلوا کما صح فی الحدیث. وان یتقربوا الی الله بما استطاعوا وان کانوا ماتو لا نهم بمنزلة الاحیاء فی هذه الدار التی هی دار العمل الی ان تفنی ثم یرحلون الی دار الجزاء التی هی الجنة.

یعنی موسیٰ علیہ السلام سے معراج کی رات ملاقات کرنا۔ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا دیکھا میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو جو بلند قامت آدمی ہیں گھنگریالے بالوں والے،ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک مرد ہیں اور دیکھا میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو درمیانے قد والا آدمی اور آپ کی رنگت سفید سرخی مائل تھی اور دیکھا میں نے جہنم کے داروغہ مالک کو اور دجال کو اللہ کی ان نشانیوں میں جن کو اللہ نے آپ ﷺ کو دکھایا۔پس آپ شک نہ کریں موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں۔

آگے اسی آیت کے تحت حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح ہیں بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں۔ پس نہیں بعید کہ وہ حج کریں اور نماز پڑھیں جیسے کہ صحیح ثابت ہوا ہے احادیث میں اور یہ کہ قرب حاصل کریں اللہ کی طرف اس چیز کے ساتھ جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں اگرچہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بمنزلہ احیاء کے ہیں اس دار میں جو دار العمل ہے۔ یہاں تک کہ یہ فنا ہو جائے پھر وہ تشریف لے جائیں گے دار الجزاء کی طرف جو کہ جنت ہے۔ (تفسیر خازن: ج۵ص۱۸۸)

علامہ محمود آلوسی البغدادی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

واخرج الطبرانی وابن مردویه و ضیاء فی المختارة بسند صحیح عن ابن عباس انه قال فی الآیة ای من لقاء موسیٰ و اخرج ابن المنذر وغیره عن مجاهد نحوه و اخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیه انه قال کذالک فقیل له او لقی علیه الصلوة والسلام موسیٰ قال نعم الا تری الی قوله تعالیٰ وا سئل من ارسلنا ..... الخ واراد بذالک لقائه ﷺ ایاه لیلة الاسراء کما ذکر فی الصحیحین وغیرهما و روی نحو ذلک عن قتادة و جماعة من السلف. (روح المعانی: ج ا ص۱۳۸)

ترجمہ.....اور نقل کیا طبرانی اور ابن مردویہ نے اور ضیاء نے مختارہ میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے فرمایا آیت کی تفسیر میں کہ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بارے میں آپ شک میں نہ پڑیں اور ابن منذر وغیرہ نے مجاہدؒ سے اسی کی مثل تخریج کی ہے۔ اور نقل کیا ہے ابن ابی حاتم نے ابو عالیہ سے کہ انہوں نے اسی طرح فرمایا پس کہا گیا کہ نبی ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کا قول **وا سئل من ارسلنا .....الخ** کی طرف اور مراد لیا انہوں نے اس سے معراج کی رات آپ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے صحیحین اور ان کے غیر میں اور روایت کیا گیا ہے اسی کی مثل قتادہ اور سلف کی ایک جماعت سے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور امام ابن کثیرؒ حضرت ابن عباس والی اسی روایت کو اسی آیت کے تحت نقل فرماتے ہیں اور آگے فرماتے ہیں کہ:

انہ قد رای موسیٰ و لقی موسیٰ لیلة اسری به.(تفسیر ابن کثیر: ج۵ ص ۴۱۶)

ترجمہ..... آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور معراج کی رات موسیٰ سے ملاقات فرمائی۔

امام بغوی اسی آیت کے تحت اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں:

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لما اسری بی الی السماء رأیت موسیٰ یصلی فی قبرہ.

ترجمہ..... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی میں نے دیکھا موسیٰ کو وہ نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ کا استدلال:

علامہ تقی الدین سبکیؒ لکھتے ہیں:

وقال تعالیٰ فلا تکن فی مریة من لقائه وفی صحیح مسلم کان قتادة یفسرها ان نبی اللہ ﷺ قد لقی موسیٰ.(جزء حیات للسبکی)

ترجمہ..... اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ شک میں پڑ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات سے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت قتادۃ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں اسی آیت سے حیات النبی ﷺ پر استدلال کر رہے ہیں۔ اب ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئی ہے[1]:

.....

[1] قولہ تعالی. ﴿ولقد آتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ ای فلا تکن یا محمد فی شک من لقاء موسی، قاله ابن عباس. وقد لقیه لیلة الاسراء. قتادة. المعنی فلا تکن فی شک من انک لقیته لیلة الاسراء. والمعنی واحد. (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی) قوله تعالی. ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾عن ابی العالیة فی قوله. ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ قال. من لقاء موسی قیل. او لقی موسی؟ قال. نعم. الا تری الی قوله. ﴿واسال من ارسلنا من قبلک من رسلنا﴾عن مجاهد ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ قال. من ان تلقی موسی. (تفسیر القرآن العظیم تالیف الامام الحافظ عبدالرحمن بن محمد ابن ادریس الرازی ابن ابی حاتم المتوفی سنة ۳۲۷ھ) قوله تعالی(ولقد آتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقائه) فیه خمسة اقاویل. احدها. فلاتکن یا محمد فی شک من لقاء موسی ولقد لقیته لیلة الاسراء روی ابو العالیة الریاحی عن ابن عباس قال. قال رسول اللهﷺ "رأیت لیلة اسری بی موسی بن عمران رجلا آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنوءة. ورأیت عیسی ابن مریم رجلا مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس". قال ابو العالیة قد بین الله ذلک فی قوله. (واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا) (النکت والعیون تفسیر الماوردی تصنیف ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری) ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ ای. من لقاء موسی علیه السلام لیلة المعراج، وعده الله تعالیٰ ان یریه موسی علیه السلام لیلة الاسراء به. (الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی الحسن بن علی الواحدی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المتوفی ۵۴۶۸) وقیل. من لقائک موسی علیه السلام لیلة الاسراء او یوم القیامة. (الکشاف لابی القاسم محمود بن عمر الزمحشری الخوارزمی (۴۶۷-۵۳۸) (فلا تکن فی مریة من لقائه) قیل معناه فلا تکن فی شک من لقاء موسی فانک تراه و تلقاه، وقیل بأنه رآه لیلة المعراج. (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی) قال ابن عباس وغیره. المعنی فلا تکن فی شک من لقاء موسی فانک تراه و تلقاه، روی ابن عباس عن النبیﷺ. قال. رأیت لیلة اسری بی موسی رجلا آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنوئة، رأیت عیسی رجلا مربوعا الی الحمرة والبیاض سبط الرأس، و رأیت مالکا خازن النار والدجال فی آیات أراهن الله ایاه. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ھ هجریه) او من لقاء موسی للکتاب او من لقائک موسی. وعنه علیه الصلاة والسلام. "رأیت لیلة اسری بی موسی علیه السلام رجلا آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنوئة". (تفسیر البیضاوی لامام ناصر الدین ابی سعید عبدالله بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی) أخرج عبد بن حمید والبخاری ومسلم وابن جریر وابن المنذر وابن أبی حاتم وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل من طریق قتادة عن ابی العالیة عن ابن عباس قال. قال النبیﷺ رأیت لیلة أسری بی موسی بن عمران رجلا طوالا جعدا کأنه من رجال شنوأة، ورأیت عیسی بن مریم علیه السلام مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض، سبط الرأس، ورأیت مالکا خازن جهنم والدجال فی آیات أراهن الله ایاه قال ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ فکان قتادة یفسرها أن النبیﷺ قد لقی موسی ﴿وجعلناه هدی لبنی اسرائیل﴾ قال. جعل الله موسی هدی لبنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسرائیل. واخرج الطبرانی وابن مردویه والضیاء فی المختارة بسند صحیح عن ابن عباس عن النبیﷺ ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ من لقاء موسی ربه ﴿وجعلناه هدی لبنی اسرائیل﴾ قال. جعل موسی هدی لبنی اسرائیل. وأخرج ابن أبی حاتم عن أبی العالیة فی قوله ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ قال. من لقاء موسی قیل. او لقی موسی؟ قال. نعم. ألا تری الی قوله ﴿واسأل من أرسلنا من قبلک من رسلنا﴾ (الزخرف، الآیة ۴۵) وأخرج الفریابی وابن أبی شیبه وابن المنذر وابن أبی حاتم عن مجاهد ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ قال. من أن تلقی موسی. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور للامام الحافظ جلال الدین السیوطی رحمه الله (ت۹۱۱ھ) وقد أخرج البخاری و مسلم و غیرهما من حدیث ابن عباس قال. قال النبیﷺ "رأیت لیلة اسری بی موسی بن عمران رجلا طویلا جعدا کأنه من رجال شنوءة، و رأیت عیسی ابن مریم مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس، و رأیت مالکا خازن جهنم والدجال فی آیات اراهن الله ایاه. قال. (فلا تکن فی مریة من لقائه) فکان قتادة یفسرها ان النبیﷺ قد لقی موسی (وجعلنا ه هدی لبنی اسرائیل) قال. جعل الله موسی هدی لبنی اسرائیل، و أخرج الطبرانی وابن مردویه والضیاء فی المختارة بسند قال السیوطی، صحیح عن ابن عباس عن النبیﷺ (فلا تکن فی مریة من لقائه) قال من لقاء موسی. قیل او لقی موسی؟ قال. نعم. الا تری الی قوله. واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا. (فتح القدیر تالیف محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھج) وقوله. (فلا تکن فی مریة من لقائه) ای. فی شک فی لقائه، وفی معناه اقاویل احدها. ما روی ابو صالح عن ابن عباس ان معناه.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فلا تکن فی شک من لقائک موسی، وقد کان لقیه لیلة الاسراء. وفی الخبر ان النبیﷺ قال. رأیت موسی آدم طوالا جعد الشعر کانه من رجال شنوء ة، ورأیت عیسی رجلا ربعة الی الحمرة سبط الشعر ..... " والخبر طویل. والقول الثانی. فلا تکن فی مریة من لقائه ای. من لقاء موسی الکتاب، ولقاء موسی الکتاب. تلقیه بالقبول. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی) لا تک فی شک من انک تلقی موسی، ای. فی لیلة الاسراء، وهذا قول جماعة من السلف. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی) قال المفسرون وعد رسول اللهﷺ أنه سیلقی موسی قبل ان یموت ثم لقیه فی السماء او فی بیت المقدس حین اسری به، وهذا قول مجاهد والکلبی والسدی. وقد اخرج البخاری، ومسلم، وغیرهما من حدیث ابن عباس قال قال النبیﷺ رأیت لیلة اسری بی موسی بن عمران رجلا طویلا جعدا کأنه من رجال شنوء ة، ورأیت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض، سبط الرأس، ورأیت مالکا خازن جهنم، والدجال فی آیات اراهن الله ایاه، قال(فلا تکن فی مریة من لقائه)، فکان قتادة یفسرها أن النبیﷺ قد لقی موسی. واخرج الطبرانی، وابن مردویه والضیاء فی المختارة بسند. قال السیوطی صحیح. عن ابن عباس عن النبیﷺ، فلاتکن فی مریة من لقائه قال. من لقاء موسی، قیل او لقی موسی؟ قال نعم الا تری الی قوله واسأل من ارسلنا من قبلک من رسلنا؟ وروی البخاری عن أنس أن النبیﷺ قال أتیت علی موسی لیلة المعراج عند الکثیب الاحمر،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهو قائم يصلى فى قبره. و صح فى حديث المعراج ايضا انه راه فى السماء السادسة، فلعل رؤيته كانت فى قبره قبل صعوده الى السماء، ثم صعد اليها فوجده هناک قد سبقه لما يريده الله، وهذا وجه الجمع بين هذين الحديثين، على ما ذكره الخازن. (فتح البيان فى مقاصد القرآن تاليف صديق بن حسن بن على الحسين القنوجى البخارى) اى من لقائک موسى ليلة الاسراء ٠٠٠٠ وفى القرطبى أى فلا تكن يا محمد فى شک من لقاء موسى قاله ابن عباس ولقد لقيه ليلة الاسراء. (الفتوحات الالهية سليمان بن عمر العجلى الشافعى الشهير بالجمل المتوفى سنة ١٢٠٤) ﴿ولقد آتينا موسى الكتاب﴾ يعنى التوراة ﴿فلا تكن فى مرية من لقائه﴾ قال المفسرون. و عد محمد ﷺ انه سيلقى موسى قبل ان يموت ثم لقيه فى السماء او فى بيت المقدس حين اسرى به وهذا قول مجاهد والكلبى والسدى. (الوسيط فى تفسير القرآن المجيد تاليف ابى الحسن على بن احمد الواحدى النيسابورى (المتوفى ٤٦٨ھ) والظاهر ان الضمير عائد على موسى مضافا اليه على طريق المفعول لفاعل محذوف ضمير الرسول اى من لقائک موسى اى فى ليلة الاسراء اى شاهدته حقيقة وهو الذى اوتى التوراة وقد وصفه الرسول فقال آدم طوال جعد كأنه من رجال شنوئة حين رآه ليلة الاسراء. قاله ابو العالية و قتادة و جماعة من السلف. ((تفسير البحر المحيط ص ٢٠٥) ﴿ولقد آتينا موسى الكتاب فلاتكن فى مرية من لقائه وجعلنه هدى لبنى اسرائيل ..... يقول تعالىٰ مخبراً عن عبده و رسوله موسى عليه السلام انه أتاه الكتاب وهو التوراة وقوله تعالىٰ ﴿فلا تكن فى مرية من لقائه﴾ قال قتادة يعنى به ليلة الاسراء، ثم روى عن ابى العالية الرياحى قال، حدثنى ابن عم نبيكم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ "أریت لیلة اسری بی موسی بن عمران رجلا آدم طوالاً جعداً کانه من رجال شنوءة، و رأیت عیسیٰ رجلاً مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض، سبط الرأس و رأیت مالکاً خازن النار و الدجال" فی آیات اراهن اللہ ایاه ﴿فلا تکن فی مریة من لقائه﴾ انه قد رأی موسیٰ و لقی موسیٰ لیلة اسری به. (تفسیر ابن کثیر ص ۶۱۱ ج۳) قال فی روایة الکلبی، فلاتکن فی مریة من لقاء موسی علیه السلام فلقیه لیلة اسری به فی بیت المقدس یعنی لقی النبی ﷺ موسی هناک و یقال، لقیه فی السماء و ذکر الخیر المعروف أنه فرض علی النبی ﷺ خمسون صلاة فقال له موسی علیه السلام. اترجع الی ربک فسأله الخفیف لامنک فلم یزل یرجع حتی حط اللہ عز و جل الی الخمس. (تفسیر سمرقندی ص ۳۲ ج۳) والثانی. من لقاء موسی لیلة الاسراء، قاله ابو العالیة، و مجاهد، و قتادة، و ابن السائب. (زاد المسیر ص ۳۴۳ ج۳) قوله (او من لقائک موسیٰ وعنه علیه السلام رأیت لیلة اسری بی موسیٰ رجلاً آدم طوالا جعدا کانه من رجال شنؤة) او من لقائک موسیٰ فالضمیر لموسیٰ علیه السلام و الفاعل محذوف ایضاً وعنه علیه السلام تائید للمعنی الاخیر وان المراد القاء فی الدنیا بالجسد علی ما هو الصحیح لا بالروح فقط والتخصیص مع انه علیه السلام رأی لیلة الاسراء کثیر من الانبیاء لانه علیه السلام راجع موسیٰ علیه السلام فی تلک اللیلة فی شان الصلوٰات حیث فرضت اولا خمسین ثم لاقی موسی فقال له علیه السلام ارجع الی ربک فاطلب التخفیف فراجع. (حاشیه قنوی ص ۱۰۴ ج۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوراسی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے جس موسیٰ کوتورات ملی اور جس موسیٰ کوتورات ملی وہ جسم مثالی نہیں تھا بلکہ جسم اصلی تھا۔ **وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل** اس موسیٰ سے ملاقات ہوئی جو بنی اسرائیل کو ہدایت کا راستہ دکھاتے تھے۔ وہ جسم مثالی کے ساتھ ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتے تھے بلکہ جسم اصلی کے ساتھ ہدایت کا راستہ دکھاتے تھے۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے:

حدثنا ھداب بن خالد و شیبان بن فروخ قالاثنا حماد بن سلمة عن ثابت البنانی وسلیمان التیمی عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت و فی روایة ھداب مررت علی موسیٰ لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ.

ترجمہ..... بیان کیا ہمیں ھداب بن خالد اور شیبان بن فروخ نے ان دونوں نے فرمایا بیان کیا ہم سے حماد بن سلمۃ نے ثابت البنانی سے اور سلیمان التیمی سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آیا اور ھداب کی روایت میں ہے میں گذرا موسیٰ پر جس رات مجھے معراج کرائی گئی سرخ ٹیلے کے پاس سے اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

یہ روایت مسلم شریف ص ۲۶۸ ج ۲، نسائی ص ۲۴۲ ج ۱ اور علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم ص ۳۲۶ ج ۱

یہ حدیث نسائی شریف میں ۷ سندوں سے مروی ہے۔

چنانچہ وہ اسناد یہ ہیں:

(۱) اخبرنا محمد بن علی بن حرب قال حدثنا معاذ بن خالد قال اخبرنا حماد بن سلمة عن سلیمان التیمی عن ثابت عن انس بن مالکؓ....

(۲) اخبرنا العباس بن محمد قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا حماد ابن سلمة عن سلیمان التیمی و ثابت عن انسؓ .....

(۳) اخبرنا احمد بن سعید قال حدثنا حبان قال حدثنا حماد ابن سلمة قال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اخبرنا ثابت و سلیمان التیمی عن انسؓ .....

(۴) اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنی عیسیٰ عن سلیمان التیمی عن انس بن مالکؓ.....

(۵) اخبرنا محمد بن عبدالاعلیٰ قال حدثنا معتمر عن ابیه عن انسؓ .....

(۶) اخبرنا یحیٰ بن حبیب بن عربی و اسمعیل بن مسعود قالا حدثنا معتمر قال سمعت ابی قال سمعت انسؓ .....(۷) اخبرنا قتیبه قال حدثنا ابن ابی عدی عن سلیمان عن انسؓ..... (نسائی شریف: ص ۲۴۳، ۲۴۲)

اور مسند احمد میں اس کی سند یوں ہے:

(۱) حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا حسن حدثنا حماد، اخبرنا سلیمان التیمی و ثابت عن انس ابن مالکؓ (مسند احمد: ۱۸۲)

(۲) حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثناء و کیع ثنا سفیان عن سلیمان التیمی عن انس بن مالکؓ. (مسند احمد: ص ۱۴۸)

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ محدثین کے نزدیک ہر سند مستقل حدیث شمار ہوتی ہے۔ اور علامہ سبکیؒ نے اس حدیث کو جزء حیات انبیاء میں نقل کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

وقال البیهقی فی دلائل النبوة وفی الحدیث الصحیح عن سلیمان التیمی و ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت علی موسیٰ لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره.(جزء حیات انبیاء: ص ۳۰)

علامہ سیوطیؒ کا استدلال:

علامہ سیوطیؒ اپنے رسالہ انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام میں لکھتے ہیں:

فمن الاخبار الدالة علی ذلک مااخرجه مسلم عن انسؓ ان النبی ﷺ لیلة اسری به مر بموسیٰ علیه السلام وهو یصلی فی قبره و اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ مر بقبر موسیٰ علیہ السلام وھو قائم یصلی فی قبرہ.

ترجمہ۔فرماتے ہیں وہ احادیث جو اس مسئلہ (حیات انبیاء) پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے وہ روایت ہے جس کو امام مسلم نے نقل کیا ہے حضرت انسؓ سے کہ نبی اقدس ﷺ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اقدس ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔(ص۴۵-۴۶)

اب یہاں اس حدیث مبارکہ میں رسول اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ نے یہ بھی بتادیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ قبر سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ص۱۷۸ پر موجود ہے:

قال رسول اللہ ﷺ فلو کنت ثم لاریتکم قبرہ الی جانب الطریق عند الکثیب الاحمر .

ترجمہ.....فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر میں ہوتا وہاں البتہ تم کو دکھاتا موسیٰ علیہ السلام کی قبر راستے کے ایک جانب سرخ ٹیلے کے پاس۔

اگر یہ کہتے ہیں کہ قبر علیین یا سجین میں ہوتی ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ریت کے ٹیلے علیین سجین میں ہوتے ہیں؟ کیا علیین سجین تھل کا علاقہ ہے۔ یقیناً ریت کے ٹیلے اسی زمین پر ہوتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر اسی زمین پر ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ یہ قبر بیت المقدس کے پاس ہے، تو کیا بیت المقدس علیین سجین میں ہے یا اسی زمین پر؟ یقیناً اسی زمین پر ہے۔تو جب قبر بیت المقدس کے پاس ہوئی تو قبر بھی اسی زمین پر ہوئی تو اب موسیٰ علیہ السلام کا جسد اطہر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواس قبر میں ہے وہ اصلی جسد اطہر ہے نہ کہ خواب وخیال والا۔تو جب آپ ﷺ نے موسیٰ کو اس قبر میں نماز پڑھتے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصلی جسد اطہر کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ حیات کی دلیل ہے۔

مرزا قادیانی کا اعتراض:

مرزا قادیانی اعتراض کرتا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے اگر بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی اور موسیٰ علیہ السلام بھی مقتدیوں میں موجود تھے تو پھر جب آپ آسمان پر گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو پہچانا کیوں نہیں بلکہ جبرئیل نے تعارف کرایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

جواب:

آپ مجھے خیر المدارس میں ملے میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ کہیں کہ ابھی میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔اب کیا میرے اس نہ پہنچاننے سے یہ سمجھ لیا جائے گا کہ میں نے نماز نہیں پڑھائی یا آپ نے نہیں پڑھی۔یقیناً اس نہ پہچاننے سے نماز پڑھنے کی نفی نہیں ہوگی۔

اعتراض:

جب آنحضرت ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا تو پھر آسمان پر کیوں نہیں پہچانا۔

جواب:

مثال کے طور پر میں نے قاری عبدالواحد کو دیکھا کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں،لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کا چہرہ بھی اچھی طرح دیکھ لیا ہو اس کے بعد پھر ملاقات ہوئی کسی نے بتایا یہ عبدالواحد صاحب ہیں۔اب اس بتانے سے پہلی بات کی نفی نہیں ہوئی کہ میں نے عبدالواحد کو نماز پڑھتے دیکھا ہی نہیں۔اب یہ لوگ اس طرح کی باتوں اور عقلی ڈھکوسلوں اور شیطانی وسوسوں سے نبی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اقدس ﷺ کی ان احادیث مقدسہ جو تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔

سوال:

آنحضرت ﷺ کی بیت المقدس میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ روحانی تھی یا جسمانی؟

جواب:

اس بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی واضح الفاظ نہیں ہیں کہ جن میں روحانیت یا جسمانیت کا ذکر ہو لیکن ''**ولقد آتینا موسی الکتاب فلاتکن فی مریة من لقاء ہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل.** ''تو اب اس آیت میں اسی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر ہے۔ جن کو تورات دی گئی، تورات نہ تو فقط روح کو ملی تھی اور نہ ہی جسم مثالی کو ملی تھی۔ بلکہ اس روح اور جسم کے مجموعہ کو ملی تھی وہ موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھے اور ہدایت کا راستہ جسم مثالی یا فقط روح نہیں دکھاتی تھی بلکہ روح اور جسم کا مجموعہ ہدایت کا راستہ دکھاتا تھا۔ تو اسی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر ہے جن کو تورات دی گئی اور جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھے۔ نیز جسم مثالی سے ملنا تو ملاقات ہے ہی نہیں۔

مثلاً آپ مولانا فضل الرحمٰن کو ٹی وی پر دیکھتے ہیں مگر کبھی یہ نہیں کہتے کہ میں نے ان سے ملاقات کی ہے، حالانکہ مثال تو وہاں بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ ایک دفعہ ہاتھ ہی ملا لیں تو آپ ہر ایک کو بتاتے پھریں گے کہ میں نے مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات کی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کے لقاء کا ذکر اسی جسمانی ملاقات کے لئے آتا ہے۔

سوال:

موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس سے آسمان پر کیسے پہنچ گئے۔

جواب:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ رات معجزہ کی رات ہے۔ جب حضرت اقدس ﷺ کو فوری طور پر یہاں سے آسمان پر پہنچا دیا گیا تو ان کو بھی پہنچا دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

سوال:

قبر میں اور آسمان پر جو ملاقات ہوئی وہ تو جسمانی ملاقات ہے اور جو بیت المقدس میں ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔

جواب:

اسمیں اگر چہ دو قول ہیں۔

(۱).....اجساد اصلی تھے۔

(۲).....اجساد مثالی تھے۔

لیکن یہ دوسرا قول ہماری شریعت پر فٹ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فوٹو کا پیاں پیچھے کھڑی ہوں تو کوئی ان کو جماعت نہیں کرا سکتا۔ دس ٹیلی ویژن پیچھے رکھے ہوں اور ان میں کچھ شکلیں آ رہی ہوں کہ آیا ان کو جماعت کرا سکتے ہیں؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اجساد مثالی تھے ہم ان کو کہتے ہیں آپ بھی اپنے پیچھے فوٹو کا پیاں رکھ کر جماعت کرا لیا کریں تا کہ معراج کی رات جو جماعت کرائی گئی اس کی نقل ہو جائے۔

اس حدیث کے راوی ثابت البنانی کا اعتقاد:

اس حدیث کے راوی ثابت البنانی نے حضرت انسؓ سے جب یہ حدیث سنی اسی دن سے دعا کرتے تھے یا اللہ اگر اپنی مخلوق میں سے کسی اور کو قبر میں نماز کی اجازت مل سکتی ہو تو مجھے مل جائے۔ حمید الطّویل کہتے ہیں ہم نے انہیں لحد میں اتارا جب اینٹیں برابر کر رہے تھے اچانک ایک اینٹ گر گئی **فاذا رأیته یصلی فی قبره** وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے ساتھی کو کہا کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اس نے کہا خاموش رہو۔ پھر ہم اس کی صاحبزادی کے پاس گئے اس نے ان کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا کا تذکرہ فرمایا۔حوالہ(حلیۃ الاولیاءص۲۱۹ج۲)

حضرت ثابت البنانی نے ۱۲۰ھ کے بعد وصال فرمایا جو کبار تابعین کا دور ہے اوران کی دعا بھی بیٹی سنتی رہی اور لوگوں نے بھی سنی لیکن کسی نے انکار نہیں کیا۔

معلوم ہوا کہ لوگ اس بات کے قائل تھے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

آیت سادسہ سے حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال:

قال تعالیٰ وسلٰم علیه یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا.

یہ آیت مبارکہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے جو شہید ہیں۔مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے **یوم** سے مراد پورا زمانہ ہے۔ایک یہ زندگی برزخ والی زندگی اور ایک آخرت والی۔اس لئے فرمایا **وسلم علیه یوم ولد ویوم یموت و یوم یبعث حیا.** اب اس آیت مبارکہ سے اس زندگی کی سلامتی اور برزخ کی سلامتی اور آخرت کے دن کی سلامتی معلوم ہو رہی ہے۔

اب جو سلامتی اس زندگی میں ہے یہ فقط روح کی سلامتی نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کی سلامتی ہے اور آخرت کی جو سلامتی ہے وہ بھی جسم اور روح دونوں کی سلامتی ہوگی۔اسی طرح قبر میں جو سلامتی ہوگی وہ بھی جسم اور روح دونوں کی سلامتی ہوگی اسی لئے نسائی شریف میں حدیث مبارکہ ہے:

عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام. (نسائی: ج ا ص ۱۸۹)

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

اب اس حدیث میں **فی الارض** کا لفظ ہے یعنی وہ سلام لیتے بھی زمین سے ہیں اور پہنچاتے بھی زمین میں ہی ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ **سیاحین من الارض الی العرش** ہیں یا **من الارض الی علیین** ہیں یہ نہیں فرمایا تو آیت مبارکہ میں بھی ہے **یوم یموت** یعنی اس قبر کے زمانے میں بھی سلام پہنچے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اب بھی سلام پہنچتا ہے اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر بھی ساری دنیا صلوٰۃ وسلام عرض کرتی ہے۔ دوسری حدیث نسائی شریف میں ہے:

عن اوس بن اوس عن النبی ﷺ قال ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثرو علی من الصلاة فان صلوٰتکم معروضة علی قالوا یا رسول اللہ ﷺ کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت قال ان اللہ عز و جل قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء. (سنن نسائی ج ا ص ۲۰۳)

ترجمہ.....اوس بن اوسؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ ﷺ نے بے شک تمہارے ایام میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخہ ثانیہ ہے اور اسی میں صعقہ ہے۔ اور زیادہ بھیجو مجھ پر درود اس لئے تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود کیسے آپ ﷺ پر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کے بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

یہ حدیث مبارکہ ابوداؤد ج ا ص ۱۵۰ میں اس سند سے مروی ہے:

حدثنا هارون بن عبداللہ نا حسین بن علی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی اشعث الصنعانی عن اوس بن اوس .....الخ.

اور یہی حدیث ابن ماجہ میں باب فی فضل الجمعۃ میں ص ۷۶ پر اس سند سے مروی ہے:

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه حدثنا الحسین بن علی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی اشعث الصنعانی عن اوس بن اوس.

اور سنن دارمی ص ۳۰۷ میں یہی حدیث باب فی فضل الجمعۃ میں اس سند سے مروی ہے:

اخبرنا عثمان بن محمد ثنا الحسین بن علی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس .....الخ.

اور مصنف ابن ابی شیبہ باب فی ثواب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ص۵۱۶ ج ۲ پر یہی حدیث اس سند سے مروی ہے:

حدثنا حسین بن علی عن عبدالرحمن بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس ..... الخ .

اور مستدرک حاکم میں کتاب الجمعۃ میں ص۴۱۳ ج ا پر یہی حدیث اس سند سے مروی ہے:

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا ابو جعفر احمد بن عبدالحمید الحارثی ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس الثقفی ..... الخ.

اور امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ.

یہ حدیث صحیح ہے بخاری کی شرط پر ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

علامہ عینی عمدۃ القاری ص۶۹ ج ۶ پر فرماتے ہیں:

صح عنہ ﷺ ان الارض لا تأکل اجساد الانبیاء علیھم السلام.

آنحضرت ﷺ سے صحیح طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک زمین انبیاء علیھم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی۔

اسی طرح علامہ انور شاہ کشمیریؒ خزائن الاسراء ص۱۹ پر لکھتے ہیں:

فانہ صح عنہ ﷺ انہ قال ان اللہ عز و جل حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء.

کہ بے شک آنحضرت ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح علامہ سخاویؒ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ص ۱۵۷ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و کذا صححه النووی فی الاذکار وقال الحافظ عبدالغنی انه حسن صحیح وقال المنذری انه حسن وقال ابن دحیة انه صحیح.

ترجمہ۔ کہ اسی طرح صحیح قرار دیا ہے اس حدیث کو نووی نے الاذکار میں اور حافظ عبدالغنی نے فرمایا کہ بے شک یہ حدیث حسن صحیح ہے اور منذری نے فرمایا: ''یہ حدیث حسن ہے اور ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کو صحیح فرماتے ہیں۔'' (فتح الباری: ص ۵۸ پ ۲۶)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص ۹۲۰ ج ۲ پر فرماتے ہیں کہ:

در حدیث صحیح آمدہ است کہ بسیار گوید در روز جمعہ درود بر من زیرآ کہ صلوٰۃ شما معروض مے گردد بر من۔ ایں جا معلوم میشود کہ حیات انبیاء حیات جسمی و دنیاوی است نہ مجرد بقائے ارواح۔

ترجمہ۔ حدیث میں صحیح طور پر آیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس جگہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات دنیاوی جسمانی ہے نہ کہ فقط ارواح کے بقاء کے ساتھ۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ ص ۱۷ اباب ذکر وفاته و دفنه ﷺ میں حدیث مبارکہ ذکر کی گئی ہے:

حدثنا عمر بن سواد البصری ثنا عبدالله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن سعید بن ابی هلال عن زید بن ایمن عن عبادة بن نسی عن ابی الدرداء قال قال رسول الله ﷺ اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائکة وان احداً لن یصلی علی الا عرضت علی صلوته حتی یفرغ منها قال قلت و بعد الموت قال و بعد الموت ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں مجھ پر کوئی شخص درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو میں نے عرض کیا کہ وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ فرمایا کہ ہاں وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق ملتا ہے۔

صاحب تسکین الصدور امام المحققین محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے اس حدیث کا صحیح ہونا دس محدثین سے نقل کیا ہے۔

علامہ منذری، علامہ عزیزی، علامہ مناوی، علامہ دمیری، علامہ زرقانی، حافظ ابن حجر، علامہ سمہودی، ملا علی قاری، قاضی شوکانی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

حافظ منذریؒ فرماتے ہیں **اسناده جيد** (ترجمان السنۃ ج۳ ص۲۹۷)

کہ اس کی سند جید اور کھری ہے۔

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:

ورجاله ثقات (السراج المنیر ج۱ ص۲۹۰)

کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں:

قال الدميرى رجاله ثقات (فیض القدیر ج۲ ص۸۷)

کہ دمیریؒ فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

رواه ابن ماجه برجال ثقات (زرقانی شرح مواھب ج۵ ص۳۳۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:

قلت رجاله ثقات (تہذیب التہذیب ج۳ص۳۹۸)

ترجمہ.....میں کہتا ہوں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجة باسناد جيد. (خلاصۃ الوفاءص۴۸)

ترجمہ.....امام ابن ماجہؒ نے اس کو جید سند سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ملا علی القاریؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

باسناد جيد نقله ميرک عن المنذریؒ وله طرق كثيرة (مرقات: ج۲ص۱۱۲)

ترجمہ.....اس کی سند جید ہے، محدث میرکؒ نے امام منذریؒ سے اس کو نقل کیا ہے اور اس کے طرق بہت ہیں۔ قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ:

وقد اخرج ابن ماجة باسناد جيد. الخ. (نیل الاوطار: ج۳ص۲۶)

ترجمہ.....امام ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ لکھتے ہیں کہ:

باسناد جيد (عون المعبود ج۱ص۴۰۵)

ترجمہ.....اس کی سند جید اور کھری ہے۔

ان تمام حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند جید اور کھری ہے، اور محدثین کرامؒ کا جم غفیر جید کہہ کر اس حدیث کی تصحیح کرتا ہے۔

حدیث اوس بن اوسؓ کے روات ماہرین اسماء الرجال کی نظر میں:

۱. حسين بن علی (ع) ثقة عابد (تقريب ص ۷۴)

۲. عبدالرحمن بن يزيد بن جابر (ع) ثقة (تقريب ص ۲۱۱)

۳. ابو الاشعث صنعانی (نج م) ثقة (تقريب ص ۱۴۴ (اسمه شراحبيل بن اٰوه)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴. اوس بن اوس. صحابیؓ (تقریب ص ۳۹)

مصنف عبدالرزاق کے روات اسماء الرجال کی نظر میں:

۱. عبدالرزاق. (ع) ثقة حافظ مصنف شهير عمى فى آخرعمره متغير و كان يتشيع (تقريب ص۲۱۳) ۲. سفيان ثورى (ع) ثقة فقيه حافظ عابد امام حجة (تقريب ص۱۲۸)

۳. عبدالله بن السائب (نج م س) وثقه النسائى (تقريب ص۱۷۴)

۴. زاذان صدوق يرسل وفيه شيعية (تقريب ص۱۰۵)

۵. عبدالله بن مسعودؓ (ع) صحابى (تقريب ص۱۸۹)

نوٹ:

اصطلاح شیعہ کے بارے میں آگے حاشیہ میں حدیث ان لله ملائكة سياحين کے تحت آرہا ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

حدیث ابوالدرداءؓ کے روات ماہرین اسماء الرجال کی نظر میں:

۱. عمرو بن سواد المصرى (م د س ق) ثقة (تقريب ص۲۶۰)

۲. عبدالله بن وهب (ع) الفقيه ثقة حافظ عابد (تقريب ص۱۹۳)

۳. عمرو بن الحارث (ع) ثقة فقيه حافظ (تقريب ص ۲۵۸)

۴. سعيد بن ابى هلال (ع) صدوق اختلط (تقريب ص ۱۲۶)

۵. زيد بن ايمن (ق) مقبول (تقريب ص۱۱۲)

۶. عبادة بن نسى (صحاح اربعه) ثقة فاضل (تقريب ص۱۶۵)

۷. حضرت ابو الدرداء صحابى جليل (تقريب ص ۲۶۷)

ملاعلی قاری رحمہ اللہ اسی حدیث کے تحت مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اے من ان تاکلها فان الانبیاء فی قبورهم احیاء.

ترجمہ.....اللہ نے انبیاء کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا ہے اس سے کہ وہ اس کو کھائے اس لئے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور پھر فرماتے ہیں:

و یؤیده ما سیرد فی الحدیث الثالث من الفصل الثالث فنبی الله حی یرزق .

ترجمہ.....اسی کی تائید کرتا ہے وہ مضمون جو فصل ثالث کی حدیث ثالث میں عنقریب آئے گا۔ کہ اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

پھر اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فمحصل الجواب ان الانبیاء احیاء فی قبورهم فیمکن لهم سماع صلوٰة من صلیٰ علیهم.

ترجمہ.....پس حاصل جواب کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جو ان پر صلوٰۃ وسلام پڑھے ان کا سلام سننے کی قدرت رکھتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں:

ذکرها السیوطی فی کتاب شرح الصدور فی احوال القبور بالاخبار الصحیحة والآثار الصریحة قال ابن حجر افاده من ثبوت حیاة الانبیاء حیاة بها یعبدون و یصلون فی قبورهم مع استغنائهم عن الطعام والشراب کالملائکة امر لا مریة فیه.

ترجمہ.....علامہ سیوطی نے کتاب شرح الصدور فی احوال القبور میں صحیح احادیث اور صریح آثار کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے کہا ابن حجر نے اس روایت کا مفاد حیات انبیاء کا ثبوت ہے۔ کہ ان کی ایسی حیات ہے جس کے لئے عبادت کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اپنی قبور میں ساتھ مستغنی ہونے کے کھانے پینے سے۔ جیسے فرشتے۔ یہ ایسا امر ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور امام بیہقی نے ایک جزء اسی مسئلے میں تصنیف فرمایا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

رواہ ابو داؤد والنسائی و ابن ماجه والدارمی قال میرک و رواہ ابن حبان فی صحیحه والحاکم و صححه و زاد ابن حجر بقوله وقال صحیح علی شرط البخاری و رواہ ابن خزیمة فی صحیحه والبیهقی فی الدعوات الکبیر.

ترجمہ.....روایت کیا اس کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے اور محدث میرک نے کہا ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور زیادتی کی ہے ابن حجر نے حاکم کے قول میں کہ اس نے کہا ہے کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے۔ اور روایت کیا اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں۔ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں لکھا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

قال النووی اسناده صحیح بنقل العدل عن العدل.

نووی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے، عادل راویوں نے عادل راویوں سے نقل کیا ہے۔

(مرقات ص ۲۳۸ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

گفت آنحضرت بدرستیکہ خدا حرام کردانیدہ است بر زمین تنہائے پیغمبراں را کنایت است از حیات چنانچہ صریح در فصل ثالث از حدیث ابی درداء بیاید بحیات انبیاء متفق علیہ است و ہیچ کس را دروے خلاف نیست۔ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانچہ شہداء راست و در یں حدیث کہ فرمود (**ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء**) اشارت است بداں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ وحصول علم وادراک است حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہمانست کہ گفتہ شد وتحقیق ایں مسئلہ در تاریخ مدینہ کہ مسمی است بجذب القلوب الی دار المحبوب ذکر کردہ شدہ است از انجا باید جست۔ (اشعۃ اللمعات)

ترجمہ۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کر دیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے درست ہے یہ کنایہ ہے حیات سے چنانچہ اس کی صراحت تیسری فصل میں حدیث ابودرداء میں آئے گی۔اور حیات انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے نہ کہ معنوی روحانی چنانچہ شہداء کے لئے ہے اور اس حدیث میں بھی فرمایا **ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء** اشارہ ہے اسی چیز کا اگر چہ اس باب میں کہ عرض سلام اور حصول علم اور ادراک کے لئے حیات روحانی بھی کافی ہے لیکن مذہب وہی ہے جو بیان ہو چکا۔تحقیق اس مسئلے کی تاریخ مدینہ میں جس کا نام ہے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ذکر کر دی گئی ہے اسی جگہ تلاش کر لی جائے۔

علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ کا ارشاد سن کر حضرت ابوالدرداءؓ نے یہ سمجھا کہ شاید یہ حکم ظاہری حالت یعنی آپ کی دنیاوی زندگی ہی سے متعلق ہے چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں جب سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین پر انبیاء کے اجسام کھانا حرام ہے۔یعنی جس طرح دوسرے مردوں کے جسم بعد میں فنا ہو جاتے ہیں اس طرح انبیاء کے جسم قبر میں فنا نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی اصل حالت میں موجود رہتے ہیں اس لئے انبیاء کے لئے دونوں حالتیں یعنی دنیا کی ظاہری زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے۔جس طرح وہ یہاں ہیں اسی طرح وہاں ہیں اسی لئے کہا گیا ہے **اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار**. اللہ کے دوست اور حقیقی بندے مرتے نہیں بلکہ وہ تو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل ہو جاتے ہیں۔لہذا جس طرح یہاں دنیا کی زندگی میں میرے سامنے درود پیش کیئے جاتے ہیں اسی طرح میری قبر میں بھی میرے سامنے درود پیش کئے جاتے رہیں گے حدیث کے آخری الفاظ **حی یرزق** کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو اپنی اپنی قبروں میں حق تعالیٰ کی طرف سے معنوی رزق دیا جاتا ہے۔اور اگر رزق سے رزق حسی مراد لیا جائے تو یہ حقیقت کے منافی نہیں ہوگا بلکہ صحیح ہی ہوگا کیونکہ جب شہداء کی ارواح کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جنت کے میوے کھاتی ہیں تو انبیاء شہداء سے بھی اشرف واعلیٰ ہیں تو اس لئے ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے بھی یہ بات بطریق اولیٰ ثابت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی قبروں میں رزق حسی دیئے جاتے ہوں۔(مظاہر حق ص۸۹۳ ج۱)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء** کے تحت لکھتے ہیں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہ اس لئے کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔(بذل المجہود ص۱۶۰ ج۳)

سوال:

صحابی نے یہ کیوں کہا **وقد ارمت** کہ آپ بوسیدہ ہوجائیں گے۔

جواب:

آپ کی کھلی زندگی میں چونکہ درود اسی جسم پر پیش ہوتا تھا اسی لئے صحابہ نے یہ مسئلہ پوچھ لیا اور وہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے کام آ گیا۔صحابی نے عرض کیا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو جسم گل سڑ جاتا ہے۔

نکتہ:

صحابہ کے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معلوم تھا کہ درود پاک اسی جسم پر پیش ہوتا ہے۔ چونکہ عام لوگوں کا جسم مرنے کے بعد گل سڑ جاتا ہے تو اس لئے صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت موت تو آپ کو بھی آنی ہے اور آپ کی موت کے فوراً بعد قیامت بھی نہیں آنی تو آپ کے امتی جو قیامت تک درود پڑھیں گے ان کے درود کا کیا بنے گا۔تو اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عز و جل قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء.

ترجمہ..... بے شک اللہ نے زمین پر حرام کردیا کہ کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

اب دیکھیں یہ اسی جسم کا ذکر چل رہا ہے جو زمین میں رکھا گیا۔اسی جسم کا ذکر چل رہا ہے جو قبر کی مٹی کھا جاتی ہے تو مٹی اسی جسم کو کھاتی ہے نہ کہ خواب وخیال والے جسم کو۔تو اسی جسم کے متعلق آپ فرما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہے ہیں کہ یہ گلے سڑے گا نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اس جسم پر درود پیش ہوگا اور احادیث میں بھی یہی ہے۔

چھٹی آیت سے حیات الانبیاء علیہم السلام پر استدلال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھر له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون.(الحجرات:۳)

ترجمہ.....اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر۔ کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

اکابرین اہل سنت اور جمہور مفسرین کا اجماع ہے کہ وفات کے بعد درود پیش کرنے کا بھی یہی حکم ہے جس طرح آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں تھا۔ چنانچہ روضہ پاک کے قریب کامل ادب اور احترام ملحوظ رکھنا چاہئے۔ مسجد نبوی کی حدود میں شرعی ضروریات کے علاوہ آواز ہمیشہ پست رہے۔

مناظرہ ککڑ ہٹہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا:

جب میں سب سے پہلے تقریر کرنے گیا تو دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث مفتی عبدالقادر دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم مفتی محمد انور صاحب اور مولانا عبدالستار تونسوی صاحب کے بھائی مولانا احسان صاحب یہ تمام حضرات میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ رات کے وقت تقریر تھی جب میں نے تقریر شروع کی تو کچھ دیر کے بعد اشاعت التوحید والسنۃ ککڑ ہٹہ کا صدر کھڑا ہو گیا اور اس نے مجھے کہا کہ آپ واپس نہ جائیں بلکہ کل کو ہمارا آپ سے مناظرہ ہوگا۔ میں نے کہا پھر اور کیا چاہئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ مولانا محمد انور صاحب واپس آ کر دارالعلوم کبیر والا سے کتابیں لے گئے اور میں نے رات وہیں قیام کیا۔ چنانچہ صبح کی نماز کے بعد بھی درس دیا اب ان کے بھی پانچ سات آدمی پیچھے آ کر درس میں بیٹھ گئے اور درس سنتے رہے۔

جب میرا درس ختم ہوا تو ان کا صدر جس کا نام حق نواز تھا اور جس نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا کھڑا ہوا اور کہا ہم نے آپ کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ لیکن جب احمد سعید نے سنا کہ کل مناظرہ کرنا ہے تو وہ بھاگ کر کہیں گندم کے کھیت میں چھپ گیا ہے، ہم ساری رات سوئے بھی نہیں ہیں اسے تلاش کرتے رہے ہیں مگر وہ ملا نہیں۔ چنانچہ اب آپ کو احمد سعید کے استاد اللہ بخش سے مناظرہ کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کوئی تو آئے۔ اب ہم سب حق نواز کی حویلی میں چلے گئے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے میں نے لوگوں سے پوچھا آپ میں سے کوئی عربی پڑھا ہوا ہے؟ کہنے لگے نہیں۔

میں نے کہا پھر آپ ہماری گفتگو کا کیا فیصلہ کریں گے؟ آپ کو کیا پتا چلے گا کہ کون ترجمہ صحیح کر رہا ہے اور کون غلط کر رہا ہے۔ آپ میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک جو میرے ساتھی ہیں، وہ مجھے ہی زندہ باد کہیں گے خواہ میں کچھ بھی کہوں۔ ایک اُن کے ساتھی ہیں وہ اُن کو ہی زندہ باد کہیں گے خواہ میں جتنے دلائل بھی دوں۔ اور وہ کچھ بھی کہے۔ اور ایک تیسرا طبقہ ہوگا جو نہ ان کے ساتھ ہوگا اور نہ ہمارے ساتھ ہوگا، وہ درمیان میں ہوگا اور پریشان ہو رہا ہوگا کہ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے؟

لطیفہ:

کوئی آدمی حج کرنے گیا پنجاب سے، اب وہاں کسی عربی دکاندار سے لڑ پڑا۔ اب اسے پنجابی میں گالیاں دیتا رہا اور وہ عربی میں گالیاں دیتا رہا۔ جب واپس خیمے میں آیا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ عرب والوں کو حوصلہ بہت بڑا دیا ہے اللہ نے میں گالیاں دیتا تھا اور وہ قرآن ہی پڑھتا تھا۔ میں نے کہا اس پنجابی والا حال تمہارا ہوگا۔ تو آپ فیصلہ کیسے کریں گے؟ اس پر وہ لوگ متفکر ہو گئے اور کہنے لگے پھر اس کا کیا حل ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں نے کہا اگر آپ مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں تو میرے ذہن میں بہترین حل ہے کہ علماء دیوبند کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں اسی طرح حدیث کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ پہلے میں اپنی دلیل نکالوں گا لیکن خود نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ آپ کے اردو خواندہ ساتھی کو دوں گا اور وہ حوالہ پڑھ کر آپ کو سنا دے گا۔ اسی طرح میں حدیث نکالوں گا اسے دے دوں گا وہ حدیث بھی پڑھے اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنا دے گا۔ اور اس پر جو تشریح ہوگی کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ وہ بھی آپ کو پڑھ کر سنا دے گا۔

اسی طرح جو آپ کے مولوی صاحب کی جو دلیل ہوگی وہ بھی اگر قرآن پاک کی آیت ہوگی تو اردو ترجمہ اور تفسیر اور اگر حدیث ہوئی تو اس کا اردو ترجمہ اور ہمارا آدمی وہ حوالہ پڑھ کر سنا دے گا۔ مناظر کا کام صرف اتنا ہوگا کہ وہ حوالہ نکال کر دے گا۔ آپ اس کو سنیں اور اچھی طرح دیکھیں تا کہ آپ اس کو سمجھیں۔ کیونکہ آپ اردو دان ہیں اور اردو کو آپ آسانی سے سمجھ سکیں گے اس طریقے سے تو کوئی فیصلہ ہو جائے گا اور آپ کے پلے بھی کوئی بات پڑ جائے گی۔ اور اگر مرغوں کی لڑائی آپ نے دیکھنی ہے کہ وہ کچھ کہتے رہیں، ہم کچھ کہتے رہیں پھر اس کا فائدہ آپ کو نہیں ہوگا۔

چنانچہ مہر حق نواز جو مناظرہ کروا رہا تھا وہ کہنے لگا ٹھیک ہے چنانچہ مناظرہ شروع ہو گیا۔ میں نے معارف القرآن کی پہلی جلد اٹھائی اور اس سے آیت شہداء کی تلاوت کی۔ اب اس آیت کے نیچے حیات انبیاء علیہم السلام کا ذکر تھا۔ چنانچہ میں نے معارف القرآن حق نواز کو دے دیا۔

حق نواز نے آیت پڑھی اور ساری تشریح بھی پڑھی کہ اس سے انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد قبور میں حیات ثابت ہے۔ اب میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ بھی کوئی آیت نکالیں اس نے نکالی:

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں جن کی موت کا وقت نہیں ہوتا پھر روک دیتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے دوسری کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں۔

اب اس نے پڑھی اور کہا جو مسئلہ ہم سمجھنے آئے ہیں وہ تو اس میں ہے ہی نہیں کیونکہ آیت میں شہداء کی حیات کا لفظ ہے اور مفسرین نے اس کی تفسیروں میں حیات انبیاء علیہم السلام کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ پھر میں نے ترجمان السنہ سے حدیث نکال کر دکھائی:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

میں نے کہا اعراب لگے ہوئے ہیں خود ہی عبارت پڑھو اور خود ہی ترجمہ کرو۔ اب میں نے کہا پہلے تو قرآن پاک کی آیت مبارکہ پڑھی تھی جس میں سندوں کی بحث نہیں تھی۔ اب حدیث مبارکہ ہے اور یہاں سندوں کی بحث چلے گی چنانچہ مناسب یہ ہے کہ اس سے قبل کہ مولوی صاحب اس کی سندوں پر بحث کریں یہ بھی ایک حدیث سنا دیں تا کہ سندوں کی بحث بعد میں چلے کیونکہ اگر فقط میں نے حدیث پڑھی تو مولوی صاحب صحیح سے صحیح حدیث کی سند پر بھی اعتراض کر دیں گے۔

کیونکہ کوئی بڑے سے بڑا راوی بھی ایسا مشکل سے ملے گا جس کو کسی نے ضعیف نہ کہا ہو۔ اور ضعیف ترین راویوں کی بھی کسی نہ کسی نے تعریف کی ہوتی ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک غیر مقلد شیخ الحدیث مجھے کہنے لگا: حدیث **لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب** اس کے راوی پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ میں نے کہا یہ پوچھو کہ کوئی راوی بچ بھی سکتا ہے؟ وہ کہنے لگا آپ اعتراض کریں۔ میں نے کہا امام بخاریؒ کو کتاب الجرح والتعدیل میں ضعیف اور متروک لکھا گیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کو ضعیف لکھا ہے اور ان کو ضعیف کہنے والے ان کے اساتذہ ہیں اور سننے والا خود ان کے اساتذہ سے سن کر لکھ رہا ہے اور درمیان میں بھی کوئی واسطہ نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر میں نے کہا اسی میں ان کے استاد ہیں علی بن عبداللہ المدینی یہ وہی ہیں جنہوں نے جھوٹی گواہی دے کر امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگوائے۔ عقیلی نے اس کو خوب واضح کیا ہے اور علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کے خلاف چیخ رہے ہیں۔ آگے ان کے استاد سفیان بن عیینہ ہیں جو مختلف ہیں، آگے ان کے استاد زہری ہیں جو آپ کی تحقیق کے اعتبار سے شیعہ ہیں۔

فیض عالم صدیقی غیر مقلد امام زہری کے بارے میں لکھتا ہے:

''ابن شہاب منافقین کے دانستہ نہ سہی نا دانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن خبیث مکذوبہ روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں۔ (صدیقہ کائنات ص ۱۰۸)

اور مدلس تو یقیناً ہیں۔ اور عن سے روایت سے کر رہا ہے۔ اب غیر مقلد شیخ الحدیث تو اتنی جروحات سن کر بدہضمی کا شکار ہو گیا کبھی یہاں سے وہاں بیٹھتا اور وہاں سے یہاں بیٹھتا۔ **لا الی ھولآء ولا الی ھولآء.** کا مصداق بنا ہوا تھا۔

اب یہ حدیث **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** اس کو چودہ محدثین نے صحیح کہا ہے۔ امام بیہقیؒ ۴۵۸ھ علامہ سبکیؒ ۷۴۶ھ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ ہیثمیؒ، علامہ عزیزیؒ، علامہ سیوطیؒ، ملا علی قاریؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، علامہ عبدالرؤف مناویؒ، علامہ سمہودیؒ، قاضی شوکانیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ۔ تسکین الصدور ص ۲۲۰۔

صاحب نظم المتناثر فرماتے ہیں:

ان ما تواتر عن النبی ﷺ حیاۃ الانبیاء فی قبورھم.

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

حیاۃ النبی فی قبرہ و سائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک و تواترت بہ الاخبار. (الحاوی للفتاری سیوطی: ج ۲ ص ۱۳۹)

علامہ بیہقیؒ نے بھی اس کو اسی سند سے نقل کیا ہے جس سے ابو یعلی موصلی نے نقل کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔

امام بیہقی اس سند سے روایت فرماتے ہیں:

انبانا ابو یعلی الموصلی ثنا ابو الجهم الازرق بن علی ثنا یحیٰ بن ابی بکیر ثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون.

مزید اس سند سے بھی روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو عثمان الامام انبأ زاهر ابن احمد انبأ ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثنا مؤمل ثنا عبید اللہ بن ابی حمید الهزلی عن ابی الملیح عن انس بن مالک الانبیاء فی قبورهم احیاء یصلون.

اسی طرح علامہ سبکی نے جزء حیات الانبیاء میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے اور استدلال کیا ہے اور علامہ سیوطی نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے روات ماہرین اسماء الرجال کی نظر میں:

۱۔ابو یعلیٰ الموصلی۔الحافظ الثقہ اور محدث الجزیرہ تھے اور ان کی وفات ۳۰۷ھ میں ہوئی۔
(تذکرۃ الحفاظ ص ۲۴۸ ج ۲)

۲۔ابوالجہم الازرق۔صدوق یغرب (تقریب ص ۲۶)

۳۔یحیٰ بن ابی بکیر۔(ع) ثقۃ (تقریب ص ۳۷۶)

۴۔مستلم بن سعید۔() صدوق عابد ربما یہم (تقریب ص ۳۳۳)

۵۔حجاج بن الاسود ثقۃ صالح الحدیث (لسان المیزان ص ۱۷۵ ج ۲)

۶۔ثابت بنانی (ع) ثقۃ عابد تقریب ص ۵۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۷۔انس بن مالک صحابی مشہور (ع) تقریب ص۳۹) (خلاصہ تسکین الصدور ص۲۱۹،۲۲۰)

اعتراض:

ابوالجہم الازرق کے بارے میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ غریب ہے۔

جواب:

غرابت صحت کے منافی نہیں ہے۔اگر غرابت کو صحت کے منافی کہتے ہو تو بخاری کی پہلی روایت کے بارے میں کیا کہو گے؟ حافظ ابن حجر اور حافظ ابن تیمیہ اور محدثین میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث غریب ہے تو کیا وہ صحیح بھی نہیں ہے؟ پھر یہ کہ ان کے متابع موجود ہونے کی وجہ سے استغراب نہیں رہتا۔

چنانچہ ابونعیم اخبار اصبہان ج۲ ص۱۸۳ اس سند سے یہی روایت لائے ہیں:

عن عبداللہ بن ابراھیم الصباح عن عبداللہ بن محمد بن یحیٰ بن ابی بکیر ثنا یحیٰ بن ابی بکیر.

اس سند سے معلوم ہوا کہ ابوالجہم الازرق کا متابع عبداللہ بن محمد بن یحیٰ بن ابی بکیر موجود ہے لہذا استغراب نہ رہا۔

نیز عبداللہ بن محمد بن یحیٰ بن ابی بکیر کا سماع بھی یحیٰ ابن ابی بکیر سے ثابت ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں:

عبداللہ ابن محمد بن یحیٰ بن ابی بکیر ابو عبدالرحمن سمع جدہ یحیٰ بن ابی بکیر قاضی کرمان (تاریخ بغداد ص۸۰ ج۱۰ رقم ۵۱۹۲)

علامہ البانی فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اخبار اصبہان میں جرح و تعدیل دونوں ذکر نہیں کیں۔البانی نے لکھا ہے:

قال البیھقی ولم اکن قد وقفت علیہ فی مسند ابی یعلی و اخبار اصبھان ولما وقفت علی اسنادہ فیھما تبین لی انہ اسناد قویٌ. (الاحادیث الصحیحۃ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ص ۱۸۹ ج ۲)

اس ضمن میں ایک واقعہ یاد آیا کہ پانچ جون ۱۹۶۵ء کو گجرات کے سالانہ جلسہ پر منکر حیات النبی ﷺ عنایت اللہ شاہ گجراتی نے چیلنج دیا کہ اگر قائلین حیات سو سال تک بھی مسند ابی یعلیٰ پیش کر کے اس سے حدیث **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** دکھا دیں تو میں حیات النبی کا عقیدہ تسلیم کرلوں گا۔

چنانچہ چوہدری محمد خلیل متولی جامع مسجد حیات النبی ﷺ گجرات نے یہ چیلنج قبول کرلیا اور ۱۱ اگست ۱۹۶۵ء کو مسند ابی یعلی کا قلمی نسخہ پیر جھنڈا سے منگوایا جس کے صفحہ ۳۰۰ پر یہ حدیث درج تھی لیکن افسوس کہ عنایت اللہ شاہ نے پھر بھی حیاۃ النبی ﷺ کا عقیدہ تسلیم نہیں کیا۔

اب مسند ابو یعلیٰ چھپ چکی ہے جس میں صفحہ ۱۴۷ ج ۶ پر یہ حدیث درج ہے اور محشی نے **اسنادہ صحیح** تحریر کر دیا ہے۔ حافظ ابن عساکرؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ دمشق کے اندر محدث حسن بن علی کے حالات میں لکھتے ہیں:

الحسن بن علی بن وقاق بن الصلت بن ابان بن زریق ابو القاسم النصیبی الحافظ قدم دمشق و حدث بھا سنة اربع و اربعین و ثلاثمائة عن ابی یعلیٰ الموصلی والحسن الدارمی و محمد بن اسحق ابن خزیمة و جملة کثیرین و روی عنه عام و ابن منده والحافظ سعید ابن السکن وغیرھم و اسند الحافظ من طریقه عن ابی ھریرة عن النبی ﷺ قال خلوف فم الصائم اطیب عنداللہ من ریح المسک و روا عنه تمام بسنده عن انس انه قال قال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. و رواه البیھقی فی کتاب حیات الانبیاء و لم یخرجه اصحابه السنن. (تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۲۳۶)

نیلوی صاحب کی بھی سن لیجئے:

نیلوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احیـاء کے لفظ سے بظاہر دنیاوی متعارف زندگی معلوم ہوتی ہے (ندائے حق) یہ فرماتے ہیں یہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ (قرآن سے) بذریعہ دلالت النص ثابت ہے اور جو حکم دلالت النص کے ذریعے ثابت ہوتا ہے وہ قطعی ہوتا ہے۔ص ۳۸ ج ۲)

نیلوی صاحب کا اعتراض:

صحاح ستہ کی کسی کتاب کو بھی یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس حدیث کے زیور سے آراستہ ہوتی طبقہ ثالثہ کی احادیث فقہاء کے ہاں معمول بہا نہیں تھیں بلکہ اجماع ان کے خلاف منعقد ہو چکا ہے۔

جواب:

اس حدیث کے مضمون پر تو اجماع ہے اور مسلم کی حدیث اس کے موافق ہے خود نیلوی صاحب نے اپنے عقیدہ کے اثبات کے لئے (ان کے خیال میں ورنہ اس میں ان کا عقیدہ نہیں ہے) امام زین العابدین کی حدیث نقل کی ہے ابویعلی سے اور اس کی صحت پر بڑا زور مارا ہے یہاں خود ابویعلیٰ سے روایت کر رہے ہیں، بخاری مسلم بلکہ پوری صحاح ستہ یاد نہ رہی، اس پر یہی کہنا مناسب ہے:

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

ص ۴۱ ج ۲ پر لو کان موسیٰ حیا سے استدلال کیا ہے یہ بھی صحاح ستہ میں نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کی کتابوں میں ہے جس کی سندوں میں مجالد بن سعید جابر جعفی عبدالرحمٰن بن اسحٰق واسطی جیسے راوی ہیں۔ مجالد بن سعید اور جابر جعفی اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق پر جروحات، آنے والے اشکالات کے جوابات کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیثِ حیات انبیاء کے متعلق اشکالات اور ان کے جوابات:

حدیث مبارکہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کے بارے میں ایک مماتی پمفلٹ سامنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آیا ہے، اصل میں یہ پمفلٹ لکھنے والا اصول حدیث سے بالکل ناواقف ہے، جواب سمجھنے سے پہلے محدثین کے چند اصول ملاحظہ ہوں

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقا ه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح.

ترجمہ.....بعض علماء فرماتے ہیں حدیث پر صحت کا حکم لگا دیا جائے گا جب اس کو امت نے قبول کرلیا ہو، اگر چہ اس کی سند صحیح نہ بھی ہو۔ (تدریب الراوی: ص۲۹)

قال ابن عبدالبرؒ فی الاستذکار لما حکی عن الترمذی ان البخاری صحح حدیث البحر هو الطهور ماؤه و اهل الحديث لا يصححون مثل اسناده لكن الحديث عندی صحيح لان العلماء تلقوه بالقبول

وقال فی التمهيد روی جابر عن النبیﷺ الدينار اربعة و عشرون قيراطا قال وفی قول جماعة العلماء و اجماع الناس علی معناه غنی عن الاسناد فيه.

(ص ۲۹)

ترجمہ..... علامہ ابن عبدالبرؒ الاستذکار میں فرماتے ہیں جب امام ترمذیؒ سے یہ بات نقل کی کہ بخاریؒ حدیث بحر "**هو الطهور ماؤه**" کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ محدثین اس جیسی سند کو صحیح نہیں کہتے لیکن حدیث میرے (ابن عبدالبرؒ) نزدیک صحیح ہے۔ اس لئے کہ علماء نے اسے قبول فرمایا ہے اور ابن عبدالبرؒ تمہید میں فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے نبی اقدسﷺ سے روایت کی **الدينار اربعة و عشرون قيراطا** اور فرمایا علماء کی جماعت کا قول اور لوگوں کا اجماع اس معنی پر اس کی سند سے مستغنی کر دیتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

المتواتر فانه صحيح قطعاً لا يشترط فيه مجموع هذه الشروط .

متواتر یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے، اس میں ان شرائط کے پائے جانے کی شرط نہیں۔ (ص۳۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صاحب نورالانوار فرماتے ہیں:

لما تلقته الامة بالقبول صارت بمنزلة المشهور

جب اخبار احاد کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ بمنزل مشہور کے ہو جاتی ہے۔

اسی طرح خبر متواتر کے بارے میں لکھا ہے:

ومن شانه ان لا يشترط عدالة رواته.

خبر متواتر کی شان یہ ہے کہ اس کے راویوں کی عدالت شرط نہیں۔

(قفوالاثر بحوالہ قواعد فی علوم الحدیث ص ۳۲)

یعنی اس کی سند سے بحث نہیں کی جائے گی۔

مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

كل حديث اجمع السلف على قبوله او تواترت اهلية رواته فلا حاجة عن البحث من عدالة رواته وما عدا ذالک يبحث عن عدالة رواته.

(عقد الجيد ص ۵۲)

ہر وہ حدیث جس کی قبولیت پر سلف کا اجماع ہو گیا ہو یا اس کے راویوں کی عدالت متواتر ہو، اس کے روات سے بحث کی حاجت نہیں۔ جو اس کے علاوہ ہوں گے ان روات کے حالات سے بحث کی جائے گی۔

فقہ حنفی کے عظیم محدث محقق فقیہ اصولی شیخ زاہد بن حسن الکوثریؒ لکھتے ہیں:

واحتجاج الائمة بحديث تصحيح له منهم. بل جمهور اهل العلم من جميع الطوائف على ان خبر الواحد اذا تلقته الامة تصديقا له او عملا به يوجب العلم.

(مقالات کوثری ص ۷۰)

ترجمہ.....آئمہ کا حدیث کو بطور دلیل کے لے لینا یہ ان کی طرف سے اس حدیث کو صحیح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرار دینا ہوگا۔ بلکہ تمام جماعتوں کے جمہور اہل علم اس اصول پر ہیں کہ خبر واحد کو امت جب اس کی تصدیق کرتے ہوئے یا اس پر عمل کرتے ہوئے قبول کر لے تو یہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ان الاخبار الاحاد الصحیحة قد یحصل بتعدد طرقها تواتر معنوی. (ص ۱۳۵)

اخبار احاد صحیحہ کی اسناد کے متعدد ہونے سے تواتر معنوی حاصل ہو جاتا ہے۔

خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

والتواتر علی انحاء تواتر اسناد و تواتر طبقة و تواتر توارث و تعامل و تواتر قدر المشترک و کله تواتر یفید القطع.

ترجمہ.....تواتر کی کئی قسمیں ہیں تواتر اسنادی، تواتر طبقہ، تواتر توارث وتعامل وتواتر معنوی۔ یہ تمام تواتر کی قسمیں ہیں۔ اور یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔

(نیل الفرقدین: ص ۳۰)

دوسو کے قریب کتابوں کے مصنف محدث، فقیہ، اصولی، مورخ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں:

وکذا اذا تلقته الامة الضعیف بالقبول یعمل به الصحیح حتی انه ینزل منزلة المتواتر (فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث ص ۱۲۰، بحواله ما تمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه)

اسی طرح جب امت ضعیف حدیث کو قبول کر لے تو اس کے ساتھ صحیح حدیث والا معاملہ کیا جائے گا حتی کہ وہ متواتر کے درجہ میں ہو جائے گی۔

حافظ الدنیا حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

والمتواتر لا یبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....اور متواتر کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث کے اس پر عمل واجب ہے۔(شرح نخبۃ الفکر ص ۳۵)

ابن ابی العز الحنفیؒ لکھتے ہیں:

و خبر الواحد اذا تلقته الامة بالقبول عملا به و تصديقاً له يفيد العلم (اليقينى) عند جماهير الامة وهو احد قسمى المتواتر ولم يكن بين سلف الامة فى ذالک نزاع.

ترجمہ.....اور خبر واحد کو جب امت قبول کر لے اس کی تصدیق کرتے ہوئے، اور اس پر عمل کرتے ہوئے تو وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے، جمہور علماء امت کے نزدیک، اور یہ بھی متواتر کی ایک قسم ہے۔ اسلاف امت میں اس بارے میں کوئی نزاع نہیں تھا۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۳۵۵)

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

قال عطاء الاجماع اقویٰ من الاسناد

ترجمہ.....حضرت عطاء فرماتے ہیں اجماع اسناد سے قوی ہے۔(مرقات: ج ا ص ۴۷)

علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین الکھنویؒ لکھتے ہیں:

ايراد الاسئلة والاجوبة فعلى بعض المتون لا على قدر المشترک المستفاد من الاخبار.

کہ سوال و جواب بعض متون پر ہیں نہ کہ قدر مشترک پر جو کہ ان اخبار سے مستفاد ہیں۔

(فواتح الرحموت ص ۲۶۶ ج ۲)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر بعض متون یا روایات پر فرداً فرداً اعتراضات ہو سکتے ہوں تو پھر بھی ان سے جو بات قدر مشترک کے طور پر سمجھ میں آ رہی ہو اس پر اعتراض اثر نہیں کرتا۔ ان تمام عبارات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱).....جس حدیث کو امت کو قبول کر لے اور اس پر کسی مسئلہ یا عقیدہ کی بنیاد رکھ لے وہ حدیث صحیح کے درجے میں بلکہ متواتر کے درجے میں ہو جاتی ہے اور اس کی سند کی بحث کرنا اصول محدثین کے خلاف ہے۔

(۲).....اگر کئی اخبار احاد ہوں ان سے ایک معنیٰ مشترک طور پر سمجھ میں آتا ہو تو اس بات کو تواتر معنوی حاصل ہوگا۔

(۳).....تواتر معنوی بھی یقین کا فائدہ دیتا ہے۔

(۴).....اگر چہ اخبار احاد یا متون پر فرداً فرداً اعتراضات ہوں لیکن ان سے ثابت ہونے والے مفہوم پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ جیسے حیات عیسیٰ علیہ السلام تواتر معنوی سے ثابت ہے، اس کی بعض روایات پر جرح اس اصل مسئلہ کے ثبوت میں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، بلکہ ایسی روایات پر جرح کرنا ہی بے فائدہ اور بے کار ہوگا۔ اور ایک اتفاقی مسئلہ کو مشکوک بنانے کی سعی لا حاصل ہوگی۔

(۵).....اجماع اسناد سے قوی ہے، یعنی جس بات پر اجماع ہو جائے اس کی روایات کی اسناد کی جانچ پرکھ نہیں کی جائے گی۔

ضروری بات: تعامل کے حجت ہونے پر نفیس بحث بندہ نے اپنی کتاب ''فیوضات صفدر'' میں لکھی ہے، اس کا ضرور مطالعہ کیا جائے۔

نوٹ..... یہ وہ اصول ہیں جو ان محدثین امت نے لکھے ہیں جن کی فن حدیث میں امامت مسلمات میں سے ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد پمفلٹ کا جواب لکھا جاتا ہے اور اس میں دیئے گئے دھوکوں کو واضح کیا جاتا ہے۔

صاحب پمفلٹ لکھتا ہے:

روایت **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون** جس کے سننے سے اسلام کی تین صدیاں محروم رہیں، صحاح ستہ جس کے بیان سے قاصر رہی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب..... یہ بات غلط ہے کہ تین صدیاں محروم رہیں صحابہ کرامؓ کا اس عقیدہ کو اپنانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کو اس روایت کا علم تھا۔ عدم نقل سے عدم علم وسماع کیسے ثابت ہے؟ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ سے چند ہزار احادیث مسانید میں منقول ہیں جبکہ آپ پانچ لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ (وصایا امام اعظم) امام بخاریؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے، جبکہ بخاری کی کل روایات ۷۲۷۵ ہیں۔

مکررات حذف کر کے ۴۰۰۰ بچتی ہیں۔ کیا اس پر یہ کہا جائے گا کہ امام بخاریؒ نے صرف اتنی احادیث ہی سنی ہیں باقی نہیں سنی؟ معلوم ہوا عدم نقل، عدم سماع اور عدم علم کی دلیل نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے واقعات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے ہاں یہ عقیدہ مسلمات میں سے تھا۔

(۱).....حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آ کر گر گیا اور زار و زار روتے ہوئے عرض کیا اے اللہ آپ کا وعدہ ہے **ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما.** کہ اگر گناہ گار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائے گی اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی **قد غفر لک** (کہ تیری بخشش ہوگئی) (معارف القرآن ص ۲۵۸ ج ۲، تحریرات حدیث ص ۶۵۷)

(۲)..... جب سیدنا صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوا تو آپؓ کا جنازہ نبی اقدس ﷺ کی قبر کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا اور ندا دی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر حاضر ہیں، پس دروازہ کھل گیا اور آواز دینے والا آواز دے رہا تھا کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔ (تفسیر کبیر)

یہ افضل الناس بعد الانبیاءؑ کا جنازہ ہے خیال کرو کوئی صحابی رہ گیا ہوگا، ہزاروں کی تعداد میں ہوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گے ان میں سے کسی نے ندا دینے والے کو نہیں کہا کہ تو مشرک ہے، ان سب کا عقیدہ تھا کہ حضورﷺ سنتے ہیں اور حیات ہیں۔

(۳).....اٹھارہ ہجری میں بلال بن الحارث المزنیؓ صحابی رسول کا واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے روضہ اقدس پر جا کر بارش کے لئے درخواست کی تو آنحضرتﷺ نے خواب میں فرمایا کہ عمرؓ کو خبر دے کہ ان پر بارش نازل کی جائے گی اور عمرؓ سے کہہ دے کہ وہ دانائی پر قائم رہے۔(شفاء السقام ص۱۴۰)

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو صلوٰۃ استسقاء کے لئے جمع فرمایا۔(البدایہ والنہایہ ص۷۱ ج۷) اور جب سب جمع ہو گئے تو یہ واقعہ بتایا، لوگوں نے کہا بلالؓ نے سچ کہا، (تاریخ طبری ص۹۹ ج۴) یہ سند صحیح ہے، (البدایہ ص۹۲ ج۷) صحابہ کرامؓ روضہ اقدس پر درود وسلام پیش کرتے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ دن میں سو سو مرتبہ روضہ اطہر پر حاضر ہوتے۔(التعلیق الممجد ص۳۹۶)

کیا ان کا عقیدہ حیات کا نہیں تھا؟ ویسے ہی سب کچھ کیا جا رہا تھا؟ پھر ان پر کسی نے نہ ۶۰ آیات سنائیں اور نہ ۱۸۰۰ احادیث سنائیں۔ کیا صحابہ شرک ہوتا دیکھتے رہے اور کسی نے نہ روکا۔ جب نہ روکا تو معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ حیات النبی کا تھا اور ان روایات پر ان کا عمل تھا اور اسی کے مطابق عقیدہ تھا۔ صحاح ستہ کے بیان نہ کرنے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے؟ کیا صحاح ستہ کے علاوہ کتب حدیث میں صحیح احادیث نہیں ہیں؟ یہ حضرات تو اپنے ذوق اور شرائط کے اعتبار سے احادیث لائے ہیں۔ بلکہ اپنی شرائط کی بھی بہت سے احادیث چھوڑ دی ہیں۔ جن پر استدراکات لکھے گئے۔

جس شخص کو علم حدیث سے ذرا بھی مناسبت ہو وہ اس کو بخوبی جانتا ہے۔ امام بخاریؒ کو تین لاکھ احادیث یاد تھیں بقول بعض کے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد تھیں بخاری میں صرف سات ہزار کے قریب لائے باقی احادیث کہاں گئیں؟ دیکھئے مقدمہ مشکوٰۃ اور تدریب الراوی ص۴۸) بخاری مسلم نے تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا، (مقدمہ ابن صلاح ص۲۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام مسلمؒ فرماتے ہیں:

ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے، اس کو میں نے یہاں نقل نہیں کیا بلکہ میں نے صرف ان احادیث کو نقل کیا ہے جن کی صحت پر اجماع ہے۔ (مسلم ص۱۷۴ ج۱)

پھر کیا مماتی حضرات ان احادیث کو مانتے ہیں جو صحاح ستہ میں ہیں اور ان سے مسئلہ حیات ثابت ہے۔

(۱) خطبہ صدیق اکبر میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا اے نبی ﷺ اللہ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔

اس سے مسئلہ حیات ثابت ہے۔ مراد یہ ہے کہ قبر میں آپ کو دوسری موت نہیں آئے گی جیسے دوسرے انسانوں پر منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد طاری ہوتی ہے۔

اس کے تحت حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ص۲۲ ج۷ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۶۶۰ ج۷ شیخ نور الحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ص۲۶۲ ج۳ علامہ کرمانی نے اپنی شرح بخاری میں ص۲۱۰ ج۱۴ پر علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری ص۱۶۹ ج۸ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ ص۸۹۰ ج۲ محدث سہارنپوری نے حاشیہ بخاری ص۵۱۷ پر اس سے استدلال کیا ہے۔

مماتیو! بخاری کی اس حدیث اور محدثین کرام کے اس استدلال کو ہی مان لو ورنہ ایک حوالہ پیش کرو کہ کسی ایک اہل سنت و جماعت کے محدث فقیہ نے لکھا ہو کہ ان حضرات کا استدلال غلط ہے یہ عقیدہ مشرکانہ ہے، اسی بخاری شریف میں ص۴۸۱ پر روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے پھر سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا، بے ہوش زندہ ہوتا ہے نہ کہ بے جان چیز۔ معلوم ہوا کہ قبر میں حیات ہوگی، تبھی تو نفخہ اولیٰ کے وقت بے ہوشی طاری ہوگی۔

بخاری کی اس حدیث سے علامہ تقی الدین سبکیؒ نے شفاء السقام ص۱۸۳، امام بیہقی نے جزء حیات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انبیاء ص ۱۹، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے انبیاء الاذکیاء ص ۴۹، پر اس سے انبیاء کے قبروں میں زندہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ مماتیو! یہ تو بخاری کی حدیث ہے اسے ہی مان لو، اور اس سے جن محدثین نے حیات انبیاء پر استدلال کیا ہے اسے مان لو وگرنہ ایک محدث یا مفسر جو کہ اہل سنت و جماعت میں سے ہو اس کا حوالہ پیش کرو جس نے لکھا ہو کہ ان حضرات کا یہ استدلال درست نہیں۔ یہ عقیدہ کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں شرکیہ ہے۔ ۶۰ آیات اور ۱۸۰۰ احادیث کے خلاف ہے۔ مہلت قیامت تک ہے۔

(۳) مسلم شریف میں حدیث ہے نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اس حدیث سے علامہ تقی الدین سبکیؒ نے شفاء السقام ص ۱۸۰، علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء ص ۴۵، امام بیہقیؒ نے جزء حیات انبیاء ص ۱۰، علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات شافعیہ ص ۲۸۰، پر استدلال کیا ہے۔ اسے ہی مان لو۔

یا ایک اہل سنت محدث مفسر کا حوالہ جو کہ ۱۹۵۷ء سے پہلے کا ہو اس کا حوالہ پیش کرو کہ اس نے اس روایت سے اس استدلال کرنے پر ان حضرات پر اعتراض کیا ہو اور کہا ہو حیات انبیاء کا عقیدہ شرکیہ ہے۔ **فأتو برهانكم ان كنتم صادقين.**

(۴) نبی اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں کوئی مجھ پر سلام پڑھتا مگر میری روح کو مجھ پر لوٹا دیا جاتا ہے (یعنی متوجہ کر دیا جاتا ہے) (ابوداؤد ص ۲۸۶ ج ۱)

یہ بھی صحاح ستہ میں شامل ہے۔ صاحب تسکین الصدور نے چودہ محدثین سے اس کی تصحیح نقل کی ہے، ملا علی قاریؒ نے مرقات ص ۳۴۱ ج ۲ پر اس کی تصحیح کی ہے، علامہ سخاویؒ نے القول البدیع ص ۱۶۰، علامہ تاج الدین سبکیؒ نے طبقات شافعیہ ص ۲۸۰، محدث سہارنپوریؒ نے بذل المجہود ص ۳۹۶ ج ۹ پر، امام بیہقیؒ نے جزء حیات انبیاء ص ۹ پر، علامہ سبکیؒ نے شفاء السقام میں، علامہ سیوطیؒ نے الحاوی للفتاویٰ ص ۱۴۲ پر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اللمعات التنقیح میں اس سے حیات انبیاء پر استدلال کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابوداؤد صحاح ستہ میں سے ہے اور اس روایت کی چودہ محدثین نے تصحیح کی ہے، اتنے جید علماء نے استدلال کیا ہے اب تو مان لو، یا پھر ایک حوالہ پیش کرو کہ ۱۹۵۷ء سے پہلے ایک محدث، ایک اصولی، ایک مفسر جو کہ اہل سنت میں سے ہو اس نے یہ لکھا ہو کہ یہ حدیث حیات انبیاء پر دال نہیں ہے۔ اس سے قبر میں حیات انبیاء پر استدلال غلط ہے۔ مہلت قیامت تک ہے۔

آگے اس پمفلٹ والے نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرامؓ لاعلم رہے۔

جواب..... یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہے، صحابہ کرام کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا عقیدہ یہی تھا جیسا کہ خطبہ صدیق اکبرؓ میں ہے، وہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی مخالفت کسی نے نہ کی کہ آپ کو دوسری موت نہ آئے گی، اور یہ کہا ہو کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں، حضورﷺ پر قبر میں دوسری موت آنی ہے۔ ایک بھی حوالہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

پھر آگے لکھتا ہے:

حضرت انسؓ کے سینکڑوں شاگردوں میں سے صرف ایک حضرت ثابت بنانیؒ نے اسے نقل کیا ہے۔

جواب..... ثابت بنانی معمولی انسان نہیں ہے، حضرت انسؓ کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں، علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں آپ بصرہ میں رہنے والے محدثین کے پیشوا ہیں آپ کا قول قابل حجت ہے (روایت کیوں قابل حجت نہ ہوگی؟ از ناقل) (تذکرۃ الحفاظ ص۱۱۶) مزید تفصیل تسکین الاولیاء فی حیات الانبیاء کے آخر میں محدثین کے حالات میں دیکھ لیں، ان کا اپنا اعتقاد یہ ہے کہ جب سے یہ حدیث سنی اس دن سے یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تیری مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل سکتی ہو تو مجھے اجازت مل جائے، حمید الطّویل کہتے ہیں ہم نے جب انہیں لحد میں اتارا جب اینٹیں برابر کر رہے تھے اچانک ایک اینٹ گر گئی تو سب نے کیا دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

میں نے ساتھی کو کہا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا؟ اس نے کہا خاموش رہو۔ پھر ہم ان کی صاحبزادی کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پاس گئے اس نے ان کی دعا کا تذکرہ فرمایا۔ (حلیۃ الاولیاء ص۲۱۹ ج۲، بحوالہ مقام حیات ص۱۲۴)

معلوم ہوا کہ اس جلیل القدر تابعی کا عقیدہ یہی تھا تبھی تو دعا مانگ رہے تھے ایک حوالہ پیش کرو کسی تابعی نے یا کسی محدث یا مفسر نے ان پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگایا ہو۔ اگر نہیں تو عبرت حاصل کرو، لیکن اس کے لئے بھی تو عقل چاہئے۔

اور لکھا ہے کہ:

ثابت بنانی کے شاگردوں میں سے صرف ایک حجاج بن اسود اسے روایت کرنے والا ہے۔

(میزان الاعتدال ص۱۴۶۰ ج۱)

جواب..... اس اعتراض کا جواب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سرفراز خان صفدر **نور اللہ مرقدہ** نے تسکین الصدور میں دے دیا ہے۔ ہم ایک جواب یہاں اور نقل کرتے ہیں کہ حجاج بن اسود کو خود ذہبی نے بھی ثقہ کہا ہے۔

علامہ ذہبیؒ تلخیص مستدرک میں روایت لاتے ہیں، **حجاج بن اسود عن محمد بن واثق عن ابی صالح عن ابی هريرة مرفوعا احبوا القراء و جالسوهم و احب العرب من قلبک و لترد عن الناس ما تعلم من قلبک صحيح، حجاج ثقة.**

(تلخیص مستدرک ص۳۳۱ ج۱)

اصل بات یہ ہے کہ یہ اعتراض اس وقت ہوں جب ایک یہی حدیث حیات انبیاء پر دال ہو، اس کے علاوہ اور احادیث دال نہ ہوں۔ پھر یہ کہ اس کو تواتر معنوی حاصل نہ ہو، تب تو اعتراض ہو۔ اس حدیث کو تواتر معنوی حاصل ہے، امت محمدیہ کے عظیم ترین محدث مفسر، علامہ جلال الدین سیوطیؒ جو کہ ۶۰۰ کے قریب کتب کے مصنف ہیں، لکھتے ہیں:

حيات النبی ﷺ فی قبره هو و سائر الانبياء معلومة عندنا علما قطعياً لما قام عندنا من الادلة فی ذالک و تواترت له الاخبار الدالة علی ذالک (الحاوی للفتاویٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ص ۱۳۹)

نبی اقدس ﷺ کی اور دوسرے انبیاء کی قبر میں حیات ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس پر دلائل قائم ہیں، اور اس مسئلہ پر دلالت کرنے والی روایات متواتر ہیں۔ صاحب **نظم المتناثر من حدیث المتواتر** لکھتے ہیں:

ان من جملة ما تواتر عن النبی ﷺ حیات الانبیاء فی قبورهم.

ترجمہ..... جو روایت نبی اقدس ﷺ سے متواتر ہیں ان میں انبیاء علیہم السلام کا قبور میں زندہ ہونا بھی ہے۔

علامہ ابن قیمؒ ابوعبداللہ قرطبیؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه قد صح عن النبی ﷺ ان الارض لا تأکل اجساد الانبیاء وانه علیه السلام اجتمع بالانبیاء لیلة الاسراء فی بیت المقدس و فی السماء وخصوصاً بموسیٰ علیه السلام و قد اخبر بانه ما من مسلم یسلم علی الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام الی غیر ذالک مما یحصل من جملة قطعی بان موت الانبیاء انما هو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکهم وان کانوا موجودین احیاء.

ترجمہ..... نبی اقدس ﷺ سے یہ بات صحیح طور پر منقول ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی اور یہ کہ آپ علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ معراج کی رات جمع ہوئے بیت المقدس اور آسمان میں۔ خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور حضور ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ جب بھی کوئی مسلمان آپ علیہ السلام پر درود پڑھتا ہے آپ علیہ السلام کی روح لوٹا دی جاتی ہے، آپ اس سلام کا جواب دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی روایات ہیں جن سے یہ بات یقینی طور پر حاصل ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی موت اس طرح ہے کہ وہ ہم سے غیب ہیں ہم ان کو پا نہیں سکتے اگر چہ وہ موجود ہیں زندہ ہیں۔(کتاب الروح ص ۴۵)

دوسو کے قریب کتابوں کے مصنف مشہور محدث، اصولی اور مؤرخ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں:

نحن نؤمن و نصدق بانه صلی الله علیه وسلم حی یرزق فی قبره و ان جسده الشریف لا تأکله الارض و الاجماع علی هذا.

(القول البدیع ص ۱۷۲)

ترجمہ.....ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کو زمین نے نہیں کھایا اور اس پر اجماع ہے۔

علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین الکھنویؒ لکھتے ہیں

و یمکن هذا العلم لواحد.

اور ممکن ہے کہ اجماع کا علم ایک کو ہی ہو۔(فواتح الرحموت ص ۲۶۲ ج ۲)

معلوم ہوا کہ اگر اجماع کا ناقل ایک ہو تب بھی درست ہے جبکہ ہم اس پر ایک درجن کے قریب حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ ہم مماتیوں سے کہتے ہیں کہ علامہ سخاویؒ کی وفات کو تقریباً پانچ سو سال گزر چکے ہیں ایک محدث، ایک مفسر جو کہ اہل سنت سے ہو اس نے کہا ہو کہ سخاویؒ کی یہ بات غلط ہے۔ اس بات پر اجماع نہیں ہوا، حیات انبیاء علیہم السلام عقائد میں سے نہیں۔ پیش کرو ورنہ عوام الناس کو پریشان نہ کرو، ان کے دلوں میں وساوس ڈالنے سے باز آجاؤ۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ یہ عبارات متواتر ہیں اس پر اجماع ہے۔ اور گذشتہ اوراق میں یہ حوالہ جات گذر چکے ہیں کہ جس حدیث کو امت قبول کر لے یا اس کو تواتر معنوی حاصل ہو جائے (امام سیوطیؒ لکھتے ہیں **فان اکثر الاحادیث مروی بالمعنی** (الاقتراح ص ۱۶) جب اکثر احادیث مروی بالمعنی ہیں تو تواتر معنوی بھی بنسبت تواتر لفظی کے زیادہ ہوگا) یا جس مسئلہ پر اجماع ہو جائے اس کی سندوں کی بحث نہیں کی جاتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگر تم محدثین کے اس اصول کو نہیں مانتے تو پھر تمہیں محدثین کے اقوال کو لے کر فرداً فرداً جرح کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ کیا امام سیوطیؒ جنہوں نے تدریب الراوی جیسی اہم کتاب اصول حدیث میں لکھ کر امت پر احسان عظیم کیا ہے، جس نے تفسیر درمنثور اور جلالین کا نصف حصہ اور الاتقان جیسی کتب تصنیف کی ہیں، جو کہ مفسر بھی تھے محدث بھی تھے، وہ ان احادیث کو متواتر کہہ رہے ہیں، یقینی کہہ رہے ہیں، ان پر عقیدہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

علامہ سخاویؒ اجماع کا ذکر کر رہے ہیں۔ کیا ان کو اصول حدیث کا علم نہیں تھا؟ ان کو معلوم نہیں تھا کہ صحابہ اس کو سننے سے محروم رہے؟ صحاح ستہ اس حدیث سے خالی ہیں؟ حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے صرف ایک ثابت بنانیؒ ہیں اور ان سے روایت کرنے والا صرف حجاج بن اسود ہے، اور وہ منکر روایت لانے والا ہے۔ ان علوم کے جبال کو یقیناً علم تھا پھر بھی انہوں نے ان روایات کو لیا۔

تو معلوم ہوا کہ ان کو اصول حدیث سے واقفیت تھی اور تم اس سعادت سے محروم ہو۔ یاد رہے کہ سونے کے بارے میں سنار کی رائے معتبر ہوتی ہے نہ کہ کمہار کی۔ احادیث حیات انبیاء علیہم السلام کو تواتر حاصل ہونے کی وجہ سے اگرچہ سند سے بحث کرنے والے کا اعتراض قابل التفات نہیں، لیکن پھر بھی اگر اس اعتراض کو دیکھا جائے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

صاحب پمفلٹ لکھتے ہیں:

اس کا راوی مستلم بن سعید وہم کا شکار ہے۔ (تقریب ص ۳۵۱) اور ثقات کی مخالفت کرنے والا (تہذیب ص ۱۰۴ ج ۱۰)

جواب..... مستلم بن سعید کو تقریب میں صدوق لکھا ہے آگے **ربما وھم** لکھا ہے کہ کبھی وہم ہو جاتا تھا، جب علماء نے قبول کر لیا تو معلوم ہوا کہ اس روایت میں وہم نہیں ہے۔ کیا محدثین اور متکلمین ہم سے بھی گئے گذرے تھے کہ ایک وہمی کی روایت پر عقیدہ کی بنیاد رکھ لی۔ پھر تہذیب سے ایک یہی بات نقل کی ہے کہ ثقات کی مخالفت کرتا تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس میں بھی خیانت کی۔تہذیب میں ہے ربما خالف کہ کبھی کبھی ثقات کی مخالفت کرتا تھا،اب ربما کا معنی نہ کرنا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہر وقت ثقات کی مخالفت کرتا تھا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔پھر یہ کہ ثقہ جس روایت میں ثقات کی مخالفت کرے اس کو منکر کہتے ہیں۔اس میں تو کسی کی مخالفت نہیں کی۔ اگر کی ہے تو ظاہر کرو۔مخالفت تب ہوتی جب کئی ثقات یہ بات نقل کرتے کہ حضورﷺ قبر میں مردہ ہیں اور یہ کہتے کہ زندہ ہیں۔اگر ثقات سے اس طرح کی کوئی روایت منقول ہے تو ثابت کرو۔ **فأتوا برهانكم ان كنتم صادقين.**

پھر دوسرے اقوال جو ان کی تعریف میں ہیں وہ بلاڈکار شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے۔(۱)امام احمدؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں،(۲)امام ابن نعیم صویلح (صالح الحدیث) کہتے ہیں(۳)امام نسائیؒ ان کو لابأس بہ کہتے ہیں۔(۴)اور ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔

آگے لکھتا ہے:

کہ ازرق بن علی جو کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر بہتان باندھتا ہے اور روایت گھڑتا ہے کہ ابن مسعودؓ معوذ باللہ معوذتین،سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور سورۃ الفاتحہ کو قرآن مجید میں سے نہیں سمجھتے تھے، بلکہ ان کو مٹاتے تھے۔ابن کثیر احسن الکلام محلی ابن حزم یہ روایت خالص جعلی، جھوٹ، باطل اور ابن مسعودؓ پر افتراء ہے۔یہ ازرق بن علی محدث ابویعلیٰ کا استاد ہے،ابویعلیٰ بھی اس بہتان میں شریک ہے،اپنی کتاب مسند ابی یعلیٰ میں یہ روایت لے آیا ہے۔

جواب..... تفسیر ابن کثیر میں ابویعلیٰ کی جو سند نقل کی ہے اس میں الازرق بن علی ہے لیکن ابن کثیر نے نہ اسے جھوٹا کہا ہے نہ جرح کی ہے، بلکہ دوسری بہت ساری سندیں نقل کی ہیں،تو یہ ذمہ داری صرف ان پر ہی نہیں آتی اگر الازرق بن علی کا اس روایت کو نقل کرنا جرح ہے تو حمیدی میں بھی یہ روایت موجود ہے جس میں یحک کے الفاظ ہیں،اس سند میں مندرجہ ذیل راوی ہیں سفیان بن عیینہ،عبدہ بن ابی لبابہ، عاصم بن بھدلہ، زر بن حبیش ، اس روایت کی ایک سند میں عبداللہ بن احمد، اعمش ، ابواسحٰق ،عبدالرحمٰن بن یزید وغیرہ بھی ہیں،تو کیا ان پر بھی وضع کا بہتان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لگے گا۔اور حمیدی نے اپنی مسند میں اس روایت کو نقل کیا ہے تو کیا حمیدی پر بھی وہی الزام لگاؤ گے جو ابویعلیٰ پر لگایا ہے۔(کچھ تو خدا کا خوف کرو)

پھر یہ کہ یحیٰ بن ابی بکیر سے روایت کرنے میں ازرق کا متابع عبداللہ بن محمد بن یحیٰ بن ابی بکیر ہے، چنانچہ ابونعیم اخبار اصبہان میں ص ۸۸ ج ۲ میں اس کی سند سے روایت لائے ہیں۔

آگے لکھا ہے:

کہ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہیں (لطائف قاسمی ص ۵)

جواب..... اس سے تو معلوم ہوا کہ کچھ صحیح بھی ہیں، تو ضعیف ان کی تائید کریں گی اور کثرت اسناد سے قوت بڑھ جاتی ہے اور یہ محدثین کا متفقہ اصول ہے، صاحب پمفلٹ نے حضرت نانوتویؒ کا یہ قول اگر دھوکہ کے لئے نہیں لکھا تو حضرت نانوتویؒ تو مسئلہ حیات کے قائل ہیں اور اس مسئلہ پر اپنی شہرہ آفاق کتاب آب حیات تصنیف فرما چکے ہیں، آپ بھی اعلان کریں کہ ہم حضرت نانوتویؒ کا پورا مسلک اپناتے ہیں۔

آگے کچھ حوالہ جات محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے نقل فرمائے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ عقائد میں خبر واحد سے گاڑی نہیں چل سکتی۔

جواب..... جناب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ احادیث حیات انبیاء کو تواتر کا درجہ حاصل ہے، یہ جناب کا ذہن ہے کہ تضاد ہی تضاد نظر آتا ہے، سورج تو روشن ہے چمگادڑ نہ دیکھے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟ آگے لکھا ہے کہ صفدر صاحب کہتے ہیں کہ بیہقی متعصب ہے، جناب بیہقی فقہی مسائل میں متعصب ہے۔تو جو روایات فقہی مسائل میں شوافع کی تائید میں جا رہی ہوں گی ان میں بیہقی کی رائے کو جانچ پرکھ کر لیا جائے گا اور یہ تو تمام اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے یہاں بھی کیا ترک کر دیا جائے گا؟

اگر یوں کیا تو پھر دین کیا بچے گیا؟ کل تم کہو گے کہ ابن حجرؒ متشدد تھا اور اس نے حیات عیسیٰ پر اجماع لکھا ہے لہذا ہم حیات عیسیٰ کا مسئلہ ماننے سے انکار کرتے ہیں، جناب ابن حجرؒ جو متشدد تھا تو فقہ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تھا حیات عیسیٰؑ کا مسئلہ تو مسلمہ ہے۔تو اگر ابن حجرؒ نے اسے نقل کر دیا تو کونسا قصور کر دیا؟
فقہی مسائل میں ان کا تشدد ایک طرف لیکن اجماعی مسائل میں تو ان کے اقوال لئے جائیں گے۔
جسے اتنی واضح بات کا بھی علم نہیں اسے یہی کہا جا سکتا ہے

آں کس نداند و بداند کہ بداند — در جہل مرکب ابد الدہر بماند

در جہل مرکب ابد الہ ہر بماند

لو کان موسیٰ حیاً کے راوی مجالد بن سعید اور جابر جعفی پر آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال جرح نقل کئے جاتے ہیں۔

جابر بن يزيد بن الحارث بن عبد يغوث بن كعب الجعفى ، أبو عبد الله ، و يقال أبو يزيد ، و يقال أبو محمد الكوفى

الطبقة : 5 : من صغار التابعين

الوفاة 127 : ه و قيل 132 ه

روى له : د ت ق

مرتبته عند ابن حجر : ضعيف رافضى .

مرتبته عند الذهبىؒ : وثقه شعبة فشذ ، و تركه الحفاظ ، من أكبر علماء الشيعة

أقوال العلماء : قال المزى فى" تهذيب الكمال : "قال المزى:وقال عباس الدورى ، عن يحيى بن معين : لم يدع جابرا ممن رآه إلا زائدة ، و كان جابر كذابا. و قال فى موضع آخر : لا يكتب حديثه ، و لا كرامة. و قال بيان بن عمرو البخارى ، عن يحيى بن سعيد : تركنا حديث جابر ، قبل أن يقدم علينا الثورى. وقال يحيى بن سعيد ، عن إسماعيل بن أبى خالد : قال الشعبى : يا جابر ، لا تموت ، حتى تكذب على رسول الله صلى الله عليه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وسلم ، قال إسماعيل :فما مضت الأيام و اليالى ، حتى أتهم بالكذب. و قال عباس الدورى ، عن يحيى بن يعلى المحاربى : قيل لزائدة : ثلاثة لا تروى عنهم ، لم لا تروى عنهم ؟ ابن أبى ليلى ، و جابر الجعفى ، و الكلبى ؟ قال : أما جابر الجعفى فكان و الله كذابا يؤمن بالرجعة.

وقال أبو يحيى الحمانى ، عن أبى حنيفة : ما لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفى ، ما أتيته بشيء من رأيى إلا جائنى فيه بأثر ، و زعم أن عنده ثلاثين ألف حديث ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يظهرها.

و قال عمرو بن على : كان يحيى و عبد الرحمن لا يحدثان عنه ، كان عبد الرحمن يحدثنا عنه ، قبل ذلک ثم تركه.

و قال أبو حاتم الرازى ، عن أحمد بن حنبل : تركه يحيى و عبد الرحمن.

و قال الترمذى ، عن محمد بن بشار : سمعت عبد الرحمن بن مهدى يقول :ألا تعجبون من سفيان بن عيينة ؟ لقد تركت جابرا الجعفى لقوله لما حكى عنه أكثر من ألف حديث ، ثم هو يحدث عنه.

و قال النسائى : متروک الحديث.

و قال فى موضع آخر : ليس بثقة ، و لا يكتب حديثه.

و قال الحاكم أبو أحمد : ذاهب الحديث.

قال الحافظ فى" تهذيب التهذيب : 2/48 "

و ذكر مطين ، عن مفضل بن صالح : مات سنة سبع .

و قال ابن أبى خيثمة ، عن يحيى بن معين : مات سنة اثنتين و ثلاثين و مئة

و قال سلام بن أبى مطيع : قال لى جابر الجعفى : عندى خمسون ألف باب من العلم ما حدثت به أحدا . فأتيت أيوب ، فذكرت هذا له ، فقال : أما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الآن فهو كذاب .

و قال جرير بن عبد الحميد ، عن ثعلبة : أردت جابرا الجعفى ، فقال لى ليث بن أبى سليم : لا تأته فإنه كذاب .

قال جرير : لا أستحل أن أروى عنه ; كان يؤمن بالرجعة .

و قال أبو داود : ليس عندى بالقوى فى حديثه .

و قال أبو الأحوص : كنت إذا مررت بجابر الجعفى سألت ربى العافية .

و قال الشافعى : سمعت سفيان بن عيينة يقول : سمعت من جابر الجعفى كلاما ، فبادرت ، خفت أن يقع علينا السقف .

قال سفيان : كان يؤمن بالرجعة .

و قال إبراهيم الجوزجانى : كذاب .

و قال إسحاق بن موسى : سمعت أبا جميلة يقول : قلت لجابر الجعفى : كيف تسلم على المهدى ؟ قال : إن قلت لكـكفرت.

قال سفيان : كذب . قلت : ما أراد بهذا ؟ ، قال : الرافضة تقول : إن عليا فى السماء لا يخرج من يخرج من ولده حتى ينادى من السماء : اخرجوا مع فلان ، يقول جابر : هذا تأويل هذا .

و قال الحميدى أيضا : سمعت رجلا يسأل سفيان : أرأيت يا أبا محمد الذين عابوا على جابر الجعفى قوله : حدثنى وصى الأوصياء ! فقال سفيان :هذا أهونه .

و قال شبابة ، عن ورقاء ، عن جابر : دخلت على أبى جعفر الباقر ، فسقانى فى قعب حسائى حفظت به أربعين ألف حديث .

و قال يحيى بن يعلى : سمعت زائدة يقول : جابر الـجعفى رافضى يشتم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أصحاب النبی صلی الله علیه و آله وسلم .

و قال ابن سعد : کان یدلس ، و کان ضعیفا جدا فی رأیه و روایته .

و قال العقیلی فی " الضعفاء : " کذبه سعید بن جبیر .

و قال العجلی : کان ضعیفا یغلو فی التشیع ، و کان یدلس .

و قال الساجی فی " الضعفاء : " کذبه ابن عیینة .

و قال المیمونی : قلت لأحمد بن خداش : أکان جابر یکذب ؟ قال : أی و الله ، و ذاک فی حدیثه بین .

و قال ابن قتیبة فی کتابه " مشکل الحدیث : " کان جابر یؤمن بالرجعة ، و کان صاحب نیرنجات و شبه .

و قال أبو أحمد الحاکم : یؤمن بالرجعة ، اتهم بالکذب .

و ذکره یعقوب بن سفیان فی باب من یرغب عن الروایة عنهم .

و قال ابن حبان : کان سبائیا من أصحاب عبد الله بن سبأ ، و کان یقول : إن علیا یرجع إلی الدنیا . فإن احتج محتج بأن شعبة و الثوری رویا عنه ، قلنا : الثوری لیس من مذهبه ترک الروایة عن الضعفاء ، و أما شعبة و غیره فرأوا عنده أشیاء لم یصبروا عنها ، و کتبوها لیعرفوها ، فربما ذکر أحدهم عنه الشیء بعد الشیء علی جهة التعجب . و أخبرنی ابن فارس قال : حدثنا محمد بن رافع قال : رأیت أحمد بن حنبل فی مجلس یزید بن هارون ، و معه کتاب زهیر عن جابر الجعفی ، فقلت له : یا أبا عبد الله تنهونا عن جابر ، و تکتبونه ؟ !، قال : لنعرفه .

مجالد بن سعید بن عمیر الهمدانی ، أبو عمرو و یقال أبو عمیر و یقال أبو سعید ، الکوفی (والد إسماعیل بن مجالد)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الطبقة : 6 : من الذين عاصروا صغارالتابعين

الوفاة 144 : ه

روى له : م د ت س ق

مرتبته عند ابن حجر : ليس بالقوى و قد تغير فى آخر عمره

مرتبته عند الذهبى : ضعفه ابن معين ، و قال النسائى : ليس بالقوى ، و قال مرة : ثقة

أقوال العلماء : قال المزى فى" تهذيب الكمال: "

(م د ت س ق) : مجالد بن سعيد بن عمير بن بسطام ، و يقال : ابن ذى مران بن شرحبيل بن ربيعة بن مرثد بن جشم بن حاشد بن جشم بن خيوان بن نوف بن همدان الهمدانى ، أبو عمرو ، و يقال : أبو عمير ، و يقال : أبو سعيد ، الكوفى ، والد إسماعيل بن مجالد ، و جد عمر بن إسماعيل بن مجالد . اه.

و قال المزى: قال البخارى : كان يحيى بن سعيد يضعفه ، و كان عبد الرحمن بن مهدى لا يروى عنه شيئا . و كان ابن حنبل لا يراه شيئا يقول : ليس بشىء .

و قال على ابن المدينى : قلت ليحيى بن سعيد : مجالد ؟ قال : فى نفسى منه شىء .

و قال عبد الرحمن بن أبى حاتم : حدثنا أحمد بن سنان ، قال : سمعت عبد الرحمن بن مهدى يقول : حديث مجالد عند الأحداث : يحيى بن سعيد ، و أبى أسامة ليس بشىء ، و لكن حديث شعبة ، و حماد بن زيد ، و هشيم و هؤلاء القدماء ، يعنى أنه تغير حفظه فى آخر عمره .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و قال عمرو بن علی : سمعت یحیی بن سعید یقول لعبید الله : أین تذهب ؟ قال : أذهب إلی وهب بن جریر أکتب السیرة ، یعنی عن أبیه ، عن مجالد . قال : تکتب کذبا کثیرا ، لو شئت أن یجعلها لی مجالد کلها عن الشعبی ، عن مسروق ، عن عبد الله فعل .

و قال أبو طالب : سألت أحمد بن حنبل عن مجالد ، فقال : لیس بشیء یرفع حدیثا کثیرا لا یرفعه الناس ، و قد احتمله الناس .

و قال عباس الدوری عن یحیی بن معین : لا یحتج بحدیثه .

و قال أبو بکر بن أبی خیثمة عن یحیی بن معین : ضعیف ، واهی الحدیث .

کان یحیی ابن سعید یقول : لو أردت أن یرفع لی مجالد حدیثه کله رفعه ! قلت : و لم یرفع حدیثه ؟ قال : للضعف.

قال الحافظ فی" تهذیب التهذیب: 10/41 "

و قال الدارقطنی : یزید بن أبی زیاد أرجح منه ، و مجالد لا یعتبر به

و قال ابن سعد : کان ضعیفا فی الحدیث.

و قال ابن حبان : لا یجوز الاحتجاج به.

عبدالرحمٰن بن اسحٰق واسطی پر بھی مجمع الزوائد ص ۷۴ پر جرح موجود ہے۔

چنانچہ حضرت نے فرمایا جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو اس حق نواز نے اس مولوی اللہ بخش سے کہا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ اس نے کہا کہ یہ قائل ہیں دنیاوی زندگی کے اور اسمیں دنیاوی کا لفظ آیا ہی نہیں۔ میں نے کہا کوئی اور لفظ برزخی وغیرہ آیا ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا حدیث تو بے فائدہ ہوئی، نہ تیرے کام کی نہ میرے کام کی۔ تیرے اعتبار سے اللہ کے پیغمبر نے ایسی بات فرمائی جو نہ تیرے کام کی نہ میرے کام کی۔ گویا کہ معاذ اللہ تیرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث نکمی بات ہوتی ہے۔ میں نے کہا حدیث کے الفاظ میں الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون. اور یہ متواتر حدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اس میں حضرت محمد ﷺ کی قبر کا ذکر ہے۔ مسلمان تو مسلمان کافر بھی یہ بات مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ کی قبر مطہرہ مدینہ میں ہے۔ اگر کسی کو انکار ہے تو مجھے بتا دو سب کہنے لگے وہیں قبر ہے میں نے کہا مسلمان تو مسلمان کافر بھی یہ بات مانتے ہیں کہ جو مدینہ پاک کی قبر میں آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے، وہی جسد اطہر جو سیدہ آمنہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہی جس نے ہجرت کی، وہی جس نے جہاد کیا، وہی جسم جو معراج پر گیا، جب اس قبر میں حیات ہے تو دنیا والا جسم ہی حیات سے فیض یاب ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کو دنیاوی حیات کہنے کا مطلب:

آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کو حیات دنیوی کہنے کا مطلب اتنا ہی ہے کہ یہی دنیا والا جسم فائز الحیات ہے۔

مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی ہوا تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ جسم ہی معراج پر گیا۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حیات دنیوی حاصل ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ دنیا والا جسم ہی فائز الحیات ہے۔ پھر میں نے کہا اس سے یہ پتہ چلا کہ تینوں باتیں یقینی ہیں۔

نمبر۱.....حدیث متواترات میں سے ہے۔

نمبر۲.....حضرت کی قبر مبارک بھی مدینے میں ہے۔

نمبر۳.....اور اس قبر میں جو جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے، خواب خیال والا نہیں۔

جب یہ تینوں باتیں یقینی ہیں تو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ اسی جسد اطہر کو حیات حاصل ہے۔ پھر میں نے کہا آپ بھی کوئی حدیث **الانبیاء اموات فی قبورھم لا یصلون** پیش کریں۔ اس پر مولوی اللہ بخش کہنے لگا۔ مہر حق نواز نے زیادتی کی ہے، مجھے یہ نہیں بتایا کہ امین سے مناظرہ کروانا ہے۔

اگر بتلا دیتے تو میں تیاری کر کے آتا۔ اب میری تیاری نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حق نواز جس نے مناظرہ کروایا تھا مجھے کہنے لگا کہ ابھی آپ واپس نہ جائیں چائے تیار ہو رہی ہے وہ پی کر جائیں یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا، کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نوٹوں کے دو ہار تھے اس نے وہ ہار مجھے پہنا دیئے۔ مہر حق نواز پھر چلا گیا ہم نے چائے وغیرہ پی اس کے بعد ہمارے ساتھیوں نے جلوس کی شکل میں مجھے پھرایا۔ وہ حق نواز ساتھ نہیں تھا۔ ہم واپس آ کر پھر وہیں بیٹھ گئے۔ میں نے ہار وغیرہ بھی اتار دیئے۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا جس کا نام مہر غلام محمد تھا لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا اس نے آ کر لوگوں سے پوچھا مولانا محمد امین اوکاڑوی کہاں ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں۔ وہ رو رہا تھا اور مجھے کہا آپ مجھے ملیں میں جب اٹھا اس نے مجھے اتنا پکڑا کہ چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ اور ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا۔ جب بیس منٹ کے قریب گزر گئے اس نے مجھے کہا یہ حق نواز میرا چھوٹا بھائی ہے اور میں اس کا بڑا بھائی ہوں اس دنیا میں ہم دو ہی بھائی ہیں۔ یہ مماتی ہے میں حیاتی ہوں۔ اس وجہ سے پندرہ سال سے ہماری آپس میں بول چال بند تھی کہ احمد سعید نے فتویٰ دیا ہوا تھا کہ جو حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں ان کے ساتھ بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ مجھے کہتا تھا کہ تو کافر ہے اس لئے میں تجھ سے نہیں بولتا۔

پندرہ سال میں میرے دو نوجوان بیٹے فوت ہوئے سارے لوگ مجھے تسلی دینے کے لئے آئے لیکن یہ نہیں آیا۔ اس نے کہا وہ کونسا مسلمان ہے۔ ان پندرہ سالوں کے دوران میں نے چار حج کئے اور ہمارے ہاں رواج ہے کہ حج پر جاتے وقت بھی کئی دیگیں خیرات کی اتارتے ہیں اور واپسی پر بھی لمبا چوڑا خیرات کا پروگرام بنتا ہے، لیکن یہ نہ کبھی جاتے وقت میرے پاس آتا اور نہ میرے واپس آنے پر ملاقات کے لئے آتا البتہ اتنا پیغام بھیج دیتا تھا کہ ابھی تو نے ابوجہل جتنے حج نہیں کئے۔

ابوجہل نے تجھ سے زیادہ حج کئے ہوئے تھے۔ میں انہی دکھوں میں بیمار ہوں کہ اللہ نے مجھے ایک ہی بھائی دیا تھا وہ بھی مولویوں نے مجھ سے چھین لیا۔ کیونکہ میں مریض ہوں اس لئے مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ رات یہاں کوئی مناظرہ تھا یا نہیں۔ آج پندرہ سال کے بعد میرا بھائی میرے گھر گیا اور جاتے ہی مجھ سے لپٹ گیا اور رو رو کر مجھے کہہ رہا تھا کہ جن مولویوں نے ہمیں پندرہ سال آپس میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لڑایا آج مناظرہ میں کہتے ہیں کہ ہماری تیاری نہیں۔ہمیں پندرہ سال بغیر تیاری کے لڑاتے رہے۔تو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تشدد میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں۔

ایک اور واقعہ:

حضرتؒ نے سنایا:

ایک آدمی میانوالی کا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ملازمت کے سلسلے میں لاہور ہوتا ہوں۔گھر میں میں نے ایک آدمی بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے رکھ لیا میں ہفتہ بعد گھر آتا تھا۔چنانچہ اس مولوی نے میری غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر میرے گھر والوں کو مماتی بنا دیا۔اب حال یہ ہے کہ میری بیوی بھی مجھے کافر کہتی ہے اور میری بیٹیاں بھی مجھے کافر کہتی ہیں،اور بیٹے بھی مجھے کافر کہتے ہیں۔

میں نے ایک دن مرغی ذبح کر کے دی تو میری بیٹی نے مجھے پکا کر دیدی اور خود نہیں کھائی کہ کافر کے ہاتھ کی ذبح کی ہوئی ہے۔اب میں اس قاری سے پریشان ہوں کہ اس نے ان کو سبق پڑھا دیا کہ میں کافر ہوں اور گھر والے مجھ سے بولتے بھی نہیں۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کوئی طریقہ بتائیں۔

احمد سعید کا اعتراض:

احمد سعید نے ایک جگہ تقریر کی اور کہا:

یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے اس لئے قرآن میں آتا ہے **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** کہ عبادت اس وقت تک کرنی ہے کہ جب تک موت نہ آئے،اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت کے بعد عبادت ختم ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام نماز پڑھتے ہیں تو لہذا یہ حدیث قرآن کے خلاف ہوئی۔

جواب:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ تقابل بنانا ایسے ہی ہے جسے منکرین حدیث احادیث کا تقابل بناتے رہتے ہیں اور غیر مقلدین فقہ کا حدیث سے تقابل بناتے رہتے ہیں۔محدثین میں سے کسی نے اس کو قرآن کے خلاف نہیں کہا ہے۔اس لئے تعارض کے لئے ایک طرح کی چیز ہونی شرط ہے۔اس آیت مبارکہ میں جس عبادت کا ذکر ہے وہ عبادت تکلیفی ہے یعنی فرض یا واجب یا سنت اور وہ نماز جس کا حدیث مبارکہ میں ذکر ہے وہ بطور تلذذ کے ہے۔تکلیفی نہیں۔

تلذذ کے لئے تو ذکر جنت میں ثابت ہے،قرآن پاک میں ہے جنتی جب جنت میں مجالس میں اکٹھے ہوں گے تو جنت کی نعمت کو یاد کر کے اللہ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے:

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

اسی طرح کہیں گے:

الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور. الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب. (الآیۃ ۳۴-۳۵ سورۃ فاطر)

اسی طرح سورۃ زمر میں ہے کہ **وقیل الحمد للہ رب العلمین** تو یہ جتنے شکر ادا کئے جائیں گے یہ بطور تلذذ کے ہوں گے نہ کہ تکلیفی۔جس طرح یہ آیات **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** کے مخالف نہیں ہیں،اسی طرح حدیث مبارکہ بھی اس آیت مبارکہ کے خلاف نہیں ہے۔

حدیث نمبر۲:

(پوری سند مذکور ہو چکی ہے):

عن اوس ابن اوس عن النبی ﷺ قال ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض و فیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فان صلاتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت ای یقولون قد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـلیت قال ان اللہ عز و جل قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء.(واہ النسائی: ج ا ص ۲۰۲)

اب جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آپ کے امتی قیامت تک رہیں گے اور آپ نے قیامت تک نہیں رہنا تو آپ کے وصال کے بعد جب درود پڑھا کریں گے جب آپ کا جسم مٹی کھا جائے گی جسم گل سڑ جائے گا اس وقت کیا ہوگا؟

اب دیکھیں اس حدیث میں کتنی وضاحت سے یہ بات موجود ہے کہ درود پاک کس جسم پر پیش ہونا ہے وہ جسم جو مٹی میں رکھا ہوا ہے اور وہ جسم جو غیر انبیاء کا گل سڑ جاتا ہے۔ اسی جسم کا تذکرہ صحابہ کے سامنے ہے، آپ علیہ السلام اسی جسم کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ اس جسم کو کھائے۔ جسم مثالی کو آج تک کسی نے مٹی میں دفن نہیں کیا جس کا مماتی ذکر کرتے رہتے ہیں نہ جسم مثالی گلتا ہے نہ سڑتا ہے تو معلوم ہوا کہ

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء.

یہ جسم مثالی کے لئے نہیں فرمایا گیا بلکہ اس جسم کے لئے فرمایا گیا جو صحابہ کے سامنے موجود تھا۔ جس کے بارے میں صحابہ کو یقین تھا کہ اس کو موت آئے گی۔ آپ ﷺ نے اسی جسم کے بارے میں فرمادیا کہ وہ صحیح سالم رہتا ہے زمین اس کو نہیں کھاتی۔ اس حدیث سے امام بیہقی، علامہ سبکی، علامہ سیوطی، ملا علی قاری، قاضی شوکانی، شمس الحق عظیم آبادی، اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہم اللہ نے مسئلہ حیات پر استدلال کیا ہے۔ تفصیلی حوالہ جات ملاحظہ فرمالیں۔

امام بیہقی نے بھی اپنے رسالہ جزء حیات انبیاء علیہم السلام میں اس حدیث کو بطور دلیل کے ذکر کیا ہے لکھتے ہیں:

ومما یدل علی ذلک ما اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا ابو جعفر احمد بن عبدالحمید الحارثی ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال قال رسول الله ﷺ افضل ایامکم الجمعة فیه خلق آدم فیه قبض و فیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیه فان صلوتکم معروضة علی قالوا کیف تعرض صلوتنا علیک و قد ارمت یقولون بلیت فقال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء علیهم السلام اخرجه ابو داؤد السجستانی فی کتاب السنن وله شواهد.

ترجمہ۔(اوران دلائل میں سے جوحیات انبیاء علیہم السلام پر دلالت کرتے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو بیان کیا ہمیں محمد بن عبداللہ الحافظ نے کہ بیان کیا ہمیں ابوعباس محمد بن یعقوب نے کہ بیان کیا ہمیں ابوجعفر احمد بن عبدالحمید الحارثی نے کہ بیان کیا ہمیں حسین بن علی الجعفی نے کہ بیان کیا ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے ابوالاشعث الصنعانی سے وہ حضرت اوس بن اوسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا تمہارے ایام میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اوراسی میں ان کی موت آئی اوراسی میں نفخہ ہے اوراسی میں صعقہ ہے پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ بوسیدہ ہو جائیں گے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ابوداؤد سجستانی نے اس کو سنن میں ذکر کیا ہے اوراس کے لئے کئی شواہد ہیں۔

شواہد:

آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ امام بیہقی اس حدیث کو حیات انبیاء علیہم السلام پر بطور دلیل کے پیش فرما رہے ہیں اور یہ فرمارہے ہیں کہ اس کے شواہد بھی ہیں۔امام بیہقی نے جن شواہد کا ذکر کیا ہے۔وہ یہ ہیں لکھتے ہیں:

منها ما اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا ابو بکر بن اسحق الفقیه ثنا احمد بن علی الدینار ثنا احمد بن عبدالرحمن بن بکار الدمشقی ثنا الولید بن مسلم حدثنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابو رافع عن سعید المقبری عن ابی مسعود الانصاری عن النبیﷺ انه قال اکثروا الصلوٰة علی فی یوم الجمعة فانه لیس احد یصلی علی یوم الجمعة الا عرضت علی صلوٰته قال ابو عبداللہ رحمه اللہ ابو رافع هذا هو اسمعیل بن رافع واخبرنا علی بن احمد عبدان الکاتب ثنا احمد بن عبید الصفار ثنا الحسن بن سعید ثنا ابراهیم بن الحجاج ثنا حماد بن سلمه عن یزید بن سنان عن مقبول الشامی عن ابی امامة قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا علی من الصلوٰة فی کل یوم الجمعة فان صلاة امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فمن کان اکثره علی صلاة کان اقرب منی منزلة. واخبرنا ابو الحسن علی بن محمد علی السقاء الاسفرائینی قال حدثنی والدی ابو علی ثنا ابو رافع اسامة بن علی بن سعید الرازی بمصر ثنا محمد بن اسمعیل بن سالم الصائغ حدثتنا حکامة بنت عثمان بن دینار اخی مالک بن دیناقالت حدثنی ابی عثمان بن دینار عن اخیه مالک بن دینار عن انس بن مالک خادم النبیﷺ قال النبیﷺ "ان اقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن اکثرکم علی صلاة فی الدنیا من صلی علی فی یوم الجمعة و لیلة الجمعة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا یوکل اللہ بذالک ملکا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا یخبرنی من صلیٰ علی باسمه و نسبه الی عشیرته فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء. (جزء حیات انبیاء ص ۱۴-۱۵)

امام تقی الدین سبکیؒ بھی امام بیہقیؒ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومما یدل علی ذالک و ساق اسناده الی اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ..... الخ.

یعنی ان روایات سے جو اس پر (مسئلہ حیات انبیاء پر دلالت کرتی ہیں) یہ حدیث بھی ہے اور امام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیہقی نے اس کی سند اوس بن اوس تک نقل کی ہے۔(جزء حیات انبیاء سبکی ص ۲۷)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ بھی اسی حدیث سے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء میں حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

واخرج ابو داؤد والبیهقی عن اوس بن اوس الثقفیؓ عن النبیﷺ انه قال من افضل ایامکم یوم الجمعة ..... الخ.(انباء الاذکیا ص ۴۶)

علامہ سندھی نسائی کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں:

والجواب بقوله ﷺ ان الله حرم علی الارض اجساد الانبیاء کنایة عن کون الانبیاء احیاء فی قبورهم.

ترجمہ۔آنحضرتﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کردیا ہے یہ اس کا کنایہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ:

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

قال اکثروا علی من الصلوة یوم الجمعة فان صلوٰتکم معروضة علی فقالوا کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت ای بلیت قال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فاخبر انه یسمع الصلوٰة من القریب و یبلغ ذلک من البعید.

ترجمہ.....حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوگا، آپﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں کے جسموں کو مٹی بنانا زمین پر حرام ہے، اور اس حدیث میں حضورﷺ نے یہی بات بتلائی ہے کہ آپ قبر کے قریب پڑھے جانے والے درود کو خود سنتے ہیں اور دور کا پڑھا ہوا درود (بتوسط ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔(رسائل ابن تیمیہؒ الکلام فی مناسک الحج ۲۹۱ ج ۶)

شیخ الاسلام حافظ ابن قیمؒ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ومعلوم بالضرورة ان جسده ﷺ فی الارض طری مطراً وقد سأله الصحابة کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء ولو لم یکن جسده فی صریحه لما اجاب بهذ الجواب وقد صح عنه ان اللہ تعالیٰ وکل بقبره الملٰئکة یبلغون عن امته السلام و صح عنه انه خرج بین ابی بکر و عمر وقال هکذا نبعث هذا مع القطع بان روحه الکریمة فی الرفیق الاعلیٰ فی اعلیٰ علیین مع ارواح الانبیاء ..... فالروح هنالک ولها اتصال بالبدن فی القبر واشراف علیه و تعلق بحیث یصلی فی قبره و یر د سلام من سلم علیه وهی فی الرفیق الاعلیٰ.

ترجمہ..... یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر بالکل تر و تازہ روضہ منورہ میں تشریف فرما ہے۔ آپ ﷺ سے صحابہؓ نے پوچھا تھا کہ وفات کے بعد آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کیسے پیش ہوتا رہے گا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے، اگر آپ ﷺ کا جسد اطہر قبر شریف میں نہ ہوتا تو ہرگز یہ جواب ارشاد نہ فرماتے، اسی طرح آنحضرت ﷺ سے یہ بھی صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے روضہ منورہ کے ساتھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو آپ کو آپ کی امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں اور یہ بھی آپ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مابین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ ان سارے حقائق کے ساتھ بات قطعی ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے، جہاں دوسرے انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ کے ساتھ ہیں، پس روح تو وہاں ہے اور وہیں سے اسے روضہ منورہ میں رکھے جسد اطہر کے ساتھ اتصال ہو رہا ہے۔ روح و بدن کا ایسا قوی تعلق قائم ہو چکا ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور ہر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وبهذا التعلق رای موسیٰؑ قائماً یصلی فی قبره .(زاد المعاد: ص ۴۹)

ترجمہ.....روح وبدن کے اس تعلق کی بناء پر آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

قاضی شوکانیؒ:

اہل ظواہر کے پیشوا فاضل جلیل قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

والاحادیث فیها مشروعیة الاکثار من الصلوٰة علی النبیﷺ یوم الجمعة وانها تعرض علیه وانه حی فی قبره ..... قال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء وقد ذهب جماعة من المحققین الی ان رسول الله ﷺ حی بعد وفاته.(نیل الاوطار ج۳ص ۲۱۰، ۲۱۱)

ترجمہ.....احادیث سے ان امور کی شرعی حیثیت ثابت ہے۔(۱) جمعہ کے دن آپﷺ پر کثرت سے درود پڑھا جائے۔(۲) درود شریف آپﷺ پر پیش ہوتا ہے۔(۳) آپﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ چنانچہ حضورﷺ نے فرمایا کہ رب العزت نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو مٹی بنائے اور محققین کی ایک پوری جماعت اس تحقیق پر پہنچی ہے کہ آنحضرتﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد پھر زندہ ہیں۔

اسی حدیث کے تحت اکثر شارحین مشکوۃ نے لکھا ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام پر اتفاق ہے۔

حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ:

باچندیں اختلافات درامت محمدیہ ھمہ اہل سنت وجماعت دریں مسئلہ متفق اند کہ آنحضرتﷺ درروضہ اطہر حیات اند بحیات حسی دنیوی۔(مکتوبات شیخ عبدالحق)

امت محمدیہ باوجود اس کے کہ اس میں کئی اختلافات ہیں تمام اہل سنت والجماعت متفق ہیں کہ حضرت محمدﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں۔ حیات حسی دنیوی کے ساتھ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ عابد سندھیؒ کی شرح حدیث:

شیخ عابد سندھیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"کنایة عن کون الانبیاء احیاء فی قبورھم"

ترجمہ..... یہ کنایہ ہے انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں زندہ ہونے سے۔

(فتح الودود ص ۶۱۱ ج ۱ مطبوعہ مدینہ منورہ)

واقعہ:

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ:

ایک مرتبہ یہ عبارت میں نے لکھ کر بھیجی تو انہوں نے کہا ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت پاک حیات ہیں ہم انکار نہیں کرتے۔ پھر میں نے حدیث مبارکہ لکھ کر بھیجی کہ اس حدیث میں جس حیات کا ذکر ہے تو یہ حیات اسی جسم کی ہے جو قبر میں دفن کیا گیا ہے اور وہی جسم حیات ہے جو غیر انبیاء علیہم السلام کا مٹی کھا جاتی ہے۔ اب اس پر اور تو کوئی اعتراض نہ کر سکے اتنا کہہ کر جان چھڑالی کہ یہ خبر واحد ہے ہم اس کو نہیں مانتے۔

بہاولپور کا واقعہ:

حضرتؒ نے فرمایا:

ایک مرتبہ میں بہاولپور کے علاقہ میں تقریر کے لئے گیا جب میں نے خطبہ شروع کیا تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا چونکہ وہ بہت زیادہ شور مچا رہے تھے میں نے خطبہ پڑھنے کے بعد کہا کہ میں نے خطبہ پڑھ لیا میں اپنی تقریر کے وقت میں سے پندرہ منٹ آپ کو شور کرنے کے لئے دیتا ہوں آپ ان پندرہ منٹوں میں جو شور کرنا چاہیں کر لیں میں کہوں کہ شور کرو لیکن وہ نہ کریں۔

دیکھو میں نے تمہیں وقت دے رہا ہوں شور کرنے کے لئے وہ خاموش۔ میں نے کہا پھر شور نہ کرنا میری بات سن لو۔ میں نے کہا اتنی بات تم بھی مانتے ہو کہ حضرت ﷺ کا جسد اطہر بالکل الآن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کما کان محفوظ ہے میں نے کہا یہ مانتے ہو؟ سارے کہنے لگے مانتے ہیں۔ میں نے کہا اس کے لئے قرآن پاک سے آیت پڑھو۔ انہوں نے کہا حدیث پاک میں جسد اطہر کی حفاظت کا ذکر ہے۔ مراد ان کی یہی حدیث

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

تھی میں نے کہا اس حدیث پاک میں جس کے بارے میں تم بھی مانتے ہو کہ اس میں جسد اطہر کی حفاظت کا ذکر ہے اسی میں حیات کا ذکر ہے۔ اب اگر یہ حدیث جھوٹی ہے تو جسد اطہر کی حفاظت کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ اور اگر آپ اسی حدیث سے جسد اطہر کی حفاظت ثابت کر رہے ہیں۔

محفوظ ہونا ثابت کر رہے ہیں تو پھر اس میں حیات موجود ہے۔ اب اگر حدیث ماننی ہے تو حدیث کی دونوں باتیں ماننی چاہئیں۔ اگر انکار کرنا ہے تو کیپٹن مسعود الدین عثمانی نے تو انکار کر دیا ہے تمہیں کون سا ڈر ہے؟ کیونکہ کیپٹن عثمانی کہتا ہے کہ یہ حدیث **و ممزقنھم کل ممزق** کے خلاف ہے۔ معاذ اللہ کیپٹن عثمانی نے کافروں والی آیت انبیاء علیہم السلام پر چسپاں کر دی ہے۔

اب دس بارہ جو اس کے خاص چیلے بیٹھے تھے وہ اپنے مولویوں سے کہنے لگے کہ آپ اٹھیں اور لوگوں کو بتائیں کہ امین نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ ایک بات میں میرا اور آپ کا اتفاق ہے کہ جسد اطہر موجود ہے۔ ایک بات میں اختلاف ہے وہ جسد اطہر حیات بھی ہے یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ وہ فائز الحیات ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس بات سے اتفاق ہے وہ آپ نے کس حدیث سے لی ہے۔ اگر تو اسی حدیث سے لی ہے جو میں پڑھ رہا ہوں تو پھر اسی حدیث میں جسد اطہر کا فائز الحیات ہونا بھی ثابت ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی حدیث یا آیت آپ کے پاس موجود ہے جس سے آپ جسد اطہر کا محفوظ ہونا ثابت کر سکیں تو مجھے پیش کریں۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ آخر ایک مولوی صاحب کھڑے ہوئے اس نے کہا کہ سچی بات یہی ہے کہ کہ ہمارے پاس جسد اطہر کے محفوظ ہونے کی دلیل یہی حدیث مبارکہ ہے جو آپ نے پڑھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اس حدیث کو پورا ماننا چاہئے یا ادھورا؟ اس پر ان کے اٹھارہ بڑے بڑے زمیندار کھڑے ہوئے انہوں نے کہا مسئلہ حل ہو گیا ہے کہ جب اس حدیث مبارکہ کو آپ بھی صحیح مانتے ہیں اور یہ بھی صحیح مانتے ہیں تو پھر ہم اس حدیث کو ادھوری کیوں مانیں بلکہ ہم پوری مانیں گے۔ یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ آدھی حدیث مان لی جائے اور آدھی حدیث کا انکار کر دیا جائے۔

اب دیکھئے کہ ہم جس طرح استدلال عرض کر رہے ہیں کہ اس حدیث میں ارض کا لفظ موجود ہے، جسد کا لفظ موجود ہے، جسد بھی وہ جس کو مٹی کھا جایا کرتی ہے، وہ یہی جسد عنصری ہے، جسد مثالی کو مٹی نہیں کھایا کرتی، اور یہاں اس کا قطعاً کوئی ذکر نہیں، اور قبر میں جسد عنصری ہی رکھا گیا تھا نہ کہ جسد مثالی تو حیات بھی جسد عنصری ہی کی ثابت ہوئی۔

حدیث نمبر۳:

اخبرنا عبدالوهاب بن عبد الحكم الوراق قال اخبرنا معاذ بن معاذ عن سفيان بن سعيد ح و اخبرنا محمود ابن غيلان قال حدثنا وكيع و عبدالرزاق عن سفيان عن عبدالله بن سائب عن زاذان عن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغو نى من امتى السلام. (نسائی جلد نمبر ۱ ص ۱۸۹)

حدیث نسائی کے روات ماہرین اسماء الرجال کی نظر میں:

۱. عبدالوهاب. ثقة (تقريب ص ۲۴۹)

۲. معاذ بن معاذ ثقة ص۳۵۷

۳. سفيان بن سعيد ثقة حافظ فقيه عابد تقريب ص ۱۵۱

۴. عبدالله بن سائب ثقة (تقريب ص ۲۰۰)

۵. زاذان صدوق يرسل وفيه شيعية (تقريب ص۱۱۵)

۶. عبدالله بن مسعودؓ صحابی مشهور (خلاصه از تسكين الصدور)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ ہیثمیؒ اس حدیث کونقل فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ کی دوسری حدیث بھی نقل فرماتے ہیں:

قال قال رسول الله ﷺ حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت الله علیه وما رأیت من شر استغفرت الله لکم. رواه البزار و رجاله رجال الصحیح. مجمع الزوائد ص ۲۴ ج ۹)

ترجمہ۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جائیں گے پس جب میں اچھے اعمال کو دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا اس پر اور جب برے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا بزار نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے رجال رجالِ صحیح ہیں۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

اخرج احمد والنسائی والحاکم و صححه والبیهقی فی الشعب والبزار عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال ان لله ملئکة سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام. (الخصائص الکبریٰ ص ۴۸۹ ج ۲)

اسی طرح ملا علی قاریؒ اسی حدیث ابن مسعودؓ کے تحت فرماتے ہیں:

وفیه اشارة الی حیاته الدائمة وفرحه ببلوغ سلام امته الکاملة و ایماء الی قبول السلام حیث قبلته الملئکة و حملته الیه علیه السلام. مرقات شرح مشکوٰة ص ۳۴۱ ج ۲)

ترجمہ۔اس حدیث میں حضور ﷺ کی حیات دائمہ کی طرف اشارہ ہے اور آپ کی امت کاملہ کے سلام کے پہنچنے کی وجہ سے آپ کی خوشی کی طرف اشارہ ہے اور سلام کو قبول کرنے کی طرف اشارہ ہے بایں طور کہ فرشتے اس کو قبول کرتے ہیں اور آپ علیہ السلام کی طرف لے جاتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس طرح خطیب بغدادی نے بھی آپ علیہ السلام پر سلام پیش کرنے کی حدیث نقل فرمائی ہے لکھتے ہیں:

قال سعید بن الحسن بن علی الروز بھان حدثنا جریر عن حسین الخلقانی عن عبداللہ بن سائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملٰئکۃ یطوفون فی الطریق یبلغونی عن امتی السلام. (تاریخ بغداد ص ۱۰۴ ج ۹)

ترجمہ۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بے شک اللہ کے فرشتے راستے میں پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

اسی طرح مسند ابویعلی الموصلی میں یہ حدیث اس سند سے مروی ہے:

ابو یعلیٰ عن خیثمۃ عن وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن سائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام(مسند ابو یعلیٰ الموصلی ص ۱۳۷ ج ۹)

مسند احمد کی سند:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا ابن نمیر انبأنا سفیان عن عبداللہ بن السائب عن زاذان قال قال عبداللہ قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام. (مسند احمد: ج ۱ ص ۵۰۳)

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند:

حدثنا وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الأرض یبلغونی عن امتی السلام. (ابن ابی شیبۃ: ج ۲ ص ۳۹۹)

موارد الظمآن کی سند یہ ہے:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنیٰ حدثنا ابو خیثمۃ ثنا وکیع عن سفیان عن عبداللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن السائب عن زاذان عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملئکة سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام. (موارد الظمآن: ص ۵۹۵)

اسی طرح ابن عبدالھادی حنبلی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

رواہ النسائی و اسمعیل القاضی وغیرھما من طریق مختلفة من اسانید صحیحة لا ریب.

اعتراض:

اس حدیث کی سند میں زاذان راوی ہے اور وہ شیعہ ہے۔

جواب:

زاذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خصوصی شاگرد ہے بہت بڑا عالم ہے شیعہ کے معنی جماعت ہے، حضرت علی کی جماعت کو شیعان علی کہہ دیتے تھے ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

و زاذان من الثقات روی عن اکابر الصحابة کعمرؓ وغیرہ و روی لہ مسلم فی صحیحہ وقال یحیٰ بن معین ثقة و قال حمید بن ھلال وقد سئل عنہ ھو ثقة لا تسئل عن مثل ھؤلاء (کتاب الروح ص ۵۹)

امام حاکم نے مستدرک میں حدیث براء اس سند سے نقل کی ہے:

فحدثنا ابو سعید عمر بن محمد بن منصور العدل ثنا الحسین بن الفضل البجلی ثنا معاویة بن عمرو الازدی ثنا زائدہ عن الاعمش عن المنھال بن عمرو عن زاذان عن البراء.

اس سند میں زاذان ہے حاکم کہتے ہیں:

ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین. فقد احتجا جمیعا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بالمنهال بن عمرو، و زاذان. (مستدرک ص ۹۶ ج ۱)

ترجمہ..... یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے اوران دونوں نے منھال بن عمرواورزاذان سے استدلال کیا ہے۔

آگے حاکم چار سندیں ایسی لائے ہیں جن میں زاذان ہے، پھر فرماتے ہیں:

هذه الاسانيد التى ذكرتها كلها صحيحة على شرط الشيخين.

یہ تمام کی تمام اسانید جنہیں میں نے ذکر کیا ہے یہ صحیح ہیں اور بخاری مسلم کی شرط پر ہیں، ذہبی نے بھی تلخیص مستدرک میں زاذان کی روایت کو بخاری مسلم کی شرط پر قرار دیا ہے۔ دیکھئے، مستدرک ص۹۶ ج۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

زاذان کے بارے میں جو شیعہ ہونے کا اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسماء الرجال میں شیعہ کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

ان البدعة على ضربين فبدعة صغرىٰ كغلو الشيع او كالتشيع بلا غلو ولا تحرف. فهذا كثير فى التابعين و تابعيهم مع الدين والورع والصدق فلو رد حديث هؤلاء لذهب جملة من الاثار النبوية وهذه مفسدة بينة.

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ بدعت (یعنی شیعہ) دو قسم پر ہے بدعت صغریٰ جیسے تشیع کا غلو یا تشیع بلا غلو بغیر تحریف کے قائل ہونے کے یہ کثیر تابعین اور تبع تابعین میں باوجود ان کے دین ورع اور صدق کے پایا جاتا ہے اگر اس جماعت کی حدیث رد کریں تو جملہ احادیث نبویہ چلی جائیں گی اور یہ ظاہری فساد ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آگے لکھتے ہیں:

ثم بدعة کبریٰ کالرفض الکامل والغلو فیه والحط علی ابی بکر و عمر رضی الله عنهما والدعاء الی ذالک فهذا النوع لا یحتج بهم ولا کرامة و ایضا فما استحضر الان فی هذا الضرب رجلا صادقا ولا مامونا بل الکذب شعارهم والتقیة والنفاق دثارهم فکیف یقبل نقل من هذا حاله حاشا و کلا. والشیع الغالی فی زمان السلف و عرفهم هو من تکلم فی عثمان و الزبیر و طلحة و معاویة و طائفة ممن حارب علیا رضی الله عنه و تعرض لسبهم والغالی فی زماننا و عرفنا هو الذی یکفر هؤلاء السادة و یتبرأ الشیخین ایضا فهذا ضال مفتر.

پھر بدعت کبریٰ ہے جیسے رفض کامل اور اس میں غلو اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے خلاف بولنا اور اس کی طرف دعوت دینا یہ ایسی نوع ہے جن کی روایت نہیں لی جائے گی نہ وہ لوگ قابل احترام ہیں۔ اس جماعت میں میں کسی بھی سچے آدمی کو نہیں پاتا بلکہ جھوٹ ان کا شعار ہے اور تقیہ اور نفاق ان کی علامت ہے۔ پس کیسے روایت نقل کی جائے گی اس کی جس کا یہ حال ہو۔ اور غالی شیعہ سلف کے زمانہ میں اور ان کے عرف میں وہ تھا جو عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، معاویہؓ اور اس جماعت کے بارے میں جنہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی ان پر اعتراض کرتا ہو اور ان پر سب وشتم کرتا ہو اور غالی ہمارے زمانے میں اور ہمارے عرف میں وہ ہے جو ان کی تکفیر کرتا ہو اور شیخین سے برأت کا اظہار بھی کرتا ہو۔ یہ گمراہ اور جھوٹا ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۳۰ ج ۱)

علامہ ذہبی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ شیعہ دو قسم کے (۱) غالی شیعہ (۲) غیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غالی شیعہ۔

غالی کی روایت نہ لی جائے گی اور غیر غالی کی لی جائے گی۔

حافظ ابن حجرؒ ھدی الساری اور تہذیب التہذیب ص۹۴ ج ا میں فرماتے ہیں:

التشیع فی عرف المتقدمین ھو اعتقاد تفضیل علی علیٰ عثمان وان علیاً کان مصیباً فی حروبه وان مخالفه مخطیءٌ مع تقدیم الشیخین و تفضیلھما.

ترجمہ۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں شیعت متقدمین کے عرف میں حضرت علی کے حضرت عثمان سے افضل ہونے کا اعتقاد رکھنا ہے۔ اور اس بات کا اعتقاد رکھنا ہے کہ حضرت علی جنگوں میں مصیب تھے اور ان کے مقابل مخطی تھے حضرات شیخین کے حضرت علی پر مقدم ہونے اور افضل ہونے کے اعتقاد کے ساتھ (یہ یاد رہے کہ جنگوں میں مخطی ہونے سے مراد خطاء اجتہادی ہے اور اس پر بھی ایک اجر ہے جیسا کہ بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں روایت موجود ہے۔ کہ اگر مجتہد سے خطا بھی ہو جائے تب بھی ایک اجر ہے۔)

اس پر تفصیل سے قائد اہلسنت وکیل صحابہؓ مظہر شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے ''فتنہ خارجیت'' اور ''مشاجرات صحابہؓ'' میں بحث کی ہے، وہاں مطالعہ کرلیا جائے۔

آگے ابن حجر لکھتے ہیں:

وربما اعتقد بعضھم ان علیاً افضل الخلق بعد رسول اللہ ﷺ واذا معتقد ذالک ورعا دیناً صادقاً مجتھداً فلا ترد روایتُه بھذا لا سیما اذا کان غیر داعیة

اور بعض ان میں سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے بعد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تمام مخلوق سے افضل ہیں جب اس کا اعتقاد رکھنے والا متقی دیندار سچا اور جانچ پرکھ کر کے روایت لینے والا ہو تو اس کی روایت صرف اعتقاد کی وجہ سے رد نہیں کی جائے گی خصوصاً جب وہ بدعت (یعنی اس عقیدہ) کی طرف داعی بھی نہ ہو۔

آگے لکھتے ہیں:

فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فهو غال فی تشیعه. و یطلق علیه رافضی والا فشیعی. فان انضاف الی ذالک السب والتصریح بالبغض و هو التشیع فی عرف المتأخرین. فغال فی الرفض. وان اعتقد الرجعة الی الدنیا فاشد فی الغلو ولا تقبل روایة الرافضی الغالی ولا کرامة

ترجمہ۔ پس جو حضرت علی کو ابو بکر اور عمر سے مقدم کرتے ہیں یہ غالی شیعہ ہیں ان پر رافضی کا اطلاق ہوتا ہے ورنہ شیعہ کا۔ اور اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ سب بھی کرتا ہو اور بغض بھی ظاہر کرتا ہو تو یہ متأخرین کے عرف میں شیعہ ہے اور غالی رافضی ہے۔ اور اگر رجعت کا عقیدہ بھی رکھتا ہو تو شدید غالی ہے ایسے غالی رافضی کی روایت قبول نہ کی جائے گی اور نہ یہ شخص قابل عزت ہے۔

علامہ ذہبی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

ونحن معشر اهل السنة الو محبة و موالاة للخلفاء الاربعة ثم خلق من شیعة العراق یحبون عثمان و علیا لکن یفضلون علیا علی عثمان ولا یحبون من حارب علیا مع الاستغفار لهم فهذا تشیع خفیف .

ترجمہ۔ ہم اہل سنت خلفاء اربعہ سے محبت کرتے ہیں پھر عراق کے شیعوں سے کچھ لوگ ایسے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی پیدا ہوئے جو حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں سے محبت کرتے تھے لیکن علی کو عثمان پر فضیلت دیتے تھے جس نے علی سے جنگ کی اس سے محبت نہیں کرتے تھے لیکن ان کے لئے استغفار کرتے تھے یہ شیعت کی خفیف قسم ہے۔(میزان الاعتدال ص ۳۲۷ ج ۳)

مندرجہ بالا عبارات سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ کچھ لوگ حضرت علی کو عثمان پر فضیلت دیتے تھے محبت دونوں سے کرتے تھے البتہ شیخینؓ کی فضیلت کے قائل تھے یہ لوگ جنگوں میں حضرت علیؓ کے مصیب ہونے کے بھی قائل تھے یہ لوگ حضرت علی کے ساتھ لڑنے والوں کے لئے استغفار بھی کرتے تھے ایسوں کو بھی پہلے زمانے میں شیعہ کہہ دیا جاتا تھا۔

۲۔ بعض لوگ سب شیخین کے قائل تھے اور حضرت عثمانؓ، طلحہؓ، معاویہؓ ان لوگوں پر سب کرتے تھے ایسوں کو غالی شیعہ یا رافضی یا غالی رافضی یا رافضی محترق کہا جاتا ہے۔

۳۔ پہلے قسم کے طبقہ سے روایت کرنا جائز ہے بلکہ روایت نہ کرنا احادیث کے بہت بڑے ذخیرہ کو ضائع کرنا ہے۔

۴۔ دوسری قسم کے طبقہ سے روایت نہ کی جائے گی۔

نوٹ۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ اہل کوفہ اور بعض دوسرے رواۃ کے پہلے معنی کے اعتبار سے شیعہ ہونے کی وجہ سے بعض ایسے آئمہ جرح و تعدیل جو خوارج کی طرف مائل تھے سخت جرح کر دیتے تھے جیسے جوزجانی دمشقی، چنانچہ حافظ ذہبی جوزجانی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

کان شدید المیل الی مذهب اهل دمشق فی التحامل علی علیؓ فقوله فی اسماعیل مائل عن الحق یرید به ما علیه الکوفیون من التشیع.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ۔ جوزجانی اہل دمشق کے مذہب کی طرف شدت کے ساتھ مائل تھے۔
حضرت علیؓ کی مخالفت کرنے میں اوران کا قول اسمعیل کے بارے میں ''مائل عن الحق'' اس سے ان کی مراد وہ نظریہ ہے جس پر کوفی شیعہ تھے۔ (میزان الاعتدال ص۱۰۱ ج۱)

محقق العصر علامہ زاہد بن حسن الکوثری نے بھی تانیب الخطیب میں لکھا ہے:

لا یقبل له قول فی اهل الکوفة (ص ۱۱۶)

ترجمہ.....اہل کوفہ کے بارے میں ان کا قول قابل قبول نہ ہوگا۔

جوزجانی کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

والجوزجانی مشهور بالنصب والانحراف.

ترجمہ۔ جوزجانی ناصبی اور حضرت علیؓ سے منحرف ہونے میں مشہور ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

و تعصب الجوزجانی علی اصحاب علیؓ معروف.

جوزجانی کا تعصب اصحاب علی کے خلاف معروف ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۴۶ ج۵)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

جوزجانی کان ناصباً منحرفاً عن علیؓ

جوزجانی ناصبی تھا حضرت علیؓ سے منحرف تھا (تہذیب ص۱۱۶ ج۲)

ایک اور مقام میں لکھتے ہیں:

قلنا غیر مرة ان جرحه لا یقبل فی اهل الکوفة لشدة انحرافه و نصبه

ترجمہ۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ جوزجانی کی جرح اہل کوفہ کے بارے میں قبول نہ کی جائے گی اس کے متشدد ناصبی اور منحرف ہونے کی وجہ سے۔ (تہذیب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ص ۱۶۷ ج ۲)

چونکہ بعض جارحین میں شدت تھی اس لئے اکثر حضرات نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور شیعہ کی پہلی قسم کو معتبر فی الروایۃ قرار دیا۔ چنانچہ اجلح بن عبداللہ کوفی کو شیعہ کہا جانے کے باوجود ابن عدی نے صدوق کہا ہے۔ ابن معین اور احمد عجلی نے ثقۃ کہا ہے۔ (میزان ص ۷۸ ج ۱)

زبید بن الحارث الیامی کے بارے میں لکھا ہے:

من ثقات التابعین فیه تشیع یسیر قال قطان ثبت وقال غیر واحد غیر ثقة

چنانچہ زاذان کو بھی پہلے معنیٰ کے اعتبار سے شیعہ کہا گیا ہے اسی وجہ سے ان کو **صدوق** لکھا گیا ہے علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں **زاذان من الثقات روی عن اکابر الصحابة** زاذان ثقہ ہے اکابر صحابہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کی روایت مسلم میں ہے۔ عاجز نے مستدرک کا حوالہ نقل کر دیا ہے کہ اس کی حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر حاکم نے کہا ہے پس زاذان کی وجہ سے جبکہ اس حدیث کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہو اس کو چھوڑنا ظلم اور ناانصافی اور ذخیرہ احادیث کو ضائع کرنا ہے۔

اس موضوع پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے الرفع والتکمیل کے حاشیہ میں اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ شیخ کا تعارف اس کتاب کے آخر میں ان شاء اللہ تعالیٰ آجائے گا۔

یہ حدیث مسند احمد میں جلد نمبر ۱ ص ۴۵۲ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۷۵ دارمی ص ۳۷۲ اور البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۵۴۱ موارد الضمآن ج ۱ ص ۵۹۴ میں موجود ہے۔ علامہ سخاویؒ نے القول البدیع میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رواه احمد و النسائی والدارمی وابو نعیم والبیهقی والخطعی وابن حبان والحاکم فی صحیحهما وقال صحیح الاسناد

روایت کیا اس کو احمد نے نسائی، دارمی، ابونعیم، بیہقی، خطعی، ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحیحین میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اورفرمایا کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

آگے علامہ سخاوی اسی مضمون کو حضرت علیؓ سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ یسیحون فی الارض یبلغونی صلاۃ من صلی علی من امتی. اخرجہ الدار القطنی.

کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں اور میری امت میں سے اس شخص کا درود مجھ تک پہنچاتے ہیں جو شخص مجھ پر درود پڑھے۔

علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

کہ امام دارقطنیؒ نے جو حضرت علیؓ سے یہ روایت کی ہے یہ ان کا وہم ہے اس حدیث کو زاذان نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ جیسے کہ گزر چکا ہے۔ آگے علامہ سخاویؒ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کی روایت لاتے ہیں:

عن حسن بن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ ﷺ حیث ما کنتم فصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر

کہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث ابن مسعودؓ میں یہ واضح طور پر موجود ہے کہ جن فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے وہ **سیاحین فی الارض** ہیں۔ جو زمین میں چلتے پھرتے ہیں۔ اب اس حدیث مبارکہ میں ہمارا استدلال اسی پر ہے کہ سیاحت کو ارض (زمین) سے معلق کر دیا گیا ہے۔ وہ درود لیتے بھی زمین سے ہی ہیں اور پہنچاتے بھی زمین والی قبر میں ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور زمین والی قبر میں جو جسد اطہر ہے وہ جسد عنصری ہی ہے کیونکہ خواب وخیال والے جسد مثالی کو کسی نے وہاں دفن کیا ہی نہیں۔ جب درود اسی جسد عنصری پر ہی پیش ہونا ہے تو معلوم ہوا کہ یہی جسد عنصری ہی فائز الحیات ہے۔

علامہ سیوطیؒ روایت نقل کرتے ہیں:

اخرج الحارث فی مسنده و ابن سعد و القاضی اسمٰعیل عن بکر بن عبداللہ المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیر لکم و موتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فمن کان من حسن حمدت اللہ علیه و من کان من سیء استغفرت اللہ لکم، و اخرج البزار بسند صحیح من حدیث ابن مسعودؓ مثله. (الخصائص الکبریٰ ص ۴۹۱ ج ۲)

ترجمہ.....حارث نے اپنی مسند اور ابن سعد اور قاضی اسمٰعیل نے بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے پس جو اچھے ہوں گے میں ان پر اللہ کی تعریف کروں گا اور جو برے ہوں گے تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ بزار نے ابن مسعودؓ سے اسی کی مثل حدیث کو سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مناظرہ میں احادیث پیش کرنے پر احمد سعید کا اعتراض:

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

جب میرا احمد سعید سے مناظرہ ہوا ویسے تو یہ کبھی مناظرہ میں نہ پھنستا لیکن اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جس تاریخ کو مناظرہ ہے اس تاریخ کو امین مناظرہ پر نہیں پہنچ سکے گا اور مفت میں میدان میرا ہو جائے گا۔ وجہ میرے نہ پہنچنے کی اس کے ذہن میں یہ تھی کہ مناظرہ ضیاء الحق کے ریفرنڈم سے ایک دن پہلے رکھا گیا، اور میں چونکہ سکول ٹیچر تھا اور الیکشن کے موقعہ پر ٹیچروں کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور چھٹی بند ہو جاتی ہے۔اس لئے وہ مناظرہ طے کرنے کی ہمت کر بیٹھے۔مناظرہ سے ایک دن قبل کبیر والا کے تین چار اساتذہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مناظرہ طے ہو گیا ہے اور آپ ہی نے مناظرہ کرنا ہے۔

میں نے کہا یہ تو مشکل ہے کیونکہ سکول سے چھٹی نہیں مل رہی ابھی وہ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ آرڈر آ گیا کہ چھٹی بند ہے لیکن غیبی مدد یہ ہوئی کہ اس پر میرا نام غلط لکھا ہوا تھا محمد امین کے بجائے محمد رفیق لکھا ہوا تھا میں نے کہا کہ میں باقی ٹیچروں کی تصدیق کروا دیتا ہوں لیکن میرا تو نام ہی غلط ہے، پہلے میرا نام آپ ٹھیک کروا کر لے آئیں۔اسے میں نے نام ٹھیک کروانے بھیج دیا اور ادھر میں نے جلد از جلد ڈی،سی کے نام اہم کام کے لئے رخصت کی درخواست لکھی اور کہا میں ان شاء اللہ پہنچوں گا اسی دن شام چار بجے ڈی،سی کے پاس ووٹوں کے سلسلہ میں اجلاس تھا، باقی تمام ٹیچرز حضرات گئے ڈی،سی صاحب نے پوچھا کہ مولوی صاحب کیوں نہیں آئے تو میرے سیکنڈ ہیڈ ماسٹر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ان کی درخواست ہے اور وہ ضروری کام سے کہیں چلے گئے ہیں۔

ڈی سی صاحب نے کہا وہ وعدہ کے تو پکے ہیں پہنچنے کی کوشش تو کریں گے،لیکن چونکہ سفر زیادہ لمبا ہے ہو سکتا ہے کہ وقت پر پہنچ نہ سکیں اس لئے ایک آدمی ان کے لئے ریزرو رکھو،اگر وہ نہ پہنچ سکے تو یہ آدمی کام کرے تا کہ کام نہ رکے جب میں پہنچا تو میں نے حیات الانبیاء علیہم السلام کا عقیدہ لکھ کر بھیجا اور احمد سعید نے اس کے جواب میں صرف یہ لکھا میں آپ کے عقیدہ کا انکار کرتا ہوں۔اور میرا اپنا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔

میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے۔لہذا ہم تو دلائل پیش کر سکیں گے اور تو پورے مناظرہ میں کوئی آیت یا حدیث نہ پڑھ سکے گا۔

مماتیوں کا مغالطہ:

عام طور پر یہ لوگ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مدعی حیاتی ہیں ہم منکر ہیں لہذا دلیل حیاتیوں کے ذمہ ہے چنانچہ احمد سعید نے دارالعلوم کبیر والا والوں کو خط لکھا کہ مدعی تم ہو ہم نہیں ہیں لہذا دلیل تمہارے ذمہ ہوگی۔

انہوں نے یہ خط حضرت اوکاڑویؒ کے پاس بھیج دیا حضرت نے جواب لکھا:

آپ کم از کم نورالانوار ایک مرتبہ اور پڑھیں۔ کیونکہ نورالانوار میں لکھا ہے کہ نفی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دلیل پر مبنی نہ ہو جیسے سنی حضرات کہتے ہیں کہ ہم یہ بات نہیں مانتے کہ **اشھد ان علیا ولی اللہ** اذان میں کہنا چاہئے لیکن اس پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، اسی طرح ساتواں چالیسواں کا انکار اس کی کوئی بھی دلیل نہیں۔ اور ایک نفی وہ ہے جو دلیل پر مبنی ہو جیسے قرآن میں لکھا ہے **لا شریک للہ** کا کوئی شریک نہیں۔

قرآن میں لکھا ہے **لم یلد و لم یولد** کہ اللہ کا نہ کوئی باپ ہے نہ کوئی بیٹا ہے۔ قرآن میں لکھا ہے خدا کی کوئی بیوی نہیں۔ اب یہ سب نفیں ہیں لیکن جب ہم قرآن کا نام لے کر یہ کہیں گے کہ قرآن میں ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں تو اب دوسرے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ قرآن کی وہ آیت پڑھ جسمیں خدا کے شریک کی نفی ہو۔ اب مجھے قرآن کی آیت پڑھنی چاہئے یا ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جانا چاہئے کہ میں نافی ہوں مجھ سے کوئی دلیل نہ مانگے۔ تو وہ کہیں گے تو پھر قرآن پر جھوٹ کیوں بول رہا تھا؟ تو ان ساری مثالوں سے معلوم ہوا کہ نفی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دلیل پر مبنی ہے دوسری وہ جو بلا دلیل ہے۔

اب مماتی ہمیں لکھ دیں کہ حیات النبی کا انکار ایسے ہی ہے جیسے تیجے ساتویں اور چالیسویں کا انکار۔ پھر تو ٹھیک ہے اس صورت میں ہم مدعی ہوں گے اور دلائل پیش کرنے پڑیں گے۔ لیکن جب یہ دن رات شور مچاتے ہیں کہ ہمارے پاس عدم حیات کی ستر قرآن پاک کی آیات ہیں اور نبی علیہ السلام کی سترہ سو حدیثیں ہیں تو ان کی نفی دلیل پر مبنی ہوئی۔

لہذا انہیں وہ دلائل پیش کرنے چاہئیں۔ لیکن یہ لوگ آج تک اپنا عقیدہ بھی نہ بیان کر سکے کہ قائلین حیات کو کیا لکھ کر بھیجنا ہے۔ جو لوگ اپنا عقیدہ نہیں لکھ سکتے وہ اس پر دلائل کیا خاک پیش

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کریں گے؟ چنانچہ حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا کہ جب دریا خان کے مناظرے کے لئے میں نے اپنا عقیدہ پچیس کتابوں کے حوالے سے لکھا اور میں نے ان کو کہا دنیا کے جس ملک میں تم چلے جاؤ تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ یہ کتابیں سنیوں کی ہیں اور ہمارا عقیدہ یہی ہے آپ بھی کسی کتاب سے عقیدہ لکھیں۔

کیونکہ عنایت اللہ شاہ کی پیدائش سے پہلے کسی چور زانی، ڈاکو کا بھی یہ عقیدہ نہیں تھا کہ جسد اطہر کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ہمارا ان کو چیلنج ہے کہ نبی تو کجا، صحابی تو کجا، تابعی تو کجا، تبع تابعی تو کجا، کوئی چور، زانی یا ڈاکو ایسا ہو جس کا عقیدہ یہ ہو کہ جسم پاک کے ساتھ روح اقدس کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پیش کرو۔ لیکن ایک حوالہ بھی قیامت تک پیش نہیں کر سکیں گے۔ اہل سنت ہونا شرط ہے۔

☆ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے ☆

☆ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں ☆

شجاع آباد کا واقعہ:

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

شجاع آباد میں مجھے جلسہ پر بلایا گیا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ جلسہ مماتیوں کا ہے۔ میں ایک سفر سے واپسی پر جب ملتان پہنچا تو مغرب کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ پہلے تو میں نے یہ سوچا کہ واپس اوکاڑہ چلتا ہوں کیونکہ میں نے صبح سکول بھی جانا ہے اور چھٹی ہوتی نہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ جلسہ پر ہی چلتا ہوں اور پہلی تقریر کر کے واپس آ جاؤں گا۔ جب میں وہاں پہنچا تو انہوں نے کہا آپ پہلے کھانا کھا کر دو تین گھنٹے آرام کریں آخر میں آپ کی تقریر ہو گی۔ میں نے پوچھا مجھ سے پہلے کن کن حضرات نے تقریر کرنی ہے تو انہوں نے کئی نام لئے ان میں عنایت اللہ شاہ کا نام بھی تھا۔

میں نے انہیں کہا کہ تم نے عنایت اللہ شاہ کو بلوا کر اپنا جلسہ خراب کر لیا ہے اگر اسے بلانا تھا تو مجھے نہ بلاتے۔ اگر مجھے بلانا تھا تو اسے نہ بلاتے۔ کیونکہ عنایت اللہ شاہ کو ایک ہی مسئلہ آتا ہے اس نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہی بیان کرنا ہے، اس کے بعد غیر مقلدین کو موقع مل جائے گا اپنی جان چھڑانے کا اور وہ میری تقریر میں حیات النبی ﷺ کے متعلق سوالات کی پرچیاں دیتے رہیں گے، یوں آپ کے بلانے کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

میں نے کہا اب اس کا حل یہ ہے کہ آپ عنایت اللہ شاہ کو کہہ دیں کہ وہ صبح نماز کے بعد درس دے لے اور رات کو تقریر نہ کرے۔ لیکن عنایت اللہ شاہ نہ مانا اور اس نے کہا میں تقریر رات کو کروں گا اور اسی مسئلہ پر کروں گا۔ خیر عنایت اللہ شاہ نے تقریر شروع کی اور اپنی عادت کے مطابق کہنے لگا کہ سارے ہی اس عقیدہ پر تھے جو میرا ہے، سارے صحابہ، سارے تابعین، اور سارے تبع تابعین اور سارے فقہاء کرام اس عقیدے پر تھے جو میرا ہے۔

ایسے موقع پر تماشہ دیکھنے والے لوگ زیادہ ہوتے ہیں میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو چار پانچ نوجوان میرے پاس آ گئے اور کہنے لگے ''سن رہے ہیں'' میں نے کہا سن رہا ہوں۔ میں نے لیٹے ہوئے کہا کہ عنایت سے پہلے کوئی آدمی اس عقیدے کا نہیں تھا۔ یہ پہلا آدمی ہے جس کا یہ عقیدہ ہے۔ وہ نوجوان گئے انہوں نے چٹ پر لکھ کر اور نیچے میرا نام لکھا اور اس کے پاس بھیج دی۔ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ جب شاہ صاحب نے رقعہ پڑھا اور میرا نام پڑھا، اب رقعہ پڑھنے کے بعد عنایت اللہ شاہ کو صحابی، اور تابعین اور تبع تابعین سب بھول گئے اور کہا ایک آدمی ہے مجھ سے پہلے جو میرے عقیدے کا تھا، وہ ہے ابن عبدالھادی حنبلی جس نے الصارم المنکی لکھی ہے۔

اب چونکہ سپیکر پر وہ میرا نام لے چکا تھا۔ اس لئے میں نے خود چٹ لکھی۔ اب نبی، اور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین آپ کو بھول گئے صرف ایک نام پیش کیا ہے، چلو اسی پر فیصلہ کر لو۔ میں دستخط کرتا ہوں کہ جو عقیدہ اس نے لکھا ہے میں مانتا ہوں۔ آپ بھی دستخط کریں۔

ابن عبدالھادی کہتا ہے کہ کافر مردے بھی سنتے ہیں اور تو کہتا ہے کہ وہ میرا ساتھی ہے وہ تو تمہارے دستور کے مطابق اشاعت التوحید والسنۃ کا ممبر ہی نہیں بن سکتا۔ جب اس نے میری چٹ پڑھی تو کہا مناظرہ علماء کا کام ہے میں تو طالب علم ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو ذکر چل رہا تھا احمد سعید کے مناظرے کا، حضرتؒ نے فرمایا کہ جب میں وہاں پہنچا تو مناظرہ شروع ہوا چونکہ میں احمد سعید کی توقع کے خلاف وہاں پہنچ گیا تھا اس کے ذہن میں یہی تھا کہ وہ نہیں پہنچ سکے گا اس لئے اس نے ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش بھی نہ کی اب جب میں پہنچا تو مناظرہ کرنا ہی پڑا۔ چنانچہ جب مناظرہ شروع ہوا تو میں نے احادیث سے حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال شروع کیا۔

احادیث سے استدلال کرنے کی وجہ:

میں قرآن پاک سے آیت شہداء تلاوت کر کے بھی حیات انبیاء علیہم السلام پر استدلال کر سکتا تھا لیکن میں نے احادیث سے استدلال کرنا شروع کیا۔ کیونکہ احادیث سے حیات انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ بعبارۃ النص ثابت ہے اور عوام عبارت النص کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

جب میں نے احادیث سے استدلال کرنا شروع کیا تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ قرآن پڑھو، قرآن پڑھو، لیکن میں ان کے شور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حدیث پڑھتا تھا اور ان سے البتہ میں نے اتنا کہا کہ جب میں تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں تو تم سارے شور کرتے ہو لیکن جب احمد سعید کھڑا ہوتا ہے تو کوئی کچھ نہیں کہتا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں یقین ہے کہ احمد سعید قرآن کا منکر ہے اور امین قرآن کو مانتا ہے۔

اب اس کے بعد میں نے آیت شہداء تلاوت کی تو احمد سعید نے کہا کہ کسی مفسر نے اس آیت کے تحت لکھا ہو کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات اس سے ثابت ہے تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت دو تین تفسیروں سے دکھایا کہ مفسرین نے اس آیت مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے، چنانچہ میں اس کو ایک حوالہ سناتا اور پھر پوچھتا کہ اپنے ناک پر ہاتھ لگا کر دیکھ لو کہ ناک رہی ہے یا نہیں؟

تاکہ میں دوسرا حوالہ اسی اعتبار سے پڑھوں۔ اس سے اس کے لوگ اس پر سخت ناراض ہوئے کہ تو نے ہماری بدنامی کروادی ہے۔ کچھ دیر کے بعد نماز کا وقت ہو گیا ہم نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چلے گئے لیکن وہ مسجد میں نہیں گیا اس نے نماز وہیں پڑھی اب ان کی طرف سے جو بانی مناظرہ تھا وہ انہی کا صدر تھا۔ احمد سعید نے اس سے پوچھا کہ شرطیں طے نہیں کیں تھیں اس نے کہا نہیں کیں۔ احمد سعید نے کہا آپ کو پہلے شرطیں طے کرنی چاہئیں تھیں، چنانچہ جب میں نماز پڑھ کر آیا تو مجھے کہتا ہے کہ پہلے مناظرہ کی شرطیں طے ہونی چاہئیں، میں نے کہا کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا کیا نماز کی شرطیں نماز پڑھنے سے پہلے پوری کی تھیں یا دو رکعت پڑھنے کے بعد؟ اس نے کہا شرطیں پہلے ہی پوری ہوتی ہیں۔ میں نے کہا اسی طرح مناظرہ کی شرطیں مناظرہ سے پہلے پوری کرنی چاہئیں تھیں۔ اور اس کو اب آدھا مناظرہ گزرنے کے بعد شرطیں یاد آ رہی ہیں۔ اس پر اس نے اپنی جماعت والوں کو کہا میں تین آیتیں پڑھوں گا، اور ان کا ترجمہ کروں گا اس کے بعد تم ٹیپیں بند کر دینا تا کہ ان آیتوں کا اگر جواب دے تو ٹیپ ریکارڈر میں نہ آئے۔ اب احمد سعید نے ایک آیت پڑھی:

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لاٰیات لقوم یتفکرون.

اور دوسری آیت:

انک میت وانھم میتون

اور تیسری آیت:

اموات غیر احیاء

یہ تین آیتیں پڑھ کر ترجمہ کیا اور ترجمہ کرتے ہی بھاگ کر اندر جا کر دروازہ بند کر لیا۔

میرا مطالبہ:

میرا مطالبہ جس سے ڈر کر وہ بھاگا وہ یہ تھا کہ میں نے آیت شہداء تلاوت کی تو نے تفسیر کا حوالہ مانگا، میں نے ایک نہیں کئی حوالے پیش کئے اب میں تجھ سے یہی مطالبہ کرتا ہوں کہ ان تین آیات میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے کسی آیت کے نیچے کسی سنی مفسر نے لکھا ہو کہ انبیاء علیھم السلام کی ارواح مقدسہ کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو حوالہ پیش کر اور فی حوالہ دس لاکھ انعام دوں گا۔ لیکن وہ حوالہ کیا دیتا بھاگ کر کمرہ میں چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

اب وہاں کا اشاعت التوحید والسنۃ کا جو صدر تھا اس کا بہنوئی بریلوی تھا ان دونوں کی آپس میں طے تھی کہ اگر احمد سعید جیت گیا تو بریلوی اشاعت التوحید والسنۃ میں آ جائے گا اور اگر امین جیت گیا تو اشاعت التوحید والسنۃ والا بریلوی بن جائے گا۔ مجھے ان کی اس بات کا علم نہ تھا، جب سعید بھاگ گیا تو بریلوی کھڑا ہوا اس نے کہا اگر کوئی کسر رہ گئی ہے تو آپ اپنے مناظر کو نکال کر لائیں وگرنہ اصول کے مطابق تو یہ ہونا چاہئے کہ تو کھڑے ہو کر بریلوی بننے کا اعلان کر کہ میں بریلوی ہوتا ہوں، تا کہ ہمارے تحریری معاہدہ کے تحت عمل ہو جائے۔ لیکن اب میں چونکہ مناظرہ کے بعد بدل گیا ہوں اب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم دونوں کو یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم امین جیسے دیوبندی ہیں۔

اب وہ اشاعتی بولا کہ احمد سعید آج تک ہمیں دھوکہ دیتا رہا ہے اور آج بھاگ گیا ہے۔ تو اس بریلوی نے کہا کہ پھر تو اعلان کر دے۔ اب اشاعتی مجھے کہنے لگا کہ آپ ہمیں بریلویوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کی ایک اور تاریخ دے دیں۔

(اشاعتی کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدل چکا تھا اگر چہ اس کا حضرت نے ذکر نہیں فرمایا۔)

میں نے کہا میں آپ حضرات سے واقف نہیں ہوں اگر آپ نے مناظرہ کی تاریخ لینی ہے تو مولانا عبدالحی صاحب سے رابطہ کریں جنہوں نے پہلے تاریخ لی ہے، پھر میں نے کہا بریلویوں سے مناظرہ میں کیوں کروں سعید سے کروالو۔ کہنے لگے اب وہ یہاں نہیں آ سکے گا کیونکہ اس کے علم کا ہمیں پتہ چل گیا ہے۔ اسی مناظرہ میں جب احمد سعید نے یہ حدیث پڑھی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترکت فیکم الامرین اولھما کتاب اللہ و آخرھما سنتی.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر میں نے اسے پکڑ لیا کہ ان لفظوں میں دنیا کی کسی کتاب میں حدیث نہیں ہے اگر ہے تو نکال کر دکھائیں، ان کے مولوی تلاش کرتے رہے لیکن یہ حدیث ہوتی تو نکلتی۔ اس لئے ناکام رہے۔ میں نے کہا قرآن تو تو نے پڑھا نہیں اور حدیث بھی جھوٹی اپنی طرف سے پڑھی کہ جس کا دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں نام ونشان نہیں ہے۔ اور وہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا مصداق بن کر کہنے لگا **عند ربھم** کا معنی ہے کہ وہ خدا کے ہاں زندہ ہیں اس دنیا والی قبر میں زندہ نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر **ان الدین عند اللہ الاسلام** کا معنی بھی یہی کر کہ اسلام اللہ کے پاس ہے، تیرے اور تیری جماعت کے قریب تک نہیں آیا میں نے کہا تمہاری یہ بات بالکل غلط ہے **عندھم احیاء** کے متعلق ہے، **عندھم** کا تعلق **احیاء** کے ساتھ نہیں ہے بلکہ **عندھم یرزقون** کا ظرف ہے اب چونکہ مجھے پتہ تھا کہ اس نے سبز پرندوں والی حدیث سنانی ہے تو جب اس نے نسائی شریف سے عبداللہ بن مسعودؓ کا قول پڑھا کہ پہلے کتاب اللہ سے مسئلہ بتایا جائے، پھر سنت سے، پھر اجماع سے اور پھر قیاس سے۔

میں نے کہا علماء اتنی بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں اور انہیں یاد ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں کیا لکھا ہے اور تو نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے اور تجھے وہ بھی یاد نہیں ہے۔ اس میں تو نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابومعاویہ اور اعمش ہے ابومعاویہ شیعہ ہے اور اعمش تدلیس کا مریض ہے۔ تو آج یہ شیعہ کیوں ساتھ لے آیا ہے کل تک لوگوں میں شور مچایا کرتا تھا کہ جو حدیثیں ان کے پاس ہیں ان کے راوی شیعہ ہیں اور آج تو یہ خود ایسا قول پیش کر رہا ہے جس کی سند میں شیعہ راوی ہے۔ ساتھ ہی میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے کہا کہ آئندہ غلطی سے سبز پرندوں والی حدیث بھی نہ پڑھنا کیونکہ اس کی سند میں بھی یہی دو راوی ہیں ابومعاویہ اور اعمش ہیں۔ میری اس بات سے اس پر اتنا رعب پڑا کہ وہ پورے مناظرہ میں یہ روایت پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

سبز پرندوں والی روایت کا جواب:

اس روایت کا تعلق سورۃ بقرہ کی آیت:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون.

کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون.

میں **یرزقون** کے ساتھ ہے۔ کیونکہ رزق کی کیفیت پوچھی جارہی ہے کہ شہداء رزق کیسے حاصل کرتے ہیں تو جواب میں فرمایا گیا کہ سبز پرندوں میں ان کی روحوں کو سیر کی اجازت دی جاتی ہے۔ اور وہ صبح وشام جنت کی سیر کرتے ہیں یہ ان کی رزق حاصل کرنے کا طریقہ ہے اب اس حدیث مبارکہ میں جسم کے ساتھ روح کے تعلق کے ٹوٹنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

مثال:

جیسے آپ خواب میں بیت اللہ کا طواف کررہے ہوتے ہیں لیکن اسی جسم کے ساتھ روح کا تعلق باقی رہتا ہے روح کا تعلق ختم نہیں ہوتا سانس چلتا رہتا ہے، کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے، دل کی دھڑکن جاری رہتی ہے، رگوں میں خون دوڑتا رہتا ہے، اسی طرح اگر روحیں سبز پرندوں پر سوار ہوکر جنت میں چلی بھی جائیں تو ان کا ان اجسام کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے۔

اشکال:

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ شہداء اس بات کی تمنا کریں گے کہ ہماری روحوں کو اجسام میں واپس لوٹایا جائے تاکہ ہم پھر جاکر کفار سے لڑیں لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحوں کا اجسام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جواب:

تمنا یہ کون کرتا ہے اجساد ہی کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ روح کا تعلق ہے، اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے کہ اگر روح کا تعلق نہ ہوتا تو وہ تمنا کیسے کرتے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ تمنا کیوں کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ روحوں کا تعلق دو قسم کا ہے۔

۱.....جو تعلق ہمارے شعور میں نہیں ہے۔

۲.....روح کا ایسا تعلق جو ہمارے شعور میں آجائے۔

تو پہلی قسم کا تعلق حاصل ہے اور دوسری قسم کا اعادہ روح قیامت سے پہلے نہیں ہوگا۔

نیز حکم ہمیشہ قید پر ہوتا ہے۔ شہداء ایسی حیات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ جس سے وہ دوبارہ دنیا میں آکر لوگوں کو نظر آئیں، کافران کو دیکھیں وہ کافروں کو دیکھیں۔ وہ کافروں سے لڑیں کافران کو شہید کریں تاکہ ان کو دوبارہ شہادت کا لطف محسوس ہو۔ تو اب یہاں اس طرح کی حیات کی نفی ہے۔

مثال نمبر۱:

جیسے کہا جاتا ہے **ما جاء نی زید راکباً** زید میرے پاس سوار ہو کر نہیں آیا۔ اس میں سوار ہو کر آنے کی نفی ہے مطلق آنے کی نفی نہیں ہے۔

مثال نمبر۲:

مثلاً جیسے میں یہ کہوں کہ میں نے زید کو کبھی تقریر کرتے نہیں دیکھا، تو یہاں ان کے مطلق دیکھنے کی نفی نہیں بلکہ تقریر کرتے ہوئے دیکھنے کی نفی ہے۔

مثال نمبر۳:

قرآن پاک میں آتا ہے کافر کہا کرتے تھے:

بل نتبع ما وجدنا علیه آبائنا

آگے قرآن پاک میں قید مذکور ہے کہ کس وجہ سے ماں باپ کی نہیں مانی، چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

اولو کان آباء هم لا یعقلون شیئا ولا یهتدون

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ وہ بے عقل اور بے دین ہیں۔اب حکم اس قید پر ہے نہ کہ مطلق ماں باپ کی اتباع سے منع کیا گیا ہے۔

مثال نمبر۴:

میں آپ سے کہتا ہوں کہ جھوٹے کو خدا نہ ماننا اب یہ نہ ماننے کا حکم جس قید پر ہے وہ جھوٹا ہونا ہے، اب کوئی شخص آگے جا کر میرا فقرہ یوں نقل کرے کہ جھوٹے کا لفظ نکال دے اور کہے کہ محمود کہتا ہے کہ خدا کو نہ ماننا تو کیا اس نے میری بات تم تک صحیح پہنچائی۔

اسی طریقہ سے اس حیات سے منع کیا گیا ہے کہ دوبارہ وہ اسی کھلی حیات کے ساتھ یہاں آئیں اور جہاد کریں اور ان کو شہادت کا مرتبہ نصیب ہو۔صرف روح کے تعلق کی یہاں قطعی طور پر نفی نہیں ہے۔

اشکال:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا .....الخ.

روح جو نیند کے وقت قبض ہوتی ہے اس کو واپس کیا جاتا ہے، لیکن جس پر موت آ گئی اس کو قیامت تک واپس نہیں کیا جائے گا، تو پھر شہداء کی ارواح کیسے واپس لوٹ آتی ہیں۔

جواب:

متواتر حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ **تعاد روحہ فی جسدہ** سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

اعادۃ الروح الی العبد فی قبرہ حق.

ترجمہ.....قبر میں اعادہ روح برحق ہے۔(فقہ اکبر ص۱۰۰)اھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الا فقہ اکبر کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی کتاب نہیں ہے، اس پر کچھ حوالہ جات تو شرح فقہ اکبر کے شروع میں ناشر نے لگا دیئے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شارح عقیدہ طحاویہ نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۵ ج ۱)

(۲) علامہ لکھنویؒ نے الفوائد البہیہ میں ملا علی قاریؒ کے ترجمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳) حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ص ۱۲۸۷ ج ۲ میں اس کو تسلیم کیا ہے۔

کچھ حوالہ جات بندہ کو مزید ملے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

علامہ کردریؒ لکھتے ہیں اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہ امام صاحب کی کوئی کتاب نہیں ہے:

"هذا كلام المعتزلة و دعواهم انه ليس له فى علم الكلام تصنيف و غرضهم بذلك نفى ان يكون الفقه الكبر و كتاب العالم و المتعلم له لانه صرح فيه باكثر قواعد اهل السنة والجماعة و دعواهم انه كان من المعتزلة و ذلك الكتاب لابى حنيفة البخارى و هذا غلط صريح فانى رأيت بخط العلامة مولانا شمس الملة والدين الكردرى البراتقينى العمادى هذين الكتابين و كتب فيهما انهما لابى حنيفةؒ وقد طواطأ على ذلك جماعة كثيرة من المشائخ. (مناقب للكردرى ص ۱۰۸ ج ۱)

ترجمہ..... یہ معتزلہ کا کلام ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ امام صاحب کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے، اور اس انکار سے ان کا مقصد کتاب فقہ اکبر اور کتاب العالم والمتعلم کا امام صاحب کی طرف منسوب ہونے کا انکار کرنا ہے، اس لئے کہ امام صاحب نے اس میں اکثر اہل سنت والجماعت کے عقائد کے تصریح کر دی ہے اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ امام صاحب معتزلی تھے اور یہ کتاب یعنی فقہ اکبر ابوحنیفہ بخاری کی ہے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے اس لئے کہ میں نے علامہ مولانا شمس الملۃ والدین کردری براتقینی عمادی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ دونوں کتابیں دیکھی ہیں، اور انہوں نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام ابوحنیفہؒ کی ہیں اور اسی کو اختیار کیا ہے مشائخ کی ایک کثیر جماعت نے۔

(۵) ابن ندیم اپنی کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں:

توفی ابو حنیفةؒ سنة خمسین و مأة وله سبعون سنة ..... وله من الکتب کتاب الفقه الاکبر و کتاب رسالته الی البتی و کتاب العالم والمتعلم و روا عنه مقاتل کتاب الرد علی القدریة.(الفهرست لابن ندیم ص ۲۵۶)

ترجمہ.....امام ابوحنیفہؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں ستر سال کی عمر میں ہوئی اور آپ کی کتب میں سے (۱) فقہ اکبر (۲) رسالہ الی البتی (۳) کتاب العالم والمتعلم (۴) اور مقاتل نے آپ سے کتاب الرد علی القدریۃ کو بھی روایت کیا ہے۔

(۶) الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ کے آخر میں مناقب امام اعظم لملا علی قاریؒ چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں ملا علی قاریؒ نے بھی اس بات کو ذکر کیا ہے، دیکھئے ذیل الجواہر المضیۃ ص ۴۶۱ ج ۲۔

(۷) محدث کوثریؒ لکھتے ہیں:

والفقه الاکبر روایة ابی مطیع عن ابی حنیفة المعروف عند اصحابنا . (کلمة عن العالم والمتعلم وسالة ابی حنیفة الی البتی والفقه الابسط و رواتها ص ۱)

ترجمہ.....اور فقہ اکبر جو ابومطیع کی روایت ہے امام ابوحنیفہؒ سے اور ہمارے اصحاب کے ہاں معروف ہے۔

(۸) دوسرے مقام پر محدث کوثری لکھتے ہیں:

:ومن الکتب المتوارثة عن ابی حنیفة فی العقیدة کتاب الفقه الاکبر.

ترجمہ.....ان کتب میں سے جو امام ابوحنیفہؒ سے عقائد میں متوارث ہیں آپ کی کتاب فقہ اکبر ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۹) امام عبدالقاہر بغدادی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

واول متکلمیھم من الفقھاء و ارباب المذاھب ابو حنیفةؒ والشافعیؒ فان ابا حنیفة لہ کتاب فی الرد علی القدریة الفقہ الاکبر. (الاصول الدین ص۳۰۸ بحوالہ کلمة عن کتاب اشارات المرام من عبارات الامام للعلامة البیاضیؒ ص۳)

کتاب فقہ اکبر کا ایک نسخہ مکتبہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں رقم ۲۲۶ کے تحت محفوظ ہے، اسی طرح دار الکتب العلمیہ میں بھی دو نسخے ۶۴م اور ۲۱۵م محفوظ ہیں۔ فقہ اکبر کی ایک شرح فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ ۳۷۳ھ نے بھی لکھی ہے۔ دار الکتب المصریہ میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں۔ (ماخوذ از مقدمات امام کوثریؒ ص۱۷۰)

نیز کچھ مزید حوالہ جات مفتی رشید احمد العلوی صاحب نے فقہ اکبر وابسط (ص۱۱۹ تا ۱۳۳) میں دیئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

دکتور محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس لکھتے ہیں:

فقہ اکبر ابوحنیفہ کا ایک مختصر رسالہ ہے جو اصول دین کے مسائل پر مشتمل ہے جس میں مسائل صفات باری، ایمان، تقدیر، نبوت، معاد، یوم المیعاد، کو مختصر لیکن آسان عبارت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور اس میں تفصیلی دلائل نہیں بیان کئے گئے ..... اور اس رسالے کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوگئی ہے اور بہت سارے اہل علم نے اس کی شروحات بھی لکھی ہیں جن کی تعداد پندرہ کے قریب ہے اور ان میں اکثر مخطوط ہیں البتہ ان میں ملا علی القاری اور علامہ مغنساوی کی شرح طبع ہوگئی ہے۔ (اصول الدین: ص۱۱۶)

مصنفین میں سے جس نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے، ان کے نام بھی دکتور صاحب نے پیش کئے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ اس کے متعلق احادیث متواترہ ہیں۔

اب یہ لوگ ان احادیث متواترہ کو قرآن کی آیت کے خلاف بتانے میں مصروف ہیں اور یہ طریقہ روافض (شیعوں) کا طریقہ ہے۔

مثال:

روافض کہتے ہیں کہ قرآن پاک کی دو آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی رواثت ہوتی ہے۔

آیت نمبر۱.....**یرثنی و یرث من آل یعقوب.**

آیت نمبر۲..... **وورث سلیمان داؤد.** قرآن سے تو میراث ثابت ہے لیکن ابوبکر صدیقؓ نے

.....

ابن ندیم اپنی کتاب الفرق بین الفرق ۲۲۰، اور اصول الدین: ۳۰۸ میں

ابوالمظفر اسفرائنی نے اپنی کتاب، التصبرۃ فی الدین: ۱۱۳ میں

بزدوی نے اپنی کتاب، اصول الدین میں اور کشف الاسرار: ۷ ج ۱ میں

ابن تیمیہ نے اپنے مجموعہ فتاوی: ۴۶ ج ۵ میں

ابن القیم نے اپنی کتاب اجتماع جیوش الاسلامیہ: ۱۳۸ میں

علامہ ذہبی نے اپنی کتاب المشتبہ: ۱۳۷ ج ۱ میں

ابن ابی العز نے اپنی کتاب شرح عقیدہ طحاویہ: ۴، ۵۰، ۱۰۸، ۱۵۳ میں

اسماعیل بغدادی نے اپنی کتاب ہدیۃ العارفین: ۴۹۵ ج ۲ میں

حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف ظنون: ۱۲۸۷ ج ۲ میں

محمود شکری آلوسی نے اپنی کتاب غایۃ الامانی: ۴۴۸ ج ۱ میں

ان تمام حضرات نے امام اعظم کی اس فقہ اکبر کا تعارف پیش کیا ہے جو امام حماد بن ابی حنیفہ کی روایت سے منقول ہے اور جس کی شرح ملا علی قاری نے کی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک جھوٹی حدیث سنادی کہ نبیوں کی وراثت نہیں ہوتی (معاذ اللہ) اب سنی قرآن کی آیتوں کو نہیں مانتے۔اور ابوبکر صدیقؓ کی سنائی ہوئی جھوٹی احادیث کو مانتے ہیں۔

ہم روافض کو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ دو آیتیں جو تم پڑھتے ہو یہ حضرت فاطمہؓ کو یاد تھیں یا نہیں؟ اگر یاد تھیں تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ آیات سناتیں اور اپنی میراث حاصل کر لیتی۔اسی طرح باب مدینۃ العلم حضرت علیؓ کو یاد تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ یہ آیات پیش کرتے اور میراث حاصل کرتے؟ لیکن انہوں نے یہ کبھی پیش نہیں کیں۔

اصل بات یہ ہے کہ وراثت کی دو قسمیں ہیں جہاں وراثت کا ثبوت ہے وہ علم کی وراثت ہے اور جہاں وراثت کی نفی ہے وہ دنیوی مال کی وراثت ہے۔اب حدیث اور آیت میں کوئی ٹکراؤ نہیں رہا۔اس لئے کہ آیت نے جس وراثت کو ثابت کیا ہے وہ علمی وراثت ہے اور حدیث نے جس وراثت کا رد کیا وہ دنیاوی وراثت ہے۔اسی طرح آیت مبارکہ میں جس اعادہ روح کی نفی ہے اس سے مراد کھلا اعادہ روح ہے۔

مثلاً جیسے آدمی نیند کے بعد اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے چلتا پھرتا ہے، اب یہ کھلا اعادہ روح ہے۔ کیونکہ سب لوگ اس کو نماز پڑھتے ہوئے چلتے پھرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تو قرآن پاک میں اسی اعادہ روح کی نفی ہے۔کہ قیامت تک یہ کھلا اعادہ روح نہیں ہوگا۔

اور حدیث پاک میں جس اعادہ روح کا اثبات ہے اس سے مراد برزخی اعادہ ہے کہ جس اعادہ روح کا دنیا والوں کو شعور ہے۔البتہ میت کو اپنے اعادہ روح کا پورا شعور ہے۔لہذا حدیث مبارکہ آیت مبارکہ کے مخالف نہ ہوئی۔

اس کو مزید سمجھیں کہ وہاں یعنی آخرت کے دن جس ردروح کا ذکر ہے اس سے مراد شعوری کھلی حیات کے ساتھ جیسے نیند سے بیدار ہو کر آدمی دعا پڑھتا ہے **الحمد للہ الذی رد الی روحی** اب نیند کی حالت میں روح کا تعلق تھا۔لیکن اب بیدار ہونے پر کیوں ردروح کا اطلاق کیا گیا۔ اس لئے کہ نیند میں روح کا تعلق تھا لیکن پوشیدہ۔نیند میں یہ نماز پڑھ رہا تھا لیکن لوگوں کو نظر نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آ رہا تھا۔اب اس پوشیدہ تعلق سے کھلے تعلق میں آنے کو ردروح سے تعبیر کیا گیا ہے اسی طرح جو تعلق قبر میں ہوگا وہ پوشیدہ تعلق ہے،اس پوشیدہ تعلق سے کھلے تعلق کے ساتھ میدان قیامت میں کھڑے ہوجانا کہ سب اس کی حیات کو دیکھ رہے ہوں گے اس کو ردروح فرمایا گیا۔

تو جس طرح نیند سے اٹھنے کے بعد ردروح کی دعا پڑھنے سے کوئی یہ مطلب نہیں لیتا کہ پہلے کوئی تعلق جسم کا روح کے ساتھ نہیں تھا صرف اب ہوا ہے اسی طرح وہاں ردروح کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے تعلق نہیں تھا اب ہوا ہے۔ یہ یا ادھر والی بات لیتے ہیں یا ادھر والی بات، درمیان والی چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ جھگڑا ہے درمیان والی حالت کا کہ قبر میں کیا حالت ہوگی۔

نیز یہ بھی سمجھیں کہ بیداری میں روح کے سامنے روکاوٹیں ہیں، فاصلے ہیں،خواب میں کوئی فاصلہ یا رکاوٹ نہیں۔خواب میں روح نکل جاتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے۔لیکن رہتی کہاں ہے؟ پورے عالم خواب میں پھر سکتی ہے۔ایک ہے بستر خواب جس پر آپ سوئے ہوئے ہوتے ہیں ایک ہے عالم خواب، عالم خواب بستر خواب سے لے کر عرش تک ہے۔روح عالم خواب میں جہاں تک چاہے سیر کرے،لیکن اس کا جسم سے تعلق قائم رہتا ہے خواہ روح بیت اللہ کا طواف کر رہی ہو یا مدینہ منورہ پھر رہی ہو۔یہاں جسم کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے۔

علامہ جلا الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور میں اور ابن قیم نے الروح میں بعض روایات نقل فرمائی ہیں کہ اگر مسلمان باوضو سوتا ہے تو روح عرش کے نیچے سجدہ کرتی ہے یہ روایت ملاحظہ فرمالیں:

روی ابن لهيعة عن ابن عثمان بن نعيم الرعينی عن ابی عثمان الاصبحی عن ابی الدرداء قال اذا نام الانسان عرج بروحه حتی يؤتی بها العرش فان كان طاهرا اذن لها بالسجود وان كان جنبا لم يؤذن لها بالسجود. (الروح ص ۳۹)

اب عرش یہاں سے کتنی مسافت پر ہے؟علم قطعی اس بارے میں قطعاً نہیں ہے۔البتہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔کہ پہلا آسمان زمیں سے پانچ سو سال کی مسافت پر ہے دوسرا یقیناً اس سے بھی زیادہ مسافت پر ہوگا کیونکہ ہر دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔اگر بالفرض پانچ سو سال کا ہی ہر فاصلہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لگاؤ تو کم از کم چالیس یا پینتالیس سو سال کے فاصلہ پر روح سجدہ میں ہوتی ہے، اتنے فاصلہ کے باوجود روح کا اس جسم سے تعلق قائم رہتا ہے، نبض چل رہی ہے، کروٹیں بدلی جارہی ہوتی ہیں، کھانا ہضم ہورہا ہوتا ہے تو جو روح چالیس سو سال کے فاصلے سے تعلق قائم رکھ سکتی ہے وہ روح اگر بالفرض علیین میں بھی ہو جو کہ چوتھے آسمان پر ہے وہ وہاں سے تعلق کیوں قائم نہیں رکھ سکتی؟

نبی اقدس ﷺ کا خواب کتب احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عالم بالا کی سیر کی عذاب وثواب کا مشاہدہ فرمایا جنت میں تشریف لے گئے وہاں سیدنا فاروق اعظمؓ کا محل دیکھا۔ اب حضرت اقدس ﷺ کا جسد اطہر مدینہ میں آرام فرما تھا جبکہ روح مبارک جنت کی فضاؤں میں گھوم رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس جسد اطہر کے ساتھ تعلق قائم تھا، آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر غذا ہضم کررہا تھا خون کی گردش اس میں جاری تھی، کروٹیں بدل رہا تھا تو جب خواب میں روح جنت میں جا کر تعلق رکھ سکتی ہے تو اب کس آیت یا حدیث نے بتادیا ہے کہ نہیں رکھ سکتی یا کون سی رکاوٹ آ گئی ہے کہ اب تعلق نہیں رکھ سکتی؟ اب خوابوں میں زندوں کی ارواح سے مردوں کی ارواح کی ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ زندہ آدمی کی روح خواب میں مردہ کی روح سے جا کر ملتی ہے، تو اس سے بھی ہمارا مدعیٰ ثابت ہوا کہ جب زندہ آدمی کی روح علیین میں جا کر جسم سے تعلق رکھ سکتی ہے، تو مرنے کے بعد کیوں نہیں؟ اور اگر کہو کہ وہ روح یہاں آ کر ملتی ہے تو اگر وہ روح اس گھر سے تعلق رکھ سکتی ہے تو قبر سے کیوں نہیں رکھ سکتی؟

اصل میں ان لوگوں کے پاس نہ قرآن ہے نہ حدیث محض قیاسات ہیں اور قیاس بھی کیا کہ روح کو جسم پر قیاس کر بیٹھے کہ جو رفتار جسم کی ہے شاید روح کی بھی اتنی ہی رفتار ہے۔ جو دیوار جسم کے سامنے رکاوٹ ہے شاید روح کے سامنے بھی وہی رکاوٹ ہے۔

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ اول تو قیاسات کی ضرورت نہیں جہاں نص آجائے وہاں قیاس کو کیا دخل؟ اور اگر قیاس کرنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو روح عالم امر کی چیز ہے اس کو فرشتوں پر قیاس کرو، نہ کہ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مٹی کے جسم پر۔فرشتوں کے بارے میں کبھی کسی نے نہیں سوچا کہ یار سارے روشندان بند کئے ہوئے تھے پتا نہیں عزرائیل کہاں سے آ گیا؟ پتا نہیں یہ چھ فٹ نیچے زمین میں منکر نکیر کیسے جاتے ہوں گے؟ کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ وہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔تو اگر قیاس کرنا ہی ہے اور بغیر قیاس کے تم رہ نہیں سکتے تو فرشتوں پر قیاس کرو، کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے۔اول تو قیاسات کی ضرورت ہی نہیں۔قرآن پاک کی کوئی آیت یا حدیث اس بارے میں ان کے پاس کچھ نہیں۔

تو جیسے عرض کیا گیا ہے کہ باوضو آدمی کی روح عرش کے نیچے سجدہ کرتی ہے۔اب روح کم از کم چالیس سو سال کی مسافت پر تھی لیکن ادھر جب ہم نے آواز دی صوفی صاحب اٹھو نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو کتنے سو سالوں میں روح یہاں واپس آئی؟ چند سیکنڈوں میں۔معلوم ہوا کہ روح کے سامنے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

ایک شرارتی لڑکا:

یہ لوگ لڑکے ٹرینڈ کر کے بھیجتے ہیں۔خیر المدارس میں ایک ان کا لڑکا درجہ ثالثہ میں آ کر داخل ہو گیا، اب وہ لڑکوں کو کہتا کہ جب تو سویا تھا میں نے تجھے آواز دی تھی تو نے سنی تھی؟ وہ کہتا نہیں۔کہتا جب سویا ہوا نہیں سنتا تو مردہ کس طرح سنتا ہے؟ لڑکوں نے حضرت رئیس المناظرینؒ کو بتایا حضرتؒ نے فرمایا جب وہ سویا ہوا ہو تو مجھے بتانا جب وہ سویا۔حضرت گئے اور اسے جا کر فرمایا اٹھ تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

حضرت نے فرمایا تو سویا نہیں تھا؟ اس نے کہا سویا ہوا تھا۔تو نے کیسے سن لیا تو سویا ہوا نہیں تھا۔سویا ہوا تو سنتا نہیں ہے تو نے کیسے سن لیا؟ کہتا ہے نہیں جی سن کر ہی اٹھا ہوں۔حضرتؒ نے فرمایا پھر ان کو کیوں گمراہ کرتا رہتا ہے۔وہ دن گیا پھر اس نے کسی کے دل میں ایسا وسوسہ نہ ڈالا۔

بندہ کا مناظرہ جب اسی مسئلہ پر ایک مماتی مولوی سے ہوا۔جو تقریباً چھ گھنٹے تک جاری رہا۔اس میں جب اس نے یہ آیات پیش کیں جو احمد سعید نے حضرت اوکاڑویؒ کے سامنے پیش کیں تھیں تو میں نے مشکوٰۃ ابوداؤد سے اعادہ روح والی حدیث پیش کر کے کہا کہ کیا اللہ کے نبی جن پر قرآن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نازل ہوا ان کو قرآن نہیں آتا تھا، تجھے زیادہ آتا ہے؟ تیرے خیال میں اللہ کا پیغمبر قرآن کے خلاف احادیث بیان کیا کرتا تھا؟ صاحب مشکوۃ ایسی حدیث لکھ گئے جو قرآن کے خلاف ہے؟

امام ابوداؤدؒ ایسی حدیث نقل فرما گئے ہیں جو قرآن کے خلاف ہے اور پھر اسی پر سکوت فرما گئے اور یہ بھی نہ بتایا کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ پوری امت اس حدیث کو بارہ سو سال سے پڑھ پڑھا رہی ہے کیا پوری امت میں احمد سعید جتنی یا مولوی نواز گھوٹوی جتنی غیرت بھی نہ تھی کہ وہ خاموش تماشائی بنی رہی، کسی نے اس کا رد نہ کیا۔ امام ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی (م ۳۸۸ھ) نے معالم السنن کے نام سے ابوداؤد کی شرح لکھی انہوں نے بھی اس حدیث کا رد نہ کیا، علامہ قطب الدین ابوبکر احمد بن دعین الیمنی الشافعیؒ (م ۶۵۲ھ) نے اس کی شرح لکھی کیا ان کو بھی یہ ٹکراؤ نظر نہ آیا۔ شہاب الدین ابومحمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ھلال المقدسیؒ (م ۷۶۵) نے انتحاء السنن و اقتفاء السنن کے نام سے ابوداؤد کی شرح لکھی لیکن وہ بھی اس سعادت سے محروم رہے کہ امت کو متنبہ کرتے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

علامۃ الدھر شیخ شہاب الدین بن رسلان الرملی الشافعیؒ (م ۸۴۲ھ) نے بھی شرح لکھی لیکن افسوس کہ انہوں نے بھی اس اہم فریضے کو ادا نہ کیا، جیسے آج مماتی حضرات تمام فرائض میں سے اہم فرض خیال کرتے ہیں اور خدمت دین کے شعبوں میں سے اہم شعبہ خیال کرتے ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ مرقات الصعود کے نام سے ابوداؤد کی شرح لکھتے ہیں مگر ان کی رگ غیرت بھی نہ تڑپی کہ اس بات کی طرف تفسیر وحدیث کے مایہ ناز امام اشارہ ہی کر دیتے کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بذل المجہود فی حل ابی داؤد کے نام سے شہرہ آفاق شرح لکھی مگر وہ بھی اس مقام پر خاموشی سے گزر گئے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ ان حضرات کو قرآن آتا تھا انہیں (مماتیوں) کو نہیں آتا اگر وہ **منعم علیھم** کی اتباع کی عینک لگا کر کلام رب العلمین میں غور وخوض کرتے تو انہیں حدیث اور قرآن میں ٹکراؤ نظر نہ آتا۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ حدیث میں جس اعادے کا ذکر ہے وہ برزخی اعادہ ہے، جس کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہمیں شعور نہیں اور قرآن میں جس اعادے کی نفی ہے اس سے مراد کھلا اعادہ روح ہے جو قیامت سے پہلے نہیں ہوگا۔

نکتہ:

حدیث مبارکہ میں اعادہ کا ذکر ہے اور اعادہ اسی صورت میں ہوگا کہ جسم سے روح نکالی گئی تھی اسی جسم میں داخل کی جائے۔ کیونکہ ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں داخل کرنا اس کو تناسخ کہتے ہیں اعادہ نہیں کہتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ منکرین حیات رافضیوں کی طرح حدیث مبارکہ اور قرآن پاک میں ٹکراؤ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہمارے علماء قرآن وحدیث مبارکہ دونوں کو مانتے ہیں کہ قرآن اپنی جگہ برحق ہے کہ قرآن پاک میں جس اعادہ کی نفی ہے وہ ایسا اعادہ ہے جس کے ساتھ کھلی حیات ثابت ہو جائے تو یہ اعادہ موت کے بعد قیامت سے پہلے نہیں ہوگا۔ ہم بھی اس بات کو مانتے ہیں۔

لیکن ایسا برزخی اعادہ کہ جس سے عذاب وثواب قبر متحقق ہو جائے ایسے اعادہ کی قرآن پاک میں نفی نہیں ہے۔ البتہ احادیث متواترہ میں اس کا اثبات ہے۔ لہذا حدیث قرآن کے خلاف نہ ہوئی۔ پس ہم نے قرآن کو بھی مانا اور حدیث مبارکہ کو بھی مانا اور انہوں (مماتیوں) نے روافض کی طرح قرآن وحدیث مبارکہ میں ٹکراؤ پیدا کرنے کی کوشش کی۔

اعتراض:

قرآن پاک میں آیا ہے **انک میت وانھم میتون** اور آپ حیات کے قائل ہیں۔

جواب:

ہم موت کے بعد حیات کے قائل ہیں، جیسے اب جو ہماری حیات ہے اس سے پہلی حالت کو اللہ نے موت کہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص **کنتم امواتا** پڑھے اور کہے تم مردے ہو تو ہم اپنی موت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے ہم یہی کہیں گے کہ یہ بے موقعہ پڑھ رہا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیھم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السلام کی موت کے بعد ان کی حیات پر اجماع ہے، لہذا انبیاء علیہم السلام کو جو اس وقت حیات حاصل ہے اس پر **انک میت و انھم میتون** پڑھنا **یحرفون الکلم عن مواضعه** ہے میں تو یہ کہا کرتا ہوں کہ نبی علیہ السلام کا وقوع موت قرآن میں نہیں ہے، وقوع موت حدیث مرفوع میں نہیں ہے۔

وقوع موت اگر ثابت ہے تو وہ خطبہ ابوبکر صدیقؓ سے ثابت ہے اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اب اگر ہم اس کے مقابلہ میں نبی علیہ السلام کی حیات پر صرف اجماع ہی پیش کریں تو پھر بھی ہماری دلیل برابر کی ہوگی۔ لیکن ہم نے قرآن بھی پیش کیا، اور احادیث بھی پیش کر چکے ہیں اور کچھ آئندہ پیش کریں گے اور یہ احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس لئے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حیات انبیاء علیہم السلام کی احادیث تواتر تک، پہنچی ہوئی ہیں۔ حیات انبیاء علیہم السلام پر اجماع بھی منعقد ہے۔

ہمارا مطالبہ:

ہمارا ان سے مطالبہ اتنا ہے کہ آپ بھی کسی مسلمہ کتاب کے حوالہ سے اپنا عقیدہ لکھیں۔ چنانچہ جنڈانوالہ میں جب مناظرہ ہونا تھا تو پہلے شرائط طے ہونے لگیں۔ حضرتؒ نے اپنا عقیدہ بیس سے زائد کتابوں کے حوالے سے لکھا۔ اور وہ عنایت اللہ کے نام کھلی چٹھی کے نام سے گوجرانوالہ میں چھپ بھی گیا ہے ان سے ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ آپ بھی کسی کتاب کے حوالہ سے اپنا موضوع لکھیں۔

اب ہم کتاب کی شرط کیوں لگاتے ہیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہے ک جتنے نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں ان کی اپنی عقائد کی کوئی مسلمہ کتاب نہیں ہوتی۔ اور نہ اعمال کی کوئی کتاب ہوتی ہے۔

مماتیوں کی ذہنیت:

ان لوگوں نے لوگوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائی ہوتی ہے کہ دلیل صریح الدلالت آیت مبارکہ ہو تو ماننی ہے ورنہ نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرتؒ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ان کے ایک مولوی صاحب تعلیم الاسلام پڑھا رہے تھے ان سے میری حیات النبی ﷺ کے موضوع پر بات چل پڑی اس نے کہا عقائد میں قطعی آیت کے سوا کوئی بات حجت نہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کیا آپ کی یہ بات کہ قطعی ہونا ضروری ہے یہ تو درست ہے، لیکن آیت کی قید لگانا درست نہیں۔ اس لئے کہ متواتر احادیث بھی قطعی ہوتی ہیں۔

عقائد میں اجماع بھی قطعی ہوتا ہے میں نے کہا کہ آپ یہ جو تعلیم الاسلام پڑھا رہے ہیں یہ تنخواہ کے لئے پڑھا رہے ہیں یا اس کو مانتے بھی ہیں۔ اس نے کہا بالکل مانتے ہیں۔ میں نے کہا اس میں جو عقیدے لکھے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ یہ قرآن پاک کی کون سی نص قطعی صریح آیت میں لکھا ہوا ہے؟ آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی یہ بھی ذرا قرآن سے نکال کر دکھاؤ۔

آپ ﷺ کا وصال ہوا آپ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے نکالو ذرا قرآن سے کہ یہ عقائد کہاں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ دلیل کا قطعی ہونا صرف قرآن پاک آیت میں بند نہیں، بلکہ متواتر احادیث اور اجماع بھی قطعی ہوتا ہے۔

ایک اور دھوکہ:

حضرتؒ نے فرمایا کہ:

دھوکہ ان لوگوں کا یہ بھی ہوتا ہے کہ قائلین حیات النبی ﷺ مدعی ہیں اور ہم منکر ہیں۔ اور دلیل مدعی کے ذمے ہوتی ہے نہ کہ نافی کے ذمے۔ جب اس نے یہ شور مچایا تو میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ نفی دو قسم کی ہوتی ہے ایک جو عدم علم پر ہو، اور دوسری جس کا تعلق علم کے ساتھ ہو۔ نفی کی جو دوسری قسم ہے وہ بھی دعویٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت نے نورالانوار کی عبارت اسے لکھ کر بھیجی۔

عبارت کو دیکھ کر اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا کیونکہ میں نے اس کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ایک بار پھر مدرسہ میں داخل ہو کر نورالانوار پڑھ۔ اب وہ بھاگا محمد حسین نیلوی کے پاس گیا اس نے کہا بات تو ٹھیک ہے کہ جب تو قرآن کے نام سے عقیدہ پیش کرتا ہے تو پھر تجھے ضرور قرآن دکھانا پڑے گا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ جنڈانوالہ میں ہم نے پانچ آدمی بھیجے ایک پروفیسر تھا ایک وکیل تھا اور دو ٹیچر تھے، ایک مولوی صاحب تھے۔ چنانچہ میں نے یہ لکھ کر انہیں دے دیا کہ خدا کی کوئی بیوی نہیں، خدا کا کوئی بیٹا نہیں، خدا کا کوئی شریک نہیں، یہ سارے نفی والے عقیدے ہیں لیکن ان پر دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح تم بھی اس بات پر کہ ارواح مقدسہ کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں قرآن پاک کی کوئی صریح آیت مبارکہ دکھا دو۔ چنانچہ یہ پانچوں حضرات ان کے پاس چلے گئے جب انہوں نے یہ سوالات دیکھے تو ان کو کہنے لگے کہ واپس چلے چلو۔ انہوں نے کہا کہ ہم قرآن ساتھ لے کر آئے ہیں کیونکہ احمد سعید نے تقریر میں کہا تھا کہ:

''یہ کتابڑیاں چکی انداا ے، کتابڑیاں۔ میرے کول اللہ دی کتاب اے، اے ہک دھک مریسی تے سب اتھے ونج پوسن''۔ یعنی یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں اٹھا کر آیا ہے اور میرے پاس اللہ کی کتاب ہے، جو ایک دھکہ دے گی یہ سب وہاں جا پڑیں گی۔

اس لئے ہم اللہ کا قرآن لے آئے ہیں چلو ہمیں اللہ کا قرآن منوا لو۔ لیکن انہوں نے ان پانچوں کو قرآن دکھائے بغیر مایوس لوٹا دیا۔ اور یہ بزبان حال یوں کہتے چلے آ رہے تھے۔

☆☆ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ☆☆

☆☆ جو چیرا تو اک قطرہ خون بھی نہ نکلا ☆☆

ان کو واپس کر کے احمد سعید نے تقریر شروع کی کہ مجھے اپنے ساتھیوں پر ناراضگی ہے کہ کوئی کتا اوکاڑہ سے آ جاتا ہے، کوئی ملتان سے آ جاتا ہے، کوئی لاہور سے آ جاتا ہے کہتے ہیں قرآن سناؤ۔ کتوں کو قرآن نہیں سنایا جاتا بلکہ لاٹھی ماری جاتی ہے۔ بس وہ اسی انداز میں بولتا رہا۔

اس کی اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں نے اس کے اس انداز کو پسند نہیں کیا۔ پھر میری تقریر کا اعلان ہوا تو سارے لوگ وہاں سے اٹھ کر ہماری مسجد میں آ گئے کہ اگر احمد سعید نے دس گالیاں دی ہیں تو امین بیس دے گا۔ میں نے انداز نرم رکھا میں نے کہا کہ آج یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ اس کے پاس قرآن نہیں ہے لاٹھی ہے۔ اس نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ میں نے اس کو معاف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر دیا ہے۔

لیکن میں اپنی طرف سے یہی کہوں گا کہ وہ اگر مجھے لاٹھی بھی مارے گا میں پھر بھی اسے قرآن کی آیت سناؤں گا۔اور وہ مجھے لاٹھیاں بھی مارے میں پھر بھی اللہ کے نبی کا فرمان سناؤں گا۔

حدیث نمبر۵:

حدثنا احمد بن حنبل و سریح بن یونس قالا نا هشیم قال اخبرنا داؤد بن ابی هندعن ابی العالیة عن ابن عباس ان رسول اللهﷺ مر بواد الازرق فقال ای واد هذا فقالوا وادی الازرق فقال کانی انظر الی موسیٰ ها بطا من الثنیة وله جوار الی الله بالتلبیة ثم اتی علی ثنیة هرشا فقال ای ثنیة هذه قالوا ثنیة هرشی قال کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقة حمراء جعدة علیه جبة من صوف خطام ناقته خلبة وهو یلبی.

ترجمہ..... بیان کیا ہمیں احمد بن حنبل نے اور سریح بن یونس نے کہ بیان کیا ہمیں ھشیم نے انہوں نے فرمایا خبر دی ہمیں داؤد بن ابی ہند نے ابوالعالیۃ سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے کہ نبی اقدسﷺ وادی ازرق سے گزرے تو فرمایا کہ یہ کونسی وادی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ وادی ازرق ہے فرمایا موسیٰ کو تو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھاٹی سے اتر رہے ہیں اور ان کو اللہ کا قرب حاصل ہے تلبیہ کے ساتھ پھر آپ ثنیہ ھرشی پر پہنچے تو فرمایا یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے عرض کیا یہ ثنیۃ ھرشی ہے فرمایا گویا میں یونس بن متی کو اونٹنی پر دیکھ رہا ہوں جو مضبوط جسم والے اور درمیانے بالوں والے ہیں نہ زیادہ گنجان نہ بالکل لانبے اور ان پر صرف صوف کا جبہ ہے ان کی اونٹنی کی نکیل ہلکی رسی کی ہے اور وہ تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ نے اس حدیث کو جز حیات انبیاء علیہم السلام میں ذکر کیا ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ ان کے نزدیک بھی یہ حدیث حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل میں سے ہے۔

علامہ نووی اس حدیث پر لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فان قیل کیف یحجون و یلبون وهم اموات وهم فی الدار و لیست دار عمل فاعلم ان للمشائخ و فیما ظهر لنا عن هذا اجوبة احدهم انهم کالشهداء بل افضل منهم والشهداء احیاء عند ربهم فلا یبعد ان یحجوا و یصلوا کما ورد فی الحدیث.

ترجمہ..... پس اگر کہا جائے کیسے حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں حالانکہ وہ مردہ ہیں اور وہ دارالآخرۃ میں ہیں اور وہ عمل کی جگہ نہیں ہے۔ تو جان لے بے شک مشائخ کے لئے اور ہمارے لئے اس کے کئی جواب ظاہر ہوئے ہیں انہیں میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہ شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں پس نہیں بعید کہ وہ حج کریں یا نمازیں پڑھیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ (شرح نووی ص۹۴ ج۱)

موطا امام محمد میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

اخبرنا مالک اخبرنا یحیٰ بن سعید انه سمع سعید بن المسیب یحدثه عن انس انه قال قال رسول اللهﷺ کانی انظر الی موسیٰ علیه السلام یهبط من ثنیة هرشی ماشیا علیه ثوب اسود

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی اقدسﷺ نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ثنیۃ ھرشی سے اتر رہے ہیں پیدل اور اوپر سیاہ کپڑا ہے۔

حدیث نمبر۶:

حدثنا محمد بن یوسف نا سفیان عن عمرو بن یحی عن ابیه عن ابی سعید عن النبیﷺ قال الناس یصعقون یوم القیمة فاکون اول من یفیق فاذا انا بموسیٰ اخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقة الطور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ..... بیان کیا ہمیں محمد بن یوسف نے کہ بیان کیا ہمیں سفیان نے عمرو بن یحیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ ابوسعید سے وہ نبی اقدس ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن بیہوش ہوں گے پس سب سے پہلے جسے ہوش آئے گا وہ میں ہوں گا تو میں اچانک کیا دیکھوں گا موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے افاقہ میں آجائیں گے یا کوہ طور پر بیہوشی کا بدلہ دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں اس لئے بیہوش زندہ ہوتا ہے نہ کہ مردہ۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ صعقہ سے پہلے انبیاء علیہم السلام ہوش میں ہوں گے۔ اور ہوش میں ہونا دلیل حیات ہے نہ کہ موت۔

اسی سے ملتی جلتی دوسری حدیث بخاری شریف میں ہے۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لا تخیرو نی علی موسیٰ فان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش فلا ادری أکان فیمن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنیٰ اللہ عز و جل. (بخاری: ج ا ص ۴۸۴، ۴۲۵)

ترجمہ..... تم مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو، لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا ہوں گا کہ جسے بیہوشی سے افاقہ ہوگا تو میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے (یا بیہوش ہوئے ہی نہ تھے) ان میں تھے جنہیں اللہ عزو جل نے اس آزمائش سے مستثنیٰ رکھا۔

حافظ الدنیا، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان الذین یصعقون هم الاحیاء و اما الموتیٰ فهم فی الاستثناء فی قوله تعالیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الا من شاء الله ..... ولا یعارض ما ورد فی هذا الحدیث ان موسیٰ ممن استثنی الله لان الانبیاء احیاء عند الله وان کانوا فی صورة الاموات بالنسبة الیٰ اهل الدنیا و قد ثبت ذلک للشهداء و لا شک ان الانبیاء اعلیٰ رتبة من الشهداء ورد الصریح بان الشهداء ممن استثنی الله. (فتح الباری ج۱۳ ص۱۹۶)

ترجمہ.....جولوگ زندہ ہیں پہلے صعقہ میں مریں گےاور جو پہلے سے مرے ہیں وہ الا من شاء اللہ کے استثناء میں داخل ہیں.....اور یہ بات اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں موسیٰ ان میں شمار ہیں جو مستثنیٰ کئے گئے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سب اللہ کے ہاں زندہ ہیں اگر چہ وہ اہل دنیا کی نسبت سے اموات کی صورت میں ہیں اور یہ مرتبہ شہداء کو حاصل ہے اور انبیاء علیہم السلام کو تو بلا شک شہداء سے کئی درجہ اعلیٰ ہیں اور ان کے مستثنیٰ ہونے کی تصریح موجود ہے۔

محدث کبیر امام بیہقیؒ بھی جز حیات انبیاء میں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل میں اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وهذا انما یصح علی ان الله جل ثنائه رد الی الانبیاء علیهم السلام ارواحهم فهم احیاء عند ربهم کالشهداء فاذا نفخ فی النفخة الاولیٰ صعقوا ثم لا یکون ذالک موتاً فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار فان کان موسیٰ علیه السلام ممن استثنی الله عز وجل بقوله الا من شاء الله فانه عز و جل لا یذهب باستشعاره فی تلک الحالة و یحاسبه بصعقه یوم الطور ویقال ان الشهداء من جملة ما استثنیٰ الله عز و جل بقوله الا ما شاء الله.

ترجمہ.....اور یہ صحیح ہے اس وجہ سے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے لوٹا دیا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور وہ اپنے رب کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ پس جب پہلی دفعہ صور پھونکا جائے گا تو وہ بے ہوش ہو جائیں گے، یہ بیہوشی جمیع معانی کے اعتبار سے موت نہیں ہوگی بلکہ صرف شعور چلا جائے گا۔ پس اگر موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جن کا اللہ جل شانہ نے استثناء کیا ہے اپنے قول الا من شاء اللہ کے ساتھ تو اللہ جل شانہ اس حالت میں بھی ان کا شعور ختم نہیں کریں گے۔ اور یہ بدلہ دیں گے ان کو طور کے دن بیہوشی کا۔ اور کہا گیا ہے کہ شہداء بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جن کا اللہ جل شانہ نے استثنا کیا ہے اپنے قول الا من شاء اللہ کے ساتھ۔ (جزء حیات انبیاء ص ۲۰)

و مما یدل علی حیاتهم ما أخبرنا أبو عبدالله محمد بن عبدالله الحافظ أخبرنی أبو محمد المزنی ثنا علی بن محمد بن عیسی ثنا أبو الیمان أنبأ شعیب عن الزهری قال أخبرنی أبو سلمة بن عبدالرحمن و سعید بن المسیب أن أبا هریرة قال استب رجل من المسلمین و رجل من الیهود فقال المسلم و الذی اصطفی محمداً علی العالمین فأقسم بقسم فقال الیهودی و الذی اصطفی موسی علی العالمین فرفع المسلم عند ذلک یده فلطم الیهودی فذهب الیهودی الی النبی ﷺ فأخبره بالذی کان من أمره و أمر المسلم فقال النبی ﷺ "لا تخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون فأکون أول من یفیق فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا أدری أکان فیمن صعق فأفاق قبلی أو کان ممن استثنی الله عز وجل". رواه البخاری فی الصحیح عن أبی الیمان و رواه المسلم عن عبدالله بن عبدالرحمن وغیره عن أبی الیمان و فی الحدیث الثابت عن الاعرج عن أبی هریرة عن النبی ﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أنه قال ''لا تفضلوا بين أنبياء الله تعالىٰ فانه ينفخ فى الصور ليصعق من فى السموات ومن فى الأرض الا من يشاء الله ثم نفخ فيه أخرى فأكون أول من بعث فاذا موسى آخذ بالعرش فلا أدرى أحوسب بصعقة يوم الطور أم بعث قبلى و هذا انما يصح على أن الله جل ثناؤه رد الى الأنبياء عليهم السلام أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء.(جزء حيات انبياء للبيهقى: ص ۲۱)

ترجمہ.....اوران دلائل میں سے جوانبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتے ہیں وہ ہے کہ جس کی خبر دی ہمیں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ نے کہ خبر دی مجھے ابومحمد مزنی نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن محمد بن عیسیٰ نے کہ بیان کیا ہم سے ابوالیمان نے کہ خبر دی شعیب نے زہری سے فرمایا خبر دی مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیّب نے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جھگڑ پڑے مسلمانوں میں سے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے، پس کہا مسلمان نے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدﷺ کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے پس میں قسم اٹھاتا ہوں یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے پس مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو تھپڑ رسید کر دیا پس یہودی نبی اقدسﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ کو اس معاملہ کی خبر کر دی جو اس کے اور مسلمان کے درمیان ہوا پس نبی اکرمﷺ نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو پس لوگ بیہوش ہوں گے، میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو افاقہ پائے گا۔ پس جب مجھے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا بیہوش ہی نہ ہوئے تھے۔ ان میں تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش سے مستثنیٰ رکھا۔ روایت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اور ان کے علاوہ نے ابوالیمان سے اور ثابت کی حدیث جو اعرج سے وہ ابوہریرہؓ سے وہ نبی اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں اس میں ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دو اس لئے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے اندر ہے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے گا پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گا تو میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو تھامے کھڑے ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ وہ صعقہ طور کا بدلہ دیئے گئے یا بیہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔ اور یہ صحیح ہے کہ اس بنا پر انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے لوٹایا ہے پس وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں شہداء کی طرح۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ بھی اپنے رسالہ جز حیات انبیاء علیہم السلام میں امام بیہقیؒ کے اس استدلال کو ذکر کر کے اس کی موافقت کرتے ہیں کہ یہ حیات انبیاء علیہم السلام کی دلیل ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ثم قال ومما یدل علی حیاتهم ما اخبرنا ابو عبدالله الحافظ و ساق اسناده و ذکر حدیث، فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش فلا ادری أکان فیمن صعق؟ فافاق قبلی او کان ممن استثنا الله عز و جل، رواه البخاری ومسلم، قال البیهقی و هذا انما یصح علی ان الله عز و جل رد علی الانبیاء صلوات الله علیهم ارواحهم فهم احیاء عند ربهم کالشهداء فاذا نفخ فی الصور النفخة الاولی صعقوا فیمن صعق ثم لا یکون ذلک موتا فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار فان کان موسیٰ علیه السلام ممن استثنا الله بقوله (الا من شاء الله) فانه لا یذهب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

استشعاره فی تلک الحالة فیحاسبه بصعقه یوم الطور و یقال ان الشهداء من جملة من استثنی الله عز وجل بقوله تعالیٰ(الا من شاء الله) و روینا فی ذلک خبراً مرفوعا هذا جملة ما ذکره الحافظ ابو بکر البیهقی فی کتاب حیات الانبیاء فی قبورهم لم نحذف عنه الا بعض الاسانید اور بعض الذیادة فی الاسماء و قد قدمنا فی حدیث من سنن ابن ماجة فیه فنبی الله حی یرزق.

ترجمہ.....اور پھر فرمایا کہ ان دلائل میں سے جو انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتے ہیں وہ حدیث ہے جو بیان کی ہے ہمیں ابوعبداللہ الحافظ نے اور (امام بیہقی نے)اس کے سند ذکر کی ہے اور حدیث ذکر کی ہے کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ کیا موسیٰ علیہ السلام ان میں تھے جن پر بیہوشی طاری ہوئی اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا ان میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا۔ روایت کیا ہے اس کو بخاری مسلم نے۔ بیہقیؒ فرماتے ہیں یہ بات صحیح ہے اس پر کہ اللہ عزوجل انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو لوٹا دیتا ہے پس وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح۔ جب صور پھونکا جائے گا نفخہ اولیٰ بیہوش ہو جائیں گے جنہوں نے بے ہوش ہونا ہوگا اور یہ تمام معنوں میں موت نہیں ہوگی مگر یہ کہ شعور چلا جائے گا۔ اگر تو موسیٰ ان لوگوں میں داخل ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول الا من شاء الله سے استثناء کیا ہے ان کا شعور اس حالت میں بھی نہیں جائے گا پس وہ ان کے لئے بدلہ ہو جائے گا ان کے طور پر بے ہوش ہونے کے بدلہ میں اور کہا گیا ہے کہ شہداء بھی ان میں سے ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول الا من شاء الله سے استثناء کیا ہے اور ہم نے اس بارے میں خبر مرفوع روایت کر دی ہے یہ تمام وہ ہے جس کا حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب حیات الانبیاء فی قبورھم میں ذکر کیا ہے اور ہم نے نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حذف کیا اس سے مگر بعض اسانید اور بعض زیادتی جو اسماء میں تھی اور تحقیق ہم نے مقدم کیا سنن ابن ماجہ کی حدیث کو جس میں ہے فنبی اللہ حی یرزق پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ بھی اپنے رسالہ جز حیات انبیاء میں امام بیہقی کے اس استدلال کا ذکر کر کے اس کی موافقت کرتے ہیں کہ یہ حدیث حیات انبیاء علیہم السلام کی دلیل ہے۔ علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

و اخرج حدیث ان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق وقال هذا یدل ایضا علی ان اللہ رد علی الانبیاء ارواحهم وهم احیاء عند ربهم کا لشهداء فاذا نفخ فی الصور النفخة الاولیٰ صعقوا فی من صعقوا ثم لا یکون ذالک موتا فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار.

ترجمہ۔ اور نقل کی ہے (امام بیہقی نے حدیث) بے شک لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں اول شخص ہوں گا جو ہوش میں آؤں گا اور فرمایا (بیہقی نے) یہ بھی دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام پر ان کی ارواح کو لوٹا دیتے ہیں۔ پس وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں شہداء کی مثل۔ پس جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے اس میں جنہوں نے بیہوش ہونا ہوگا پھر یہ بے ہوش ہونا جمیع معانی کے اعتبار سے موت نہیں ہے بلکہ صرف شعور کا چلے جانا ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۱۴۰ ج ۲)

حدیث نمبر ۸:

حدثنا محمد بن عوف نا المقری نا حیوة عن ابی صخر حمید بن زیاد عن یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام. (ابو داود: ص ۲۸۶)

ترجمہ..... بیان کیا ہمیں محمد بن عوف نے کہ بیان کیا ہمیں مقری نے کہ بیان کیا ہمیں حیوۃ نے ابو صخر حمید بن زیاد سے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیں گے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دوں۔

اب یہاں نبی اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو بھی مجھ پر سلام بھیجے گا میں جواب دوں گا۔ آپ ﷺ صرف روح کا نام تو نہیں تھے بلکہ جسد اور روح دونوں کا مجموعہ تھے۔ معلوم ہوا کہ اس جسد اطہر پر سلام پیش ہوتا ہے اور یہی جسد اطہر جواب ارشاد فرماتا ہے جو کہ حیات طیبہ کی دلیل ہے اور چونکہ ہر وقت درود پیش ہوتا ہے معلوم ہوا کہ ہر وقت حیات حاصل ہے۔ سلام سے مراد سلام عند القبر ہے۔

امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی م ۶۲۰ھ نے **یسلم علی** کے بعد **عند قبری** کے الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں۔

(مغنی ص ۵۸۸ ج ۳)

علامہ ابن عبدالھادی حنبلی نے بھی الصارم المنکی میں ابن قدامہ سے یہی نقل کیا ہے۔

محدث سہارنپور مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

و ظاھر عقد الباب یدل ان المراد بالسلام علیہ السلام عند القبر وقت حضور للزیارۃ .

ترجمہ.....ظاہر باب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مراد آپ ﷺ پر سلام سے قبر کے پاس سلام ہے زیارت کے لئے حاضری کے وقت۔ (بذل المجہود ج ۳ ص ۲۰۷)

روح سے مراد آپ ﷺ کو متوجہ کرنا ہے کیونکہ روح مبارکہ تجلیات باری تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتی ہے، جب کوئی درود پڑھتا ہے تو متوجہ کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد منظور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نعمانیؒ لکھتے ہیں:

اکثر شارحین نے ردِروح کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی اور جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے..... پھر جب کوئی امتی سلام کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہ راست آپ ﷺ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ کی روح (ایک جہت سے) اس طرف بھی متوجہ ہوتی ہے اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ بس اس روحانی توجہ و التفات کو ردِروح سے تعبیر فرمایا گیا۔ (معارف الحدیث ج۵ص۳۷۶)

آٹھویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن الملقن ۸۰۴ھ فرماتے ہیں:

المراد برد الروح النطق لانه ﷺ حی فی قبره و روحه لا تفارقه لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورهم. (نقله الشوکانی فی شرح حصن حصین ص۲۸)

علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو الخصائص الکبریٰ میں مسئلہ حیات کے اثبات میں نقل فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر کے شاگرد محدث سخاویؒ (۹۰۶ھ) علامہ تقی الدین السبکی سے ردِّ روح کا معنی نقل کرتے ہیں:

یحتمل ان یکون رد معنویاً وان تکون روحه الشریفة مشتغلة بشهود الحضرة الالٰهیة والملاء الاعلیٰ عن هذا العالم فاذا سلم علیه اقبلت روحه الشریفة علیٰ هذا العالم لیدرک سلام من یسلم علیه و یرد علیه. (القول البدیع:ص۱۶۷)

ترجمہ..... یہاں ردروح سے مراد روح کا حساً لوٹنا نہیں معنوی طور پر لوٹنا ہے وہ اس طرح کہ آپ ﷺ کی روح شریفہ اس عالم سے ہٹ کر دربار الٰہی اور ملاء اعلیٰ کے شہود میں مشتغل رہے، پھر جب کوئی شخص اپ ﷺ پر سلام کہے تو آپ ﷺ کی روح شریفہ اس عالم پر ظہور کرے تا کہ سلام کرنے والے کے سلام کا ادراک کرے اور اسے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب بھی دے۔

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری (۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

قال القاضی لعل معناہ الیٰ روحہ المقدسۃ فی شان ما فی حضرۃ الالھیۃ فاذا بلغہ سلام احد من الامۃ رد اللہ تعالیٰ روحہ المطھرۃ من تلک الحالۃ الیٰ رد من سلم علیہ. (بذل المجھود: ج۳ص ۲۰)

ترجمہ.....قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ معنی ہوسکتا ہے کہ آپ کی روح اقدس اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور جب کبھی آپ کو امت میں سے کسی کا سلام پہنچے تو اللہ تعالیٰ آپ کی روح اطہر کو اس حالت سے اس کی طرف لوٹا دیتے ہیں جس نے آپ پر سلام عرض کیا۔

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:

الا رد اللہ علی روحی ای رد علی نطقی لانہ حی دائماً و روحہ لا تفارقہ.

(السراج المنیر ج۳ص ۲۷۸)

ترجمہ.....مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یعنی میرا نطق اور تکلم مجھے دیا جاتا ہے۔(یہ تشریح اس لئے ضروری ہے) کہ آپ زندہ ہیں اور آپ کی روح مقدسہ آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی۔

رئیس المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

رواہ ابوداؤد فی رد روحہ حین یسلم علیہ لیس معناہ انہ یرد روحہ ای انہ یحی فی قبرہ بل توجہ من ذلک الی ھذا الجانب فھو حی فی کلتا الحالتین.(فیض الباری: ج۲ ص ۶۵)

ترجمہ.....ابوداؤد کی روایت میں سلام کے وقت آپ ﷺ کی روح لوٹنے کا جو ذکر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ ﷺ کی روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی قبر میں زندہ کیا جائے بلکہ اس سے مراد آپ کو اس طرف متوجہ کرنا ہے زندہ تو آپ دونوں حالتوں میں ہیں۔ (اب درود شریف پیش ہونے کے وقت بھی اور اس سے پہلے بھی)

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

و ارواح الکل اذا فارقت اجسادها صارت کالموج المکفوف لا یهزها ارادة متجددة و داعیة سانحة ولکن النفوس التی هی دونها تلتصق بالهمة فتجلب منها نورا و هیئة مناسبة للارواح وهی المکنی عنه بقوله علیه السلام ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام وقد شاهدت ذلک ملا احصی فی مجاورتی المدینة سنة الف و مأة و اربع و اربعون.

(حجۃ اللہ البالغۃ ج۲ ص۷۱ مصر، ص۶۴۹ مترجم)

ترجمہ.....اور کاملین کی ارواح جب اپنے اجساد سے جدا ہوتی ہیں تو وہ ایک رکی ہوئی موج کی صورت میں ہو جاتی ہیں، اب انہیں کوئی نیا ارادہ اور پیش آنے والا داعیہ حرکت نہیں دے سکتا، ہاں وہ نفوس جو درجہ میں ان سے کم ہوتے ہیں وہ (اپنی روح کی) ہمت سے ان سے جا چمٹتے ہیں اور ان سے نور اور ہیئت جو اپنی ارواح کے مناسب ہو جلب کرتے ہیں (اپنی طرف کھینچتے ہیں) حضور ﷺ کے اس ارشاد میں کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے (متوجہ کر دیتا ہے) حتی کہ میں اس پر سلام لوٹاتا ہوں اسی طرف اشارہ ہے اور میں نے ۱۱۴۴ھ میں جب میں مدینہ کی مجاورت میں تھا میں نے اس سلام و جواب کا اتنی دفعہ مشاہدہ کیا کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ۴۵۸ھ اپنے رسالہ حیات انبیاء میں اس حدیث کو بھی حیات النبی کی دلیل قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ اپنی سند سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں:

اخبرنا ابو محمد عبداللہ بن یحیٰ بن عبدالجبار السکری ببغداد ثنا اسماعیل بن محمد الصفار ثنا عباس بن عبداللہ الترقفی ثنا ابو عبدالرحمن المقری ثنا حیوہ بن شریح عن ابی صخر عن یزید بن عبداللہ بن قسیط عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام .

ترجمہ..... بعد سند کے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی جو مجھ پر سلام بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتے ہیں حتی کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (جزء حیات انبیاء ص ۱۶)

امام تقی الدین سبکی م ۸۵۶ھ بھی امام بیہقی کی تائید میں فرماتے ہیں۔

محقق مطلق علامہ جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ بھی اپنے رسالہ انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء میں حدیث کو بطور دلیل کے ذکر کرتے ہیں۔

صاحب تسکین الصدور محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان نور اللہ مرقدہ نے چودہ محدثین سے اس کی تصحیح نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ اور امام ابوداؤدؒ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۰۵) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ **رواتہ ثقات** (فتح الباری پ ۳ ص ۲۷۹) کہ اس کے راوی ثقہ ہیں اور علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں **اسنادہ حسن** (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۷۹) کہ اس کی سند حسن ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں **صححہ النووی فی الاذکار** (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴) کہ امام نوویؒ اس حدیث کی اپنی کتاب الاذکار میں تصحیح کرتے ہیں اور امام نوویؒ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب الاذکار ص۱۰۶ طبع مصر میں لکھتے ہیں **بالاسناد الصحیح** .....**الخ**
کہ یہ حدیث صحیح اسناد سے مروی ہے۔
حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

واتفق الائمة علی انه یسلم عند زیارته و علی صاحبیه لما فی السنن عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ انه قال ما من رجل یسلم علی الا رد الله تعالیٰ علی روحی حتی ارد علیه السلام وهو حدیث جید. (فتاویٰ ج۴ص ۳۶۱)

ترجمہ.....حضرات آئمہ کرامؒ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرتﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی (قبور کی) زیارت کے وقت سلام کہنا چاہئے کیونکہ سنن (ابوداؤد) میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی شخص بھی سلام نہیں کہتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح (متوجہ) لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔
اور علامہ زرقانیؒ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں باسناد صحیح۔(زرقانی شرح المواہب ج۸ص۳۰۸)
اور نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں:

قال النووی فی الاذکار اسناده صحیح و قال ابن حجر رواته ثقات. (دلیل الطالب ص۸۴۳)

ترجمہ.....امام نوویؒ کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔
علامہ سمہودی فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روی ابو داؤد بسند صحیح. (وفاء الوفاء ج۲ ص۴۰۳)

ترجمہ..... کہ امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

مولانا سید انور شاہ صاحبؒ اور علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ رواته ثقات.

(عقیدۃ الاسلام ص۵۲، فتح الملہم ج۱ ص۳۳۰)

امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ:

رواه احمد و ابو داؤد والطبرانی و البیهقی باسناد حسن بل صححه النووی فی کتاب الاذکار وغیره وفیه نظر وقال شیخنا رواته ثقات. (القول البدیع ص۱۱۷)

ترجمہ..... اس حدیث کو امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے بلکہ امام نوویؒ نے کتاب الاذکار وغیرہ میں اس کی تصحیح کی ہے اور اس میں کلام ہے اور ہمارے استاذ (حافظ ابن حجرؒ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ ہیں۔

علامہ محمد بن محمد الخانجی البوسنویؒ فرماتے ہیں:

قال النووی فی الاذکار و ریاض الصالحین اسناده صحیح و صححه ایضاً ابن القیم. (هامش حیات الانبیاء للبیهقیؒ ص۶ قلمی)

ترجمہ..... امام نوویؒ نے کتاب الاذکار اور ریاض الصالحین میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور حافظ ابن القیمؒ نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

حدیث نمبر۹:

قال ابو الشیخ فی کتاب الصلوٰة حدثنا عبدالرحمن بن احمد الاعرج حدثنا الحسین بن الصباح حدثنا ابو معاویة حدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

هـريـرة رضى الله عنه قال رسول الله ﷺ من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلـى عـلى من بعيد اعلمته ----وفى رواية من صلى على نائياً ابلغته. (رواه ابـو الشيـخ الاصبهـانـى وابـن حبـان بسـند جيد مرقات ج ۲ ص ۳۴۷ طبع قديم ج ۲ ص ۱۰)

ترجمہ.....حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو پڑھے درود میری قبر کے پاس اسے میں خود سنوں گا اور جس نے دور سے پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا۔

حافظ شمس الدین سخاویؒ لکھتے ہیں:

مـن صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على من بعيد اعلمته رواه ابو الشيخ..... و سنده جيد.(القول البديع: ص ٦٠)

ترجمہ.....حضور ﷺ نے فرمایا ہے جو میری قبر پر آ کر مجھ پر درود پڑھے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھا مجھے پہنچایا جاتا ہے۔اسے ابوالشیخ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے، عمدہ ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ کی شہادت:

اذا صـلـى و سـلـم عند قبره سمعه سماعاً حقيقياً و يرد عليه من غيـر واسـطة وان صـلـى و سـلـم من بعيد لا يسمعه الا لواسطة، يدل عليه احاديث كثيره. (شرح همزيه)

ترجمہ.....جب کسی نے درود سلام آپ ﷺ کی قبر کے پاس پڑھا تو آپ اسے حقیقی طور پر سنتے ہیں اور سلام کا جواب براہ راست دیتے ہیں اور اگر درود سلام دور سے پڑھا تو آپ اسے نہیں سنتے مگر (فرشتوں) کے واسطہ سے۔اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

اور الجواہر المنظم میں لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انـه صلی الله علیه وسلم یبلغه الصلوة والسلام اذا صدر من بعید و یسـمعهـا اذا کـان عـنـد قبـره الشریف بلا واسطة. (الجوهر المنظم ص ۲۳)

ترجمہ..... بے شک حضور ﷺ کو درود وسلام پہنچایا جاتا ہے جب وہ دور سے آئے اور آپ اسے خود بلا واسطہ سنتے ہیں جب پڑھنے والا آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس ہو۔

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

۱. رواه ابـو الشیـخ و ابـن حبـان فـی کتاب ثواب الاعمال بسند جید. (مرقات ج۲ ص ۱۰)

ترجمہ..... اس حدیث کو ابو الشیخ اور ابن حبان نے ثواب الاعمال میں سند جید سے روایت کیا ہے۔

۲. مـن صـلـی عـلـی عـنـد قبـری سـمـعته ای سماعاً حقیقیاً بلا واسطة. (شرح الشفاء ج۳ص ۵۰۰)

ترجمہ..... جو مجھ پر میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھتا ہے میں اسے حقیقی طور پر سنتا ہوں بلا واسطہ۔

۳. انـه قد ثبت من صلی علی نائیاً بلغه ومن صلی علیه عند قبره سمعه. (مرقات ج۳ ص ۵۲۵)

ترجمہ..... یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو شخص آپ ﷺ پر درود دور سے پڑھے وہ آپکو پہنچایا جاتا ہے اور جس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس درود پڑھا اسے آپ خود سنتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ (۸۹۹ھ) فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و بما تقرر فی هذه الاحادیث علم انه ﷺ تبلغه الصلوٰة والسلام اذا صدر من بعید و یسمعها اذا کان عنده قبره الشریف بلا واسطة. (نسیم الریاض ج۳ص۵۰۳) لانه صلی الله علیه وسلم حی فی قبره یسمع دعاء زائره. (نسیم الریاض ص۵۰۳)

ترجمہ.....اوران احادیث میں جو بات قرار پائی اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو درود پہنچایا جاتا ہے جب وہ دور سے آئے اور آپ اسے خود بلا واسطہ سنتے ہیں جب آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس پڑھا جائے، یہ اس لئے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور زیارت کے لئے آنے والے کی آواز سنتے ہیں۔

علامہ عبدالرؤف المناویؒ (۱۰۰۳ھ) فرماتے ہیں:

من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ای بعیداً (ابلغته) ای اخبرت به من احد من الملئکة و ذلک لان لروحه تعلقاً بمقر بدنه الشریف و حرام علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء. (فیض القدیر: ج ا ص ۱۷۰)

ترجمہ..... جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اسے میں سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے فرشتوں میں سے کوئی مجھے اس کی اطلاع دیتا ہے اور یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کی روح اقدس کا آپ ﷺ کے مقر بدن (قبر مبارک) سے ایک تعلق ہے اور زمین پر حرام ہے کہ وہ اجساد انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

اعتراض:

اس حدیث کی سند میں سدّی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

جواب:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سند میں جو ہم نے ابوالشیخ کے حوالہ سے نقل کی ہے اس میں سدّی نہیں ہے، جز حیات انبیاء بیہقی کی سند میں ابوعبدالرحمٰن راوی ہے جس کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

هذا هو محمد بن مروان فيما ارى

کہ میری رائے میں ہے کہ یہ محمد بن مروان سدّی ہے **وفيه نظر** اور اس میں نظر ہے۔ اور اب یہ لوگ اسی گمان کو لے کر شور کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں آتا ہے:

ان الظن لا يغنى من الحق شيئا.

جبکہ خود امام بیہقیؒ نے آگے فرمادیا ہے **وقد مضى ما يؤكده** کہ اس کی تائید ان روایتوں سے بھی ہوتی ہے جو گزر چکی ہیں اور امام اسے جزء حیات انبیاء میں نقل فرما رہے ہیں۔ اور دوسرے شواہد سے اسے مؤکد کر رہے ہیں معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ دلیل بننے کے قابل ہے موکدات کی وجہ سے۔ تو ان لوگوں نے خیانت کی کہ ایک تو ظن کو یقین بنالیا، دوسرا اگلی عبارت چھوڑ دی اور خیانت کے مرتکب ہوئے جو کہ منافق کی نشانی ہے۔

پھر یہ کہ ہم نے جو ابوالشیخ والی روایت پیش کی ہے اس میں سدّی نہیں ہے اور بیہقیؒ کی جو روایت شعب الایمان میں ہے اس کی سند میں بھی سدی نہیں ہے امام اہل سنت محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر **نور الله مرقده.** نے تسکین الصدور میں نقل کی ہے اس میں بھی نہیں ہے۔ پھر یہ کہ اس حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔

قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

ثم حكم ابن عبدالبر مع ذلك بصحته لتلقى العلماء له القبول فرده من حيث الاسناد و قبله من حيث المعنى. (نيل الاوطار: ج ا ص ۲۴)

ترجمہ..... پھر ابن عبدالبر نے باوجود اس کے اس کی صحت کا حکم لگایا ہے بوجہ علماء کے اس کو قبول کرنے کے پس رد کر دیا ہے اس نے اس کو سند کے اعتبار سے اور معنی کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتبار سے قبول کرلیا ہے۔

جب امت نے اس کو قبول کرلیا ہے تو سند کی بحث کی ضرورت ہی نہ رہی۔ کیونکہ نورالانوار کے اندر لکھا ہے کہ جب اخبار احاد کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو وہ منزل مشہور کے ہو جاتی ہیں۔ ص۱۸۲۔

اور تدریب الراوی کے اندر علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

المقبول ما تلقته الامة بالقبول وان لم یکن اسناده صحیح.

اس پر مفصل بحث حدیث الانبیاء احیاء کے تحت حاشیہ میں دیکھ لیں۔

مثال نمبر۱:

حدیث ہے کہ اگر گندگی گرنے سے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے تو پانی ناپاک ہے۔ یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل ضعیف ہے، لیکن پوری امت اس کو مانتی ہے۔

حدیث **لا وصیة لوارث** سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ لیکن تلقی بالقبول کی وجہ سے اتنی متواتر ہے کہ قرآن پاک کی آیت میں اس کی وجہ سے تخصیص کر لی گئی ہے، اسی طرح اس حدیث کو بھی تلقی بالقبول حاصل ہے۔

حدیث نمبر۱۰:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لینزلن عیسی ابن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لا جیبنه.

ترجمہ..... قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے پھر وہ اگر میری قبر پر آئیں اور مجھے مخاطب کریں تو میں جواب بھی دوں گا۔ (مسند ابی یعلی ص۱۰۱ ج۶)

علامہ محمود آلوسیؒ بھی اسے حافظ ابو یعلی سے انہی الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہ علیہ السلام یاخذ الاحکام من نبیناﷺ شفاھاً بعد نزولہ وھو صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف و ایدبحدیث ابی یعلیٰ والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علی قبری و قال یا محمد لاجیبنہ.

(روح المعانی ج۲۲ص۳۵)

ترجمہ.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول ہمارے نبی کریمﷺ کے سامنے ہوکران سے احکام اخذ کریں گے اور آپﷺ اپنی قبر شریف میں ہیں اور اس کی تائید محدث ابی یعلیٰ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے، پھر آپ میری قبر پر آئیں گے اور (سلام کہیں) یا محمد کہیں تو میں ان کو جواب دوں گا۔

جامع صغیر میں یہ الفاظ ہیں:

حتی یسلم علی و لا ردن علیہ.

ترجمہ..... یہاں تک کہ مجھے سلام کریں گے اور میں اس کا جواب دوں گا۔

(الجامع الصغیر ص۱۴۰ ج۲)

اور انہوں نے صحیح کہا ہے۔ابویعلی کے رجال کے متعلق محدث ہیثمیؒ فرماتے ہیں۔

رواہ ابو یعلی و رجالہ الصحیح.

روایت کیا ہے اس کو ابویعلی نے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

مجمع الزوائد ج۱ص۲۱۱۔مسند احمد ص۲۹۰ ج۲ پر بھی یہ روایت موجود ہے۔

امام حاکم نے اس کو مستدرک میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔(مستدرک ص۵۹۵ ج۲)

ذہبی نے تلخیص مستدرک میں اسے صحیح کہا ہے۔

اب ظاہری بات ہے کہ حضرت عیسیٰ اس دنیا والی قبر پر ہی سلام پیش کریں گے اور نبی اقدسﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب عنایت فرمائیں گے یہ حیات کی دلیل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی انباء الاذکیاء میں اس حدیث کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ نیز علامہ سیوطیؒ نے الخصائص الکبریٰ ص ۴۸۱ ج ۲ پر بھی اسے نقل کیا ہے۔

علمی نکتہ:

رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے یہودی اور عیسائی اور مرزائی جھوٹے ہو جائیں گے اور جب آپ روضہ اطہر پر سلام عرض کریں گے اور نبی اقدس ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے تو مماتی بھی جھوٹے ہو جائیں گے۔ مماتیوں کو جھوٹا ظاہر کرنے کے لئے دو نبی کام کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سلام عرض کریں گے اور نبی اقدس ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے اس طرح ان کا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا عقیدہ ہم خطبہ صدیق اکبر کے حوالے سے شروع بحث میں نقل کر آئے ہیں۔ مزید ایک حوالہ حاضر خدمت ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی شفاء السقام میں نقل فرماتے ہیں۔

قد روی عن ابی بکر الصدیق قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا ولا میتا.

ترجمہ..... حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنا جائز نہیں نہ وفات سے قبل نہ بعد۔

حضرت فاروق اعظم کا اعتقاد:

عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیه فاذا عمر بن الخطابؓ فقال اذهب فاتنی لهذین فجئته بهما فقال ممن انتما او من این انتما قال من اهل الطائف قال لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللهﷺ. (صحیح البخاری ص ۶۷ ج ۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے میرے کنکری ماری کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں، آپ نے فرمایا ''جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لئے آؤ'' میں انہیں آپ کے پاس لے آیا۔ آپؓ نے ان سے پوچھا ''تم کن لوگوں میں سے ہو یا تم کہاں کے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ہم اہل طائف میں سے ہیں۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، اس لئے کہ تم مسجد رسول اللہ ﷺ میں (جس کے سامنے آپ کا روضہ منورہ ہے) اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو''۔

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

''انہ علیہ السلام فی قبرہ حی وقال تعالیٰ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' (مرقاۃ ص۲۲۳ ج۲)

ترجمہ..... نبی اقدس ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو۔

آواز بلند کرنے پر مسجد رسول اللہ کی نسبت سے نکیر کرنا اسی لئے تھا کہ وہاں آپ ﷺ کا روضہ اطہر ہے جس طرح آپ کی اس دنیوی زندگی میں آپ کے پاس آواز بلند کرنا جرم تھا اسی طرح آپ ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس بھی آواز بلند کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ اور جسد عنصری سے زندہ ہیں۔ حدود مسجد کو بلا کسی واسطہ کے خود سنتے ہیں۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس نکیر کا منشاء یہ ''اصل'' ہے کہ مسجد میں آوازیں بلند کرنا جائز نہیں پھر جس شان اور مقام کی یہ مسجد ہوگی، اسی درجے کا یہ حکم ہوگا کہ اس میں آواز بلند نہ کی جائے اور اس کی خلاف ورزی اسی درجہ کا جرم قرار پائے گی، اس لئے کہ سلف وخلف میں سے کسی نے اس اصل کو منشائے نکیر نہیں فرمایا۔

مسجد نبوی میں جہاں سے بھی سلام عرض کیا جائے آنحضرت ﷺ سنتے ہیں حضرت اقدس مولانا محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عابد صاحب استاذ التفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان نے بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ جب مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوتے اور کسی مرید کا خط ملتا جس میں سلام عرض کرنے کی درخواست ہوتی تو حضرت شیخ وہیں بیٹھے ہی سلام عرض کر دیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں جہاں سے بھی سلام عرض کیا جائے سنا جاتا ہے۔

دور عثمانی کا واقعہ:

ایک دن مروان آیا اور اس نے ایک شخص کو روضہ انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا۔ مروان نے اسے گردن سے پکڑ کر ہٹایا اور کہا جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا، میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اس وقت دین پر نہ رونا جب اس کے والی اس کے اہل ہوں بلکہ اس وقت رونا جب دین کی ولایت نااہل ہاتھوں میں آجائے۔ (مستدرک حاکم ص ۴۱۵ ج ۴، وقال الحاکم والذہبی صحیح)

نوٹ:

اس قصے کو علامہ سبکیؒ نے اخبار مدینہ کی سند سے روایت کیا ہے اور کہا ہے ابونباتہ سے اوپر کے سب راوی ثقہ ہیں، البتہ اس کے شاگرد عمرو بن خالد کو میں نہیں جانتا۔ امام احمدؒ نے اس کو عبدالملک بن عمرو عن ابی نباتہ الخ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ راوی ثقہ ہے، پس سند صحیح ہوئی۔ (مقام حیات)

حضرت اوکاڑویؒ نے سنایا کہ:

میں نے جہلم کے جلسے پر تقریر کی، پھر میں آیا گجرات والے کہنے لگے آپ یہاں بھی درس دے دیں۔ اب سارے ساتھی تو جہلم جلسے پر گئے ہوئے تھے، یہاں ساتھی بہت کم تھے، انہوں نے دیکھا کہ مجمع تھوڑا ہے تو عنایت اللہ شاہ نے گیارہ آدمی مجھ پر حملے کے لئے بھیج دیئے۔ اب انہوں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ یہ جو حدیث آتی ہے مسند احمد میں کہ امّاں عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تک حضورﷺ کا روضہ تھا اور میرے والد کا تو میں پوری طرح کپڑے سنبھالے بغیر سامنے آجاتی تھی لیکن جب سے حضرت عمرؓ یہاں دفن ہوئے ہیں تو پھر میں پوری طرح سنبھل کر آتی ہوں، عمرؓ سے حیا کرتے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، جھوٹی ہونے کی دلیل یہ ہے اماں جان ایسی جاہلانہ بات نہیں کرسکتیں جو نظر چھ فٹ مٹی سے پار ہوسکتی ہے وہ دوپٹے سے بھی پار ہوسکتی ہے۔ یہ بالکل حماقت والی بات ہے اماں جی ایسے کبھی نہیں فرماسکتیں۔

میں نے کہا لوہا کتنا موٹا ہو اس میں سے بجلی گزر جاتی ہے لیکن اگر درمیان میں پتلی سی لکڑی آجائے تو بجلی اس لکڑی سے آگے نہیں گزرتی کیونکہ لکڑی میں روکنے کی صلاحیت اللہ نے رکھدی ہے اسی طرح لباس میں نظر کو روکنے کی صلاحیت ہے۔ جو پروفیسر صاحب تھا وہ کھڑا ہوگیا اس کے ہاتھ میں لمبا چھرا تھا اس نے کہا جس انداز سے آپ نے یہ حدیث ہمیں سمجھائی ہے کسی نے نہیں سمجھائی اور ہم آج آپ کو قتل کرنے آئے ہوئے ہیں ہمارا مشن یہی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے جس انداز میں ہمیں یہ مسئلہ سمجھایا ہے ہمیں کوئی شک نہیں رہ گیا۔ لیکن ہم اس جماعت کے معمولی آدمی نہیں بڑے کارکن ہیں اس لئے جماعت کو چھوڑنے کے لئے ہمیں کچھ بہانہ چاہئے تو اگر آپ شاہ صاحب سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ بالمشافہ بات کرلیں تو پھر ہم مان جائیں گے اور اعلان کردیں گے کہ شاہ جی! آپ کی بات صحیح نہیں ان کی بات صحیح ہے اس لئے ہم جماعت سے نکل رہے ہیں۔ تو میں نے گھڑی دیکھی تو میں نے کہا میں اپنے سکول ٹائم پہنچنے کے حساب سے چار گھنٹے یہاں ٹھہر سکتا ہوں ان چار گھنٹوں کے اندر اندر اگر آپ بات کراسکتے ہیں تو کرالیں کیونکہ میں نے پھر جانا بھی ہے۔

اب ڈیڑھ گھنٹے کے بعد وہ واپس آئے اور کہا ہم نے شاہ صاحب سے گذارش کی تھی لیکن انہوں نے کہا امین چونکہ جاہل آدمی ہے اس لئے میں اس سے مناظرہ نہیں کرتا مجھ سے مناظرہ کرنا ہے تو یا تو عبداللہ درخواستی کو لاؤ یا قاضی مظہر حسین کو لاؤ یا سرفراز خاں صفدر کو لاؤ۔ اور کسی سے بات کرنے کے لئے میں بالکل تیار نہیں ہوں۔ ہم نے بہت کہا کہ وہ ان پڑھ آدمی ہے جلدی قابو میں آجائے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گا۔مسئلہ تو یہ ہے کہ ہمارے پلے بھی کچھ پڑے جس انداز میں آج اس نے درس دیا ہے اور ہمیں سمجھایا ہے ہم نے پہلی دفعہ اس کا یہ انداز دیکھا ہے اس کے بعد نہ ہمارے ذہن میں عقلی شبہ باقی رہ گیا ہے نہ قرآن کی آیت کے بارے میں کوئی شبہ باقی رہا ہے۔لیکن عنایت اللہ نے انکار کر دیا پھر وہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد آئے اور کہا اب ہم ان کو یہ کہہ آئے ہیں کہ ہم تمہاری جماعت سے نکل رہے ہیں۔

تو اس قسم کے ڈھکوسلے ان کے پاس ہوتے ہیں، ایسے اعتراضات کرتے ہیں جیسے ملحدین کیا کرتے تھے۔

واقعہ عزیرؑ ،سوال:

قرآن میں ہے عزیرؑ سو سال کے بعد جب اٹھے تو انہیں کچھ معلوم نہ تھا، معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے۔

جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں عزیرؑ کا نام نہیں ہے۔

(۱)۔پہلے تو یہ عزیرؑ کا نام دکھائیں۔

(۲)۔پھر عزیرؑ کا نبی ہونا ثابت کریں۔

ابوداؤد شریف کی دوسری جلد میں صاف حدیث موجود ہے حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ عزیرؑ نبی تھے یا نہیں؟ حضرت عزیرؑ کو جو لوگ نبی مانتے ہیں وہ اس لئے مانتے ہیں کہ بائبل میں ان کا ایک صحیفہ ہے اس لئے کہ وہ نبیوں کے صحیفے ہیں تو اس لئے ان کو نبی مانا جاتا ہے یا ایک ضعیف قول حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے کہ وہ نبی تھے۔تو اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں مجھے پتہ نہیں کہ عزیر نبی تھے یا نبی نہیں تھے۔

تو پہلی بات تو یہ کہ جیسے ان کی عادت ہوتی ہے، جہلم میں یہی ہوا کہ انہوں نے کہا عزیرؑ کا واقعہ قرآن میں ہے۔ہم نے کہا دس لاکھ کا انعام اگر وہاں عزیرؑ کا نام دکھا دیں۔کہتے ہیں کہ تفسیروں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں لکھا ہے۔ہم نے کہا کہ تم تفسیریں تو مانتے نہیں،ہمیں کہتے ہو تفسیر پیش نہ کرنا،اب تم تفسیروں پر چلے گئے ہو۔حالانکہ نو اقوال یہاں لکھے ہیں،ایک قول تو یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی کافر تھا۔

بعض نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ یرمیا کا ہے بعض نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ عزیر علیہ السلام کا ہے،لیکن جن میں یہ لکھا ہے کہ عزیرؑ نبی ہیں وہ جو ضعیف قول ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ان کا نہیں ہے، کیونکہ یہ واقعہ اس دور کا ہے کہ جب بنی اسرائیل بخت نصر کی قید میں تھے۔

حضرت عزیرؑ پیچھے نہیں رہے،حضرت عزیرؑ تو خود آگے قید میں ہیں۔حزقیل علیہ السلام بھی قید میں ہیں وہاں۔گویا یرمیہ علیہ السلام بھی قید میں،حزقیل علیہ السلام بھی قید میں،عزیر علیہ السلام بھی قید میں۔ تو عزیر علیہ السلام کا یہ واقعہ نہیں بنتا کہ یہ وہاں ساتھ گئے ہوئے تھے اور یہ واقعہ اس کے بعد پیش آیا کسی کے ساتھ۔پھر ہم بالفرض یہ مان لیں کہ یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا بھی ہے، یہ بھی مان لیں کہ وہ نبی ہیں۔تو اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ یہ واقعہ سارا خرق عادت اور معجزہ ہے۔

اب ان کا زور اس جملے پر ہے کہ انہوں فرمایا **یوماً او بعض یوم** کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔تو یہ بات جو ہے یہ ان کا علم نہیں تھا پورا۔تو یہاں دو صورتیں ہیں کہ اگر تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ان پر احوال برزخ پیش کئے گئے تو یہاں کے سو سال وہاں کا دن پچاس ہزار سال کا ہے اس کے مقابلے میں واقعی **یوماً او بعض یوم** بنے گا۔برزخ کے دن کے بارے میں قرآن میں بھی آتا ہے کہ کافر قیامت میں کہیں گے کہ ہم دنیا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے تھے تو واقعتاً۔ لیکن کئی کئی کافروں کی عمر ہزاروں سال ہوئی ہے دو دو سو سال، پانچ پانچ سو سال بھی ہوئی ہے تو اس کے مقابلے میں تو یہ بالکل **یوماً او بعض یوم** ہے۔

لیکن امام رازیؒ نے یہاں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ موت ایک آنی چیز ہے جیسے آنا، جانا۔آپ اگر آ کر بیٹھ گئے نماز پڑھنے لگے تو آنے کا فعل ختم ہو گیا نماز پڑھنے کا شروع ہو گیا،نکل گئے جا کر سو گئے۔تو جانے کا فعل ختم ہو گیا اور سونے کا شروع ہو گیا۔لیکن یہاں جو آیا ہے **اماته الله مأة عام**.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک موت اجل ہوتی ہے کہ وہ اس وقت آتی ہے کہ جس نے دنیا میں واپس نہیں آنا اس پر احکام برزخ پیش کئے جاتے ہیں، ایک ایسی ہوتی ہے کہ اس کو اللہ پاک نے دنیا میں پھر لانا ہے تو اس پر عذاب وثواب قبر یا عذاب برزخ پیش ہی نہیں کئے جاتے تا کہ اس کا ایمان بالغیب ختم نہ ہو جائے۔

تو یہاں جو ہے **اماته الله مأة عام** کہ آپ کی موت ہی کا حالت کو سو سال تک بڑھا دیا ہے۔ پھر یہ کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ سارے کا سارا معجزہ ہے۔ کھانا رکھا ہوا ہے تو سو سال آندھیاں چلی ہیں، بارش بھی ہوئی ہے لیکن اس پر ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی۔ خاک بھی نہیں پڑی اس میں اور گدھے کی ہڈیاں بھی کھن کھنا گئی ہیں۔ تو اس لئے ایک خرق عادت ہے جو واقعہ وہاں پیش آیا خرق عادت سے کوئی عادت ثابت نہیں کی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ تفسیر میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ دو لاکھ تفسیریں قرآن کی لکھی جا چکی ہیں۔ (مقدمہ مشکلات القرآن ص ۱۱) کسی مفسر نے بھی اس آیت کے تحت نہ تو سماع کا مسئلہ چھیڑا ہے نہ حیات کا مسئلہ چھیڑا ہے، کیونکہ یہ واقعہ خرق عادت اور خرق عادت سے کوئی عادت ثابت نہیں کی جا سکتی۔ حاشیہ میں مزید تفسیری حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کسی نے بھی اس کے تحت سماع کا مسئلہ نہیں چھیڑا۔[۱۲]

.....

[۱۲] (او کالذی مر علی قریة) اختلفوا فی الذی مر علی قریة علی ثلاثة اقاویل. احدها. انه عزیر، قاله قتادة. والثانی. أنه ارمیاء، وهو قول وهب. والثالث. أنه الخضر، وهو قول ابن اسحاق. (النکت والعیون تفسیر الماوردی تصنیف ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری)(المسألة الثانیة) اختلفوا فی الذی مر بالقریة. فقال قوم. کان رجلا کافرا شاکا فی البعث وهو قول مجاهد و اکثر المفسرین من المعتزلة. وقال الباقون . انه کان مسلما . ثم قال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قتادة و عکرمة و الضحاک والسدی. هو عزیر . وقال عطاء عن ابن عباس . هو ارمیاء . ثم من هؤلاء من قال. ان ارمیاء هو الخضر علیه السلام. (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی)اختلفوا فی الذی مربالقریة فقال مجاهد، واکثر المفسرین من المعتزلة. کان رجلا کافرا شاکا فی البعث. وقال قتادة ، وعکرمة، والضحاک، والسدی . هو عزیر بن شرخیا. وقال وهب بن منبه. و رواه عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما. هو ارمیاء بن خلقیا، ثم اختلف هؤلاء فقال بعضهم . ان ارمیاء هو الخضر علیه السلام، وهو من سبط هارون بن عمران علیه الصلوة والسلام وهو قول محمد بن اسحاق .وقال وهب بن منبه. ان ارمیاء هو النبی. الذی بعثه الله عندما خرب بخت نصر بیت المقدس، واحرق التوراة. واحتج من قال انه کان کافرا بوجوه. الاول. استبعاده الاحیاء بعد الاماتة من الله وذلک کفر. فان قیل . یجوز وقوع ذلک منه قبل البلوغ . قلنا. لو کان کذلک ، لم یجز ان یعجب الله رسوله منه اذالصبی لا یتعجب من شکه فی مثل ذلک ، و ضعفوا هذه الحجة، بان ذلک الاستبعاد ماکان یسبب الشک فی قدرة الله تعالی، بل یحتمل ان یکون یسبب اطرادالعادات فی ان مثل ذلک الموضع الخراب قلما یصیره الله معمورا، کما ان الواحد اذا رأی جبلا، فیقول . متی یقلب الله هذا ذهبا، او یاقوتا؟ لا ان مراده الشک فی قدرة الله ، بل ان ذلک لا یقع فی مطرد العادات، فکذا هاهنا. الحجة الثانیة. قوله تعالی فی حقه. "فلما تبین له" وهذا یدل علی انه قبل ذلک لم یحصل له التبین، وضعف ذلک بان تبین الاحیاء علی سبیل المشاهدة ، ماکان حاصلا له قبل ذلک ، واما التبین علی سبیل الاستدلال فلا یسلم انه لم یکن حاصلا له. الحجة الثالثة. قوله.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"اعلم ان الله علی کل شیء قدیر" وهذا یدل علی ان هذا العلم انما حصل له فی ذلک الوقت ، وهذا ایضا ضعیف، لان تلک المشاهدة افادت نوع توکید ، وطمانیة، و ذلک انما حصل فی ذلک الوقت ، وهذا لا یدل علی ان اصل العلم ما کان موجودا قبل ذلک . الحجة الرابعة. انتظامه مع النمروز فی سلک واحد ، وهذا . ایضا. ضعیف ، لانه وان کان قبله قصة النمرود ، ولکن بعده قصة سؤال ابراهیم علیه الصلاة والسلام فوجب ان یکون نبیا من جنس ابراهیم. واحتج من قال انه کان مؤمنا بوجوه. منها قوله تعالی. "انی یحیی هذه الله بعد موتها" وهذا یدل علی انه کان عالما بعد موتها بالله تعالی وبانه یصح منه الاحیاء فی الجملة ، لان تخصیص هذا الشیء باستبعاد الاحیاء ، انما یصح اذا حصل الاعتراف بالقدرة علی الاحیاء فی الجملة، فاما من یعتقد ان القدرة علی الاحیاء ممتنعة لم یبق لهذا التخصیص فائدة. ومنها مخاطبة الله تعالی له بقوله "کم لبثت " و بقوله "بل لبثت مائة عام" و بقوله. "فانظر الی طعامک و شرابک وانظر الی حمارک" و بقوله" ولنجعلک آیة للناس"، وبقوله " وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما" وهذه المخاطبات لا تلیق بالکافر، قال تعالی. " و جعلناها و ابنها آیة للعالمین" فجعله آیة للناس ، دلیل علی مزید التشریف. ومنها ما روی عن ابن عباس رضی الله عنهما قال. ان بختنصر غزا بنی اسرائیل فسبی منهم الکثیر ، ومنهم العزیر وکان من علمائهم، فجاء بهم الی "بابل" فدخل عزیر یوما تلک القریة و نزل تحت ظل شجرة ، وهو علی حمار، فربط حماره، وطاف فی القریة فلم یر فیها احدا، فعجب من ذلک ، وقال "انی یحیی هذه الله بعد موتها" لا علی سبیل الشک فی القدرة ، بل علی سبیل الاستبعاد بحسب العادة،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وکانت الاشجار مثمرة، فتناول من الفاکهة التین والعنب ، و شرب من عصیر العنب، ونام فاماته الله فی منامه مائة عام وهو شاب ثم اعمی عنه عیون الانس والسباع والطیر . ثم احیاه الله بعد المائة ، و نودی من السماء یا عزیر " کم لبثت" بعد الموت ، فقال. "یوما" و ذلک ان الله اماته ضحی فی اول النهار، واحیاه بعد مائة عام آخر النهار قبل غیبوبة الشمس، فلما ابصر من الشمس بقیة قال" او بعض یوم" فقال الله تبارک و تعالی " بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک" من التین، والعنب، "وشرابک " من العصیر لم یتغیر طعمه، فنظر فاذا التین والعنب کما شاهدهما قال. "وانظر الی حمارک " فنظر فاذا هو عظام بیض تلوح وقد تفرقت اوصاله، وسمع صوتا. ایتها العظام البالیة ، انی جاعل فیک روحا، فانضم اجزاء العظام بعضها الی بعض، ثم التصق کل عضو بما یلیق به الضلع الی الضلع ، والذراع الی مکانه، ثم جاء الرأس الی مکانه، ثم العصب والعروق، ثم انبت طراء اللحم علیه ثم انبسط الجلد علیه ثم خرجت الشعور من الجلد ، ثم نفخ فیه الروح، فاذا هو قائم ینهق، فخر عزیر ساجدا، وقال. "اعلم ان الله علی کل شیء قدیر" ثم انه دخل بیت المقدس . فقال القوم. حدثنا آباؤنا. ان عزیربن شرخیا مات ببابل، وقد کان بختنصر قد قتل ببیت المقدس اربعین الفا من قراء التوراة ، وکان فیهم عزیر، والقوم ما عرفوا انه یقرا التوراة، فلما اتاهم بعد مائة عام جدد لهم التوراة ،و املاها علیهم عن ظهر قلبه، فلم یخرم منها حرفا، وکانت التوراة قد دفنت فی موضع فأخرجت و عورض بما املاها فما اختلفا فی حرف واحد ، فعند ذلک قالوا. عزیر ابن الله ، وهذه الروایة مشهورة. ویروی انه ارمیا علیه الصلاة والسلام فدل علی ان المار کان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نبیا. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ هجریه)واختلفوا فی الذی مر علی قریة، فقال قتادة . هو عزیر النبی. وقال . هو ارمیاء النبی. وقال محمد بن اسحاق . هو الخضر . علیهم السلام. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)قال سلیمان بن بریدة ، و ناجیة بن کعب، وقتادة، وابن عباس، والربیع، وعکرمة، والضحاک. الذی مر علی القریة هو عزیر، قال وهب بن منبه وعبدالله بن عبید بن عمیر ، وبکر بن مضر. هو ارمیاء . وقال ابن اسحق . ارمیاء هو الخضر، وحکاه النقاش عن وهب بن منبه، وهذا کما تراه ، الا ان یکون اسما وافق اسما، لا ن الخضر معاصر لموسی، وهذا الذی مر علی القریة هو بعده بزمان من سبط هارون فیما روی وهب بن منبه، وحکی مکی عن مجاهد أنه رجل من بنی اسرائیل غیر مسمی، قال النقاش. ویقال. هو غلام لوط علیه السلام. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی) والذی مر علی قریة هو عزیز قاله علی و ابن عباس و عکرمة وابو العالیة وسعید بن جبیر وقتادة و ربیع و ضحاک و السدی ومقاتل و سلیمان بن بریدة و ناجیة بن کعب و سالم الخواص . وقیل ارمیاء قاله وهب و مجاهد و عبدالله بن عبید بن عمیر و بکر بن مضر وقال ابن اسحاق هو ارمیاء وهو الخضر و حاکاه النقاش عن وهب قال ابن عطیة وهذا کمانراه ان لا ان یکون اسما وافق اسما لان الخضر معاصر لموسیٰ وهذا الذی مر علی القریة وهو بعده بزمان من سبط هارون فیما روی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهب قال بعض شیوخنا یحتمل ان یکون الخضر بعینه. و یکون من المعمرین فیکون ادرک زمان خراب القریة وهو الی الآن بان علی قول اکثر العلماء . انتهی کلامه. وقیل علی کافر مر علی قریة وکان علی حمار و معه سلة تین قاله الحسن و قال رجل من بنی اسرائیل غیر مسمی قاله مجاهد فیما حکاه مکی وقیل غلام لوط علیه السلام وقیل شعیاء والذی احیاها بعد خرابها. ((تفسیر البحر المحیط ۲۹۱) وهذه الروایة مشهورة فیما بین الناس و ذلک یدل علی ان ذلک المار کان نبیاً فانه روی عن قتادة و عکرمة والضحاک والسدی انه هو عزیر وقال عطا عن ابن عباس رضی الله عنهما انه هو ارمیاه وهو الحضر وهو رجل من سبط هارون بن عمران وهو قول محمد بن اسحق وقال وهب بن منبه ان ارمیاء هو النبی الذی بعثه الله تعالیٰ عند ما خرب بخت نصر بیت المقدس و احرق التورات وقال قوم کان المار رجلا کافرا شاکا فی البعث وهذا قول مجاهد . ((حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر البیضاوی مصنف محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی المعروف شیخ زاده المتوفی ۹۵۱ھ، ص۶۳۸ ج۲) وفی الذی مر علیها ثلاثة اقوال . احدها، انه عزیر . قاله علی بن ابی طالب ، و أبو العالیة ، و عکرمة، و سعید ابن جبیر، و ناجیة بن کعب، و قتادة ، و الضحاک، والسدی، ومقاتل ، والثانی . انه ارمیاء ، قاله وهب، و مجاهد و عبدالله بن عبید بن عمیر ، والثالث. أنه رجل کافر شک فی البعث. (زاد المسیر فی علم التفسیر ص۳۰۹ ج۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے اب اس کو بہت اچھالا ہوا ہے جبکہ کسی مفسر نے نہیں لکھا۔ اس لئے ہم مناظرے میں یہی کہتے ہیں کہ جیسے مرزا کہتا ہے کہ تیس آیتیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی ہیں۔ ہم ان سے یہی کہتے ہیں تیس آیتوں میں سے انتیس معاف صرف ایک آیت نکالو جس کے تحت کسی مسلمہ مفسر نے لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آئندہ نہیں آئیں گے؟ اسی طرح ہم ان سے کہتے ہیں کہ کسی مسلمہ مفسر نے یہ لکھا ہو کہ اس واقعہ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا تعلق ان قبروں میں نہیں ہوتا؟ یا مردہ نہیں سنتا۔ یہ قطعاً وہاں ثابت ہی نہیں ہے سرے سے کسی مفسر نے یہ بات نہیں لکھی۔ تو یونس نعمانی اس پر بڑا غصے میں آیا کہ تو نے ہمیں قادیانیوں کے ساتھ ملایا ہے تو میں نے کہا کہ تیرے منہ میں بھی زبان ہے تو بھی مجھے کہہ کہ تو قادیانی ہے اور یہی بات پوچھ جو میں تجھ سے پوچھ رہا ہوں کہ تو نے جو آیت شہداء پڑھی کسی مفسر کا حوالہ پیش کر کہ اس نے لکھا ہو کہ یہاں نبیوں کی حیات ثابت ہے؟

تو اگر میں بھی نہ حوالہ پیش کروں تو تیری بات ٹھیک ہے کہ میں بھی قادیانیوں کی طرح کر رہا ہوں لیکن اگر میں مسلمہ مفسرین کے حوالے پیش کر دوں تو پھر پتہ چلے گا کہ تیرا طریقہ تو واقعی قادیانیوں والا ہے اور میرا اہل سنت و جماعت والا ہے کیونکہ میں وہی تشریح کر رہا ہوں جو اہل سنت و جماعت علماء قرآن کی کرتے آرہے ہیں اور تو مرزا قادیانی کی طرح نئی تشریح کر رہا ہے تو تیرے منہ میں زبان ہے تو بھی کہہ ناں کہ تو بھی قادیانیوں کی طرح کرتا ہے اور جیسے میں نے پوچھا ہے کہ تو اس آیت کے تحت کسی مفسر کا حوالہ دے۔ اس نے لکھا ہو کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی قبروں میں زندہ نہیں ہیں روح کا کوئی تعلق جسم سے نہیں یا مردے نہیں سنتے۔

جواہر القرآن میں خود لکھا ہے کہ مولانا نے کہ تین آیتیں ہیں کہ جن سے لوگ عدم سماع پر استدلال کرتے آرہے ہیں دو تو یہی **انک لا تسمع الموتیٰ** اور ایک یہ **وما انت بمسمع من فی القبور**. مولوی غلام اللہ خان نے بھی اس آیت کو سماع یا حیات کے مسئلے میں پیش نہیں کیا۔

حیات سے جسم کی حیات ماننا ضروری ہے۔ مماتی حضرات جو کہتے ہیں کہ ہم حیات مانتے ہیں یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دھوکہ دیتے ہیں اس لئے کہ وہ اس جسم کی حیات کے قائل نہیں ہیں۔ یہ اسی طرح حیات کے قائل ہیں جیسے مرزائی حیات عیسیٰؑ کے قائل ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ جلد پنجم جو کہ اس کی آخری کتاب ہے اس میں لکھتا ہے کہ عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا اور وہاں جسم کے ساتھ زندہ رہنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ وہ جسم مثالی اعلیٰ اولیٰ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ جسد عنصری ہے۔ اب اتنی بات کہنے کی وجہ سے کوئی بھی مرزا کو حیات مسیح کا قائل نہیں کہتا۔ اسی طرح مماتی بھی اسی جسم کی حیات کے قائل نہیں تو وہ بھی حیات کے قائل نہ ہوئے۔

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا چند سال قبل مفتی احمد سعید صاحب دیوبند سے تشریف لائے تھے تو یہاں ایک فتویٰ آیا تھا مفتی ظفیر الدین صاحب نے لکھا تھا کہ جو لوگ حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، دیوبند سے فتویٰ آیا تھا۔ منڈی بہاؤالدین والوں نے منگوایا تھا۔ الخیر میں وہ چھپا پہلی جلد میں۔ مفتی احمد سعید کے نیچے دستخط تھے کہ اتنا تشدد نہیں چاہئے نماز ہو جاتی ہے۔ (دیوبند میں قاری طیبؒ صاحب کے مدرسے کے مفتی ہیں) مجھے پتہ چلا مولانا حبیب اللہ ڈیروی نے بتایا کہ مفتی صاحب آئے ہوئے ہیں ہم چلے گئے۔ کہا کہ حضرت یہاں دو فتوے ہیں احمد سعید کے نام پر کہ ایک تو ہے کہ عورت صدر مملکت بن سکتی ہے۔ فرمایا کہ وہ احمد سعید اکبر آبادی ہے وہ میں نہیں ہوں۔

میں نے کہا ایک یہ ہے کہ حیات النبی ﷺ کا جو انکار کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ میرا ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ نے یہ کیسے فتویٰ دیا؟ ہمیں تو سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمانے لگے کہ یہ مجھے بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس پر اعتراض کیا ہے؟ کیونکہ جب یہ فتویٰ آیا تو سب سے پہلے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب کا خط پہنچا مجھے کہ آپ نظر ثانی کریں۔ تو میں نے وہاں پھر مفتیوں کے سامنے رکھا تو کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ پھر تین چار ماہ کے بعد شیخ الحدیث صاحب نے باقاعدہ آدمی بھیجا مستقل انڈیا میں میرے پاس کہ اس پر نظر ثانی کریں۔ میں نے کہا کہ کر لی ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔تو آپ یہ بتائیں کہ یہ اختلاف کیا ہے؟ میں نے کہا جی آپ کیا اختلاف سمجھے ہیں جس پر آپ نے فتویٰ دیا ہے؟

آخر آپ نے فتویٰ دیا ہے۔ کہنے لگے کہ میں سمجھا ہوں کہ موت کے معنیٰ میں اختلاف کرتے ہیں کہ موت خروج روح سے ہے یا انقباض روح سے ہے۔ میں نے کہا اس میں تو اختلاف جو کیا ہے اس میں ہم کہتے ہیں کہ دونوں میں سے جو بھی مانے وہ اہل سنت و جماعت ہی ہے، دیوبندی ہے اس میں ہم لڑتے نہیں ہیں۔ کہنے لگے کہ تو پھر لڑائی کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اگر کوئی کہتا ہے کہ روح اقدس اعلیٰ علیین میں ہے اور تعلق روح سے حیات حاصل ہے، جیسے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے لکھا تھا اور سلام بھی سنتے ہیں وہ اہل سنت ہے یا کوئی یہ مانے کہ تلبس روح سے حیات حاصل ہے وہ بھی اہل سنت ہے۔

ان دونوں میں چونکہ اختلاف ہے اس میں لڑتے نہیں۔ پوچھنے لگے پھر تم لڑتے کس بات پر ہو؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ جسد اطہر کے ساتھ تعلق ہے ہی نہیں۔ کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا؟ پھر حیات کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اسی پر تو آپ فتویٰ دے رہے ہیں، کہنے لگے یہ تو پھر حیات نہیں ہے یہ تو بالکل غلط ہے۔ یہ تو اہل سنت و جماعت کے مؤقف کے بالکل خلاف ہے۔ میں نے کہا دیکھو مرزا قادیانی، مرزائیوں سے ہمارے مناظرے ہوتے ہیں حیات مسیح کے مسئلہ پر۔ وہ کیا لکھتا ہے براہین احمدیہ حصہ پنجم جو اس کی آخری کتاب ہے اس کے بعد چھپی ہے، لکھی اس نے آخری عمر میں ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ

> ''عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا اور وہاں جسم کے ساتھ زندہ رہنا یہ قرآن اور احادیث سے ثابت ہے میں نے کبھی اس کا انکار نہیں کیا۔ ہاں مولویوں سے جھگڑا میرا اس بات پر ہو گیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ وہ جسم مثالی اعلیٰ اولیٰ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ جسد عنصری ہے۔''

تو میں نے کہا کہ اب اس کو آپ حیات مسیح کا قائل کہیں گے؟ کہنے لگے اصل میں ہمیں آپ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اختلاف کا ہی پتہ نہیں۔ اگر وہ تعلق روح کا انکار کرتے ہیں تو یہ حیات کی کوئی قسم ہے ہی نہیں۔ جیسے مرزا بھی مانتا ہے کہ جسم مثالی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

اب دیکھو معراج کا مسئلہ سمجھو ہم کہتے ہیں کہ معراج جسمانی ہوئی، مرزا کہتا ہے کہ جسم مثالی کے ساتھ ہوئی، تو آپ مانتے ہیں کہ وہ معراج کا قائل ہے؟ تو جو تشریح معراج کی اور حیات مسیح کی مرزے نے کی ہے وہی تشریح حیات کی یہی کرتے ہیں۔

جتنے علماء حیات فی القبر کے قائل ہیں وہ سب اسی جسد اطہر کی حیات کے قائل ہیں اس لئے ان حوالہ جات کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں حیات فی القبر کا ذکر ہے۔

هو صلى الله عليه وسلم بعد موته باق على رسالته و نبوته حقيقة كما يبقى وصف الايمان للمؤمن بعد موته و ذلک الوصف باق بالروح و الجسد معا لان الجسد لا تاكله الارض ..... انه صلى الله وسلم حى فى قبره رسول الى الابد حقيقة لا مجازاً.

(الروضۃ البہیۃ فیما بین الاشاعرۃ والماتریدیۃ ص ۱۵ بحوالہ مقام حیات)

ترجمہ..... حضور اکرم ﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد بھی اپنی رسالت اور نبوت پر حقیقی طور پر قائم ہیں۔ جیسا کہ مؤمن اپنی وفات کے بعد بھی صفت ایمان سے متصف رہتا ہے۔ اور حضور ﷺ کا اپنی رسالت پر حقیقی اعتبار سے قائم رہنا روح اطہر اور جسد انور کے مجموعہ کے ساتھ ہے..... آپ ﷺ اب بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور ہمیشہ تک کے لئے رسول ہیں حقیقی معنی کے لحاظ سے نہ کہ محض حکمی طور پر۔

ان الاشعرىؒ واصحابه قائلون بان النبى ﷺ فى القبر حى يحس و يعلم.

(الروضۃ البہیۃ فیما بین الاشاعرۃ والماتریدیۃ ص ۱۵ بحوالہ مقام حیات)

ترجمہ۔ امام اشعریؒ اور ان کے سب اصحاب تو اسی بات کے قائل ہیں کہ حضور ﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور علم واحساس بھی رکھتے ہیں۔

ومن عقائدنا ان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم فاین الموت الی ان قال وصنف البیهقی جزؤا سمعناه فی حیاة الانبیاء فی قبورهم و اشتد نکیر الاشاعرة علی من نسب هذالقول الی الشیخ.

(طبقات شافعیہ ص۲۸۲ ج۲)

ترجمہ۔ ہمارے عقائد میں سے ہے کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، سو وہاں موت کہاں؟ اور امام بیہقی (۴۵۸ھ) نے ایک مستقل جزو اس پر تصنیف کیا ہے جو انبیاء کرام کے قبروں میں زندہ ہونے کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے حضرت الشیخ ابوالحسن الاشعریؒ کی طرف انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں مردہ ہونے کا قول منسوب کیا ہے اشاعرہ نے بڑی سختی سے اس پر نکیر کی ہے۔

حضرت علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں:

فاما ما حکی عنه رای الاشعری وعن اصحابه انهم یقولون ان محمدا ﷺ لیس بنبی فی قبره ولا رسول بعد موته فبهتان عظیم و کذب محض لم ینطق احد منهم ولا سمع فی مجلس مناظرة ذلک عنهم ولا وجد فی کتاب لهم وکیف یصح ذلک وعندهم محمد ﷺ حی فی قبره(طبقات شافعیہ ص۲۷۹ ج۲)

ترجمہ۔ ہاں، جو امام ابوالحسن اشعریؒ اور دوسرے اشاعرہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک حضور ﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد اب اپنی قبر شریف میں نبی اور رسول نہیں رہے، یہ محض جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔ اشاعرہ میں سے یہ کسی نے نہیں کہا نہ ان سے کسی مجلس مناظرہ میں ایسی بات سنی گئی اور نہ ان کی کسی کتاب میں یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مضمون ملا ہے اوران کا یہ عقیدہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ اپنے روضہ اطہر میں زندہ ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:

واما ما نسب الی الامام الاشعری امام اهل السنة والجماعة من انکار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء و بهتان والمصرح به فی کتبه و کتب اصحابه خلاف ما نسب الیه بعض اعدائه لان الانبیاء علیهم الصلوة والسلام احیاء فی قبورهم وقد اقام النکیر علی افتراء ذلک ابو القاسم القشیری. (شامی: ج۳ص۳۶۶)

ترجمہ۔ امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعریؒ کی طرف جومنسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے لئے وفات شریفہ کے بعد اس وصف کے ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں، یہ محض افتراء اور بہتان ہے۔ان کی اوران کے ہم مشرب احباب کی کتابوں میں اس کے خلاف تصریح موجود ہے۔ یہ ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔تحقیق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالحسن الاشعریؒ پر اس افتراء باندھنے کے خلاف علامہ ابوالقاسم القشیریؒ نے زبردست احتجاج کیا ہے۔

فقہ شافعی کی مشہور کتاب کتاب الابرار الاعمال الابرار میں لکھتے ہیں:

وکان ﷺ یوخذ عن الدنیا عند تلقی الوحی ولا تسقط عنه الصلوٰة و غیرها ومن یراه فی المنام فقد راه حقاً و لکن لا یجب العمل بما یسمعه الرای منه لعدم ضبطه و یخاطب بعد الموت بقول السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته لان الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون و یحجون کما ورد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(کتاب الانوار ج۲ص۴۱مطبوعہ مصر۱۳۶۲ھ)

علامہ سمہودی (۹۱۱ھ) شیخ ابومنصور البغدادی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

قال الاستاذ ابو منصور البغدادی قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا ﷺ حی بعد وفاته. (وفاء الوفاء ج۴ص۱۳۵۴)

ترجمہ.....ہمارے محققین علماء کلام نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اپنی امت کی اطاعات سے خوش ہوتے ہیں۔

قاضی شوکانیؒ (۱۲۵۵ھ) اس قسم کی احادیث پر جن میں حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پیش ہونے کا بیان ہے بحث کرتے ہوئے اپنا حاصل مطالعہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

والاحادیث فیها مشروعیة الا کثار من الصلوٰة علی النبی ﷺ یوم الجمعة و انها تعرض علیه ﷺ و انه حی فی قبره و ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء انهم احیاء یرزقون و ان الحیاة فیهم متعلقة بالجسد فکیف بالانبیاء و المرسلین.

(نیل الاوطار ج۳ص۳۰۵)

ترجمہ.....اور احادیث میں جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے کی مشروعیت ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور قرآن کریم میں شہداء کے حق میں یہ نص موجود ہے کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں (اگلے جہان کے حسب حال) رزق بھی ملتا ہے اور ان کی حیات صرف روح کی نہیں جسد کے ساتھ ہے، جب شہداء کا یہ حال ہے تو انبیاء ومرسلین کی حیات (فی القبر) کتنی قوی ہوگی۔

علامہ عینیؒ:

انهم لا یموتون فی قبورهم بل هم احیاء.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۳۰۰)

ترجمہ..... یقیناً انبیاء کرام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ وہاں زندہ ہیں۔

امام ملا علی قاریؒ:

ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوٰۃ من صلی علیھم.

(مرقات ج ۲ ص ۲۰۹)

ترجمہ..... بے شک انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں اس شخص کی آواز کو جو ان پر درود پڑھے۔

المعتقد المعتمد انہ ﷺ حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم و ان لارواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی.(شرح الشفاء للعلی القاری: ج ۲ ص ۱۴۲)

ترجمہ.....عقیدہ جس پر پورا اعتماد ہے وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی ارواح قدسیہ کو عالم علوی اور عالم سفلی کے ساتھ ایک تعلق بھی ہوتا ہے اور ایسا ہی تعلق انہیں اس دنیا میں بھی حاصل تھا۔

قاضی شوکانی یمنیؒ:

روحہ ﷺ لا تفارقہ لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم. (تحفۃ الذاکرین ص ۳۸ مصر)

ترجمہ.....حضور انور ﷺ کی روح مبارک اپنے جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

انہ حی فی قبرہ ..... و قد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ﷺ حی بعد وفاته. (نیل الاوطار ج۳ص ۲۱۰، ۲۱۱)

ترجمہ.....حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور محققین کی ایک جماعت کا یہی فیصلہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد زندہ ہیں۔

حضرت علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں:

قد صحت الاحادیث انه ﷺ حی فی قبره یصلی باذان و اقامة.

(منح المنه ص ۹۲)

ترجمہ.....صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور انور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

ان حیاته ﷺ فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیا و الانبیاء احیاء فی قبورهم. (فتح الباری ج۷ص ۲۲)

ترجمہ.....آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں اس طرح زندہ ہیں کہ اس زندگی پر موت کبھی نہ آئے گی، آپ ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گے اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہی ہوتے ہیں۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآؤک فاستغفروا الله و استغفرلهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحیما. (پ۵ النساء ع ۹ آیت ۶۴)

ترجمہ.....اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور اللہ کے رسول بھی ان کے لئے استغفار چاہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا بہت مہربان پائیں گے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

جو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے آیا وہ اس وقت حضور ﷺ کی ہمسائیگی میں ہے یہ اسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورت میں متصور ہے کہ وہ حضورﷺ کو روضہ انور میں حیات سمجھے۔ (جذب القلوب ص۱۸۰فارسی)

حضرت مولانا میاں نذیر حسین صاحب دہلوی (۱۳۲۰ھ):

اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عندالقبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہچایا جاتا ہوں۔ (فتاویٰ نذیریہ ج۲ص۵۵ضمیمہ)

مولانا وحیدالزماں حیدرآبادی (۱۳۳۸ھ) تلمیذ حضرت میاں صاحب:

اور پیغمبروں کے اجسام مردہ نہیں وہ جسم سمیت اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے.....وہ مرنے کے بعد بھی جب حکم الٰہی ہوتا ہے تو اپنے زائر پر توجہ فرماتے ہیں اور ان کی روح سے زائر کو بہت سے فیض پہنچتے ہیں۔ اگر مردوں میں عموماً احساس اور سمع نہ ہوتا تو اہل قبور پر سلام کیوں مشروع ہوتا کیا لکڑی پتھر کو آنحضرتﷺ نے سلام کرنے کا حکم دیا، اس کا وہی قائل نہ ہوگا جو نادان ہے۔ (تیسیر الباری کتاب الدعوات ج۶ص۹۸)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی شارح سنن ابی داؤد:

ان الانبیاء فی قبورھم احیاء ص ۱۰۵

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

اور حدیث **مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی** کے تحت لکھتے ہیں

والقول الصحیح ان ھذا لمن زارہ و من بعد عنہ تبلغہ الملئکۃ سلامہ. (عون المعبود ص۷) ان النبیﷺ فی القبر حی یحس و یعلم و تعرض علیہ اعمال الامۃ واللہ تعالیٰ خلق ملٰئکۃ سیاحین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يبلغون اليه الصلوٰة من امته.

(کتاب المعتمد فی المعتقد باب دوم فصل ۴ للعلامہ تورپشتیؒ)

ترجمہ.....حضور اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، علم واحساس آپ میں برابر موجود ہیں، امت کے اعمال آپ پر پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے پیدا کر رکھے ہیں جو زمین میں سیاحت کرتے رہتے ہیں اور امت کا صلوٰۃ وسلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

عندهم محمد ﷺ حی فی قبره. (الروضة البهية ص ۱۵)

اشاعرہ کے نزدیک حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

محدث کبیر علامہ سخاویؒ:

نحن نؤمن و نصدق بانه ﷺ حی یرزق فی قبره ان جسده الشریف لا تأکله الارض والاجماع علی هذه. (القول البدیع :ص ۱۷۲)

ترجمہ..... ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپ ﷺ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کو مٹی نہیں کھاتی، اور اس عقیدے پر اہل حق کا اجماع ہے۔

شبہ:

اللهم الرفيق الاعلیٰ جو فرمایا تو رفیق اعلیٰ کہاں ہے؟

جواب:

یہ بھی تو ہمیں سمجھائیں ناں؟ اس مقام کی کوئی تعیین ہے کسی حدیث میں کہ رفیق اعلیٰ کہاں ہے؟ یہ کبھی کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنے مکان میں داخل ہونے لگے تو فرشتوں نے کہا کہ آپ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابھی وقت نہیں آیا، اب جب وقت آ گیا ہے تو اس میں داخل ہو گئے ہیں؟ وہ روح داخل ہونے لگی تھی یا جسم مع الروح داخل ہونے لگے تھے؟ روح داخل ہونے لگی تھی۔ جب یہ بات ہو رہی تھی خواب میں تو اس دروازے پر کھڑے ہیں اس وقت روح کا تعلق جسم سے تھا یا نہیں؟ تو ایک قدم آگے رکھنے سے ٹوٹ جاتا تھا؟

جو جھگڑا ہے وہ تو تعلق کا ہے، اب رفیق اعلیٰ کیا ہے؟ اس کے بارے میں یہ تعیین نہیں کر سکتے اب تک۔ کبھی کہتے ہیں جی علیین کو رفیق اعلیٰ کہتے ہیں لیکن یہ ان کا اپنا قیاس ہے، اعلیٰ کا معنیٰ تو زیادہ شان والی چیز ہے؟ ہم کہتے ہیں علیین تو کجا رسول اکرم ﷺ جہاں آرام فرما ہیں روضہ اطہر میں اس کا مقام عرش اعلیٰ سے بھی بلند ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ لا مکان ہیں اگر اللہ کا کوئی مکان ہوتا تو اللہ کے مکان کو مصطفیٰ ﷺ کے مکان سے اونچا شان سمجھتے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ لا مکان ہیں، مکان ہمیشہ مکین سے بڑا ہوتا ہے، اور مکین کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے، اب یہ جگہ بڑی ہے تو میں اس میں بیٹھا ہوں، تو عرش خدا کا مکان نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ عرش خدا سے بڑا ہے، تو معلوم ہوا کہ اس سے بھی کوئی بڑی چیز نکل آئی ہے۔

حضرت اوکاڑیؒ نے بتایا کہ میں جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جا رہا تھا تو راستے میں دو غیر مقلد بیٹھ گئے ایک اگلی طرف اور ایک پیچھے، اب وہ لوگوں کو کیا کہیں؟ روضہ پاک کی زیارت کی نیت نہ کرنا، وہاں جا کے کر لینا زیارت، مسجد نبوی کی نیت کرنا مسجد نبوی کی۔ (اس پر بندہ آگے مفصل ذکر کرے گا) میں نے کہا کہ دیکھو یہ دھوکہ دے رہا ہے، روضہ پاک کی زیارت کی نیت کرو، کہ جی وہ کیوں؟ میں نے کہا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جو عرش اعظم سے بھی بلند مقام رکھتی ہے، عرش خدا کا کوئی مکان نہیں۔ کہنے لگا کہ خدا کا مکان ہے۔ پوچھا کہ کونسا؟ کہتے ہیں عرش۔ **الرحمن علی العرش استویٰ.** تو میں نے کہا مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے، کہ جی ہاں بڑا ہوتا ہے، تو میں نے کہا تو جو شروع کرتا ہے نماز اللہ اکبر سے۔ العرش اکبر کہا کر؟ کیونکہ اللہ سے بڑی چیز مل گئی ہے۔ تو یہ اللہ اکبر کیوں کہتے ہیں؟ اللہ سے تو عرش بڑا نکل آیا؟ پھر العرش اکبر کہنا چاہئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

تو ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ وہ خاک پاک جو جسد اطہر سے مس کر رہی ہے اس کا درجہ عرش اعظم سے بھی بلند ہے۔ تو جب اس خاک کا درجہ بلند ہے تو وہ جسد اطہر جس پر وحی نازل ہوتی تھی وہ جسد اطہر جو آپ کا ہے اس سے بلند تر کوئی بھی چیز نہیں ہے، اس لئے وہاں رہنا یہ اعلیٰ ترین مقام پر رہنا ہے۔

اور یہ ایک حدیث جو آتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر اور گھر کے درمیان جو جگہ **روضة من رياض الجنة**، جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ تو وہ یہ سعید صاحب ایک دفعہ کہہ رہے تھے کہ معلوم ہوا کہ یہ جگہ تو جنت کا ٹکڑا ہے وہ جنت تو نہیں ہے۔ یہ جگہ جنت ہے جو قبر اور اس کے درمیان ہے گھر تو ادھر آئے گا نا، ایک سائیڈ پر تو اس لئے وہ جنت نہیں ہے۔

کیونکہ ہم یہ کہتے تھے کہ جب وہ جنت ہے تو جنت قبرستان کو نہیں کہتے، مردوں کو نہیں کہتے۔ جنت میں زندہ ہوتے ہیں، یا تو اس کو جنت کہنا چھوڑ دو، یا حضرت پاک ﷺ کا معاذ اللہ مردہ کہنا چھوڑ دو۔ تو یہ کہتا تھا کہ **مابین بیتی و ممبری** کہ منبر بھی جنت نہیں اور یہ بھی جنت نہیں ہے درمیان والی جگہ جنت ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ جو تیسری صدی میں گذرے ہیں ان کی کتاب مشکل الآثار انہوں نے اس حدیث کو لکھ کر اس کا مطلب بیان فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کئی جنتوں کا ذکر کیا روضات جمع ہے، اس میں ایک جنت کا ٹکڑا یہ ہے جو گھر اور منبر کے درمیان ہے، اب یہ جنت کا ٹکڑا کیوں بنا؟ کہ اس پر حضرت ﷺ کے مبارک پاؤں لگے ہوئے ہیں، تو جب وہ جگہ بھی جنت قرار پا گئی، جس پر حضرت ﷺ کے مبارک پاؤں لگے ہیں تو جہاں حضرت ﷺ کا مبارک جسم ہے وہ تو اعلیٰ ترین جنت ہوئی۔

اسی لئے **روضة من رياض الجنة** فرمایا۔ کہ جنت کے ٹکڑے بہت سے ہیں لیکن یہ ٹکڑا اس ٹکڑے کا مقابلہ نہیں کر سکتا، یہ صرف اس لئے جنت بن گیا کہ یہاں حضرت ﷺ مبارک پاؤں لگے تھے آتے جاتے، اور جہاں حضرت ﷺ کا پورا جسد اطہر ہے وہ یقیناً اس سے بڑی جنت ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شبہ:

ایک شبہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ روح رفیق اعلیٰ میں چلی گئی ہے۔

اب ان لوگوں کا دعویٰ تو یہ ہوتا ہے کہ عقیدہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے یا حدیث متواترہ سے، اب اس حدیث کی راویہ صرف حضرت عائشہؓ ہیں اور کسی نے بھی یہ روایت بیان نہیں کی، تو یہ خبر واحد ہے اور یہ خود کہتے ہیں کہ خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔

اب ان کو کیا مجبوری پڑ گئی ہے کہ یہ خبر واحد پیش کرنے لگے ہیں۔ پھر اگلی بات میں نے یہ پوچھی ہے کہ یہ الفاظ جنہوں نے کانوں سے سنے ہیں یعنی سیدہ عائشہؓ وہ تو اس قبر میں حیات کی قائل ہیں۔ وہ فرماتی ہیں جب صرف حضورﷺ اور میرے ابا جان (حضرت ابوبکر صدیقؓ) تھے تو قبر پر جاتے وقت پورے کپڑے نہیں سنبھالتی تھی اب عمرؓ سے حیا کی وجہ سے سنبھالتی ہوں، تو قبروں میں کچھ ہے تو اماں عائشہؓ اتنا اہتمام کرتی ہیں، تو جنہوں نے اپنے کان سے یہ سنا ہے انہوں نے تو حیات فی القبر کا انکار نہیں کیا اور یہ چودھویں صدی میں اس کا یہ مطلب لینے لگے ہیں۔

تو بخاری میں **باب وفات النبی**ﷺ میں یہ روایت موجود ہے وہاں حضرت عائشہؓ سے روایت کرنے والے ہیں حضرت سعید ابن مسیّب اب جنہوں نے یہ روایت حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے وہ تو حیات فی القبر کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے تین دن روضہ پاک سے اذان کی آواز سنی ہے۔ دارمی شریف میں یہ روایت صحیح سند سے موجود ہے۔

حیات انبیاء للبیہقی میں بھی یہ روایت صحیح سند کے ساتھ موجود ہے، جب حرّہ کا واقعہ پیش آیا تو مسجد نبوی کے دروازے بند کر دیئے گئے یہ کہیں اندر رہ گئے کہتے ہیں رات کو نماز کے وقت کا پتا نہیں چلتا تھا تو روضہ پاک سے باقاعدہ اذان کی آواز آتی تھی۔ اور میں نے اپنے کانوں سے سنی ہے، اب جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اس قبر میں حیات کے قائل ہیں۔

شفاء السقام میں ہے کہ ہمسائے دیوار میں میخ ٹھوک رہے تھے تو کھٹ کھٹ کی آواز آ رہی تھی تو اماں جانؓ نے پیغام بھیجا کہ اس آواز سے حضرت پاکﷺ کو پریشانی ہو رہی ہے، تو یہ پریشانی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی قبر میں ہو رہی تھی یا کسی اور جگہ؟ یقیناً اسی قبر میں ہو رہی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ اماں جی اسی قبر میں حیات کی قائل ہیں۔ اب اس حدیث کا مطلب اماں جی زیادہ سمجھتی ہیں یا عبدالرحیم نظامی زیادہ سمجھتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ زیادہ سمجھتے ہیں یا عبدالرحیم؟

تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث ہے ہی خبر واحد دوسرے نمبر پر اس کے جو روایت کرنے والے ہیں وہ حیات فی القبر کے قائل ہیں۔ اور مماتی جو دوسری روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا **والجنة ماواہ** اس کے راوی حضرت انسؓ جو پکے حیات فی القبر کے قائل ہیں۔ اور صرف نبیوں کی حیات کے نہیں بلکہ عام مردوں کی حیات اور سماع کے قائل ہیں، کیونکہ بخاری میں **انه یسمع قرع نعالهم** کے راوی بھی یہی ہیں۔

اب ان حدیثوں کے راویوں نے تو ان احادیث کی بنا پر عوام کے سماع کا انکار نہیں کیا چہ جائیکہ نبی پاک ﷺ کی حیات کا انکار کریں۔ اور ڈیرہ غازی خان میں اب نبی پاک ﷺ کی حیات کا انکار ہونے لگا ہے۔ پھر میں نے یہ پوچھا ہے کہ رفیق اعلیٰ ہے کہاں؟ اس کا معنی تو اعلیٰ مقام ہے اور حضرت پاک کے روضہ پاک سے اعلیٰ مقام دنیا میں اور کوئی نہیں کہ اس کا مقام تو عرش اعظم سے بھی زیادہ ہے، تو اس کو رفیق اعلیٰ کیوں نہ مانا جائے۔

میں نے سوال میں یہی پوچھا ہے کہ جب حضرت پاک ﷺ نے فرمایا تھا **اللهم من الرفیق الاعلیٰ** تو اس جسم اور روح دونوں نے کہا تھا یا صرف روح نے اور جسم مثالی نے کہا تھا؟ اگر اس جسم اور روح نے کہا تھا تو پھر جہاں یہ دونوں پہنچے ہیں وہی رفیق اعلیٰ ہے، اب یہ بات تو نہیں ہو سکتی کہ ایک بے وفائی کر جائے کہ روح تو رفیق اعلیٰ میں چلی جائے اور جسم یہیں رہ جائے۔

جب اسی جسم اور روح دونوں نے کہا ہے تو جہاں یہ دونوں پہنچے ہیں وہی رفیق اعلیٰ ہے اور وہ جگہ **روضه من الریاض الجنة** ہے۔ آگے لکھتا ہے کہ قیامت تک وہیں رہے گی۔

اعتراض:

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ روح اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب:

علامہ ابن قیمؒ اس کے باوجود اس جسم کی حیات کے قائل ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

و معلوم بالضرورة ان جسده ﷺ فی الارض طری مطراً و قد سأله الصحابة کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت فقال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء ولو لم یکن جسده فی صریحه لما اجاب بهذا الجواب وقد صح عنه ان الله تعالیٰ وکل بقبره الملئکة یبلغون عن امته الاسلام و صح عنه انه خرج بین ابی بکر و عمر وقال هکذا نبعث هذا مع القطع بان روحه الکریمة فی الرفیق الاعلیٰ فی اعلیٰ علیین مع ارواح الانبیاء ..... فالروح هناک ولها اتصال بالبدن فی القبر و اشراف علیه و تعلق بحیث یصلی فی قبره و یرد سلام من سلم علیه وهی فی الرفیق الاعلیٰ. (کتاب الروح ص ۵۴ حیدر آباد)

ترجمہ..... یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر بالکل تر و تازہ روضہ منورہ میں تشریف فرما ہے۔ آپ ﷺ سے صحابہ نے پوچھا تھا کہ وفات کے بعد آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کیسے پیش ہوتا رہے گا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے، اگر آپ ﷺ کا جسد اطہر قبر شریف میں نہ ہوتا تو ہرگز یہ جواب ارشاد نہ فرماتے، اسی طرح آنحضرت ﷺ سے یہ بھی صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے روضہ منورہ کے ساتھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو آپ ﷺ کو آپ کی امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں، یہ بھی آپ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مابین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے، ان سارے حقائق کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ساتھ یہ بات قطعی ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے۔ جہاں کہ دوسرے انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ ہیں۔ پس روح تو وہاں ہے اور وہیں سے اسے روضہ منورہ میں رکھے جسد اطہر کے ساتھ اتصال ہو رہا ہے۔ روح و بدن کا ایسا قوی تعلق قائم ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور ہر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

وبهذا التعلق رای موسیٰ قائماً یصلی فی قبره.(زاد المعاد: ص ۴۹)

ترجمہ.....روح و بدن کے اسی تعلق کی بنا پر آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

خودساختہ اشاعت التوحید والسنہ کے عقیدہ پر وضاحت طلبی:

عقیدہ مرقومہ بقلم عبدالرحیم شاہ صدر دین ڈیرہ غازیخان

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی موت شریف بصورت خروج روح واقعی ہوئی۔

۲۔ آپ ﷺ کی روح مبارک جسم سے جدا ہونے کے بعد مقام رفیق اعلیٰ میں چلی گئی۔

۳۔ قیامت تک وہیں عیش وعشرت میں رہے گی۔

۴۔ قیام قیامت کے وقت آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ میں داخل ہوگی پھر آپ ﷺ زندہ ہو کر اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔

۵۔ باقی موت سے تا قیام قیامت آپ کا جسم مبارک اگرچہ محفوظ و معطر رہے گا (جیسا کہ اب بھی ہے) مگر اس میں روح موجود نہیں۔

۶۔ حاصل آنکہ ہم حضور ﷺ کی حیات روحانی برزخی کے قائل ہیں۔ عقیدہ ختم۔

سوالات:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۔ یہ عقیدہ اس تفصیل سے اہل سنت والجماعت کی کون سی کتاب میں مذکور ہے؟ مکمل عبارت باحوالہ تحریر فرمائیں۔

۲۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے کہ اس کا منکر کافر ہو، یا ضروریات اہل سنت میں سے کہ اس کا منکر اعتقادی بدعتی اور اہل سنت سے خارج ہو۔

۳۔ ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کی جامع مانع تعریف بھی فرمائیں۔

۳۔ عقیدہ جزء نمبر ا یعنی وقوع موت آنحضرت ﷺ بخروج روح قرآن پاک کی کس آیت کریمہ میں ہے کہ آپ وصال فرما چکے ہیں یا کس حدیث متواتر میں ہے کہ میں وصال فرما چکا ہوں؟ وعدہ موت تو سب کا قرآن میں مذکور ہے، اس کی بات نہیں، وقوع موت کی دلیل درکار ہے۔

۴۔ روح کو نکل جاتے کس نے دیکھا؟ اس پر کوئی آیت یا حدیث متواتر جو مثبت عقیدہ ہو تحریر فرمائیں۔

۴۔ **اللھم بالرفیق الاعلی** آپ ﷺ نے اس جسم اور روح سے فرمایا جسم مثالی سے۔

۵۔ آپ ﷺ کا جسد اطہر اور روح مبارک دونوں رفیق اعلیٰ میں پہنچ گئے یا کسی ایک نے وعدہ خلافی کی؟

۶۔ **الرفیق الاعلی** کہاں ہے کسی آیت حدیث متواتر سے بیان فرمائیں۔

۷۔ **اللھم بالرفیق الاعلی** کی حدیث حدیث متواتر ہے یا حدیث مشہور یا خبر واحد۔ ان تینوں قسموں کی جامع مانع تعریف بھی فرمائیں۔

۸۔ قیامت تک روح مطہرہ الرفیق الاعلیٰ میں رہے گی اور جسد اطہر قبر مبارک میں، لیکن ان کا آپس میں کوئی تعلق یا تلبس نہ ہوگا۔ اس پر ایک آیت یا حدیث متواتر پیش فرمائیں۔

۹۔ قاضی نور محمد صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحبان نے جو اس عقیدہ پر دستخط فرمائے تھے کہ قبر مبارک میں تعلق روح سے حیات ہیں اور روضہ مبارک پر پڑھا ہوا صلوۃ وسلام آپ سنتے ہیں اس کی وجہ سے وہ کافر قرار پائے یا معتزلی، بدعتی۔ اور یہ عقیدہ انہوں نے کس صریح آیت یا صریح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

متواتر حدیث سے لیا تھا؟

۱۱۔سیدہ عائشہ جو حدیث **اللھم بالرفیق الاعلی** کی تنہا روایت کرنے والی ہیں وہ آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتی تھیں۔

۱۲۔حضرت امام سعید بن المسیبؒ جو سیدہ عائشہؓ سے اس حدیث کے تنہا راوی ہیں وہ آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

۱۳۔حضرت انسؓ جو خبر واحد **جنت الفردوس ماواہ** کے راوی ہیں آپ ﷺ کی حیات فی القبر کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

۱۴۔موت کا کیا معنی ہے اور حیات کا کیا معنی ہے؟

۱۵۔موت اور نیند میں کیا فرق ہے؟

۱۶۔نیند میں روح جسم سے باہر ہوتی ہے یا اندر؟ آنحضرت ﷺ کا لمبا خواب جس میں جسد اطہر مدینہ منورہ میں بستر خواب پر تھا اور روح مبارک عالم مثال جنت، دوزخ کی سیر کر رہی تھی، اس وقت جسد اطہر سے اتنا تعلق تھا کہ سانس چل رہا تھا، کروٹیں بدلی جا رہی ہوں، کھانا ہضم ہو رہا ہو یا نہیں، اور اس کی کیا دلیل ہے؟

۱۷۔قرآن اور احادیث متواترہ میں قبر کس مقام کا نام ہے؟

۱۸۔قبر اور عالم قبر میں کیا فرق ہے؟ اور بستر خواب اور عالم خواب میں کیا فرق ہے؟

۱۹۔نبی اور غیر نبی کی نیند میں کیا کیا فرق ہوتا ہے؟ بادلیل بیان کریں۔

۲۰۔نبی اور غیر نبی کے غسل کفن، جنازہ، اور دفن میں کیا کیا فرق ہوتے ہیں بادلیل بیان فرمائیں۔

۲۱۔موت کے بعد نبی اور غیر نبی کے اموال اور ازواج کے احکام میں کیا کیا فرق ہیں؟

۲۲۔مدینہ پاک اور روضہ پاک کو **روضة من الریاض الجنة** ماننا ضروری عقیدہ ہے یا نہیں؟

۲۳۔برزخ یعنی پردہ کا کیا مطلب ہے؟ پردہ کا تعلق روح سے ہوتا ہے یا جسم سے؟ روح کبھی پردہ میں کبھی بے پردہ ہوتی ہے، یہ جسم بھی کبھی پردہ میں کبھی بے پردہ ہوتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۴۔ حیات جسمانی اور حیات روحانی میں کیا فرق ہے؟ کیا حیات جسمانی میں جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے یا نہیں اور حیات روحانی میں روح کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے یا نہیں؟ با دلیل بیان کریں۔

۲۵۔ برزخی حیات (چھپی حیات جو صرف اسی کو محسوس ہو) اور کھلی حیات جو سب کو محسوس ہو دونوں میں کیا فرق ہے؟ اور ان کے احکام میں کیا فرق ہے؟

۲۶۔ بیداری کی کھلی حیات اور نیند کی نیم برزخی حیات (کہ بعض آثار دوسروں کو بھی محسوس ہوتے ہیں بعض حالات صرف اسی کو) میں کیا کیا فرق ہیں؟ آثار میں اور احکام میں۔

۲۷۔ نیند کی برزخی اور قبر کی مکمل برزخی حیات کے آثار اور احکام میں کیا فرق ہے؟

۲۷۔ جب آپ جسد اطہر کو محفوظ اور معطر مانتے ہیں تو کس آیت یا کس حدیث متواتر سے یہ ثابت ہے؟

۲۸۔ جب آپ حیات کے قائل ہیں کہ ایسی آیات اور متواتر احادیث لکھیں جن میں موت کے بعد اور قیامت سے پہلے حیات کی صراحت ہو۔

۲۹۔ میت کا لفظ روح پر بولا جاتا ہے یا جسم پر۔

۳۰۔ کیا سیدہ عائشہؓ علم میت کی قائل ہیں؟

۳۱۔ سلام میت بعینہ خطاب کی قائل ہیں؟

۳۲۔ خطاب میت کی قائل ہیں؟ آپ نے کس سنہ میں اپنے بھائی کو قبر میں خطاب کیا۔

۳۳۔ کیا آپ معرفت میت کی قائل ہیں؟ **حیا من عمرؓ** کا کیا مطلب ہے؟

۳۴۔ کیا آپؓ عذاب میت کی قائل ہیں؟

۳۵۔ نیند کے بعد روح کو کھلی حیات سے بھیجا جاتا ہے یا چھپی حیات سے؟

۳۶۔ موت کے بعد روح کو کھلی حیات سے روکا جاتا ہے یا چھپی حیات سے؟

۳۷۔ حضور ﷺ کی قبر مبارک کہاں ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۸۔اس قبر مبارک میں جو جسد مطہر ہے وہ جسد عنصری ہے یا جسد مثالی۔
۳۹۔ بیداری میں روح پر کتنی ذمہ داریاں ہیں، نیند میں کتنی اور برزخ میں کتنی؟
۴۰۔حیات دنیوی کھلی سے حیات دنیوی برزخی کن کن آثار واحکام میں اعلیٰ ہے؟

سوال:

قرآن پاک میں ہے ﴿**وما انت بمسمع من فی القبور**﴾ کہ مردے نہیں سنتے۔

جواب:

اس آیت میں یہ نہیں ہے کہ مردے نہیں سنتے بلکہ یہ ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ سنانے کی نفی ہے سننے کی نہیں۔ایک ہے اسماع اور ایک ہے سماع۔اسماع کی نفی ہے نہ کہ سماع کی۔اس کو ایک مثال سے سمجھیں۔

مثال:

استاد شاگردوں کو کہتا ہے کہ میں نے تمہیں آج ناشتہ نہیں کروایا۔کیا اس سے کوئی یہ سمجھ لے گا کہ لڑکوں نے آج ناشتہ کیا بھی نہیں؟ جس طرح پلانے کی نفی سے پینے کی نفی نہیں ہوتی، کھلانے کی نفی سے کھانے کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح اسماع کی نفی سے سماع کی نفی نہیں ہوتی۔
اسی آیت مبارکہ میں آگے ہے، **ان انت الا نذیر**. کیا نبی اقدس ﷺ بہروں کو تبلیغ کرتے تھے؟ اگر مردوں کے ساتھ عدم سماع میں تشبیہ ہے تو کافروں کا بہرا ہونا لازم آئے گا۔اگر وہ بہرے تھے تو ان کو دعوت ہی نہ پہنچی، قرآن پاک میں ہے **انک لا تھدی من احببت** کہ آپ نہیں ہدایت دے سکتے جسے آپ چاہیں تو کیا کسی کو ہدایت ملی بھی نہیں؟ اسی طرح قرآن پاک میں ہے **صم بکم عمی** تو کیا یہاں بھی یہی معنیٰ مراد لیا جائے گا کہ وہ بہرے اندھے اور گونگے ہیں۔جس طرح ان آیات میں سماع حقیقی بصارت حقیقی اور تکلم حقیقی کی نفی نہیں اسی طرح اس آیت میں بھی سماع حقیقی کی نفی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ سماع انتفاع نہیں ہے، جیسے آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں ڈی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سی کے پاس گئے تھے لیکن وہ سنتا ہی نہیں۔ تو اس کا کیا یہ مطلب لیا جائے گا کہ حکومت نے بہرے آدمی کو ڈی سی بنایا ہوا ہے یقیناً یہاں جو نفی ہے وہ ایسے سماع کی ہے جس سے وہ نفع اٹھائے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی سماع انتفاع کی نفی ہے، کہ اب مردوں کا ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہے۔

چیلنج:

چودہ صدیوں میں دو لاکھ قرآن پاک کی تفاسیر لکھی جا چکی ہیں کسی ایک سنی مفسر کا حوالہ پیش کریں جس نے اس آیت کی تحت لکھا ہو کہ:

(۱).....انبیاء قبروں میں مردہ ہیں۔

(۲)..... وہ قبروں میں نہیں سنتے۔

(۳).....ان کا قبروں میں نہ سننا اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔

(۴).....جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

(۵).....کفر کی جامع مانع تعریف کریں۔

(۶).....شرک کی جامع مانع تعریف کریں۔

(۷)..... یہ تعریفیں اہل سنت وجماعت کی کتب سے نہ ہوں۔ (اس لئے کہ وہ تو آپ کے ہاں مشرک ہیں)

(۸).....جتنے لوگوں نے بھی انبیاء کے سماع کا قول کیا ہے کیا وہ اس آیت کے منکر تھے؟

(۹) .....کیا وہ اس کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہوئے۔

(۱۰).....کیا وہ احادیث جن میں سماع انبیاء کا ذکر ہے وہ اس آیت کے خلاف ہیں؟

(۱۱).....جنہوں نے بھی ان احادیث کی توثیق کی ہے، ان کو صحیح کہا ہے ان کا کیا حکم ہے؟

(۱۲).....جن محدثین نے ان احادیث کو اپنی کتب احادیث میں نقل کیا ہے اور اس پر تنبیہ نہیں کی کہ یہ احادیث قرآن کی آیات کے خلاف ہیں وہ خائن تھے، گمراہ تھے یا کیا تھے؟

اس آیت کے تحت تفسیری حوالہ جات نیچے حاشیہ میں ملاحظہ کریں کہ کسی نے بھی ان تفاسیر میں اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آیت کے تحت عدم سماع انبیاء کا مسئلہ نہیں چھیڑا۔۱۳

.....

۱۳﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾ ای الکفار الذین امات الکفر قلوبهم، ای کما لا تسمع من مات ، کذلک لا تسمع من مات قلبه. وقرأ الحسن و عیسی الثقفی و عمرو بن میمون "بمسمع من فی القبور" بحذف التنوین تخفیفا، ای هم بمنزلة (اهل) القبور فی انهم لا ینتفعون بما یسمعونه ولا یقبلونه. (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی)عن السدی رضی الله عنه فی قوله. ﴿وما یستوی الاعمی والبصیر﴾ قال . الکافر والمؤمن ﴿ولا الظلمات﴾ قال. الکفر ﴿ولا النور﴾ قال. الایمان ﴿ولا الظل﴾ قال . الجنة ﴿ولا الحرور﴾ قال. النار ﴿وما یستوی الاحیاء ولاالاموات﴾ قال. المؤمن والکافر ﴿ان الله یسمع من یشاء﴾ قال یهدی من یشاء. قوله تعالی. ﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾آیة ۲۲ .عن قتادة فی قوله. ﴿وما أنت بمسمع من فی القبور﴾ فکذلک الکافر لا یسمع ولا ینتفع بما یسمع.(تفسیر القرآن العظیم تالیف الامام الحافظ عبدالرحمن بن محمد ابن ادریس الرازی ابن ابی حاتم المتوفی سنة ۳۲۷ھ)﴿ وما انت بمسمع من فی القبور﴾یعنی الکفار شبههم بالاموات فی القبور حین لم یجیبوا. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ھ ھجریه)﴿وما یستوی الاحیاء ولا الاموات﴾ تمثیل آخر للمؤمنین والکافرین ابلغ من الاول ولذلک کرر الفعل . وقیل للعلماء والجهلاء ﴿ان الله یسمع من یشاء ﴾ هدایته فیوفقه لفهم آیاته والاتعاظ بعظاته. ﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾ ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات و مبالغة فی اقناطه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عنهم. (تفسیر البیضاوی لامام ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی) واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادة فی قولہ ﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾ فکذالک الکافر لا یسمع ولا ینتفع بما یسمع. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور للامام الحافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (ت ۹۱۱ھ) ان اللہ یسمع من یشاء) أن یسمعه من اولیائه الذین خلقهم لجنتہٖ وو فقهم لطاعته (وما أنت بمسمع من فی القبور) یعنی الکفار الذین امات الکفر قلوبهم . ای کما لا تسمع من مات کذلک لا تسمع من مات قلبه . قرأ الجمهور بتنوین "مسمع" وقطعه عن الاضافة . و قرأ الحسن و عیسی الثقفی و عمر بن میمون باضافته (ان انت الا نذیر) ای ما أنت الا رسول منذر لیس علیک الا الانذار والتبلیغ والهدی والضلالة بید اللہ عز وجل. (فتح القدیر تالیف محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھج)﴿ان اللہ یسمع من یشاء﴾ سماع فهم و قبول، لانه تعالی هو الهادی الموفق، ﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾ ای . اموات القلوب، او کما ان دعاءک لا یفید سکان القبور شیئا، کذلک لا یفید المعرض المعاند شیئا، ولکن وظیفتک النذارة، و ابلاغ ما ارسلت به، قبل منک ام لا. (تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان للعلامة الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی ۱۳۰۷ . ۱۳۷۶ھ رحمہ اللہ.)﴿ ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور﴾ ای ان اللہ یسمع من یشاء اسماعه دعوة الحق، فیحببه بالایمان و یشرح صدره للاسلام ، وما انت یا محمد بمسمع هؤلاء الکفار، لانهم اموات القلوب لا یدرکون ولا یفقهون ، قال ابن الجوزی. اراد بمن فی القبور الکفار، شبههم بالموتی، ای فکما لا یقدر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان یسمع من فی القبور کتاب اللہ و ینتفع بمواعظة، فکذلک من کان میت القلب لا ینتفع بما یسمع. (صفوة التفاسیر للعلامة محمد علی الصابونی)وقوله. (وما أنت بمسمع من فی القبور) ای. لا تسمع الکفار ، وشبههم بالاموات فی القبور. (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة والجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)(ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور) وهذا تمثیل بما یحسه البشر و یشاهدونه، فهم یرون ان المیت الذی فی القبر لا یسمع . واما الارواح فلا ترد ، اذ تتضمن الاحادیث ان ارواح المؤمنین فی شجر عند العرش فی قنادیل وغیر ذلک ، وان ارواح الکفرة فی سجین ونحوه ، وفی بعض الاخبار ان الارواح عند القبور، فربما سمعت. وکذلک اهل قلیب بدر انما سمعت ارواحهم، وکذلک سماع المیت خفق النعال، انماهو برد روحه علیه عند لقاء الملکین، فهذه الآیة لا تعارض حدیث القلیب ، لان اللہ تبارک وتعالی رد علی اولئک ارواحهم فی القلیب لیوبخهم. وهذا علی قول عمر وابنه عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنهما. وهو الصحیح. ان رسول اللہ ﷺ قال. (ما انتم باسمع منهم) . واما عائشة رضی اللہ عنها فمذهبها ان رسول اللہ ﷺ لم یسمعهم . وانما قصد توبیخ الاحیاء من الکفرة. وجعلت هذه الآیة اصلا. واحتجت بها، فمثل اللہ تعالی فی هذه الآیة الکفرة بالاشخاص التی فی القبور. وقرا الحسن بن ابی الحسن . (بمسمع من) علی الاضافة. ثم سلی نبیه ﷺ بقوله. (ان انت الا نذیر) ای. لیس علیک غیر ذلک ، والهدایة والاضلال الی اللہ تعالی.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہاں بھی یہ نہ انبیاء کی حیات کا انکار کر رہے ہیں بلکہ قبر میں اعادہ روح کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ لکھ رہے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے سنانے کی نفی کرتی تھیں اس سے مطلقا عدم سماع کیسے ثابت ہو گیا۔ (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیہ الاندلسی)

"وما انت بمسمع من فی القبور" ای . کما لا یقدر أن یسمع من فی القبور کتاب الله ، فیهدیهم به الی سبیل الرشاد، فکذالک لا یقدر أن ینتفع بمواعظ الله و بیان حججه ، من کان میت القلب عن معرفة الله وفهم کتابه وواضح حججه. وهذا ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات، واشباع فی اقناطه علیه الصلاة والسلام، من ایمانهم. (تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل تالیف علامة الشام محمد جمال الدین القاسمی)(قوله شبهم بالموتی) ای فی عدم التأثر بدعوته وقوله فیجیبون الضمیر راجع لمن باعتبار معناها لانه فسرها بالکفار . (الفتوحات الالهیة سلیمان بن عمر العجلی الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی سنة ۱۲۰۴)﴿ وما انت بمسمع من فی القبور﴾ یعنی . الکفار شبههم بالموتی حین صموا فلم یجیبوا. (الوسیط للواحدی) قال وما انت بمسمع من فی القبور ای هؤلاء من عدم اصغائهم الی سماع الحق بمنزلة من هم قد ماتوا فاقاموا فی قبورهم فکما من مات لا یمکن ان یقبل منک قول الحق فکذالک هؤلاء لانهم اموات القلوب. (تفسیر البحر المحیط ص ۳۰۹ ج۷) ﴿وما انت بمسمع من فی القبور﴾ ای کما لا ینتفع الاموات بعد موتهم و صیرورتهم الی قبورهم وهم کفار بالهدایة والدعوة الیها کذالک هؤلاء المشرکون الذی کتب علیهم الشقاوة لا حیلة لک فیهم ولا تستطیع هدایتهم . (تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۹ ج۳) ﴿وما انت بمسمع من فی القبور ﴾ یعنی لا تقدر أن تفقه الاموات وهم الکفار. (تفسیر سمرقندی ص ۸۴ ج۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اشکال:

قرآن پاک میں ہے **اموات غیر احیاء** کہ قبروں والے سب مردہ ہیں خواہ وہ انبیاء ہوں یا عام لوگ۔

جواب:

مفسرین نے اموات سے مراد بت لئے ہیں نیچے حاشیہ میں تفسیری حوالہ جات دیکھ لیجئے، البتہ بعض نے انبیاء کو بھی داخل کیا ہے، لیکن انہوں نے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو بھی ذکر کیا ہے تو کیا عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو مردہ کہیں گے؟ مراد صرف یہ ہے کہ جس پر ایک لمحہ بھی موت طاری ہونی ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، بعض نے تو چکھ لیا، عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے بھی چکھیں گے اس لئے انبیاء، فرشتے اور انسان خدا نہیں ہوسکتے، اور نہ ہی بت خدا ہوسکتے ہیں کہ ان میں کبھی روح آئی ہی نہیں وہ بھی مردہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ سب فی الحال مردہ ہیں۔ اتنا مطلب ہے کہ انہوں نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے اور بعض نے چکھنا ہے وگرنہ تو عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو فی الحال مردہ کہنا پڑے گا حالانکہ اس کے یہ لوگ بھی قائل نہیں ہیں۔

موت ایک ذائقہ ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا، جنہوں نے چکھ لیا چکھ لیا، اور اس کے بعد کیا حالت ہے تو اس کے بارے میں یہ آیت خاموش ہے، عذاب قبر کی آیات اور وہ احادیث جو عذاب قبر پر دال ہیں ان سے معلوم ہوگیا کہ موت کے بعد پھر قبر میں زندگی ہے جس سے بدن کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔ اعادہ روح کی بحث پیچھے مکمل گزر چکی ہے۔

چیلنج:

منکرین حیات دو لاکھ تفاسیر میں سے کسی ایک سنّی مفسر کی تفسیر کا حوالہ پیش کریں جو عنایت اللہ شاہ گجراتی سے پہلے کا ہو اور اس نے اس آیت کے تحت لکھا ہو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱) یہ آیت انبیاء کی قبروں میں دائمی مردہ ہونے کے بارے میں قطعی ہے۔
(۲) جو لوگ انبیاء کی حیات فی القبر کے قائل ہیں وہ اس آیت قرآنیہ کے منکر ہیں۔
(۳) آیت قطعی کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔
(۴) جو احادیث حیات انبیاء پر دال ہیں وہ اس آیت قطعی کے خلاف ہیں۔
(۵) جن محدثین نے ان احادیث کی تصحیح کی ہے انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے۔
(۶) جن محدثین نے ایسی احادیث کو نقل کیا ہے جو عام مردوں کی طرف قبر میں اعادہ روح پر دال ہیں کیا وہ قرآن کے مخالف تھے؟

سوالات:

(۱) اس آیت سے انبیاء کا مردہ ہونا عبارۃ النص سے مراد ہے یا دلالۃ النص سے یا اقتضاء النص سے یا اشارۃ النص سے۔ کسی مفسر یا محدث سے اس کی تصریح دکھائیں۔
(۲) کسی محدث نے اعادہ روح کی احادیث کی شرح میں لکھا ہو کہ یہ احادیث قرآن کی اس آیت کے خلاف ہیں تو حوالہ پیش کریں۔
(۳) ایسے تمام محدثین جو ایسی احادیث سے خاموشی سے گزر گئے ان کو قرآن آتا تھا یا نہیں، اگر آتا تھا تو وہ حق کو چھپا گئے، تو ان کا کیا حکم ہے؟
(۴) سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے، کیا وہ اس آیت کے منکر تھے۔
(۵) کیا آج کے مماتیوں کو امام اعظمؒ سے زیادہ قرآن آتا ہے؟
تفسیری حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر معلوم ہوگا کہ اکثر مفسرین نے اموات سے مراد بت لئے ہیں۔[۱۴]

.....

[۱۴] ﴿ اموات غیر احیاء ﴾ ای هم اموات ، یعنی الاصنام، لا ارواح فیها ولا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تسمع ولا تبصر، ای هی جمادات فکیف تعبدونها و انتم افضل منها بالحیاة . ﴿وما یشعرون﴾ یعنی الاصنام. ﴿ایان یبعثون﴾ وقرأالسلمی "ایان " بکسر الهمزة، وهما لغتان، موضعه نصب بِ"یبعثون" وهی فی معنی الاستفهام. والمعنی. لا یدرون متی یبعثون. و عبرعنها کما عبر عن الآدمیین ، لانهم زعموا انها تعقل عنهم و تعلم و تشفع لهم عند الله تعالی، فجری خطابهم علی ذلک . وقد قیل. ان الله یبعث الاصنام یوم القیامة ولها ارواح فتتبرأ من عبادتهم، وهی فی الدنیا جماد لا تعلم متی تبعث. قال ابن عباس ، تبعث الاصنام و ترکب فیها الارواح و معها شیاطینها فیتبرؤن من عبدتها، ثم یؤمر بالشیاطین والمشرکین الی النار. وقیل . ان الاصنام تطرح فی النار مع عبدتها یوم القیامة. (الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد الانصاری القرطبی)قوله ﴿افمن یخلق کمن لا یخلق﴾ (آیة ۱۷ . ۲۲)عن قتادة فی قوله. ﴿افمن یخلق کمن لا یخلق﴾ قال. الله هو الخالق الرزاق ، وهذه الاوثان التی تعبد من دون الله تخلق ولا تخلق شیئا، ولا تملک لاهلها ضرا و لا نفعا . قال الله . ﴿افلا تذکرون﴾ وفی قوله. ﴿والذین یدعون من دون الله﴾ الآیة . قال . هذه الاوثان التی تعبد من دون الله اموات لا ارواح فیها ، ولا تملک لاهلها خیرا ولا نفعا ﴿الهکم اله واحد﴾ قال. الله الهنا ومولانا و خالقنا و رازقنا ولا نعبد ولا ندعو غیره. ﴿فالذین لا یؤمنون بالآخرة قلوبهم منکرة﴾ یقول. منکرة لهذا الحدیث .﴿ وهم مستکبرون﴾ قال مستکبرون عنه. (تفسیر القرآن العظیم تالیف الامام الحافظ عبدالرحمن بن محمد ابن ادریس الرازی ابن ابی حاتم المتوفی سنة ۳۲۷ھ)﴿اموات﴾ ای . هی اموات لا روح فیها . یعنی. الاصنام ﴿غیر احیاء﴾

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تـاکیـد ﴿ومـا یشـعـرون ایـان یـبعثون﴾و ذلک ان اللہ سبحانه یبعث الاصنام لها ارواح ، فیتبـرؤن مـن عابدیهم، وهی فی الدنیا جماد لا تعلم متی تبعث.(الوجیز فـی تـفسیـر الـکتـاب الـعـزیـز لابـی الـحسن بن علی الواحدی المتوفی ۴۶۸ھ) الاصـنـام امـوات لا یـحـصـل عـقیـب موتها الحیاة. والثانی . ان هذا الکلام مع الـکـفـار الـذیـن یعبدون الاوثان، وهم فی نهایة الجهالة والضلالة، ومن تکلم مع الـجـاهـل الـغـر الغبی فقد یحسن أن یعبر عن المعنی الواحد بالعبارات الکثیرة، وغـرضـه مـنـه الاعـلام بـکـون ذلک المخاطب فی غایة العبارة و أنما یعید تلک الـکـلـمـات لکون ذلک السامع فی نهایة الجهالة، وأنه لا یفهم المعنی المقصود بـالـعبـارة الواحدة. (الصفة الثالثة) قوله (وما یشعرون ایان یبعثون) والضمیر فی قـولـه (ومـا یشـعـرون) عائد الی الاصنام ، وفی الضمیر فی قوله (یبعثون) قولان. احـدهما . انه عائد الی العابدین للاصنام یعنی أن الاصنام لا یشعرون متی تبعث عبـدتهـم، وفیـه تهـکـم بـالـمشرکین وأن آلهتهم لا یعلمون وقت بعثهم فکیف یـکـون لهـم وقت جزاء منهم علی عبادتهم. والثانی . أنه عائد الی الاصنام یعنی أن هـذه الاصـنـام لا تـعـرف متـی یـبعثها اللہ تعالی قال ابن عباس . ان اللہ یبعث الاصـنـام ولهـا ارواح ومعها شیاطینهافیؤمربها الی النار. (التفسیر الکبیر للامام الـفـخـر الـرازی)اعـلـم انـه تعالی وصف الاصنام بصفات. اولها. انها لا تخلق شیـئاً. وثانیها. انها مخلوقة. و ثالثها. انهم اموات غیر احیاء ، ای . انها لو کانت الهة حـقیـقة ، لـکـانـت احیاء غیر اموات، ای . لایجوز علیها الموت ، کالحی، الـذی لا یـمـوت. سبحانه . وهذه الاصنام بالعکس. فان قیل. لما قال" اموات" عـلـم انهـا " غیر احیاء" فما فائدة قوله تعالی. ﴿غیر احیاء﴾ والجواب. ان الاله هو الحی الذی لا یحصل عقیب حیاته موت ، وهذه الاصنام اموات لا یحصل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عقیب موتها حیاة، و ایضا. فهذا الکلام مع عبدة الاوثان ، وهم فی نهایة الجهالة، ومن تکلم مع الجاهل الغرالغبی، فقد یعبر عن المعنی الواحد، بعبارات کثیرة، و غرضه الاعلام بان ذلک المخاطب فی غایة الغباوة، وانما یعید تلک الکلمات، لان ذلک السامع فی نهایة الجهالة، وانه لا یفهم المعنی المقصود بالعبارة الواحدة. ورابعها. قوله. ﴿وما یشعرون ایان یبعثون﴾ والضمیر فی قوله . "یشعرون" عائد علی الاصنام، وفی الضمیر فی قوله. "یبعثون" قولان.احدهما. انه عائد الی العابد للاصنام، ای. ما یدری الکفار عبدة الاصنام متی یبعثون.الثانی. انه یعود الی الاصنام ، ای. الاصنام لایشعرون متی یبعثها الله تعالی. قال ابن عباس رضی الله عنه . ان الله تعالی یبعث الاصنام لها ارواح ،و معها شیاطینها ، فتتبرأ من عابدیها، فیؤمر بالکل الی النار. (اللباب فی علوم الکتاب تالیف الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی الحنبلی المتوفی بعد ۸۸۰ هجریه)﴿والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون﴾ ای والذین یعبدونهم من دون الله کالاوثان والاصنام لا یقدرون علی خلق شیء اصلا والحال انهم مخلوقون صنعهم البشر بایدیهم، فکیف یکونون آلهة تعبد من دون الله ؟ ﴿اموات غیر احیاء﴾ ای و تلک الاصنام اموات لا أرواح فیها، لا تسمع ولا تبصر لانها جمادات لا حیاة فیها، فکیف تعبدونها وانتم افضل منها لما فیکم من الحیاة؟ ﴿وما یشعرون ایان یبعثون﴾ ای ما تشعر هذه الاصنام متی یبعث عابدوها. (صفوة التفاسیر للعلامة محمد علی الصابونی)وقوله. (غیر احیاء) تاکید للاول. وقوله. (وما یشعرون ایان یبعثون) ای. متی یبعثون؟ فان قیل. هل للاصنام بعث؟ والجواب. أنه قد ذکر فی بعض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

التفاسیر . أن الاصنام تبعث، و تجعل فیها الحیاة ، و تتبرا من عابدیها، وقد دل علی هذا القرآن فی مواضع ، وقیل فی معنی الآیة. وما تشعر الاصنام متی یبعث الکفار؟ وفی الآیة قول ثالث. وهو أن معناها. وما یشعر الکفار متی یبعثون؟ (تفسیر القرآن للامام العلامة شیخ الاسلام حجة اهل السنة و الجماعة ابی المظفر السمعانی منصور بن محمد بن عبدالجبار التمیمی المروزی الشافعی السلفی)(وما یشعرون) ای الاصنام ایان یبعث الکفار. (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیه الاندلسی)"وما یشعرون" ای تلک الاصنام المعبودة "ایان یبعثون" ای متی یکون بعثها. وقد روی، انها تبعث ، ویجعل فیها حیاة، فتبرأ من عابدیها. ثم یؤمر بها و بهم جمیعا الی النار. وجوز عود الضمیر الی عابدیها . ای . وما تشعر الاصنام متی یبعث عبدتهم. تهکما بحالها . لان شعور الجماد محال. فکیف بشعور مالا یعلمه الا الله ؟ وفیه اشعار بأن معرفته وقت البعث من لوازم الالوهیة ، وقوله تعالی. (تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل تالیف علامة الشام محمد جمال الدین القاسمی)(اموات) یعنی ان هذه الاصنام اجسادها جمادات میتة لا حیاة بها اصلا ، فزیادة قوله (غیر احیاء) لبیان انهالیست کبعض الاجساد التی تموت بعد ثبوت الحیلة لها بل لا حیاة لهذه اصلا فکیف یعبدونها وهم افضل منها لانهم أحیاء (وما یشعرون) ای الآلهة (ایان یبعثون) ای الکفار الذین یعبدون الاصنام، والمعنی ما تشعر هذه الجمادات من الاصنام ایان یبعث عبدتهم من الکفار ، و یکون هذا علی طریقة التهکم لهم لان شعور الجماد مستحیل بما هو من الامور الظاهرة فضلا عن الامور التی لا یعلمها الا الله سبحانه . (فتح البیان فی مقاصد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القرآن تاليف صديق بن حسن بن على الحسين القنوجى البخارى)جملة الاوصاف التى ذكرها للأصنام ثلاثة تنافى الالوهية اه شيخنا فان قيل هذا مكرر مع ما تقدم فى قوله أفمن يخلق كمن لا يخلق قلت ان المذكور فى الآية المتقدمة أنهم لا يخلقون شيئا فقط والمذكور فى هذه الآية أنهم لا يخلقون شيئا وهم يخلقون لغيرهم وهو الله فكان هذا زيادة فى المعنى فلا تكرار اه خازن (قوله خبر ثان) اى عن قوله هم أى والاول يخلقون وقوله وما يشعرون أى يعلمون خبر ثالث وكان على الشارح التنبيه عليه اه شيخنا (قوله ايان يبعثون) اى الخلق و يجوز أن يكون الضمير عائدا الى الاصنام اى أن الاصنام لا يشعرون متى يبعثها الله تعالى وبه بدأ القاضى تبعا للكشاف قال ابن عباس ان الله تعالى يبعث الاصنام لها ارواح و معها شياطينها فتتبرأ من عابديها فيؤمر بالكل الى النار. (الفتوحات الالهية سليمان بن عمر العجلى الشافعى الشهير بالجمل المتوفى سنة ۱۲۰۴)(والذين تدعون من دون الله لا يخلقون ----) اى ان الاوثان والاصنام لا يخلقون شيئا ، بل هى مخلوقة ، كما قال تعالى (أتعبدون ما تنحتون؟ والله خلقكم وما تعملون) (الصافات ۳۷/۹۵-۹۶) (اموات غير احياء) اى هم جمادات لاارواح فيها ولا حياة لها اصلا ، فلا تسمع ولا تبصر و لاتعقل، فلا تفيدكم شيئا. فقوله تعالى. (غير احياء) لبيان انه لا يعقب موتها حياة، وذلك أعرق فى موتها ، فهى ليست كبعض المواد التى يمكن طروء الحياة عليها، كالنطف التى ينشئها الله حيوانا، وأجساد الحيوان التى تبعث بعد موتها. اما الاله فهو الحى الذى لا يطرأ عليه موت اصلاً ، فبان الفرق بينهما وهو ان الاله دائم الحياة ، والاصنام دائمة الموت. (وما يشعرون ايان يبعثون) اى و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تلک الاصنام لا یدرون متی یبعث. (ص۱۰۷) (التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعة والمنهج)﴿افمن یخلق﴾ یعنی ما ذکر فی هذه السورة ﴿کمن لا یخلق﴾ یعنی الاوثان وهی لا تخلق شیئا ﴿افلا تذکرون﴾ یعنی المشرکین یقول. افلا تتعظون کما اتعظ المؤمنون؟ قوله ﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ تقدم تفسیره ﴿ان الله لغفور﴾ لما کان منکم من تقصیر شکر نعمة ﴿رحیم﴾ بکم حیث لم یقطعها عنکم بتقصیرکم، وما بعد هذا ظاهر التفسیر الی قوله. ﴿اموات غیر احیاء﴾ یعنی الاصنام التی کانوا یعبدونها، وهی موات لا روح لها، ﴿وما یشعرون ایان یبعثون﴾ الاصنام متی تبعث قال ابن عباس. و ذلک ان الله یبعث الاصنام لها ارواح ومعها شیاطینها فیتبراون من عابدیهم. (الوسیط فی تفسیر القرآن المجید تالیف ابی الحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری (المتوفی ۴۶۸ھ) و اما الاصنام من الحجارة والخشب فاموات لا یعقب موتها حیات و ذلک اعرق فی موتها. (تفسیر البحر المحیط ص۴۸۲) اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون﴾ یخبر تعالیٰ انه یعلم الضمائر والسرائر کما یعلم الظواهر، و سیجزی کل عامل بعمله یوم القیامة ان خیرا فخیر وان شرا فشر، ثم اخبر ان الاصنام الذی یدعونها من دون الله لا یخلقون شیئا وهم یخلقون کما قال الخلیل ﴿أتعبدون ما تنحتون؟ والله خلقکم وما تعلمون﴾ وقوله اموات غیر احیاء﴾ ای هی جمادات لا ارواح فیها فلا تسمع ولا تبصر ولا تعقل ﴿وما یشعرون ایان یبعثون﴾ ای یدرون متی تکون الساعة، فکیف یرتجی عند هذه نفع او ثواب او جزاء؟ انما یرجی ذلک من الذی یعلم کل شیءٍ وهو خالق کل شیءٍ. (تفسیر ابن کثیر ص۷۴۷ ج۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿اموات غیر احیاء﴾ قال فی روایة الکلبی یعنی ان الاصنام اموات لیس فیها روح ﴿وما یشعرون﴾ یعنی الاصنام ﴿ایان یبعثون﴾ ای متی یحیون فیحاسبون . (تفسیر سمرقندی ص ۲۳۲ ج ۲) و ترتیب الدلیل هکذا العالیة الذین یعبدهم المشرکون من دون الله لا یخلقون شیئا ولا شیء مما لا یخلق بشریک مماثل لخالق . فلا شیء من الاصنام بشریک للخالق فلا تکرار قوله (هم اموات لا تعتریهم الحیاة) اشارة الی ان قوله ﴿اموات﴾ خبر مبتداء محذوف و الی دفع ما یقال من ان قوله ﴿اموات﴾ دفع اولا بان قوله ﴿غیر احیاء﴾ صفة مخصصة لقوله ﴿اموات﴾ فان من الاموت ما تعتریه الحیاة بعد زمان کالنطفة والبیضة و نحوهما وما لا تعتریه الحیاة ابدا والاصنام من قبیل الثانی و کیف تکونوا شرکاء للاله الحق الحی الذی لا یجوز ان یعتریه الموت ابداً ؟ والحال ان المیت الذی لا تعتریه الحیاة ابدا فی غایة البعد عن الحی الذی لا یعتریه الموت ابدا و یمتنع ذلک فی حقه قطعا و دفعه ثانیا بان المراد بقوله ﴿اموات﴾ ما یتناول الاموات حالاً کالاصنام و عیسی و عزیز والاموات مآلاً کالملئکة الذین تعبدهم طائفة من المشرکین والاموات بهذا المعنی یلزم ان لا تکون احیاء بالذات الی انها وصفت بانها غیر احیاء بالذات لتأخیر کما فی قوله ﴿نفخة واحدة﴾ (الحاقة ۱۳) فانه لما کان المقصود نفی الالهیة عن شرکاء المشرکین اقتضی المقام الاهتمام بنفی لوازم الالوهیة عنها، و توصیفها بما ینا فی الالوهیة و ذالک آکد کونها امواتا حالا او مآلاً بکونها غیر احیاء بالذات فانه تعالیٰ فی وصفهم بثلاث صفات کل واحد منها تنافی الالوهیة وهی انهم غیر خالقین بل هم مخلوقون وانهم اموات غیر احیاء وانهم لا یعلمون وقت البعث والمقصود

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

منها نفی الالوهیة عنهم و اثبات وجوب الکون الاله خالقا غیر مخلوق حیا لا یموت عالما بالغیب کعلمه بالشهادة فالذی یقول موصوفا باضداد هذه الاوصاف ما یکون اله قطعا قوله (ولا یعلمون وقت بعثهم او بعث عبدتهم) اشارة الی ان ضمیر "یشعرون" للمعبودات البتة ، و ان الضمیر "یبعثون" یحتمل ان یکون للمعبودات ایضا و یقول المعنی ان الاصنام لا یشعرون متی یبعثها اللہ تعالیٰ قال ابن عباسؓ ان اللہ یبعث الاصنام ولها ارواح و معها شیاطینها فتتبرأ من عابدیها فیعبد بالکل الی النار و یحتمل ان یکون للعبدین و یکون المعنی ان الاصنام وسائر المعبودات من دون اللہ لا یشعرون وقت بعث عبدتهم ((حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر البیضاوی مصنف محمد بن مصلح الدین مصطفی القوجوی الحنفی المعروف شیخ زاده المتوفی ۹۵۱ھ)(ص ۲۶۰ ج۵) ﴿اموات غیر احیاء﴾ یعنی الاصنام ، قال الفراء و معنی الاموات هاهنا ، انها لا روح فیها. (زاد المسیر فی علم التفسیر ص۴۳۷ ج۴)

یہاں بھی یہ نہ انبیاء کی حیات کا انکار کر رہے ہیں بلکہ قبر میں اعادہ روح کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ لکھ رہے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے سنانے کی نفی کرتی تھیں اس سے مطلقا عدم سماع کیسے ثابت ہو گیا۔ (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابی محمد عبدالحق بن عطیہ الاندلسی)

"وما انت بمسمع من فی القبور" ای . کما لا یقدر أن یسمع من فی القبور کتاب اللہ ، فیهدیهم به الی سبیل الرشاد، فکذالک لا یقدر أن ینتفع بمواعظ اللہ و بیان حججه ، من کان میت القلب عن معرفة اللہ وفهم کتابه وواضح حججه. وهذا ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات، واشباع فی اقناطه علیه الصلاة والسلام، من ایمانهم. (تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل تالیف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واقعہ:

محمد بن عبیداللہ بن عمرو العتبی کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ یا خیر الرسل (اے رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف میں نازل فرمایا:

ولو انهم اذا ظلموا انفسهم جآؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا

.....

علامة الشام محمد جمال الدين القاسمى)(قوله شبهم بالموتى) اى فى عدم التأثر بدعوته وقوله فيجيبون الضمير راجع لمن باعتبار معناها لانه فسرها بالكفار. (الفتوحات الالهية سليمان بن عمر العجلى الشافعى الشهير بالجمل المتوفى سنة ۱۲۰۴)﴿ وما انت بمسمع من فى القبور﴾ يعنى . الكفار شبههم بالموتى حين صموا فلم يجيبوا. (الوسيط فى تفسير القرآن المجيد تاليف ابى الحسن على بن احمد الواحدى النيسابورى (المتوفى ۴۶۸ھ))قال وما انت بمسمع من فى القبور اى هؤلاء من عدم اصغائهم الى سماع الحق بمنزلة من هم قد ماتوا فاقاموا فى قبورهم فكما من مات لا يمكن ان يقبل منک قول الحق فكذالک هؤلاء لانهم اموات القلوب. (تفسير البحر المحيط ص ۳۰۹ ج۷) ﴿وما انت بمسمع من فى القبور﴾ اى كما لا ينتفع الاموات بعد موتهم و صيرورتهم الى قبورهم وهم كفار بالهداية والدعوة اليها كذالک هؤلاء المشركون الذى كتب عليهم الشقاوة لا حيلة لک فيهم ولا تستطيع هدايتهم . (تفسير ابن كثير ص ۱۲۹ ج۳) ﴿وما انت بمسع من فى القبور ﴾ يعنى لا تقدر أن تفقه الاموات وهم الكفار. (تفسير سمرقندى ص ۸۴ ج۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تـوابا رحیماً. (نساء۹۰) ترجمہ.....''اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔'' اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور میں اس میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے

☆☆یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه☆☆

☆☆فطاب من طیبهن من القاع والاکم

☆☆

ترجمہ.....اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔

☆☆نفسی الفداء لقبر انت ساکنه☆☆

☆☆فیه العفاف و فیه الجود والکرم

☆☆

ترجمہ.....میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے، اس میں جود ہے، اس میں کرم ہے۔

اس کے بعد انہوں نے استغفار کیا اور چلے گئے، عتبی کہتے ہیں کہ میری ذرا آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی، حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اس بدو سے کہدو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔(**ذکره ابن عساکر فی تاریخه وابن الجوزی فی مثیر العزم وغیرهما باسانید کذا فی شفاء السقام والمواهب وذکره الموفق مختصرا**)

اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کئے ہیں مگر امام نوویؒ نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نقل کئے ہیں:

☆☆انت الشفیع الذی ترجی شفاعته☆☆

☆☆علی الصراط اذا ما زلت القدم ☆☆

ترجمہ.....آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

☆☆و صاحباک لا انساهما ابدا☆☆

☆منی السلام علیکم ما جری القلم☆

ترجمہ.....اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا کے لئے قلم چلتا رہے، یعنی قیامت تک۔

واقعہ۲:

سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفہ میں ہیں، ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وهی نائبتی

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامد دیمینک کے تحطی بها شفتی

ترجمہ.....دوری کی حالت میں میں اپنے روح کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔(البنیان المشید)

حیات انبیاء علیہم السلام پر چند مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

گفت آنحضرت ﷺ در جواب ودفع وہم وہم ایشاں من زندہ ام ومردہ نیم ہمانکہ بحکم جریان سنت الٰہی یک ساعت الم موت راچشیدم دیگر روح مارمن باز بخشید در بدن من دراو وایں مخصوص بمن نیست بلکہ ایں نسبت تمامہ انبیاء را ثابت است۔(شرح سفر سعادت:ص۱۷۱)

آنحضرت ﷺ نے ان کا وہم دفع کرنے کے لیے جواب ارشاد فرمایا کہ میں زندہ ہوں گا نہ کہ مردہ،سنت الٰہی کو جاری کرنے کے لیے ایک ساعت کیلئے موت کا ذائقہ چکھوں گا پھر میری روح کو میرے بدن میں واپس لوٹا دیا جائے گا اور یہ چیز صرف میرے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے ثابت ہے۔

نیز لکھتے ہیں:

عدم اکل ارض اجساد را کفایت است از حیات والا سلامت بدن در زمین بے اعادہ روح چہ فائدہ دارد وایں مبنی است بر مسئلہ حیات انبیاء کہ بحیات حسی دنیاوی موصوف اند بالاتر از حیات شہداء کہ ایں حیات معنوی اخروی است ودر ایں مسئلہ ہیچکس را از علمائے امت خلاف نیست۔

(شرح سفر سعادت:ص۱۷۲)

زمین کا اجسام کو نہ کھانا حیات سے کنایہ ہے اس لئے کہ بغیر اعادہ روح کے بدن کا سلامت رہنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔اور یہ اس پر مبنی ہے کہ حیات انبیاء کا مسئلہ حیات حسی دنیوی کے ساتھ موصوف ہونے کے ساتھ ہے اور یہ حیات شہداء کی حیات سے بالاتر ہے اس لئے وہ حیات معنوی اخروی ہے اور اس مسئلہ میں امت کے علماء میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ عقائد واقوال جو طائفہ وہابیہ کے مشہور اور مابہ الامتیاز (بین اہل السنۃ وبینہم) ہیں ان کے خلاف ان حضرات کی تصانیف بھری ہوئی ہیں۔وہ وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں رسالہ آب حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے۔نیز ہدیۃ الشیعہ ،اجوبہ اربعین حصہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔(نقش حیات:ص۱۲۲)

خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ دفتر اول مکتوب نمبر ۷۰ میں تحریر کرتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ **القبر روضة من رياض الجنة**.(قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) قبر کے باغ ہونے سے مراد (بظاہر) یہ ہے کہ جو پردہ اور مسافت بقعہ قبر اور جنت کے درمیان واقع ہے دور ہو جاتی ہے اور ان دونوں مقاموں کے درمیان کوئی پردہ اور کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی گویا زمین بقعہ قبر کو جنت کے ساتھ فنا و بقا حاصل ہو جاتی ہے۔پس سمجھ لیجئے۔اور یہی معنی رسول ﷺ کے اس ارشاد کے بھی ہیں:**مابين قبری ومنبری روضة من رياض الجنة**.(میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) جنانا چاہیے کہ اس طرح کا باغ اخص الخواص حضرات کیلئے مخصوص ہے ہر مومن کو میسر نہیں ہے،زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جب مومنوں کی قبریں ایک طرح کی صفائی اور نورانیت پیدا کر لیتی ہیں تو ان میں اس بات کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ جنت کا عکس ان قبروں پر منعکس ہو جائے اور صفائی حاصل کئے ہوئے آئینہ کی طرح ہو جائیں۔(فیضان معصومیہ:ص۱۰۸)

خواجہ محمد معصومؒ مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت ایشاں (عروۃ الوثقی) دامت برکاتہم مدینہ منورہ کے راستہ میں نہایت تجسس کے ساتھ متبرک مقامات کا موقع ومحل دریافت کرتے تھے۔(یعنی) خواہ وہ (دیگر) آثار ہوں یا مساجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ جہاں تک ہوسکتا اپنے آپ کو اس جگہ پر پہنچاتے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات تک پہنچتے ہیں نہایت کوشش کرتے تھے، **الا أن یشاء ربی شیئا** (مگر یہ کہ جو میرا رب چاہے۔) اور جب وادی بدر سے صفراء تک پہنچے تو راستہ سے ہٹ کر حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے جو کہ شہدائے بدر میں سے ہیں۔ اور بدر میں زخمی ہو کر صفراء میں آرام فرما ہیں۔ کچھ دیر ان کی قبر پر دوستوں کے ہمراہ مراقبہ میں مشغول ہوئے۔ اس کے بعد قافلہ میں پہنچ کر فرمایا کہ ہم ان رضی اللہ عنہ کی قبر پر متوجہ ہوئے ہم نے (ان کو) نہیں پایا، کچھ دیر کے بعد نہایت عالی شان مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اور ہماری جانب آ کر بڑی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر جلدی سے واپس ہوگئے۔ گویا کسی کام میں مشغول تھے۔ مہمان کے اکرام کے لئے آ گئے پھر اسی کام میں متوجہ ہوگئے جب مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچے تو اس رات میں شوق کی کثرت اور تجلیات کے ظہور کی شدت کے باعث غالباً بیدار رہے صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے شہر (مدینہ منورہ) میں آ کر روضہ منورہ و مسجد شریف کے آداب بجالائے، روضہ مطہرہ شریفہ سے نہایت الطاف وعنایات اور دریافت احوال وعطیات کا انعام ظاہر ہوا اور تین چار روز کے بعد اہل مدینہ منورہ میں سے بعض لوگوں نے چاہا کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) کے طریقہ میں داخل ہو جائیں۔ اس جلیل القدر امر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی جناب سے نہایت ادب کے ساتھ اجازت چاہی۔ اور مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر مراقبہ کیا، اس امر جلیل القدر میں مشغول ہونے کے بارے میں کامل رضامندی اور اس کا نہایت اہتمام ظاہر ہوا جیسا کہ کعبہ حسنیٰ میں ظہور پذیر ہوا تھا۔ اور مقدس ومطہر (رسول اللہ) علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوات وسلام کی بارگاہ سے نہایت بلند درجہ کا خلعت ارشاد عنایت ہوا۔ اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عنایات کے انوار اور سرور انبیاء علیہم الصلوات والبرکات کے کمالات سے ان کے منور ہونے کا قرب ظاہر ہوا۔ اور اکثر اوقات مشاہد وآثار خصوصاً مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوات والتحیہ خاص کر مواجہ شریف میں (اور) اسطوانہ عائشہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک کہ ان مقامات میں پوشیدہ اسرار کامل ظہور کے ساتھ موجزن رہتے ہیں۔انوار کے متواتر ظہور کا بیان فرماتے تھے۔اور حضرت امام اجل مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کے کمالات اور آنجناب کا مرتبہ مذکورہ مقامات میں معلوم ہوا۔اس کے بعد بقیع شریف کے مزارات کی طرف تشریف لے گئے۔امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی عنایات والطاف اور اہل بیت وامہات المومنین (رضی اللہ عنھن اجمعین) کی مہربانیاں بھی ظاہر ہوئیں۔خاص طور پر صدیقہ حبیبہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے کمالات حدوشمار سے زیادہ ظاہر ہوتے تھے،فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت صدیقہؓ کا مدفن بقیع میں ہے لیکن اس لحاظ سے کہ حجرہ شریفہ ان کا گھر ہے۔اکثر ان ام المؤمنین کو حضرت نبی کریمﷺ کے حجرہ شریفہ میں پاتا ہوں اور مسجد شریف کو ان رضی اللہ تعالی عنہا کے انوار سے پر دیکھتا ہوں۔فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے الطاف اپنے بارے میں اس قدر مشاہدہ کئے ہیں اور ان کی طرف سے اپنے حال کے متعلق ،اسقدر اہتمام پایا ہے۔کہ کیا بیان کروں اور منجملہ امداد واعانت کے جو کہ حضرت صدیقہؓ سے حضرت عروۃ الوثقی سلمہ اللہ سبحانہ کی نسبت ظاہر ہوئیں۔یہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ نے ایک چیز کے بارے میں حضرات شیخین کے توسل سے حضرت خیر الخلائق علیہ الصلوات والسلام والتحیہ کی جناب میں سفارش چاہی،چونکہ سفارش سے فوری طور پر کچھ ظاہر نہ ہوا اراس میں کوئی راز ہوگا،حضرت عروۃ الوثقی نے حضرت صدیقہ حبیبہ (عائشہؓ) کا توسل اختیار کیا،انہوں نے التماس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو جناب مطہر رسول اللہ وعلی آلہ الف الف صلوات وسلام کی بارگاہ مچیں نہایت عجلت کے ساتھ پہنچایا اور اپنے آپ کو آنحضرتﷺ کی آغوش میں ڈال دیا اور ان کے درمیان محبت وانسیت کی باتوں کے بعد حضرت (عروۃ الوثقی قدس سرہ) کی التماس کو بارگاہ مقدس نبوی علیہ وعلی آلہ الف الف صلوۃ والبرکات سے فوراً منظور کرالیا۔اور جو کچھ وہ چاہتے تھے اس معلیٰ سے حاصل کرادیا۔(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو)اور نیز حضرت فاطمہ الزہراء رضی الہ عنہا کے کمالات ان رضی الہ عنہا کی شب،ولادت کو ظاہر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئے اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عظیم اجتماع اور عالی شان مسرت حجرہ شریفہ میں مشاہدہ ہوا۔(فیضان معصوم:ص۶۱ تا۶۳)

حضرت شاہ ولی اللہؒ مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:

مدینہ منورہ میں پہنچنے کے تیسرے دن بعد پھر میں روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو فیضان فرمایا تھا،اس سے مجھے بھی مستفید فرمایئے۔میں خیر وبرکت کی امید لے کر آپ کے حضور میں آیا ہوں۔اور آپ کی ذات رحمت اللعالمین ہے۔میں نے اتنا عرض کیا تھا آپ ﷺ حانت انبساط میں میری طرف اس طرح ملتفت ہوئے کہ میں یوں سمجھا کہ گویا آپ نے اپنی چادر میں مجھے لے لیا ہے۔اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر خوب بھینچا۔اور آپ ﷺ میرے سامنے رونما ہوئے۔اور مجھے اسرار ورموز سے آگاہ فرمایا۔(فیوض الحرمین:ص۱۱۹ تا۱۲۱)

شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ لکھتے ہیں کہ:

اور سول اللہ ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں پھر آپ نے آسمان کی طرف عروج فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اور ان کا ماجرا انبیاء کرام کے ساتھ چھٹے آسمان میں بیان کیا یعنی وہ چھٹے آسمان پر موجود تھے حالانکہ انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔(فتوحات مکیہ:ج۲ص۹۴)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار السعداء

امام ثابت بنانیؒ:

آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور بصرہ میں رہنے والے محدثین کے پیشوا ہیں آپ کا قول قابل حجت ہے، آپ نے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہؓ بن مغفل، ابن زبیرؓ، انسؓ بن مالک اور دیگر اہل علم سے کسب فیض کیا اور آپ سے شعبہؒ، حمادؒ بن سلمہ، ہمامؒ بن یحیٰ، جعفرؒ بن سلیمان، حمادؒ بن زید اور دوسرے لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا۔

علیؒ بن مدینی کہتے ہیں، آپ سے دوسو پچاس حدیثیں مروی ہیں۔ سلیمان بن مغیرہ کہتے ہیں میں نے دیکھا ہے ثابت بنانیؒ قیمتی لباس اور طیلسان پہنتے اور عمامہ باندھتے تھے۔ بکر بن عبداللہ کہتے ہیں جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عابد دیکھنا چاہتا ہے وہ ثابت کو دیکھ لے ہم نے ان سے بڑا کوئی عابد نہیں دیکھا۔ اور جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا حافظ حدیث دیکھنا چاہتا ہے وہ قتادہؒ کو دیکھے۔

شعبہؒ فرماتے ہیں ثابت بنانیؒ ہر دن اور رات میں ایک دفعہ قرآن حکیم ختم کر لیتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے، حماد بن زیدؒ کہتے ہیں میں نے ثابت کو اسی طرح روتے دیکھا ہے کہ آپ کی پسلیاں ادھر سے اُدھر ہوتی دکھائی دیتی تھیں۔ جعفر بن سلیمان کا بیان ہے۔ ثابت بنانی اس قدر روتے کہ آنکھیں ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا، کسی نے سمجھایا تو بولے اگر آنکھیں نہ روئیں تو ان کا فائدہ کیا ہے؟ بیماری میں علاج نہیں کراتے تھے۔

عقیلی نے ثابت بنانیؒ پر جرح کی کوشش کی تو علامہ ذہبیؒ پکار اٹھے اور فرمایا، "**افلا عقلک یا عقیلی**"، پھر لکھا "**لو ترک حدیث هؤلاء لغلقنا الباب و انقطع الخطاب و لماتت الاثار.**" (مقدمۃ انتقاد المغنی عن الحفظ والکتاب)

۱۲۳ھ میں انتقال فرمایا، بعض نے آپ کی وفات ۱۲۷ھ میں بتائی ہے۔ ۸۰ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلام حضرت امام سعید بن مسیّبؒ:

آپ کی کنیت ابومحمد، سعید نام اور مسیّب آپ کے والد کا اسم گرامی ہے۔ قریش کے قبیلہ بنومخزوم سے تعلق رکھتے ہیں، فقیہ مدینہ اور تمام تابعین کے سرتاج ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ خطبہ میں امیر المؤمنینؓ سے کچھ احادیث کا سماع بھی کیا ہے۔

عموماً حضرت عثمانؓ، زید بن ثابتؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابو ہریرہؓ، اور دوسرے صحابہؓ سے اکتساب علم کیا، آپ وسیع العلم، واجب الاحترام، دینداری میں مضبوط، حق کا برملا اعلان کرنے والے، اور فقیہ النفس تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، واللہ سعید بن مسیّبؒ مدینہ کے ایک مفتی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ اور دوسرے آئمہ کہتے ہیں، سعید بن مسیّبؒ کی مرسل احادیث صحیح ہوتی ہیں۔ زہری، مکحول اور دوسرے بہت سے اہل علم نے بھی یہی کہا ہے اور ٹھیک کہا ہے۔ جرح وتعدیل کے امام اور امام بخاری کے شیخ کبیر علی بن مدینی کہتے ہیں وسعت علم میں کوئی تابعیؒ آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور آپ میرے نزدیک سب تابعین سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔

عجلی اور دوسرے اہل علم کہتے ہیں آپ بادشاہوں کے نذرانے اور تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کے پاس اپنے ذاتی چار سو دینار تھے جن سے تیل زیتون وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ سعد بن ابراہیم کا بیان ہے میں نے حضرت سعید بن مسیّبؒ سے سنا ہے فرماتے تھے آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، اور حضرت عمرؓ کے فیصلے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ امام ابن شہاب زہری سے کسی نے پوچھا سعید بن مسیّب نے اتنا وسیع علم کس سے حاصل کیا؟ بولے زید بن ثابت، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے حضرت عثمان، حضرت علی اور صہیب رضی اللہ عنہم سے بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔ ان کی اکثر مسند روایتیں حضرت ابی ہریرہؓ سے سنی ہوئی ہیں۔ آپ حضرت ابی ہریرہؓ کے داماد تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ مشہور تھا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے فیصلہ جات ان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ معمر، زہری سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے فیصلوں کا علم ان کو سب سے زیادہ تھا۔ قتادہ کہتے ہیں حسن بصریؒ کو جب کوئی علمی اشکال پیش آتا تو اس کے حل کے لئے حضرت سعید بن مسیّبؒ سے خط و کتابت کرتے۔

یزید بن ابی حازم کا بیان ہے کہ آپ مسلسل نفلی روزہ رکھا کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن حرملہ کہتے ہیں، میں نے خود حضرت سعیدؒ سے سنا ہے فرماتے ہیں میں نے ۴۰ دفعہ حج کیا ہے۔

مطلب بن سائب کہتے ہیں میں ایک دفعہ حضرت سعید بن مسیّبؒ کے ساتھ بازار میں بیٹھا ہوا تھا، پاس سے بنومروان کا ہرکارہ گذرا۔ حضرت سعیدؒ نے پوچھا تم بنومروان کے قاصد ہو؟ بولا ہاں۔ فرمایا تم نے بنومروان کو کس حالت میں چھوڑا ہے۔ بولا میں نے ان کو خیر و عافیت میں چھوڑا ہے۔ فرمایا تم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ لوگوں کو بھوکوں مارتے ہیں اور کتوں کو پیٹ بھر کر کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر وہ آنکھیں سرخ کر کے آپ کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اٹھ کر بڑی مشکل سے پیچھے ہٹایا۔ وہ چلا گیا تو میں نے کہا آپ کیوں ناحق اپنی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ بولے احمق خاموش رہ بخدا! جب تک اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہداشت کرتا رہوں گا وہ مجھے کسی کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے گا۔

فقیہ شام حضرت مکحولؒ کو جب حضرت سعید بن مسیّبؒ کی موت کی خبر ملی تو فرمایا اب سب لوگ علم میں برابر ہو گئے ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت سعیدؒ نے کہا، میں نے اکثر ایک حدیث کی طلب میں کئی کئی راتوں اور کئی کئی دنوں کا سفر کیا ہے۔

ابو یونس کہتے ہیں ایک دفعہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت سعیدؒ کو الگ اور تنہا بیٹھا ہوا پایا۔ میں نے سبب پوچھا تو لوگوں نے کہا حکومت نے منادی کرادی ہے کہ ان (سعید بن مسیّب) کے پاس کوئی نہ بیٹھے۔ میں کہتا ہوں، میں نے حضرت سعید کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

وقال القاضی ابن خلکان فی "الوفیات" فی ترجمه ابو بکر ابن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمن بن الحارث بن حسام ۹۲ھ من الطبعة الميمنية المطبوعة ۱۳۱ هو احد الفقهاء السبعة الذين كانو بالمدينة فى عصر واحد وعنهم انتشر العلم والفتيا فى الدنياء و انما قيل لهم الفقهاء السبعة و خصوا بهذه التسمية لان الفتوى بعد الصحابة رضوان الله عليهم صارت اليهم و شهروا بها و قد كان فى عصرهم جماعة من العلماء السبعين مثل سالم بن عبدالله بن عمرو أمثاله رضى الله عنهم ولكن الفتوىٰ لم تكن الا هؤلاءِ السبعة هكذا قاله الحافظ السلفى.

امام نووی لکھتے ہیں، ان کی امامت اور جلالت پر سب کا اتفاق ہے، ابن حبان لکھتے ہیں کہ وہ اہل مدینہ کے سردار تھے (تہذیب الاسماء جلد ا ص ۲۲۰) ابن حماد لکھتے ہیں کہ ان کی ذات میں حدیث فقہ زہد و ورع اور عبادات اور جملہ علمی و عملی کمالات جمع تھے۔ (شذرات الذہب ج ا ص ۱۰۳)

حضرت سعید بن میسبؒ کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں فرماتے ہیں:

وكان سعيد بن المسيب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم لقضايا عمر و لحديث ابى هريرة. (ج ا ص ۱۱۵)

سعید بن مسیّبؒ فقہائے مدینہ کی زبان تھے اور قضایا عمرؓ اور حدیث ابوھریرۃؓ کے اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ حافظ تھے۔

حافظ قرشی نے الجواہر المضیہ میں لکھا ہے:

الفقهاء السبعة سعيد بن المسيب و عروة بن الزبير والقاسم بن محمد بن ابى بكر الصديق و خارجه بن زيد بن ثابت و عبدالله بن عبدالله بن عتبه بن مسعود و سليمان بن يسار و فى السابع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثلاثة اقوال. (احدھا) ابو سلمه بن عبدالرحمن بن عوف نقله الحاکم ابو عبداللہ عن اکثر علماء اھل الحجاز و (الثانی) انه سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب قاله ابن المبارک و (الثالث) انه ابو بکر بن عبدالرحمن الحارث بن ھشام.

آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے، ہیثم بن عدی، سعید بن عفیر اور ابن نمیر وغیرہ نے ۹۴ھ بتایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ یحیٰ قطان نے سن وفات ۹۱ھ بتایا ہے۔ ضمرہ نے ۹۱ھ یا ۹۲ھ ذکر کیا ہے۔

علی بن مدینی، یحیٰ بن معین اور مدائنی ۱۰۵ھ بتاتے ہیں۔ حاکم کہتے ہیں اکثر آئمہ حدیث اسی پر ہیں۔ رحمه اللہ تعالیٰ رحمة واسعة.

امام ابومعاویہ ضریر کوفیؒ:

آپ کا نام محمد بن خازم ہے۔ کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث تھے اور پختہ کار عالم ہیں آپ نابینا تھے اور محدث کوفہ کہلاتے تھے۔ آپ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابونعیم کہتے ہیں میں نے سنا ہے اعمش ابومعاویہ سے فرماتے تھے تم نے علم اپنے دل میں بھر کر اس کا منہ بند کر دیا ہے۔ کہتے ہیں شعبہ جب ابومعاویہ کی موجودگی میں حدیث بیان کرتے تو اعمش کی حدیث میں ان کی طرف مراجعت کرتے تھے اور پوچھتے تھے کیا یہ اس طرح نہیں ہے؟ کیا یہ اس طرح نہیں ہے؟ ابونعیم کہتے ہیں ابومعاویہ امام اعمش کی خدمت میں مسلسل ۲۰ سال رہے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ابومعاویہ سے جب اعمش کی حدیث کے متعلق دریافت کیا جاتا تو کہتے وہ میرے منہ میں اندرائن کی طرح ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں بخدا یہ قرآن کے تو جید حافظ ہیں لیکن اعمش کے علاوہ دوسرے محدثین کی روایت میں اضطراب کرتے ہیں، علی بن مدینی کہتے ہیں، میں نے ابومعاویہ سے ۱۵۰۰ احادیث لکھی ہیں۔

جریر کہتے ہیں ہم اعمش کے حلقہ درس سے باہر آتے تو ان کی حدیث ابومعاویہ سے زیادہ یاد رکھنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والا اور کوئی نہیں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں خلیفہ ہارون الرشید ابومعاویہ کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ احمد بن داؤد حرانی کہتے ہیں میں نے ابومعاویہ سے سنا ہے، فرماتے تھے اعمش کے درس میں بینا حضرات مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ بھی کہا وہ میرے گھر آتے تھے اور میں انہیں اعمش کے درس میں سنی ہوئی احادیث لکھایا کرتا تھا۔

مشہور حافظ حدیث احمد بن حسن سکری فرماتے ہیں، اعمش کی احادیث سب سے زیادہ ابو معاویہ جانتے تھے ان کے بعد سفیان ثوری اور ان کے بعد شعبہ کا نمبر آتا ہے۔ ایک جماعت کے قول کے مطابق ۱۹۵ھ میں اور دوسروں کے قول کے مطالق ۱۹۲ھ میں انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مجھے ابومعاویہ کی بہت سی عالی احادیث ملی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

امام وکیع بن جراح رواسی کوفیؒ:

آپ کی کنیت ابوسفیان ہے کوفہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ پختہ کار عالم اور عراق کے محدث ہیں۔ رواس جس کی طرف منسوب ہیں قیس عیلان کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ہشام بن عروہ، جعفر بن برقان، اسماعیل بن خالد، ابن عون، ابن جریج، سفیان، اوزاعی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ پہلے طبقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود عبداللہ بن مبارکؒ بھی ان سے روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ امام احمد بن حنبلؒ، ابن مدینیؒ، یحیٰ بن معینؒ، اسحاق، زہیر، ابوشیبہ کے دونوں بیٹے، ابوکریب، عبداللہ بن ہاشم، علی بن حرب، ابراہیم بن عبداللہ قصار اور دوسرے بہت سے لوگوں نے بھی ان سے کسب فیض کیا۔

ان کے والد وزیر مال تھے، خلیفہ ہارون رشید نے وکیع کو بھی کوفہ کی قضا پر مقرر کرنا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ یحیٰ بن یمان کہتے ہیں جب امام سفیان ثوری کا انتقال ہوا تو وکیع ان کی جگہ مسند نشین ہوئے، قضعی کہتے ہیں ہم حماد بن زید کے پاس بیٹھے تھے وکیع نکلے تو لوگ کہنے لگے یہ سفیان کے راوی اور ان کے جانشین ہیں اس پر حماد بولے اگر چاہو تو کہہ سکتے ہو ان کو سفیان پر ترجیح ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں میں سفر اور حضر میں وکیع کے ساتھ رہا ہوں، وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہر رات قرآن حکیم ختم کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں وکیع اپنے زمانہ میں ایسے تھے جیسے اوزاعی اپنے زمانہ میں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں میں نے وکیع سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا کہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

یحییٰ قطان بھی امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں، آج دونوں شہروں (کوفہ اور بصرہ) کے بڑے عالم وکیع بن جراحؒ ہیں۔ ابراہیم بن شماس کہتے ہیں اگر میں کوئی آرزو کروں تو عبداللہ بن مبارکؒ کی عقل اور ان کی پرہیزگاری، ابن فضل کے زہد اور ان کی رقت قلبی، وکیع کے حفظ اور ان کی عبادت، عیسیٰ بن یونس کے خشوع اور حسین جعفی کے صبر کی آرزو کروں گا۔ پھر کہا وکیع سب لوگوں سے بڑے فقیہ ہیں۔

مروان طاطری کہتے ہیں میں نے وکیع سے زیادہ خشوع کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ جس شخص کی میرے سامنے تعریف کی گئی اسے دیکھا تو وہ اس سے کم ہی نکلا مگر وکیع کو میں نے تعریف سے زیادہ ہی پایا۔

سعید بن منصور کہتے ہیں ایک دفعہ وکیع مکہ معظّمہ میں آئے جسم کے بھاری بھر کم تھے، فضیل بن عیاضؒ نے کہا آپ تو عراق کے راہب ہیں پھر یہ موٹاپا کیسا؟ بولے یہ اسلام کی خوشی کا موٹاپا ہے۔ فضیلؒ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ ابن عمار کہتے ہیں وکیع کے زمانہ میں کوفہ میں ان سے بڑا فقیہ اور ان سے زیادہ علم حدیث جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ ابوداؤد کہتے ہیں کبھی کسی نے وکیع کے پاس کتاب نہیں دیکھی۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں میری آنکھوں نے وکیع جیسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ حدیث کے بلند پایہ حافظ تھے۔ بہترین انداز سے فقہ حدیث میں مذاکرہ ان کا مشغلہ تھا۔ پرہیز گاری کے ساتھ ساتھ عبادت میں بڑے سرگرم تھے۔ اور کسی کی غیبت ہرگز نہیں کرتے تھے۔

حماد بن مسعدہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری کو دیکھا ہے وکیع جیسے نہیں تھے۔ امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں جو شخص عبدالرحمٰن کو وکیع سے افضل کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی اتنی اتنی لعنت ہو۔ ابوحاتم کہتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں وکیع عبداللہ بن مبارکؒ سے زیادہ حدیث یاد رکھنے والے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں وکیع کی تصنیف کردہ کتابوں کا بالالتزام مطالعہ کرو۔ابن مدینی کہتے ہیں، وکیع عربی بولنے میں غلطی کرتے تھے اگر میں ان کے تمام غلط الفاظ بیان کروں تو سننے والوں کو تعجب ہوگا۔عن عائشۃؓ کی بجائے عن عیشۃ کہا کرتے تھے۔

ابو ہشام اور دوسرے محدثین وکیع سے روایت کرتے ہیں فرماتے تھے، جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے کہتے ہیں وکیع یک چشم تھے۔ میں نے ان کے حالات اپنی کتاب تاریخ اسلام میں ذکر کئے ہیں اور وہ تاریخ دمشق میں اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔

امام وکیع نے حج بیت اللہ سے واپسی پر فید میں بروز عاشوراء ۱۹۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ابو سعید اشج کہتے ہیں وکیع فرماتے تھے نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک شخص کو دیناروں سے بھری ہوئی تھیلی اس لئے دی کہ کسی موقعہ پر اس کی دوات سے لکھا تھا۔ پھر معذرت کی کہ اس وقت تک میرے پاس اس سے زیادہ رقم نہیں ہے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ.

امام احمد بن حنبلؒ

نام ونسبؒ:

احمد بن حنبل بن ھلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ، ان کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ھ میں ہوئی یہ خالص عربی النسل اور قبیلہ شیبان کے چشم و چراغ تھے۔ان کے دادا حنبل بن ھلال بصرہ سے خراسان منتقل ہوگئے اموی حکومت میں وہ علاقہ سرخس کے حاکم بھی تھے۔ان کی پیدائش سے پہلے ان کے والد دار فانی سے رحلت فرما گئے تھے ماں نے بڑی ہمت اور حوصلہ مندی سے ان کی پرورش کی۔

گذر اوقات کے لئے برائے نام ایک جائداد تھی ان حالات نے ان میں تحمل، جفاکشی، عزم، صبر جیسی عظیم صفات پیدا کردیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعلیم:

بچپن میں قرآن حفظ کیا اور زبان کی تعلیم حاصل کی نجابت اور صلاحیت کے آثار بچپن سے نمایاں تھے، یہ ایک دفتر میں مضمون اور خطوط نویسی کی مشق کرتے تھے۔

بہت سی عورتیں جن کے شوہر ہارون الرشید کے ساتھ باہر فوج میں گئے ہوتے ان سے خط پڑھواتیں اور جواب لکھواتیں، جس مضمون کو شریعت یا تہذیب کے خلاف دیکھتے نہیں لکھتے تھے۔ انہی آثار کو دیکھ کر ان کے زمانہ کے ایک صاحب نظر (ہیثم ابن جمیل) نے کہا تھا کہ اگر وہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت ہوگا۔

احمد بن حنبلؒ کے شیوخ:

ہیثم ابن بشیر، ابو حازم الوسطی، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابو بکر بن عیاش، امام شافعی، عبدالرزاق بن ہمام، سفیان بن عیینہ، ابراہیم بن سعد، بشر بن المفضل، یحیٰ بن قطان، وکیع، ابن علیہ۔

احمد بن حنبلؒ کے تلامذہ:

ابناہ عبداللہ، صالح، عبدالرزاق، یحیٰ بن آدم، ابوالولید، ابن مہدی، یزید بن ھارون، علی بن مدینی، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابوزرعہ الرازی۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ ان کے درس کے سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی، جن میں سے پانچ پانچ سو صرف لکھنے والے ہوتے تھے ان کی مجلسیں بڑی باوقار اور سنجیدہ ہوا کرتی تھیں۔

توکل وقناعت:

ان کی زندگی آئمہ سلف کی طرح فقر وزہد اور توکل وقناعت کی زندگی تھی اور ان کا یہ فقر اختیاری تھا۔ انہوں نے کبھی خلفاء وسلاطین کا عطیہ قبول نہیں کیا اور فرماتے میں اس کو حرام سمجھ کر نہیں بلکہ احتیاطاً چھوڑتا ہوں۔ وہ محنت کر کے یا اپنی آبائی جائیداد کی آمدنی سے گزارا کرتے تھے اس فقر وتنگی کے باوجود بڑے فیاض اور عالی حوصلہ تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تواضع:

ان کی تواضع اور اخفائے حال کا یہ حال تھا کہ اگر چہ عالی نسب عرب تھے اور اس دور میں بڑا سرمایہ فخر تھا لیکن اس کا تذکرہ بھی وہ پسند نہیں کرتے تھے۔

علامہ ذہبی ان کے ایک معاصر عارم ابونعمان سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ ابوعبداللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عرب ہیں تو انہوں نے جواب دیا **یاابا النعمان نحن قوم مساکین** (اے ابونعمان ہمارا کیا ہم غریب لوگ ہیں) میں ان سے بہت پوچھتا رہا مگر انہوں نے ٹال دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک شخص نے ان کو بہت سخت سست کہا تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کو ندامت ہوئی اور اس نے آ کر معذرت کی تو فرمایا جہاں پر بات ہوئی تھی وہاں سے قدم اٹھانے سے پہلے ہی میں تم کو معاف کر چکا تھا۔

فتنہ خلق قرآن:

خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں دوسری صدی کے ابتداء میں ہی اسلام دشمن قوتوں نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کیا ان کی سرپرستی معتزلہ کر رہے تھے جو کہ اس وقت کے روشن خیال عالم کہلواتے تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ قرآن کریم اللہ کی مخلوق ہے یہ لادین عناصر کا پھیلایا گیا ایک مسئلہ تھا جو کہ سراسر اسلام سے متصادم تھا اور اس فتنے کا تعاقب اس وقت کے مرد قلندر امام احمد بن حنبلؒ نے کیا۔

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے، قرآن یہ اللہ کا کلام ہے باری تعالیٰ اس کے متکلم ہیں اب یہ قرآن اللہ کی صفت ہے۔ ہاں اگر فرض کر لیا جائے کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے تو اس سے قرآن کا حدث لازم آتا ہے جو کہ صحیح نہیں۔

ابتلاء وآزمائش:

امام احمد بن حنبلؒ ہی تھے جو تنہا مسئلہ خلق قرآن کی مخالفت اور عقیدہ صحیحہ کی حمایت اور حکومت وقت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے، امام اس وقت گروہ محدثین اور سنت وشریعت کے امین تھے۔ امام صاحب کو جب بغداد لایا گیا تو چار چار بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی تھیں، تین دن تک ان سے اس مسئلہ پر مناظرہ کیا گیا لیکن وہ اپنے اس عقیدہ سے پیچھے نہ ہٹے۔

والی بغداد نے کہا کہ اگر تم نے بات قبول نہ کی تو مار پر مار پڑے گی اور تم کو ایسی جگہ ڈال دیا جائے گا جہاں کبھی سورج نہ آئے گا۔ اس کے بعد امام کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا اور ان کو اسی انکار و اصرار پر ۲۸ کوڑے لگائے گئے۔

ایک تازہ جلاد صرف دو کوڑے لگاتا پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا امام ہر کوڑے پر فرماتے تھے ''میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول ﷺ کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں اس کو مان لوں گا''۔

عزیمت کا پیکر:

امام صاحب فرماتے ہیں کہ پھر اس اثناء میں میرے حواس جاتے رہے جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ بیڑیاں کھول دی گئی ہیں حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم نے تم کو اوندھے منہ گرا دیا، تم کو روندا۔ احمد کہتے ہیں کہ مجھ کو کچھ احساس نہیں ہوا اس کے بعد احمد بن حنبلؒ کو گھر پہنچا دیا گیا ان کی یہ رہائی قید و بند کی صعوبتیں ۲۸ ماہ تک برداشت کرنے کے بعد عمل میں آئی۔

ابراہیم بن مصعب جو سپاہیوں میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں نے احمدؒ سے زیادہ جری اور دلیر نہیں دیکھا۔ محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ احمدؒ کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر ایک کوڑا ہاتھی پر پڑتا تو چیخ مار کر بھاگتا۔ صاحبزادہ کہتے ہیں کہ انتقال کے وقت میرے والد کے جسم پر ضرب کے نشان تھے۔

جب امام صاحب پس دیوار زنداں تھے تو لوگوں نے انہیں سمجھانا چاہا اور اپنا بچاؤ کرنے کی حدیثیں سنائیں تو امام صاحب نے فرمایا کہ خبابؓ کی حدیث کا کیا جواب ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے بعض لوگ ایسے تھے جن کے سر پر آرا رکھ کر چلا دیا جاتا تھا پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں ہٹتے تھے۔ یہ سن کر لوگ ناامید ہو گئے اور سمجھ گئے کہ وہ اپنے مسلک سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

درخشندہ کارنامہ:

امام احمدؒ کی ثابت قدمی اور استقامت سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا اور مسلمان ایک بڑے دینی فتنہ سے محفوظ ہوگئے جن لوگوں نے اس ابتلاء میں حکومت وقت کا ساتھ دیا یا مصلحت پسندی کی چادر اوڑھی وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر گئے، ان کا دینی وعلمی اعتبار اٹھ گیا۔

اس کے برعکس امام احمدؒ کی شان بڑھ گئی، ان کی محبت اہل سنت اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شعار اور علامت بن گئی۔ اسی عظمت وقبولیت کا نتیجہ تھا کہ وہ وقت بھی چشم فلک نے دیکھا کہ جب ربیع الاول ۲۴۱ھ میں اس امام سنت نے دار فانی سے منہ موڑا تو خلقت کا ایسا ہجوم تھا کہ کسی آنکھ نے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا، نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کا اندازہ یہ ہے کہ آٹھ لاکھ مرد اور ۶۰ ہزار عورتوں نے شرکت کی۔

علامہ ذہبی ان کی ان الفاظ تعریف کرتے ہیں " **شیخ الاسلام سید المسلمین، الحافظ** اور **الحجة**۔ (تذکرہ ص ۱۷ ج ۲) محدث ابراہیم حربی کہا کرتے تھے کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کے علوم جمع کر دیے ہیں''۔ (ایضاً) امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے، ''میں نے بغداد میں امام احمدؒ سے بڑا فقیہ و عالم اور افضل کوئی نہیں دیکھا''۔ (بغدادی ج ۴ ص ۴۱۹، تذکرہ ج ۲ ص ۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۵)

اور نیز فرماتے ہیں کہ ''جب میں بغداد سے نکلا تو میں نے امام احمدؒ سے بڑا فقیہ، زاہد اور متورع اور عالم کوئی وہاں نہیں چھوڑا''۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۷۳) علامہ خطیب ان کی تعریف یوں کرتے ہیں "**امام المحدثین، الناصر للدین، المناضل** (یعنی مدافعت کرنیوالے) **عن السنة اور الصابر فی المحنة** (بغدادی ج ۴ ص ۴۱۲) نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں ''امام احمد امام سنت ومقتدائے ملت است''۔ (تقصار ص ۹۴)

امام ابن جریر طبریؒ:

امام خطیب لکھتے ہیں کہ وہ **احد ائمہ العلماء** تھے۔ ان کی رائے پر فیصلے طے ہوتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(بغدادی ج۲ص۱۶۳) علامہ ذہبی ان کو **الامام العلم الفرد الحافظ احد الاعلام** اور صاحب تصانیف کثیرہ لکھتے ہیں کہ وہ بڑی معرفت اور فضیلت کے مالک تھے۔ تمام علوم میں وہ اپنے معاصرین پر فائق تھے۔ اقوال حضرات صحابہؓ و تابعینؒ کے جاننے میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ (تذکرہ ج۲ص۲۵۱)

نیز علامہ ذہبی تصریح کرتے ہیں کہ تفسیر ابن جریر جیسی کوئی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی۔ (ایضاً) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ تمام تفسیروں میں صحیح ترین اور قابل اعتبار تفسیر محمد بن جریر طبری کی ہے، کیونکہ وہ صحیح اور ثابت سندات کے ساتھ سلف صالحین کے اقوال نقل کرتے ہیں اور اقوال بھی ایسے نقل کرتے ہیں جن میں بدعت کی مطلقاً بو تک نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ ج۲ص۱۹۲)

اور نیز لکھتے ہیں **ولکن تفسیر ابن جریر اصح من هذه کلها**. (فتاویٰ ص۱۹۴ج۲) لیکن ابن جریر کی تفسیر اور تفسیروں سے صحیح ترین ہے۔ امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ تفسیر ابن جریر وہ تفسیر ہے جس پر تمام معتبر علماء کا اتفاق ہے، کہ اس جیسی بہترین تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی، اور امام نوویؒ نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء میں اس کی تصریح کی ہے۔ (اتقان ج۲ص۱۹۱)

ابو حامد اسفرائنی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چین سے جا کر تفسیر ابن جریر حاصل کرے تو اس کے لئے کوئی زیادہ مہنگا سفر نہ ہوگا۔ محدث ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے سطح زمین پر محمد بن جریر سے بڑا کوئی عالم اور معلوم نہیں ہے۔ حافظ ابن القیم ان کو فقہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، لغت اور نحو وغیرہ کا امام لکھتے ہیں۔ (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ علی غزو المعطلۃ والجھمیۃ ص۷۲ طبع امرتسر)

نوٹ: ابن جریر طبری کے بارے میں میرا مضمون ''فیوضات صفدر'' میں مطالعہ کرلیا جائے۔

الحافظ الکبیر شیخ الاسلام امام ابن خزیمہ سلیمی نیسابوری:

آپ کی کنیت ابو بکر اور نام محمد بن اسحاق ابن خزیمہ ہے خراسان کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث، شیخ الحدیث، شیخ الاسلام اور اماموں کے امام ہیں۔ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن سے ہی تحصیل حدیث میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ کبار اساتذہ اسحاق بن راہویہ اور محمد بن حمید سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سماع کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا نام مشہور ہوگیا اور آپ کے زمانہ میں خراسان میں امامت فی الحدیث اور حفظ واتقان آپ پر ختم ہوگیا۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بھی صحیحین کے سوا دوسری کتابوں میں ان سے حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔ ابوعثمان حیری کہتے ہیں امام ابن خزیمہ نے ہمیں بتایا کہ جب میں کوئی کتاب تصنیف کرنا چاہتا تو پہلے نماز میں مصروف ہوتا پھر دعاء استخارہ کرتا، اطمینان قلب حاصل ہونے پر لکھنا شروع کر دیتا تھا۔

پھر یہی ابوعثمان کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ابن خزیمہ کی وجہ سے اہل نیسابور سے بہت سی مصیبتیں دور کرتا ہے۔ ابوبکر محمد بن جعفر کہتے ہیں میں نے امام ابن خزیمہ سے سنا ہے کسی نے ان سے پوچھا آپ کو یہ علم کثیر کیسے حاصل ہوا؟ بولے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے، زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ اس لئے جب میں نے زمزم کا پانی پیا تو میں نے اللہ سے نفع مند علم کا سوال کیا تھا۔

امام ابوعلی نیسابوری فرماتے ہیں میں نے امام ابن خزیمہ جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا ابواحمد حسینک کہتے ہیں میں نے امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ سے سنا ہے علی بن خشرم کے واسطہ سے امام اسحاق بن راویہ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا مجھے ستر ہزار احادیث ازبر یاد ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ میرے سر پر دھول مار کر بولے کیسے فضول سوال کرتے ہو؟ پھر فرمایا بیٹا میں نے سفید کاغذ پر سیاہی سے جو کچھ لکھا ہے اسے خوب جانتا ہوں۔

امام ابوعلی نیسابوری کہتے ہیں امام ابن خزیمہ کو اپنی احادیث سے استنباط کردہ فقہی مسائل اس طرح یاد تھے جس طرح حافظہ کو قرآن کی کوئی سورت یاد ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ امام اپنے زمانہ میں دریکدانہ تھے، ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی کہتے ہیں میں نے روئے زمین پر بجز امام ابن خزیمہ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا جسے فن حدیث میں اس قدر مہارت ہو کہ اسے صحیح الفاظ اور زیادات حدیث اس طرح یاد ہوں کہ گویا حدیث کی سب کتابیں اس کے سامنے کھلی پڑی ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام دارقطنی فرماتے ہیں ابن خزیمہ پختہ کار اور بے نظیر عالم تھے۔ ابو بشر کہتے ہیں امام ابن خزیمہ کے کسی اہل علم پڑوسی نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی شکل وصورت کی ایک تختی دیکھی جسے ابن خزیمہ صاف کر کے اجلا بنا رہے ہیں۔ معبر نے اس خواب کی تعبیر میں کہا یہ شخص آنحضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کرے گا۔

ابوالعباس بن سریج کے پاس کسی نے امام ابن خزیمہ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث سے علمی نکات موچنے (ایک آلہ) کے ذریعہ سے نکال لیتے ہیں۔ ابوزکریا یحیٰ بن عنبری کہتے ہیں میں نے امام ابن خزیمہ سے سنا ہے فرماتے تھے جب صحیح حدیث مل جائے تو آنحضرت ﷺ کے فرمان ہوتے ہوئے کسی کا قول قابل التفات نہیں۔

امام ابویعلیٰ موصلی تمیمیؒ:

آپ کا اسم گرامی احمد بن علی بن مثنیٰ ہے، آپ موصل کے رہنے والے قابل اعتماد حافظ حدیث، جزیرہ کے محدث اور مسند کبیر کے مصنف ہیں۔ علی بن جعد، یحیٰ بن معین، محمد بن منہال ضریر، غسان بن ربیع، شیبان بن فروخ، یحیٰ حمانی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور اپنے شیوخ کے حالات میں معجم شیوخ نامی ایک کتاب تین جلدوں میں تصنیف کی۔

اوران سے ابوحاتم بن حبان، ابوعلی نیسابوری، حمزہ بن محمد کنانی، ابوبکر اسماعیلی، ابوبکر بن مقری، ابو عمرو بن حمدان، نصر بن احمد مرجی، محمد بن نضر نخاس اور دوسرے بہت سے لوگ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ وہ صاحب اتقان اور متدین تھے، نیز فرمایا ان کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان صرف تین نفوس کا واسطہ ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ حافظ ابوعلی امام ابویعلیٰ کے ضبط اور حفظ حدیث پر تعجب کرتے تھے ان کی وسعت معلومات کا یہ عالم تھا کہ بہت کم حدیثیں ان پر مخفی رہتی تھیں۔ امام حاکم فرماتے ہیں ثقہ اور مامون ہیں۔

سمعانی کہتے ہیں میں نے اسماعیل بن محمد بن فضل حافظ سے سنا ہے فرماتے تھے میں نے مسند مدنی،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسند ابن منیع اوران کے علاوہ اور بھی کئی مسندیں پڑھی ہیں مگران سب کی حیثیت نہروں کی ہے اور مسند ابویعلیٰ ایک سمندر ہے جس میں سب نہریں آ کر آ ملتی ہیں۔

امام اوزاعیؒ (المتوفی ۱۵۷):

امام اوزاعیؒ، علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ شیخ الاسلام اور حافظ تھے، اور وہ اس قابل تھے کہ ان کو وقت کا خلیفہ بنایا جاتا۔ امام ابواسحاق فزاری کا بیان ہے کہ اگر تمام امت کا خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار مجھے دیا جائے تو میں امام اوزاعیؒ کا انتخاب کروں گا۔ اہل شام اور اندلس میں ایک عرصہ تک ان کی تقلید ہوتی رہی۔ (تذکرہ ج ا ص ۱۶۸)

امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ امام اوزاعیؒ سے فقہ اور دین کی بہت سی روایتیں منقول ہیں، اسی علمی قابلیت کی وجہ سے وہ اہل شام کے مفتی اعظم تھے۔ امام ابن مہدی کا بیان ہے، حدیث کے مرکزی امام صرف چار ہیں: (۱) امام اوزاعیؒ (۲) امام مالکؒ (۳) امام ثوریؒ (۴) امام حماد بن زیدؒ۔

نیز ان کا بیان ہے کہ اہل شام میں ان سے بڑا کوئی سنت کا عالم نہ تھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۳۹) حافظ ابن کثیر ان کو **الامام الجلیل علامة الوقت** اور **فقیه اهل الشام** لکھتے ہیں۔

امام عبیداللہ بن عبدالکریم فرماتے ہیں، میں نے امام اوزاعیؒ سے بڑا عقلمند، پرہیزگار، عالم، فصیح، باوقار، حلیم اور خاموش طبع کوئی اور نہیں دیکھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۱۵)

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ وہ امام الشام فی وقتہ اور احد ائمۃ الدنیا تھے۔

(اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص ۸۰)

ابوبکر بن ابی شیبہؒ:

آپ کا اسم گرامی عبداللہ اور ولدیت محمد ہے، سلسلہ نسب یوں ہے، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان بن خواشی العبسی مولاہم الکوفی۔ آپ بنوعبس کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے عبسی کہلاتے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے بے مثال حافظ حدیث ہیں اور اس فن میں ماہر بے عدیل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔

مسند، مصنف اور دیگر بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔آپ نے شریک قاضی، ابوالاحوص، ابن المبارک، ابن عیینہ، جریر بن عبدالحمید اوران کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا اوران سے ابوزرعہؒ، امام بخاریؒ، مسلمؒ، ابوداؤدؒ، ابن ماجہؒ، ابوبکر بن عاصمؒ، بقی بن مخلد، بغوی، جعفر فریابی اور دوسرے بہت سے روایت کرتے ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں ابوبکر صدوق ہیں اور یہ میرے نزدیک اپنے بھائی عثمان سے زیادہ محبوب ہیں۔عجلی کہتے ہیں ثقہ اور حافظ ہیں۔فلاس کہتے ہیں میں نے ابوبکر سے زیادہ حافظ کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ابوزرعہ کہتے ہیں ابوعبید فرمایا کرتے تھے علم حدیث چار آدمیوں کے پاس پہنچ گیا ہے ان میں ابوبکر اس کو زیادہ روانی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔احمد اس میں زیادہ فقیہ ہیں، ابن معین اس کو زیادہ جمع کرنے والے ہیں اور علی بن مدینی اس کو زیادہ جاننے والے ہیں۔صالح بن محمد بیان کرتے ہیں جن لوگوں سے مجھے تحصیل علم کا اتفاق ہوا ہے ان میں حدیث اور علل حدیث کو علی بن مدینی سب سے زیادہ جاننے والے تھے اوران سب سے مذاکرہ کے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ کی یادداشت قابل داد تھی۔

خطیب کہتے ہیں، کتاب تصنیف کرتے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ کی ترتیب سب سے اچھی ہوتی ہے۔خطیب کہتے ہیں کہ ابوبکر متقن اور حافظ ہیں۔مسند احکام اور تفسیر میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں، آپ نے محرم ۲۳۵ھ کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام المحققین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ لکھتے ہیں:

''فقہ حنفی کے کرم فرماؤں میں ایک بزرگ امام ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں، ان کا وصال ۲۳۵ھ میں ہوا، انہوں نے حدیث کی ایک بہت بڑی کتاب مصنف مرتب فرمائی ہے جو حال ہی میں ۱۶ جلدوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں شائع ہوئی ہے، ہمارے غیر مقلد دوست اس کتاب کو طبقہ ثالثہ کی کتاب کہہ کر نا قابل اعتماد بتایا کرتے ہیں، مگر اس کی ایک جلد میں حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے فقہی مسائل پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ان کو یہ حضرات خوب اچھالتے ہیں۔ لیکن اس کتاب کے بارہ میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔

اس کتاب میں تیس ہزار سے زائد صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ کے فقہی فتاویٰ درج ہیں، جن میں نہ فتویٰ دینے والے صحابی اور تابعی نے اپنے فقہی مسئلہ کی دلیل میں قرآن پاک کی کوئی آیت پیش کی ہے اور نہ ہی کوئی حدیث پیش کی ہے اور نہ فتویٰ پوچھنے والوں نے دلیل کا مطالبہ کیا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہ و تابعین میں فقہاء بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور باقی لوگ بلا مطالبہ دلیل ان فقہی فتوؤں پر عمل کرتے تھے اور اس متواتر طرز عمل پر کسی سے انکار ثابت نہیں، اسی کو تقلید کہتے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ دور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں تقلید متواتر تھی اور بلا نکیر جاری تھی، کوئی منکر تقلید غیر مقلد موجود نہ تھا۔

امام ابن شیبہ نے فقہ حنفی سے جو اختلاف فرمایا ہے، اس کا تجزیہ یہ ہے:

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار سے زائد ہے، امام موصوف نے صرف ایک سو پچیس مسائل میں اختلاف کیا ہے، اگر بالفرض ان کے اعتراضات کو من وعن مان لیا جائے تو بھی فقہ حنفی میں صواب وخطا کی نسبت یہ ہوئی کہ (۱:۱۰۱۶۰) دس ہزار ایک سو ساٹھ مسائل میں صواب اور ایک مسئلہ میں خطاء، گویا دس ہزار ایک سو ساٹھ مسائل میں دو اجر ملنے کے بعد ایک مسئلہ میں ایک اجر کے مستحق ہیں اور شاید کسی بڑے سے بڑے محدث کے بارہ میں بھی صواب وخطاء کی یہ نسبت ثابت نہ کی جا سکے۔

ہم نے جب ان مسائل کو دیکھا تو تقریباً ۶۰ مسائل وہ ہیں جن میں دونوں طرف احادیث ہیں، امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک ان کی رائے میں ایک حدیث راجح ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک دوسری راجح ہے۔ حضرت امام اعظمؒ خود فرماتے ہیں **اذا صح الحدیث فھو مذھبی**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(شامی ج ا ص ۱۶۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

تو جس حدیث کو انہوں نے اختیار کیا وہ صحیح ہے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صرف صحیح حدیث لیتے ہیں جو نہایت ثقہ راویوں سے ہوتی ہے اور آپ کو ناسخ و منسوخ کی بہت پہچان تھی اور یہ بھی پوری تحقیق کرتے کہ آنحضرت ﷺ کے آخری فعل کی جستجو کریں اور ساتھ ہی عام علماء کی موافقت کا بھی خیال رکھتے۔ (صمیری ص ۶۶، الخیرات الحسان ص ۳۰)

یعنی متعارض احادیث میں امام صاحب رحمہ اللہ اس حدیث کو لیتے ہیں جس کو خود امام صاحب اور باقی شیوخ حدیث بھی صحیح مانتے اور منسوخ کے مقابلہ میں ناسخ کو اور آخری زمانہ کی احادیث کو لیتے، اور ظاہر ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے نہ تو صحت حدیث میں اتنی کوشش فرمائی اس لئے محدثین نے ان کی کتاب کو طبقہ ثالثہ میں رکھا اور نہ ہی ناسخ و منسوخ کی اتنی تحقیق فرمائی۔

اس لئے ان ساٹھ مسائل میں امام صاحب رحمہ اللہ کی مختار احادیث اعلیٰ درجہ کی صحیح اور آخری عمر کی احادیث ہیں، تو ان کے راجح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ان کے علاوہ تقریباً ایک درجن مسائل وہ ہیں جن میں امام ابن شیبہ نے خبر واحد پیش کی ہے اور امام اعظمؒ نے قرآن کی نص سے استدلال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن پاک سے استدلال ہی راجح ہے۔

تقریباً ڈیڑھ درجن مسائل میں امام ابن شیبہ رحمہ اللہ نے خبر واحد سے استدلال کیا ہے، جبکہ امام اعظم رحمہ اللہ نے حدیث مشہور پر اپنے مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے اور ظاہر ہے کہ حدیث مشہور کے مقابلہ میں خبر واحد کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ تقریباً ڈیڑھ درجن مسائل وہ ہیں جن میں امام ابن ابی شیبہ نے ان مسائل کا رد کیا ہے جو سرے سے امام صاحب سے ثابت ہی نہیں، نہ فقہ حنفی کی متداول کتابوں میں موجود ہیں، اس میں بھی ابن ابی شیبہ سے خطا ہوئی۔

تقریباً دس مسائل ایسے ہیں جن میں فہم حدیث میں اختلاف ہے، امام ابن ابی شیبہ نے اور معنی سمجھا ہے اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے اور معنی سمجھا ہے، ظاہر ہے کہ بوقت اختلاف، فہم محدث کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتبار نہیں ہوتا بلکہ فہم فقیہ کا اعتبار ہوتا ہے۔خود حضور ﷺ فرماتے ہیں رب حامل فقه غیر فقیه ۔اور محدثین خود کہتے ہیں ہم پنساری ہیں اور فقہاء طبیب ہیں (جامع بیان العلم ص ۱۳۱ ج ۲، ذیل الجواہر ص ۴۸۵/ ج ۲، مناقب موفق ص ۱۶۳ ج ۱، الخیرات الحسان ص ۶۱)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فقہاء حدیث کے معانی کے بڑے عالم ہیں (ترمذی ص ۱۱۸ ج ۱) اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہے۔

البتہ چھ سات مسائل میں مناقشہ جاری ہے، جس میں امام صاحب رحمہ اللہ برابر ہیں، یہ ہے امام ابن شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کی کل کائنات۔اب خدا کی طرف سے مقبولیت کا یہ حال ہے کہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کتاب لکھنے کے بعد بھی آج تک کروڑہا مقلدین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موجود ہیں اور امام ابن ابی شیبہ کا ایک بھی مقلد دنیا میں نہیں ہوا۔

علامہ عبدالقادر قرشی، علامہ قاسم بن قطلو بغا اور علامہ کوثری نے ابن ابی شیبہ کے اس حصہ کا تفصیلی رد رکھا ہے جو قابل دید ہے، حضرات غیر مقلدین کے جماعتی پرچہ ''الاعتصام'' میں ہے امام اعظمؒ نے بے شک اپنے زمانے کے متقضیات تمدن کو سامنے رکھ کر قرآنی طریقہ شوریٰ کے ذریعہ اسلامی قوانین اور فقہ کی تدوین فرمائی اور حقیقت میں یہ عظیم الشان کارنامہ تھا، اس کی عظمت اور ضرورت کا انکار ناممکن ہے۔(۸ جولائی ۱۹۶۰ء ص ۵ کالم ۱)

ابن عبدالبرؒ:

آپ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو الامام شیخ الاسلام حافظ المغرب کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔حمیدی کہتے ہیں وہ فقیہ، حافظ، کثیر التصانیف، قرأت اور علم خلاف کے عالم اور علوم حدیث اور اسماء الرجال کے مسلم امام تھے۔(ایضاً ص ۲۱۸)

حافظ ابن قیمؒ ان کو امام الحافظ اور اپنے زمانہ میں امام اہل سنت لکھتے ہیں۔(اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص ۴۶)

الحافظ الکبیر امام خطیب بغدادیؒ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ کی کنیت ابو بکر نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی اور لقب محدث الشام والعراق ہے۔آپ بغداد کے رہنے والے بہت بڑے عالم اور نامور حافظ حدیث ہیں۔ بہت سی عمدہ اور پر مغز کتابوں کے مصنف ہیں۔۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد عراق کی ایک بستی درزیجان کے خطیب تھے۔

انہوں نے علامہ کتانی سے قرآن مجید پڑھا تھا اور انہیں سے حدیث کا سماع کیا تھا، وہ اپنے اس لڑکے یعنی صاحب ترجمہ کی تعلیم وتربیت کے لئے بڑے حریص تھے، اس لئے انہوں نے ان کو بچپن میں ہی ۴۰۳ھ میں حدیث کا سماع کرانا شروع کر دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بچے کے دل میں مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ مختلف ممالک کے مراکز کی طرف دیوانہ وار لپکے اور نور علم سے اپنے قلب ودماغ کو منور کیا۔

فراغت کے بعد ایسی پر مغز اور جامع کتابیں لکھیں جو آپ کی زندگی میں ہی چار دانگ عالم میں پھیل گئیں اور آپ جملہ فنون حدیث میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے۔

ابن ماکولا کہتے ہیں جن چوٹی کے علماء سے ہمیں ملنے کا اتفاق ہوا ہے خطیب ان میں سے معرفت، حفظ، ضبط واتقان، علل واسانید کی چھان بین اور حدیث صحیح، غریب، فرد، منکر اور مطروح کے جاننے میں آخری شخص ہیں۔اہل بغداد میں امام دارقطنی کے بعد ان کا کوئی ثانی نہیں ملتا۔ چنانچہ میں نے جب علامہ صوری سے خطیب اور ابونصر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے علم وفضل میں خطیب کو ابونصر پر نمایاں ترجیح دی۔

مؤتمن ساجی کہتے ہیں، ''بغداد نے امام دارقطنی کے بعد خطیب جیسا کوئی آدمی پیدا نہیں کیا''۔ابوعلی یزدانی کہتے ہیں، ''شاید خطیب نے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا ہوگا''۔فقیہ ابواسحاق شیرازی کہتے ہیں، ''خطیب کو معرفت اور حفظ حدیث میں امام دارقطنی اور ان کے اقران کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے''۔

ابوسعد سمعانی کہتے ہیں، ''خطیب بارعب، پروقار، ثقہ، حق کے متلاشی اور حجت تھے''۔آپ کی تحریر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بڑی دلکش ہوتی تھی، کثیر الضبط اور فصیح الکلام تھے، حفاظ حدیث کا آپ پر خاتمہ ہوگیا۔ آپ نے مکہ معظّمہ میں صحیح بخاری پانچ دن میں ختم کر لی تھی۔ بساسیری کے فتنہ کے بعد حالات دگرگوں ہونے کی وجہ سے آپ بغداد سے نکل کر دمشق آ گئے تھے۔

فضل بن عمر نسوی کہتے ہیں، ''میں ایک دن جامع صور میں علامہ خطیب کی خدمت میں حاضر تھا ایک علوی آیا اس کے ہاتھ میں دیناروں کی بھری ہوئی تھیلی تھی، بولا یہ حقیر ہدیہ ہے، اسے اپنی ضروریات میں استعمال فرمائیں، علامہ نے ترش رو ہو کر فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، علوی کہنے لگا شاید آپ اسے کم سمجھے ہیں کہا کہ یہ پورے تین سو دینار ہیں، یہ کہ کر اس نے تھیلی آپ کے مصلے پر پلٹ دی، مگر علامہ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور اپنا مصلا جھاڑ کر باہر نکل گئے، میں آپ کے استغناء اور علوی کے ذلت کے ساتھ اپنے دینار جمع کرنے کو آج تک نہیں بھولا۔

علامہ خطیب کا اپنا بیان ہے کہ جب وہ حج کے لئے گئے تو انہوں نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ جس مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد حاصل ہوتا ہے، زمزم کا پانی تین مرتبہ پیا اور اللہ تعالیٰ سے تین حاجتیں طلب کیں، پہلی حاجت یہ تھی کہ انہیں اپنی مشہور عالم کتاب ''تاریخ'' بغداد میں پڑھانے کا موقع ملے، دوسری حاجت یہ تھی کہ وہ جامع منصور میں حدیث املاء کروائیں، تیسری حاجت یہ تھی کہ انہیں مرنے کے بعد مشہور ولی اللہ بشر حافی کے جوار میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں حاجتیں ان کی خواہش کے مطابق پوری کر دیں۔

ابوالفرج اسفرائینی کہتے ہیں علامہ خطیب حج کو جاتے ہوئے ہمارے ساتھ تھے آپ ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک پڑھتے اور ہر روز غروب آفتاب کے وقت ختم کر دیتے تھے پھر لوگ آپ کے پاس جمع ہو جاتے اور آپ سے حدیث بیان کرنے کی آرزو کرتے، چنانچہ آپ حسب خواہش حدیث بیان کرنا شروع کر دیتے تھے۔

عبدالمحسن شیحی کہتے ہیں دمشق سے بغداد جاتے ہوئے علامہ خطیب کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تھا، علامہ کا معمول تھا کہ وہ ہر دن اور رات میں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ آپ کامیاب مصنف تھے، علامہ سمعانی نے آپ کی تصنیف کردہ کتابوں کے تعداد ۵۶ بتائی ہے۔

شجاع ذہلی کہتے ہیں خطیب امام، مصنف اور ایسے باکمال حافظ حدیث تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی تھی۔ سعید مؤدب کہتے ہیں میری علامہ خطیب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا آپ حافظ ابوبکر ہیں؟ بولے میں تو احمد بن علی خطیب ہوں، حفظ حدیث تو امام دارقطنی پر ختم ہو چکا ہے۔

ابن الآبنوسی کہتے ہیں خطیب چلتے تو ان کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی تھی جس کا راستہ میں مطالعہ کرتے جاتے تھے، خطیب فرمایا کرتے تھے جس نے کتاب لکھی یہ ایسا ہے جیسے اس نے اپنی عقل ایک پلیٹ میں رکھ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دی ہے۔

ابن طاہر مقدسی کہتے ہیں کہ میں نے ہبۃ اللہ بن عبدالوارث شیرازی سے پوچھا جس طرح خطیب کی تصانیف کی دھوم دھام ہے، کیا ان کا حافظہ بھی ایسا ہی غیر معمولی تھا؟ بولے نہیں۔ ہم ان سے کوئی سوال پوچھتے تو ہمیں کئی دن کے بعد جواب دیتے اور اگر ہم جواب جلدی دینے کا مطالبہ کرتے تو ناراض ہو جاتے، کیونکہ ان کی طبیعت میں ناخوشگوار قسم کی تیزی تھی۔

محمد بن مرزوق زعفرانی کہتے ہیں امام خطیب نے ہمیں بتایا کہ صفات باری تعالیٰ میں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ انہیں ظاہر پر محمول کیا جائے نہ ان کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ کسی چیز سے تشبیہ دی جائے اس کے برخلاف ایک قوم نے ان کی نفی کی ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت کی ہے اس کا انکار کر دیا ہے۔ دوسروں نے ان کے اثبات میں اس قدر غلو کیا ہے کہ ان کی کیفیت بیان کرنے اور مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینے پر اتر آئے ہیں۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ نفی اور تجسیم کے درمیان مسلک اعتدال اختیار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا دین غالی اور مقصر کے درمیان ہے، صفات میں کلام، ذات میں کلام کی فرع ہے، اس لئے ان میں وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اختیار کیا جاتا ہے، جیسے رب العالمین کے اثبات سے اس کے وجود کا اثبات ہے، کیفیت مراد نہیں۔ اسی طرح صفات کے اثبات سے بھی ان کے وجود کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اثبات ہے، کیفیت اور تحدید مقصود نہیں۔

جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ، کان اور آنکھ ہے تو یہ ایسی صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت فرمائیں ہیں، ہم ہاتھ کا معنی قدرت اور سمع و بصر کا معنی علم نہیں کر سکتے، جیسا کہ ان کو اعضاء نہیں کہہ سکتے اور انہیں ہاتھوں، کانوں اور آنکھوں سے تشبیہ نہیں دے سکتے جو کام کاج کرنے کے آلات ہیں۔ ہم ان کے اثبات کے اس لئے قائل ہیں کہ کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق وارد ہوا ہے اور ہم تشبیہ کی نفی اس لئے کرتے ہیں کہ فرمان خداوندی **لیس کمثله شیء** اور **ولم یکن له کفوا احد** میں ایسا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

مکی رمیلی کہتے ہیں علامہ خطیب ۱۵ رمضان المبارک ۴۶۳ھ میں بیمار ہوئے، دو مہینے برابر بیمار رہے ذی الحجہ کے شروع میں بیماری نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور ۷ ذی الحجہ کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وفات سے پہلے آپ نے ابوالفضل بن خیرون کو اپنی تمام کتابیں وقف کرنے اور اپنا مال نیکی کی راہ میں تقسیم کرنے کی وصیت فرمائی۔

آپ کے جنازہ میں شہر کے خواص وعوام سب نے شرکت کی اور ججوں نے آپ کی نعش کو کندھا دیا۔ ابوالحسین بن مہتد باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے جسم خاکی کو مشہور صوفی بشر حافی کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

ابن خیرون کہتے ہیں آپ کو باب حرب میں دفن کیا گیا۔ آپ نے اپنا مال جو دو سو دینار تھا، صدقہ کر دیا اور اپنا لباس اور کپڑے تقسیم کر دینے کی وصیت فرمائی۔ آپ کے جنازہ کے آگے آگے منادی کرنے والے منادی کرتے جاتے تھے یہ وہ شخص ہے جو آنحضرت ﷺ پر مخالفین کے اعتراضوں کا جواب دیا کرتا تھا، یہ وہ شخص ہے جو آنحضرت ﷺ پر افترا کئے ہوئے جھوٹ کی تردید کیا کرتا تھا، یہ وہ ہستی ہے جو آنحضرت ﷺ کی حدیث کی حفاظت کرتی تھی۔ عقیدت مندوں نے آپ کی قبر پر کئی دفعہ قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔

علی بن حسین بن جدا کہتے ہیں امام خطیب کی وفات کے بعد میں خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے پاس کھڑا ہے، میں اس سے امام خطیب کے بارہ میں پوچھنے ہی والا تھا مگر وہ پہلے ہی بول پڑا کہ ان کو جنت کے وسط میں جہاں ابرار آپس میں ملتے ہیں رہنے کے لئے مکان دیا گیا ہے۔

مکی رمیلی کہتے ہیں، میں ۱۲ ربیع الاول ۴۶۳ھ میں رات کے وقت بغداد میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم حسب دستور تاریخ پڑھنے کے لئے امام خطیب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، نصر بن ابراہیم مقدسی ان کی دائیں جانب بیٹھے ہیں اور نصر کی دائیں جانب ایک اور صاحب تشریف فرما ہیں، میں نے ان کے متعلق پوچھا تو کسی نے کہا یہ آنحضرت ﷺ ہیں ان کی تاریخ سننے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ امام خطیب کی جلالت و امامت کی زبردست دلیل ہے۔

غیث اور مناوی کہتے ہیں امام خطیب نے ہمیں اپنے موزوں کئے ہوئے یہ اشعار سنائے:

ان کنت تبغی الرشاد محضاً — لا مر دنیاک والمعاد

فخالف النفس فی هواها — ان الهوای جامع الفساد

اگر تم دنیا اور آخرت کا بھلا چاہتے ہو تو خواہشات نفسانیہ کو چھوڑ دو کیونکہ خواہش نفسانی ہر قسم کے فساد کا منبع ہے۔

آپ ۳۹۳ھ میں پیدا ہوئے آپ پہلے حنبلی تھے، پھر شافعی ہو گئے، تقلید کے بڑے سختی سے حامی تھے اور انکار تقلید کو بالکل غلط فرماتے تھے۔ (القیہ والمتفقہ ص ۶۷، ۶۸، ۶۹ ج ۲)

حنفیت کے خلاف بہت تعصب رکھتے تھے، انہوں نے جس طرح اپنی کتابوں میں صحیح احادیث بھی لکھی ہیں اور بہت سی جھوٹی احادیث بھی درج کی ہیں، محدثین نے صحیح احادیث کو قبول کیا ہے اور موضوعات کو رد کیا ہے، اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ کے بارہ میں بہت سے فضائل بھی جمع کئے ہیں اور بہت سے معائب بھی درج کئے ہیں۔

اب کوئی عقل مند آدمی ان دونوں رخوں کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک شخص کو اعلیٰ درجہ کا عالم، مجتہد، نیک بھی مانا جائے اور معاذ اللہ عیسائیوں اور بت پرستوں سے بدتر بھی مانا جائے، خطیب نے تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صرف ان دونوں پہلوؤں کو درج کر دیا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ محدثین نے دونوں پہلوؤں میں سے کس کو قبول کیا ہے اور کس کو رد کیا ہے۔

تو یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے فضائل کے پہلو کو محدثین نے بالاتفاق قبول کیا ہے، حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی محدثین اور مورخین اس کے بیان میں متفق اللسان ہیں، اور امام کے معائب کے حصہ کا تمام محدثین نے پرزور رد لکھا۔

ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کی صفائی میں کتاب الانتقاء تحریر فرمائی ہے۔ خطیب بغدادی کے شاگرد قاضی ابوالیمن نے تاریخ خطیب کا اختصار کیا تو امام صاحب رحمہ اللہ کے فضائل والا حصہ رکھا اور معائب کو مردود کر کے نکال دیا۔ محدث ابن الجوزی رحمہ اللہ نے السھم المصیب میں خطیب کی خوب خبر لی۔

پھر سبط ابن الجوزی نے دو بڑی جلدوں میں الانتصار لامام أئمۃ الامصار کے نام سے خطیب کا رد لکھا۔ ملک معظم نے بھی السہم المصیب فی کبد الخطیب میں اس کا رد کیا اور علامہ خوارزمی نے مقدمہ جامع المسانید میں اس کا رد لکھا۔ ابن حجر شافعی، علامہ صالحی ابن خلکان سب نے نفرت کا اظہار کیا۔

الغرض اہل سنت محدثین وعلماء کی نظر میں امام اعظم رحمہ اللہ کی عظمت میں تو کوئی کمی واقع نہ ہوئی، ان کے مقلدین سے آج بھی دنیا بھری پڑی ہے، البتہ خطیب کے اس باب نے خطیب کی عزت کو داغ لگا دیا۔ ہاں جس حصے کو علماء اھل سنت و جماعت نے اجماعاً مردود قرار دیا تھا، اس کو کبھی کبھی شیعہ پڑھ کر اپنے جذبہ تبرا بازی کی تسکین کر لیتے ہیں، ہندوستان (پاک و ہند) میں دور وکٹوریہ میں اس مردود حصہ کو حامد علی شیعہ نے اپنی کتاب استقصاء الافہام میں شائع کیا اور محمد جونا گڑھی غیر مقلد نے تاریخ محمدی کے نام سے شائع کر کے شیعہ اور منکرین حدیث کو خوش کیا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ نہ کتوں کے بھونکنے سے چاند کی چاندنی کم ہوتی ہے اور نہ ہی مکھیوں کے گرنے سے سمندر ناپاک ہوتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی لئے مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔ (داؤد غزنوی ص ۳۷۸)

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے فرمایا ہم ایسے شخص کو جو آئمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں (تاریخ اہل حدیث ص ۱۸۰)

آج کل کے غیر مقلدین کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جب نعیم بن حماد، ابن ابی شیبہ اور خطیب جیسے لوگوں کی مخالفت حنفیت کا کچھ نہ بگاڑ سکی تو آپ حضرات منکرین حدیث اور شیعوں کے ساتھ مل کر جو فقہ حنفی کی مخالفت کر رہے ہیں حنفیت کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔

اس لئے افتراق و انتشار کی تحریک کو ختم کر کے اھل سنت و جماعت کے ساتھ مل کر نظام شریعت (فقہ حنفی) کی کوشش کریں۔

امام طحاوی حنفی مصری:

آپ کی کنیت ابوجعفر اور اسم گرامی احمد بن محمد بن سلامہ ہے۔ مصر کی ایک بستی طحا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے طحاوی کہلاتے ہیں۔ بہت بڑے عالم، بلند پایہ حافظ حدیث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے ہارون بن سعید ایلی، عبدالغنی بن رفاعہ، یونس بن عبدالاعلیٰ، عیسیٰ بن مشرود، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، بحر بن نصر اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا۔

اور ان سے احمد بن قاسم خشاب، ابوالحسن محمد بن احمد خیمی، یوسف میانجی، ابوبکر بن المقری، طبرانی، احمد بن عبدالوارث زجاج، عبدالعزیز بن محمد جوہری، قاضی سعید، محمد بن بکر بن مطروح اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ ۲۶۸ھ میں شام گئے اور قاضی ابوخازم اور دوسرے فقہاء سے علم فقہ حاصل کیا۔

ابن یونس کہتے ہیں آپ ۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے، ثقہ، ثبت، فقیہ اور عقلمند تھے، انہوں نے اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑا۔ ابواسحاق شیرازی طبقات میں لکھتے ہیں مصر میں امام ابوحنیفہؒ کے پیروؤں کی سرداری ابوجعفر پر ختم تھی۔ انہوں نے ابوجعفر بن ابی عمران اور قاضی ابوحازم وغیرہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے علم حاصل کیا۔ یہ پہلے شافعی تھے اور امام مزنیؒ سے پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دن ان سے کہہ دیا کہ بخدا تم سے کچھ بھی نہیں بن پڑے گا۔ اس پر یہ ناراض ہو گئے اور ابن ابی عمران کے حلقہ درس میں داخلہ لے لیا۔ جب انہوں نے اپنی مختصر لکھی تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ ابوابراہیم پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو انہیں اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑتا۔

میں کہتا ہوں آپ ۲۷۰ھ کے بعد قاضی مصر ابوعبداللہ محمد بن عبدہ کے نائب مقرر ہوئے اور ان کی حالت میں ترقی ہونے لگی۔ خود بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک معتبر آدمی قاضی محمد بن عبدہ کے پاس آیا اور کہنے لگا ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنی والدہ سے کون سی حدیث بیان کی ہے جو وہ ان کے والد سے روایت کرتی ہیں؟ قاضی صاحب تو خاموش رہے، میں نے اپنی سند سے اس طرح بیان کی:

حدثنا بکار بن قیبة نا ابو احمد نا سفیان عن عبد الاعلی الثعلبی عن ابی عبیدہ عن امہ عن ابیہ ان رسول اللہ قال ان اللہ لیغار للمؤمن فلیغر.

ترجمہ..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کے لئے غیرت کرتا ہے اسے بھی غیرت مند ہونا چاہئے۔

اور مجھے یہ حدیث اس سند سے ملی ہے۔

حدثنا ابراھیم بن ابی داؤد نا سفیان بن وکیع عن ابیہ عن سفیان موقافاً

وہ آدمی کہنے لگا آپ جانتے ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ معلوم ہے آپ کس فن میں بات کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کیوں کیا بات ہے؟ بولا میں نے آپ کو کل شام کے وقت فقہاء کے میدان میں دیکھا تھا اور اب آپ اہل حدیث کے میدان میں نظر آ رہے ہیں اور یہ دونوں فن کسی میں کم ہی جمع ہوتے ہیں، میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں کہتا ہوں ابوجعفر نے اختلاف علماء، شروط اور احکام القرآن میں کتابیں لکھی ہیں اور معانی الآثار بھی ان کی تصنیف ہے۔آپ امام مزنی کے بھانجے ہیں اوران کے استاذ ابن ابی عمران حنفی قاضی بکار کے بعد دیار مصر کے قاضی تھے۔ابن یونس کہتے ہیں ابوجعفر نے شروع ذیقعد ۳۲۱ھ میں انتقال فرمایا اور ۸۰ سال سے زیادہ سال عمر پائی۔

مجھے اپنی سند سے ان کے واسطہ سے حضرت انسؓ کی یہ حدیث ملی ہے کہ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو جوان بزرگی کی وجہ سے کسی بوڑھے کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرنے والا شخص مقرر کر دیتا ہے''۔

نیز حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ملی ہے فرماتی ہیں: ''آنحضرت ﷺ روزے شروع کرتے تو برابر کئی کئی دن روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے اب آپ روزے نہیں چھوڑیں گے۔اور اگر افطار کرتے تو مسلسل افطار کرتے حتی کہ ہم کہتے اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے رمضان کے سوا کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں، اور نہ میں نے آپ کے شعبان کے سوا کسی دوسرے مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے دیکھا ہے''۔

محدث حاکم ابوعبداللہؒ نیشاپوری:

حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم بن الحکیم الطہمانیؒ نیشاپور کے رہنے والے تھے، ۳ ربیع الاول ۳۲۱ھ سوموار کے دن نیشاپور میں پیدا ہوئے، حاکم نے بچپن میں ہی اپنے والد اور اماموں سے علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔سب سے پہلے انہوں نے سب سے پہلا سماع حدیث ۳۳۰ھ میں کیا اور ۳۳۴ھ میں جبکہ ان کی عمر تیرہ سال تھی ابوحاتم بن حبان سے سماع حدیث کیا، عالی اسناد کے حصول کے لئے خراسان، عراق، ماوراء النہر کے شہروں کا سفر کیا اور دو ہزار شیوخ سے سماع حدیث کیا۔آپ نے طلب حدیث کے لئے طویل ترین سفر کئے، حتیٰ کہ کوفہ جو کہ علم حدیث کے مراکز میں سے تیسرا بڑا مرکز تھا وہاں بھی جا پہنچے، انہوں نے کوفہ کا پہلا سفر ۳۴۱ھ میں کیا اس وقت ان کی عمر صرف بیس سال تھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کوفہ میں اس وقت تک صحابہؓ کی درسگاہوں کے نشانات موجود تھے چنانچہ اس سلسلہ میں ان کا بیان حسب ذیل ہے

''میں کوفہ میں سب سے پہلے ۳۴۱ھ میں داخل ہوا ابوالحسن بن عقبہ شیبانی مجھے صحابہؓ کی مساجد بتاتے جاتے تھے، چنانچہ میں بہت سی مسجدوں میں گیا یہ مساجد اس وقت تک آباد تھیں۔ ہم نے اپنا ٹھکانا محلّہ بجیلہ میں حضرت جریر بن عبداللہؓ کی مسجد کو بنایا، اس کے بعد ۳۴۵ھ میں پھر کوفہ آنا ہوا تو ابن عقبہ کی مسجد ویران ہو چکی تھی، اب ابوالقاسم میرا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ جامع مسجد کے ستونوں کے گرد گھومتے اور بتاتے جاتے تھے کہ **هـذه اسطوانة جرير هذه اسطوانة عبدالله هذه اسطوانة البراء** یہ حضرت جریرؓ کا ستون ہے یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ستون ہے یہ حضرت براءؓ کا ستون ہے۔ (جہاں یہ حضرات درس دیا کرتے تھے)

حاکم اپنے والد سے بھی روایت کرتے تھے ان کے والد نے امام مسلمؒ کی زیارت کی ہوئی تھی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں یہ اھل فضل اہل علم اہل حفظ اور اہل معرفت میں سے تھے حدیث کے علم میں ان کی متعدد تصانیف ہیں پھر فرمایا کہ یہ ثقہ تھے۔

عبدالغافر بن اسماعیل فرماتے ہیں وہ اپنے زمانے کے محدثین کے امام تھے، احادیث کے عارف تھے جیسا کہ ان کی معرفت کا حق ہے، ان کا گھر صلاح اور تقویٰ کا گھر تھا اور فرمایا میں نے اپنے مشائخ سے سنا کہ وہ حاکم کے حالات کا تذکرہ کرتے اور کہتے کہ ان کے زمانہ کے متقدمین امام ابن فورک، ابوسہل صعلوکی جیسے آئمہ اس کو اپنے نفوس پر مقدم کرتے تھے اور حاکم کے حق فضیلت کی رعایت کرتے تھے اور اس کے احترام کو پہچانتے تھے۔

حافظ محمد بن طاہر فرماتے ہیں میں نے مکہ کے حافظ حدیث مسعد زنجانی سے پوچھا چار حفاظ جو ہم عصر ہیں ان میں کون احفظ ہے؟ انہوں نے کہا وہ کونسے چار حفاظ ہیں؟ میں نے کہا دارقطنی بغداد میں، عبدالغنی مصر میں، ابوعبداللہ بن مندہ اصبہان میں، ابوعبداللہ الحاکم نیشاپور میں پس وہ ایک لمحہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خاموش رہے پھر فرمایا دارقطنی تو علل حدیث کے اعتبار سے ان سے اعلم ہیں، عبدالغنی انساب کے اعتبار سے ابن مندہ احادیث اور ان کی معرفت کے اعتبار سے اعلم ہیں اور حاکم حسن تصنیف کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں۔

ذہبی فرماتے ہیں امام تھے حافظ ناقد علامہ اور شیخ المحدثین تھے اور فرمایا حافظ کبیر، امام المحدثین۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اہل دین، اہل امانۃ، اہل ضبط، اہل تجرد، اہل صیانت اور اہل تقویٰ میں سے تھے۔ حافظ خلیل بن عبداللہ فرماتے ہیں وہ ثقہ تھے وسیع العلم تھے ان کی تصانیف پانچ صد اجزاء کے قریب ہیں۔

سمعانی فرماتے ہیں اھل فضل اور اہل علم اھل معرفت اور اہل حفظ میں سے تھے، علم حدیث وغیرہ میں ان کی اچھی تصنیفات ہیں ابن خلکان کہتے ہیں اپنے زمانہ کے محدثین کے امام تھے، حدیث میں ایسی کتب کے مؤلف تھے جن کی مثل تصنیف نہیں کی گئیں، عالم عارف اور وسیع العلم تھے۔ علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں جلیل القدر امام تھے، ان کی امامت، جلالت، اور عظیم المرتبہ ہونے پر اتفاق ہے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ حاکم شیعہ تھے، ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ حاکم رافضی نہیں تھے بلکہ فقط شیعہ تھے، اور سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے **کلا لیس هو رافضیاً بل یتشیع.**

علامہ سبکی نے بھی طبقات شافعیہ میں حاکم کے رافضی ہونے کی نفی کی ہے، علامہ ابن طاہر فرماتے ہیں

کان شدید التعصب للشیعة فی الباطن و کان یظهر التسنن فی التقدیم و الخلافة و کان منحرفا غالبا عن معاویه

کہ حاکم باطن میں متعصب شیعہ تھا اور ظاہرا اپنے آپ کو خلافت اور تقدیم کے مسئلہ میں سنی ظاہر کرتا تھا، حضرت معاویہؓ سے منحرف تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محدث حاکم پر اس الزام کے باوجود ان کی جو حدیث اہل سنت کے موافق ہوگی وہ قبول ہوگی اس لئے کہ شیعہ ہونے کی صورت میں حاکم کو زیادہ سے زیادہ بدعتی ہونے کا الزام دیا جائے گا اور بدعتی کی جو روایت بدعت کے حق میں نہ ہو وہ قبول ہوتی ہے، شیعہ اور روافض کا فرق ہم پیچھے حاشیہ میں نقل کر آئے ہیں، جس کو سمجھنا ضروری ہے ورنہ دھوکہ لگ سکتا ہے۔

شارح مسلم امام نوویؒ:

علامہ نووی شارح مسلم آپ کا نام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف ہے نسب نامہ یوں ہے یحیٰ بن شرف بن مزی ان کو نووی نویٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے، نویٰ یہ حوران جو کہ سوریا میں ہے اس کی بستیوں میں سے ایک بستی کا نام ہے یہ شافعی المذہب تھے اور مذہب شافعی کے کبائر فقہاء میں سے تھے، ان کی ولادت نویٰ بستی میں محرم ۶۳۱ھ میں ہوئی۔

ان کے والدین متقی پرہیز گار تھے ۱۰ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا اور فقہ کی کتابیں بھی بعض اہل علم سے پڑھنی شروع کیں انہیں دنوں ایک واقعہ پیش آیا کہ شیخ یسین بن یوسف مراکشی ان کی بستی کے قریب سے گزرے تو کیا دیکھا کہ لڑکے ان کو زبردستی کھیل پر مجبور کرتے ہیں اور یہ بھاگتے ہیں اور ان کے مجبور کرنے کی وجہ سے روتے ہیں اور قرآن بھی پڑھتے ہیں۔

شیخ یسین نے جب یہ ماجرا دیکھا تو ان کے والد کے پاس گئے اور وصیت کی کہ انہیں طلب علم کے لئے وقف کر دیں، پس انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا، ۶۴۹ھ میں اپنے والد کے ساتھ دمشق گئے اور مدرسہ دار الحدیث میں تکمیل علم کے لئے داخلہ لیا اور مدرسہ الرواحیہ میں سکونت اختیار کی ساڑھے چار ماہ میں تنبیہ کو حفظ کیا اور سال کے باقی میں مہذب کو یاد کیا، پھر اپنے والد کے ساتھ حج کے لئے تشریف لئے گئے اور اپنے والد کے ساتھ حج کیا اور مدینہ منورہ میں ڈیڑھ ماہ قیام کیا۔

شیخ ابوالحسن بن عطار کہتے ہیں کہ شیخ نے انہیں بتایا کہ وہ ہر روز بارہ اسباق پڑھتے تھے، ایک درس الوسیط کا ایک المہذب کا ایک **الصحیح بین الصحیحین** کا ایک صحیح مسلم کا اور ایک **اللمع**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لابــن جنــی کا، ایک اصلاح منطق کا، ایک صرف میں، ایک اصول فقہ میں، ایک اسماء الرجال میں۔ اور اکثر اسباق لکھا کرتے تھے، آپ عابد، زاہد متقی اور نہایت پرہیزگار تھے انتہائی ہلکا کھانا کھاتے تھے اور انتہائی ہلکا لباس پہنتے تھے کسی سے ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے الا یہ کہ شدید حاجت ہو اور وہ بھی تحقیق و تفشیش کے بعد۔

قریبی اعزہ سے ان کی طرف انکی والدہ لباس بھیجتی اور وہی پہنتے اور ان کے کھانے پینے کا سامان بھیج دیتی یہ اس کو استعمال کرتے جس کمرے میں رہتے تھے اسی میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مکان وغیرہ تلاش نہیں کیا۔ انتہائی تقوے کا ہی نتیجہ تھا کہ دمشق کے پھل نہیں کھاتے تھے، رشید بن المعلم کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں ڈرایا کہ آپ اتنے مجاہدے کی وجہ سے کہیں بیمار نہ ہو جائیں اور آپ کے اشتغالات میں خلل واقع ہوگا تو اس پر فرمایا کہ میں پھل وغیرہ اس وجہ سے بھی نہیں کھاتا کہ اس کی وجہ سے جسم میں تری ہوتی ہے اور نیند آتی ہے، دن اور رات میں سحری کے وقت چند لقمے تناول فرمالیا کرتے تھے، آپ انتہائی شجاع، ناصح اور بلاخوف لومۃ لائم حق گو تھے۔ حکمرانوں کو ظلم سے روکتے عدل کی تلقین کرتے اور اللہ سے ڈراتے تھے، ملک الظاہر کو امر بالمعروف کے سلسلے میں کئی خطوط لکھے سلطان الملک الظاہر بیبرس تاتاریوں سے جنگ کے بعد اور انکو شہروں سے نکالنے کے بعد جب جنگ سے واپس آئے تو بیت المال کے وکیل نے ان کو کہا کہ شام کے جو اکثر باغ ہیں وہ حکومت کی ملک ہیں سلطان نے ان پر دیوار دائر کرنے کا حکم دیدیا لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور شکایت کی انہوں نے سلطان کو خط لکھا اور اس کو دیوار قائم کرنے سے منع کیا اور دیوار کے قائم کرنے کو ناجائز قرار دیا، اور کہا کہ یہ باغات لوگوں کی ملک ہیں۔ سلطان کو جب یہ خط پہنچا تو اس جرأت پر سخت برہم ہوا اور آپ کے منصب کو ختم کرنے کا حکم دیا لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس تو کوئی حکومتی منصب نہیں ہے ادھر انہوں نے جب دیکھا کہ خط سے فائدہ حاصل نہیں ہوا تو خود تشریف لے آئے اور سلطان سے جرأت کے ساتھ گفتگو کی۔ ابتداء کی تو سلطان نے سزا دینے کا ارادہ کیا حق تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور سلطان کے دل کو اس ارادے سے پھیر دیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور پھر دیوار دائر کرنے کا حکم بھی منسوخ کر دیا۔

آپ ۶۷۶ھ میں نویٰ واپس لوٹے آپ نے اوقاف سے مستعار لی ہوئی کتب واپس کر دی تھیں، اپنے شیوخ کی قبور کی زیارت کی اور ان کے لئے دعا کی اور روئے، اسی طرح اپنے زندہ دوستوں کو بھی ملے اور ان کو الوداع کہا، پھر بیت المقدس کی زیارت کی اور نویٰ واپس لوٹے، بیمار پڑے اور اس رحیم وکریم خالق کے پاس پہنچ گئے جس کے دین کے اشاعت کے لئے اپنی زندگی گزاری ہی نہیں واری بھی تھی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ ان کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھو (۱) طبقات السبکی ۸، ۳۹۵، ۴۰۰، (۲) تذکرۃ الحفاظ ۴/۴۷۰-۱۴۷۴، (۳) البدایہ والنہایہ ۱۳۰/۲۷۸، (۴) معجم المؤلفین ۱۳/۲۰۲ (۵) والاهتمام بترجمة الامام النووی شیخ الاسلام للسخاوی والنووی للشیخ علی الطنطاوی والامام النووی الشیخ عبدالغنی الدقر والمنهاج الشوی فی الترجمة محی الدین النووی للسیوطی، طبعة دار التراث الاولی ۱۴۰۹ھ تحقیق محمد العید الخطراوی

حافظ ابوبکر بیہقیؒ:

نام احمد بن حسین، کنیت ابوبکر، کتب رجال میں آپ کو ان الفاظ کے ساتھ لکھا گیا ہے:

هو الامام العلامه الحافظ المحدث الفقیه الاصولی الزاهد ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیهقی الخسرو جودی.

بیہق خراسان کے نواح میں ایک بہت بڑا علاقہ ہے جو بہت سے شہروں کو محیط تھا، صاحب معجم البلدان لکھتے ہیں کہ اس علاقے نے اتنے فضلاء علماء فقہاء اور ادباء پیدا کئے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

امام بیہقی ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں وفات ہوئی، آپ نے تمام عمر طلب علم اور اشاعت علم میں گزار دی، طلب علم کے لئے عراق حجاز، نوقان، اسفرائن، طوس، مہرجان، اسد آباد،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ھمدان، دامغان، اصبھان، رے، طبران، نیشاپور، روذبتار، بغداد، کوفہ اور مکہ کا سفر کیا۔

طلب علم کے لئے اس مرد قلندر نے آفاق کو چھان مارا، علم کو علم کے لئے طلب کیا۔ طلب علم اور اشاعت علم کے لئے آنے والی مشقتوں اور تکلیفوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، آپ بلند ہمت اور قناعت پسند طبیعت کے مالک تھے، آپ نے سب سے پہلے سماع حدیث ۳۹۹ھ میں شروع کیا اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، طلب علم کے بعد آپ نے اپنے علاقہ میں واپس لوٹے، یہ زمانہ فتنے اور فساد کا زمانہ تھا، بلاد مسلمین فتنوں سے بھرے ہوئے تھے کہیں روافض سنیت کے خلاف صف آراء تھے تو کہیں معتزلہ اہل سنت کی بیخ کنی میں مصروف تھے، اس اندرونی خلفشار کی وجہ سے قلوب مسلمین آپس میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے اور مسلمانوں میں ایک قسم کا اضطراب پایا جاتا تھا۔

سیاسی عدم استحکام تھا جس کا بس چلتا اپنی حکومت بنانے کی کوشش کرتا ان ناگفتہ بہ حالات میں امام بیہقی انتہائی مجاہدہ سے کام لیتے ہوئے کتاب وسنت کی نصرت اور اشاعت علم کے لئے کھڑے ہوگئے زیادہ توجہ آپ نے علم حدیث کی خدمت کی طرف کی، یہ علم آپ نے انتہائی مجاہدہ اور رغبت سے حاصل کیا تھا، چنانچہ اپنی کتاب معرفۃ السنن والآثار میں لکھتے ہیں:

> ''سب سے پہلے جب میں نے طلب علم کی ابتداء کی تو میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھا کرتا تھا، اور صحابہ کے آثار کو جمع کرتا تھا اور میں ان کو ان کے حاملین سے سنتا تھا، اور حفاظ سے ان کے روات کے احوال کی معرفت حاصل کرتا تھا، صحیح اور ضعیف، مرفوع اور موقوف، موصول اور مرسل کی تمیز میں محنت کرتا تھا''۔

دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں:

> ''کتب مصنفہ میں میری عادت صحیح احادیث پر اقتصاء کرنے کی ہے، اور صحیح اور غیر صحیح میں تمیز کرنے کی ہے تاکہ اہل سنت ان پر اعتماد کریں۔''

امام ذہبی فرماتے ہیں: اگر امام بیہقی اپنی وسعت علمی کی بناء پر خود اجتہاد کر کے اپنے اس اجتہاد پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عمل کرتے تو وہ اس پر قادر تھے۔ابن ناصر کہتے ہیں، وہ اپنے زمانے میں یکتا تھے اور حافظہ تقویٰ اور ثقاہت کے اعتبار سے اپنے تمام اہل زمانہ میں ممتاز تھے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: وہ حفظ، اتقان، حسن تصنیف، علوم حدیث اور علوم فقہ اور علوم اصول کو جمع کرنے میں اپنے زمانہ میں منفرد تھے۔حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کے کبار شاگردوں میں سے تھے اور آپ کی بہت ساری عمدہ تصانیف ہیں۔

سمعانی کہتے ہیں، وہ حافظ، فقیہ اور امام تھے حدیث اور فقہ کی معرفت کے جامع تھے۔ابن اثیر کہتے ہیں: وہ مذہب شافعی میں حدیث اور فقہ کے امام تھے۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ: فرماتے ہیں بیہقی اصحاب شوافع میں سے سب سے زیادہ علم حدیث والے تھے اور مذہب شافعی کے مددگار تھے۔

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ، فرماتے ہیں: وہ حافظ فقیہ اصولی زاہد متقی اور امام جلیل تھے، حاکم نیشاپوری کے اصحاب میں سے سب سے بلند تھے۔۴۵۸ھ میں آپ کی وفات نیشاپور میں ہوئی، آپ کو تابوت میں بیہق لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا۔اللہ تعالیٰ آپ کی اور جمیع علماء، صوفیاء اور محدثین کی قبور پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے آمین یارب العلمین بجاہ النبی الکریم۔

امام بیہقی چونکہ شافعی تھے اس لئے مسلک کی پاسداری کرتے اور احناف سے شدید تعصب رکھتے تھے، حنفیت، امام طحاوی کے رد کے شوق میں سنن میں ہر قسم کی روایات صحیح، حسن اور ضعیف روایات بھر دیں، (ممکن ہے اپنے گمان کے اعتبار سے صحیح لائے ہوں، **کما مر**)

لیکن الماردینی حنفی، نے **الجوهر النقی فی الرد علی البیهقی** لکھ کر اس کی پوری حقیقت واضح فرمادی ہے۔تقریباً سات صدیاں گزر چکی ہیں کوئی شافعی اس کا رد نہیں لکھ سکا۔امام نے مسئلہ حیات پر بھی قلم اٹھایا لیکن جس طرح علامہ ماردینی نے وہاں رد کیا یہاں کس اھل سنت وجماعت کے عالم نے رد نہیں کیا، نہ اس عقیدہ کا انکار کیا۔معلوم ہوا جہاں اختلاف کی گنجائش تھی کیا تھا، یہاں نہیں کیا گیا معلوم ہوا حیات النبی ﷺ کا مسئلہ اتفاقی تھا اور ہے۔

مزید معلومات کے لئے دیکھیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تاریخ بیهقی ۳۱۸، الانساب للسمعانی ۲، ۳۸۱، تبیین کذب المفتری ۲۶۵، تذکرة الحفاظ ۳، ۱۱۳۲، العبر ۳، ۳۴۲، وفیات الاعیان ۱، ۵۷، طبقات الشافعیه للسبکی ۴، ۸، المنتظم ۸، ۲۴۲، مفتاح دار السعادة ۲، ۱۵، البدایه والنهایه ۱۲، ۹۴، شذرات الذهب ۳، ۳۰۴، النجوم الزاهرة ۵، ۷۷، مراة الجنان ۳، ۱۸، الکامل فی التاریخ ۱۰، ۱۸، طبقات الشافعیه لابن قاضی شعبه ۱، ۲۲۶، طبقات الشافعیه الاسنوی ۱، ۱۹۹، سیر اعلام النبلاء، ۱۸، ۱۶۴

امام ابوعوانہؒ اسفرائینی نیشاپوری:

آپ کا اسم گرامی یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہے۔اسفرائن کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث ہیں سب محدثین کے نزدیک قابل اعتماد ہیں، آپ کے آباء واجداد نیشاپور کے رہنے والے تھے آپ کی ایک کتاب "المسند الصحیح" کے مصنف ہیں جو دراصل صحیح پر استخراج ہے، (یعنی صحیح مسلم کی احادیث اپنی سند سے ذکر کی ہیں) اور اس پر کچھ مفید اضافے کئے ہیں، آپ نے طلب علم کے لئے دنیا کا کونہ کونہ چھان مارا اور اس فن کو کمال توجہ کے ساتھ حاصل کیا۔امام حاکم فرماتے ہیں ابوعوانہ فن حدیث کے عالم اور پختہ کار ہیں میں نے ان کے صاحبزادے محمد سے سنا ہے کہ ان کا ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا ہے۔

ابوحاتم محمد بن احمد بن حبانؒ:

انہوں نے مصر سے خراسان تک کثیر خلقت سے سماع کیا۔ابوسعید ادریسی کہتے ہیں ایک زمانے تک سمرقند کے قاضی رہے، دین کے فقہاء میں سے تھے اور حدیث کے عالم۔انہوں نے مسند صحیح بھی تصنیف کی ہے۔حاکم کہتے ہیں ابن حبان لغت، حدیث اور فقہ کے عالم تھے اور عقلمند آدمیوں میں سے تھے۔عمرو بن صلاح نے ان کو طبقات الشافعیہ میں ذکر کیا ہے، ۳۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ اپنوں سے متساہل اور مخالفین پر متشدد تھے، امام ذہبی کہیں تو فرماتے ہیں تقعقع کعادته

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(میزان ص ۴۵ ج ۳) اور کہیں فرماتے ہیں خساف مھتور. ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبوت کسبی ہے اس لئے لوگ اس کو زندیق کہتے تھے، بعض محدثین نے ان کا اس مسئلہ میں ان کے قول کی توجیہ کر کے دفاع بھی کیا ہے، احناف کے خلاف سخت متعصب تھے۔ علامہ تقی الدین سبکی نے بھی شفاء السقام میں ان پر تنقید کی ہے اور کہا ہے:

اما قول ابن حبان فی النعمان انه یاتی عن الثقات بالطامات فهو مثل قول الدارقطنی الا انه بالغ فی الانکار.

علامہ ابن حجر "**القول المسدد فی الذب عن مسند احمد**" میں فرماتے ہیں **ابن حبان ربما جرح الثقه حتی کانوا لا یدری ما یخرج من راسه** ابن حبان ثقہ پر بھی جرح کر دیتے ہیں حتی کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔ اسی طرح ابن حبان جب کسی حدیث کو دیکھتے ہیں کہ یہ ظاہراً صحیح حدیث کے خلاف ہے تو ان پر وضع کا حکم لگا دیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر اس کو خطا قرار دیتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

فقد اخطأ من حکم بالوضع بمجرد مخالفة السنة مطلقاً

اسی طرح شیخ عبداللہ بن صدیق الغماری "المقاصد الحسنۃ" میں تعلیق میں لکھتے ہیں:

کثیرا ما یحکم ابن حبان بوضع الحدیث لمجرد مخالفة لحدیث صحیح و کذالک الجوزقانی وقد عاب الحفاظ ذلک منهم الذهبی و ابن حجر.

ابن حبان جو اکثر وضع کا حکم لگا دیتے ہیں وہ اس حدیث کے صحیح حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے لگا دیتے ہیں اور جوزقانی بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ حفاظ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں انہی حفاظ میں سے ذہبی اور ابن حجر بھی ہیں۔ (المقاصد الحسنۃ ص ۷۷) ابن حبان حدیث پر وضع کا حکم لگانے میں متشدد ہونے کے باوجود رواۃ کی توثیق میں متساہل تھے۔ ان کی صحیح کو بعض حضرات نے سنن ابن ماجہ پر ترجیح دی ہے۔ مورخ ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں **واکثر النقاد علی ان**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحیحه اصح من سنن ابن ماجه۔(شذرات الذہب بحوالہ ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'')

مراجع:

تذکرۃ الحفاظ، الرفع والتکمیل، میزان الاعتدال، بستان المحدثین، امام ابن ماجہ اور علم حدیث۔

علامہ نووی ''تقریب'' میں فرماتے ہیں یقاربه فی حکمه صحیح ابن حاتم ابن حبان یعنی المستدرک علی الصحیحین کے قریب ہے حکم صحت میں صحیح ابن حبان۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ مستدرک حاکم کو ابن حبان پر ترجیح ہے، اس لئے کہ واقعہ اس کے خلاف ہے کیونکہ حاکم ابن حبان سے زیادہ متساہل ہے، اور حازمی کہتے ہیں ابن حبان امکن فی الحدیث ہے حاکم سے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ ابن حبان متساہل ہے صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ حسن کو صحیح کہہ دیتے ہیں۔ ان اقوال کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سیوطی آخر میں خلاصہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں حاصل یہ ہے کہ حاکم نے جن شرائط کا مستدرک میں التزام کیا وہ ایفاء نہ کر سکے، اور ابن حبان نے اپنی شروط کا التزام کیا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ ابن حبان متعصب تو ہیں ہی البتہ متساہل بھی ہیں، مگر اس درجہ کے بھی نہیں کہ ان کی روایتوں کو بالکل ہی رد کر دیا جائے حسن کے درجہ میں قبول کر لی جائیں گی، ہاں احناف کے خلاف ان کی جرح ان کے تشدد اور تعصب کی وجہ سے مقبول نہیں ہوگی۔

مراجع:

میزان الاعتدال، الرفع والتکمیل، تعلیقات شیخ ابو غدہ علی الرفع والتکمیل، تذکرۃ الحفاظ، بستان المحدثین، امام ابن ماجہ اور علم حدیث، تدریب الراوی۔

حالات محقق ابن تیمیہؒ

نام:

ابن تیمیہ کا اصل نام تقی الدین ابن تیمیہ ہے باپ نے احمد تقی الدین نام رکھا انہوں نے بڑے ہو کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابوالعباس کنیت اختیار کی لیکن خاندانی لقب ابن تیمیہ سب پر غالب رہا۔

ابن تیمیہؒ کا خاندان:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے والد شہاب الدین عبدالحلیم ابن تیمیہ عالم، محدث، اور حنبلی فقیہ اور صاحب درس وافتاء تھے ان کے درس کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ بالکل زبانی اور برجستہ ہوتا تھا وہ اثنائے درس میں کسی کتاب سے معاونت نہیں لیتے تھے۔ انہیں اپنے حافظہ اور یادداشت پر مکمل اعتماد تھا۔ جامع اموی کے وعظ و درس کے ساتھ ساتھ وہ دمشق کے دارالحدیث السکریہ کے شیخ الحدیث بھی تھے، ۶۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور مقابر الصوفیہ میں ان کی تدفین ہوئی۔

غیر معمولی حافظہ:

ایک مرتبہ حلب کے ایک بڑے عالم دمشق آئے انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے جس کا نام احمد تقی الدین ابن تیمیہؒ ہے اس کا حافظہ بڑا ہے، بہت جلد یاد کر لیتا ہے ان کو اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور اس کا امتحان لینے کا شوق ہوا۔ جس راستہ سے ابن تیمیہؒ گزرا کرتے تھے وہاں ایک درزی کی دکان پر بیٹھ گئے، درزی نے کہا کہ وہ بچہ آتا ہوگا، یہی اس کے مکتب کا راستہ ہے آپ تشریف رکھئے چند لمحے گذرے کہ کچھ بچے مکتب کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ درزی نے کہا کہ وہ بچہ جس کے ہاتھ میں بڑی سی تختی ہے وہی ابن تیمیہؒ ہے۔

شیخ نے اس بچہ کو آواز دی وہ آیا تو اس کی تختی لے لی اور کہا کہ بیٹا اس تختی پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو صاف کر دو، جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی ۱۱ یا ۱۳ احادیث لکھوا دیں اور کہا ان کو پڑھ لے بچہ نے اس کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا، شیخ نے تختی اٹھالی اور کہا کہ سناؤ! بچہ نے پوری حدیثیں سنا دیں۔ شیخ نے کہا کہ اچھا اب ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں اور کہا پڑھو! بچہ نے ایک بار غور سے دیکھا اور پھر سنا دیا۔ شیخ نے یہ تماشا دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا، اس لئے کہ اس زمانہ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ (بحوالہ عقود الدریہ ص ۲۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تصنیفی وعلمی خدمات:

امام ابن تیمیہؒ اپنے حافظہ خداداد سے پورے علمی ذخیرہ پر عبور حاصل کیا، قرآن مجید کا گہرا علم مقاصد شریعت سے گہری واقفیت، اصول فقہ اور اصول تشریع کا ملکہ راسخہ ان کی ہر تصنیف میں ان کا رفیق ہے۔ ان کی تصانیف میں الجواب الصحیح، منہاج السنۃ، کتاب النبوات، الردعلی المنطقیین، اقتضاء الصراط المستقیم نہ صرف اعلیٰ علمی تصانیف اور اپنے موضوع پر کامیاب کتابیں ہیں بلکہ اس طرح کی خیال آفریں کتابیں ہیں جو ذہین کو سوچنے پر آمادہ کرتی ہیں، امام ابن تیمیہ نے تفسیر کو اپنے فکر وتصنیف کا خاص موضوع بنایا ان کی کوئی تصنیف مشکل سے ایسی ہوگی جس میں قرآن مجید کی تفسیر کا مواد نہ ملے۔ ان کے تلامذہ کا بیان ہے کہ انہوں نے جو تفسیری ذخیرہ چھوڑا وہ تیس ۳۰ جلدوں سے زائد ہے۔ حدیث اور شرح حدیث میں اگرچہ امام ابن تیمیہؒ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے مگر ان کی تصنیفات میں اصول حدیث، اسماء الرجال، جرح وتعدیل، نقد حدیث اور فقہ حدیث کا جتنا مواد ملتا ہے اگر وہ سب علیحدہ علیحدہ جمع کر دیا جائے تو وہ ایک بڑا قیمتی ذخیرہ ہوگا۔ اصول فقہ ان کا ایک پسندیدہ اور ذوقی موضوع تھا۔ ابن تیمیہؒ کی تصنیفات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو شاید علم کلام، وعقائد ان کی تحریروں کے پورے نصف حصہ پر مشتمل ہوگا۔ ان کے رسائل جو مختلف مقامات اور شہروں کے نام پر معنون ہیں مثلاً شرح اصبہانیہ، رسالہ حمویہ، تدمریہ، واسطیہ، کیلانیہ، بغدادیہ، اس موضوع پر ان کے اصلی خیالات استدلال، حمیت دینی اور ان کے علم وذہانت کا مظہر ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ کے زمانہ میں فقہ مدون ہو چکی تھی پھر بھی انہوں نے کتاب وسنت اجماع وقیاس اور اصول فقہ کی روشنی میں استنباط واجتہاد سے کام لیا ہے۔ فقہ وحدیث میں تطبیق کی کوشش کی ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ اور اختیارات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا۔ یہ ذخیرہ فتاویٰ ابن تیمیہؒ کی چار ضخیم جلدوں میں محفوظ ہے۔ اور اب ۳۷ جلدوں میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

کوئلہ سے تحریر وتصنیف:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلامؒ کی اسارت اور نظر بندی جہاں حاسدین ومخالفین کی ایک قلیل جماعت کی شادمانی اور تسکین قلب کا سامان بنی، وہاں ہزاروں اہل علم اور لاکھوں مسلمانوں کو اس پر سخت رنج ہوا۔ لیکن عرصہ دراز کے بعد شیخ کو سکون کے لمحات اور یکسوئی کی دولت حاصل ہوئی اس فرصت میں ان کا سب سے بڑا مشغلہ اور ورد تلاوت قرآن تھا۔ انہی اسیری کے ایام میں انہیں تحریر وتصنیف کا موقع بھی ملا، شیخ نے جب تصنیف کا کام شروع کیا تو حکومت کو جب اطلاع ملی تو شیخ کے پاس جتنی کتابیں وقلم ودوات تھے سلطان نے ان کے ضبط کرنے کا حکم صادر کر دیا، ۹ جمادی الاخریٰ ۷۲۸ھ کو اسی فرمان کی تعمیل کی گئی اور پڑھنے لکھنے کا سارا سامان بحق حکومت ضبط کر لیا گیا۔

شیخ نے اس پر بھی کسی جزع فزع کا اظہار نہ کیا اور نہ حکومت سے کوئی شکایت کی اس وقت شیخ نے منتشر اوراق پر کوئلہ سے لکھنا شروع کیا ان کے متعدد رسائل اور تحریریں کوئلہ سے لکھی ہوئی ملیں۔

زندگی کے آخری دن اور وفات:

مرض وفات شروع ہوا تو نائب دمشق (حاکم دمشق) عیادت کے لئے آیا۔ مزاج پرسی کے بعد اس نے بڑی معذرت کی اور کہا مجھ سے اگر کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اللہ کے لئے مجھے معاف کر دیں، شیخ نے جواب میں فرمایا: ''میں نے تم کو بھی اپنی طرف سے معاف اور سبکدوش کر دیا ہے اور ان سب لوگوں کو بھی جنہوں نے مجھ سے دشمنی کی۔'' انتقال سے بائیس ۲۲ روز پہلے طبیعت خراب ہوئی، پھر درست نہیں ہوئی یہاں تک کہ ۲۲ ذی القعدہ ۷۲۸ھ کی شب میں وقت موعود آ پہنچا اور سڑسٹھ برس کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کیا۔

امام ابن تیمیہؒ اگرچہ بڑے آدمی تھے مگر ان سے سہوات بھی ہوئے، تفردات بھی صادر ہوئے۔ امت نے اتنے بڑے آدمی کے تفردات بھی قبول نہ کئے اور جمہور کے مذہب پر ہی عمل جاری رہا۔ اگر ابن تیمیہؒ جیسے آدمی کے تفردات مقبول نہیں تو آج کسی کے تفردات کیونکر قبول ہو سکتے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ:

علامہ ابن قیم شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کے مایہ ناز شاگرد ہیں اور ان کے علوم کے مرتب وناشر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تھے، وہ زندگی بھر اپنے استاد کے شریک حال اور آخری لمحہ تک ان کے رفیق رہے اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے مسلک ومشرب پر قائم اور ان کی محبت وعقیدت میں سرشار رہے۔

ان کا نام محمد ابوعبداللہ کنیت شمس الدین لقب، زرعی نسبت، والد کا نام ابوبکر ابن ایوب تھا، صفر ۶۹۱ھ میں زرع نامی بستی میں پیدا ہوئے، جو دمشق سے ۵۵ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں واقع ہے، وہاں سے دمشق منتقل ہوئے اور وہیں عمر گذاردی اور وہیں مدفون ہوئے۔ ان کے والد مدرسہ جوزیہ کے مہتمم تھے، اس نسبت سے وہ ابن قیم الجوزیہ اور اختصاراً ابن القیم کہلاتے ہیں۔

علامہ ابن قیمؒ نے اساتذہ وقت سے حدیث کی سماعت کی اور مذہب حنبلی کی فقہ میں مہارت پیدا کی اور فتوے کا کام شروع کیا۔ حافظ ابن قیمؒ کے علمی مقام اور مرتبہ کے متعلق ان کے باکمال اور نامور شاگرد حافظ ابن رجب لکھتے ہیں:

کان عارفا بالتفسیر لا یجاری فیه، و باصول الدین، والیه فیهما المنتهی، و بالحدیث و معانیه و فقهه، و دقائق الاستنباط منه، لا یلحق فی ذلک، و بالفقه واصوله، و بالعربیة وله فیها الید الطولی، و بعلم الکلام، و بکلام اهل التصوف و اشاراتهم و دقائقهم.

یعنی تفسیر میں ان کی نظیر نہیں تھی، اصول دین میں بھی وہ درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے، حدیث، فقہ حدیث اور دقائق کے استنباط میں ان کا کوئی ہمسر نظر نہیں آتا، فقہ اور اصول فقہ اور عربیت اور علم کلام میں بھی کمال حاصل تھا، علم السلوک اور اہل تصوف کے اشارات ودقائق پر بھی وسیع نظر تھی۔

ان کے زہد وعبادت کے متعلق علامہ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیم بڑی محبت کے آدمی تھے۔ نہ کسی سے حسد رکھتے تھے نہ کسی کو ایذا پہنچاتے تھے اور نہ کسی میں عیب نکالتے تھے، میں ان کا بڑا رفیق اور محبوب تھا، مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانے میں دنیا میں ان سے زیادہ کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عابداور کثیر النوافل شخص تھا، وہ نماز بڑی طویل پڑھتے تھے اور رکوع وسجود بڑا طویل کرتے تھے، بعض اوقات ان کے احباب ان کو ملامت بھی کرتے، لیکن وہ عبادات میں اپنے طرز عمل کو ترک نہیں کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مجموعی حیثیت سے اپنے امور واحوال میں ان کی نظیر کم ہوگی۔ علماء کی ایک بڑی جماعت نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے بعد ان سے علم حاصل کیا اور استفادہ کیا، فضلائے عصر ان کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کے تلمذ کو شرف سمجھتے تھے، ان کے تلامذہ میں ابن عبدالہادیؒ اور ابن رجبؒ جیسے اکابر ہیں، قاضی برہان الدین زرعی کا ان کے متعلق مقولہ ہے، **ما تحت ادیم السماء اوسع منه علما**۔ کہ اس وقت آسمان کے نیچے ان سے زیادہ وسیع العلم آدمی نہیں ہے، قاضی برہان الدین زرعی آگے مزید لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیم نے عرصہ تک مدرسہ صدریہ میں درس دیا، جوزیہ کی امامت مدت تک ان کے سپرد رہی اور انہوں نے اپنے قلم سے بکثرت کتابیں لکھیں۔ عظیم اسلامی مفکر مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ان کی تصنیفات کے خصوصیت کے بارے میں لکھتے ہیں، ان کی تصنیفات حسن ترتیب اور تالیفی سلیقہ میں اپنے شیخ حافظ ابن تیمیہؒ کی تصنیفات سے بھی ممتاز ہیں، اس کے علاوہ ان کی کتابوں میں تصوف کی حلاوت، عبارت کی سلاست اور دل آویزی زیادہ پائی جاتی ہے۔ یہ غالباً ان کے مزاج کا نتیجہ ہے جس میں جلال سے زیادہ جمال ہے۔

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ انہوں نے تصنیف کتب، مناظرہ اور مسائل کے استنباط میں بڑی جدت کی اور محنت اٹھائی ہے۔ حتیٰ کہ علم حدیث، تفسیر اور فقہ میں وہ کبار آئمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ (بغیۃ الوعاۃ ص ۲۵) ملا علی قاری حنفیؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ اکابر اھل سنت وجماعت میں تھے۔ اور اس امت کے اولیاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ (جمع الوسائل شرح شمائل طبع مصر، ج ا ص ۲۰۸)

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ وہ المتکلم، الحافظ اور الامام تھے۔ (دلیل الطالب ص ۹۰۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

علامہ کبیر، مجتہد مطلق تمام علوم وفنون میں اپنے معاصرین پر تفوق رکھنے والے اور مذاہب کے جاننے میں تمام آفاق میں مشہور اور علوم کے سمندر تھے۔ (تقصار ص ۸۱)

علامہ ابن قدامہؒ:

حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور صاحب مدظلہ آپ کے حالات اس طرح لکھتے ہیں:

نام ونسبؒ:

الشیخ، الامام، القدوة، العلامة، المجتهد، شیخ الاسلام، موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامة بن مقدام، المقدسی، الجماعیلی ثم الدمشقی الصالحی، الحنبلی، "صاحب المغنی" ۵۴۱-۶۲۰ھ

پیدائش:

فلسطین کے علاقہ نابلس کی بستی جمّاعیل میں ۵۴۱ھ میں ماہ شعبان میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے اہل و عیال اور اقرباء کے ساتھ دس سال کی عمر میں اپنے وطن مالوف سے ہجرت کی۔ اس عمر میں قرآن پاک حفظ کر چکے تھے اور علمی اشتغال میں بچپن ہی میں مصروف ہو گئے تھے۔ خط بڑا صاف ستھرا تھا۔ آپ علم کے دریاؤں اور دنیا کے ذہین ترین افراد میں سے تھے۔

اسفار علم:

آپ اور آپ کے ماموں زاد بھائی حافظ عبدالغنی ۵۶۱ھ میں بغداد کی طرف طلب علم کے لئے نکلے اور حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ کی وفات سے چالیس دن پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور ان دنوں میں حضرت الشیخؒ کے پاس علمی اشتغال میں مصروف رہے اور آپ سے علم کی سماعت بھی کی۔ آپ کے سامنے مختصر الخرقی کا سبق شروع کیا جب سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی وفات ہوگئی تو امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر رباط النعال کی طرف منتقل ہوئے اور علی ابن المنّی کے پاس طلب علم میں مشغول ہو گئے ان سے تفقہ بھی حاصل کیا۔ بغداد میں چار سال گذارے فقہ، حدیث اور علم اختلاف فقہاء کو پورے ضبط و اتقان کے ساتھ حاصل کیا پھر ۵۶۷ھ میں رباط النعال سے دوسری طرف حصول علم کے لئے کوچ کیا۔

مناقب:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **کان عالم اهل الشام فی زمانه** اور دوسری جگہ فرماتے ہیں **کان من بحور العلم و اذکیاء العالم** ابن النجار فرماتے ہیں جامع دمشق میں آپ امام الحنابلہ تھے، معتمد، حجت اور ذہین تھے، اونچے فضل کے مالک تھے، صاف ستھرے پرہیز گار عابد تھے، اسلاف کا نمونہ تھے، نور اور وقار چھایا رہتا تھا، آپ کی گفتگو سننے سے پہلے آپ کی زیارت سے ہی انسان نفع اٹھالیتا تھا۔

عمرو بن الحاجب فرماتے ہیں:

> **هو امام الائمة و مفتی الامة، خصه الله بالفضل الوافر والخاطر الماطر والعلم الکامل، طنت بذکره الامصار و ظنت بمثله الآثار اخذ بمجامع الحقائق العقلية والنقلية. الی ان قال. وله المؤلفات الغزيرة. وما اظن الزمان يسمع بمثله، متواضع، حسن الاعتقاد، ذو أناة و حلم و وقار، مجلسه معمور بالفقهاء، والمحدثين، وکان کثير العبادة، دائم التهجد، لم نر مثله و لم ير مثل نفسه.**

ترجمہ.....آپ اماموں کے امام تھے، امت کی مفتی تھے، اللہ نے آپ پر وافر فضل فرمایا تھا، اور سیال طبیعت بنایا تھا، علم کامل دیا تھا، آپ کے ذکر سے شہروں کے شہر بھرے ہوئے ہیں، اور زمانے آپ کی مثل لانے سے خالی ہو گئے، آپ نے تمام حقائق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عقلیہ اور نقلیہ کی گہرائیوں کو حاصل کر لیا تھا، آپ کی عظیم الشان کتابیں ہیں، زمانہ کو اس جیسا عظیم الشان آدمی شاید نہیں ملے گا، متواضع تھے، حسن اعتقاد تھا، حوصلہ، تدبر اور وقار تھا، مجلس فقہاء اور محدثین سے اٹی ہوتی تھی، کثرت سے عبادت کرتے تھے، دائمی تہجد گذار تھے، ہم ے ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا دیکھا ہوگا۔
شیخ الضیاء نے آپ کے سیرت پر مشتمل دو جلدیں تصنیف فرمائیں۔

حلیہ:

پورے قد کے تھے، سفید رنگ کے تھے، چمکدار چہرہ، سیاہ اور موٹی آنکھیں گویا کہ نور ان کے حسن کی وجہ سے چہرہ ضیاء پاشی کر رہا ہوتا تھا، چوڑی پیشانی، لمبی داڑھی، اونچی ناک، ملے ہوئے ابرو، چھوٹا سر، ملائم ہاتھ پاؤں، نحیف جسم اور اپنے تمام حواس سے نفع اٹھانے والے تھے۔
حافظ ضیاء فرماتے ہیں میں نے خواب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زیارت کی تو میرے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا تو میں نے کہا یہ ''الخرقی'' میں ہے تو انہوں نے فرمایا تمہارے صاحب موفق (ابن قدامہؒ) نے شرح الخرقی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔
ضیاء فرماتے ہیں ابن قدامہ تفسیر میں بھی امام تھے حدیث میں بھی اور اس کی مشکلات میں بھی، فقہ میں بھی امام تھے بلکہ فقہ میں یکتائے زمانہ تھے علم اختلاف فقہاء کے بھی امام تھے علم فرائض میں منفرد حیثیت رکھتے تھے اصول فقہ میں امام تھے۔ نحو، حساب، نجوم اور سیارات اور علم المنازل کے بھی امام تھے۔ میں نے داود بن صالح المقری سے سنا انہوں نے ابن المنّی سے سنا جبکہ ان کے پاس ابن قدامہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جب یہ جوان بغداد سے چلا جائے گا اس کی بڑی احتیاج ہوگی۔
بہاء عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابن المنّی ابن قدامہ سے فرماتے تھے جب تو بغداد سے جائے گا تو تیری مثل بغداد میں کوئی نہیں رہے گا۔ میں نے محمد بن محمود الاصبھانی سے کہتے ہوئے سنا شیخ ابن قدامہ جیسا آدمی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔
علامہ عزالدین بن عبدالسلام (المتوفی ٦٦٠ھ) فرماتے ہیں، میں نے اسلام میں دو کتابوں کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثال نہیں دیکھی۔ ایک محلیٰ علامہ ابن حزم (المتوفی ۴۵۶ھ) اور دوسری مغنی ابن قدامہ (تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۳۲۵، لسان المیزان ج۴ص۲۰۱) حافظ تقی الدین علی بن عبدالکافی (المتوفی ۷۵۶ھ) لکھتے ہیں کہ مغنی ابن قدامہ فقہ حنبلی کی بلند پایہ اور معتمد کتاب ہے (شفاء السقام ج۴ص۴۹) اور حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ وہ شیخ الاسلام تھے، جمیہ اور معطلہ کے بغیر باقی تمام فرقے ان کی مقبولیت، تعظیم اور امامت پر متفق ہیں۔ (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ ص۶۹ طبع امرتسر) مفتی عبیداللہ عثمان بن عبدالرحمٰن الشافعی سے میں نے سنا جو موفق ابن قدامہ کے بارے میں فرما رہے تھے میں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ آپ ابن قدامہ کے فتاوی کی تائید کرتے تھے۔ میں نے مفتی ابوبکر محمد بن معالی بن غنیمہ سے کہتے ہوئے سنا ہم اپنے زمانہ میں کسی کو نہیں جانتے جو درجہء اجتھاد کو پہنچا ہو سوائے موفق کے۔ میں نے حافظ ابوعبداللہ الیونینی کو کہتے ہوئے سنا تمہیں ہمارے شیخ اور سردار موفق الدین کے احوال کا بھی علم ہے اب تک جو میرا خیال ہے جن لوگوں کو بھی میں نے دیکھا ان میں سے کوئی شخص بھی علوم اور صفات حمیدہ کے کمال میں اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ آپ صورت اور معنی دونوں میں کامل تھے حسن کے اعتبار سے، احسان کے اعتبار سے اور سرداری کے اعتبار سے اور علوم مختلفہ اور اخلاق جمیلہ کے اعتبار سے۔ میں نے آپ سے ایسے ایسے اعمال دیکھے ہیں جو بڑے بڑے اولیاء کو عاجز کر دینے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: "**ما انعم اللہ علی عبد نعمۃ افضل من ان یلھمہ ذکرہ**" اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ پر اس کو اپنی یاد کے دل میں ڈالنے سے افضل نعمت عطاء نہیں کی) اس حدیث کی بنیاد پر میں نے کہا ذکر کا القاء کرامات سے افضل ہے اور افضل ذکر وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور وہ ہے علم وسنت کی تعلیم اور اس سے بھی بڑھ کر زیادہ حسین وجمیل عادت اور طبیعت کا مقصود ذکر کے تابع ہونا ہے، جیسے حلم، کرم، عقل اور حیاء۔

وفات:

اور آپ بھی عیدالفطر کے دن ہفتہ کے یوم خالق حقیقی کو جا ملے۔ اگلی صبح ۶۲۰ھ میں آپ کو دفن کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گیا۔ جنازہ میں نمازیوں کی اتنی کثرت تھی جن کا شمار نہ ہوتا تھا۔ آپ اپنے گھر میں ہی فوت ہوئے تھے۔ غسل دینے میں آپ کے شاگرد ضیاء بھی شریک تھے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ:

حضرت مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

اسم مبارک:

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال ابوبکر بن محمد سیوطی رحمہ اللہ بعد نماز مغرب شب اتوار یکم رجب ۸۴۹ھ میں مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ جس گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی وہ علم وعرفان کا اپنے وقت میں مخزن اعلیٰ تھا، آپ کے برادران حفاظ قرآن اور عالم تھے، آپ کے والد جید شافعی عالم، فقیہ وقت، کئی کتب کے مصنف اور قاضی تھے اپنے گھر میں روزانہ ایک قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد علامہ ابن ہمامؒ کی کفالت میں

جب آپ پانچ برس سات ماہ کے تھے اور قرآن پاک کو سورۃ تحریم تک حفظ کر لیا تھا تو ان کے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا ان کے اس یتیمی کے زمانہ میں مشہور حنفی عالم امام کمال بن ہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ نے کفالت فرمائی۔

تحصیل علم:

آٹھ سال کی عمر میں آپ نے حفظ قرآن پاک کے ساتھ صرف، نحو، لغت، فقہ اور عقائد کی کتب کے متون یاد کر لئے تھے پھر آپ نے حصول علم کے لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان، دمیاط وغیرہ ممالک اور شہروں کا سفر کیا۔ آپ نے دوران طالب علمی حج کے موقع پر آب زمزم جن مقاصد کے لئے نوش فرمایا ان میں سے دو یہ تھے (۱) علم فقہ میں اپنے استاد حضرت سراج الدین بلقینی حنفی کے مقام پر (۲) اور علم حدیث میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤں۔

اساتذہ کرام:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے نوسو سے زائد اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا جن میں اس زمانہ کے مذاہب اربعہ کے آئمہ کبار بلا امتیاز شامل ہیں۔مثلاً امام سراج الدین بلقینی حنفی، شرف الدین مناوی شافعی جد علامہ عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر، تقی الدین شمنی حنفی ۸۷۲ھ، محی الدین محمد بن سلیمان روحی حنفی، سیف الدین حنفی، علامہ ابن ہمام حنفی، علامہ جلال الدین محلی شافعی ۸۶۴ھ، العز احمد بن ابراہیم حنبلی۔

تلامذہ کرام:

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ ۹۷۳ھ، امام ابن طولون، محمد بن علی حنفی ۹۵۳ھ وغیرہ۔آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں جتنے فقہاء، محدثین اور علمائے عربیت وغیرہ تیار فرمائے ان سے کہیں زیادہ اپنی کتب کے ذریعہ اپنے تلامذہ پیدا کئے۔

علوم سیوطی:

حضرت علامہ نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ'' میں اپنے متعلق جن علوم وفنون کی معرفت اور نسبت بیان فرمائی ہے وہ درج ذیل ہیں: تفسیر، متعلقات تفسیر، قرأت، حدیث، متعلقات حدیث، دعوات واذکار، فقہ، علوم متعلقہ فقہ، فن اصول، علم تصوف، فن عربیت، فن متعلقات عربیت، فن تاریخ و ادب، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم جدل، علم صرف، علم انشاء، علم ترسیل، علم فرائض و میراث۔

کثرت تالیفات وتصنیفات:

علم کتب کی مشہور کتاب (ہدیۃ العارفین) میں حضرت علامہ سیوطیؒ کی کتب کی تعداد ایک قول میں چھ سو اور ایک میں سات سو بیان فرمائی ہے اور چھ سو کتب کے ناموں کی مکمل فہرست بھی دے دی ہے۔آپ نے تقریباً ہر اسلامی موضوع اور مسئلہ پر اپنی تحقیقات اور تصنیفات پیش فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی اکسٹھ سالہ زندگی میں کثرت عبادت، تعلیم، قضائے حوائج اور کثرت مطالعہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ کثرت تالیفات اور تصنیفات کی بہت بڑی نعمت عطا فرمائی تھی اگر ان کی تالیفات عام ہو جائیں تو آج علمائے کرام کو بہت سے مسائل پر لکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

الحمدللہ آج حضرت علامہ کی کتب وافر تعداد میں عرب ممالک سے شائع ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حافظ سیوطیؒ کے عمر اور وقت دونوں میں برکت رکھی تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک فن میں کئی کئی مختلف طرز کی یادگار اور سرمایہ افتخار کتب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ حضرت علامہؒ کی کتب میں تکرار بھی ہے، تاہم وہ اپنی جگہ مفید اور ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح سے معلوم ہوتا ہے علامہ موصوف نے اپنے علم کو جدید طریقہ کے مطابق اپنے دور میں (کمپیوڈرائزڈ) تقسیم فرما کر آج کی ضرورت کو بھی صدیوں پہلے پورا کیا اور مختلف علوم وفنون میں استعمال فرمایا۔ یہ بات ہر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت علامہؒ نے علوم اسلامیہ کو مختلف شکلوں میں سہل الوصول بنایا اور رہتی دنیا تک ان کی کتب سے ہر طبقہ کے علماء محققین مستفید ہوتے رہیں گے۔

علمی مرتبہ ومقام:

آپ کا علمی مقام ان کے اساتذہ اور تلامذہ کے ساتھ ساتھ ان کی کتب سے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے جو ان کے علم کی غایت درجہ بلندی پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ ذکر کیا گیا ہے کہ آپ دو لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ (مقدمہ تدریب الراوی)

حضرت علامہ سیوطیؒ نے اپنے تفصیلی حالات حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرہ میں اور التحدیث بنعمۃ اللہ وغیرہ میں تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں حضرت علامہؒ نے اپنی بہت سی کتب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

آخر عمر میں آپ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں تمام علوم اجتہاد جمع فرما دئے ہیں، اس پر اس زمانہ کے علماء نے ان سے اختلاف بھی فرمایا لیکن حضرت علامہ سیوطیؒ نے ان کے جواب میں کئی کتب تالیف فرمائیں اور ان کے تفصیلی جوابات لکھے اور ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام "**الرد علی من اخلد الی الارض**" رکھا (مطبوعہ ہے) اس میں فرماتے ہیں (اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقت) مشرق سے مغرب تک پوری روئے زمین پر کوئی آدمی علم حدیث اور عربی دانی میں مجھ سے آگے نہیں ہے سوائے حضرت خضر یا قطب یا ولی اللہ کے۔ تفصیل کے لئے فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/۱۱-۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

مسند تدریس:

آپ عمر کے سترہویں سال ۸۶۶ھ سے لغت اور علم فقہ کی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے اور حدیث کے املاء کے لئے ۸۷۲ھ میں مسند نشین ہوئے، جس کے لئے ان کے استاد مکرم شیخ تقی الدین شمنی نے تصدیق فرمائی۔

کرامات امام جلال الدین سیوطیؒ:

جہاں اللہ نے حضرت امام سیوطی کو ظاہری علوم عطا فرما کر آپ کو عالم یگانہ روزگار بنایا تھا، وہاں پر آپ کو باطنی علوم اور ولایت خاص عطا فرمائی تھی، اور یہ سب آپ کے روحانی مقام و مرتبہ ہی کی بدولت تھا کہ آپ نے تقریباً سات سو کتب مختلف علوم وفنون پر تصنیف فرمائی تھیں، چنانچہ امام شعرانیؒ اور ابن العماد حنبلی ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر آپ کی کثرت تصانیف اور تدقیقات کے علاوہ کوئی اور کرامت نہ ہوتی تو یہ بھی ان کی جلالت شان کے لئے کافی تھا اس شخص کے لئے جو قدرت خداوندی پر ایمان رکھتا ہو۔'' (جامع کرامات الاولیاء ج۲ص۱۵۷، شذرات الذہب ابن عماد ج۸ص۵۱)

ابن الکتب (کتابوں کا بیٹا):

علامہ سیوطیؒ کو ابن الکتب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ اس وجہ سے کہ ان کے والد نے ان کی والدہ سے ایک کتاب منگوائی تو ان کو دردزہ شروع ہوگیا اور علامہ سیوطی کتابوں کے درمیان میں ہی پیدا ہوگئے۔ (الاعلام زرکلی ج۳ص۳۰۱ بحوالہ المنح البادیہ فی الاسانید العالیہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن زکریا الفارسی نزیل مصر ۱۱۴۴ھ)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفات:

وفات کے سات روز قبل داہنے بازو میں ورم اٹھا جو وفات کا سبب بنا، سب جمعہ ۱۹، جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں وفات پائی اور اپنی زندگی کے ۶۱ سال دس ماہ اٹھارہ یوم پورے کئے۔

دو جنازے:

ان کا پہلا جنازہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد احمد اباریقی میں پڑھایا جس میں خلق کثیر شریک ہوئی ان کا دوسرا جنازہ جامع مسجد جدید مصر میں پڑھایا گیا آپ کا مزار مبارک حضرات اہل علم وعوام کی زیارت گاہ ہے۔

روح الله روحه و انار ضروحه و افاض عليه من رضوانه كلما استنارت بمؤلفاته القلوب ولمعت بانوارها الغيوب.

از.....حضرت مولانا امداد اللہ انور مدظلہ العالی

علامہ نورالدین ہیثمیؒ:

آپ کا نام علی لقب نورالدین سلسلہ نسب یوں ہے، علی بن ابی بکر بن سلیمان بن ابی بکر بن عمر بن صالح۔ آپ شافعی المذہب تھے مصر کے رہنے والے تھے، علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ کے ذیل میں آپ کو **الامام، الاوحد، الزاهد، الحافظ** جیسے القابات سے ذکر کیا ہے۔ آپ رجب ۷۳۵ھ میں پیدا ہوئے پانچ سال کی عمر کے تھے کہ حافظ ابوالفضل عراقی کی مصاحبت اختیار کی پھر اس مصاحبت میں شدت پیدا ہوتی گئی، آپ نے حافظ عراقی سے بھرپور علمی فائدہ اٹھایا، شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو حافظ عراقی کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا اور صاحب اولاد بھی ہوئے، حافظ عراقی کی بہت ساری تصنیفات کو انہی سے سنا، حافظ عراقی نے ہی آپ کو مسند احمد کی ان روایات کو الگ کرنے کا حکم دیا جو صحاح ستہ سے زائد ہیں اور اپنی کتب سے معاونت بھی کی، جب آپ اس کام سے فارغ ہوئے تو اس کا نام "**غاية المقصد في زوائد احمد**" نام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکھا۔ پھرانہیں تخریج کا کام پسند آ گیا، پس **البحر الزخار فی زوائد البزار، المقصد الاعلی فی زوائد ابی یعلی، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، اور **البدر المنیر فی زوائد المعجم الکبیر** کی تخریج کی۔ پھر تمام کتب میں اسناد کو حذف کر کے ان پر صحت اور ضعف کے اعتبار سے کلام کیا، اور ان تمام کتابوں کو ایک مؤلف میں جمع کر دیا اور اس کا نام رکھا **مجمع الزوائد و منبع الفوائد. موارد الظمآن لزوائد ابن حبان** بھی انہی کی تصنیف ہے۔

اسی طرح **بغیة الباحث عن زوائد الحارث** بھی آپ کی تصنیف ہے اسی طرح ابن حبان کی **کتاب الثقات** کو عمدہ ترتیب پر مرتب کیا اس میں جو کمی وغیرہ تھی اس کو پورا کیا اسی طرح عجلی کی **کتاب الثقات** کو بھی مرتب کیا، ابونعیم اصفہانی کی کتاب **حلیة الاولیاء** کی مسند احادیث کو بھی مرتب کیا یہ کام ابھی مسودہ کی شکل میں ہی تھا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

آپ انتہائی متواضع سلیم الفطرۃ اور منکرات سے نفرت کرنے والے انسان تھے، محدثین علماء اور غرباء سے شدید محبت کرتے تھے اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آتے، اکثر وقت تصنیف و تالیف اور تلاوت قرآن میں گزرتا تھا۔ متون کا استحضار اس قدر زیادہ تھا کہ اتنا جلد سوال کا جواب دیتے کے آپ کے استاذ حافظ عراقی بھی حیران رہ جاتے اور بسا اوقات حفظ متون میں ان سے بھی بڑھ جاتے۔

اپنے استاد حافظ عراقیؒ کی اس طرح خدمت کرتے جس طرح غلام آقا کی خدمت کرتا ہے، ان کو وضو کرواتے، کپڑے شیخ کے خود دھوتے اور سیدی کہہ کر اپنے شیخ کو مخاطب کرتے اس کے علاوہ لفظ استعمال نہ فرماتے۔

التقی الفاسی فرماتے ہیں: **کان کثیرا لحفظ للمتون والآثار صالحاً خیراً.**

الأقفهسی فرماتے ہیں: **کان امام عالما حافظا زاهدا متواضعاً متودداً الی الناس، ذا عبادة و تقشف و ورع.**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

برھان حلبی فرماتے ہیں:

انہ کان من محاسن القاھرۃ و من اھل الخیر غالب نھادہ فی اشتغال و کتابۃ مع ملازمۃ خدمۃ الشیخ فی امر وضوئہ و ثیابہ و لا یخاطبہ الا بسیدی حتی کان فی امر خدمتہ کالعبد مع محبتہ للطلبۃ والغرباء و اھل الخیر و کثرۃ الاستحضار جداً.

آپ چونکہ شافعی تھے اس لئے جروح بھی اکثر مبہم کرتے اور مذہب شافعی کی پاسداری بھی کرتے تھے۔ رمضان ۸۰۷ھ میں وفات ہوئی۔ **رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ.**

علامہ بدرالدین عینیؒ:

آپ کا نام محمود والد کا نام احمد سلسلہ نسب یوں ہے محمد بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود۔ آپ مصر میں ۷۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علم حاصل کیا اور فنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ آپ کے والد عینتاب میں قاضی تھے، عینتاب حلب میں ایک بہت بڑا شہر ہے۔ اس کی طرف آپ کی نسبت کرتے ہوئی عینی کہا جاتا ہے۔ ۷۸۷ھ میں قاہرہ تشریف لائے۔

مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں کہ وہ امام، عالم، علامہ، عالم بالعربیۃ والتصریف اور حافظ لغت تھے، نیز لکھتے ہیں کہ اگر ان میں مذہبی تعصب نہ ہوتا تو کیا خوب ہوتا۔ (فوائد البہیہ ص ۲۰۸)

بعض غیر مقلد حضرات علامہ عینیؒ کے تعصب پر مولانا لکھنویؒ کی عبارت لئے پھرتے ہیں۔ لیکن یہ تو فرمائیں کہ فرعی تعصب سے کون امام بچ سکا ہے۔ علامہ ذہبیؒ جن کے بعد آج تک کوئی ناقد رجال پیدا نہیں ہوا، اور حافظ الدنیا ابن حجرؒ بھی ان کے ناقد روات ہونے پر نہ صرف اعتماد کرتے ہیں بلکہ ان کے خوشہ چین بھی ہیں۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۰) اس کے باوجود شیخ الاسلام تاج الدین سبکیؒ لکھتے ہیں کہ ذہبی بڑے متعصب ہیں وہ ہمارے استاد ہیں اور ہم پر ان کا حق ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا حق ان پر مقدم ہے، ہم جو کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی حنفی یا شافعی کے حق میں ذہبی کا قول مسموع نہیں ہو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سکتا، کیونکہ وہ شافعیوں اور حنفیوں کے حق میں اکثر تعصب سے کام لیتے ہیں۔(طبقات الکبریٰ ج۴ص۱۹۱و **العصمة بید الله تعالیٰ وحده.**

آپ نے بہت ساری عمدہ کتب تصنیف کی:(۱) **شرح صحیح بخاری.** (۲) **شرح معانی الاثار** (۳) **شرح هدایه** (۴) کنز کی شرح(۵) **شرح الجمع** (۶) **شرح درر البحار** (۷) **منحة السلوک شرح تحفة الملوک** (۸) **شرح المنار** آپ کی تمام تصانیف عمدہ ہیں جو آپ کی دقت نظر پر دلالت کرتی ہیں۔ذوالحجہ ۸۵۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حافظ ابن حجرؒ:

آپ کا نام ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی ہے۔ آپ اپنے زمانے کے حافظ اور قاضی القضاۃ تھے۔علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں حجر آپ کے اجداد میں ایک آدمی کا نام تھا اس نسبت سے ابن حجر کے نام سے مشہور ہوگئے۔ابن حجر مصر میں شعبان ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ ابھی پانچ سال کے ہی تھے کہ آپ کے والد محترم کا ۷۷۹ھ میں انتقال ہوگیا والد کی وفات کے بعد ان کے وصی زکی الخروجی کی گود میں پرورش پائی،آپ ابھی پانچ سال کے ہی تھے کہ مدرسہ میں داخل ہوگئے۔آپ سریع الحافظہ تھے،نو سال کی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا۔اس کے بعد **العمدة الحاوی الصغیر، الفیة العراقی، مختصر ابن الحاجب، اور الملحة** وغیرہ بھی حفظ کرلیں۔

۷۸۴ھ میں مکہ مکرمہ گئے اور پہلا حج کیا،اسی سال مسجد حرام میں تراویح میں قرآن پاک ختم کیا۔ بالغ ہونے کے بعد شمس بن قطان کی صحبت میں چلے گئے اور علم فقہ،عربی علوم اور حساب میں مہارت حاصل کی۔فقہ میں آپ کے اساتذہ میں ابناسی،بلقینی،ابن المطقن بھی شامل ہیں۔

عزالدین ابن جماعہ سے اکثر فنون کی تکمیل کی۔انہیں سے آپ نے **المنهاج، جمع الجوامع، شرح المختصر** اور **مطول** کا درس لیا۔سب سے پہلے آپ ادب اور تاریخ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشغول ہوئے۔آپ عمدہ شاعر بھی تھے۔بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ **کان شاعراً طبعاً، محدثا صناعة، فقیهاً تکلفاً** آپ شاعر طبعی طور پر تھے،محدث بنے محنت سے اور فقیہ بتکلف تھے۔ پھر آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور وہاں علم حدیث حاصل کیا۔ یہ ۷۹۶ھ کی بات ہے زین الدین عراقی اور علماء کی ایک جماعت سے علم حدیث حاصل کیا۔

طلب علم کے لئے مکہ، دمشق، یمن اور مصر کے بعض شہروں کی طرف رخت سفر باندھا۔آپ ۷۸۵ھ میں مکہ میں گئے اور وہاں قیام کیا اور عفیف نشاوری سے صحیح بخاری کا سماع کیا۔ یہ حدیث میں آپ کے سب سے پہلے شیخ تھے۔اسی طرح بخاری کی سماعت عبدالرحیم بن رزین سے بھی مصر میں ۸۰۶ھ میں حاصل ہوئی، اسی طرح دمشق میں ۸۰۲ھ میں قاسم بن عساکر کے اصحاب سے سماع کیا اور حجاز میں سلیمان بن حمزہ کے اصحاب سے سماع کیا اور ۷۹۳ھ میں اسکندریہ اور قوص کی طرف بھی سفر کیا۔

علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے زمزم اس نیت سے پیا کہ ان کا حافظہ ذہبی جیسا ہو جائے۔پس آپ کا حافظہ ان کے حافظہ سا ہو گیا، یا اس سے بھی زیادہ۔حافظ ابن حجرؒ نے زندگی بھر درس وتدریس افتاء وتصنیف کا شغل جاری رکھا قاضی بھی بنائے گئے علم حدیث اور اسماء الرجال میں خاص شغف تھا۔حسینیہ، منصوریہ، بیبرسیہ، جمالیہ، زینیہ، شیخونیہ، جامع ابن طولون جیسے مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۷۹۶ھ میں آپ نے تالیف وتصنیف کا کام شروع کیا آپ کی کل تصانیف ڈیڑھ سو کے قریب ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں: (۱) **الاصابة فی تمییز الصحابة** (۲) **فتح الباری فی شرح صحیح البخاری** (۳) **لسان المیزان** (۴) **تهذیب التهذیب** (۵) **تعجیل المنفعه** (۶) **الاحتفال فی بیان احوال الرجال** (۷) **الدر الکامنه فی اعیان المأئة الثامنة** (۸) **نزهة الالباب فی الالقاب** (۹) **تعریف اهل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس** (۱۰) **القول المسدد فی الذب عن المنبر**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رئیس المناظرین عمدۃ المحققین پاسبان ملت حنفیہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ المتوفیٰ ۱۴۲۱ھ لکھتے ہیں:

''حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی (۸۵۲ھ) آپ بہت بڑے حافظ الحدیث تھے اور جوں جوں ان کا علم حدیث ترقی کرتا گیا ان کے دل میں حنفیت کی صداقت گھر کرتی گئی، مگر ایک خواب پر انہوں نے سارے ہی مطالعہ حدیث کو قربان کر دیا وہ اپنی **کتاب المجمع المؤسس** میں لکھتے ہیں کہ میں نے ابن البرہان کو موت کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ تو مردہ ہے، اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو اس میں ایسا شدید تغیر ہوا کہ میں سمجھا کہ وہ چھپ گیا پھر وہ اپنی حالت پر آ گیا اور کہا کہ اب ہم خیریت سے ہیں لیکن نبی ﷺ تجھ پر ناراض ہیں، میں نے پوچھا کہ کیوں؟ تو کہا کہ تیرا میلان حنفیوں کی طرف ہے، اس پر میری آنکھ کھل گئی اور میں بڑا حیران تھا، میں نے بہت سے حنفیوں سے کہا تھا کہ میری دلی خواہش ہے کہ میں حنفی ہو جاؤں انہوں نے کہا کہ کس وجہ سے؟ تو میں کہتا کہ آپ کے مذہب کے فروع اصول پر مبنی ہیں، اب میں اس سے اللہ پاک کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔ (ہامش ذیل تذکرہ ص ۳۲۸) حافظ ابن حجر کی یہ بات حنفیت کی صداقت کی بڑی وزنی دلیل ہے کہ مذہب حنفی حدیث کے عین مطابق ہے اور اس کے فروع اصول پر مبنی ہیں مگر اس خواب سے ابن حجر میں وہ تعصب بھرا کہ الامان، الحفیظ، حافظ ابن حجر کے شاگرد امام سخاوی نے الدرر الکامنہ میں اس تعصب کو واضح کیا ہے، اس لئے قاضی القضاۃ ابن شحنہ ابن حجر کے بارے میں یوں فیصلہ دیتے ہیں کہ حافظ ابن حجر احناف کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور ان کی لغزشوں کو گاتے ہیں، حافظ صاحب کا حنفیوں کے ساتھ وہی وطیرہ ہے جو ذہبی کا حنفیوں اور شافعیوں کے ساتھ۔ اس لئے ذہبی کے شاگرد سبکی نے کہا ہے کہ ذہبی سے نہ کسی حنفی کے حالات نقل کرنے چاہئیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور نہ شافعی کے۔اسی طرح میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجرؒ کے کلام سے نہ کسی متقدم حنفی کے حالات لینے چاہئیں اور نہ کسی متاخر کے۔(نقلہ الکوثری حاشیہ ذیل تذکرۃ الحفاظ)

عجیب بات ہے کہ حافظ ابن حجر المارد ینی اور زیلعی کے جواب الجواب سے بالکل عاجز رہے ہیں۔''

انظر:ذیل تذکرۃ الحفاظ (۲۳۹-۲۴۱). الضوء اللامع (۵/ ۲۰۰-۲۰۳). شذرات الذھب (۷/۷۰) کشف الظنون (۹۵۷-۱۴۰۰). ایضاح المکنون (۱/۱۸۶، ۲/۵۶۶). الاعلام (۵/۷۳، ۷۴- ۴/۲۶۶، ۲۶۷) ھدیۃ العارفین (۱/۷۲۷) فھرست الفھارس (۱/۳۳۷)

امام ابن ہمامؒ:

آپ کا نام محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید کمال الدین السکندری السیواسی ہے اور آپ ابن الھمامؒ کے نام سے مشہور ہیں،آپ کے والد ماجد روم کے شہر سیواس میں قاضی تھے پھر قاہرہ تشریف لے گئے اور وہاں کے قاضی بن گئے وہیں ان کے ہاں امام ابن ھمامؒ کی پیدائش ہوئی۔ یہ ۷۸۸ھ کی بات ہے،آپ نے اپنے والد محترم اور اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کیا،اور علامہ سراج الدین المتوفیٰ ۸۲۹ھ سے ہدایہ پڑھی،آپ امام تھے، بحث ومباحثہ میں سبقت لے جانے والے تھے۔ محدث مفسر،فقیہ،نحوی،منطقی،متکلم ہونے کے ساتھ ساتھ اصول وفروع پر حاوی تھے۔آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں التحریر فی الاصول اور فتح القدیر شرح ہدایہ جو مقبولیت اسکو حاصل ہوئی وہ اور شاید کسی کو حاصل نہ ہوئی ہو۔ابن امیر الحلبی ،محمد بن محمد الشحذ ،سیف الدین بن عمر بن قطلو بغا وغیرہ سے سلاطین علم نے آپ سے کسب فیض کیا۔آپ کو کشف وکرامات میں سے بھی حق تعالیٰ شانہ نے وافر حصہ عطا فرمایا تھا،آپ علامہ سیوطیؒ کے دادا استاد ہیں اس لئے کہ آپ کے شاگرد محمد بن محمد بن عمر بن قطلو بغا ہیں،ان کے شاگرد علامہ سیوطیؒ ہیں۔علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں لکھتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں ھو اخر شیوخی موتا، علامہ ابن ہمام کو علامہ ابن نجیم مولف الاشباہ والنظائر والبحر الرائق شرح کنز الدقائق (و۹۲۶ھ م۹۷۰ھ) نے اصحاب الترجیح میں شمار کیا ہے۔ اور بعض علماء نے اہل اجتہاد میں سے۔ ۸۶۱ھ رمضان المبارک میں راہی دار البقاء ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ.

علامہ المارد ینیؒ حنفی:

آپ کا نام اور نسب ابن الترکمانی علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ المارد ینی الحنفی قاضی القضاۃ الامام العلامہ الحافظ علاء الدین ہے۔ انہوں نے کثیر حضرات سے سماع حدیث کیا جن میں سے چند یہ ہیں: الابرقوہی، دمیاطی، ابن القسم (حاشیہ میں ابن القیم ہے) ابن الصواف، شہاب الحسنی۔

پھر یہ مصر میں حنفیوں کے قاضی بنے اور درس وتدریس کے ذریعہ احناف کی ایک جماعت کو مستفید کیا۔ حافظ ابو الفضل عراقی بھی ان کے تلامذہ میں داخل ہیں، انہوں نے صحیح بخاری کا سماع انہی سے کیا۔ آپ کی تصانیف میں تخریج احادیث الہدایہ، الدر النقی فی الرد علی البیہقی، اور ایک کتاب علم حدیث میں بھی ہے جس میں انہوں نے ابن صلاح کی کتاب کا احسن طریقے پر اختصار کیا ہے۔

حافظ عراقی نے ذیل میں ان کی تاریخ وفات ۷۴۹ھ لکھی ہے جبکہ الجواہر المضیہ اور الدرر الکامنہ میں ۷۵۰ھ لکھی ہے، علامہ سیوطی نے ان کی وفات ۷۴۵ھ اور پیدائش ۶۸۳ھ لکھی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنویؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان اماما عالما شیخا بارعا کاملا محققا مدققا متبحراً فی الفنون العقلیہ والنقلیہ لہ الید الطولیٰ فی الحدیث والتفسیر.

امام عالم شیخ متقی کامل محقق مدقق تھے، فنون عقلیہ اور نقلیہ میں متبحر تھے، حدیث اور تفسیر میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، الجواہر المضیہ کے مصنف علامہ عبدالقادر قرشی لکھتے ہیں میں نے علامہ ماردینی سے ہدایہ کا کچھ حصہ بھی پڑھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ کی کتب میں چند مشہور یہ ہیں:

(۱) بهجة الاعاريب بما فی القرآن من الغريب (۲) المنتخب فی الحديث (۳) المؤتلف والمختلف (۴) كتاب الضعفاء والمتروكين (۵) الجواهر النقی فی الرد علی البيهقی (۶) مختصر المحاصل فی الكلام (۷) المعدن فی اصول الفقه (۸) مختصر رسالة القشيری (۹) الكفاية (ہدایہ کا اختصار کیا اس کی شرح بھی کی جو مکمل نہ ہوسکی)

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں:

الفوائد البهيه فی تراجم الحنفيه. ذيل طبقات الحفاظ لابی الفضل المكی، الجواهر المضيه فی طبقات الحنفيه، الدرر الكامنه.

علامہ تقی الدین سبکیؒ:

آپ کا نام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی بن علی السبکی ہے۔ آپ کی نسبت سبک کی طرف کی جاتی ہے سبک مصر میں ایک بستی ہے۔ یہ اپنے ہم زمانہ اہل علم میں سے وسعت نظر میں اپنی مثال آپ تھے تمام علوم کے جامع تھے۔ اشیائے دقیقہ میں عمدہ کلام کر سکتے تھے، آپ شاعر اور ادیب بھی تھے، خط عمدہ تھا، مباحثوں میں حق کی طرف داری کرتے تھے، محدثین کے امام اور مجتہدین میں سے تھے۔

کثرت سے عبادت کرتے تھے، امام ابن تیمیہ کے ساتھ ان کا اکثر مقابلہ رہتا اور آپ اکثر مسائل میں ابن تیمیہؒ کے مقابلہ میں حق پر ہوتے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے جب روضہ اطہر کی زیارت کی خاطر سفر کرنا ناجائز قرار دیا تو انہوں نے ابن تیمیہؒ کا رد کیا اور "**شفاء السقام فی زيارة خير الانام**" نامی کتاب لکھی جو ایک بے مثال کتاب ہے، اس میں آپ نے اسماء الرجال سے بھی بحث کی، اور روایات پر جروح کے شاندار جوابات دئے جو آپ کی وسعت نظری اور عمدہ فکر پر دلالت کرتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلام، امام الناقدین، علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ ''**السیف الصقیل فی الرد علی بن زفیل**'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: **للحافظ تقی الدین السبکیؒ فضل مشکور و عمل مبرور**، دوسری جگہ پر لکھتے ہیں: **لانہ کان انظر اھل عصرہ**. اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ وسیع النظر تھے۔

اسی طرح لکھتے ہیں: **والتقی السبکی من الطف اھل العلم لھجۃ و انزھھم لسانا مع من یرد علیھم**. اور تقی السبکیؒ اہل علم میں سے سب سے لطیف لہجہ والے اور سب سے پاکیزہ زبان والے تھے، ان کے لئے جن کا رد کرتے۔

آپ سبک میں ۶۸۳ھ صفر میں پیدا ہوئے، سنباط میں ایک نابینا عالم سے علم فقہ حاصل کیا، آپ کے والد ان دنوں سنباط میں قاضی تھے۔ پھر بچپن میں ہی قاہرہ تشریف لے گئے اور ایک کثیر جماعت سے سماع حدیث کیا اور فن کا بڑے بڑے مشائخ سے علم حاصل کیا۔

پھر ۷۰۴ھ میں اسکندریہ تشریف لے گئے پھر ۷۰۷ھ میں شام، پھر دوبارہ قاہرہ تشریف لے آئے، مدرسہ منصوریہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر جامع طولونی میں مسند نشین ہوئے اور درس وتدریس، تصنیف وافتاء کے کام میں مشغول ہو گئے۔

جلال قزوینی کی موت کے بعد شام کے قاضی مقرر ہوئے اور ۷۵۶ھ تک قاضی رہے پھر شام میں بیمار ہو گئے۔ اور مصر لوٹ آئے اور نیل کے کنارے جزیرہ فیصل کے قریب سکونت اختیار کی، وہاں اسی سال کے جمادی الاخریٰ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ **رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ**۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ:

آپ کا نام اور نسب یہ ہے تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن الامام تقی الدین علی ابن عبدالکافی السبکی الشافعی المصری الدمشقی ہے۔ آپ بہت بڑے محدث بلند پایہ ناقد، فقیہ اور اصولی تھے۔ تاریخ، ادب، نحو، لغت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے میں شام کے قاضی تھے بلکہ قاضی القضاۃ تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مصر میں ۷۲۷ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد امام تقی الدین سبکیؒ کی بدولت بچپن ہی سے تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔ سب سے پہلے اپنے والد ماجد سے اخذ علم کیا پھر اس زمانہ کے بڑے بڑے محدثین فقہاء اور اصولیین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

حافظ مزی، علامہ ذہبی، شمس الدین بن اللقیب، شیخ ابو حیان اندلسی ابن الشحنہ المصری ابن سید الناس، مورخ صلاح الدین الصفدی رحمہم اللہ جیسے حضرات آپ کے مشائخ میں شامل ہیں۔

آپ نے انتہائی محنت کے ساتھ کسب علم کیا حتی کہ عین عالم شباب میں ہی آپ کا شمار چوٹی کے علماء میں ہونے لگا۔ آپ اپنے ہم زمانہ علماء سے ممتاز نظر آنے لگے۔ فقہ، اصول، حدیث، تاریخ، ادب، عربیت میں آپ کی مہارت تسلیم کی جانے لگی۔ تصنیف و تالیف میں آپ کو کمال درجہ کی مہارت تھی، آپ کے قلم میں سلاست و روانگی تھی۔ بہت سی چھوٹی بڑی کتب جن کی تعداد بیس سے زائد ہے آپ کے قلم کا شاہکار ہیں، جن میں سے چند مشہور یہ ہیں۔

(۱) **جمع الجوامع** یہ تصنیف اصول فقہ میں ہے۔

(۲) **طبقات الشافعیہ الکبریٰ** (اس کتاب کے حوالہ جات ہماری اس کتاب میں گذرے ہیں)

(۳) **معید النعم و مبید النقم**. اس میں وہ فوائد اور نصائح اور علوم ہیں جو ان کی فراست ذہنی کا نتیجہ ہیں۔

دمشق کے مشہور مدارس میں آپ تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے۔ مصر کے مدارس مدرسہ شیخونیہ الجامع الطّولونی وغیرہ میں بھی اپنے علوم کے موتی بکھیرتے رہے، شام کے قاضی القضاۃ بھی بنے اور آخر وقت تک اسی منصب پر فائز رہے۔ دمشق میں ۷ ذی الحجۃ ۷۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

آپ کافی حد تک معتدل مزاج تھے، آپ کا ایک رسالہ جرح و تعدیل کے قانون پر بھی ہے، جس کا نام "**قاعدۃ فی الجرح و التعدیل**" ہے۔

دنیا کے ممتاز عالم محدث اور ناقد اور اپنے زمانہ کے عظیم ترین محدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر تحقیقی کام بھی کیا ہے۔ یہ رسالہ انتہائی عمدہ ہے۔ المکتبۃ العلمیہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ علامہ سبکیؒ کا یہ رسالہ ویسے تو سارا آب زر سے نقل کرنے کے قابل ہے مگر اس میں ایک بات نہایت ہی عمدہ بیان فرمائی۔ لکھتے ہیں:

الصواب عندنا ان من ثبتت امامته و عدالته و کثر مادحوه و مزکوه وندرجارحوه و کانت هناک قرینة دالة علی سبب جرحه من تعصب مذهبی او غیره فانا لا نلتفت الی الجرح فیه و نعمل فیه بالعدالة و الا فلو فتحنا هذا الباب و اخذنا تقدیم الجرح علی اطلاقه لما سلم لنا احد من الائمة اذ مامن امام الاوقد طعن فیه طاعنون و هلک فیه هالکون.

ترجمہ..... ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت اور عدالت ثابت ہو چکی ہو اور اس کے مادحین اور مزکین کثیر ہوں اور ان پر جرح کرنے والے قلیل ہوں، اور وہاں کوئی قرینہ بھی ہو کہ جو اس بات پر دلالت کرے کہ جرح تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے ہے، تو ہم اس کے بارے میں جرح کی طرف توجہ نہیں کریں گے بلکہ تعدیل پر عمل کریں گے۔ اس لئے کہ اگر ہم ایسا کرنے لگ جائیں کہ جرح کو تعدیل پر علی الاطلاق مقدم کرنے لگ جائیں تو آئمہ میں سے کوئی امام بھی نہیں بچے گا اس لئے کہ کوئی امام بھی ایسا نہیں ہے مگر اس پر طعن کرنے والوں نے طعن کیا ہے اور ھلاک ہونے والے اس میں ہلاک ہوئے ہیں۔

آگے امام سبکیؒ نے حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول جامع بیان العلم سے نقل کیا ہے۔ حافظ صاحب کے اس قول کو امام المحدثین رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی مایہ ناز کتاب تجلیات صفدر میں نقل فرمایا ہے، بندہ نے وہاں سے پڑھا تھا، اب یہ حوالہ بھی مزید تائید میں مل گیا ہے۔ **فلله الحمد علی ذالک.**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہر حال علامہ سبکیؒ تو اگر چہ اس دنیا سے چلے گئے مگر رہتی دنیا تک ان کی تصنیفات علماء وطلباء کے لئے مشعل راہ کا کام دیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

علامہ قسطلانیؒ:

آپ کا نام اور نسب احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد القسطلانی المصری الشافعی ہے۔ آپ ۱۲ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو پیدا ہوئے، آپ نے شہاب العبادی برھان العجلوی اور شیخ خالد الازہری النحوی اور علامہ سخاوی رحمہم اللہ سے علم حاصل کیا۔ علامہ نشاویؒ سے پانچ مجلسوں میں بخاری شریف پڑھی، کئی دفعہ حج کیا اور دو دفعہ مکہ میں قیام بھی فرمایا۔ وعظ ونصیحت میں آپ کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ سات محرم ۹۲۳ھ شب جمعہ کو قاہرہ میں وفات ہوئی۔ جامع ازہر میں جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ علامہ عینیؒ کے مدرسہ میں دفن کیئے گئے۔ آپ کی کئی عمدہ تصانیف ہیں:

(۱) المواهب اللدنيه. (۲) النور الساطع فی مختصر الضوء اللامع. (۳) ارشاد الساری شرح صحيح البخاری. آپ کی یہ شرح آپ کی تمام تالیفات سے عمدہ ہے۔ (طرب الاماثل ص ۲۵۶) شیخ عبدالقادر العیدروسی آپ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ومن اجلها شرحه علی صحيح البخاری مزجافی عشرة اسفار لعله احسن شروحه و اجمعها و الخصها.

آپ کی تصانیف میں سے سب سے بڑی آپ کی بخاری کی شرح ہے جو دس جلدوں میں ہے۔ یہ بخاری کی شروح میں سے سب سے احسن اور اجمع اور الخص ہے۔ ہم نے خطبہ صدیق اکبرؓ کے تحت اس کا حوالہ دیا ہے۔ حافظ سید عبدالحی الکتانی اپنی کتاب "فهرست الفهارس و الاثبات و معجم المعاجم و المشيخات و المسلسلات ج ۲ ص ۳۱۸ پر فرماتے ہیں:

قلت و كان بعض شيوخنا يفضلونهٔ علی جميع الشروح من حيث الجمع و سهولة الاخذ و التكرار و الافادة بالجملة فهو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

للمدرس احسن و اقرب من فتح الباری فمن دونه.

ترجمہ..... میں کہتا ہوں ہمارے بعض مشائخ اس کو بخاری کی تمام شروحات پر فضیلت دیتے تھے، جمع اور سہل الحصول، تکرار اور افادہ کے اعتبار سے۔ پس یہ مدرس کے لئے احسن اور اقرب ہے فتح الباری اور اس کے علاوہ دیگر شروحات سے۔

محدث العصر، علامہ عبدالحلیم چشتی مدظلہ لکھتے ہیں:

اقول شرحه ارشاد الساری فاق فتح الباری من حیث شرح متون الحدیث و حل مطالب الکتاب و فتح الباری امتاز به فی الخلافیات.

ترجمہ..... میں کہتا ہوں کہ آپ کی شرح ارشاد الساری فتح الباری سے بھی فائق ہے متون حدیث کی شرح اور مطالب کتاب کو حل کرنے کے اعتبار سے اور فتح الباری اس سے ممتاز ہے اختلافات کو بتانے اور حل کرنے میں۔

حضرت علامہ عبدالحلیم مدظلہ مزید لکھتے ہیں:

ولذا کان شیخنا العالم الربانی والمجاهد الکبیر صاحب الاداب السنیة والاخلاق المرضیة البهیة السید حسین احمد المدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ رئیس مشیخة دار العلوم بدیوبند و شیخ الحدیث بها یضعه امامه عند التدریس و کان رحمه الله جهوری الصوت یقرأ و یسرد الحدیث بصوت حسن فصیح بالتجوید حیث یعلم الطلبة ما یقرأه والقسطلانی مزج المتن بالشرح و مع ذلک حین یقرأ شیخنا لا یترک من متون الحدیث لفظاً ولا حرفاً ولا یخلط بین حرف من الشرح بالمتن حتی ولا سهواً ولا یترک التصلیة والترضیة والترحم ابدا والله مارأت عینای مثله فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حسن قرأة الاحادیث مع آدابها قبله ولا بعده.

ترجمہ.....اس لئے ہمارے شیخ عالم ربانی مجاہد کبیر سید حسین احمد مدنیؒ متوفی ۱۳۷۷ھ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور رئیس المدرسین تدریس کے وقت اس کو آگے رکھتے تھے۔حضرت مدنیؒ بلند آواز تھے،حدیث کو خوبصورت آواز کے ساتھ تجوید کے ساتھ پڑھتے تھے،طلباء کو صاف پتا چل رہا ہوتا تھا کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں اور علامہ قسطلانیؒ نے متن کو شرح کے ساتھ ملایا ہوا ہے۔ باوجود اس کے جب ہمارے شیخ پڑھتے تو احادیث کے متون سے نہ کوئی لفظ چھوڑتے نہ حرف اور نہ کوئی حرف شرح کا متن کے ساتھ خلط کرتے سہواً بھی،کبھی ایسا نہ ہوا۔اور آپ عبارت پڑھتے ہوئے جہاں نبی اقدس ﷺ کا ذکر آتا وہاں درود اور جہاں صحابی کا ذکر آتا رضی اللہ عنہ اور جہاں کسی محدث یا مفسر کا ذکر آتا ترحم ضرور کرتے۔احادیث کو ان کے آداب کے ساتھ اچھی طرح پڑھنے میں میری آنکھوں نے ان کی مثل نہیں دیکھا نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔(حاشیہ البضاعۃ المزجاۃ ص ۱۵)

علامہ قسطلانیؒ اور علامہ سیوطیؒ کے مابین واقعہ:

شیخ جلال الدین سیوطیؒ کو ان سے بڑی شکایت تھی اور گلہ کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ میں میری کتابوں سے مدد لی ہے اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں،یہ بات ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور حق پوشی ہے۔جب اس شکایت کا چرچا ہوا اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری کے حضور محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے قسطلانی کے بہت سے موضع میں الزام دیا،ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب قسطلانی موضع نقل کی نشاندہی سے عاجز رہے، تو سیوطیؒ بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے، پس آپ کے لئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے، **نقل السیوطی عن البیھقی کذا** تا کہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔ قسطلانیؒ ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے مگر ناکام رہے۔

ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے جو دراز مسافت پر واقع تھا، شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی، شیخ نے اندر سے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں، برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں تا کہ آپ کے دل کی کدورت دور ہو جائے اور آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سن کر شیخ جلال الدینؒ نے اندر ہی سے کہا میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا، لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔

قسطلانیؒ کی وفات قاہرہ مصر میں ۷ محرم ۹۲۳ھ کو شب جمعہ میں ہوئی، جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مدرسۃ العینی میں جو ان کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔

علامہ سخاویؒ:

آپ کا اسم گرامی حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان السخاوی ہے۔ سخا کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سخاوی کہا جاتا ہے سخا مصر کی بستی ہے۔ آپ شافعی المذہب تھے، ربیع الاول ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم حفظ کیا پھر فقہ اور عربی علوم میں مہارت تامہ حاصل کی۔ قرآت کا فن بھی سیکھا۔ ایک کثیر جماعت سے علم حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ اور مشائخ کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے، زیادہ علم آپ نے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے حاصل کیا جب آپ ان کے پاس گئے تو انہی کے ہو کر رہ گئے۔ اور پھر حافظ صاحب کی وفات تک ان سے جدا نہ ہوئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے طلب علم کے لئے حلب، دمشق، قدس، نابلس، رملہ، بعلبک، حمص، وغیرہ شہروں کی خاک چھانی۔ حافظ صاحب کی وفات کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں بھی علماء کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا۔ ابوالفتح برھان زمزمی، تقی بن فہد ابن ظہیرہ اور قاسم بن قطلو بغا بھی آپ کے مشائخ میں شامل ہیں۔ پھر قاہرہ لوٹے اور اس دوران سماع اور تخریج کا کام کرتے رہے۔ پھر ۸۷۰ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں اپنی بعض تصانیف کا درس بھی دیتے رہے، پھر جب قاہرہ لوٹے تو ''الاذکار'' کی تخریج کے تکملہ میں مشغول ہو گئے۔

پھر ۸۸۵ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور ۸۸۷ھ تک وہیں رہے اور ۸۹۲ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور ۸۹۴ھ تک وہیں رہے، پھر ۸۹۶ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور ۸۹۸ھ تک وہیں رہے پھر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور ۹۰۲ھ میں وہیں وفات ہوئی۔

اتحاف النبلاء میں آپ کی تاریخ وفات ۸۶۰ھ لکھی ہے جو درست نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے سب سے مشہور **"القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع"** ہے۔ جس کے حوالے ہم نے پیچھے کتاب میں ذکر کئے ہیں۔

اسی طرح آپ نے **" فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث"** بھی لکھی اس میں آپ نے اکثر مواقع میں جمہور کی موافقت ہی فرمائی ہے، اگرچہ یہ کتاب اصول حدیث کے موضوع پر مبنی ہے اس میں ایک روایت بندہ کو ایسی ملی ہے جو یہاں نقل کرنے کو دل چاہ رہا ہے، حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں:

والافضل منهم مطلقاً باجماع اهل السنة ابو بکرؓ (الصدیق) خلیفة رسول الله ﷺ بل هو افضل الناس بعد الأنبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لادلة یطول ذکرها ..... منها قوله ﷺ لابی درداء وقد راه یمشی بین یدیه. یا ابا الدرداء تمشی امام من هو خیر منک فی الدنیا والآخرة ماطلعت شمس ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکرؓ. (فتح المغیث ص ۱۲۵ ج ۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ.....اور صحابہ کرامؓ میں سے سب سے زیادہ افضل علی الاطلاق اہل سنت و جماعت کے اجماع کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں بلکہ آپ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان دلائل کی وجہ سے جن کا ذکر طویل ہے ان ادلہ میں سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ابودرداءؓ کو جب آپ نے دیکھا کہ ابودرداء حضرت صدیق اکبرؓ کے آگے چل رہے ہیں تو فرمایا اے ابودرداء آپ اس کے آگے چل رہے ہو، حالانکہ وہ آپ سے بہتر ہیں دنیا اور آخرت میں۔نہیں طلوع ہوتا سورج اور نہ غروب ہوتا ہے کسی ایک پر جو انبیاء کے بعد ابوبکرؓ سے افضل ہو۔

اسی طرح آپ کی تصنیف ہے "**الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اهل التوریخ**" یہ کتاب بغداد اور دمشق میں طبع ہو چکی ہے، اس کا ترجمہ ڈاکٹر سید محمد یوسف نے کیا ہے، اور مرکزی اردو بورڈ نے شائع کیا ہے۔اس کے علاوہ" **المقاصد الحسنة فی بیان الاحادیث المشتهرة علی الالسنة** " "**الضوء الامع، عمدة المحتج فی حکم الشطرنج، المنهل العذب الروی فی ترجمة النووی، الجواهر والدرر فی ترجمة ابن حجر، الفوائد الحلبیة فی الاسماء النبویة، الفخر العلوی فی المولد النبوی، رحجان الکفة فی مناقب اهل الصفة، الاصل الاصیل فی تحریم النقل من التوراة والانجیل، النور السافر فی اخبار القرن العاشر، ارتیاح الاکباد بفقد الاولاد.** علماء نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰۰ کے قریب بتائی ہے۔

علامہ سمہودیؒ:

آپ کا نام نورالدین ابوالحسن علی بن قاضی عفیف الدین عبداللہ بن احمد سمہودیؒ ہے۔آپ مدینہ کے مورخ مفتی اور مدرس تھے آپ نے مدینہ طیبہ کی ایک تاریخ مرتب کی ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ اور خلاصۃ الوفاء'' کے نام سے۔۹۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔مزید تفصیل کی لئے دیکھئے: **النور السافر فی اخبار القرن العاشر.**

شیخ الاسلام امام منذریؒ شامی ثم مصری:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ کی کنیت ابومحمد، نام عبدالعظیم بن عبدالقوی اور لقب زکی الدین ہے، آپ شام کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث اور پختہ کار امام ہیں۔ آخر عمر میں مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ شروع شعبان ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم پڑھنے اور ادب و فقہ حاصل کرنے کے بعد طلب حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے ابوعبداللہ ارتاحی، عبدالمجیب بن زہیر، ابراہیم بن بتیت، ابوالجود غیاث بن فارس اور حافظ ابوالحسن مقدسی سے حدیث کا سماع کیا۔

مؤخر الذکر شیخ کی خدمت میں عرصہ تک رہے اور ان ہی سے سند فراغت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں حافظ جعفر بن امور سان سے اور دمشق میں عمر بن طبرزد، محمد بن تف، تاج کندی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے کسب کمال کیا۔ علاوہ ازیں حران، اسکندریہ، رہا اور بیت المقدس کے سرچشموں سے بھی علمی تشنگی دور کی۔ ایک جلد میں معجم لکھا۔ صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد کا اختصار کیا اور مذہب کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کیں۔

دوسری طرف ہمارے شیوخ دمیاطی، ابن ظاہری، ابوالحسین یونینی، ابوعبداللہ بن قزاز، اسماعیل بن نصر اللہ، علم الدین سنجر دواداری، قاضی القضاۃ تقی الدین ابن دقیق العید، عماد محمد بن جرائیدی، اسحاق بن وزیری اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔

عام حالات:

پہلے آپ قاہرہ میں جامع ظافری میں مدرس مقرر ہوئے پھر ''دار کاملہ'' میں صدر المدرسین کا عہدہ سنبھالا اور وہاں یکسوئی کے ساتھ بیس سال تک نشر و اشاعت علم میں مصروف رہے۔ حافظ شریف عز الدین کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ زکی الدین حدیث اور اس کے مختلف فنون میں اپنی نظیر آپ تھے۔

صحیح اور سقیم کے واقف، علل اور اسانید کے عالم، احکام اور معانی کے شناسا اشکال حل کرنے اور غریب حدیث، اعراب و ترکیب اور اختلاف الفاظ کی عقدہ کشائی کرنے والے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیز فن حدیث میں امام، حجت، اور ثبت تھے۔ جو بات کہتے جانچ تول کر کہتے اور جو روایت کرتے تحقیق اور یقین سے روایت کرتے تھے۔ میں نے ان سے حدیث کا معتد بہ حصہ پڑھا ہے اور ان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

امام شعرانیؒ:

حضرت اوکاڑویؒ لکھتے ہیں:

''امام موصوف آخری خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ۸۹۹ھ میں شاہی خاندان کے چشم و چراغ بن کر پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود آپ نے علوم دینیہ میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔ آپ نے بہت سی کتابیں تالیف فرمائیں جن سے آج تک تشنگان علم سیراب ہو رہے ہیں، ان میں ایک اہم ترین کتاب ''المیزان الکبریٰ'' بھی ہے۔

یہ کتاب مذاہب اربعہ کی حقانیت پر اس وقت آپ نے تحریر فرمائی جب کہ غیر مقلدین کے فرقہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ نہ ہی کوئی خودساختہ اہل قرآن تھا نہ ہی کوئی خودساختہ اہل حدیث تھا۔ امام موصوف کا وصال ۹۷۳ھ میں ہوا جبکہ فرقہ غیر مقلدین اس سے اڑھائی سو سال بعد دور وکٹوریہ میں پیدا ہوا۔

مقام شعرانی:

امام موصوف اپنی کتاب ''المیزان الکبریٰ'' کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

''میں نے اس میزان کو سب سے پہلے خضر علیہ السلام سے علمی، ایمانی اور تعلیمی حیثیت سے حاصل کیا۔ پھر میں نے اپنے سید حضرت علی خواص سے سلوک طے کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں اصل سرچشمہ شریعت پر بطریق ذوق وکشف مطلع ہو گیا اور اس کا ایسا یقین کیا کہ اس میں کچھ بھی شک نہ رہا۔ اور کئی سال تک میں نے اپنے نفس سے مجاہدہ کیا۔

چنانچہ میں نے اپنے حجرہ کی جہت میں ایک رسی باندھ لی تھی جب میں وہاں بیٹھتا تو اس کو اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گلے میں ڈال لیتا تھا تا کہ میرا پہلو زمین سے نہ لگ جائے اور تقویٰ میں اس قدر ترقی تھی کہ جب مجھ کو اس قسم کا کھانا جو میرے مرتبہ ومقام کے لائق تھا نہیں ملتا تھا تو مٹی پھانک لیتا تھا، لیکن خدا کی شان کہ مجھے اس مٹی میں ایسی چکناہٹ معلوم ہوتی تھی جیسی گوشت گھی اور دودھ میں ہوتی ہے۔

اور مجھ سے پہلے اس قسم کا تقویٰ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کر چکے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جب اپنی ورع کے مناسب کھانا نہ پایا تو بیس روز تک صرف مٹی ہی پھانکتے رہے۔ اسی طرح میں کسی حاکم کی عمارت کے سایہ میں ہو کر نہیں گزرتا تھا، اور جب سلطان غوری نے مدرسہ اور نیلے گنبد کے درمیان چھتا بنوادیا تو میں سوق ورامتن (ایک بازار کا نام ہے) سے ہو کر جاتا تھا اور سوق شرب (یہ بھی ایک بازار کا نام ہے) کے راستہ سے نکلتا تھا۔ اور اس چھتے کے سایہ میں داخل نہیں ہوتا تھا۔

ایسے ہی تمام ظالموں اور امراء اور ان کے معاونین میں سے کسی کی عمارت کے نیچے ہو کر نہیں گزرتا تھا اور جب تک کسی چیز کے بارے میں پوری تفتیش نہ کر لیتا تھا، اس وقت تک کھاتا نہ تھا۔ اگرچہ اس بارہ میں شریعت نے رخصت دی ہے لیکن میں اس پر اکتفا نہ کرتا تھا، اور خدا کا شکر ہے کہ اب تک اسی حالت پر ہوں۔

لیکن بہ نسبت پہلے کے مرتبہ میں فرق ہے، کیونکہ پہلے میں اس چیز کے مالک کا قبضہ دیکھتا تھا کہ شخص کس صورت سے اس کا مالک بنا ہے، اور اب صرف اس شخص کی بو یا اس کی رنگت یا ذائقہ سے تمیز کر لیتا ہوں۔ اور اگر وہ شے حرام ہوتی ہے تو اس کی بو نہایت ناپاک ہوتی ہے، اور اگر وہ شے حلال ہوتی ہے تو اس کی بو نہایت پاکیزہ ہوتی ہے، اور اگر وہ چیز مشتبہ ہوتی ہے تو اس کی بو حرام سے ناپاکی میں کم ہوتی ہے۔ تو محض ان علامات کو دیکھ کر ان کے موافق عمل کرتا ہوں، مالک کے احوال اور اس کے کسب میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن مجھ کو اس پر اعتماد نہیں۔ مگر اُسی کے فضل سے اور وہی قابل تعریف ہے، جب میں چلتے چلتے ان مراتب کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہنچ گیا، اس وقت میں نے دل کی آنکھ سے شریعت طاہرہ کے اس سرچشمہ کو دیکھا۔ جہاں سے ہر مجتہد کا قول نکلا ہے، اور مجتہد کے لئے وہاں ایک ایک نالی بنی ہوئی ہے۔

تب مجھ کو کامل یقین ہوا کہ تمام اقوال علماء برحق کے شریعت ہی شریعت ہیں، اور ہر مجتہد حق کو پہنچنے والا ہے اور کوئی مذہب شریعت سے بہ نسبت دوسرے مذہب کے زیادہ قریب نہیں ہے۔ اگر چہ ایک ہزار شخص میرے مقابلہ کے لئے جدال کی غرض سے اٹھیں اور کہیں کہ فلاں مذہب کو فلاں مذہب پر ترجیح ہے، تو میں دل میں ان کے قول کو ہرگز قبول نہ کروں گا۔ (مواہب رحمانی اردو ترجمہ میزان شعرانی ص ۹۱ ج ۱)

کیا دیکھا؟

اور میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب باری تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ مجھ کو شریعت کے سرچشمہ پر آگاہ کر دیا تو میں نے تمام مذاہب کو دیکھا کہ وہ سب اسی چشمہ سے متصل ہیں اور ان تمام میں سے آئمہ اربعہ کے مذاہب کی نہریں خوب جاری ہیں۔ اور جو مذاہب ختم ہو چکے وہ خشک ہو کر پتھر بن گئے ہیں۔ اور آئمہ اربعہ میں سے سب سے زیادہ لمبی نہر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی دیکھی، پھر اس کے قریب قریب احمد بن حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہ کی اور سب سے چھوٹی نہر امام داؤد علیہ الرحمۃ کے مذہب کی پائی، جو پانچویں قرن میں ختم ہو چکا ہے۔

تو اس کی وجہ میں نے یہ سوچی کہ آئمہ اربعہ رضی اللہ عنھم کے مذاہب پر عمل کرنے کا زمانہ طویل ہے، اور امام داؤد کے مذہب پر تھوڑے دن عمل رہا، پس جس طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی بنیاد تمام مذاہب مدونہ سے پہلے قائم ہوئی ہے اسی طرح وہ سب سے آخر میں ختم ہوگا، اور اہل کشف کا بھی یہی مقولہ ہے۔ (ص ۱۰۷ ج ۱) آپ نے کشف میں ان مذاہب کا سرچشمہ شریعت سے اتصال یوں دیکھا:

''بارگاہ وحی نامعلوم الکیفیت۔ بارگاہ عرش اعظم۔ بارگاہ کرسی شریف۔ بارگاہ قلم اعلیٰ۔ بارگاہ لوح محفوظ۔ بارگاہ تختہائے نہی و اثبات۔ بارگاہ جبرئیل علیہ السلام۔ بارگاہ محمد ﷺ۔ بارگاہ آئمہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجتہدین۔ بارگاہ مقلدین الی یوم القیامۃ'' (۱۴۳ج۱)

کیا ہی خوب اتصال ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔ پھر آپ نے کشف میں مذاہب مجتہدین اور سرچشمہ شریعت محمدیہ کا اتصال درخت کی شکل میں دیکھا کہ آئمہ مجتہدین کے مذاہب کے درخت کی جڑیں سرچشمہ شریعت محمدیہ میں ہیں، پھر ہر مجتہد کے مذہب کی بڑی شاخیں ہیں، پھر آگے شاخیں، پتے، پھول اور پھل ہیں، اس درخت کی ایک ایک شاخ، پھل، پھول، پتے کا اتصال شریعت محمدیہ سے ہے۔ ایک پتہ بھی ایسا نہیں جسکی خوراک شریعت سے نہ ہو۔ (۱۴۴ج۱)

(۳)۔۔۔۔۔ پھر تیسرے کشف میں آپ نے سرچشمہ شریعت طاہرہ محمدیہ کو ایک گول حوض کی شکل میں دیکھا جس سے مذہب عائشہ رضی اللہ عنہا (۵۷ھ)، مذہب عبداللہ بن عمرؓ (۷۳ھ)، مذہب عبداللہ بن مسعودؓ (۲۳ھ)، مذہب عطاء (۱۱۴ھ)، مذہب مجاہدؒ (۱۰۴ھ)، مذہب ابوحنیفہؒ (۱۵۰ھ)، مذہب مالکؒ، مذہب شافعیؒ، مذہب امام احمدؒ، مذہب امام داؤدؒ، مذہب امام لیث بن سعدؒ (۱۷۵ھ)، مذہب سفیان ثوریؒ (۱۶۱ھ)، مذہب سفیان بن عیینہؒ (۱۹۸ھ)، مذہب محمد بن جریر طبریؒ، مذہب عمر بن عبدالعزیزؒ (۱۰۱ھ)، مذہب اعمشؒ، (۱۰۱ھ)، مذہب شعبیؒ (۱۰۱ھ)، مذہب اسحاقؒ (۲۳۸ھ) کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔

مذاہب مستعملہ کے (چشمے) جاری ہیں اور مذاہب متروکہ کے خشک ہو چکے ہیں۔'' (ص۱۴۵ج۱) شیخ زادہؒ: نام محی الدین بن مصلح الدین۔ آپ قسطنطنیہ میں مدرس تھے پھر تدریس ترک کر دی، اپنے لئے پندرہ درہم یومیہ پنشن کے طور پر مقرر کروائے، اس سے زیادہ قبول نہ کئے۔

آپ نے تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا جو حاشیہ شیخ زادہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ شرح وقایہ پر بھی حواشی لکھے، مزید تصنیفات میں شرح الفرائض السراجیۃ اور شرح المفتاح وغیرہ شامل ہیں۔ ۹۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ (طرب الاماثل ص۲۹۵)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محدث عزیزیؒ: م ۱۰۷۰ھ بمطابق ۱۶۶۰ء

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد بن محمد العزیزی البولاقی الشافعی ہے۔آپ مصر کے فقیہ تھے، اور علماء محدثین میں سے تھے آپ کی پیدائش عزیزیہ بستی میں ہوئی، جو کہ مصر کے مشرقی جانب واقع ہے، اسی کی طرف نسبت کر کے آپ کو ''العزیزی'' کہا جاتا ہے اور آپ کی وفات بولاق میں ہوئی۔ آپ نے کئی کتب تصانیف کیں جن میں سے '' **السراج المنیر بشرح الجامع الصغیر** ''(جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے) کو سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔ دیکھئے: الاعلام للزرکلی ج۴ص ۲۵۸

حضرت سید احمد کبیر رفاعی الحسینیؒ:

آپ کا نام مبارک سید احمد کبیر تھا، ابوالعباس کنیت اور محی الدین لقب تھا۔ چونکہ آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام رفاعہ تھا ان کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے رفاعی مشہور ہیں اور نسباً شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے ہیں۔اس وجہ سے حسینی کہلاتے ہیں۔

اور چونکہ مسائل فقہیہ میں آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پابند تھے اس وجہ سے شافعی کہلاتے ہیں۔آپ ۱۵ رجب المرجب سنہ ۵۱۲ھ کو مقام حسن میں پیدا ہوئے جو ام عبیدہ کے قریب نواح واسط میں واقع ہے۔آپ کے زمانہ ولادت میں خلفاء عباسین میں سے خلیفۃ المسلمین مسترشد باللہ سریر آراء خلافت تھے۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی کی پیدائش سے قبل ہی سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کے ماموں، شیخ وقت، حضرت باز اشہب منصور بطائحی نور اللہ مرقدہ کو آپ کے پیدائش کی بشارت سنادی تھی۔ پیدائش سے چالیس دن پہلے ایک رات شیخ منصور نے سرکار دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے منصور! چالیس دن کے بعد تیری بہن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام احمد رکھنا، اولیاء کرام میں وہ ایسا ہی سردار ہوگا جس طرح کہ میں انبیاء کا سردار ہوں اور جب وہ ہوشیار ہو جائے تو تعلیم کے واسطے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیج دینا اور اس کی تربیت سے غفلت نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

برتنا۔

اس خواب کے پورے چالیس دن بعد آپ مقام ''حسن'' میں پیدا ہوئے اور سات سال تک وہیں اپنے شفیق والدین کے سایہ عاطفت میں گذارے۔ آپ کی عمر مبارک کا ساتواں سال تھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت سید علی نور اللہ مرقدہ کسی ضرورت سے بغداد کی طرف سفر میں گئے اور وہاں ان کا انتقال ہو گیا۔

شفیق باپ کے وصال کے بعد بظاہر آپ کی تعلیم و تربیت کا کوئی سہارا نہ تھا، اس وجہ سے آپ کے ماموں حضرت باز الاشہب شیخ منصور بطائحی قدس سرہٗ نے آپ کو معہ آپ کی والدہ محترمہ کے اپنے پاس بلا لیا اور سرکار عالم ﷺ کی ہدایت کے موافق تعلیم و تربیت کی طرف پوری طرح توجہ کی۔

حضرت سید احمد کبیر صاحب رفاعی قدس اللہ سرہ میں بچپن سے ہی صلاحیت و سعادت مندی اور زہد و اتقاء کے آثار پائے جاتے تھے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ:

☆☆ بالائے سرش ز ہوش مندی ☆☆

☆☆ می تافت ستارہ بلندی ☆☆

چنانچہ آپ کی محترمہ ہمشیرہ سیدہ صالحہ جو نہایت عابدہ و زاہدہ اور پرہیز گار خاتون تھیں وہ فرماتی ہیں کہ سید صاحب جس وقت شیر خوار تھے تو رمضان کے مہینے میں کبھی دن میں دودھ نہ پیتے تھے، چنانچہ اول اول تو یہ خیال کیا کہ شاید اس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کا دودھ کسی وجہ سے نہ پیا ہو۔ دوسری عورت کو دیا، آپ نے اس کا بھی دودھ نہ پیا، ہاں مغرب کے بعد آپ دودھ پیتے تھے۔ جب ذرا ہوشیار ہوئے تو کھیل کود کی طرف بھی بالکل توجہ نہ تھی۔ اسی سبب سے بہت تھوڑی مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور جب آپ تحصیل علم کے لئے واسطہ گئے تو وہاں بھی ایسی محنت اور توجہ سے پڑھا کہ بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی، منطق، فلسفہ، وغیرہ غرض تمام فنون مروجہ کی تکمیل کر لی اور آپ کے استاد محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند اور اجازت عطا کی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غرض جب حضرت سید صاحب نور اللہ مرقدہ نے علوم دینیہ کی تکمیل کر لی اور آپ کے اساتذہ نے سند اور اجازت عطا کی تو آپ نے بھی وہاں ہی سلسلہ تدریس شروع کر دیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں صاحب شیخ باز الاشہب منصور بطائحی قدس سرہ سے علوم باطنیہ کی تحصیل بھی شروع کر دی۔ لطف خداوندی اور مناسبت طبعی کی وجہ سے آپ نے اس فن شریف یعنی علوم باطنیہ میں بھی بہت جلد کمال حاصل کر لیا۔ ادھر تو ظاہری علوم میں آپ کی خداداد قابلیت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کا شہرہ ہوا اور بڑے بڑے علماء وفضلاء آپ کے درس میں استفادہ کے لئے حاضر ہونے لگے اور ادھر جب آپ نے نصاب طریقت اور سلوک ومعرفت کے مدارج علیا کو طے کر لیا اور آپ کے زہد و اتقاء اور پارسائی کا خاص وعام میں شہرہ ہو گیا اور آپ کے ماموں صاحب نے خرقہ سجادگی پہنا کر خانقاہ ''ام عبیدہ'' میں آپ کو بلا لیا تا کہ آپ وہاں رہ کر لوگوں کو ہدایت اور رہنمائی کریں اور اپنے علوم ظاہری و باطنی سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، پھر تو آپ سے استفادہ کرنے کے لئے خلق اللہ ٹوٹ پڑی اور خانقاہ ''ام عبیدہ'' میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں علماء وفقراء تحصیل علم اور تزکیہ باطن کے واسطے رہنے لگے۔

خانقاہ مبارک میں جتنے آدمی رہتے تھے سب کے کھانے پینے کا انتظام آپ ہی کی طرف سے ہوتا تھا تا کہ سالکین اور طلباء فراغ قلب اور اطمینان سے حصول مقصد میں لگے رہیں اور معاش کی فکر میں مبتلا ہو کر ذکر خداوندی سے غافل نہ ہوں۔

بعض مستند اور ثقہ اہل علم بیان کرتے ہیں کہ بعض ایام میں ہم نے دیکھا کہ دس ہزار آدمیوں کا مجمع خانقاہ میں تھا اور سب کی مہمانی آپ کے لنگر خانے سے ہوتی تھی۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت اقدس میں ۱۵ شعبان کو حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس دن خانقاہ ''ام عبیدہ'' میں تقریباً ایک لاکھ انسان جمع تھے اور سب کے سب کے قیام وطعام کا انتظام سید صاحب کی طرف سے تھا۔

آپ کے اخلاق وعادات وکمال اخلاق محمدی ﷺ کا نمونہ تھے۔ عجز وانکسار، تواضع ومسکینت آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں حد سے زیادہ تھی۔ چنانچہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلوک ومعرفت کے سب طریقوں کو دیکھا اور غور کیا، لیکن تواضع اور انکساری سے بہتر کوئی طریقہ نظر نہ آیا، اس واسطے میں نے اسی کو اپنے واسطے پسند کیا۔

اتباع سنت کے آپ خود بھی بہت پابند تھے اور خدام کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ دنیا کمانے والے مکار صوفی منش لوگوں نے جو باتیں خلاف شرع ایجاد کر رکھی تھیں آپ ہمیشہ ان کو مٹانے کی کوشش فرماتے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ لباس اور طعام میں سادگی پسند فرماتے تھے۔

دنیاوی تکلفات اور سامان عیش سے نفرت تھی، طبیعت میں شرم وحیا بہت غالب تھی حتٰی کہ عادت مبارک یہ ہوگئی تھی کہ پہنے ہوئے کپڑے جب میلے ہوجاتے تو آپ دریا میں اتر کر بدن پر ہی کپڑوں کو مل کر صاف کر لیتے اور پھر دھوپ میں کھڑے ہو کر کپڑوں کو سکھاتے اور جب تک کپڑے سوکھ نہ جاتے تو آپ دھوپ میں ہی کھڑے رہتے۔

ابتداً آپ پر عالمانہ کیفیت کا غلبہ تھا اور تعلیم وتعلم ہی آپ کا مشغلہ تھا، مگر اس کے ساتھ آپ اپنے ماموں صاحب شیخ منصور بطائحی سے تصوف اور معرفت کی تحصیل بھی کرتے تھے۔

تھوڑے ہی عرصہ میں عرفان وسلوک کے مدارج عالیہ کو طے کر کے عارف کامل بن گئے اور حضرت شیخ بطائحی نے سنہ ۵۳۹ھ میں اپنے انتقال سے ایک سال پہلے خلافت عطا کر کے خرقہ پہنا دیا اور خانقاہ ''ام عبیدہ'' میں آپ کو اپنا جانشین بنا دیا اور مشائخ وسالکین واسطہ، اروق اور بصرہ وغیرہ کو آپ نے ہدایت کی کہ آئندہ وہ حضرت سید احمد رفاعی قدس سرہٗ سے رجوع کریں اور انہیں کو اپنا شیخ سمجھ کر استفادہ کریں، اس سے ایک سال بعد سنہ ۵۴۰ھ میں جب شیخ منصور کا وصال ہوا ہے تو آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔

اس کے بعد تو آپ کے فضل وکمال اور ارتقاو ریاضت کا اس قدر شہرہ ہوا کہ دور دور سے لوگ رشد و ہدایت کی تلاش میں آپ کی خدمت میں آتے اور آپ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو کر کامیاب اور بامراد ہو جاتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ شیخ ابن مہذب اپنی کتاب ''عجائب واسطہ'' میں لکھتے ہیں کہ آپ کی آخر عمر میں آپ کے خلفاء کی تعداد اسی ہزار ایک سو تھی۔ عراق کا کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں آپ کے دو چار خلیفہ نہ ہوں۔ اور عقیدت مند مریدوں کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ آپ کے بعض خلفاء اور مشائخ نے اور ان کے بعد بھی بہت سے بزرگوں نے آپ کے حالات ومناقب میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بعض کا ہم تذکرہ کرتے ہیں: (۱) ربیع العاشقین (۲) تریاق المحسنین (۳) نفحۃ المسکیہ ام البراہن (۴) شفاء الاسقام، (۵) روضۃ الناظرین.....وغیرہ۔

ان میں سے بعض کتابیں کم یاب ہیں اور بعض مصر وشام میں کثرت سے ملتی ہیں، مگر ہندوستان میں کم۔

اگر چہ آپ علوم شریعت وطریقت میں کامل و ماہر تھے اور شان علمیت کا غلبہ بھی تھا، لیکن تصنیف و تالیف کی طرف خاص توجہ نہ تھی۔ البتہ اکثر خاص مجالس میں اور کبھی مساجد میں وعظ فرماتے تھے یا روزمرہ کی گفتگو میں خلفاء کو نصائح فرماتے تھے تو آپ کی اجازت یا ایماء سے آپ کے خدام اس کو قلمبند کر لیتے، اس طرح چند کتابیں آپ کی تصنیف سے مشہور اور موسوم ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں، مجالس احمدیہ، کتاب الحکم، آثار المنافعہ، الحکم الساطعہ، البرہان المؤید۔

حقیقت یہ ہے کہ تقریب خداوندی میں آپ کو وہ مرتبہ عطا کیا گیا تھا جو کسی دوسرے ولی اللہ کو میسر نہ آیا ہوگا۔ آپ علم شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ آپ بہت سی عجیب باتیں بطور کرامت صادر ہوئیں، جن سے آپ کے علوئے مرتبت اور تقرب الٰہی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ نادر اور مشہور کرامت آپ کی یہ ہے کہ جب آپ سنہ ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو سرکار رسالت پناہ ﷺ کے روضہ مقدس کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوئے، گنبد خضراء کے قریب پہنچ کر آپ نے با آواز بلند کہا ''**السلام علیک یا جدی**'' فوراً روضہ اطہر سے ندا آئی ''**وعلیک السلام یا ولدی**'' اس نداء مبارک کو سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا، آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے سب نے آواز کو سنا۔ تھوڑی دیر کے بعد بحالت گریہ آپ نے یہ دو شعر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھے:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وهی نائبتی

ترجمہ.....جدائی (دوری) کی حالت میں تو اپنی روح کو (روضہ مطہر پر) بھیجتا تھا تا کہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے۔

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

ترجمہ.....اور جب کہ یہ دولت دیدار مجھے اصالۃً حاصل ہے تو آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجئے کہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔

اسی وقت قبر مطہر سے دست مبارک نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا۔ اس وقت روضہ مقدس پر تقریباً نوے ہزار عاشقان جمال محمدی ﷺ و مشتاقان روضہ نبوی کا مجمع تھا، جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ کے دست مبارک کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔

انہیں میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی رحمہ اللہ اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے۔ اس واقعہ کو اس کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی آپ کی بہت سی عجیب کرامتیں ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اس واسطے صرف اسی واقعہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ اس کے بعد کسی چیز کے ذکر کی حاجت بھی نہیں ہے۔

آپ نے ٦٦ سال کی عمر میں اس دار فانی میں رہ کر خلق اللہ کی خدمت کی اور سنہ ٥٧٨ھ میں آپ نے اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم بقا کا سفر اختیار کیا۔ نور اللہ مرقدہ۔ آپ کی وفات کی خبر فرشتہ غیب نے اطراف و انواح ام عبیدہ میں مشہور کر دی۔ لوگ دور دور سے آپ کی آخری زیارت اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نماز جنازہ کی شرکت کے لئے ام عبیدہ میں جمع ہونے لگے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ کی نماز جنازہ کے وقت تقریباً ۹ لاکھ مرد عورت کا مجمع تھا۔ بعد نماز آپ کی میت کو ام عبیدہؒ کی اسی خانقاہ میں سپرد خاک کیا جس میں آپ کے نانا صاحب کا مزار تھا۔ عارف باللہ سید سراج الدین رفاعی نے ایک شعر میں آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور عمر کی مقدار بھی لکھی ہے۔

ولادته بشری ولله عمره

وجائت لبشری الله بالقرب والزلفی

آپ کی ولادت خدا کی طرف سے بشارت تھی اور آپ کی عمر اللہ کے واسطے تھی اور آپ کے تقرب الٰہی بھی خدا کی طرف سے خوشخبری تھی۔

لفظ بشریٰ سے تاریخ ولادت نکلتی ہے اور لفظ اللہ کے عدد آپ کی عمر پر دلالت کرتے ہیں اور بشریٰ اللہ سے سال وفات معلوم ہوتا ہے۔

ابن عربیؒ:

حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں **کان منقطع النظیر فی الزھد**۔ زہد میں عدیم النظیر تھے۔ (الدرر الکامنہ ج ۳ ص ۲۰) آپ صاحب حال تھے۔ حالت جذب میں کچھ باتیں نکل جاتی تھیں، اس میں وہ معذور تھے۔

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے ہم زمانہ اور ہم وطن تھے، لوگوں نے حال شیخ اکبر ابن عربیؒ کا ان سے پوچھا فرمایا وہ زندیق ہے۔ لوگ ان کی صحبت سے احتراز کرنے لگے۔ جب (ابن عربیؒ) کی وفات ہوئی لوگوں نے شیخ الشیوخ سے ان کی آخرت کا حال دریافت کیا ارشاد ہوا **مات قطب الوقت کان ولی الله** (قطب وقت فوت ہوگیا، وہ اللہ کا ولی تھا) عرض کیا۔ کیوں ان کو زندیق کہہ کر ہم کو استفادے سے محروم رکھا۔

جواب میں فرمایا کہ وہ واصل بحق تھے، لیکن جذبہ قوی رکھتے تھے، ہر چند مقرب بارگاہ تھے مگر قابل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اتباع نہ تھے۔اخیر زمانہ میں مجذوب ہوگئے تھےاور زبان ان کی افشائے اسرار میں بےاختیار ہوگئی تھی۔اگر تم لوگ ان کی صحبت میں رہتے گمراہ ہوجاتے۔کیونکہ غلبہ حال سے ایسی باتیں کرتے تھے جوتمہاری سمجھ میں آنے کے قابل نہ تھیں اورعوام کے لئے نقصان رساں تھیں۔اگر خیال کروتو میں نے تمہارے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔(شمائم امدادیہ ص۳۳)

ہم نے جوحوالہ شیخ کی تفسیر کا دیا ہے دوسرے حوالوں کے ضمن میں دیا ہے۔آپنے کثیر تصانیف کی ہیں:

(۱) مرآة الجنان و عبرة اليقظان تاریخ میں۔

(۲) نشر المحاسن الغالية فی فضل مشايخ الصوفية اصحاب المقامات العالية،

(۳) روض الرياحين فی مناقب الصالحين.

(۴) اسنی المفاخر فی مناقب الشيخ عبدالقادر.

(۵) مرهم العلل اللمعضلة فی دفع لشبه والرد علی المعتزلة.

(۶) الارشاد والتطريز فی فضل ذكر الله و تلاوة كتابه العزيز.

(۷) الدرة المستحسنة فی تكرار العمرة فی السنة.

(۸) نشر الروض العطر فی حياة سيدنا ابی العباس الخضر.

علامہ شعرانیؒ نے طبقات الصوفیۃ میں آپ کوابن العربی لکھا ہے البتہ بعد کے حضرات نے فرق کر دیا کہ ابوبکر ابن العربی المالکی کوابن العربی لکھتے ہیں شیخ اکبر کوابن عربی لکھ دیتے ہیں۔

ملاعلی قاریؒ:

آپ کا نام علی والد کا نام سلطان محمد تھا لقب نور الدین، آپ افغانستان کے علاقہ ہرات میں پیدا ہوئے۔مسلمانوں کے زمانہ عروج میں محدثین طلب حدیث کے لئے جن مقامات کی طرف رحلت کیا کرتے تھے، حافظ ذہبی نے ان ممالک اوراضلاع کے بیان میں ایک مستقل رسالہ سپرد قلم فرمایا ہے جس کا نام ہے:"الامصار ذوات الآثار "یعنی حدیثوں کے شہر یہ پورا رسالہ علامہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سخاویؒ نے "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں نقل کردیا ہے،اس میں جن مقامات کے نام خصوصیت سے مذکور ہیں ان میں ایک نام ہرات کا بھی ہے۔علامہ تاج الدین سبکیؒ لکھتے ہیں:

وخراسان عمد تها مدائن اربعة كانما هی قوائمها المبنية عليها وهی مرو و نيسابور و بلخ و هرات هذه مدنها العظام ولا ملام عليک لوقلت بل هی مدن الاسلام او هی كانت ديار العلم علی اختلاف فنونه والملک والوزارة علی عظمتها اذ ذاک.

ترجمہ.....اورخراسان کے اعلیٰ شہر چار تھے جواس کے لئے بمنزل ستون کے تھے جس پراس کی بنیاد قائم تھی (۱) مرو (۲) نیشاپور (۳) بلخ (۴) اور ہرات یہ اس کے عظیم الشان شہر تھے اور اگر تم یہ کہو کہ نہیں یہ مدن الاسلام یعنی اسلام کے شہر تھے جب بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ اس عہد میں مختلف علوم وفنون کے دارالعلم اور سلطنت ووزارت جیسے اہم امور کے مراکز بھی یہی تھے۔ (طبقات الشافعیہ ج۱ص۱۷۳) امام ابن طہمان کی ولادت بھی ہرات کی ہی ہے۔(تذکرۃ الحفاظ،میزان،تہذیب التہذیب،الجواہر المضیہ)

علامہ کردریؒ نے مناقب امام اعظمؒ کے خاتمہ میں امام محمدؒ کے مختص تلامذہ کا تفصیلی تذکرہ لکھنے کے بعد زیرعنوان: **من روی عنه الحديث والفقه شرقا و غربا بلداً بلداً** (یعنی مشرق و مغرب میں جنہوں نے ان سے فقہ وحدیث کی روایت کی ہے) ان میں سے سات سوتیس مشاہیر علماء اعلام کے نام بقید نسبت لکھے ہیں اور ضلع واران کو شمار کرایا ہے چنانچہ جن اضلاع وممالک کا اس سلسلہ میں انہوں نے نام لیا ہے ان میں ہرات کو بھی ذکر کیا ہے۔

ملاعلی قاریؒ کی ولادت کس سن میں ہوئی؟ کتب اس سے خاموش ہیں۔آپ ہرات میں ہی بڑے ہوئے قرآن پاک حفظ کیا اور علم تجوید حاصل کیا، پھر آپ دوسرے علوم حاصل کرنا شروع ہوئے کہ اسی دوران سلطان اسماعیل بن حیدر صفوی موسوی ہرات پر غالب آگیا اور مسلمانوں کو ظلماً قتل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنا شروع کر دیا شیعہ شعائر کو رواج دیا، زمین مسلمانوں پر جب تنگ ہوئی تو مسلمان وہاں سے ہجرت کرنے لگے تو ملا علی قاریؒ نے بھی بیت اللہ کی طرف ہجرت کی۔

وہاں بڑے بڑے قرأ حضرات سے علم قرأت حاصل کیا، شاطبیہ کو یاد کیا، اسی وجہ سے آپ قاری مشہور ہو گئے۔ قرأت قرآن کے علم سے فارغ ہونے کے بعد مکہ میں ہی سماع حدیث شروع کیا مشکوٰۃ وہیں مشائخ حرم سے ہی پڑھی جن میں سے ایک شیخ عطیہ سلمی بھی ہیں دوسرے شیخ زکریا ہیں یہ اصل میں ہندوستانی تھے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''زاد المتقین'' میں اس کی تصریح کی ہے۔

علی بن حسام الدین المتقی الحنفی متوفی ۹۷۵ھ، ابن حجر مکی ہیثمی متوفی ۹۷۳ھ، شیخ عبداللہ سندی متوفی ۹۹۶ھ، قطب الدین مکی حنفی متوفی ۹۹۹ھ، بدرالدین شہاوی حنفی مفتی حرم محترم بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے اپنے زمانہ کے مشائخ طریقت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں تربیت بھی حاصل کی۔

ملا علی قاریؒ کا خط انتہائی اچھا تھا، ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا تفسیر جلالین کا ایک نسخہ ملا علی متقی صاحب کنز العمال نے بھی خریدا تھا۔ آپ کتابت کرتے اس سے جو کچھ حاصل ہوتا اسی پر قناعت کرتے۔ آپ اصول حدیث، تفسیر، تصوف اور معقولات میں امامت کے درجے پر فائز تھے ان علوم کے اسرار و رموز سے واقف تھے اور اپنے زمانہ کے تمام اہل علم سے زیادہ راسخ تھے۔ شیخ امین بن فضل اللہ دمشقی متوفی ۱۱۱۱ھ ''**خلاصة الاثر فی تراجم اعیان القرن الحادی عشر**'' میں لکھتے ہیں:

''علی بن محمد سلطان الهروی المعروف بالقاری نزیل مکة احد صدور العلم فرد عصره الباهر الصمت فی التحقیق و تنقیح العبارات شهرته کافیة عن الاطراء فی وصفه''. (خلاصة الاثر ج۳ص ۱۸۵)

شیخ عبدالحق بن حسین العصامی المکی الشافعی ''**سمط النجوم والعوالی**'' میں لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"الشیخ ملا علیؒ ..... الجامع للعلوم العقلیة والنقلیة والمتضلع من السنة النبویة احدجماهیر اولی الحفظ والافهام."

(ج۴ص ۳۹۴)

غیر مقلد نواب صدیق حسن خان اتحاف النبلاء میں لکھتے ہیں:

قال السید محمد بن ابی بکر الباعلوی فی ترجمة من کتابه "عقد الجواهر والدرر" هو الجامع للعلوم العقلیه والنقلیه والمتضلع من السنة النبویة واحد علماء الاعلام و جماهیر اولی الحفظ والافهام.

شیخ عابد سندھیؒ اپنی کتاب المواهب اللطیفة علی مسند الامام ابی حنیفةؒ میں لکھتے ہیں: الشیخ العلامه الحبر الفهامة الشیخ علی قاری.

مولانا عبدالحیؒ لکھنوی لکھتے ہیں:

صاحب العلم الباهر والفضل الظاهر علی القاری الهروی ثم المکی.(التعلیق الممجد :ص ۱۹)

فقیہ حسین بن محمد سعید عبدالغنی المکی الحنفی اپنی کتاب "ارشاد الساری الی مناسک الملا علی قاری" میں لکھتے ہیں:

علی بن سلطان محمد القاری علامة زمانه و واحد عصره و اوانه والمتفرد الجامع لانواع العلوم العقلیة والنقلیة المتضلع من علوم القرآن والسنة النبویة و عالم بلاد الله الحرام والمشاهیر العظام واحد جماهیر الاعلام و مشاهیر اولی التحقیق والافهام.(ارشاد الساری الی مناسک الملا علی قاری ص۵)

مولانا ادریس کاندھلویؒ التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المحدث الجليل و الفاضل النبيل فريد دهره و و حيد عصره الشيخ نور الدين على بن سلطان محمد الهروى القارى.

ملاعلی قاریؒ متدین، متقی، عبادت گذار اور فقیہ انسان تھے، وسیع الروایت اور واسع الدرایت تھے کتاب وسنت اور اجماع کی رُو سے جسے صحیح پاتے اسے راجح قرار دیتے اور جسے غلط پاتے اس کی تردید کرتے خواہ اس کا قائل کوئی ہو کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

آپ کے اس طرز کو دیکھ کر بعض معاصرین نے آپ پر متعصب حنفی ہونے کا طعن کر دیا اور ان طاعنین کا تعصب اس حد تک جا پہنچا کہ آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے بھی رک گئے، حالانکہ یہ آپ پر محض الزام تھا، طاعنین کا پلہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے دلائل و براہین سے خالی تھا۔ جبکہ آپ کا علامہ نووی اور خطابی وغیرہ کے اقوال نقل کرنا عدم تعصبیت اور مسائل فرعیہ میں واسع الصدر ہونے کی دلیل ہے۔ آپ کے نزدیک فروعات میں اختلاف کی گنجائش تھی۔ آپ نے کئی ایک مقامات پر تصریح بھی کی ہے کہ آدمی کا اپنے ہم عصروں سے کسی مسئلہ میں اختلاف کرنا اس کے مجتہد ہونے کی دلیل ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

والصواب ان كل من فاق على اقرانه فى فن من العلوم الشريعة من غير اختصاص بالفروع الفقهية فهو من الائمة المجتهدين والعلماء الراسخين الكاملين المكملين.

قاضی شوکانی یمنی نے ملاعلی قاریؒ کے آئمہ کے ساتھ اختلاف کو حدیث فقہ اور علم کلام میں مہارت کی دلیل بتایا ہے چنانچہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

اقول هذا دليل على علو منزلته فان المجتهد شانه ان يبين ما يخالف الا دلة الصحيحة و يعترضه سواء كان قائله عظيماً او حقيراً

ترجمہ..... میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہے آپ کی علو منزلت پر اس لئے کہ مجتہد کی شان ہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ ہے کہ وہ ادلہ صحیحہ کی مخالف چیز کو واضح کر دے اور اس پر اعتراض کر دے عام ہے کہ اس کا قائل بڑا ہو یا چھوٹا۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

و در تحقیق فقہ و حدیث و دریافت علوم کلام و معقول ید طولی دارد از ھر کتاب اور تبہ تحقیق نمایاں است و دستگاہ او دراں علم عیان و اعتراض او برار سال مالک و اصحاب شافعی در بعض مسائل نہ از راہ عصبیت و ھواست بر بنا وضوح ادلۃ بر خلاف آن و این قسم اختلاف در جمیع اصناف علماء قدیما و حدیثا موجود است مخصوص بوئے نیست۔ (اتحاف النبلاء المتقین ص ۳۲۵)

بعض شوافع پر اعتراض کرنا تعصب اور خواہش نفسانی پر مبنی نہیں ہے بلکہ ان کے خلاف دلائل کے واضح ہونے کی وجہ سے ہے اور اس قسم کے اختلاف متقدمین اور متاخرین علماء میں پائے جاتے ہیں نہ کہ صرف ان کے ساتھ خاص ہے۔

ملا علی قاری نے شوافع کے بعض رسائل میں جب احناف کی سخت مخالفت دیکھی اور یہ دیکھا کہ انہوں نے احناف کے خلاف حد سے زیادہ طعن و تشنیع کو جائز رکھا ہوا ہے تو آپ نے ایک رسالہ بنام **تشییع فقھاء االحنفیۃ لتشنیع سفھاء الشافعیہ** لکھا جب یہ رسالہ بعض کم عقلوں کے پاس پہنچا تو ان کے تعصب کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے قیامت صغریٰ برپا کر دی اور لگے ملا علی قاریؒ پر زبان درازی کرنے، یہ بات اتنی بڑھی کہ قتل و قتال کا خوف ہونے لگا حضرت قاریؒ پر زمین تنگ ہو چکی تھی۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کی غائبی مدد مولانا بدرالدین حسن اور مولانا قاضی حسین کی شکل میں ظاہر ہوئی اور ان دونوں شخصیات نے حضرت قاری صاحب کا دفاع کیا اور فتنہ کی آگ کو بجھایا۔ ملا علی قاریؒ نے ایک تفرد اختیار کیا کہ نبی اقدس ﷺ کے ابوین کی وفات حالت کفر پر ہوئی، اس قول کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فقہ اکبر کے کسی نسخہ میں **ماتا علی الفطرۃ** کی بجائے **علی الکفر** ہو گیا یا اصل میں تھا **ماماتا علی الکفر** ناقل نے سمجھا کہ ایک **ما** زائدہ ہے اس کو حذف کر دیا تو **ماتا علی**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الکفر ہوگیا، خیر اپنے مقام پر اس پر علماء سے سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔

محبی کہتے ہیں **ولو لاھالا شتھدت مؤلفاته بحیث ملأت الدنیا لکثرة فائدتھا**، اگر اس قسم کے تسامحات نہ ہوتے تو ان کی تصانیف پھیل جاتیں بایں طور کہ دنیا کو اپنے کثرت فوائد کی وجہ سے بھر دیتیں۔

علامہ عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں:

واضح است کے از مجددین الف شہاب الدین رملی و ملاعلی قاری وغیرہ بودند۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ص ٦٧ ج ١) ترجمہ..... واضح رہے کہ دسویں صدی کے مجددین شہاب الدین اور ملاعلی قاری تھے۔

اسی طرح التعلیقات السنیۃ میں فرماتے ہیں:

طالعت تصانیفه المذکورة کلھا ..... مفیدة الی رتبة المجددیة علی راس الالف.

وفات:

ملاعلی قاریؒ شوال ١٠١٤ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں دفن کئے گئے۔ یہ ترجمہ محقق العصر، المحدث، الناقد مولانا عبدالحلیم چشتی کے مضمون "**البضاعة المزجاة لمن یطالع المرقاة**" سے لیا گیا ہے۔

علامہ عبدالحکیمؒ سیالکوٹی:

عبدالحکیم بن شمس الدین الہندی السیالکوٹی، مولانا عبدالحی لکھنوی نے آپ کو علامۃ الہند اور امام العلوم کے لقب سے یاد کیا ہے، یہ کبار علماء سے تھے شاہ جہان کے زمانہ میں رئیس العلماء تھے، ان کے زمانے میں کوئی عالم ان کے مرتبہ کا نہیں تھا۔ آپ نے تفسیر بیضاوی پر سورۃ بقرہ کے کچھ حصہ پر حواشی لکھے ہیں، اسی طرح مختصر المعانی اور مطول پر بھی آپ کے حواشی ہیں۔ شرح عقائد نسفیہ پر بھی آپ کا حاشیہ مشہور ہے۔ ١٠٦٠ھ کے لگ بھگ وفات ہوئی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلام شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:

صاحب نزھۃ الخواطر ان الفاظ میں آپ کا ذکر خیر شروع فرماتے ہیں:

الشیخ الامام، العالم، العلامه، المحدث، الفقیه، شیخ الاسلام، و اعلم العلماء الاعلام، و حامل رأیة العلم و العمل فی المشائخ الکرام الشیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد الله البخاری الدهلوی المحدث المشهور. اول من نشر علم الحدیث بارض الهند تصنیفاً و تدریساً.

ترجمہ..... شیخ، امام، عالم، علامہ، محدث، فقیہ، شیخ الاسلام، علماء میں سے سب سے زیادہ علم والے، مشائخ میں علم وعمل کے علمبردار، شیخ عبدالحقؒ جو بیٹے ہیں سیف الدین کے جو بیٹے ہیں سعداللہ کے بخاری، دہلوی مشہور محدث یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں علم حدیث تصنیف اور تدریس کے ذریعے پھیلایا۔

آپ ۹۵۸ھ محرم کے مہینے میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد کے پاس دو مہینے یا تین مہینے میں قرآن پاک ختم کر لیا۔ پھر کتابت اور انشاء پردازی ایک مہینے میں سیکھی۔ گلستان، بوستان، دیوان حافظ، میزان الصرف، اور کافیہ اپنے والد کے پاس پڑھیں۔

اسی طرح اللب اور الارشاد اور شرح الشمسیۃ اور شرح العقائد وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس وقت ان کی عمر بارہ سال تھی۔ اور انیس سال یا اٹھارہ سال کی عمر میں کل کتابوں کی تکمیل کر چکے تھے۔ قرآن پاک ایک سال میں حفظ کیا۔ ۹۸۵ھ میں شیخ موسیٰ ابن حامد الحسنی الاچی سے تصوف و سلوک میں بیعت کی۔ آپ پر حب نبوی کا غلبہ ہوا اور حرمین شریفین کی زیارت اور سفر حج کے ارادہ سے ۹۹۵ھ میں عازم سفر ہوئے۔

اور ۹۹۶ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے حج کیا اور دس مہینے مکہ میں رہے پھر ۹۹۷ھ میں ربیع الاول کے آخر میں مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا اور وہاں ۹۹۸ھ کے رجب کے آخر تک قیام فرمایا پھر مکہ واپس لوٹے اور ایک زمانہ وہاں رہے اور دوسری دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر ۹۹۹ھ کے شعبان کے آخر میں طائف تشریف لے گئے اور وہاں کچھ زمانہ قیام فرمایا پھر مکہ لوٹے وہاں کچھ قیام کرنے کے بعد ہندوستان کی طرف رخت سفر باندھا۔ مکہ میں شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ المتقی اور قاضی علی بن جاراللہ بن ظہیرۃ القرشی، المخزومی المکی سے علم حدیث حاصل کیا اور مدینہ منورہ میں شیخ احمد بن محمد بن محمد ابوالحزم المدنی اور شیخ حمید الدین عبداللہ السندی المہاجر سے اجازت حدیث حاصل کی۔ ان مشائخ نے آپ کی مدح وثنا کی اور آپ کو اجازت حدیث دی۔ خصوصاً قاضی علی بن جاراللہ نے فرمایا:

انه الفرد العلم فی القطر الهندی، اور فرمایا انه ممن اعلی الله همته فی الطلب و وافقه للسعی فی ما یوصل الی بلوغ الأرب و خدم العلم الشریف و ضرب فیه بالسهم الاعلی، والقدح المعلی، وقد شرفنی الحضور عندی برحة من الزمان فی المسجد الحرام .....

شیخ عبدالوہابؒ سے آپ نے مشکوۃ شریف پڑھی اور ذکر تقلیل طعام، آداب خلوت وغیرہ سیکھے۔ اور فوائد کثیر آپ سے حاصل کئے، شیخ آپ کے محبّ اور ثنا خوان تھے۔ اور انہوں نے آپ کو اجازت مطلقہ اور خرقہ عطا فرمایا۔

آپ واپس دہلی تشریف لے آئے اور باون سال تک دہلی میں مقیم رہے۔ اور علم حدیث شریف کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ اس سے پہلے ہندوستان میں کسی عالم نے اس طرح حدیث کی خدمت سرانجام نہیں دی۔ باون سال تک آپ نے علم کی اس مشعل کو روشن رکھا۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد **الحطة بذکر الصحاح الستة** میں لکھتے ہیں کہ:

''ہندوستان میں جب سے اسلام آیا اس وقت سے یہاں علم حدیث نہیں تھا، بلکہ پہلی رات کے چاند کی طرح اوپرا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے بعض علماء کے ذریعے اس علم کو پھیلانے کا احسان کیا جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور ان جیسے دوسرے علماء، شیخ سب سے پہلے آدمی ہیں جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس ملک میں آئے اور اس علم کو پھیلایا۔ پھر ان کے بیٹے شیخ نور الحق متوفی ۱۰۷۲ھ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ حدیث ہے **من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها**، یہ حضرات اس کا مصداق ہوئے اور جتنی بھی علم حدیث کی خدمت ہوگی وہ ان کے نامہ اعمال میں درج کی جائے گی۔ اگرچہ ان حضرات کا طریقہ فقہاء مقلدین کا طریقہ تھا نہ کہ محدثین کا لیکن پھر بھی یہ ایک عظیم فائدے سے خالی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی جہاں درس وتدریس اور افتاء کا کام کرتے رہے وہیں تصنیف کے میدان میں بھی قدم راسخ رکھا۔ کتب کی شروح لکھیں اور امت کے لئے تصنیف کے ذریعے ایک علم کا بہت بڑا سرمایہ چھوڑ کر گئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہاں چند تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) **لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰة المصابیح** یہ آپ کی سب سے بڑی تصنیف ہے جو مشکوٰۃ شریف کی شرح میں لکھی گئی ہے۔ (۲) **اشعة اللمعات**. یہ مشکوٰۃ شریف کی فارسی زبان میں شرح ہے، چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ (۳) **مدارج النبوة** (۴) **مطلع الانوار البهية فی الحلية الجلية النبوية**. (۵) **فصول الخطب لنيل الاعالی الرتب** (۶) **تنبيه العارف بما وقع العوارف** (۷) **جذب القلوب الی ديار المحبوب** (۸) **تحقيق الاشارة الی تعميم البشارة** .....وغیرہ

۱۰۵۲ھ ربیع الاول دہلی میں علم وعمل کا یہ سورج غروب ہوگیا۔ اور دہلی میں ہی ہمیشہ کے آرام کے لئے آغوش لحد میں سو گیا۔

شیخ نور الحق محدث دہلویؒ:

صاحب **نزهة الخواطر** آپ کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:

الشيخ، الامام، العالم، المحدث، الفقيه، المفتی، نور الحق بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبدالحق ..... احد کبار الفقهاء الحنفية.

آپ دہلی کے اندر عظیم محدث شیخ عبدالحق کے ہاں پیدا ہوئے، آپ کامل طور پر **الولد سر لابيه** کا مصداق تھے۔ اپنے والد سے ہی علم حدیث حاصل کیا اور اکبر آباد کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کا آپ کے عظیم محدث والد کو بھی اعتراف تھا۔ اپنی کتاب **اخبار الفضلاء** میں لکھتے ہیں کہ یہ عمدہ فہم پختہ ذہن فضل وکمال میں انتہا درجے کو پہنچے ہوئے تھے بسا اوقات نظم بھی کہتے اور مشرقی کا لقب اختیار کرتے۔

اگر بالکل اشعار کی طرف متوجہ ہو جاتے جیسا کہ شعراء کی عادت ہوتی ہے تو نظامی اور خسرو کی اتباع کر سکتے تھے لیکن انہوں نے علم واصلاح کا شغل اختیار کیا جو کہ حقیقت ہے پس ان پر یہ ہی غالب آ گیا۔ اور ''عمل صالح'' میں ہے کہ وہ عالم کبیر عارف نیک متقی علوم میں وسیع نظر رکھنے والے فصیح العبارت قوی المباحثہ اور قضا میں قابل تعریف سیرت کے حامل تھے۔

آپ کی بھی اپنے والد کی طرح کئی تصانیف ہیں جن میں سب سے مشہور صحیح بخاری کی شرح ہے جو کہ چھ جلدوں میں فارسی زبان میں ہے، آپ کا انتقال ۱۰۷۲ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں ہوا، آپ کی قبر دہلی میں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ:

آپ امام حجت قدوۃ الامۃ تھے آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ قطب الدین لقب تھا، مشہور شاہ ولی اللہ کے نام سے ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر بن خطابؓ تک پہنچتا ہے۔ مولانا محمد زکریاؒ نے آپ کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

> **''المفسر المحدث، الفقيه العارف، لسان الحقائق والمعارف، رئيس المحدثين، ريحانة الفقهاء، صدر الائمه، صاحب التصانيف الكثيرة والتاليف الرفيعه''.**

آپ کی پیدائش ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو ہوئی۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی کتب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شروع کردی تھیں۔۱۴سال کی عمر میں شادی ہوئی۔۱۵سال کی عمر میں معقولات ومنقولات اصول وفروع کی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے پھر اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سلوک طے کرنا شروع کیا۔ابھی ۱۷سال کی عمر ہی تھی کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔آپ ان کی زندگی میں ہی ان سے خرقہ خلافت حاصل کر چکے تھے۔

پھر آپ ۱۱۴۳ھ تک تدریس کے اندر مشغول رہے، پھر ۱۱۴۳ھ میں سفر حجاز کیا، ایک سال وہاں مقیم رہے، دو حج کئے، اور علماء حجاز سے سند حدیث اور شیخ ابوالطاہر المدنی سے خلافت سے نوازے گئے۔اور ۱۱۴۵ھ میں پھر دہلی واپس لوٹے اور علم ومعرفت کا فیضان بانٹنے میں مشغول ہوگئے۔ ۱۱۷۶ھ میں علم وعرفان کا یہ ماہتاب اس افق دنیا سے غروب ہوکر دارالآخرت کے افق پر طلوع ہوگیا۔

آپ کا فیضان اب تک جاری وساری ہے پاک و ہند میں شاید ہی کوئی ایسا عالم ہو جس کی سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ سے گزر کر نہ جاتی ہو۔آپ مسند الہند تھے۔حق تعالیٰ نے آپ کو سیال قلم سے نوازا تھا، آپ نے بہت سی قیمتی کتب تصنیف فرمائیں، جن میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

(۱) **الفوز الکبیر فی اصول التفسیر.**

(۲) **المسوی**، موطا امام مالک کی شرح عربی میں۔

(۳) **المصفی**، موطا امام مالک کی شرح فارسی میں۔

(۴) **تراجم الجامع الصحیح للبخاری.**

(۵) **ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء.**

(۶) **حجة الله البالغة** احکام شریعت اور احادیث کے اسرار ورموز بیان فرمائے ہیں۔

(۷) **القول الجمیل**، تصوف میں.

(۸) **الانتباه فی سلاسل اولیاء الله.**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۹) الارشاد الی مهمات الاسناد.

(۱۰) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین.

(۱۱) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین.

(۱۲) النوادر من حدیث سید الاوائل والاواخر (ﷺ)

(۱۳) فیوض الحرمین.

(۱۴) انفاس العارفین

(۱۵) التفهیمات الالٰهیة

(۱۶) العقد الجید فی الاجتهاد والتقلید.

علامہ شامیؒ:

آپ کا نام محمد امین ابن عابدین کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ دمشق میں ۱۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے آپ کی دینی تربیت کی آپ نے صغرسنی میں ہی قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ شیخ محمد سالم العامری سے آپ نے حدیث، تفسیر اور منطق کا علم حاصل کیا، شیخ نے ہی آپ کو مذہب حنفی میں تفقہ حاصل کرنے کی طرف راغب کیا۔ چنانچہ آپ نے شیخ سے ہی حنفی فقہ کی کتب اصول وفروع میں پڑھیں۔ حتیٰ کہ آپ اپنے زمانہ کے علامہ بن گئے۔ پھر آپ مصر تشریف لے گئے اور محدث دیار مصر شیخ محمد الکزبری سے علم حاصل کیا اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے حتیٰ کہ مرجع الخلائق بن گئے، ہر طرف آپ کے علم اور تفقہ کا چرچا ہونے لگا۔ آپ نے بہت ساری عمدہ تصانیف کی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رد المحتار علی الدر المختار

(۲) رفع الانظار عما اورده الحلبی علی الدر المختار

(۳) العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة

(۴) نسمات الاسحار علی شرح المنار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۵) حاشیة علی المطول

(۶) الرحیق المختوم

(۷) حواشی علی تفسیر البیضاوی

(۸) عقود الآلی فی الاسانید العوالی

اللہ تعالیٰ نے آپ کے حاشیہ ردالمحتار کو اس قدر مقبولیت دی کہ آج شاید کوئی دارالافتاء ہی ایسا ہو جو اس کتاب سے خالی ہو، آپ اپنے علمی نقوش رہتی دنیا پر چھوڑ کر ۱۲۵۲ھ میں راہی دار البقاء ہوئے۔

دیکھئے: روض البشر ص ۲۲۰، عقود الآلی ص ۲۳۲، الازہریۃ ج ۲ ص ۲۵۴، معجم المطبوعات ص ۱۵۰، التیموریۃ ج ۳ ص ۱۸۷، فہرس المؤلفین ۲۲۹، الفتح المبین ج ۳ ص ۱۴۷، الاعلام ج ۶ ص ۴۲۔ (مقدمۃ التحقیق علی ردالمحتار ص ۵۵، مطبوعہ جامعہ امدادیہ ملتان پاکستان)

شیخ احمدؒ المعروف بہ ملا جیون صدیقی امیٹھوی:

آپ فقیہ، محدث، اصولی، جامع معقول ومنقول، علامہ وقت، فہامہ دہر اور اورنگزیب عالمگیر کے استاد صاحب فتویٰ تھے۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ آپ قصبہ امیٹھی میں جو مضافات لکھنؤ سے ہے، پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، پھر اطراف واکناف کے علماء وفضلاء سے تلمذ کیا۔ آپ بڑے صاحب حافظہ تھے کتابوں کی عبارتوں کے ورقوں کے ورق آپ کو یاد تھے۔

اخیر کو مولانا لطف اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں علوم دینیہ اور فنون شرعیہ کی تحصیل اور تکمیل سے فراغت پائی۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استاذی کے لئے منتخب کیا اور آپ کی بڑی عزت وتوقیر کرتا تھا اور عالم شاہ بن عالمگیر بھی آپ کی نہایت تعظیم وتوقیر کرتا تھا۔

اکیس سال کی عمر میں آپ نے ۱۰۶۹ھ میں تفسیر احمدی کو ان احکام فقہیہ کی تشریح میں جو قرآن سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مستنبط ہوتے ہیں تصنیف کیا، بعدازاں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لئے گئے اور مدینہ منورہ میں بعض طلباء کی استدعاء سے اٹھاون سال کی عمر میں اصول منار کی شرح نورالانوار تصنیف فرمائی جو اس زمانہ میں یہاں تک مقبول علماء ہوئی ہے کہ درس میں داخل ہے، اس شرح کے بعد آپ پچیس سال زندہ رہے اور ۱۱۳۰ھ میں دارالخلافہ دہلی میں وفات پائی اور آپ کا جسد شریف قصبہ امیٹھی جو آپ کا مولد تھا لیجا کر دفن کیا گیا۔ ''خورشید اوج'' تاریخ وفات ہے۔ (حدائق حنفیہ)

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ذات سرچشمہ علوم دینیہ اور منبع برکات اخرویہ تھی۔ شاہ صاحب کا خاندان پہلے سے ہی علم وعمل سے آراستہ اور کمالات ظاہری وباطنی کا آئینہ دار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے عطاء کیئے جو جسم ملت بیضاء کے لئے چار عناصر ثابت ہوئے۔

تین صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدثؒ، شاہ رفیع الدینؒ شاہ، شاہ عبدالقادرؒ تو اپنی تصنیفات اور خدمت قرآن وحیث کے سلسلہ میں مشہور ہیں۔ چوتھے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی سوانح کی حد تک غیر معروف رہے۔ تذکرہ نگاروں کو ان کے حالات پورے طریقے سے بہم نہیں پہنچ سکے۔

ان شاہ عبدالغنیؒ کی شہرت ان کے صاحب فضیلت فرزند محمد اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کے ذریعے مقدر ہو چکی تھی۔ بڑی سے بڑی کوئی کتاب بھی شاہ عبدالغنی تصنیف کرتے تھے تو ان کو وہ لازوال شہرت اور ابدی معرفت حاصل نہ ہوتی جو اس عالم دین متین، محافظ ملت، مجاہد وشہید فی سبیل اللہ کے دینی کارناموں سے حاصل ہوئی۔

ولادت:

حضرت مولانا شہید ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو اپنی ننہیال بہلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک شاہ عبدالغنی اور والدہ کا نام فاطمہ ہے۔

تعلیم وتربیت:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جب آپ کی عمر دس سال کی تھی تو ۱۶ رجب المرجب ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۸۷۵ء کو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ اس وقت سے شاہ عبدالقادر نے اپنے دامن میں لیا اور تربیت کی اور اپنی اولاد کی طرح آپ کا خیال رکھا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد زیادہ تر کتابیں شاہ عبدالقادر سے پڑھیں، شاہ رفیع الدین سے بھی آپ نے پڑھا۔ بارہ سال کی عمر میں تمام موقوف علیہ کی کتابیں ختم کر لینے کے بعد حدیث شریف حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے حلقہ میں پڑھی، پندرہ، سولہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

آپ نے علوم نقلیہ وعقلیہ پر بھی مہارت تامہ حاصل کی اور تاریخ وجغرافیہ پر بھی آپ نے مہارت حاصل کی۔ مولانا شہید کو بہترین ذکاوت اعلیٰ درجے کی ذہانت اور ایک عمدہ حافظہ قدرت کی جانب سے ودیعت کیا گیا تھا۔

آپ کے معاصرین میں سے بڑے بڑے دعویداران علم کو آپ کی قابلیت کا لوہا ماننا پڑا اور آپ کی علمی ہیبت ان کے دلوں پر ہمیشہ طاری رہیں۔

شہادت:

آپ نے اللہ کا پیغام سنانے کے لئے بہت سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں اور انتہائی مشقتیں برداشت کیں۔ بالآخر بالاکوٹ کے میدان میں اپنے پیر ومرشد کے ہمراہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ کو جمعہ کے دن اپنے خون کا آخری قطرہ اللہ کے راستے میں بہادیا، وہیں آپ کی قبر مبارک ہے۔ آج امت مسلمہ آزادی اور جدوجہد آزادی میں آپ زیر بار احسان ہیں۔ یہ آپ کی زندہ کرامت ہے کہ آج پوری دنیا میں جتنی جہادی تحریکیں چل رہیں ان کا سلسلہ بلا واسطہ یا بالواسطہ آپ تک ہی پہنچتا ہے۔

شیخ نواب قطب الدین محدث دہلویؒ:

صاحب **نزهة الخواطر** آپ کا تذکرہ، **الشيخ، العالم، الصالح، الفقيه، المحدث، قطب الدين بن محى الدين الحنفى الدهلوى احد كبار الفقهاء** کے الفاظ سے شروع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرتے ہیں۔یعنی آپ شیخ عالم، صالح، فقیہ، محدث بڑے فقہاء میں سے تھے۔فقہی علوم میں حفظ کے اعتبار سے مشہور تھے۔

مذاہب کے اختلاف مستحضر تھے۔فقہ اور حدیث میں بہت سارے علماء پر مقدم تھے۔آپ کے درس وتدریس افتاء وتصنیف سے ایک بڑی خلق خدا منتفع ہوئی۔انہوں نے فقہ اور حدیث کا علم شیخ اسحٰق، نواسہ شیخ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے حاصل کیا اور ایک طویل مدت تک ان کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔

آپ زاہد، متورع، قناعت پسند، عفیف، صالح اور تدریس اور تصنیف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔علمی مذاکرہ اور مباحثہ میں شدید رغبت تھی۔متصلب قسم کے حنفی تھے، نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا خوب رد فرماتے تھے۔فقہ اور حدیث میں آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے سب سے زیادہ شہرت مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کو حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ قرآن عظیم کی ایک تفسیر جامع التفاسیر کے نام سے معدن الجواہر، آداب الصالحین، الطب النبوی، توفیر الحق، تنویر الحق وغیرہ آپ کے رسائل آپ کے علمی رسوخ کا پتہ دیتے ہیں۔

آخری عمر میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور ۱۲۸۹ھ میں بعمر ۶۵ سال مکہ مکرمہ میں اپنے رحیم وکریم رب سے اپنے علمی، تصنیفی، تدریسی خدمات کا اجر پانے کے لئے جا ملے۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

نسب نامہ:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تاریخی نام خورشید حسن ہے، آپ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔آپ کے دوست حضرت مولانا محمد یعقوبؒ مؤلف سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی ولادت کے بارے میں کوئی راجح دلیل نہیں ملی جس سے یہ معلوم ہو کر کون سے مہینے میں ان کی ولادت ہوئی۔لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ ان کی ولادت رمضان یا شعبان میں ہوئی۔

مولانا کے والد ماجد شیخ اسد علی صاحب تھے جو با مروت وصاحب اخلاق، کنبہ پرور، مہمان نواز،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمازی و پرہیز گار تھے۔ان کی عمر کا زیادہ حصہ کھیتی باڑی میں گذرا۔مولانا محمد قاسمؒ کے دادا شیخ غلام شاہ تھے ان کی بھی تعلیم زیادہ نہ تھی مگر بڑے ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم:

مولانا محمد قاسمؒ بچپن ہی سے بڑے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز و وسیع حوصلہ، جفاکش، جری اور چست تھے۔مکتب میں اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ اول رہتے تھے۔قرآن مجید بہت جلد ختم کرلیا تھا۔خط بھی سب ساتھیوں میں اچھا تھا۔شاعری کا بچپن ہی سے شوق تھا۔اپنے کھیل اور بعض قصے نظم کرلیا کرتے تھے۔

ابتداء میں مولوی محمد نواز صاحب سہارنپوری سے کچھ فارسی و عربی کی کتابیں پڑھیں اس کے بعد مولانا مملوک علی صاحب کے ہمراہ ۲ محرم ۱۲۶۰ھ کو دہلی پہنچے۔مولانا نے وہاں کافیہ شروع کی اور معقول کی مشکل کتابیں مثلاً میر زاہد، قاضی، صدرا، شمس بازغہ ایسے پڑھا کرتے تھے جیسے حافظ فرفر سناتا ہے۔حدیث آپ نے شاہ عبدالغنیؒ سے پڑھی اور اس زمانہ میں حضرۃ حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

بچپن کا ایک خواب:

آپ نے ایام طفلی میں ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوں تو ان کے دادا نے جو خواب کی تعبیر میں مشہور تھے یہ تعبیر بتائی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے گا اور بہت بڑے عالم بنو گے۔اور پھر واقعتاً ایسا ہی ہوا کہ آپ حق تعالیٰ شانہ کی صفت علم کے مظہر بنے۔

زمانہ طالب علمی میں خواب:

ایام طالب علمی میں آپ نے ایک اور خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔اپنے استاذ مولانا مملوک علیؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔

مرشد کی زبان:

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی علمی قابلیت اور تقویٰ بے مثل و بے نظیر تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں فرمایا تھا کہ ایسے لوگ کبھی پہلے زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔ اب مدتوں سے نہیں ہوتے۔

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک لسان عطاء فرماتا ہے، چنانچہ حضرت شمس تبریزؒ کے واسطے مولانا رومؒ کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا قاسمؒ لسان عطا ہوئے ہیں اور جو میرے قلب میں آتا ہے بیان کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے چھاپہ خانہ میں جب کام کیا کرتے تھے مدتوں یہ لطیفہ رہا کہ لوگ مولوی صاحب کہہ کر پکارتے اور آپ بولتے نہیں کوئی نام لے کر پکارتا تو خوش ہوتے۔ تعظیم سے نہایت گھبراتے، ایک دن آپ فرمانے لگے کہ مجھ پر علم کی تہمت لگ گئی ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک میں ملاتا کہ کوئی مجھے نہ جانتا۔ مسئلہ کبھی نہ بتاتے کسی کے حوالے فرماتے فتویٰ پر نام لکھنا اور مہر لگانا تو درکنار۔ شروع شروع میں تو امامت سے بھی گھبراتے تھے۔

اتباع سنت و روپوشی:

جب انہوں نے انگریز کے خلاف بغاوت کی اور اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو ان کی گرفتاری کے وارنٹ آ گئے۔ تو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تین دن تک چھپے رہے اور پھر تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور سر عام چلنے پھرنے لگے۔

تو اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ آپ روپوش ہو جائیں تو آپ نے فرمایا کہ تین دن سے زائد روپوش رہنا سنت کے خلاف ہے کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن تک روپوش رہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تصانیف:

حضرت نانوتویؒ کی متعدد تصانیف ہیں جو اپنے مرتبہ کی آپ ہی نظیر ہیں۔ حضرت تھانویؒ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے اگر ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کر دیا جائے اور نام نہ بتایا جائے تو یہی کہا جائے گا کہ یہ کتابیں امام رازی یا امام غزالی کی ہیں۔ (قصص الاکابر)

حضرت کی یہ تصنیف نہایت علمی ہیں عام علماء کے فہم سے بالاتر ہیں اور ان کتابوں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ علم کسے کہتے ہیں۔

☆ تقریر دلپذیر۔ اسلام کے اصول کلیہ پر جامع مانع تقریر۔

☆ اسرار قرآنی، اسرار طہارۃ۔ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباسؓ۔ زمینوں کے سات ہونے اور حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر عجیب بحث اور جوابات۔

☆ آب حیات۔ حضور ﷺ کی حیات بعد الوفات فی القبر کا بیان۔

☆ انتصار الاسلام۔ آریوں کے مقابلہ میں اسلامی اصول کی فلاسفی۔ جواب ترکی بترکی۔

☆ تصنیمۃ العقائد۔ سر سید احمد خان سے خط و کتابت۔

☆ حجۃ الاسلام۔ عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کے اصول۔

☆ قبلہ نما۔ نماز میں جہت کعبہ شریف سے شرک کا ابہام اور اس کا شافی جواب۔

☆ تحفہ لحمیہ۔ آریوں کے شبہات کا جواب۔

☆ مباحثہ شاہجہان پور۔

☆ جمال قاسمی۔ مکتوبات، لطائف قاسمی، فیوضات قاسمیہ۔

☆ الحق الصریح۔ مصباح التراویح

☆ توثیق الکلام۔ مسئلہ فاتح خلف الامام پر بحث۔

☆ اجوبہ اربعین۔ تحذیر الناس پر علمائے رام پور کے اعتراضات کے جوابات۔

☆ ہدیۃ الشیعہ۔ شیعہ کے عقائد پر مفصل بحث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حجۃ الاسلامؒ کی سب سے بڑی علمی یادگار اور زندہ جاوید یادگار دارالعلوم دیوبند ہے۔

وفات حسرت آیات:

۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

اور یہ سانحہ کئی ہفتوں کے مرض کے سبب تھا۔ یہ ایک قیامت برپا ہوگئی۔ گھر میں وسعت نہ تھی۔ مدرسہ میں جنازہ رکھا اور بعد غسل وکفن کے ایک قطعہ زمین کا شہر سے باہر حکیم مشتاق احمد صاحب نے خاص قبرستان کے لئے اسی وقت وقف کردیا۔

وہاں سب سے پہلے مولاناؒ کو دفن کیا گیا اور پھر اس کے بعد اسی قبرستان میں شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ وغیرھم کے مزار بنے۔ شہر سے باہر ایک میدان میں نماز جنازہ ادا ہوئی۔ اتنا مجمع ان بستیوں میں دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور مغرب کی نماز کے بعد اس خزانہ خوبی کو سپرد خاک کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت میں درجات عالی نصیب فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔

اور اس طرح ہندوستان کا یہ درخشندہ ستارہ انگریز کے خلاف لڑنے والا بہادر مجاہد، میدان شاملی کا کمانڈر انچیف، پادریوں کا تعاقب کرنے والا نڈر مناظر، آریوں کے چھکے چھڑانے والا بے باک ناقد، اسلام کے خلاف فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنی جان عزیز تک پیش کرنے والا جان نثار مسلمان۔ سخاوت وایثار کا پتلا، قوم وملت کا ہمدرد، علوم دینیہ کے احیاء کا علمبردار، حامی سنت اور ماحیء بدعت حکیمانہ انداز سے حقانیت اسلام کو دل نشین کرنے والا، فصیح مبلغ اور زاد قلیل پر قناعت کرنے والا بے نفس صوفی اس دارالعمل سے دارالجزاء کو سدھار گیا۔ (ماخوذ از۔۔۔۔بیس بڑے مسلمان وغیرہ)

حضرت مولانا خلیل احمدؒ سہارنپوری:

آپ کا آبائی وطن یوپی کا سب سے زیادہ مشہور ضلع سہارنپور کا ایک قصبہ انبیہٹہ ہے جو حضرت شاہ ابوالمعالی کا مسکن اور قیام گاہ تھی، آپ قصبہ انبیہٹہ کے مشہور وممتاز خاندان ایوبی کے ایک نمایاں فرد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تھے۔

آپ کا سلسلہ نسب دسویں پشت پر اپنے روحانی باپ ومرشد قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے نانہالی نسب سے جا ملتا ہے۔آپ اواخر صفر ۱۲۶۹ھ بمطابق اوائل دسمبر ۱۸۵۲ء میں اپنے نانہالی قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔

اگرچہ آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے مگر طبع مبارک کو جو انس ومناسبت فقہ اور حدیث سے تھی وہ اپنی مثال آپ ہے چنانچہ آپ کے فتویٰ کی چار جلدیں اور آخر عمر کا ذریں کارنامہ "**بذل المجهود فی حل ابی داؤد**"اس کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے،**بذل المجهود** کے سلسلہ میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ ابوداؤد شریف کی شرح ''منہل'' جو مصر کے ایک مشہور عالم علامہ الازہر ابومحمد محمودؒ کی شہرہ آفاق ہے اور مصر میں طبع ہوئی ہے یہی نہیں کہ بذل المجہود سے ماخوذ ہے بلکہ اکثر وبیشتر نصف صفحہ کی پوری پوری عبارتیں بغیر تبدیلی الفاظ نقل کی گئی ہیں اور پوری کتاب میں صرف ایک جگہ ہی **بذل المجهود** کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آپ کا تعلیمی سلسلہ اسناد حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتا ہے علاوہ ازیں آپ نے اپنے پہلے حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں شیخ المشائخ مولانا الشیخ احمد دحلان مفتی شافعیہ سے اجازت حدیث حاصل کی اور مدینہ طیبہ میں شاہ عبدالغنی مہاجر المجددی النقشبندی سے اجازت حدیث حاصل کی ہے۔

۱۲۸۸ھ میں جبکہ آپ کی عمر انیس سال تھی اور آپ تعلیم دینیات سے فارغ ہوکر علوم ادبیہ کی تحصیل کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے اسی وقت آپ کو مظاہر العلوم میں معین المدرسین بنا دیا گیا تھا، بعدازاں آپ کو آپ کے ماموں مولانا محمد یعقوب صاحب نے دس روپیہ ماہوار پر قاموس کا ترجمہ کرنے کے لئے منصوری پہاڑ پر بھیج دیا تھا ابھی منصوری میں چند ماہ قیام ہوا تھا کہ منگلور کے عربی مدرسہ میں مدرس کی ضرورت پیش آئی اور آپ بحیثیت صدر مدرس وہاں تشریف لے گئے۔

اس کے بعد آپ بھوپال، بہاولپور، بریلی اور دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔آخر ۱۳۴۴ھ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ کی عمر شریف پنتالیس سال تھی کہ چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر صدر مدرس ہو کر مظاہر العلوم تشریف لے گئے، یہاں آپ نے اپنے استاذ محترم مولانا محمد مظہر صاحب لگائے ہوئے باغیچہ کو تمام تر موانع کے باوجود اس جانفشانی اور تندہی سے سینچا کہ جس کا اظہار مظاہر العلوم کا ہر طاق و محراب اور ہر در و دیوار اور عظیم و منتخب نادر و کمیاب کتب سے بھرپور خزانہ علمی کتب خانہ زبان حال سے کر رہے ہے۔

اس کے باوجود کہ آپ درس نظامی سے فارغ ہو کر علوم ادبیہ کی تکمیل خاطر خواہ فرما چکے تھے مگر آپ کی فطرت سلیم اس معرفت الٰہیہ کی جستجو میں تھی جو قال کو حال اور علم کو سرتاپا عمل بنا دیتی ہے۔

چنانچہ اس مقصود کے حصول کے لئے آپ کی نظر انتخاب قطب عالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ پر پڑی، حضرت گنگوہی کی طرف کی کشش اور جذبہ کے لئے یہ چیز بھی سبب ہوئی کہ آپ کے استاد حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی تمام تر کمالات قدسیہ اور تبحر علمی کے باوجود نیز عمر میں بڑے ہونے کے باوجود عقیدت مندانہ حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے۔

چنانچہ آپ نے اس مقصد عظیم کے حصول کے لئے اپنے ماموں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی سے سفارشی خط حضرت مولانا گنگوہی کے نام لکھوایا کیونکہ حضرت گنگوہی، مولانا محمد یعقوب صاحب کا استاذزادہ ہونے کی بناء پر بہت زیادہ احترام فرمایا کرتے تھے آپ وہ خط لے کر آستانہ رشیدیہ پر حاضر ہوئے، حضرت قطب الارشاد مولانا گنگوہی کی طبع غیور چونکہ اس بات پر جمی ہوئی تھی کہ جب تک طالب کے دل میں سچی طلب نہ ہو اس وقت تک رسمی بیعت بے سود ہے اس لئے استاذزادہ کا خط پڑھ کر اس طرح رکھ دیا کہ جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے اور فرمایا کہ میاں تم خود پیرزادہ ہو تمہیں کسی کے مرید ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر آپ نے اپنی خداداد قابلیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواباً عرض کیا:

''حضرت کیسی پیرزادگی میں تو اس دربار کے کتوں کے برابر بھی نہیں ہوں، میں بیعت کا حاجت مند ہی نہیں بلکہ سراپا احتیاج ہوں اور چھاتی سے لگایئے یا دھکے دیجئے میں تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت کا غلام بن چکا۔''

ادھر آپ کی زبان مبارک سے الفاظ نکلے ادھر حضرت پیر و مرشد نے فرمایا بس بس، بہت اچھا اور فوراً بیعت فرمالیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ایک لطیف روح کے ساتھ آستانہ رشیدیہ سے واپس ہوئے، اوقات درس وتدریس کے علاوہ ذکر وافکار اور اپنے مولا کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہا کرتے، ادائیگی معمولات میں آپ جس عزیمت واستقامت کی طبیعت رکھتے تھے اس کی نظیر شاید مشکل ہی سے مل سکے، سفر ہو یا حضر، بیٹی یا بیٹے کے انتقال کا وقت ہو یا کسی اور حادثہ جانکاہ آپ نے معمولات میں کبھی کمی نہ آئی تھی، بہتر سال کی عمر تک جسمانی کمزوریوں کے باوجود تراویح میں قرآن پاک خود سناتے رہے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ آپ نے راہ سلوک کو کس ترتیب سے طے کیا، شیخ کی طرف سے کیا تعلیم ہوئی۔ اور راہ طریقت کے سفر میں کیا کیا مناظر پیش آئے البتہ آپ نے صرف ایک مرتبہ فرمایا: ''مجھے نہ زیادہ واردات پیش آئے اور نہ آخر تک میں سمجھا کہ نسبت سلسلہ کیا چیز ہے؟ بس ایک حالت تھی جو گزر رہی تھی۔''

حتیٰ کہ جب آپ دوسرے حج کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حضرت امام ربانی مولانا گنگوہیؒ نے اپنے پیر و مرشد شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں تحریر فرمایا: ''مولوی خلیل احمد حاضر خدمت ہوئے ہیں حضرت ان کی حالت پر مطلع ہو کر مسرور ہوں گے''۔

چنانچہ جب آپ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت حاجی صاحبؒ آپ کی کیفیت باطنی کے مشاہدہ سے نہایت خوش ہوئے اور جب آپ رخصت ہوئے تو چھاتی سے لگالیا۔ اور اپنی دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھ دی اور حضرت گنگوہیؒ کے نام مبارکباد کا خط اور آپ کے نام خلافت نامہ مزین بمہر آپ کو عطا فرما کر رخصت کیا، آپ نے اس عطیہ شاہی کو نہایت احترام سے قبول فرمایا اور دستار مبارک کی اس بندش کو جو اعلیٰ حضرتؒ نے باندھی ہوئی تھی جگہ جگہ سے سی لیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تا کہ اس کے بل نہ کھل جائیں۔

ہندوستان واپس آ کر گنگوہ حاضر ہوئے اور امام ربانی کی خدمت میں اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کا گرامی نامہ پیش فرما کر دونوں عطیات سامی بھی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ سبحان اللہ! کیا ادب اور تواضع تھی، حضرت گنگوہی نے فرمایا: ''مبارک ہو، یہ تو اعلیٰ حضرت کا عطیہ ہے''۔ آپ نے جواب میں فرمایا: ''بندہ تو اس لائق نہیں یہ حضور کی بندہ نوازی ہے اور میرے لئے تو وہی مبارک ہے جو آنحضرت کی طرف سے عطا ہو''۔

نیز یہ بھی عرض کیا: ''اجازت نامہ درحقیقت شہادت ہے کسی مسلمان کے ایمان کی، لہذا دو مقبول شہادتیں ثبت ہوں گی تو ہر شخص کے نفسی نفسی پکارنے وقت بارگاہ خداوندی میں پیش کر سکوں گا''۔

حضرت گنگوہیؒ اس حسن ادب سے بے انتہاء مسرور ہوئے اور خلافت نامہ پر دستخط فرما کر مع دستار آپ کے حوالے فرما دیا۔ ۱۶ شوال المکرّم ۱۳۴۴ھ کو آپ ڈیڑھ سال کی رخصت بوضع تنخواہ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے آپ کی معیت میں حجاز مقدس جانے والوں کا بہت بڑا قافلہ تھا۔

آپ نے یہاں سے روانگی کے وقت ایک دم نہیں بلکہ ایک عرصہ کے بعد ہجرت کا عزم فرمایا، اس کی تصدیق ان واقعات سے ہوئی ہے کہ آپ نے ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ کو سرپرستان مدرسہ مظاہر العلوم کو تحریر فرمایا تھا کہ جب میں سہارنپور سے رخصت ہوا تھا تو میں نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی اور نہ اب تک ہجرت کی نیت کی ہے، کیونکہ مجھے معلوم نہیں حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک میں اس مقدس ارض کے قابل ہوں یا نہیں؟

اگر حق تعالیٰ شانہ کو میرے جیسے ناکارہ کا قیام اس مقدس سرزمین میں منظور نہ ہوا تو اپنے سیاہ اعمال کے ساتھ واپس ہو جاؤں گا، لیکن ابھی تک مجھ کو بحمد اللہ یہاں دل بستگی ہے اور یہاں سے واپسی کے لئے مضطر نہیں ہوا ہوں، لہذا یہاں کے قیام سے کسی طرح برداشتہ خاطر نہیں ہوا ہوں، اگر خدانخواستہ یہاں نہ ٹھہرا گیا اور واپسی ہوئی تو بھی میں اس قابل نہیں رہا ہوں کہ مدرسہ کی کوئی خدمت بعوض تنخواہ بجا لا سکوں، اس لئے جو انتظامات مدرسہ کے عارضی کئے گئے تھے ان سب کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مستقل کیا جائے مگر اس کے چند ماہ بعد جب آپ اپنے رفقاء کو ہندوستان بھیج چکے تو ہجرت کی نیت پختہ کر لی۔

اور ایک دن گھر میں تشریف لا کر متعلقین سے فرمایا کہ اب مجھے اپنے قیام کا یقین ہو گیا ہے، لہذا میں نے ہجرت کی نیت کر چکا ہوں۔ چنانچہ بقیہ ایام جتنے بھی گزرے وہ مہاجرانہ اقامت کے گزرے۔

اسی زمانہ میں آپ نے بعض علماء مدینہ کے اصرار پر ابوداؤد شریف پڑھانا شروع کر دی جس میں مولانا سید احمد صاحب برادر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قاری بنے اور مولانا عمری صاحب مدرس حرم شریف سامع، مگر مدرس علوم شرعیہ میں درس کا یہ سلسلہ صرف دو روز رہا، کیونکہ درس کا یہ آغاز آپ کی وفات سے چار پانچ یوم قبل ہی ہوا تھا، بذل المجہود کی تالیف کا سلسلہ مدینہ منورہ میں بھی جاری تھا، چنانچہ جب بذل کی تالیف سے فراغت پائی تو آپ نے فرمایا کہ: ''حق تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی تھیں، دو قبول ہو چکیں ایک باقی ہے۔

(۱) مکہ مکرمہ میں پر امن حکومت اسلامی شرعیہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔

(۲) بذل المجہود کی تالیف مکمل ہو جائے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کے جوار میں دفن ہونا نصیب ہو جائے۔

بحمد للہ دو مقبول ہو چکیں، پر امن حکومت اسلامیہ شرعیہ مکہ مکرمہ میں قائم ہو چکی، بذل المجہود کی فراغت سے ٹھیک سات ماہ اور چوبیس دن بعد ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ یوم چہار شنبہ کو بعد عصر وصال فرمایا اور قبہ اہل بیت کے متصل دفن ہوئے۔

ایک عجیب اتفاق ہے کہ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور سے ڈیڑھ سال کی حاصل کردہ رخصت ہی آپ کی حیات دنیویہ کی مدت تھی کہ اس میں نہ ایک دن کم ہوا اور نہ زیادہ، یہ رخصت کا زمانہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو ختم ہوا اور سورج غروب ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا کہ آفتاب علم و عمل غروب اور جامعہ مظاہر العلوم کا چراغ ایک دم گل ہو گیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح یہ آپ کی تیسری دعا جوار نبی ﷺ میں وفات پانے اور دفن ہونے کی بھی مقبول ہوئی۔ علاوہ ازیں صدہا دعائیں آپ کی مقبول ہوئیں جن کا تجربہ آپ کے متوسلین بارہا کر چکے ہیں جب کوئی پریشانی لاحق ہوئی خدمت والا میں عرض کیا آپ نے دعا فرمائی اور خدام فوراً قبولیت کا مشاہدہ کرتے۔

اور آپ کے کمالات ومقامات کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے آپنے ایک مکتوب میں آپ کو تحریر فرمایا: ''تم میرے سلسلہ کے فخر ہو مجھے تم سے بہت خوشی اور مسرت ہے۔'' اللہ اکبر جدِّ سلسلہ کا یہ ارشاد کتنا وزن رکھتا ہے کہ جس کا ادراک ہم جیسوں سے ناممکن ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''پانچویں حج میں آپ طواف قدوم کے لئے حرم شریف میں داخل ہوئے تو مولانا محبّ الدین صاحب خلیفہ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا ''دیکھو حرم میں کون آیا کہ پورا حرم منور ہو رہا ہے''، جب آپ طواف سے فارغ ہو کر ان کے پاس گئے تو مولانا محبّ الدین صاحب نے فرمایا ''آہا آپ ہی تھے کہ جن کی وجہ سے پورا حرم منور تھا''۔ (تذکرۃ الخلیل)

بہرحال آپ وقت کے عظیم محدث، فقیہ اور شیخ کامل تھے آپ کے خلفاء اور تلامذہ میں فضائل و کمالات کی حامل ہستیاں ہوئی ہیں۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت مولانا عبداللہ گنگوہیؒ، مولانا فیض الحسن گنگوہیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، مولانا حافظ فخر الدین صاحبؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، اور مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ جیسی عظیم شخصیتیں آپ کے خلفاء وتلامذہ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ☆☆

☆☆ وہ دکان اپنی بڑھا گئے ☆☆

تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے، ''تذکرۃ الخلیل'' مولفہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الامام الفقیہ المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاریؒ:

رئیس علماء المدینة المنورة فی عصرہ

۱۱۹۰ھ ۱۲۵۷ھ

شیخ محمد عابد سندیؒ کا سلسلہ نسب تقریباً چوبیس واسطوں کے بعد حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ سے جاملتا ہے۔آپ حیدرآباد سندھ کے علاقہ سیون میں ۱۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔اسی لئے آپ کو سندی کہا جاتا ہے۔شیخ نے اپنے چچا سے علم حاصل کیا۔نحو،صرف، بیان،لغت، فقہ، اصول حدیث، حدیث،تفسیر،طب وغیرہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔زیادہ شہرت علم حدیث اور طب میں ہوئی۔

آپ تواضع انکساری حسن اخلاق کے پیکر تھے۔آپ کو مدینہ منورہ سے عشق تھا اسی لئے وہاں کی اقامت کو ترجیح دی۔اور پوری زندگی علم حدیث کی خدمت میں مشغول رہنے کے بعد ۱۲۵۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔آپ کی زندگی میں بھی علماء نے آپ کی مدح کی اور بعد میں اب تک آپ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

(۱) محدث شیخ ابراھیم بن عبداللہ الحوتی منحۃ الباری کی تقریظ میں ۱۲۲۱ھ میں لکھتے ہیں یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس کا مؤلف احادیث نبویہ کا ماہر حافظ تھا۔اور احادیث نبویہ کے استحضار میں اسے ملکہ راسخہ حاصل تھا۔

(۲) مفتی مکہ مکرمہ رئیس العلماء استاذ کامل محقق العصر شیخ عبدالرحمٰن سراج الحنفی ۱۲۰۰ھ ۱۲۶۴ھ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ امام، عالم، علامہ، سمجھدار اور سردار تھے، اپنے زمانہ کے خاتم المحققین، عمدۃ المدققین، علماء راسخین کے لئے باعث فخر، مقدس فضلاء کا خلاصہ، استاذ کامل مسند واصل، محدث اور حافظ حدیث تھے۔

(۳) مالکی فقیہ مشہور محدث محمد بن محمد السنباوی الازہری آپ کے بارے میں منحۃ الباری کی تقریظ میں لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اس لئے کہ ان کی ہر تالیف ہر چیز میں بہت عمدہ مرتبہ پر فائز ہوتی ہے، پس مصنف عمدہ طریقہ سے اس پر کامیاب ہوئے ہیں۔کلمات ایمانیہ کے جوامع اور صحیح احادیث نبویہ کو لائے ہیں۔اسی لئے شموس باہرہ کے انوار ان کی جامع پر چمک اٹھے۔اور وہ ہو گئے ہیں اپنے ہم زمانہ کے درمیان روشن چاند۔اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت عظمیٰ کا تاج پہنائے۔اور متوجہ کرے عزت کے تاج کو ان کی طرف اور ہمیشہ کے لئے آپ ممدوح عابد ہو جائیں اور تمام لوگوں کو آپ کا نفع پہنچے اور ہر حال اور مقام میں آپ عزت ولطف کے ساتھ ہوں۔آمین، آمین، آمین۔''

(۴) محدث، مؤرخ، ادیب شیخ لطف اللہ بن احمد جحاف ۱۱۸۹ھ ۱۲۴۳ھ لکھتے ہیں: **شیخ همام اوحد الاعلام بقية السلف، غرة الخلف، العلامه الاوحد الولی.**

ان کے علاوہ علماء کی ایک جماعت نے آپ کی مدح وتوصیف بیان کی، بغرض اختصار اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

تصانیف:

آپ کی کل تصانیف ہماری معلومات کے مطابق ۳۷ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ترتیب مسند الامام ابی حنیفةؒ

(۲) ترتیب مسند الامام الشافعیؒ

(۳) رسالة فی تقبیل الصحابة ید رسول اللہ ﷺ و رأسه الشریف وحکم التقبیل عامة

(۴) رسالة فی التوسل و انواعه و احکامه

(۵) حصر الشارد من اسانید محمد عابد، (اس کا قلمی نسخہ مسجد نبوی کی لائبریری میں موجود ہے بندہ نے اس کی فوٹو کاپی کنڈیارو لائبریری میں دیکھی)

(۶) شرح الفیة السیوطی فی مصطلح الحدیث.

(۷) شرح بلوغ المرام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۸) طوالع الانوار شرح الدر المختار(۱۶جلدیں)

(۹) منحة الباری فی جمیع الروایات صحیح البخاری.

(۱۰) المواهب الطیفه فی شرح مسند الامام ابی حنیفہؒ(ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

نام ونسب:

آپ کا نام اشرف علی بن عبدالحق ہے، آپ فاروقی النسل تھے۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چہارشنبہ کے دن صبح صادق کے طلوع کے ساتھ جلوہ نما ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

حضرت مجدد الملت کی ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی۔ آپ نے فارسی کی ابتدائی کتابیں یہیں پڑھیں اور حافظ حسین علی صاحب سے کلام پاک حفظ کیا پھر تھانہ بھون آکر حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں آپ بغرض تحصیل وتکمیل علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۳۰۱ء میں آپ فارغ التحصیل ہوئے آپ نے قرآت کی مشق قاری محمد عبداللہ صاحب مہاجر مکی سے مکہ معظّمہ میں فرمائی۔

اساتذہ:

حکیم الامت نے جن سے علم حاصل کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱)۔حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی۔ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۳) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۴) مولانا سید احمد صاحب (۵) مولانا فتح محمد صاحب وغیرہ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تدریس:

آپ ۱۳۰۱ھ میں باجازت والد صاحب اور اساتذہ کانپور تشریف لے گئے اور مدرسہ فیض عام میں پڑھانا شروع کردیا اور چودہ سال تک کانپور میں درس و تدریس اور افتاء و تبلیغ و وعظ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۳۱۵ھ میں آپ کانپور چھوڑ کر وطن یعنی تھانہ بھون تشریف لائے اور آخر تک دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

علماء کی پیشن گوئی:

حضرت حکیم الامت کی پوری زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف دین کے لئے پیدا کیا تھا اس لئے پیدا ہونے سے قبل ہی اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہوا جس سے صاف کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے ولی اللہ اور مجدد اعظم تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کے استاذ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی پیشین گوئی تھی کہ تم جہاں جاؤ گے تم ہی تم نظر آؤ گے۔ واقعی ایسا ہوا ایک دفعہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے یہ بشارت دی کہ تم کو تفسیر اور تصوف سے خاص مناسبت ہوگی، چنانچہ آپ کی ان دونوں سے مناسبت تامہ اظہر من الشّمس ہے۔

مجدد ملت کے آثار علمیہ:

حضرت حکیم الامت صاحبؒ کے علمی و دینی فیوض و برکات اس قدر مختلف الانواع ہیں کہ ان سب کا احاطہ ایک مختصر سے مضمون میں نہیں ہوسکتا۔ اور یہی ان کی جامعیت ہے جو ان کے اوصاف و محاسن میں سب سے اول نظر آتی ہے وہ قرآن پاک کے مترجم ہیں، مجدد ہیں، مفسر ہیں، اس کے علوم و حکم کے شارح ہیں، اس کے شکوک و شبہات کے جواب دینے والے ہیں۔

وہ محدث ہیں، احادیث کے اسرار و نکات کے ظاہر کرنے والے ہیں، وہ فقیہ ہیں، ہزاروں فقہی مسائل کے جواب لکھنے والے ہیں، نئے سوالوں کو حل کیا ہے، نئی چیزوں کے متعلق انتہائی احتیاط

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ فتوے دیئے ہیں، وہ خطیب تھے، تصوف کے اسرار وغوامض کو فاش کیا ہے۔

وہ ایک مرشد کامل تھے، ہزاروں مرشد ومعتقدین ان کے سامنے اپنے احوال وواردات پیش کرتے تھے اور وہ ان کے تسکین بخش جوابات دیتے تھے اور ہدایات بتاتے تھے۔ جن کا مجموعہ تربیت السالک ہے انہوں نے بزرگوں کے احوال وکمالات کو یکجا جمع کیا اور اس ذخیرہ سے سب کو آشنا کیا، ان کی معتدد کتب اس مضمون پر ہیں۔

سفر آخرت:

رشد وہدایت کا وہ چراغ جو ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں مطلع تھانہ بھون سے نمودار ہوا بالآخر ۸۳ سال ۳ ماہ گیارہ دن دنیا کو اپنے وجود مسعود سے متبرک اور منور فرمانے کے بعد ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ یعنی ۱۹-۲۰ جولائی ۱۹۴۳ کی درمیانی شب میں رحلت فرما گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون .**

نماز جنازہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے پڑھائی، تھانہ بھون کے قبرستان عشق بازاں میں آپ کا مزار مقدس ہے۔

☆کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ☆
☆بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ☆

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ:

آپ کا اسم گرامی انور شاہ الکشمیر ی بن الشیخ معظم شاہ بن الشاہ عبدالکبیر الفروری الکشمیر ی ہے۔ علامہ کشمیری کے اسلاف بغداد سے ہندوستان آئے اور ملتان میں قیام پذیر ہوئے پھر ملتان سے لاہور چلے گئے اور پھر لاہور سے کشمیر، پھر کشمیر ہی ان کا وطن ہو گیا۔

آپ کشمیر کے علاقہ ودوان میں ۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ابوغدہؒ کشمیر کے بارے میں لکھتے ہیں **جنة الدنیا و زهرة الربیع الدائم.** آپ کے والد بھی متقی پرہیز گار عالم اور سلسلہ سہروردیہ کے شیخ تھے، آپ کی والدہ ماجدہ بھی صالحہ عابدہ خاتون تھیں۔ پرہیز گاروں، زہدو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبادت میں اپنے زمانے میں منفرد تھیں۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور اس کو ختم کرنے کے بعد فارسی رسائل اپنے والد محترم سے پڑھے۔ پھر اس کے بعد فارسی کتب کی تعلیم میں شروع ہوئے۔

فارسی نظم ونثر انشاء اور اخلاق کی کتب پڑھیں جن میں سعدی شیرازی، نظامی، امیر خسرو، ملا جامی، جلال الدین دوانی وغیرہ کی کتب شامل ہیں۔ ان فارسی کتب کی وجہ سے علم میں ایسی مہارت حاصل کی کہ اپنے اقران سے فوقیت لے گئے اور لوگ ان کے فضل کی وجہ سے ان کی طرف اشارے کرنے لگے۔ فارسی نظم اور نثر پر ان کو کامل مہارت حاصل ہو چکی تھی۔ حالانکہ ابھی آپ کی عمر دس سال بھی نہ ہوئی تھی۔ آپ نے یہ سب کچھ اپنے والد سے حاصل کیا تھا آپ کے والد فارسی شاعر تھے۔

علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت کشمیری نے فرمایا کہ میں نے پانچ سال اپنے شہر میں فارسی کتب پڑھیں اور پھر پانچ سال عربی کتب۔ آپ بچپن ہی سے انتہائی محنتی تھے علوم ومعارف کے حصول کے لئے اس قدر محنت کرتے کہ سوائے جمعرات کے ٹیک لگا کر نہ سوتے اس کے علاوہ راتوں کو مطالعہ کرتے جب نیند غالب آجاتی تو بیٹھے بیٹھے سو جاتے۔ بچپن میں اپنے والد کے پاس پڑھنے کے زمانہ میں ہی آپ کی ذہانت کی شعائیں ظاہر ہو چکی تھیں۔ آپ کے والد قدوری کے سبق میں ایسے سوالات کرتے جن کے حل کے لئے ہدایہ کا مطالعہ کرنا پڑتا۔ والد کے پاس پڑھنے کے بعد کشمیر کے دیگر علاقوں میں صرف، نحو، منطق، فقہ، اصول فقہ کے علوم کو حاصل کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے دو سال اسی طرح بیت گئے جب وہاں سے فارغ ہوئے تو ہزارہ تشریف لے گئے جو اس وقت مشہور اساتذہ کی آماجگاہ تھا۔

وہاں تین سال تک منطق فلسفہ، ہیئت وغیرہ کے علوم حاصل کرتے رہے۔ فقہ میں ایسی مہارت حاصل کی کہ آپ بارہ سال کی عمر میں ماہر مفتی بن چکے تھے۔ اس مہارت کے باوجود آپ کا سینہ علم کے لئے پیاسا تھا۔ علوم کے حقائق جاننے کے لئے اور علم میں تبحر پیدا کرنے کے لئے آپ نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس وقت کے سب سے بڑے مرکز علم وعرفان دارالعلوم دیوبند کے لئے رخت سفر باندھا۔ شیخ ابو غدہؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت دیوبند ہندوستان کے اعتبار سے ایسا تھا جیسے قرطبہ کسی زمانے میں علم و فنون کا مرکز تھا۔ یا جامعہ ازہر مصر کا۔ علامہ کشمیری کو وہاں صرف علوم وفنون کے امام ہی نہ ملے بلکہ وہاں کے اساتذہ علوم وفنون کے آئمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اقطاب وقت بھی تھے۔ جو دقیق نظر اصابت رائے قول وفعل کے سچے زہد وتقویٰ کے درخشندہ ستارے علمائے ربانیین کا سچا مصداق تھے۔ حضرت کشمیری بھی انہی کردار کے غازیوں کے رنگ میں رنگے گئے۔

اور آپ میں بھی اصابت رائے زہد وتقویٰ سنت نبوی سے عشق اخلاص وللّٰہیت جیسی صفات نے رسوخ حاصل کر لیا۔ دارالعلوم میں اس وقت شیخ العالم مسند وقت رحلۃ الاقطاب شیخ العرب والعجم مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ مسند نشین تھے جو قرآن وسنت کے علوم اور معارف میں اپنے شیوخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زندہ تصویر تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے پاس رہ کر حضرت کشمیری کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے انہیں اپنی گمشدہ پونجی اور جس منزل کی تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ پس شیخ کشمیری نے حضرت شیخ الہند کے علوم ومعارف سے اپنے قلب وجگر کو لبریز کیا۔ آپ نے صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، ہدایہ اخیرین حضرت شیخ الہند سے پڑھیں۔ صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ محدث اسحاق کشمیریؒ سے پڑھیں۔

۱۳۱۳ھ میں آپ نے سند فراغت حاصل کی۔ آپ دیوبند سے عالم فاضل روایت ودرایت کے اعتبار سے نابغہ روزگار شخصیت بن کر نکلے۔ ابھی آپ کا عالم شباب تھا کہ آپ کے علم کی وجہ سے لوگوں کے قلوب آپ کے ساتھ معلق ہو گئے۔ آپ کی طرف اشارے کئے جانے لگے۔ آپ دہلی تشریف لے گئے اور مدرسہ عبدالرّب میں کئی مہینے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ وہاں آپ کے ایک دوست محمد امین دہلوی نے آپ کو نئے مدرسہ کی بنیاد رکھنے کی ترغیب دی۔ آپ نے ان کے اصرار پر مدرسہ امینیہ دہلی کی بنیاد رکھ دی۔ آپ کے اخلاص کی برکت تھی کہ دیکھتے ہی اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مدرسہ کی شہرت پورے ہندوستان میں ہوگئی۔

ہر طرف سے تشنگان علم اس مدرسہ کا قصد کرنے لگے۔شیخ حدیث،تفسیر بیان،معقولات وغیرہ کے اسباق خود پڑھاتے۔کچھ سال معاملہ یوں ہی رہا جب اس مدرسہ کے باغیچہ کے پھل پھول پیدا ہونے لگے ہر طرف علم کی بہاریں نظر آنے لگیں تو شیخ نے محبین کے قلوب کو حسرت وافسوس میں چھوڑ کر کشمیر کے لئے رخت سفر باندھا۔لوگوں کے قلوب وارواح کو اپنی مصاحبت میں لئے ہوئے کشمیر میں جا پہنچے اور وہاں جا کر ایک اور مدرسہ الفیض العام کی بنیاد رکھی۔

تین سال تک وعظ وتبلیغ تدریس،افتاء کے کام میں مشغول رہے۔وعظ وتبلیغ کے ذریعہ معاشرہ کو شرک وبدعت اور رسومات سے پاک کرنے کی کوشش کرتے رہے،چنانچہ آپ کے وجود مسعود اور آپ کی سعی مشکور کی برکت سے بدعت ورسومات کے بادل چھٹ گئے اور سنن نبویہ کے آثار جگمگانے لگے۔پھر بیت اللہ اور روضہ نبوی کی زیارت کی تڑپ نے آپ کے دل کو بیتاب کر دیا چنانچہ توفیق ایزدی کی برکت سے ۱۳۲۳ھ میں آپ مکہ جا پہنچے اور چند ماہ وہیں یہ عاشق زار کرب و اضطراب کی حالت میں بیت اللہ کے طواف سے اپنے جگر کی آگ بجھاتا رہا۔

استار کعبہ حضرت کشمیری کے ہاتھ میں ہوتے اور رات کے اندھیرے میں آہ وبکاء جاری ہوتا۔یہ آگ ابھی بجھی نہ تھی کہ دیار رسول کی تڑپ نے آگھیرا اور آپ مدینۃ الرسول کی طرف عازم سفر ہوئے اور کچھ عرصہ وہیں مدینہ میں قیام فرمایا۔وہاں آپ کو وقت کے متبحر عالم دین محدث شیخ حسین جسر الطرابلسی کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔شیخ نے آپ کو اپنی تمام اسانید عالیہ سے نوازا۔وہاں مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت الحسینی اور مکتبہ محمودیہ میں جو نادر کتب تھیں ان کے مطالعہ سے خوب علمی سیرابی حاصل کی پھر وطن واپس لوٹے یہ ارادہ لئے ہوئے کہ دوبارہ آکر یہیں پوری زندگی قیام کرنا ہے۔

جب کشمیر پہنچے تو کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا پھر دل میں مدینہ کی تڑپ پیدا ہوئی جب سفر کا ارادہ کیا، بڑے لوگ آپ کے اردگرد متوجہ ہوئے اور اپنی بیٹیوں سے شادی کی پیشکش کی اور زمینیں اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باغات اور اموال پیش کیا۔ لیکن آپ کا کسی چیز کی طرف میلان نہ ہوا، نہ ان اطواق کو گلے میں ڈالنا پسند کیا اور ہجرت کے ارادہ سے چل کھڑے ہوئے۔ اور حضرت شیخ الہند کی زیارت کے لئے دیوبند جا پہنچے اور آپ سے اجازت چاہی اور ہجرت الی الحرمین کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت شیخ الہند اپنی خداداد فراست سے شیخ کشمیری میں علم وفضل تقویٰ وطہارت کے آثار اور قبولیت عامہ کے آثار دیکھ رہے تھے، اس لئے ہجرت کا ارادہ منسوخ کرنے کا حکم دیا اور دیوبند میں قیام کا حکم دیا۔ شیخ الہندؒ یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ آنے والے اوقات میں بلاد ہندوستان اور علوم اسلامیہ کا مرکز دارالعلوم دیوبند آپ کے علم وفیضان کا محتاج ہوگا۔ حضرت کشمیریؒ نے اپنے استاد اور شیخ کے حکم کے سامنے گردن جھکا دی اور ہجرت کا ارادہ منسوخ کر کے وہیں دیوبند قیام پذیر ہو گئے۔ یہ ۱۳۲۵ھ کی بات ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو صحیح مسلم، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کی تدریس کا حکم دیا۔ آپ نے عمدہ طریقے سے یہ کام شروع کر دیا یہ دارالعلوم دیوبند میں آپ کی تدریس کا آغاز تھا۔ ۱۳۳۲ھ تک اسی طرح تدریس کا سلسلہ جاری رہا پھر حضرت شیخ الہند نے حج کے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے نائب اور صدر المدرسین کے عہدہ پر شیخ کشمیری کو مقرر فرما کر عازم سفر ہوئے۔ شیخ کشمیریؒ اس دوران صحاح ستہ اور دوسری بڑی کتب حدیث کا درس دیتے رہے۔ ادھر شیخ الہندؒ کو حکومت برطانیہ نے گرفتار کر لیا اور جزیرہ مالٹا میں قید کر کے بھیج دیا۔ ادھر اس دوران شیخ کشمیریؒ حضرت شیخ الہندؒ کے نائب کے طور پر درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

دارالعلوم والے آپ کی اقامت پر خوش تھے لیکن انہیں یہ کھٹکا مسلسل پریشان کئے رکھتا کہ کہیں کسی وقت شیخ کشمیری ہجرت کا ارادہ نہ کر لیں پس آپ کی شادی کروا دی گئی تا کہ ہجرت نہ کر سکیں۔ دارالعلوم سے آپ وظیفہ وغیرہ نہ لیتے تھے جب گھر کے اخراجات شروع ہوئے تو دارالعلوم کی انتظامیہ نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ ایک دفعہ آپ کو کلکتہ کے ایک مدرسہ سے تدریس کے لئے کہا گیا اور آٹھ سو روپے ماہوار وظیفہ کا لالچ بھی دیا، آپ نے اس کی طرف ذرا بھی پرواہ نہیں کی،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حالانکہ ان دنوں دارالعلوم میں آپ کا وظیفہ پانچ روپے سے بھی کم تھا۔

آپ نے اپنی عمر کا ایک ثلث دارالعلوم میں گزار دیا۔ آپ کے لسان وقلب سے علم وحکمت کے ایسے دریا جاری ہوئے کہ ساری دنیا ورطہ حیرت میں پڑ گئی۔ طلباء تو طلباء نامور فضلاء بھی آپ سے تلمذ کو سعادت سمجھنے لگے۔ اکابر واصاغر کی ایک تعداد جن کا شمار ایک مشکل امر ہے آپ کے حلقہ درس کی خوشہ چیں بنی۔

تشنگان علوم کے لئے آپ ماویٰ وملجا بن گئے۔ آپ کا علمی وجود طرق تدریس کی اصلاح کا سبب بنا۔ مدرسین کو آپ کے حلقہ درس سے نئے نئے گر ہاتھ آئے۔ تحقیق آپ پر ختم تھی۔ مشکل مسائل کا حل آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل نظر آیا۔ جب آپ کا بحر علم جوش مارتا تو علماء کے سینے علم سے سیر ہو جاتے۔ اس دوران قادیانیت کا ارتدادی فتنہ وجود میں آیا تو حضرت کشمیریؒ نے تحریر وتقریر، درس و تدریس میں اس کا خوب تعاقب کیا۔ آپ نے صرف خود اس فتنہ کا تعاقب ہی نہ کیا بلکہ اپنے تلامذہ اور متعلقین کو بھی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھرپور متوجہ کیا۔ یوں ۱۳۴۶ھ تک دارالعلوم آپ کے فیضان کی آماجگاہ بنا رہا۔ آپ کو ہر طرف سے تدریس کے لئے دعوتیں موصول ہونا شروع ہوگئیں۔ زیادہ سے زیادہ تنخواہوں کا لالچ دیا گیا، حتیٰ کہ نواب ڈھاکہ نے ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ کی پیشکش کی لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ معتقدین اور عاشقین میں سے اہل گجرات کی رائے غالب آ گئی۔ اور آپ ان کے اصرار کو نہ ٹھکرا سکے اور ان کے شدید اصرار پر ڈابھیل تشریف لے آئے۔ آپ کے وجود مسعود کی برکت سے وہاں جامعہ اسلامیہ کے نام سے ادارہ قائم ہوگیا اور نشر واشاعت کا ادارہ مجلس علمی کے نام سے قائم ہوگیا۔ اس ادارہ نے مختلف موضوعات پر تقریباً چالیس کے قریب کتب شائع کیں جو مشرق ومغرب میں پھیل کر قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔

محدث کشمیری ڈابھیل پانچ سال درس وتدریس، وعظ وتبلیغ میں مصروف رہے۔ آپ کے درس و تدریس وعظ وتبلیغ کی برکت سے ڈابھیل علماء اور تشنگان علم حدیث کی آماجگاہ بن گیا۔ ڈابھیل سے ایسے علم کے چشمے پھوٹے کہ سارے ہندوستان کو سیراب کر دیا۔ آپ کے دروس میں روحانیت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسا اثر ہوتا کہ لوگوں پر آہ و بکاء طاری ہو جاتا آپ عشق حدیث میں خود بھی روتے شرکائے درس کو بھی رلاتے۔

آپ کو ڈابھیل کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور بواسیر کے مرض میں مبتلا ہو گئے، پس آپ دیوبند لوٹ آئے حتی کہ اس مرض میں علم و عمل کا یہ شمس ضحیٰ صفر ۱۳۵۲ھ میں غروب ہو گیا۔ آپ کی نماز جنازہ دارالعلوم کے صحن میں ادا کی گئی جس میں مخلوق خدا اُمڈ آئی شرکائے جنازہ کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ ذات علیم و خبیر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

محدث کشمیری کے بارے میں علماء کی آراء:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں آپ جیسے آدمی کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ محقق العصر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ان الفاظ میں آپ کو خراج تحسین پیش فرماتے ہیں:

" فقید المثیل عدیم العدیل بقیة السلف حجة الخلف البحر المواج والسراج الوهاج لم ترا العیون مثله ولم یر هو مثل نفسه آیة من آیات الله و حجة الله علی العالمین.

محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، جو دس سال شیخ کی خدمت میں رہے، فرماتے ہیں:

" لو نظرت الی رجل نظرت الی رجل یضاهی الذهبی فی حفظه و یماثل ابن الحجر فی اتقانه و ضبطه و یساحل ابن دقیق العید فی عدله و دقة نظره و یشابه البحتری فی شعره و یحاکی سحبان فی بیانه و سحره بلی ولیس ذلک بعید من صنع الله عز و جل.

☆ولیس علی الله بمستنکر☆ ☆ان یجمع العالم فی واحد☆

علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ لکھتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لـم یـأت بعد الشیخ الامام ابن الهمام مثله فی استشارة الابحاث النادرة من ثنایا الاحادیث وهذه برهة طویلة من الدهر.

مفتی ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے جس دن حضرت کشمیریؒ کی وفات کا علم ہوا فرمایا، ''آپ کی موت علم اور علماء کی موت ہے''۔

تصانیف:

حضرت کشمیریؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں تصنیف وتالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اگر آپ تھوڑی سی توجہ ہی فرما لیتے تو امت محمدیہ کے ہاتھوں میں بہت سارے علوم ایسے آتے جو سابقین سے منقول نہ ہوتے۔لیکن آپ کی زیادہ توجہ درس وتدریس کی طرف تھی۔

اگرچہ آپ کے دروس کو آپ کے تلامذہ نے جمع کر کے امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔آپ کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی کہ جس کتاب کا مطالعہ فرماتے اس کتاب کے اردگرد حاشیہ لگاتے جاتے،اگر آپ کی ان تعلیقات اور حواشی کو جمع کر دیا جاتا تو ایک بحر ذخار مقید بالکتابت ہو جاتا۔بہر حال جو بھی طالبان علم کو آپ کے فیض سے ملا غنیمت ہے اور اس پر ذات علیم وخبیر کا شکر ہے۔

مطبوعہ مؤلفات:

(۱) **فیض الباری علی صحیح البخاری** یہ کتاب چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے،اس میں ایسے علوم ومعارف،نکات ودقائق آئے ہیں جن سے سابقہ شروحات بخاری خالی ہیں۔بخاری کی یہ تقریر جب چھپی تو اس نے عرب وعجم میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ شیخ کشمیری نے بخاری پڑھانے سے قبل اس کا تیرہ دفعہ بالاستیعاب مطالعہ فرمایا تھا اور فتح الباری،عمدۃ القاری، ارشاد الساری کے علاوہ بخاری کی تقریباً تیس کے قریب شروحات مطبوعہ وغیر مطبوعہ کا مطالعہ فرمایا تھا۔

فتح الباری اور عمدۃ القاری تو گویا آپ کو زبانی یاد تھی۔پھر آپ نے تقریباً بیس دفعہ بخاری جس دقت نظر کے ساتھ پڑھائی اس کا اندازہ آپ کے حلقہ درس کا ذائقہ چکھنے والے ہی بتا سکتے ہیں۔بخاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی اس تقریر کو جمع کرنے کی سعادت آپ کے سعادتمند تلمیذ عالم جلیل بحر العلوم حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے صرف اس کو جمع ہی نہ فرمایا بلکہ بہت سارے مقامات پر اس پر تعلیقات کا اضافہ بھی کیا۔

(۲) **عرف الشذی علی جامع الترمذی** یہ تقریر عموماً آج کل مطبوعہ ترمذی کے شروع میں چھپی ہوئی ملتی ہے۔

(۳) سنن ابی داؤد پر آپ کے امالی۔ ان کی ایک جلد طبع ہو چکی ہے۔

(۴) صحیح مسلم پر امالی۔ غیر مطبوعہ

(۵) حاشیہ علی سنن ابن ماجہ۔ آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے پاس موجود تھا ضائع ہو گیا۔

(۶) مشکلات القرآن۔ یہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کر دیا ہے۔

نوٹ:

یہ مضمون شیخ ابوغدہؒ کے مضمون سے ماخوذ ہے جو رسائل کشمیریؒ کے شروع میں شائع ہو چکا ہے۔ اصل مضمون چونکہ عربی میں ہے اس لئے کتب وغیرہ کے نام یا بعض اقوال عربی میں ہی نقل کر دیئے ہیں، جہاں ضرورت محسوس ہوئی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ یارب العلمین شیخ کشمیری اور شیخ ابوغدہ دونوں کی قبور پر کروڑہا رحمتیں نازل فرما، ان دونوں حضرات کو نبی اقدس ﷺ کی شفاعت، اصحاب نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت اور اکابر دیوبند کی رفاقت نصیب فرما۔ (آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ:

آپ شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ العرب والعجمؒ کے فضائل ومناقب اس قدر زائد ہیں کہ اس کے لئے ہزارہا صفحات بھی ناکافی ہیں۔ حضرت شیخ العرب والعجمؒ کو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے بعد آپ کی مسند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نشینی کا شرف حاصل ہوا۔

آپ نے حضرت شیخ کے مشن کو اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے سلسلہ کو چار چاند لگائے، آپ کے وقت میں علم وتصوف میں آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا، ہم ذیل میں چند اس وقت کے اساطین علم ومعرفت کے اقوال کو نقل کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں اس سے آپ کی جامعیت کھل کر سامنے آجائے گی۔

حضرت مدنی اور حضرت لاہوری کی کرامت، دیواروں سے تسبیح کی آواز:

اسی طرح ایک واقعہ غالباً حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا کہ:

مظفر گڑھ کے کسی علاقے میں ایک مرتبہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے جس مکان میں اور کمرے میں حضرت نے رات گذاری صبح اٹھکر پوچھا کہ کیا اس کمرے میں کبھی کسی بزرگ نے رات گذاری ہے۔ جواباً عرض کیا گیا کیوں؟ فرمایا کہ دیواروں سے تسبیح کی آواز آتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اللہ والا یہاں رات گذار کر گیا ہے۔ لوگوں نے بتایا آج سے تقریباً دس یا بارہ سال قبل شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ تشریف لائے تھے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ جو ایک دیوار ہے یہ گرا کر نئی بنائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں، فرمایا اس سے ذکر کی آواز نہیں آرہی باقی تینوں سے آرہی ہے۔

رئیس المفسرین امام الاولیاء قدوۃ السالکین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرط ادب واحترام میں پکار اٹھے کہ اگر احمد علی کی داڑھی سے حضرت مدنی کی جوتیاں صاف کی جائیں یہ میرے لئے سعادت ہے (حضرت لاہوری کے اس فرمان سے جہاں حضرت کی تواضع واضح ہوتی ہے وہاں حضرت مدنیؒ کی شان مرتبت بھی اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

حضرت مدنی حضرت لاہوریؒ کی نظر میں:

شیخ التفسیر قطب زمان حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعہ) کا تحریری بیان امام العالم وامام اہل الحق وشیخ العرب والعجم حضرت مولانا ومقتدانا حسین احمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مدنیؒ کے متعلق میری عقیدت اور میرے دل میں ان کی عظمت:

''میں نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری داڑھی کے بال کنگھی کرنے سے نکلتے ہیں وہ کسی اپنے معتمد آدمی کے ذریعے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کے صاحبزادہ مولانا اسعد صاحب کی خدمت میں پہنچادوں اوران سے درخواست کروں کہ حضرت کو اطلاع دیئے بغیر موچی کو دیں کہ حضرت کے جوتوں کے تلووں میں یہ بال رکھکر سی دے تاکہ حضرتؒ سے اس نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذاب آخرت سے نجات ہوجائے افسوس کہ میری یہ تمنا پوری نہ ہوسکی اور حضرت روضة من ریاض الجنة میں پہنچ گئے۔'' (ہفت روزہ خدام الدین لاہور جنوری ۱۹۵۸ء، بحوالہ ماہنامہ حق چار یار فروری ۲۰۰۰ء)

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ حضرت اوکاڑویؒ کے متعلق اپنے مضمون امین ملت مولانا اوکاڑویؒ میں لکھتے ہیں:

''حضرت لاہوریؒ خود حضرت مدنیؒ کے اس درجہ عقیدت مند تھے کہ فرماتے تھے کہ جمیعت علماء کے اجلاس میں جب حضرت مدنی تشریف فرما ہوتے تھے تو میں آپ کے احترام میں تین تین چار چار گھنٹے دوزانو بیٹھا رہتا۔ اور بار ہا فرمایا تقریباً ۱۴ مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت ہوئی میں نے حضرت مدنیؒ جیسا بزرگ (ولی اللہ) کہیں نہیں پایا۔ اور ایک مرتبہ پرانی انارکلی بازار کے مدرسہ میں رات کو حکیم الاسلام حضرت قاری طیب صاحبؒ کی تقریر کا پروگرام تھا بندہ بھی ان دنوں لاہور میں تھا جلسہ میں حاضر ہوا۔ حضرت قاری صاحبؒ کی موجودگی میں ان کی تقریر سے پہلے حضرت لاہوریؒ نے تقریر فرمائی اور دوران تقریر فرمایا کہ حضرت مدنیؒ کے جوتوں میں جو علم ہے وہ احمد علی کے دماغ میں نہیں ہے۔''

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے نزدیک حضرت مدنیؒ کا مقام:

بندہ کو قطب وقت سیدی ومرشدی حضرت اقدس سید محمد امین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہاں تھانہ بھون تشریف لے گئے، جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ نماز آپ پڑھائیں۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ آپ کی خانقاہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں میرے نماز پڑھانے سے تکلیف ہوگی۔

اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا جو آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتا وہ میری خانقاہ سے چلا جائے، حضرت تھانویؒ نے فرمایا آج کی یہ نماز یقیناً اللہ کے ہاں مقبول ہوگی اور جنت میں جانے کا سبب۔ (ان شاء اللہ)

ایک تبلیغی جماعت کے ساتھی نے بتایا کہ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ نے یہی واقعہ رائیونڈ میں بیان کے موقع پر سنایا تھا۔

حضرت اقدس مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک ابوحنیفہ زمانہ، بخاری اوانہ اور جنید وشبلی عصر حضرت اقدس شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ کی مدح میں کچھ لکھنے والا مادح خورشید مداح خود است کا مصداق ہے۔'' (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام ج۱)

''میرے خیال میں حضرت کے فضل وکمال، تبحر فی العلم والسلوک سے شاید ہی کسی اہل بصیرت کو اختلاف ہو۔ اس ناکارہ کے نزدیک حضرت مدنی قدس سرہ ہی رشد و ہدایت اور علم وفضل کے درخشاں آفتاب ہیں۔'' (الجمیعت شیخ الاسلام نمبر بحوالہ ماہنامہ حق چار یار فروری ۲۰۰۰ء)

۳۔ ''حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ ایسا پھوٹ کر روئے کہ دیکھنے والے کا کلیجہ کٹ کر رہ گیا اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے ہی پڑھائی۔'' (ایضاً)

امام اہل سنت حضرت لکھنویؒ:

قاطع رفض وبدعت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے وطن وملت کے لئے عموماً اور لکھنو میں مدح صحابہ و آزادی ہند کے لئے خصوصاً جو بے غرض خدمات سرانجام دی ہیں بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہی مسلمانان عالم کا مسیحا راہنما جو الحاد کدہ ہند میں مشعل اسلامی لئے پھر رہا ہے۔ مسلمانو اپنے اس شیر دل انسان کی راہنمائی سے فائدہ حاصل کرو۔ (ایضاً)

حکیم الاسلام رحمۃ اللہ:

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء وفات ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء) خلیفہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا:

''انہی گنے چنے انفاس قدسیہ میں سے حضرت اقدس مولانا حافظ الحاج السید حسین احمد مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ذات ستودہ صفات بھی ہے جو اپنے فضائل وکمالات کے لحاظ سے بلا شبہ ایک منفرد ہستی ہیں۔ آپ نہ صرف عالم اعتمادی ہیں، بلکہ عارف باللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں۔ آپ کا علم عارفانہ، عمل مجاہدانہ اور اخلاق درویشانہ ہے۔ متضاد احوال ومقامات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ غرض شریعت وطریقت اور سیاست جیسے متضاد رخ اور مقامات کی سیر اور ان میں بیک وقت انتھک محنت آپ کی ہمت مردانہ کا شاہکار ہے۔ (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱)

۲۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعزیتی تقریر میں فرمایا:

''بہر حال حضرت شیخ اس دور الحاد و بے دینی میں روشنی کا ایک مینار تھے۔ زندگی بھی خوب گذری اور موت بھی پاکیزہ ہوئی۔ طاب حیا ومیتا بعد مردن چہرے پر روحانیت اور چمک غیر معمولی تھی۔ روشنی میں چہرہ کی چمک دمک اور اس کا جمال آنکھوں کو سیر نہیں ہونے دیتا تھا۔ لبوں پر ایک عجیب مسکراہٹ تھی جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں آسکتی جو یقیناً مقبولیت عنداللہ اور اس کے ساتھ موت کے وقت بشاشت وطمانیت کی کھلی علامت ہے۔ جو مقبولیت زندگی میں رہی وہی موت کے بعد بھی رہی اور باقی ہے۔'' (الجمعیت شیخ الاسلام نمبر بحوالہ حق چار یار)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ:

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) (ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق مئی ۱۹۰۸ء وفات ۳ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۷ء) نے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک اجلاس میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۹ء مطابق ۱۹۴۹ء) نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں فرمایا:

''بھائیو اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میرے علم میں بسط ارض پر شریعت وطریقت وحقیقت کا حضرت مدنیؒ سے بڑا کوئی عالم موجود نہیں ہے۔'' (روزنامہ الجمیعت دہلی کا شیخ الاسلام نمبر ص ۲۸)

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۲ء) نے مجھے علماء میں ارشاد فرمایا کہ:

''بھائی حضرت شیخ مدنیؒ کا ذکر کیا پوچھتے ہو پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں میں جب ہم نے اس مرد مجاہد کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ مدنیؒ کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔'' (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول)

مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۱۔ ''حضرت مولانا مدنیؒ اگرچہ میرے باضابطہ استاد نہ تھے لیکن میں ہمیشہ آپ کو اپنے اساتذہ ہی کے درجہ میں سمجھتا تھا''۔

۲۔ حضرت مدنیؒ کا یہ عظیم احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ انہوں نے مجھے علم حدیث کی طرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

متوجہ کیا۔

۳۔ عام طور پر لوگوں نے حضرت مدنیؒ کی صرف سیاسی جدوجہد کو ان کا اصل کارنامہ سمجھ لیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سالہا سال حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و صحبت میں رہنے کی جو توفیق عطا فرمائی ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو حضرت شیخؒ کی خدمت اور عقیدت و محبت میں جس طرح فنا کیا تھا اور اپنی تمام زندگی میں اپنے شیخ کے اوصاف و کمالات کو جس طرح منعکس کرنے کی کوشش کی حضرت مدنیؒ کے عظمت کے اس پہلو کو اتنا اجاگر نہیں کیا گیا جتنا اس کا حق تھا۔'' (البلاغ مفتی اعظم نمبر)

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ:

قائد احرار امیر شریعت حامل علم ختم نبوت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (ولادت یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۲ء وفات ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ ۲۷ اگست ۱۹۶۶ء) رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم میں تشریف لائے تو، طلبہ نے ان سے اصرار کیا کہ حضرت تقریر کریں مگر وہ تیار نہ ہوئے پھر اصرار ہوا مگر وہ انکار کر گئے، حتی کہ سب سے آخر میں دورہ میں پر آئے ہوئے پانچ آدمیوں کا ایک وفد گیا جس میں راقم الحروف بھی شامل تھا، شاہ صاحبؒ حضرت شیخ مدنیؒ کی مسجد میں شمالی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

ہم لوگوں نے بڑا زور لگایا کہ حضرت تقریر کر دیں مگر آمادہ نہ ہو سکے۔ حضرتؒ نے فرمایا جہاں حضرت شیخ ہوں وہاں عطاء اللہ کی مجال نہیں کہ تقریر کرے اور فرمایا کہ تم میرے ساتھ سہارنپور چلو وہاں رات کو تقریر سن لینا، اسی شب میں سہارنپور جا کر اس سحر البیان خطیب نے گھنٹوں تقریر کی (روایت مولانا افضال الحق صاحب قاسمی اعظمی مہتمم مدرسہ حنفیہ گونڈہ، الجمعیت شیخ الاسلام نمبر)

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ:

قطب وقت امام الاتقیاء رأس الاولیاء حضرت اقدس مولانا سید امین شاہ صاحب (مسترشد خاص شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ) نور اللہ مرقدہ کا سنایا ہوا ایک واقعہ تو نقل کر دیا تھا، مزید کچھ اب نقل کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جاتا ہے۔

امام طریقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ستمبر ۱۸۶۲ء وفات رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء) کے بارے میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت اقدس مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اپنی جماعت میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسن تدبیر کا اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے جوش عمل کا معتقد ہوں۔ ایک موقع پر حضرت کی مجلس خیر و برکت میں تحریکات وقت کا ذکر چھیڑا۔ ایک صاحب نے حضرت مدنیؒ کے کسی مجاہدانہ عمل کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کا اس پر عمل نہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں مولانا حسین احمدؒ صاحب کو ان کے سیاسی کارناموں میں مخلص اور متدین جانتا ہوں، البتہ مجھے ان کے ساتھ حجت کے ساتھ اختلاف ہے اگر وہ حجت رفع ہو جائے تو میں ان کے ماتحت ایک ادنی سپاہی بن کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول)

۲۔ مولانا عبدالمجید بچھرایونیؒ (خلیفہ حضرت تھانویؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت تھانویؒ سے کئی بار سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو اپنی موت کے بعد فکر تھی کہ بعد میں باطنی دنیا کی خدمت کرنے والا کون ہے؟ مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ دین زندہ رہے گا۔ (شیخ الاسلام حضرت مدنی ایک شخصیت ایک مطالعہ ص ۱۵۳)

مفتی اعظم رحمۃ اللہ:

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء وفات ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) نے فرمایا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ صاحب فیض آبادی ثم المدنی آسمان علم و ہدایت کے آفتاب اور زہد و ورع میں یگانہ زمانہ اور جہاد تخلیص وطن کے ایک مشہور شہسوار ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان ان کی ذات گرامی پر جس قدر بھی فخر کریں بجا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ آسمان علم وہدایت اور مستحق منصب قیادت ہیں، ان کی مذہبی اور وطنی خدمات سے تمام مسلمانان ہند واقف ہیں اور ان کے اخلاص و دیانت کے مخالف بھی معترف ہیں اور ان کی بے غرضانہ محبت و لطف وہی حاصل کر سکتے ہیں جو ان کی صحبت و معیت سے بہرہ ور ہوں۔ (مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول)

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ سید سلیمان ندویؒ مسلم لیگ کے ابتدائی ممبر ہی نہ تھے بلکہ قائد اعظم کے بہت بڑے مداح تھے۔ جب علامہ مرحوم ریاست بھوپال کے قاضی القضاۃ تھے تو آپ کی خدمت میں مولانا ظفیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (مفتی دارالعلوم دیوبند) نے ایک دینی معاملہ میں رہنمائی طلب کی۔ حضرت علامہؒ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

''حضرت مدنی دامت فیوضھم کے مقابلہ میں میرا نام لینا صرف آپ کی چشم محبت کا کرشمہ ہے ورنہ میں تو ان کے جوتے کا تسمہ بھی کھولنے کے قابل نہیں۔''

☆ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک ☆

بزرگوں کا مشورہ ہے کہ خاک از تو دہ کلاں برادر، میرے پاس حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کے سوا کچھ نہیں۔'' (مکتوب گرامی ۱۲ نومبر ۱۹۴۶ء ''الحرم'' میرٹھ مدنی نمبر ص ۴۱)

رئیس الاتقیاء قطب العصر حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

''شیخ العرب والعجم، امیر المؤمنین فی الحدیث، سیدی وسندی حضرت مدنیؒ قدس سرہ العزیز کے دامن مبارکہ سے ۱۹۳۶ء سے جو وابستگی ہوئی پھر درجنوں خانقاہوں اور مسند نشینوں سے شناسائی اور مراسم کے باوجود جو تسکین قلب حزیں نے دربار مدنیؒ سے پائی وہ کہیں میسر نہ آئی۔''

☆ آں دل کہ رام نہ بودے از خوبرو جواناں ☆

☆ دی روز یک پیرے برد بیک نگاہے ☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(بحوالہ حق چار یار اشاعت خاص بیاد قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

آخر عالم اسلام کو نصف صدی سے زائد اپنے علوم و فیوض و برکات سے مستفید کرنے والا یہ عظیم انسان ۱۹۵۷ء کو اپنے خالق حقیقی کے ہاں پہنچ اپنے اعمال صالحہ کا اجر حاصل کرنے کے لئے پہنچ گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مدنیؒ کے طفیل دین پر استقامت، اپنی معرف، علم نافع اور عمل صالح عطا فرمائے۔ آمین یا رب العلمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ واھل بیتہ وسلم.

مولانا یحییٰ کاندھلویؒ:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا آپ کے بارے میں **الشیخ الامام المفتی الانام بحر الجود والکرم منبع العطاء والسخاء العلامہ الشیخ الفقیہ صدر مصادر الفتاویٰ** جیسے الفاظ لکھتے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں آپ حفظ قرآن کریم اور کتب فارسیہ کی تعلیم سے فارغ ہوئے، اور کتب عربی اپنے والد ماجد سے پڑھنی شروع کیں۔ پھر کاندھلہ اور دہلی کے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کو حالت تعلیم میں ہی تدریس کی اجازت دے دی گئی تھی۔ آپکے اساتذہ آپ پر فخر کرتے تھے۔ علوم عقلیہ اور نقلیہ سے فراغت کے بعد آپ نے تدریس شروع فرمادی آپ نے علم حدیث کی تعلیم موخر کی غرض اس کی یہ تھی کہ آپ علم حدیث کو حضرت گنگوہیؒ سے حاصل کریں۔ حضرت گنگوہیؒ ان دنوں تدریس چھوڑ چکے تھے۔

حضرت گنگوہیؒ کو جب یہ علم ہوا کہ بعض اہل استعداد حدیث پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ نے ۱۳۱۱ھ کے شوال سے حدیث پڑھانے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ انہوں نے صحاح ستہ حضرت سے پڑھی اور آپ کی تقاریر کو محفوظ فرمایا۔ پھر آپ حضرت گنگوہیؒ کی وفات تک آپ کے ساتھ ہی رہے۔ پھر اس کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سلوک کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

منازل طے کیں، اور حضرت سہارنپوریؒ نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ پھر تادم آخر مظاہر العلوم سہارنپور میں تدریس کے منصب پر فائز رہے۔۱۳۳۴ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ رحمة الله رحمة واسعة.

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

نسب نامہ:

ان کا پہلا نام فضل اللہ تھا اور شبیر احمد کے نام سے مشہور ہوئے۔ مولانا شبیر احمد بن مولانا فضل الرحمٰن عثمانی اور ان کا شجرہ نسب حضرت سیدنا عثمان غنیؓ سے ملتا ہے۔

ولادت:

علامہ عثمانیؒ کی ولادت ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے اور یہ بریلی کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

علامہ عثمانیؒ کی ۱۳۱۱ھ میں بسم اللہ ہوئی حافظ امداد صاحب دیوبندی کے ہاں اور اردو کی کتابیں پڑھنے کی بعد مولانا یٰسین صاحب سے فارسی کی تمام کتابیں پڑھیں اس کے بعد ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں عربی کا آغاز کیا۔

فراغت:

علامہ عثمانیؒ نے ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں دورہ حدیث کیا اور تمام طلبہ سے اول نمبر پر آئے۔

اساتذہ:

علامہ عثمانیؒ نے جن حضرات سے علم حاصل کیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں: استاذ حدیث حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ، منطق وفلسلہ کے استاذ مولانا غلام رسول صاحبؒ، ان کے علاوہ حکیم محمد حسن صاحبؒ، مولانا محمد یٰسین صاحبؒ شیر کوٹی بھی ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تدریس:

علامہ عثمانی نے ۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک ۳۷ سال کا عرصہ درس حدیث وتفسیر، فقہ، منطق اور فلسفہ اور علم کلام وغیرہ میں گذارا، اور دار العلوم دیوبند میں ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۸ء تک تعلیم دی اور اس سے پہلے دو سال مدرسہ عربیہ فتح پور دہلی میں ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۳ء تک تعلیم دی۔

تقریر وتحریر:

علامہ عثمانیؒ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں بڑی تیزی سے قدم بڑھایا، علامہ عثمانیؒ کے ادبی کمالات اور انشاء پردازی کا اندازہ علامہ کی کتب سے لگانا آسان ہے۔

تقریر کے میدان میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے علاوہ ہندوستان وپاکستان کے تمام لیڈر علامہ عثمانیؒ کی تقریر کا لوہا مانتے ہیں۔

علامہ عثمانی اور فن حدیث وفقہ:

علامہ عثمانیؒ دار العلوم دیوبند میں کئی سال ابو داؤد اور مسلم شریف وغیرہ پڑھاتے رہے اور اسی دوران مسلم کی شرح فتح الملہم کی تین جلدیں لکھیں یہ دنیائے اسلام کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔

علم الکلام:

علامہ عثمانیؒ تفسیر وحدیث وفقہ کے علاوہ علم الکلام یہ ان کا مایہ ناز فن تھا۔ کتنا بھی مشکل مسئلہ ہوتا حضرت عثمانیؒ اس کو عقلی طور پر سمجھانے میں اس قدر قادر تھے اتنا کوئی بھی نہ تھا۔

ذوق علم:

علامہ عثمانیؒ اپنی جامعیت علوم کے ساتھ علوم عقلیہ سے بھی بہت دلچسپی رکھتے تھے اور خود فرمایا کرتے تھے اگر میں حضرت نانوتویؒ کی تصانیف نہ دیکھ لیتا تو نہ معلوم میں گمراہی کے کس گڑھے میں جا گرتا۔ لیکن حضرت نانوتویؒ کے علوم نے مجھے سنبھالا۔ اور عقلی علوم میں اتنا عبور حاصل کیا کہ حلقہ دار العلوم میں انہیں برملا جانشین قاسمیؒ کہا جاتا تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علماء کرام کی علامہ عثمانیؒ کے بارے میں آراء

علامہ کشمیریؒ:

مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ:

یقیناً اپنے زمانے کے علامہ مولانا مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی کہ اس زمانے کے محدث ومفسر و متکلم ہیں اور احقر کے علم میں کوئی شخص مسلم شریف کی خدمت ان سے زیادہ بہتر اور برتر نہ کر سکا۔ اس کی خدمت (شرح) طرف متوجہ ہو کر انہوں نے اہل علم کی گردنوں پر احسان کیا ہے۔

علامہ کوثریؒ:

علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ:

فتح الملہم کے مؤلف، لائق فائق، اور حجت، مختلف علوم کے جامع زمانے کے محقق، مفسر، محدث، فقیہ، بارع، نقاد وغواص، بحر علم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شیخ الحدیث اور مدیر دار العلوم دیوبند ہیں۔ والسلام۔

حضرت شاہ صاحبؒ اور علامہ کوثریؒ کی ان دونوں عبارتوں میں حضرت عثمانیؒ کو مفسر محدث، فقیہ متکلم اور علامہ کے لفظوں سے یاد کیا گیا ہے۔ اپنی جگہ مولانا عثمانیؒ کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جن کے بعد مزید کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ علامہ کشمیریؒ کی فارسی کی عبارت اور علامہ کوثری کی عربی عبارت آگے لکھ دی گئی ہے۔

علامہ کشمیریؒ کی عبارت:

لاجرم علامہ عصر خود مولانا مولوی شبیر احمدؒ عثمانی دیوبندی کہ محدث ومفسر ومتکلم ایں عصر اند ودر علم ایں احقر ہیچکس خدمت ایں کتاب بہتر و برتر از ایشاں نتانستے کرد۔ متوجہ ایں خدمت شدہ احسان بر رقاب اہل علم نہادند۔ (آخر فتح الملہم جلد اوّل)

علامہ کوثریؒ کی عربی عبارت:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و مولفه ذلک الجهبذ الحجة الجامع لاثقات العلوم محقق العصر المفسر المحدث الفقیه البارع النقاد الغواص مولانا شبیر احمد عثمانی شیخ الحدیث مدیر دار العلوم الدیوبندیه. (الاسلام)

فتح الملہم کے بارے میں اکابر علماء کی آراء:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ اور علامہ شیخ محمد زاہد الکوثری ان تمام اکابر نے علامہ عثمانیؒ کو فتح الملہم شرح مسلم کی تالیف پر خراج تحسین پیش کی۔ اور فرمایا کہ آپ نے مسلم کی شرح فتح الملہم لکھ کر دنیائے اسلام پر احسان کیا ہے۔

پروفیسر علامہ ڈاکٹر خالد محمود (پی ایچ ڈی لندن):

برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر محدث حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے تھے جن کے علم و فضل اور کمالات کا بیان ہر شخص کے بس کی بات نہیں ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے ان کا ظہور کہیں صدیوں میں جا کر ہوتا ہے۔ پھر یہ حضرات جو چراغ جلاتے ہیں ان کی روشنی صدیوں تک امت کو راہیں دکھلاتی ہے۔ (بیس علمائے حق)

وفات:

۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء مطابق ۲۱ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ شنبہ کے روز گیارہ بج کر چالیس منٹ پر یہ آفتاب علم و فضل غروب ہو گیا۔ بوقت وصال ۶۴ سال ایک ماہ ۱۲ یوم کی عمر تھی۔ (رحمه الله تعالیٰ رحمة الابرار الصالحین)

حضرت خواجہ محمد عثمانؒ:

حضرت خواجہ محمد عثمان کی ولادت باسعادت ۱۲۲۳ھ میں موضع لونی علاقہ کلاچی توابع ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے شرف بیعت حاصل کیا اور فیوضات باطنی سے مستفید ہوتے رہے ۱۸ سال ۴ ماہ ۱۳ دن تک شیخ کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خدمت اور صحبت میں رہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے تمام سلوک طے کئے باوجود اس کے کہ حاجی صاحب کے ہزاروں خلفاء موجود تھے لیکن وفات کے وقت خواجہ عثمانؒ کو ہی اپنا قائم مقام بنایا آپ کے مقامات مشہور روزگار ہیں۔ ایک جہاں نے آپ سے استفادہ کیا۔خراسان، دامان، پنجاب، سندھ، اور ہند کے ہزار ہا لوگوں نے آپ کے دست پر بیعت کی اور فیضیاب ہوئے۔

۲۹ سال ۱۰ ماہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض جاری کیا طبیعت انتہائی سادہ تھی۔رات کو کم سوتے تھے، کم کھاتے تھے، کبھی کبھی دو دو مہینے تک کھانا نہ کھاتے، صرف کھجور کا دانہ منہ میں چبا لیا اور بس۔زمانہ طالب علمی میں مضافات پشاور میں ایک بزرگ تھے جو طبیعت میں وساوس کے باعث روزانہ سحری کے وقت غسل کرتے تھے جاڑے کا موسم اور یخ بستہ پانی ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ عثمانؒ لکڑیاں جمع کر رکھتے تھے اور سحری کے وقت آگ جلا دیا کرتے تھے جب وہ بزرگ غسل کر کے آتے تو چپ چاپ آگ سینکنے کو بیٹھ جاتے۔ممکن ہے ان کی دعا ان کے حق میں قبول ہوگئی ہو۔

بالاخر سلسلہ نقشبندیہ کا یہ چراغ اشراق کے وقت سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا، ان کی قبر مبارک خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں اپنے مرشد کے قدموں میں بنی۔ (حاشیہ فوائد عثمانی ص ۱۷، بحوالہ فیوضات حسینی ص ۱۸)

حضرت مولانا حسین علیؒ:

حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم صرف ونحو اور فارسی نظم کی کتابیں اپنے والد ماجد حافظ میاں محمد صاحب سے پڑھیں اور فنون کی تمام بڑی کتابیں مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھیں۔ پھر ۱۳۰۲ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث کا علم حاصل کیا اور سند حاصل کی۔

۱۳۰۳ھ میں مولانا محمد مظہر نانوتویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر پڑھی۔۱۳۰۴ھ میں منطق،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فلسفہ وغیرہ فنون کی تکمیل کی اور وطن واپس ہوئے۔ وطن واپسی کے فوراً بعد درس وتدریس کا مشغلہ اپنالیا اور تقریباً ۶۰ برس تک زمین پاک وہند میں شمع ہدایت فروزاں کئے رہے۔

خدمت خلق:

مولانا کی حیثیت طلباء کے ساتھ ایک شفیق باپ اور مہربان کی سی تھی طلباء میں گھل مل کر رہتے تھے، انہی کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اس ضمن میں شیخ کے اس معمول کا تذکرہ کرنا عام لوگوں کے لئے تعجب خیز ہوگا کہ شیخ ہر روز جب طلباء ابھی خواب شیریں کے مزے لے رہے ہوتے تو خود ہی کوزوں میں پانی بھر دیا کرتے تھے، ایک طالب علم کا بیان ہے کہ ایک شب جب پانی کے برتنوں کے اٹھانے رکھنے کی آواز آئی تو میں دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ کوزوں میں پانی بھر رہے ہیں، میں نے ان سے ڈول لے کر خود پانی بھرنا چاہا لیکن شیخ نہ مانے اور مجھ سے فرمانے لگے کیا تم نہیں چاہتے کہ جو لوگ خدا کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں ان کی تھوڑی سی خدمت سے مجھے بھی ثواب حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے مال ودولت سے نوازا تھا، لیکن انہوں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی جو کچھ ہوتا طلباء کو کھلا دیتے ایک مرتبہ بیٹے نے شکایت کی تو کہنے لگے بیٹا تمہیں ان طلباء کا ممنون ہونا چاہئے کہ ان کی وجہ سے خدا ہمیں بھی عزت کے ساتھ رزق دے رہا ہے۔

سادگی:

عاجزی اور سادگی شیخ کا طرہ امتیاز تھا کھدر کا کرتہ اور تہبند پہنتے سر پر دستار باندھتے ہل چلانے کھیتی باڑی کرنے اور گھریلو کام کرنے میں کبھی عار نہیں محسوس کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دہلی کے ایک عالم ان کے علم وفضل کا شہرہ سن کر واں بھچراں پہنچے اس وقت شیخ مٹی کا گارا بنا کر اپنے گھر کی دیوار درست کرنے میں مشغول تھے جب اس عالم کو شیخ کے بارے میں بتایا گیا تو شیخ کو اس حالت میں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے جب وہ واپس گئے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ مجھے اس علم وفضل کا مالک عالم باعمل مرکز ہندوستان دہلی میں بھی نظر نہیں آیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عادات وخصائل:

مولانا حسین علی خدا پرست انسان تھے ان کی زندگی انتہائی سادہ اور اعمال حسنہ سے معمور تھی تعلیم و تدریس، تبلیغ واصلاح ان کی زندگی کا خاص کارنامہ ہے، اخلاص کا پیکر تھے، **فنا فی التوحید** تھے، جسمانی ساخت کے لحاظ سے قد لمبا، رنگ گندمی، سفیدی مائل تھا۔

سر میانہ ہاتھ پاؤں کھلے تھے، متواضع سادہ دیسی لباس پہنتے تھے، سخی النفس دنیاداروں سے دور اور طلباء کے قریب رہتے تھے، عشاء کی نماز بڑی تاخیر سے پڑھتے تھے اور معاً اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور صبح کی سنتیں گھر پڑھ کر آتے تھے کبھی جمعہ کے روز والدین کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے جاتے کبھی ننگے پاؤں بھی چلتے تھے کھانا بہت کم اور معمولی درجے کا کھاتے تھے۔

طلباء کو روزمرہ کی ضروریات اشیاء روپے اور صابن وغیرہ عنایت فرماتے۔ آپ رؤساء اور امراء کی تعظیم نہ فرماتے تھے۔

علمی صلاحیت:

مولانا حسین علی کو اللہ تعالیٰ نے بڑا وسیع علم عطا فرمایا تھا خصوصاً علم حدیث اور تفسیر، فقہ، علم کلام اور تصوف وسلوک میں بڑی وسیع دستگاہ رکھتے تھے۔ مختلف احادیث میں تطبیق میں مہارت تامہ ان کو حاصل تھی۔ آیات اور سورتوں کے ربط کو بیان کرنے میں اپنی نظیر آپ تھے۔ مثنوی رومی اور رضی شرح کافیہ پر بڑا عبور تھا۔ علاوہ ازیں بہت بڑے ذاکر وشاغل اور فنافی التوحید تھے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے تھے کہ مولانا حسین علی کاملین میں سے تھے۔

تصانیف:

حضرت مولانا حسین علی صاحب کی تصانیف متعدد ہیں۔ کئی زیور طبع سے بھی آراستہ ہو چکی ہیں اور کچھ مسودات کی شکل میں ہیں جو ہنوز طبع نہیں ہوئیں۔

تلامذہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرتؒ کے تلامذہ اور مریدین کی تعداد بہت ہے ساٹھ سال کے عرصہ کی تعلیم وتربیت سے جو لوگ فیض یاب ہوئے ہوں گے ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگی۔ یہاں چند مشہور حضرات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، مولانا عصام الدین ضلع کیمبل پور، مولانا غلام رسول ضلع گجرات، مولانا عبدالعزیز گوجرانوالہ، مولانا نصیر الدین غورغشتی، مولانا عبدالرؤف بھوپالی، مولانا محمد امیر خانیوال، مولانا یار محمد ملتان، فقیر غلام حیدر شاہ، نور محمد، قاضی نور محمد، مولانا نذر شاہ،

آخری متوسلین میں سے حضرت مولانا سرفراز خان نور اللہ مرقدہ کو جو مرتبہ نصیب ہوا وہ شاید کسی کو نہ ہوسکا۔ آپ حضرتؒ کے اجل خلفاء سے تھے۔ آپ وقت کے امام اہل سنت تھے۔

وفات:

بالآخر رشد و ہدایت کا چراغ، علوم و معارف کا نور بکھیرنے والا، اپنے وقت کا محدث جلیل رجب ۱۳۶۳ھ میں اس دار فانی سے کنارہ اختیار کر گیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

☆☆ آتی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو☆☆

☆☆گلشن تیری یادوں کا مہکتا رہے گا۔☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی:

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ کا شمار ایسے علماء حق میں ہوتا ہے جنہوں نے پوری زندگی علوم دینیہ کی خدمت اور امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے صرف فرمائی، وہ نہ صرف مفسر عہد، مدبر عصر، عالم بے بدل، فاضل اجل، فقیہ دوراں اور محقق اعظم تھے بلکہ راہ سلوک وتصوف کے بے مثل امام تھے اور شیخ کامل تھے، عالموں کے عالم اور اصحاب ارشاد کے صدر نشین تھے اور حقیقت میں ہمارے عظیم اسلاف کی یادگار تھے ان کی زندگی ہم سب کے لئے مشعل راہ اور نمونہ ہدایت تھی۔

آپ ۲۰ اور ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء کی درمیانی شب میں قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ خاندانی اعتبار سے آپ عثمانی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا محمد یٰسین دیوبندی ایک جید عالم دین اور صاحب نسبت بزرگ تھے، حضرت مفتی اعظمؒ نے ایک دینی ماحول میں آنکھ کھولی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور بچپن ہی سے جلیل القدر علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔

پانچ سال کی عمر میں حافظ محمد عظیم صاحب کے پاس دارالعلوم دیوبند میں قرآن کریم کی تعلیم شروع کی۔ فارسی کی تمام مروجہ کتب اپنے والد محترم سے دارالعلوم میں پڑھیں حساب وفنون ریاضی کی تعلیم اپنے چچا مولانا منظور احمد صاحب سے حاصل کی، سولہ سال کی عمر میں دارالعلوم کے درجہ عربی میں داخل ہوئے، اور ۱۳۳۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

جن عظیم المرتبت علمائے امت سے حضرت مفتی اعظم نے شرف تلمذ حاصل کیا، ان میں امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ، استاذ العلماء مولانا رسول خان ہزارویؒ، اور فخر العلماء مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ جیسے اکابرین شامل ہیں جو اپنے اپنے شعبوں میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔

زمانہ طالب علمی میں حضرت مفتی اعظمؒ کا شمار نہایت ذہین اور محنتی طلباء میں ہوتا تھا اور امتحانات میں ہمیشہ امتیاز کے ساتھ کامیاب ہوتے تھے۔ اسی لئے اساتذہ آپ سے بے حد شفقت اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ ۱۳۳۵ھ میں فارغ التحصیل ہوئے تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ نے انہیں ابتدائی کتب کی تعلیم کے لئے استاذ مقرر فرمادیا پھر بہت جلد درجہ علیاء کے استاذ ہو گئے۔

اور تقریباً ہر علم وفن کی جماعتوں کو پڑھایا۔ ان کا درس ہمیشہ ہر جماعت میں مقبول رہا۔ مگر دورہ حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف اور عربی ادب کی مشہور کتاب مقامات حریری کا درس تو ایسا ہوتا تھا کہ مختلف ملکوں کے علماء اور اساتذہ بھی شریک ہونا سعادت سمجھتے تھے۔

دارالعلوم میں تدریس کا یہ سلسلہ ۱۳۶۲ھ تک جاری رہا۔ اس ۲۷ سال کے عرصہ میں انڈونیشیا، ملائشیا، سنگاپور، برما، برصغیر، افغانستان، بخارا، سمرقند وغیرہ کے تقریباً تیس ہزار طلباء نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے دوران مفتی اعظم ہند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی نے فتویٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے سلسلہ میں آپ سے کام لینا شروع کیا وہ سوالات کے جوابات خود لکھتے اور آپ سے لکھواتے اور اصلاح وتصدیق کے بعد یہ روانہ کر دیئے جاتے۔۱۳۲۴ھ میں وہ مستعفی ہو گئے۔ ارباب دار العلوم نے مختلف صورتوں سے دارالافتاء کا کام چلایا، مگر ۱۳۴۹ھ میں یہ کام مستقل آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کو اس عظیم کام کی اہمیت کا بہت احساس تھا کیونکہ دارالعلوم میں نہ صرف برصغیر کے کونے کونے سے استفسار موصول ہوتے تھے بلکہ دنیا بھر کے ملکوں سے مسلمان مختلف مشکل فقہی مسائل کے بارے میں آخری فیصلوں کے لئے دارالعلوم دیوبند سے رجوع کیا کرتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب اپنی جگہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ صدر مفتی کے منصب کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکیں گے۔ تاہم مولانا سید اصغیر حسین دیوبندیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی سرپرستی، امداد واعانت کے وعدے پر انہوں نے یہ عظیم منصب قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ صدر مفتی کے عظیم منصب کا حق پوری طرح ادا کرتے رہے اور قیام پاکستان تک اس عظیم منصب پر فائز رہے۔

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک وتصوف میں بھی بلند مقام پایا تھا ابتداء میں آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ سے ۱۹۲۰ء میں بیعت ہوئے پھر ان کی وفات کے بعد ۱۳۴۶ھ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے جنہوں نے آپ کی علمی اور روحانی صلاحیتوں کو دیکھ کر ۱۳۴۹ھ میں آپ کو اپنا خلیفہ اور مجاز بیعت قرار دے دیا۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خلفاء مجازین میں حضرت مفتی اعظمؒ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اور حضرت حکیم الامتؒ آپ پر خاص توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ تقریباً بیس سال تک حضرت حکیم الامت کی صحبت میں رہے اور ان کی زیر نگرانی کئی عظیم تالیفات اپنے قلم سے تصنیف فرمائیں۔ جیسے احکام القرآن اور حیلہ ناجزہ وغیرہ۔

بہر حال آپ پر حضرت حکیم الامت کو ایک خاص اعتماد تھا۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو آپ کی علمی وفقہی بصیرت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذاتی معاملات میں بھی ان سے مشورہ لیتے اور فتویٰ طلب فرماتے اور اس پر عمل فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد شفیعؒ کی عمر دراز کرے مجھے ان سے دو خوشیاں ہیں ایک تو یہ کہ ان کے ذریعے سے علم حاصل ہوتا رہتا ہے، اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے بعد بھی کام کرنے والے موجود ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ فرماتے ہیں:

''کہ حضرت مفتی اعظم ہمارے شیخ حضرت حکیم الامت کے علمی اور روحانی ترجمان اور صحیح جانشین تھے، ہمارے قدیم اسلاف کی یادگار تھے۔ فقہ وتفسیر میں امامت کا مرتبہ حاصل تھا۔ ایک مایہ ناز مصنف، ادیب اور شاعر تھے، ایک شیخ کامل تھے اور عارف کامل تھے۔ الغرض آپ کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی اور اکابرین امت کو آپ کی ذات پر مکمل اعتماد تھا، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الاسلام والمسلمین مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور مولانا اصغر حسین دیوبندیؒ جیسے مشاہیر بھی آپ کی رائے لیتے تھے اور آپ کو وقت کا محقق، مفسر، مدبر، اور فقیہ تسلیم کرتے تھے۔ درس وتدریس اور تبلیغ واصلاح کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی آپ کا محبوب مشغلہ رہا اور آپ کے قلمِ فیض رقم سے تین سو سے زائد تالیفات منصۂ شہود پر آئیں جن میں اسلام کا نظام اراضی، ختم نبوت کامل، اور سیرت خاتم الانبیاء، کشکول، جواہر الفقہ، مقام صحابہؓ، مجالس حکیم الامتؒ، احکام القرآن، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، عزیز الفتاویٰ اور تفسیر معارف القرآن، علمی دنیا کا شاہکار ہیں۔ تفسیر معارف القرآن آٹھ جلدوں میں مکمل ہوئی ہے اور اس دور کا زبردست کارنامہ ہے، جس کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی رائے ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اس تفسیر کو لکھ کر تمام علماء اور مفسرین پر احسان عظیم کیا ہے۔''

۱۳۷۰ھ میں نہایت بے سروسامانی کے عالم میں ایک مدرسہ کراچی میں قائم کیا جو صرف چند ماہ کے بعد ایک مرکزی دار العلوم کی شکل اختیار کر گیا۔ جس میں دو ہزار سے زائد طلباء تحصیل علم میں مصروف ہیں اور ملک بھر میں جس کی شاخیں موجود ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہرحال حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ ساری زندگی خدمت اسلام اور خدمت مسلمین میں مصروف رہے اور آخری دم تک درس وتدریس، فقہ وافتاء اور تبلیغ وارشاد میں مصروف رہے۔ اتنے بڑے عالم اور مفتی اعظم ہونے کے باوجود منکسر المزاج تھے بڑے خوش اخلاق خندہ جبیں اور لطیف الروح تھے، نہایت سادہ دل اور صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ تحریر وتقریر میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ حافظہ بڑا غضب کا تھا، اور عربی ادب کے شاعر تھے اور پاکستان میں تمام علماء دیوبند کے امام تھے اور سرپرست اعلیٰ تھے۔

۹ اور ۱۰ شوال المکرّم ۱۳۹۶ھ مطابق ۵-۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی درمیانی شب کو آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی اور حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، بڑے بڑے علماء کرام نے آپ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

دینی اور حکومتی اداروں میں تعزیتی قراردادیں منظور کی گئیں۔ تعزیتی جلسے منعقد کئے گئے اور اس معمار پاکستان دینی، روحانی پیشوا کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ ممتاز عالم دین حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے تعزیتی بیان میں فرمایا کہ: ''آپ سے دار العلوم دیوبند کی پوری تاریخ وابستہ تھی اور ہمارے اسلاف کی آپ آخری یادگار تھے''۔

مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا: ''اب ایسا جید عالم دین اور فقیہ دین مشکل ہی پیدا ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے۔ (آمین) علامہ اقبال نے ایسی ہی عظیم شخصیت کے لئے فرمایا تھا کہ:

☆ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے☆
☆ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا☆

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ:

سیدی ومرشدی واستاذی حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی بن حضرت مولانا محمد مسلم صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ کو بستی ''بہلی'' شجاعباد میں ہوئی۔ آپ ۱۳۳۳ھ میں دارالعلوم میں دورہ حدیث کے لئے داخل ہوئے۔ ترمذی شریف کے ابتدائی اسباق حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب (اسیر مالٹا) سے پڑھے، پھر دورہ حدیث ان حضرات سے پڑھا، حضرت اقدس مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، حضرت اقدس مولانا سید اصغر حسین صاحب اور حضرت اقدس مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب۔ ۱۳۳۴ھ میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا محمد امیر صاحب دامانی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جو کہ حضرت اقدس مولانا خواجہ سراج الدین صاحب موسیٰ زئی شریف والوں سے مجاز تھے جن کا سلسلہ حضرت شاہ غلام علی صاحب کے توسط سے حضرت اقدس مجدد صاحب تک پہنچتا ہے۔

آپ کے حضرت مرشد صاحب نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تو حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ حضرت بہلوی نے اپنے باطنی اضطراب کو دور کرنے کے لئے اپنے حضرت مرشد کے پیر بھائی حضرت مولانا فضل علی شاہ صاحب مسکین پوری کے پاس آمد و رفت شروع کر دی اور ان سے مجاز بیعت بھی ہو گئے، پھر جب کہ آپ کے مرشد حضرت اقدس مولانا محمد امیر صاحب دامانی کو رہائی ملی تو آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بہت شفقت فرمائی اور جملہ سلاسل میں اجازت بخشی، تیسری ملاقات میں فرمایا ''اگر کوئی عقدہ، تصوف میں آجائے تو حضرت مولانا حسین علی صاحب جو متفق علیہ اولیاء میں ہیں، عقدہ کشائی کے لئے جانا''۔

مشیت الٰہی کہ آپ جب واپس آئے تو تھوڑا عرصہ بعد آپ کے مرشد پاک کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد آپ اپنے حضرت مرشد مولانا محمد امیر صاحب کے پیر بھائی حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ترجمہ قرآن پاک بھی پڑھا، انہوں نے بہت توجہ فرمائی اور آپ کو جملہ سلاسل میں اجازت بخشی۔ اگلے سال شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ سے تفسیر پڑھی اور ان کی معیت میں حضرت اقدس امروٹیؒ کی خدمت میں حاضری دی تو پھر تو آپ دونوں بزرگوں کے منظور نظر بن گئے۔ آپ نے اپنے حالات میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ: ''اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیض صحبت چشت اہل بہشت کی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ تھانہ بھون سے بیس، پچیس سال تک آمد ورفت، خطوط نویسی وعرض پردازی سے ہے''۔انتھیٰ۔

اسی لئے آپ کی زندگی پر اس تعلق کے گہرے نقوش تھے، اس طرح آپ کی ذات اطہر میں سلاسل مجددیہ اور سلاسل امدادیہ کے فیضان کی عجیب شان جامعیت پیدا ہوگئی تھی۔

حضرت بہلویؒ ایک متبحر عالم ربانی، جلیل القدر محدث اور عظیم المرتبت مفسر تھے۔آپ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، ارشاد وتبلیغ میں گذاری، سینکڑوں علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی، ہزاروں علماء کرام آپ کے درس تفسیر سے مستفید ہوئے۔اس مقصد کے لئے آپ نے شجاع آباد (ضلع ملتان) میں مدرسہ اشرف العلوم کی بنیاد رکھی جو ماشاءاللہ جاری وساری ہے۔ وقت کے تمام حضرات اکابر آپ کو محبت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔راقم الحروف (مولانا محمد عابد صاحب دامت برکاتھم مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) اپنے پانچ سالہ مدینہ منورہ قیام کے دوران جب حضرت بہلویؒ کے وصال کے بعد یتیم ہوا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا سے تعلق قائم کیا تو آپ نے حضرت بہلویؒ کی نسبت سے بھی بہت شفقت فرمائی اور اپنا قرب بخشا۔

حضرت بہلویؒ تصوف وطریقت کے امام تھے، ہزاروں سالکان طریقت آپ کے فیض صحبت سے فیض یاب ہوئے، عرب وعجم میں آپ کے تقریباً ۳۰ خلفاء کرام ہیں، جن میں صاحبزادگان حضرت اقدس مولانا عبدالحیؒ اور حضرت مولانا عزیز احمدؒ بھی ہیں۔آپ کے شاگردوں اور مریدوں کے ذریعے آپ کا علمی وروحانی فیض الحمدللہ پورے عالم میں پھیل رہا ہے۔

آپ اپنے متعلقین کو دور حاضر کے اھل بدعت کے غلو اور افراط وتفریط اور اہل اعتزال کی تفریط دونوں سے بچنے اور اپنے اکابر علماء دیوبند کے مسلک اعتدال پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے تھے، تصوف وطریقت اور سیرت طیبہ میں اور اہل بدعت کے رد میں آپ نے تقریباً چالیس رسائل تصنیف فرمائے۔فن حدیث میں ایک نہایت مفید کتاب ''**مستدلات الفقه الحنفيه**''تالیف فرمائی۔قرآن کریم کی مکمل تفسیر لکھی، آپ نے دس بار حرمین شریفین کے سفر کی سعادت حاصل کی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بائیس محرم الحرام ۱۳۹۸ھ کو وصال ہوا، قبر مبارک مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد میں ہے۔ رحمة الله عليه رحمة واسعةً.

از.....حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ العالی، خلیفہ مجاز حضرت بہلویؒ و مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان (پاکستان)

مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ

نام ونسب:

حافظ القرآن اور شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (ہند) حضرت علامہ مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دادا شیخ کامل محمد اسمٰعیل کاندھلویؒ تھے۔ آپ کی پیدائش کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں ۱۳۱۵ھ میں ۱۰ رمضان المبارک (بمطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۸ء) جمعرات کی شب کو گیارہ بجے ہوئی۔ آپ کی تربیت اور نشونما مکمل نگہداشت میں ہوئی اور آپ کے والد نے اس امر کا پورا اہتمام کیا کہ آپ میں اخلاق فاضلہ مثلاً نفس کشی، علم ومطالعہ کے لئے یکسوئی اور بلند ہمتی پیدا ہو، برے ہمعصروں سے دور رہیں، طعام و لباس میں میانہ روی ہو اور جس طرح بزرگ ایسے کم سنوں کی تربیت میں باریک باریک باتوں کا لحاظ رکھتے ہیں جن سے مستقبل میں عظیم بننا ہوتا ہے، اسی طرح آپ کے والد نے کیا۔

اس وجہ سے آپ کی نشونما علم میں انہماک، مطالعہ اور تصنیف میں استغراق، شب بیداری اور نفس کو مارنے، لوگوں سے علیحدہ رہنے، علم پر حرص، زر و مال کی بے وقعتی، اور ظاہری چیزوں اور لذتوں سے بے رغبتی میں ہوئی۔

تعلیم:

حضرت شیخ نے حروف تہجی کی پہچان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلقین میں سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن مظفر نگری سے کرائی۔ قرآن مجید اپنے والد صاحب سے حفظ کیا جو آپ کو یہ حکم دیتے تھے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اپنے سبق کو ایک سو مرتبہ پڑھ لو (خواہ پختہ ہی ہو) اردو کی بعض کتابیں مثلاً بہشتی زیور، اور فارسی کی کتابیں اپنے چچا حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ (بانی تحریک تبلیغ) سے پڑھیں۔ صرف کی کتابیں اپنے والد گرامی سے پڑھیں، ۱۳۲۸ھ تک گنگوہ میں قیام رہا۔

پھر سہارنپور آ گئے اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی کی اربعین، شرح جامی، انتیسویں اور تیسویں پاروں کا ترجمہ، شرح تہذیب تک منطق، رجب ۱۳۲۸ھ اور شعبان ۱۳۲۹ھ کے دوران پڑھیں۔ اس سے اگلے سال قطبی، میر قطبی، الفیہ ابن مالک، مقامات اور حساب کی کتابیں پڑھیں۔ اس سے اگلے سال میں مختصر المعانی، نور الانوار، سلم العلوم، میبذی، دیوان متنبّی، سبع معلقات، قدوری، کنز الدقائق (اکٹھی) پڑھیں اس سے اگلے برس مشکوٰۃ، ہدایہ اولین، اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار اپنے والد سے پڑھیں۔

نیز دیوان متنبّی، حماسہ، شرح نخبۃ الفکر بھی پڑھیں۔ ۱۳۳۳ھ سلم کی شرح ملا حسن اور حمد اللہ اور زواید ثلاثہ، شمس بازغہ، اقلیدس، موطا امام محمد اور دوسری مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری سے شرح معانی الآثار پڑھیں۔ ۱۳۳۴ھ میں اپنے والد سے سنن ترمذی، صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، اور نسائی پڑھیں۔ اور ۱۳۳۵ھ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور سنن ابوداؤد اپنے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ سے پڑھیں۔

تدریس:

آپ سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم میں محرم ۱۳۳۵ھ میں مدرس مقرر کئے گئے۔ اور ۱۳۴۱ھ میں آپ کو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے حکم اور اصرار پر بخاری شریف کے تین اجزاء کی تدریس سونپی گئی۔ ۱۳۴۴ھ تک آپ مشکوٰۃ پڑھاتے رہے۔

پھر آپ حجاز تشریف لے گئے اور وہاں ایک سال قیام رہا۔ حجاز سے واپسی پر ابوداؤد شریف صحیح بخاری کی نصف اول، اور دیگر کتب حدیث کی تدریس آپ کے سپرد ہوئی۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا عبد اللطیف صاحبؒ کی وفات کے بعد مکمل صحیح بخاری کی تدریس آپ کے ذمہ ہوئی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسفار:

حضرت شیخ نے حج کے لئے سات اسفار کیئے جن میں سے تین حج حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی معیت میں کئے، حجاز کی طرف پہلا سفر شعبان ۱۳۳۸ھ میں کیا اور محرم ۱۳۳۹ھ میں واپسی ہوئی، دوسرا سفر شوال ۱۳۴۴ھ میں ہوا اور حج کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لے گئے جہاں ذی قعدہ کے آخر تک رہے، ۱۳۴۶ھ میں تیسرا حج کیا، ۱۳۸۶ھ میں چوتھا، پانچواں ۱۳۸۹ھ میں اور چھٹا سفر حجاز ۱۳۹۰ھ میں ہوا۔ ۱۳۹۳ھ میں آخری سفر حجاز کیا اور اس کے بعد سے مدینہ طیبہ میں مستقل قیام کیا۔

ہجرت کے بعد کئی بار پاک و ہند کے لئے اور انگلستان اور جنوبی افریقہ کے لئے دعوتی، تربیتی اور تبلیغی اسفار کئے، جن میں ہزاروں لوگوں کو توبہ اور بیعت کی توفیق ہوئی لاکھوں مسلمانوں کو دین کی طرف رغبت ہوئی۔

تالیف:

(۱) سنن ابوداؤد کی شرح ''بذل المجهود'' کی تالیف جس سے شعبان میں فراغت ہوئی اس میں توجہ تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی تھی اور جمع وتحریر شیخ الحدیث کی تھی۔

(۲) شرح موطا امام مالک۔ چھ بڑی جلدوں میں اس کتاب کے حسن تالیف، نقل مذاہب میں صحت ودقت اور دلائل کی وسعت کے علماء اور اہل فن قائل ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت شیخ نے اور بہت سی کتابیں لکھیں جو مسلمانوں کے لئے نافع ہیں اور ان کو عظیم قبولیت حاصل ہوئی۔ ہندوستان کی زبانوں کے علاوہ انگریزی اور جاپانی زبان میں ان کا ترجمہ ہوا، ان میں سے ایک خصائص نبوی ﷺ ہے جو شمائل ترمذی کا ترجمہ اور شرح ہے اور انہیں میں سے فضائل کی کتابیں جن کے نام یہ ہیں:

فضائل قرآن، فضائل رمضان، فضائل تبلیغ، فضائل نماز، فضائل ذکر، فضائل حج، فضائل صدقات، فضائل درود شریف، ان کے علاوہ حکایات صحابہؓ، اور لامع الدراری اور دیگر متعدد چھوٹے بڑے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رسائل مختلف دینی اور علمی موضوعات آپ کے قلم سے ضبط تحریر میں آئے۔

بیعت وخلافت:

جلیل القدر شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے مدینہ منورہ سے واپسی پر آپ کو ۱۳۴۵ھ میں مشہور سلاسل اربعہ میں خلافت عطا فرمائی، اپنے سر سے عمامہ اتارا اور مولانا سید احمد مہاجر مدنیؒ کو حکم دیا کہ وہ حضرت شیخ کے سر پر باندھ دیں، شیخ تو یہ چاہتے تھے کہ اجازت مخفی رہے، لیکن حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ نے اس کا لوگوں میں اعلان کر دیا اور ان سے بیعت کی ترغیب دی شیخ اس سے احتراز کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے عظیم چچا مولانا محمد الیاسؒ نے (بیعت سے آپ کی مناسبت کو سمجھتے ہوئے) آپ کو بیعت کا حکم دیا۔

آپ کے خاندان کی چند عورتوں نے بیعت کی اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ ہندوستان، پاکستان کے ہزاروں مردوں عورتوں کے علاوہ انگلستان اور جنوبی افریقہ کے بے شمار افراد تائب ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ کے خلفائے کرام کی کثیر تعداد پاک و ہند، حجاز اور انگلستان میں آپ کے سلسلہ فیوض کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے دو جلدوں میں آپ کے خلفائے کرام کے تفصیلی حالات تحریر فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے آپ پر احسانات:

☆ آپ کو حدیث شریف کی ہر طرح سے یعنی پڑھنے پڑھانے اور تصنیف و تالیف کے ذریعے خدمت کی توفیق عطا فرمائی، حدیث شریف کی محبت اور اس کے ساتھ اشتغال آپ کے رگ و ریشہ میں رچ گیا، یہاں تک کہ شیخ الحدیث کا لقب آپ کے نام سے زیادہ مشہور اور رائج ہو گیا۔

☆ آپ کے شیخ کو آپ کے ساتھ بے انتہاء محبت تھی اور آپ کے حسن صحبت، وفاداری اور ان کی مرضیات میں خود کو فنا دینے کے باعث اپنے شیخ کا اعتماد، رضامندی اور ان کی نیک دعائیں آپ کو حاصل ہوئیں۔ اسی طرح تمام معاصر شیوخ مثلاً اپنے چچا محمد الیاس دہلویؒ، مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ وغیرہ ان سے محبت کرتے رہے اور ان کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترجیح دیتے رہے۔

☆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو تنخواہ، وظیفہ اور کمائی کے دھندوں سے غنا عطا فرمایا اور اپنے اوپر توکل اور بلند ہمتی عطا فرمائی۔ لہذا آپ محض ثواب کی نیت سے پڑھاتے رہے، نہ کوئی وظیفہ لیتے اور نہ تنخواہ کا مطالبہ کرتے۔

☆ اپنے اسلاف کی اتباع اور ان کی مدافعت میں شدت عطا فرمائی ان کے طریقے کے ساتھ تمسک اور بدعات سے تنفر تھا۔

☆ عبادت اور رمضان کی راتوں میں شب بیداری اور روزانہ ایک قرآن کی تلاوت، لوگوں کی غمگساری، مہماں نوازی اور مصائب پر ان کی مدد کرنا اور ان کا بوجھ اٹھانا اور ادائیگی وحقوق کی توفیق بارگاہ الٰہی سے حضرت شیخ الحدیث کو ملی۔

دینی حمیت اور مسلک صحیح کی حفاظت کا اہتمام:

اللہ تعالیٰ نے کچھ تو فطری طور پر اور کچھ خاندانی اثرات سے حضرت شیخ کی طبیعت میں دین کی محبت اور اپنے اسلاف اور علمائے حق کے (جو مجددی اور ولی اللہی سلسلہ سے مستقل و مسلسل طور پر وابستہ رہے) مسلک سے وابستگی اور اس کے بارے میں غیرت وذکاوت حس شروع سے ودیعت فرمائی تھی، جب بھی ہندوستان میں دین کی بقاء وجود اور مسلمانوں کی جداگانہ ملی، اسلامی شخصیت کے لئے کوئی خطرہ پیش آیا تو ان کی طبیعت بے چین اور ان کے دل دردمند ہوا۔ اور انہوں نے اس خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے خود سعی کی اور اہل ثروت کو متوجہ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضرت شیخ الحدیث اس مسلک توحید واتباع سنت، رد بدعات کے شدت سے حامی ومحافظ تھے جو ان کو وراثتاً وتعلیماً وتربیتاً اپنے اسلاف واساتذہ ومشائخ سے ملا تھا، ہندوستان کی آزادی وتقسیم ملک کے بعد کچھ سیاسی وانتظامی مصالح کی بنا پر بعض ایسے علماء کی طرف سے جو ہندوستان کے حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے ایک جگہ مجتمع ہونے، اور اس ملک میں رہنے کے فیصلہ کو ہر مسئلہ پر مقدم رکھتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مصلحتاً بعض ایسے اجتماعات کی نہ صرف اجازت دی گئی، بلکہ ان میں وہ خود بھی شریک ہوئے، اس سلسلہ میں بعض حضرات نے بزرگان دین کے ان عرسوں کو دوبارہ قائم کرنے کو مفید سمجھا جن میں مسلمان بڑی تعداد میں شریک ہوتے تھے، اور ایک دوسرے سے ملتے تھے، تقسیم کے بعد وہ بند ہوگئے تھے، یا بہت پھیکے پڑ گئے تھے، شیخ کو جب اس طرح کی اطلاعات ملیں تو ان کے دل کو بڑی چوٹ لگی، اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

''اللہ کی شان انقلابات زمانہ، اور اپنے اعمال بد کے ثمرات، دیوبندی جماعت جو عرسوں کو بند کرنے کی ہمیشہ ساعی رہی، اب وہ ان عرسوں کو فروغ دینے والے بن گئے، جس شخص کے بڑے، حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے عرس کے زمانہ میں بستی بھی چھوڑ دیا کرتے تھے ان کا یہ ناخلف یہ سوچتا ہے کہ اس موقع پر جایا جائے، تاکہ پاکستان سے آنے والے احباب سے جن کو عرس کے عنوان سے اجازت مل جاتی ہے ملاقات ہو جائے۔''

اسی طرح ایک مرتبہ شیخ نے ایک قابل احترام دیوبندی عالم اور بزرگ کے متعلق سنا کہ ۱۲ ربیع الاول کے ایک میلادی جلسہ میں شرکت فرمانے والے ہیں، شیخ نے اس پر لکھا

''ابھی چند روز ہوئے اخبار میں ۱۲ ربیع الاول کے میلادی جلسہ میں .....کی شرکت کا وعدہ پڑھا، جب سے سوچ میں ہوں کہ جس چیز پر اکابر نے ایسے ایسے خم ٹھونکے وہ ایسی بن گئی کہ اخبار جمعیت تو گویا اس کے پروپیگنڈہ کے لئے وقف ہوگیا۔'' (مکتوب ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ)

وفات:

حضرت شیخ الحدیثؒ کی وفات ۲۵ مئی بمطابق ۲ شعبان ۱۴۰۲ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت سہارنپوری کی قبر شریف کے قریب مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ:

گذشتہ چند سال قبل ہی عالم اسلام کا یہ مایہ ناز سپوت گذرا ہے بندہ نے چونکہ ان کے حالات کو نقل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنے کا ذکر کر دیا تھا اگر چہ بعض حضرات کو ان کا ذکر اس کتاب میں نامناسب معلوم ہوگا، مگر بندہ برکت کی نیت سے ان کے حالات نقل کر رہا ہے۔ الحمد للہ بندہ کو اللہ جل شانہ نے جہاں اکابرین علمائے دیوبند سے بے پناہ عشق عطا فرمایا ہے وہیں برصغیر کے باہر کی دو شخصیات سے بھی انتہائی عشق عطا فرمایا ہے۔

ان دو شخصیات میں سے ایک شیخ زاہد بن حسن الکوثریؒ کی شخصیت (علامہ کوثریؒ کا ترجمہ مقالات کوثری کے شروع میں چھپا ہوا ہے مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی) دوسری شخصیت حضرت علامہ کوثریؒ کے مایہ ناز شاگرد شیخ ابوغدہؒ کی ہے۔ بندہ نے شیخ کے حالات جانچنے کے لئے کتب کی ورق گردانی شروع کی تو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانیؒ مدظلہ کا ایک مضمون حضرت شیخ کے حالات پر نظر سے گذرا بندہ اسی مضمون کو نقل کرنا کافی سمجھتا ہے۔ البتہ بعض جگہ بعض باتوں کا اضافہ جو کیا ہے وہ حاشیہ کی صورت میں نقل کر دیا جائے گا۔

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ مورخہ ۹ شوال ۱۴۱۷ھ کو یہ المناک خبر دل تڑپا گئی کہ عالم اسلام کے مایہ ناز محدث اور اسلامی علوم کے بے مثال شناور حضرت علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**. موصوف شام کے مشہور شہر حلب کے باشندے تھے اور عرصہ دراز سے ریاض میں مقیم تھے۔

عرب دنیا میں وہ اپنے وسیع و عمیق علم، اتباع سنت اور ورع و تقویٰ میں نمایاں امتیاز رکھتے تھے، اور برصغیر پاک و ہند کے تقریباً تمام حلقوں میں انتہائی مقبول اور ہر دلعزیز شخصیت کے حامل تھے۔

میں نے ان کا نام پہلی مرتبہ اس وقت سنا جب ۱۹۵۶ھ میں میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ موتمر عالم اسلامی کے ایک اجلاس میں شرکت کے لئے شام، اردن، لبنان اور فلسطین کے دورے پر تشریف لے گئے، دمشق سے حضرت والد صاحب کا جو خط آیا، اس میں شام کے علماء سے ملاقاتوں کا تذکرہ تھا، اور ان علماء میں حضرت والد صاحب نے حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذکر بڑی خصوصیت سے کیا تھا۔ سفر سے واپسی کے بعد بھی حضرت والد صاحب ان کا ذکر بڑی ہی محبت سے فرماتے۔

اور یہ بات اہمیت کے ساتھ بیان کرتے کہ عرب کے علماء میں علم وتحقیق کے شناور تو اب بھی بہت ہیں، لیکن ایسے علماء جن میں علم کی گہرائی کے ساتھ ساتھ اتباع سنت کا اہتمام ہو، اور ان کی گفتار و کردار میں سلف صالحین کا رنگ جھلکتا ہو، اب بہت کم رہ گئے ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ انہی مغتنم شخصیات میں سے ہیں۔

حضرت والد صاحبؒ کی زبانی ان کا یہ تذکرہ سن کر بیساختہ ان کی زیارت کو دل چاہنے لگا، لیکن بظاہر کوئی صورت اس لئے ممکن نہ تھی کہ وہ شام میں تھے، اور ہمارے لئے اس وقت سفر شام کا تصور بھی ناممکن تھا۔

لیکن مدت دراز کے بعد اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ۱۳۸۲ھ میں اچانک یہ خبر ملی کہ وہ پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حضرت شیخ نے پاکستان اور ہندوستان کے کتب خانوں میں مخطوطات کی تلاش وتحقیق اور یہاں کے علمی حلقوں سے تعلق قائم کرنے کے لئے یہ سفر اختیار فرمایا تھا۔

حضرت کراچی تشریف لائے، اور کئی دن یہاں قیام فرمایا اسی دوران وہ دار العلوم میں تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں دار العلوم کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ میں اس وقت عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھاتا تھا، حضرت والد صاحب نے احقر کو مامور فرمایا کہ ان کے خیر مقدم کے لئے عربی میں تقریر کروں، احقر نے تعمیل حکم میں تقریر کی، اور اس میں مہمان معظم کا خیر مقدم کرنے کے علاوہ پاک وہند میں دینی مدارس کی تاریخ، دار العلوم دیوبند کے قیام اور علمائے دیوبند کی خدمات کا مختصراً ذکر کیا۔

حضرت شیخ نے احقر کی اس طالبعلمانہ تقریر کی بڑی ہمت افزائی فرمائی۔ جلسہ کے اختتام پر دار العلوم کے معائنہ رجسٹر میں جو تاثرات تحریر فرمائے، اس میں یہاں تک لکھ دیا کہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"لقد کان من فصاحة الاخ الجبیب فی اللہ الشیخ محمد تقی نجل مولانا محمد شفیع ما کسف تقصیر العرب فی لغتھم."

ظاہر ہے کہ کلمات محض احقر کی ہمت افزائی کے لئے لکھے گئے تھے، لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چھوٹوں پر ان کی شفقت اور ان کی حوصلہ افزائی کا کیا مقام تھا؟ پھر جب دار العلوم سے رخصت ہونے لگے تو اس ناکارہ پر اپنی شفقت ومحبت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ "لو کنت تفاحة لاکلتک" اگر تم ایک سیب ہوتے تو میں تمہیں کھالیتا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے "تفاحة الھند و باکستان" پاکستان وہند کا سیب کے لقب سے یاد کرنا شروع کردیا۔ اور اپنی بعض تصانیف میں احقر کا تذکرہ اسی لقب سے کیا۔ اسی سفر میں احقر نے حضرت شیخ سے اجازت حدیث بھی حاصل کی جو انہوں نے بڑی شفقت سے عطا فرمائی۔

ف:

حضرت اقدس شیخ ابوغدہؒ سے اجازت حدیث ملنے پر مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فخر کرتے نظر آتے ہیں اسی طرح ایک مضمون میں حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ نے بھی اس بات کو تحدیث بالنعمت کے طور پر ذکر کیا تھا کہ الحمدللہ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ بندہ کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ سے اجازت حدیث حاصل ہے۔

بندہ یہاں یہ بات ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے کہ ایک طرف مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مولانا زاہد الراشدی جیسے حضرات شیخ سے سند حدیث ملنے پر شاداں وفرحاں نظر آرہے ہیں تو دوسری طرف شیخ عبدالفتاح ابوغدہ امام المتکلمین رئیس المحدثین، مناظر اعظم، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ سے سند حدیث طلب کرتے نظر آرہے ہیں۔ شیخ نے حضرت اوکاڑویؒ سے کئی مرتبہ سند حدیث کے لئے رابطہ کیا۔ شیخ حضرت اوکاڑویؒ کی تحریرات سے بہت زیادہ متاثر تھے۔

یہ اسی کا اثر تھا کہ حضرت اوکاڑویؒ کو انہوں نے اپنا استاد بنانے میں سعادت سمجھی۔ بندہ نے شیخ کے سلسلہ کے ایک دو خطوط محفوظ بھی کئے تھے مگر ایسے گم ہوئے کہ پھر نہ ملے، البتہ ایک خط جو کہ الخیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے خصوصی نمبر میں شائع ہو چکا ہے اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم فاضل جلیل شیخ علامہ، مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی حفظہ اللہ و نفع بہ.

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:

سلام کے بعد میں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں، امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح خیریت وعافیت سے ہوں گے۔ مجھے بھائی مولانا عبدالمالک صاحب نے جناب کے فضائل وحالات کے بارے میں بتایا مجھے آپ کے حالات جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ اوراس پر بھی بہت مسرّت ہوئی کہ اس سے پہلے میری آپ سے ملاقات ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وفضل نیز نافع اور خیر کے کاموں میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ مجھے آپ سے امید ہے کہ آپ بھی مجھے بابرکت اوقات اور خاص لمحات میں اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں گے، چونکہ دعا تو ایک ایسی دولت ہے جس میں دوسروں کو شریک کیا جاتا ہے۔ دعا کرنے پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔

اس دین کی خاطر محبت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم اور اہل علم کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ.

آپ کا بھائی، دعاؤں کا طلبگار

عبدالفتاح ابوغدّہ

الریاض ۲۹/۴/۱۴۱۵ھ

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن خطوط میں اجازت حدیث طلب کی تھی وہ خط بعد میں لکھے گئے ہوں گے۔ شیخ عبدالفتاحؒ جیسے مایہ ناز محدث کا حضرت اوکاڑویؒ سے اجازت حدیث طلب کرنا شیخ اوکاڑوی کے مرتبہ کی بہت وزنی دلیل ہے۔ فللہ الحمد علیٰ ذلک.

یہ پاکستان میں ان کی پہلی تشریف آوری تھی، اس کے بعد شام میں جو سیاسی انقلاب آیا، اس نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علمی اور دینی حلقوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا، سینکڑوں مخلص علماء کرام کو تہ تیغ کیا گیا، سینکڑوں کو قید کر کے انہیں بدترین ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، اور سینکڑوں علماء وطن چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ حضرت شیخ اگرچہ علمی ذوق کے بزرگ تھے، اور اقتدار طلبی کی سیاست سے کوسوں دور، لیکن حکومت کے ظلم وستم نے انہیں بھی نہ بخشا، وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور بالآخر ریاض میں آ کر مقیم ہو گئے۔

جہاں عرصہ دراز تک وہ جامعہ الامام محمد بن سعود کے کلیۃ اصول الدین میں تدریسی اور تحقیقی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران وہ بارہا پاکستان آئے، وہ حضرت والد صاحب کو اپنا استاذ کہتے تھے، اور ان سے اجازت حدیث بھی حاصل کی تھی۔ اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ کے ساتھ بھی ان کا یہی معاملہ تھا۔ چنانچہ کبھی انہوں نے ہمارے ہاں قیام کیا کبھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ کے یہاں مقیم رہے۔ اور قیام کے دوران ان کے علمی افادات کا سلسلہ مستقل جاری رہا۔

حضرت والد صاحبؒ کی وفات کے بعد تشریف لائے تو والد صاحب کو یاد کر کے دیر تک اشکبار رہے اور اس کے بعد ہم پر ان کی شفقتوں کا سایہ اور گہرا ہو گیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ تقریباً دو ماہ تک ہمارے یہاں دارالعلوم میں مقیم رہے، اور اپنی متعدد تصانیف کی تکمیل فرمائی۔ دارالعلوم کے تقریباً تمام طلبہ اور اساتذہ سے بے تکلف تھے، اور تواضع میں اپنی مثال آپ تھے۔

اگرچہ حضرت شیخ کا اوڑھنا بچھونا کتاب تھی، اور وہ صبح وشام کتابوں ہی میں غرق رہتے تھے، اسی بنا پر وہ طبعاً گوشہ نشین عالم تھے، لیکن حوادث روزگار نے انہیں ملی مقاصد کے لئے سیاست میں حصہ لینے پر بھی مجبور کیا، غالباً ۱۹۶۲ء میں انہیں شام کی پارلیمنٹ کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔ ان علاقوں میں "الاخوان المسلمون" احیاء دین کی جدوجہد کرنے والی واحد طاقتور جماعت تھی، حضرت شیخ اس سے بھی متعلق رہے۔

اور شام میں اسلامی احکام کی پامالی کے خلاف جدوجہد کے جرم میں ۱۹۶۶ء میں تدمر کے صحرائی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قید خانہ میں گیارہ ماہ گذارنے پر بھی مجبور ہوئے۔ شام سے ہجرت کے بعد اگر چہ ریاض میں مقیم ہو گئے تھے، لیکن عرب دنیا میں بالعموم اور شام میں بالخصوص دین کے علمبرداروں کو سرکاری ظلم وستم سے بچانے کے لئے ان کی کوششیں مسلسل جاری رہیں۔ اور ۱۹۸۶ء میں انہیں ''اخوان'' کا مراقب عام بھی بننا پڑا لیکن پھر یہ ذمہ داری ڈاکٹر حسن الہویدی کے سپرد کر کے اپنے خاص علمی مشغلے کی طرف واپس آ گئے۔

سعودی عرب میں ان کے قیام کے دوران وہاں بھی بار ہا احقر کو ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ میں ان کی دعوت پر ریاض بھی گیا۔ اور ان سے خط وکتابت اور علمی معاملات میں استفادے کا سلسلہ تو بفضلہٖ تعالیٰ ہر دور میں جاری رہا۔

احقر نے ''تکملہ فتح الملہم'' کی تالیف کا آغاز کیا تو حضرت شیخ اسی زمانے میں دار العلوم تشریف لائے، اس کام پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور حوصلہ افزائی کے لئے کتاب پر تقریظی کلمات بھی تحریر فرمائے۔

حضرت شیخ علامہ محمد زاہد الکوثریؒ کے خاص شاگرد تھے۔ علامہ کوثریؒ کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تبحر علمی سے فقہ حنفی اور مسلک اشاعرہ کا ڈٹ کر دفاع کیا۔ اور جن حضرات نے فروعی اختلافات کی بنیاد پر علمائے احناف اور اشاعرہ کو طعن وتشنیع بلکہ سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے ان کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے۔

دوسرے ہر عالم کی طرح علامہ کوثریؒ کی بعض باتوں یا ان کے اسلوب بیان سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے لیکن اس میں شبہ نہیں ہے کہ انہوں نے ان مظلوم اہل علم کے دفاع کا فرض کفایہ ادا کیا ہے، جن پر کسی معقول وجہ کے بغیر تضلیل اور طعن وتشنیع کی بارش کی گئی ہے۔

حضرت شیخ عبد الفتاح ابوغدہؒ نے اس معاملے میں بھی اپنے استاذ علامہ کوثریؒ کی وراثت کا حق ادا کیا ہے۔ لیکن اس فرق کے ساتھ کہ حضرت شیخ کے قلم میں مخالف نقطہ نظر رکھنے والے علماء سلف کے خلاف جارحیت یا سوء ادب کا شائبہ بھی نہیں آنے پایا۔ ان معاملات میں انہوں نے اپنی بحث کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خالص علمی حدود میں محدود رکھا اور ہمیشہ علمی دائرے میں رہتے ہوئے داد تحقیق دی اسے ذاتیات تک پہنچنے نہیں دیا۔

علامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ شمس الدین ذہبیؒ سے ان معاملات میں ان کا اختلاف اظہر من الشّمس ہے، لیکن ان بزرگوں کے بارے میں کوئی ثقیل کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکلتا ہوا میں نے نہیں دیکھا۔ بلکہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ حافظ شمس الدین ذہبی کے علمی مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ وہ رو پڑے۔

ف:

شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ کی ان حضرات سے عقیدت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ سبکیؒ نے قاعدۃ فی الجرح والتعدیل'' میں علامہ ذہبی کے بارے میں جب یہ لکھا فھو مطبوع علی قلبه اس پر شیخ تعلیق میں لکھتے ہیں:

لقد اسرف الشیخ تاج الدین فی حق شیخه الامام شمس الدین الذهبی لقباً و معناً و بالغ حتی افرط ومال حتی سفط ووقع فی الشطط والغلط، وکیف ساغ له التعبیر بهذه الکلمة الکبیرة؟ و انها لکبیرة! واذا کان الامام شمس الدین الذهبی (مطبوعاً علی قلبه) وحاشه من ذلک، فمن الذی أعاذ الله من (الطبع علی قلبه) نسأل الله العدل فی الرضاء و الغضب، والعافیة من الافراط والتفریط، قال الحافظ السخاوی فی "الاعلان بالتوبیخ" ص ٨٦ تعقیباً علی کلام المؤلف هذا، فی حق شیخه الشمس الذهبی رحمه الله تعالیٰ "بالغ السبکی فی کلامه! مع ان الذهبی عمدته فی جل التراجم، وکونه هو، ای السبکی. قد زاد فی التعصب علی الحنابلة، کما اسلفته فشارکه فیما زعمه من التعصب و دعوی الغیبة. مع انی لا أنزه الذهبی عن بعض ما نسب الیه، وقد نسب ای الذهبی ابن الجوزی الی انه فی کتابه فی "الضعفاء" یذکر من طعن فی الراوی، ولا یذکر من وثقه.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وعـنـدی تحسیناً للظن به، ای بابن الجوزی. ألم یقف علی التوثیق، والکمال لله تـعـالیٰ و یکفینا فی جلالة الذهبی شرب شیخنا الحافظ ابن حجر ماء زمزم لنیل مرتبة.

اوران کی موجودگی میں ایک مرتبہ علامہ ابن تیمیہؒ کا ذکر کسی نے ایسے الفاظ میں کر دیا جوان کے شایان شان نہیں تھا تو انہوں نے اس بات پر خفگی کا اظہار کیا۔

اس احتیاط کے باوجود بعض ناقد رشناس حلقوں نے ان کے خلاف ایک محاذ بنا کر انہیں صرف تنقید ہی نہیں ایسی طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جو بعض جگہ سب وشتم کی حدود میں داخل ہوگئی۔ انـا لله و انـا الیه راجعون.

اللہ کے دین کے خادموں کو ہر دور میں اس طرح کے حالات پیش آئے ہیں جوان کے لئے مزید ترقی درجات کا ذریعہ بنے۔ کاش کہ امت مسلمہ میں فروعی اختلافات کو اختلاف کی حدود میں رکھنے کا مذاق پیدا ہو جائے تو ہماری صفوں میں پڑے ہوئے کتنے شگاف بھر جائیں۔

اس سلسلے میں ہمارے والد ماجد (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) کا سوچا سمجھا طریق کار یہ تھا کہ فروعی اختلافات کو عوامی سطح پر اچھالنے کی بجائے انہیں خالص علمی اور تحقیقی حلقوں تک محدود رکھا جائے، اور جب تک کسی شخص کا نظریہ کھلی گمراہی یا کفر تک نہ پہنچتا ہو، اس کے ساتھ فروعی اختلاف کو محاذ جنگ بنانے سے روکا جائے۔

ف:

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ کا یہ فرمانا بجا ہے کہ فروعی مسائل جو کہ علمی سطح کے ہوں انہیں عوامی سطح پر نہیں اچھالنا چاہئے۔ مگر اس کی یہ تشریح کہ موجودہ زمانے میں جو فتنے ابھر رہے ہیں اور عوام الناس میں پھیل رہے ہیں تو عوام الناس کے عقائد کی حفاظت کے لئے ان عقائد اور مسائل کو عوام میں بیان بھی نہ کیا جائے۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ایک بیان ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ کے ضرب مومن کے ایک شمارے میں نظر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے گذرا کہ حضرت نے طلباء کونصائح فرماتے ہوئے فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ آج کل سیاست میں کام کرنے کو کام سمجھا جاتا ہے، حتیٰ کہ حیات النبی ﷺ اور ممات النبی ﷺ کے مسئلے کو بھی دین کا کام سمجھا جاتا ہے.....الخ۔

حضرت مفتی صاحب کے اس جملے سے ہمیں ان سے مؤدبانہ شکایت ہوگی کہ اگر چہ ان کی یہ مراد نہیں کہ ان مسائل پر کام کرنا دین کی خدمت نہیں ہے، لیکن کوئی ان کی اس عبارت کا مطلب غلط بھی لے سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ مولانا سرفراز خان صفدر، علامہ خالد محمود، مفتی عبدالشکور ترمذیؒ، نے جو مسئلہ حیات پر خدمات سرانجام دیں وہ دینی خدمات نہیں تھیں۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

اس کے بجائے تمام وہ مسلمان جو دین کی بنیادوں میں متفق ہیں مل جل کر عصر حاضر کے ان فتنوں کا مقابلہ کریں جو براہ راست اصول دین پر حملہ آور ہیں، حضرت والد صاحب نے اسی موضوع پر ''وحدت امت'' کے نام سے ایک رسالہ بھی تالیف فرمایا تھا۔

حضرت شیخ نے احقر کی کتاب ''تکملہ فتح الملہم'' پر پہلی تقریظ اس وقت لکھی تھی جب میرا مسودہ شاید سو صفحات تک بھی نہیں پہنچا تھا، چنانچہ یہ تقریظ مختصر تھی، بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے کتاب کی تالیف مکمل فرمادی اور اس کی چھ جلدیں شائع ہوگئیں تو شیخ نے خود فرمایا کہ اب میں اس پر دوسری تقریظ لکھنا چاہتا ہوں چنانچہ انہوں نے بعد میں نہایت تفصیل سے تقریظ لکھ کر بھیجی اور اس میں حوصلہ افزائی کے جو غیر معمولی کلمات تحریر فرمائے، وہ احقر کے استحقاق سے کہیں زائد اور حضرت شیخ کی انتہائی شفقت کے عکاس ہیں۔

سالہا سال سے شیخ جلاوطنی کی زندگی گذار رہے تھے ان کا کتب خانہ بھی جو ان کی عمر بھر کا اثاثہ تھا ان سے جدا تھا۔ وطن واپس جانے کی بظاہر کوئی سبیل نہ تھی، لیکن پچھلے سال اچانک شام کی طرف سے اہل علم کے لئے کچھ نرمی پیدا ہوئی تو سالہا سال کے بعد آپ اپنے وطن حلب تشریف لے گئے اس دوران آپ کی آنکھوں میں تکلیف شروع ہو چکی تھی اس سے قبل دل کا ایک دورہ بھی ہو چکا تھا۔ آنکھوں کے علاج کے لئے آپ دوبارہ ریاض تشریف لائے یہاں آنکھوں سے خون جاری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہونے کی بیماری پیدا ہوگئی۔(بعض حضرات کا خیال ہے کہ ہر وقت کی کتب بینی اس کا سبب تھی) جو علاج کے باوجود بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ آخر میں آپ پر غشی طاری ہوگئی۔

حضرت شیخ کے بھتیجے ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہؒ میرے بے تکلف دوست ہیں (اور پچھلے سالوں میں ہمارے درمیان قربتیں اتنی رہی ہیں کہ ہم ایک ہی خاندان کے افراد معلوم ہوتے ہیں) وہ بتاتے ہیں کہ اسی غشی کے دوران ایک روز شیخ کو قدرے ہوش آیا تو چھوٹتے ہی جو جملہ ان کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ تھا کہ کیا کتاب کے فرمے پریس سے چھپ کر آ گئے؟ اس کے بعد دوبارہ غشی کی حالت میں چلے گئے۔ اور بالآخر ۹ شوال ۱۴۱۷ھ (مطابق ۱۶ فروری ۱۹۹۷) کو فجر کے وقت انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون. اللھم اکرم نزلہ و وسع مدخلہ و ابدلہ دار خیرا من دارہ و اھلا خیرا من اھلہ و اغسلہ بماء الثلج والبرد و نقہ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس.**

اسی روز صبح آٹھ بجے ہوں گے کہ میرے پاس پہلے جدہ سے ہمارے محترم دوست جناب قاری عبدالباسط صاحب نے اور پھر ریاض سے ایک دوست نے فون پر اس المناک سانحے کی اطلاع دی، اسی روز موصوف کو مدینہ طیبہ لیجایا گیا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کردیا گیا۔

دنیا کا نظام اسی طرح چل رہا ہے کہ آنے والے آتے اور جانے والے جاتے رہتے ہیں لیکن ایسی شخصیتیں بہت کم ہیں جن کے اٹھ جانے سے مشرق ومغرب کے انسانوں کے دل روئیں، اور نسبی قرابت نہ رکھنے والے بھی ان کے وفات کو اپنا ذاتی حادثہ محسوس کریں۔ حضرت شیخ یقیناً ایسی ہی شخصیت کے حامل تھے۔

اول تو اب علم کی ظاہری صورت میں بھی انحطاط نمایاں ہے، لیکن علم ظاہر کی حد تک اب بھی شخصیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ایسی شخصیات جن کے گفتار وکردار میں علم رچا بسا ہو، جن کی زندگی اتباع سنت اور سلف صالحین کے طرز وانداز سے منور ہو، جن کی ادا ادا میں تواضع، حلم، خشیت اور حسن اخلاق کا جلوہ نمایاں ہو، اب مشکل ہی سے کہیں نظر آتی ہیں اور جب ایسی کوئی شخصیت اٹھتی ہے تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عرصہ دراز تک اس کا خلا پر نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ کی مطبوعات کی تعداد پچاس کے لگ بھگ ہوں گی، انہوں نے اپنی مستقل کتابیں تالیف کم کی ہیں (جو شاید بیس سے کم کم ہیں) لیکن بزرگان سلف کی کتابوں کی تحقیق وتخریج اور تعلیق پر زیادہ کام کیا ہے اور ایک دن اس کی وجہ خود یہ بتائی کہ ہم لوگوں کی مستقل کوئی حیثیت نہیں ہے ہمارے لئے سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ سلف کے کسی بزرگ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ لہذا کسی بڑے کی کتاب کی خدمت میں عافیت بھی ہے اور برکت بھی۔ جو کام اس تواضع للّٰہیت اور سلف کے ادب واحترام کے ساتھ کیا جائے اس میں نصرت الٰہی کیوں شامل نہ ہو۔

چنانچہ بسا اوقات ان کی تعلیمات اصل کتابوں سے زیادہ مفصل اور نادر فوائد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر احقر کے والد ماجد نے "**التصریح بما تواتر فی نزول المسیح**" مرتب فرمائی تھی، حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے اس کتاب کو ایڈٹ کر کے اپنے مبسوط حواشی کے ساتھ شائع کیا۔ اس کے علاوہ "**مقدمہ اعلاء السنن**" "**الاجوبہ الفاضلۃ**" اور" **الرفع والتکمیل**"، پر ان کی تعلیقات ان کی محدثانہ بصیرت کا شاہکار ہیں۔

پچھلے دنوں آکسفورڈ کے مرکز الدراسات الاسلامیہ نے حدیثی خدمات پر سلطان برونائی ایوارڈ کا اعلان کیا تو حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ کو بجا طور پر ایوارڈ دیا گیا۔ (اس ایوارڈ کے لئے شیخ کا اسم گرامی تجویز کرنے والوں میں احقر بھی شامل تھا) لیکن موصوف ان حضرات میں سے تھے جو اس قسم کے رسمی ایوارڈ سے کہیں بلند ہوتے ہیں۔ یہ ایوارڈ کی خوش قسمتی ہے کہ وہ صحیح جگہ پر پہنچ جائے، ورنہ حضرت شیخ کی خدمات اس سے بے نیاز ہیں۔

آج حضرت شیخ دنیا میں نہیں ہیں، لیکن ان کی تصانیف ان کی تیار کئے ہوئے شاگرد اور ان کی سیرت وکردار کی خوشبو سدا بہار ہے، اور انشاء اللہ اس وقت تک یادگار رہے گی جب تک علم اور کردار کے قدردان دنیا میں موجود ہیں۔ (البلاغ ج ۳۱ شمارہ ۱۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت قاضی مظہر حسینؒ:

قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء بروز سہ شنبہ (منگل) رات نو بجے بمقام بھیں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب، قرآن مجید، فارسی صرف ونحو اپنے والد ماجد رئیس المناظرین حضرت مولانا کرم الدین دبیرؒ سے پڑھیں اس کے ساتھ ساتھ پرائمری سکول بھیں میں پڑھنے کے بعد میٹرک کا امتحان ۱۹۲۸ء میں گورنمنٹ ہائی سکول چکوال سے پاس کیا، پھر چند سال بھیں سکول میں پڑھاتے رہے ۱۹۳۳، ۱۹۳۴ء میں اشاعت اسلام کالج لاہور میں دوسالہ کورس پڑھا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب کی مشہور درسگاہ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں دوسال زیر تعلیم رہے۔

وہاں آپ نے منطق، فلسفہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتب وہیں پڑھیں۔ دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ سے فارغ ہونے کے بعد رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ بمطابق نومبر ۱۹۳۷ء کو آپ کے والد ماجد نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں خط لکھا تو سلہٹ آسام سے حضرتؒ کا جوابی گرامی نامہ آیا اور داخلہ منظور کرتے ہوئے حضرت مدنیؒ نے لکھا کہ: ''میں تو حج بیت اللہ شریف کرنے کے بعد دیوبند واپس پہنچوں گا اور آپ کے فرزند کے متعلق شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو لکھ دیا ہے، آپ رمضان شریف کے بعد دیوبند بھیج دیں.....الخ۔''

چنانچہ رمضان المبارک کے بعد شوال ۱۳۵۶ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الادب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو داخلہ دے دیا گیا۔ اس سال آپ نے مشکوٰۃ شریف، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، شرح عقائد نسفی، متنبّی، شرح نخبۃ الفکر، حمد للہ وغیرہ پڑھیں۔

پھر شوال ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۹ء دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا بخاری شریف اور ترمذی شریف شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے پڑھیں اور دوسری کتب دوسرے حضرات اساتذہ سے پڑھیں۔ شعبان ۱۳۵۸ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنے کے بعد واپس تشریف لائے، اور اپنے علاقے میں اہل سنت کے عقائد کے دفاع کے لئے جدوجہد شروع فرمائی۔

۱۲ جون ۱۹۴۱ء میں ایک ناگوار حادثہ پیش آیا کہ روافض سے لڑائی میں آپ کے دفاعی جوابی حملہ سے مقابل فریق کا ایک آدمی زخمی ہوگیا اور پھر وہ بعد میں ہلاک ہوگیا آپ پر ۳۰۲ کے تحت پرچہ درج ہوگیا۔ یوں تقریباً آپ کو چودہ سالہ قید با مشقت کاٹنے کی سزا مل گئی۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کے مشورہ اور وساطت سے سنٹرل جیل لاہور سے آپ نے شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا تو اس کے جواب میں شیخ الادب نے تحریر فرمایا ''حضرت مولانا مدنیؒ نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے اور فرمایا ہے کہ ۲۵ ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعیین وقت کے ہر روز پورا کرلیا کریں''۔

آپ کو حق تعالیٰ شانہ نے بہت جلد سلوک میں بلندی عطا فرمائی اور حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے تقریباً ۸ رمضان ۱۳۶۴ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو آپ کو اجازتِ بیعت وخلافت سے نوازا۔

۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ کو آپ رہا ہوئے۔

پھر اپنے علاقے میں آکر دینی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے، جمیعت علماء اسلام کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے، پھر جب دیکھا کہ جمیعت کی پالیسی سے مسلک اہل سنت وجماعت کی حفاظت ممکن نہیں ہے تو آپ نے حضرت مدنیؒ کے خلیفہ اعظم حضرت پیر خورشید احمد صاحبؒ ساکن قصبہ عبدالحکیم کی سرپرستی میں ۲۱ رجب ۱۳۸۹ھ کو خدام اھل سنت وجماعت کی بنیاد رکھی۔

اور چودہ سو سال کے مذہب اہل سنت کی تبلیغ اور حفاظت کو ہی اس جماعت کا مشن قرار دیا گیا۔ حق تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو مقبولیت عطا فرمائی اور اس جماعت نے عقائد اہل سنت وجماعت کی پاسبانی کا حق ادا کیا اور کررہی ہے۔

حضرت قائد اہل سنت کے بارے میں علماء کی آراء:

حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو اس شان سے نوازا تھا کہ علم وعمل کی دنیا میں اور تحقیق وتصنیف کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میدان میں آپ کی اصابت رائے کے چھوٹے بڑے سب قائل ہوئے۔ یہاں چند علماء کی آراء کو ذکر کیا جاتا ہے جس سے آپ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

۱۔ خورشید تصوف سید خورشید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت مدنی:

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری مدظلہ جو حضرت پیر صاحب کے خلیفہ ارشد ہیں فرماتے ہیں:

''سیدی و مرشدی حضرت پیر سید خورشید شاہ صاحب کے متعلق حضرت مدنیؒ نے فرمایا تھا کہ حضرت شاہ صاحب قطب تکوینی ہیں۔ پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے مجھے وصال سے قبل حضرت قاضی صاحب کے نام یہ پیغام دے کر بھیجا کہ.....حضرت مدنیؒ نے مجھے جو امانتیں دی تھیں وہ سب میں نے آپ کے سپرد کردی ہیں.....الخ۔''

۲۔ محدث کبیر مولانا عبدالحق خانؒ صاحب اکوڑہ خٹک:

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ العرب والعجم امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں''۔ (بحوالہ حق چار یار حضرت اوکاڑوی نمبر ص ۳۱۹)

۳۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا مرغوب الرحمٰنؒ:

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی خدمت میں خیریت مزاج طلبی کے بعد سلام مسنون عرض ہے نیز دارالعلوم دیوبند اور اس خادم دارالعلوم کے لئے خصوصی طور پر دعا کی درخواست بھی فرمادیں۔'' (مکتوب بنام حافظ عبدالوحید حنفی ۱۴۱۰ھ)

۴۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ:

''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ ردمودودیت اور ردشیعت کے سلسلہ میں جو کام کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، مولانا کی تحریرات مدلل اور معقول ہوتی ہیں''۔ (مکتوب بنام مولانا انور صاحب)

۵۔مولانا مفتی محمودؒ:

''محترم قاضی صاحب ہمارے بھی بزرگ ہیں، ہم نے الحمد للہ اختلاف رائے کے باوجود ہمیشہ احترام سے ان کا ذکر کیا ہے.....الخ۔ (مکتوب بنام حافظ عبدالوحید حنفی ۱۹۷۱ء)

۶۔مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ:

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتھم کا مقالہ ''دفاع صحابہ'' احقر نے حرفاً حرفاً سنا اس مقالہ سے فاضل مصنف نے مذہب اھل سنت وجماعت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ (تائیدی تبصرے ص ۵۵)

۷۔مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذیؒ:

''حضرت قاضی صاحب موصوف کو مسلک اہل سنت وجماعت کی حقانیت کے اثبات کے سلسلے میں خصوصی ذوق اور شغف حاصل ہے۔'' (حق چار یار اگست ۱۹۸۹ء ص ۶۰)

۸۔بانی دارالعلوم سرحد مولانا محمد ایوب جان بنوریؒ:

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی علمی وتصنیفی خدمات قابل قدر ہیں۔'' (تائیدی تبصرے ص ۱۸)

۹۔شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ:

''حضرت قاضی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف ومسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔'' (تائیدی تبصرے ص ۴۸)

۱۰۔مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ:

''حضرت لاہوریؒ کے بعد میرا تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلیفہ امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتھم سے ہے ان کی توجہات اور دعائیں میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں اللہ پاک ان کی عمر پاک میں برکت عطاء فرمائے۔'' (تجلیات صفدر ص۱۴ ج۱)

۱۱۔حضرت مولانا عبدالطیف صاحب جہلمیؒ:

''مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے بارے میں یا آپ کی تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے بارے میں مجھ ناکارہ کی کیا رائے ہے، جن کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنا خلیفہ مجاز بنایا اور بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔''

۱۲۔محدث کبیر مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ:

''حضرت قاضی صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز تھے جو بیک وقت چوٹی کے محدث فقیہ صوفی اور مجاہد تھے۔'' (بحوالہ حق چار یار خصوصی اشاعت بیاد حضرت قائد اہل سنت ص۳۹۸)

۱۳۔حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ فاضل دیوبند:

''حضرت قاضی صاحب نے مسلکی تحفظ کے حوالہ سے بڑا کام کیا ہے اور اپنا موقف بڑی مضبوطی سے پیش کیا ہے۔'' (ایضاً ص۴۱۲)

۱۴۔مناظر اسلام علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ:

''شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور مسلک دیوبند کے عظیم ترجمان ہم سے جدا ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون. .....اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب کو علم وعمل میں بلند مقام عطا فرمایا۔'' (ایضاً ص۴۱۳)

۱۵۔پیر طریقت حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کا شمار پاکستان کے ان برگزیدہ علماء میں ہوتا ہے جن کے فیضان علم وعمل سے ایک دنیا سیراب ہوئی، آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے بلند پایہ تلمیذ اور پاکستان میں ان کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔'' (ایضاً:ص۴۱۵)

۱۶۔شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب:

''قائد اہل سنت وکیل صحابہ بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت اقدس سیدنا ومولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ فاضل دیوبند حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ قافلہ اہل حق ومعرفت کے سالار اس دنیائے فانی سے راہی ملک بقا ہوگئے اور جادہ عزیمت واستقامت کے راہرو علماء کبار واولیاء ذی احترام کے پاس پہنچ گئے۔''(ایضاً ص۴۱۶)

۱۷۔مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی فاضل دیوبند:

''حضرت قاضی صاحب مرحوم حضرت شیخ کے صحیح جانشین تھے،۔(ایضاً۴۲۱)

۱۸۔مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر:

''بلاشبہ ہمارے محبوب وممدوح حضرت مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ بھی اس قافلہ کے فرد فرید اور رکن رکین تھے جن کی فکر وسوچ اکابر علماء دیوبند کی تحقیقات کی آئینہ دار تھی۔''(ایضاً ص۴۳۴)

۱۹۔شیخ الحدیث مفتی محمد فرید صاحب:

''بلاخوف لومۃ لائم ہر فتنہ کے لئے سیف بے نیام تھے، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ کے علوم ومعارف کے امین تھے۔''(ایضاً ص۴۳۶)

۲۰۔شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''قلندر کہتے ہیں کہ جس کا ایک دم بھی غفلت میں نہ گذرے، راقم کو حضرت اقدس کا اس مقام پر ہونا بتایا گیا۔ جب حضرت جی کے سامنے یہ بات آئی تو آپ نے اس پر نکیر نہ فرمائی۔'' (ایضاً ص ۴۳۸)

۲۱۔ مفتی محمد سلمان منصور پوریؒ:

''حضرت قاضی صاحب عقیدہ میں تصلب نظریہ کی پختگی اظہار حق اور حضرات صحابہ و سلف صالحین کی عظمت وعقیدت کے معاملہ میں اپنا منفرد مقام رکھتے تھے۔'' (ایضاً ص ۴۵۲)

۲۲۔ شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان صاحب:

''حضرت قاضی صاحب اپنی جامعیت کمالات، للّٰہیت، مذہب اور اپنے مسلک سے بیحد لگاؤ اور سلف صالحین سے عقیدت واحترام میں یگانہ روزگار رہے۔'' (ایضاً ص ۴۵۴)

۲۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب:

''آپ قائد اہل سنت وکیل اسلام علم وعمل کے مظہر امام اہل سنت تھے۔'' (ایضاً ص ۴۵۹)

۲۴۔ محقق العصر مولانا ابوبکر غازی پوری مدیر دوماہی زمزم، انڈیا:

''ماہنامہ انوار مدینہ لاہور سے معلوم ہوا کہ قافلہ حسین احمد کا پاکستان میں آخری سپہ سالار یعنی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نوراللہ مرقدہ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو اپنی حیات مستعار کے نوے سال پورے کر کے اپنے خدا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ..... حضرت قاضی صاحب صاحب عزیمت تھے، پاکستان میں جانشین شیخ الاسلام تھے..... آپ کی رحلت کے بعد شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کا نمونہ ہند و پاک میں اب دیکھنے کو نہیں ملے گا۔ قاضی صاحب کی پوری زندگی بیمثال کردار، بیمثال عزیمت وجرأت اور دین کی راہ میں جدوجہد کا نمونہ تھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

.....میری معلومات کی حد تک پاکستان میں حضرت قاضی صاحبؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے آخری خلیفہ تھے ان کے بعد یہ سلسلۃ الذہب پاکستان میں ختم ہوگیا۔'' (ایضاً ۴۶۵)

۲۵۔ محدث العصر حضرت مولانا فیض احمد صاحب استاذ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان:

''ولی کامل مخدوم العلماء قدوۃ الصلحاء والعرفاء حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین قدس سرہ شیخ العرب والعجم سید الاولیاء حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہ اور سلطان الاولیاء والصلحاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی یادگار تھے، ان کے علوم و معارف کے امین و محافظ تھے، ان کے کمالات علم و عرفان کے مظہر اتم تھے۔'' (ایضاً ص ۴۷۳)

۲۶۔ محدث العصر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانویؒ:

''اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجمالی ایمان معتبر ہے تو میرا وہی ایمان و عقیدہ ہے جو حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتھم اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کا ہے۔'' (ایضاً ص ۴۹۹)

۲۷۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا منیر احمد دامت برکاتھم العالیہ:

''حضرت قاضی صاحب نے حضرت مدنیؒ کے مشن پر چلتے ہوئے اپنے والد محترم کے شروع کئے ہوئے کام کو مزید آگے بڑھایا اور عظمت صحابہؓ، مدح صحابہؓ، تحفظ ناموس صحابہؓ کے مقدس عنوانات کے نام پر اس قدر کام کیا کہ وکیل صحابہ کا لقب آپ کے اسم گرامی کا حصہ معلوم ہونے لگا۔'' (ایضاً ص ۵۰۲)

۲۸۔ مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عمر قریشی دامت برکاتھم العالیہ:

''آج علم و عمل کا روشن آفتاب غروب ہوگیا سیادت اہل حق کے ماہتاب نے کرنیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چھپالیں، برصغیر کا مسلمان بے سہارا ہوگیا یہ کوئی ملکی وزارت وصدارت کی خالی کرسی نہیں جس پر جلدی سے کوئی بیٹھ جائے گا بلکہ یہ تو علمی وروحانی دنیا میں پیدا ہونے والا ایک عظیم خلا ہے جو فی الوقت پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔'' (ایضاً ص ۶۷۵)

۲۹۔فقیہ العصر، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب:

''آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین کے تلمیذ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے مجاز بیعت ہونے کی بھی سعادت حاصل تھی۔آپ کی اس نسبت پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔آپ نے اپنی پوری زندگی اس نسبت کا پورا پورا لحاظ رکھا اور اپنے عظیم استاذ اور مرشد شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کی طرح پوری زندگی بلاخوف لومۃ لائم کی تصویر بنے ہوئے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ راہ اعتدال پر چلنے والوں کے لئے مینارہ نور بن گئے۔(ایضاً:ص ۴۷۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعارف کتب تفسیر اور حالات مفسرین

مجاہد بن جبیرؒ:

آپ کی ولادت حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ممتاز شاگرد تھے۔ بعض تاریخی حوالوں میں یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے تیس دفعہ قرآن عزیز پڑھا۔ مگر آپ کے شاگرد فضل بن میمون نے کہا ہے کہ مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے تین دفعہ قرآن عزیز پڑھا ہے۔

ان دونوں حوالوں میں مطابقت یوں دی جاسکتی ہے کہ حفظ اور تجوید کے لئے تو تیس دفعہ دور اور اعادہ کیا ہو مگر تفسیر اور فہم معانی کے لئے تین دفعہ پڑھا ہو۔ ابن سعدؒ، ابن حبانؒ، ابن جریرؒ نے آپ کی تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ وہ فقیہ، عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۴۴) امام ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ علم کا ظرف تھے۔ (تذکرہ ج ا ص ۸۰) امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ان کی امامت اور جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ خصیف کا بیان ہے کہ مجاہد تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں (تذکرہ ج ا ص ۸۰)

حبر الامت حضرت ابن عمرؓ ان کے حفظ کے اتنے معترف تھے کہ فرماتے تھے کہ کاش نافعؒ کا حفظ تمہاری ہی طرح ہوتا (شذرات الذہب ج ا ص ۱۲۵) حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ وہ **احد الائمة التابعین و المفسرین** تھے اور حضرت ابن عباسؓ کے ارشد تلامذہ میں تھے اور اپنے زمانہ میں تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۲۲۴)

اور ان کے فقہی کمال کے لئے یہ سند کافی ہے، مخزنِ علوم مکہ کی جماعتِ افتاء کے ایک معزز رکن تھے۔ (اعلام الموقعین ج ا ص ۳۶) نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ابن تیمیہؒ گفتہ **اعلم الناس، بتفسیر اهل مکه لانهم اصحاب عبدالله بن عباسؓ کمجاهد**۔ آگے لکھتے ہیں، ابن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ اور دیگر اہل علم نے ان کی تفسیر پر کلی اعتماد کیا ہے۔(اکسیر ص ۱۱۰)

حضرت مجاہدؒ نے ۱۰۴ھ کو مکہ مکرمہ میں بحالت سجدہ انتقال فرمایا۔بعض نے سال وفات ۱۰۲ھ اور ۱۰۳ بھی لکھا ہے۔

(ف)امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ان کی جلالت شان اور امامت پر سب کا اتفاق ہے۔

آپ نے حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بھی اکتساب فیض کیا ہے۔ زیادہ وقت ابن عباسؓ کی معیت میں گزارا۔ مکہ مکرمہ کی جماعت افتاء کے ایک معزز رکن تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے بزرگ صحابی ان کی سواری کی رکاب تھام لیتے تھے۔(مقدمہ تفسیر ابن تیمیہؒ)

(ف):

تفسیر مجاہد حکومت قطر کی عنایت سے طبع ہو چکی ہے۔(تذکرۃ المفسرین ص ۴۳)

تفسیر ابو حاتمؒ.....عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ادریس الحنظلیؒ:

رے کے مردم خیز قصبہ میں ولادت ہوئی، آپ نے طلب علم کے لئے حجاز، مصر، شام، عراق، جزیرہ، کے علماء ومشائخ کے ہاں کافی زمانہ قیام کیا اور علوم اسلامیہ سے حظ وافر حاصل کیا چنانچہ اپنے زمانہ میں علم کا سمندر کہلائے گئے۔علم کے ساتھ ساتھ عمل وتقویٰ کا یہ حال تھا کہ آپ کا شمار ابدال زمانہ میں ہوتا تھا، آپ نے جرح وتعدیل میں ایک معیاری کتاب تالیف فرمائی۔

فرقہ جہمیہ کے رد میں بھی ایک مدلل کتاب لکھی اور قرآن حکیم کی ایک تفسیر بھی لکھی جو بقول امام سبکیؒ چار جلدوں میں ہے اور آثار مسندہ پر مشتمل ہے۔ یہ قلمی تفسیر ابن ابی حاتمؒ کے نام سے مدینہ منورہ کے کتاب خانہ محمودیہ میں قلمی موجود ہے۔ابو حاتم کا انتقال ۲۲۷ھ کو ہوا۔اکثر محدثین نے آپ کا تذکرہ قلمبند فرمایا ہے۔(تذکرۃ المفسرین ص ٦٦)

یہ تفسیر اب چھپ چکی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفسیر الوجیز، تفسیر الوسیط .....علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی:

آپ سادہ کے مقام پر پیدا ہوئے ابوالحسن الفہندی سے علوم ادبیہ عربیہ اور ابواسحٰق ثعلبی سے علم تفسیر حاصل کیا باقی علوم کے علاوہ تفسیر القرآن سے قلبی لگاؤ اور خصوصی شغف تھا چنانچہ قرآن عزیز کی تین تفسیریں لکھیں جن کے نام البسیط یعنی مفصل اور الوسیط یعنی درمیانی اور الوجیز یعنی مختصر ہیں۔ اسی طرح ایک تفسیر ایسی مرتب فرمائی جس میں سید دو عالم ﷺ کے تمام تفسیری ارشادات کو جمع کر دیا۔اس تفسیر کا نام تفسیر النبی ﷺ رکھا۔

ان سب تفاسیر کو اپنے دور میں قبولیت حاصل رہی۔چھٹی صدی ہجری کے امام عبدالقاہر بن عبداللہ (م۵۶۳ھ) نے کہا ہے کہ میں نے واحدیؒ کی مرتبہ تفسیر الوسیط حفظ کی ہے۔نیشاپور میں جمادی الآخر ۴۶۸ھ کو انتقال فرمایا۔

(ف): تفسیر وسیط جلد دوم کا مخطوطہ ۸۷۶ھ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ہے۔

(ف):

واحدی نے ایک کتاب بنام اسباب النزول بھی لکھی ہے جس کا ایک نسخہ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۵ھ ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کے کتب خانہ میں موجود ہے۔(تذکرۃ المفسرین ص۸۵)

النکت والعیون .....ابوالحسن علی بن محمد البصری الماروردیؒ:

شوافع کے مشہور علماء میں سے تھے فقہ اسلامی اور تفسیر میں پورا ذوق رکھتے تھے۔قرآن کریم کی ایک تفسیر مرتب کی جس کا نام النکت والعیون ہے۔ماروردی کی وفات ۴۵۰ھ کو ہوئی اور باب الحرب میں دفن ہوئے۔

(ف):

ماروردی اگرچہ فقہی طور پر امام شافعی کا مقلد تھا لیکن عقیدتاً معتزلی تھا اس لئے علامہ سبکیؒ نے طبقات الشافعیہ میں فرمایا ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''یہ تفسیر بڑی خطرناک ہے کہ اس میں معتزلہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے کہ بغیر غور وفکر کے اس اعتزال کا سمجھنا مشکل ہے''۔

البتہ بقول امام سیوطیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مسئلہ خلق قرآن میں ماوردی اہل السنۃ والجماعۃ کا ہمنوا تھا۔ ماوردی کی مرتبہ تفسیر کا ایک نسخہ جو قلمی ہے فارس کی جامع قزوین میں ہے اور ایک نسخہ کامل تین جلدوں میں کو پریلو کے کتب خانہ میں ہے۔ برصغیر کے کتب خانہ رامپور (رضا لائبریری) میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے جو ۵۷۷ھ کا مخطوطہ ہے۔ (تذکرۃ المفسرین ص۸۳)

تفسیر کشاف.....محمود بن عمر بن محمد بن ابوالقاسم زمخشری:

آپ بروز بدھ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ کو خوارزم کے قصبہ زمخشر میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے زمخشری کہلائے۔ طلب علم کے لئے خوارزم کے علاوہ مصر اور خراسان کے علماء کرام سے استفادہ کیا، پھر بیت اللہ کے تقرب کی نیت سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوئے، اس لئے آپ کو جاراللہ بھی کہا جاتا ہے۔ بہت عظیم مبلغ، مصنف اور مدرس تھے، چند تصانیف آپ کی مندرجہ ذیل ہیں: **الفائق فی لغة الحدیث، اساس البلاغة، الرائض فی علم الفرائض، المفصل فی النحو، القسطاس فی العروض** . قرآن پاک کی ایک تفسیر لکھی جو تفسیر کشاف کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر دوران قیام حرم کعبہ ہی میں لکھی، جیسا کہ کتاب کے آخر میں تحریر ہے:

''فرغت منها بید المصنف تجاه الکعبة فی جناح دارہ السلیمانیة التی علی باب الاجیاد والموسومة همدرسة العلامة ضحوة یوم الاثنین. ۲۳ ربیع الثانی ۵۵۲۸''

زمخشری عملاً وفقہاً تو حنفی تھے لیکن عقیدتاً مائل الی الاعتزال تھے، اسی لئے ابن جریر کی طرح اپنا علیحدہ حلقہ فکر بنالیا تھا۔ چنانچہ کشاف کے متعلق علماء کرام کے تبصروں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ابن خلدون، ابن القیم، امام سبکی، اور امام سیوطی نے اس تفسیر کو اسلامی عقائد کے خلاف قرار دیا،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرف الدین طیبی حنفی نے کشاف پر تنقید لکھی جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے۔احمد بن المنیر مالکی نے الانصاف میں ان عقائد کا تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔ابوحیان اندلسی نے اپنی مرتبہ تفسیر البحر المحیط میں اس پر سخت تنقیدی تجزیہ کیا ہے۔امام جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ سبکیؒ نے اس کے مطالعہ سے منع فرمایا ہے۔

علامہ اکمل الدین نے کشاف کی شرح میں لکھا ہے کہ:''زمخشری نے ان ناپسندیدہ عقائد سے توبہ کر لی تھی اور ایک کتاب بہ نام **نصائح الصغار و نصائح الکبار** لکھی تھی''۔

ان عقائدانہ بے اعتدالیوں کے باوجود علمی اور فنی اعتبار سے کشاف کو بہت مقبولیت حاصل رہی اور ابھی تک ہے۔ہم نے تفسیر کشاف کا جو حوالہ دیا ہے وہ چونکہ اہل سنت و جماعت کی حمایت میں ہے اس لئے مقبول ہے۔

تفسیر سمرقندی.....فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ:

امام الھدیٰ ابواللیث سمرقندی، عظیم مفسر، بلند پایہ فقیہ، زبردست مناظر اور ماہر طبیب و فلسفی تھے، ان کا نام، نسب اور نسبت نصر بن محمد بن ابراہیم الخطاب سمرقندی توزی بلخی ہے، بعض نے کہا ہے کہ ان کے دادا کا نام احمد یا محمد ہے، جب کہ ابراہیم ان کے پردادا ہیں۔ (الجواہر المضیۃ ج۳ص۵۴۴، طبقات المفسرین للداودی ج۲ص۴۵)

ان کا لقب ''الفقیہ'' ہے، اور اسی لقب کے ساتھ وہ مشہور ہیں انہیں یہ لقب بہت زیادہ پسند تھا کیونکہ یہ لقب انہیں حضور اکرم ﷺ نے خواب میں عطاء فرمایا تھا، جس کا قصہ کچھ یوں ہے کہ جب وہ اپنی کتاب تنبیہ الغافلین لکھ چکے تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر اسے پیش کیا، رات کو جب وہ سو گئے تو خواب میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔

خواب میں آپ ﷺ نے انہیں ان کی کتاب تھماتے ہوئے فرمایا ''**خذ کتابک یا فقیہ**'' یعنی ''اے فقیہ! یہ لو اپنی کتاب'' اس کے فوراً بعد وہ جاگ گئے، کتاب پر نظر پڑی تو دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس میں سے کچھ عبارتیں مٹا دی تھیں۔اس واقعہ کے فوراً بعد وہ جاگ گئے۔اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واقعہ کے بعد وہ اپنے لئے اس لقب کو بطور تبرک استعمال کرتے تھے۔ (کتائب أعلام الأخبار ص۱۲۶)

فقیہ ابواللیث سمرقندی کو اللہ تعالیٰ نے تمام ضروری علوم وفنون میں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، تفسیر، حدیث، طب، فلسفہ سمیت کئی علوم وفنون پر ان کو کامل دسترس حاصل تھی۔ فقہ میں ان کو اپنے تمام معاصرین واقران پر فوقیت حاصل تھی، اسی وجہ سے انہیں ''أل'' کے ساتھ ''الفقیہ'' کہا جاتا تھا، یعنی سب سے بڑے اور کامل فقیہ۔

وہ مسلکاً حنفی تھے، انہیں عربی، فارسی، عبرانی وغیرہ مختلف زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا، مناظرہ و جدل میں بھی بہت زیادہ مشہور تھے، انہوں نے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے اساطین علم سے اکتساب فیض کیا۔

تفسیر سمرقندی:

امام سمرقندیؒ یقیناً ایک ہمہ گیر شخصیت اور جامع ترین عالم تھے، مختلف موضوعات پر لکھی گئی ان کی کتابیں ان کی وسعت علمی اور جامعیت پر شاہد عدل ہیں۔ مگر ان کو زیادہ شہرت رقائق کے باب میں حاصل ہوئی، اگر کسی کے سامنے فقیہ ابواللیث سمرقندی کا نام لیا جائے تو اس کا ذہن فوراً ایک صوفی اور عابد شخصیت کی طرف جائے گا، حالانکہ انہوں نے سب سے زیادہ کتب علم فقہ لکھی ہیں۔ اور علم فقہ میں ان کتابیں ''منیۃ المصلی'' یا خلاصہ کیدانی'' وغیرہ کے مستوی اور معیار کی نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ تو گراں قدر فتاویٰ اور فقہی جزئیات پر مشتمل ہیں، کچھ فقہ حنفی کی اعلیٰ پائے کی کتابوں مثلاً ''الجامع الصغیر'' اور جامع الکبیر'' وغیرہ کی شروح ہیں اور کچھ مستقل بلند پائے کی کتب ہیں، ان سب سے بڑھ کر جو ان کا علمی کارنامہ ہے وہ قرآن حکیم کی تفسیر ہے، اس تفسیر کا نام ''بحر العلوم'' ہے جو ''تفسیر السمر قندی'' کے نام سے مشہور ہے۔ مگر ہم میں سے اکثر لوگوں نے یا تو اس کا سرے سے نام ہی نہیں سنا ہوگا اور اگر سنا بھی ہو تو نظر سے نہیں گزری ہوگی۔

یہ کوئی لمبی چوڑی تفسیر نہیں ہے بلکہ مختصر اور باوجود اختصار کے جامع ترین اور عمدہ ترین تفسیر ہے، محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حسین ذہبی فرماتے ہیں کہ ''تفسیر سمرقندی'' سے میں نے بہت استفادہ کیا''۔ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں ''فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۵ھ نے نہایت عمدہ تفسیر مرتب کی ہے، شیخ زین الدین قاسم قطلو بغا حنفی متوفی ۸۵۴ھ نے اس کی تخریج احادیث کی ہے۔ (کشف الظنون ج۱ص۲۳۴)(ماخوذ از.....رسالہ وفاق)

المحرر الوجیز.....ابومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسیؒ:

اندلس کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن ہیں۔ ۴۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ متعدد علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، اندلس کے شہر مریہ میں عہدہ قضاء پر فائز ہوئے، قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو المحرر الوجیز کے نام سے مشہور ہے، یہ تفسیر اسلام کے وسطی دور میں قابل استناد سمجھی گئی، جیسا کہ علامہ فرحون بن محمد تونسی اس کے حافظ تھے۔ علامہ عبدالوہاب فاسی (م۹۶۱ھ) اس کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ عثمان بن عبدالواحد اس تفسیر کو سب سے بہتر سمجھتے تھے۔ علامہ ابوحیان اندلسی نے اپنی تفسیر کی اساس اسی پر رکھی مگر عقائد میں زمخشری کا رنگ جھلکتا ہے۔ ابن تیمیہؒ کو بھی اس کا اعتراف ہے، جیسا کہ فرمایا ہے:

''تفسیر ابن عطیہ خبیر من تفسیر الزمحشری واصح نقلاً و بحثاً وابعد عن البدع''.

امام ابن عرفہ مالکیؒ نے بھی ابن عطیہ کو مائل الی الاعتزال قرار دیا ہے۔

ملا علی قاریؒ نے فرمایا:

''انہ اقبح من صاحب الکشاف لان کل احد یعلم اعتزال ذالک فیجتنبہ بخلاف ھذا فانہ یوھم الناس انہ من اھل السنۃ''. (مرقاۃ ص ۲۳۹)

ابن عطیہ ۵۴۶ھ کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ (تذکرۃ المفسرین ص۹۸)

تفسیر زاہدی.....ابونصر احمد بن الحسن بن احمد بن سلیمان درواجکی یا درواز قی:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ زاہدی کے نام سے مشہور تھے اس دور کی علمی دنیا میں آپ کی کافی شہرت تھی قرآن عزیز کی ایک تفسیر فارسی زبان میں بنام زاہدی مرتب کی، اس تفسیر کا بخارا اور اس کے قرب و جوار میں کافی چرچا تھا حتی کہ بقول ڈاکٹر علامہ سید سلیمان ندوی ''ہندوستان کے قرون وسطیٰ میں امام زاہدیؒ کی تفسیر کے ترجمہ نے سب سے زیادہ ہر دلعزیزی حاصل کی اس کے قلمی نسخے اب بھی ملتے ہیں۔'' (مقدمۃ القرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)

آپ ہی کے جانشین تلمیذ رشید مولانا ابوالحسن علی ندوی نے احقر مرتب (محمد زاہد الحسینی) کے نام ایک مکتوب میں فرمایا: ''استاد حیدر حسن خان صاحب کے پاس اس تفسیر کا قلمی نسخہ موجود تھا''۔ اس تفسیر کے حوالے اکثر تفاسیر مثلاً بحر مواج دولت آبادی، شرح القرآن فارسی از خواجہ معین الدین کشمیری، تفسیرات احمدیہ از ملا جیون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں درج ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے ولی باعمل حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کو معتبر سمجھا اور یہ ارشاد فرمایا کہ: ''دین میں جن باتوں کی ضرورت ہے وہ سب اس میں موجود ہے اس میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیا گیا۔'' (مقدمہ ترجمہ مکتوبات صدی ص ۲۳)

زاہدیؒ نے ۵۴۹ھ کو وفات پائی۔

ف:

اسی تفسیر زاہدی کا کامل مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۲۵ھ دو جلدوں میں اورینٹیل لائبریری بانگی پور (بھارت) میں موجود ہے۔ (فہرست مرتبہ مولوی عبدالمقتدر ص ۱۸۰)

ف:

تفسیر زاہدی پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر جزوی طور پر موجود ہے:

(۱) ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ لاہور، تفسیر زاہدی جلد اول و دوم نمبر ۶۲۲۱ بار چہارم مہر از سعد الدین محمد یہ سال ۱۷۵۰ء/۱۱۶۴ھ جس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے: ''ناقص الآخر و کمی کرم خوردہ''۔

(۲) جناب مولوی محمد شفیع صاحب مرحوم کے ذاتی کتب خانہ میں ۳۴ اوراق محفوظ ہیں، ابتداء از

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من بقلها و قثائها. سے ہے۔

(۳) اس تفسیر کا نصف اول اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں قلمی موجود ہے جس کے ٹائٹل پر مندرجہ ذیل عبارت ہے: ''حق تعالیٰ شفیق عبداللطیف را جزاء خیر نصیب کند ایں تفسیر گرفتہ شد از ویر محمود ویر محمود لاغرض انداز ملک عبداللطیف است ۹ شوال ۱۲۰۷ھ نوشتہ ایم ایں حروف مالک ایں کتاب بالاستحقاق فقیر غلام محمد است''۔

کتاب کا خطبہ کسی شاگرد نے یوں تحریر کیا ہے:

''قال الشیخ الامام الاجل الزاهد المجاهد سیف الملة والدین مقتدیٰ الاسلام والمسلمین ناصر السنة قامع الملحدین ابو نصر احمد بن الحسن بن احمد الدرسی السلیمانی الدواجکی البخاری تغمد الله بغفرانه واسکنه بحمدوحبة جینانه فی تفسیر کلام الله تعالیٰ و املیٰ ببخاری یوم التاسع سنة تسع عشر خمساة. (۵۵۱۹)

اس مخطوطہ کے کل صفحات ۱۵۰۶ ہیں۔

یہ تفسیر گذشتہ سال شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خانصاحب دامت برکاتھم العالیہ نے شائع کروادی ہے۔ حضرت شیخ اس تفسیر کے اشاعتی مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''تفسیر زاہدی جو ایک نایاب اور گرانقدر مخطوطہ کی شکل میں تھی اسے عام کرنے کے لئے کئی عوامل درکار تھے، مثلاً اس تفسیر کی تصحیح کا کام جو فرض الفرض کے درجہ میں تھا کیونکہ کسی بھی مخطوطہ کو مطبوع میں تبدیل کرنے کے لئے اس کی تصحیح کا کام دیگر تمام مرحلوں سے مقدم اور ضروری ہے مگر کوشش بسیار کے باوجود کسی دوسرے نسخہ کے ملنے میں کامیابی نہ ہوسکی اس دوران اس وقت کے اکابر علماء ومفسرین سے مشاورت ہوئی جس کے بعد یہ بات بالغ فکر کی شکل میں دامن گیر ہوئی کہ کم از کم علماء اور باصلاحیت طلباء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخطوطہ سے بھی کافی حد تک استفادہ کر سکتے ہیں مخدوش یا متروک مقامات ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں بلکہ سیاق وسباق کی مدد سے اس کا ایک جامع عندیہ معلوم ہوسکتا ہے یوں تفسیر زاہدی مخطوطہ کی شکل میں جس کا خط نہایت صاف اور واضح ہے خالص لوجہہ اللہ الکریم حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم بزرگ و برتر ذات پر بھروسہ کر کے شائع کرنے کی ٹھان لی اور یہ علماء کرام اور عزیز طلباء کے لئے گوہر بیش بہا اور در یتیم ہے وبطور سوغات اور تحفہ علم کے ان کی خدمت میں تہنیات وہدایہ تکریم کئے جاتے ہیں اس سلسلے میں ہمیں جن میادین سے گذرنا پڑا وہ علیم بذات الصدور کو معلوم ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی اس کا اجر وثواب دونوں جہانوں میں نصیب فرمائے گا **وما ذلک علی اللہ العزیز**.

تفسیر زاہدی کی موجودہ شکل میں اشاعت بھی علوم اور تحقیقات کے ابواب کے لئے بھی فتح الخزائن والاسرار ہیں جسے اہل علم خوب جانتے ہیں۔

☆ قیمت در گرانمایہ ندانند عوام ☆

☆ حافظا گوہر یک دانہ مدہ جز بخواص ☆

مثلاً موجودہ تفاسیر کے پیش نظر شاید کوئی تفسیر اور ترجمہ اس سے متقدم علماء اور علم کے ساتھ میں موجود ہو، مثلاً حکیم شیراز شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ہے لیکن ساتویں صدی ہجری کے اختتام تک ہو چکا ہے، شہاب الدین عبدالمؤمن مومن آبادی کا ترجمہ اور تفسیر بحر مواج ہے مگر یہ ۸۴۸ھ کے آس پاس کی ہے۔

مخدوم نوح شیخ لطف اللہ ہالائی کا ترجمہ وتفسیر جو ایک ہزار ہجری ۹۹۸ھ کے آس پاس لکھی گئی جو حال ہی میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد نے اس وقت کے محقق اور وسیع النظر عالم مولانا غلام مصطفیٰ قاسم کی نادر تحقیق اور تحشیہ کے ساتھ شائع فرمائی ہے اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی م ۱۱۷۶ھ کا ترجمہ ومختصر حاشیہ تفسیر فتح الرحمٰن یا ان کے لائق وفائق بیٹے امام الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ کا ترجمہ وتفسیر فتح العزیز ہندوستان کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فارسی تراجم وتفاسیر کی اولین خدمات نہیں ہیں بلکہ اس سے پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ طبقات المفسرین کے اندر مختلف ادوار کے مفسرین کے حالات اوران کی تفسیری کاوشیں تقریباً سب علماء کے علم میں ہیں مگر تفسیر زاہدی سے قبل کا کوئی ترجمہ وتفسیر وجود عالم میں آموجود ہوا اس کی کم ازکم تادم تحریر ہمیں اطلاع نہیں ہے۔

تفسیر زاہدی سے یہ بھی واضح ہے کہ اس سے قبل متعدد تفاسیر وتراجم عربی فارسی کے وجود میں آچکے ہیں مگر افسوس کہ دست ضیاع نے اسے زیور زمانہ نہیں ہونے دیا یا بہت ممکن ہے کہ آگے چل کر اس قسم کے سربستہ ابواب ہویداء ہوسکیں، **لعل اللہ یحدث بعد ذلک امر** تفسیر زاہدیؒ رواں دواں فصاحت وسلاست سے آراستہ فارسی میں ہے مگر احادیث وآثار اخبار روایات عربی مواطن سے بکثرت نقل کی گئی ہیں اور کمال فہم کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے تراجم نہیں کئے گئے ہیں کیونکہ اس قسم کے علمی میادین تراجم سے بے قیمت ہوجاتے ہیں، **کما لا یخفیٰ علی العلماء من هذا المیدان.**

تفسیر زاہدیؒ کی علمی اور تحقیقی تفوق مسلمہ ہے مثلاً لفظ اللہ پر عام طور پر اہل علم اسے جامد ثابت کرتے ہوئے مشہور نحوی سیبویہ کی ''الکتاب'' کے حوالہ سے بتایا جاتا ہے۔ مگر تفسیر زاہدی میں یوں لکھا ہے ''کہ ایں قول محمد بن الحسن شیبانی است'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ مفسر کو آئمہ فقہ واجتہاد سے گہری وابستگی ہے، اوران کے فقہی مقامات کے علاوہ لغوی اور نحوی مقامات سے بھی برموقع خوشہ چینی کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں یہ تفسیر زاہدی کا امتیازی انداز ہے جس میں ان کو دیگر بہت سارے مفسرین پر فوقیت ماننی پڑے گی۔

بہت سارے مقامات پر مفسرین کے اقوال سے قطع نظر کر کے صحابہ کرامؓ کے اقوال سے مشکلات حل کی گئی ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفسر زاہدی کے پاس صحابہ کرامؓ کے نقول تفسیر صحیح مواطن سے موجود ہیں۔

اس قسم کی متعدد مقامات ہیں جو اس تفسیر کے مطالعہ سے تعلق رکھتی ہیں، اوران شاء اللہ تعالیٰ اہل علم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے علمی پیاس بجھاتے ہوئے بعض دقتوں سے گذر کر صاحب تفسیر کی وسعت نظر بالغ فکری اور تفسیری دقائق کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکیں گے، **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.**

اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق نصیب فرمائے تو آگے چل کر اس تفسیر کے بعض امتیازی مقامات کو اسی جگہ حاشیہ میں بسط کے ساتھ ظاہر کرنے ہیں، نیز مفسر کی موافقات دیگر اعلام مفسرین کے ساتھ نشاندہی کرنی ہوگی، اور مفسر کے وہ آراء جو جمہور کے خلاف ہیں جب کہ اب تک ایسی کوئی جگہ (نظر سے نہیں گذری) وجہ اور سمت کی تعین مفسر کی موافقت میں بعض تفسیری اور حدیثی اور فقہی دلالات پیش کرنے ہیں۔ وغیرہ ضروری امور انجام دینے کا ارادہ ہے۔ **واللہ الموفق لکل خیر و سعادۃ، و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.**''

معالم التنزیل.....الشیخ الامام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی:

آپ ان علماء کرام میں سے تھے جن کو حدیث اور کتاب اللہ پر کامل عبور حاصل تھا، بہت بڑے زاہد اور شب بیدار تھے، عمر بھر صرف خشک روٹی پر گذارہ کیا کبھی کبھی احباب کے اصرار پر زیتون کے ساتھ کھانا تناول فرما لیتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کا جوہر مصابیح ان ہی کا جمع فرمودہ ہے جس کو خداوند قدوس نے بیمثال مقبولیت سے نوازا ہے۔

علامہ ذہبی ان کو الامام، الحافظ اور المجتہد لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ علماء ربانیین میں تھے۔ (تذکرہ ج۴ص۵۲) خطیب تبریزی لکھتے ہیں کہ وہ حدیث اور فقہ کے مسلم امام اور متقی وثبت اور حجت تھے۔ (اکمال ص۶۲۸)

نواب صاحب ان کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جامع تفاسیر سلفیہ است، واز تفاسیر مشہورہ مروجہ است، (اکسیر ص۱۰۴) حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہا امام محی السنۃ کی تفسیر جہمیہ اور معطلہ کے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی ہے کہ نہ اگلتے بنے اور نہ نگلتے، **الذی ھو شجی فی حلوق الجھمیۃ و المعطلۃ.** اھ (اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص۷۳)

اس تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کرنے کی محمود سعی کی گئی ہے۔ امام بغوی نے اپنی تفاسیری اسناد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو باقاعدہ ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ تذکرۃ المفسرین کے مقدمہ میں ہے۔

معالم التنزیل دستیاب ہے، اس کا خلاصہ تاج الدین ابونصر (م ۸۷۵ھ) نے کیا ہے، دیوبند کے ایک ادارہ نے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ فراء کی وفات مرورذ میں شوال ۵۱۶ھ کو ہوئی، امام ابن تیمیہ نے کہا:

''تفسیر بغوی اسلم من البدعة والاحادیث الضعیفة''

(تذکرۃ المفسرین ص ۹۴)

زادالمسیر (جوزی).....ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الجوزی:

بغداد کے مشہور حنبلی عالم تھے، امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ چونکہ بغداد میں صرف آپ ہی کے گھر اخروٹ کا پودا تھا جس کو عربی میں جوز کہا جاتا ہے اس لئے آپ کو جوزی کہا گیا ہے، مگر قاضی ابن خلکان نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ کی ولادت بغداد کے قریب ایک قصبہ جوز میں ہوئی اسی نسبت سے جوزی کہلائے۔

حنابلہ میں آپ جیسے علماء بہت ہی کم گزرے ہیں بلکہ آپ کی نظیر نہ تھی، کیونکہ آپ کو وہ تمام صفات حاصل تھیں جو ایک عالم کو حاصل ہونی چاہئیں، آپ عالم بھی تھے، مصنف، واعظ اور مناظر بھی تھے، آپ کی مجلس وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا اور وعظ بھی بڑا ہی مؤثر ہوتا تھا۔ مشہور عرب سیاح ابن جبیر ۵۸۰ھ کا اپنا مشاہدہ لکھتا ہے:

''عاکہ میں ابن جوزی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے تو چند قاریوں نے مختلف مقامات سے آیات قرآنی تلاوت کیں، اس کے بعد ابن جوزی نے ان سب آیات کی اس قدر جامع اور مؤثر تفسیر بطور درس قرآن عزیز کے فرمائی اور سب کی آنکھیں پرنم ہوگئیں، اور ہزاروں انسانوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی''۔

اللہ تعالیٰ نے ابن جوزی کو بڑا ثاقب ذہن عطا فرمایا تھا، چنانچہ ایک دفعہ آپ سے سوال کیا گیا کہ ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے جواب دیا **من کانت ابنته تحته**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ جواب دونوں کو شامل ہے۔ اگر ضمیر اول کا مرجع حضور انور ﷺ کی ذات اقدس ہو تو اس سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور اگر دوسری ضمیر کا مرجع سید دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہو تو اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حنابلہ میں ابن الجوزی سب سے پہلے کثیر التصانیف عالم گذرے ہیں جس کی وجہ خود ہی یہ بیان فرمائی کہ:

''میں نے دیکھا کہ دیگر فقہی مذاہب کے علماء میں اصحاب التصانیف علماء زیادہ گزرے ہیں اور حنبلی علماء میں اس نسبت سے کم گذرے ہیں تو میں نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ تصانیف کی ہیں۔'' چنانچہ آپ کی تصانیف کی تعداد دوسو پچاس بتائی گئی ہے۔

تفسیر کبیر.....ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسین طبرستانیؒ:

آپ امام فخر الدین رازی کے نام سے مشہور ہیں ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے اپنے دور کے محققین علماء کرام سے اکتساب فیض کیا، اگرچہ فقہ میں امام شافعیؒ کے مقلد تھے مگر فلسفیانہ طرز استدلال ان کے کلام پر غالب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں اکثر باطل فرقے خصوصاً فرقہ کرامیہ زوروں پر تھا اس لئے آپ نے تحریر و تقریر کا مرکزی نقطہ ان باطل فرقوں کی تردید اور ان کے دینی حملوں کا دفاع رہا ہے۔

آپ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں پر اثر وعظ فرمایا کرتے تھے جس کے نتیجے میں کافی لوگ عقائد کرامیہ سے تائب ہو کر مسلک اھل سنت و جماعت میں داخل ہوئے۔ آخر میں حضرت نجم الدین کبریٰؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے، قرآن کریم کی ایک تفسیر بہ نام **مفاتیح الغیب** لکھی جو تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے۔ قاضی ابن خلکان، ابن شیبہ اور ابن حجر عسقلانی وغیرہم محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ امام رازیؒ خود اس تفسیر کو مکمل نہ کر سکے بلکہ اس کی تکمیل احمد بن محمد بن ابی الحزم نے کی ہے جن کی وفات ۷۲۷ھ کو ہوئی۔

امام رازیؒ کی یہ تفسیر پہلی بار ۱۳۰۸ھ کو بزمانہ خلافت سلطان عبدالحمید خان شائع ہوئی جس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حاشیہ پر تفسیر ابی السعود بھی ہے۔امام رازی نے متشابہات قرآنی پر ایک مستقل کتاب بنام **درۃ التنزیل وغرۃ التاویل** لکھی ہے۔امام رازیؒ کو فرقہ کرامیہ کی سازش پر زہر دیا گیا اور آپ ۶۰۶ھ کو شہید ہوئے۔

تفسیر ابن کثیر:

بلا مبالغہ حافظ ابن کثیر کی ہر تصنیف ایک علمی شاہکار ہے، مگر ان کا اصل تصنیفی کارنامہ ان کی دو کتابیں ہیں جو دنیا کی بہترین تصانیف میں شمار کی جاتی ہیں۔ایک کتاب تاریخ اسلام کے موضوع پر ''البدایۃ والنہایۃ'' کے نام سے ہے۔از روئے روایت، کتب تاریخ میں یہ جلیل القدر کتاب ہے، اور دوسری ان کی تفسیر ہے۔

یقیناً یہی دو کتابیں ہیں، جنہوں نے حافظ ابن کثیر کو علمی حلقوں میں متعارف کرایا اور انہیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا۔اس وقت ہمارے زیر تبصرہ جو کتاب ہے وہ ان کی عظیم الشان تفسیر ہے، اس تفسیر کا نام ''**تفسیر القرآن العظیم**'' ہے جو تفسیر ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے۔''تفسیر ابن کثیر'' ان تمام تفاسیر میں جن کی بنیاد منقولات وروایات پر ہے سب سے زیادہ معتمد اور باوثوق سمجھی جاتی ہے۔

تفسیر ماثور پر مشتمل کتب میں یہ حد درجہ شہرت رکھتی ہے۔کتب تفسیر میں ''تفسیر ابن جریر'' کے بعد اس کا درجہ ہے۔علامہ جلال الدین سیوطی ''ذیل تذکرۃ الحفاظ'' میں اور زرقانی ''شرح المواہب'' میں ''تفسیر ابن کثیر'' کے بارے میں لکھتے ہیں ''**انه لم یولف علی نمطه مثله**'' یعنی ''اس جیسی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی''۔(الرسالۃ المستطرفۃ الکتانی: ص ۱۴۶)

''تفسیر ابن کثیر'' کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعد کے تمام مفسرین نے موضوع اور اسرائیلی روایات کے نشاندہی میں اسی تفسیر سے استفادہ کیا۔''تفسیر ابن کثیر'' سے پہلے تفسیر ماثور پر مشتمل جتنی تفاسیر بھی لکھی گئیں ان میں محدثانہ احتیاط اور احادیث کے صحیح انتخاب کی بڑی کمی تھی، نیز ان میں ضعیف اور موضوع احادیث اور اسرائیلی روایات کی بھرمار تھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حافظ ابن کثیر جو نقاد اور پختہ کار محدث تھے، فنون حدیث اور احوال رجال کے سلسلہ میں وہ نہایت گہری بصیرت رکھتے تھے، روایات کے نقد اور ان کے منشاء اور مقصد کی نشاندہی کرنے میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ انہوں نے سابقہ نقلی تفاسیر کی ان خامیوں کو دیکھتے ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا جو ضعیف اور موضوع احادیث اور اسرائیلی روایات سے پاک وصاف ہو۔ چنانچہ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی۔ یقیناً وہ ایک حد تک اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے۔

اگرچہ وہ اس تفسیر میں اس بلند محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے جس کی ان سے توقع تھی۔ انہوں نے کس قدر توسع سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصہ کو قبول کیا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، ان شاء اللہ۔

تفسیر ابن اکثیر نقل ودرایت کا حسین امتزاج:

''تفسیر ابن کثیر'' کے متعلق عام طور پر علماء ومحققین کا یہی خیال ہے کہ یہ خالصۃً ''تفسیر ماثور'' ہے مثلاً ڈاکٹر محمد حسین ذہبی مرحوم نے اسے ان کتب تفسیر میں شمار کیا ہے جو تفسیر ماثور پر مشتمل ہیں۔

(التفسیر والمفسر ون ج ا ص ۱۳۸)

مگر اس بابت تفسیر کے تحقیقی مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ''تفسیر ابن کثیر'' محض تفسیر ماثور نہیں ہے بلکہ یہ تفسیر معقول اور اجتہادی تفسیر کا ایک حسین امتزاج ہے۔ آیات کی تفسیر میں وہ دیگر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ، علماء سلف، اور اہل لغت کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔

غرض حافظ ابن کثیر نے اس میں تفسیر وتاویل اور روایت ودرایت کو جمع کیا ہے البتہ قرآنی آیات اور احادیث مبارک کے ساتھ تفسیر کو انہوں نے اولیت دی ہے، احادیث کی اسانید ذکر کرنے کا انہوں نے حد درجہ اہتمام کیا ہے، صحیح حدیث کو ضعیف اور موضوع سے بالکل ممتاز اور جدا کر دیا ہے۔ سند حدیث میں مذکور رجال وروات پر محدثانہ طریقے سے نقد وجرح بھی کی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شاید تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کو اولیت دینے اور محدثانہ اسلوب کے غلبہ کی وجہ سے عام طور پر خیال راسخ ہو گیا ہے کہ ''تفسیر ابن کثیر'' خالصۃً تفسیر منقول ہے۔ مگر تحقیقی بات وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ کہ تفسیر ابن کثیر محض تفسیر ماثور نہیں بلکہ یہ تفسیر منقول اور اجتہادی تفسیر کا حسین امتزاج ہے۔ یہی رائے ڈاکٹر محمد بن محمد ابوشیبہ کی بھی ہے۔

انہوں نے ''تفسیر ابن کثیر'' کو ان کتب تفسیر کے ذیل میں ذکر کیا ہے جو تفسیر منقول اور تفسیر بالرائے دونوں پر مشتمل ہیں۔ (**الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر للدکتور محمد بن محمد ابی شیبہ ص ۱۲۵، ۲۸**) خود حافظ ابن کثیر نے بھی تفسیر بالرائے کی اجازت دی ہے وہ فرماتے ہیں **فأما من تکلم بما یعلم من ذلک لغة و شرعا فلا حرج علیه و لهذا روی عن هؤلاء وغیرهم اقوال فی التفسیر**۔ یعنی اگر کوئی شخص آیات قرآنیہ کی تفسیر میں از روئے لغت کلام کرنا چاہتا ہے اور اس کا وہ قول شرع کے ساتھ متصادم نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ کتب تفسیر میں آئمہ سلف کے اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ (مقدمہ تفسیر ابن کثیر: ص ۸)

حافظ ابن کثیر کا نقد حدیث کا انداز:

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ حافظ ابن کثیر اعلیٰ کے پایہ کے محدث تھے، انہوں نے اپنی اس تفسیر کو محدثانہ طریق پر مرتب کیا۔ آیات کی تفسیر سے متعلق احادیث پر انتہائی ماہرانہ اور ناقدانہ کلام کیا، انتہائی نپے تلے انداز میں حدیث اور اس کی سند کا حکم بیان کرتے ہیں۔ (ماخوذ از.....رسالہ وفاق)

ابن کثیر کی فضیلت کے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ ان کو شیخ الاسلام، سید الحفاظ ابن تیمیہ اور الحافظ، الامام، الحجۃ، علامہ ذہبی (المتوفی ۷۴ھ) اور الحافظ، الکبیر، العالم، البحر، حجۃ اللہ علی الارض جمال الدین مزیؒ (المتوفی ۶۴۲ھ) سے شرف تلمذ حاصل ہے، جن کے بعد آج تک نہ کوئی محدث اور ناقد رجال پیدا ہوا اور نہ بظاہر پیدا ہوگا۔ ذہبی اپنے اس شاگرد رشید کی تعریف یوں کرتے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ وہ الفقیہ، المفتی، المحدث ذوالفضائل تھے اور وہ حدیث اسماء الرجال، فقہ، مناظرہ، تفسیر اور تصنیف میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ (تذکرہ ج۴ص۲۹۰)

تفسیر القرآن ابن عربی.....محمد بن علی بن عربی ملقب بہ محی الدین وشیخ اکبر:

آپ اندلس کے ان نامور علماء میں سے ہیں جنہوں نے ابدی شہرت پائی، ۵۶۰ھ میں ولادت ہوئی، علوم ومعارف میں اپنے ہمعصر علماء سے سبقت لے گئے اسرار شریعت اور روحانی غوامض پر نظر کامل رکھتے تھے جس کی واضح شہادت آپ کی مرتبہ کتب ''فتوحات مکیہ'' ''فصوص الحکم'' وغیرھما ہیں۔ آپ نے قرآن عزیز کی چند تفاسیر لکھی ہیں جن کا تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱) بقول خلیفہ چلپی آپ نے ایک مختصر تفسیر لکھی۔

(۲) عقود الجواہر میں آپ کی دو تفسیروں کا ذکر ہے ایک کا نام ''**کشف الاسرار و ھتک الاستار**'' ہے جو کہ بیس جلدوں میں ہے اور دوسری کا نام ''**الجمع التاویل**'' ہے جو کہ صرف سورۃ مریم تک ہے۔

(۳) حیدر آباد دکن کے صدر دینیات مولانا مناظر احسن گیلانی نے فرمایا ہے کہ ابن عربی کی مرتبہ تفسیر ۹۵ جلدوں میں ہے۔ ابن عربی ۲۲ یا ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ کو قصبہ صالحیہ متصل دمشق میں فوت ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔

(ف):

ابن عربی کے افکار ونظریات پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

(ف):

آپ ابن عربی ہیں اور ابن العربی چھٹی صدی ہجری میں گذرے ہیں۔

(تذکرۃ المفسرین ص۱۱۰)

تفسیر قرطبی:

امام قرطبی جلیل القدر مفسر اور سرآمد روزگار علماء میں سے ہیں، ان کی کنیت نام، نسب اور نسب ابو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبداللہ محمد بن ابی بکر بن فرح انصاری خزرجی اندلسی قرطبی۔ نام اور کنیت کے مقابلہ میں ''قرطبی'' کی نسبت سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں۔ نہایت عابد، زاہد اور پرہیز گار تھے۔ انہوں نے اپنے اوقات کو عبادت اور تصنیف اور تالیف میں تقسیم کیا ہوا تھا، ان کے دن تصنیف و تالیف گزرتے اور راتیں عبادت اور ''آہ سحر گاہی'' سے معمور تھیں۔

ان کی زندگی تکلفات سے بالکل عاری تھی، نہایت سادگی کے ساتھ پوری زندگی گزاری، سادگی کا یہ عالم تھا کہ معمولی مگر صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے اور سر پر اونی یا سوتی ٹوپی پہنتے۔ انہوں نے اپنے وقت کے ماہرین و آئمہ فن علماء سے اکتساب فیض کیا، جلیل القدر محدثین سے حدیث کا سماع کیا، جن میں حافظ ابوعلی حسن بن محمد بن محمد بکری، حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن حفص تیمی اور شیخ ابوالعباس احمد بن عمر طرقی جیسے محدثین شامل ہیں۔ آخر الذکر شیخ سے انہوں نے ان کی کتاب ''**الفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم**'' کا کچھ حصہ سنا، بعض مصادر میں اس کتاب کا نام یوں ہے ''**الفهم فی شرح صحيح مسلم**''۔

امام قرطبی کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی، البتہ ان کا انتقال پیر کی شب ۹ شوال المکرّم ۶۷۱ھ بمطابق ۱۲۷۱ء کو ''منیۃ ابن خصیب'' میں ہوا۔ (الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب ج۲ص۳۰۹، شذرات الذہب ج۵ص۳۳۵، کشف الظنون ج۱ص۵۳۴) امام قرطبی نے بیش بہا کتب تصنیف کیں۔

تفسیر قرطبی:

''**الجامع لاحكام القرآن والمبين لما تضمن من السنة و آی الفرقان**'' امام قرطبیؒ کی شہرہ آفاق تفسیر ہے۔ یہ اپنے اصل نام سے اتنی مشہور نہیں، جتنی ''تفسیر القرطبی'' کے نام سے مشہور ہے۔ امام قرطبی کی کوئی کتاب ایسی نہیں، جو بیش بہا اور گراں قدر نہ ہو، مگر ان کی تفسیر ان کی تمام تالیفات سے بڑھ کر ہے۔ امام قرطبی کی نیک نامی اور شہرت میں اس کا بڑا ہاتھ ہے۔

تفسیر قرطبی کے متعلق اہل علم نے جو تعریفی کلمات کہے ہیں ان سے بھی اس کتاب کی اہمیت کا پتہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چلتا ہے۔حافظ ذہبی نے اسے مشہور، عظیم الشان اور کامل المعنی تفسیر قرار دیا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:
"وقد سارت بالتفسیر العظیم الشأن الرکبان، وھو کامل فی معناہ". (تاریخ الاسلام وفیات سنة ٦٧١)

ابن فرحون کہتے ہیں "ھو من اجل التفاسیر و أعظمھا نفعاً، اسقط منه القصص والتواریخ، و أثبت عوضھا أحکام القرآن و استنباط الادلة و ذکر القرأت والاعراب والناسخ والمنسوخ. (الدیباج المذھب ج٢ ص٠٩ یعنی "تفسیر قرطبی جلیل القدر اور نہایت مفید تفسیر، جس میں امام قرطبی نے تاریخی قصے کہانیاں ذکر کرنے کی بجائے قرآن مجید سے مستنبط ہونے والے احکام کو دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ نیز اس میں انہوں نے مختلف قرأتوں، ترکیبوں، اور ناسخ ومنسوخ کے بیان کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے"۔

حافظ صلاح الدین صفدی اور علامہ داؤدی نے بھی اسے عظیم الشان اور نہایت مشہور تفسیر قرار دیا ہے۔ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں "الامام القرطبی، مصنف "التفسیر المشھور"، وقد سارت بتفسیرہ الرکبان، وھو تفسیر عظیم فی بابه". (الوافی بالوفیات للصفدی ج٢ ص١٢٢، طبقات المفسرین للداوردی ج٢ ص٦٩)

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں "وتبعه القرطبی، ای ابن عطیة فی تلک الطریقة علی منھاج واحد فی کتاب آخر مشھور بالمشرق. " (المقدمه ص٤٤٠) یعنی "تفسیر قرطبی مشرق میں نہایت مشہور معروف کتاب ہے، جس میں امام قرطبی نے ابن عطیہ کا اسلوب اختیار کیا ہے"۔

المقری کہتے ہیں "کان ای القرطبی، شیخاً فاضلاً، وله تصانیف مفیدة، تدل علی کثرة اطلاعه ووفور علمه، ومنھا تفسیر القرآن، ملیح الی الغایة، اثنا عشر مجلداً". (نفح الطیب فی غصن الاندلس الرطیب ج٢ ص١٠ یعنی امام قرطبی بڑے عالم فاضل تھے، ان کی کئی مفید تصانیف ہیں، جن سے ان کی وسعت اطلاع اور کثرت معلومات کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پتہ چلتا ہے،ان میں سے ایک قرآن مجید کی تفسیر ہے جو بارہ جلدوں میں ہے۔

تفسیر قرطبی اور احادیث مبارکہ:

امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں بڑی تعداد میں احادیث نبویہ بھی ذکر کی ہیں، یہ احادیث انہوں نے آیات کی تفسیر، فضائل سور و آیات اور مسائل و احکام میں دلائل کے طور پر ذکر کی ہیں۔ تفسیر قرطبی میں مذکور احادیث کی تعداد ساڑھے چھ ہزار سے متجاوز ہے۔

اتنی بڑی تعداد میں احادیث نبوی سے بے پناہ شغف اور لگاؤ پر دلالت کرتا ہے۔ امام قرطبی صرف احادیث کے ذکر پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ حدیث اگر ضعیف ہو تو اس پر بھی تنبیہ فرماتے ہیں، کبھی تو خود اپنی جانب سے حدیث کی تضعیف کرتے ہیں، کبھی دیگر حضراتِ اصحاب تخریج مثلاً ابن عربی، عبدالحق، وغیرہ حضرات کے حوالے سے حدیث کی تضعیف کرتے ہیں۔ (ماخوذ از.....رسالہ وفاق)

تفسیر خازن.....الشیخ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم:

بغداد میں ۶۷۸ھ کو ولادت ہوئی، ابتداء ہی سے مزاج میں تصوف کی طرف رغبت تھی، دمشق کی خانقاہ السمساطیہ کے عظیم کتب خانہ کے ناظم مقرر ہونے کی وجہ سے خازن کے لقب سے مشہور ہوئے۔

علامہ بغوی کی مرتبہ تفسیر معالم التنزیل کا اختصار بنام لباب التاویل کیا جو تفسیر خازن کے نام سے مشہور اور عام دستیاب ہے، آپ کی وفات ۷۴۱ھ کو حلب میں ہوئی۔

(تذکرۃ المفسرین: ص ۱۲۵)

تفسیر بیضاوی.....قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاویؒ:

مضافات شیراز میں ایک قصبہ بیضاء میں ولادت ہوئی۔ اسی وجہ سے بیضاوی مشہور ہوئے، ابوالخیر کنیت تھی، آپ کے والد ماجد اتابک ابوبکر بن سعد کے زمانہ میں قاضی القضاۃ تھے، آپ بہت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بڑے عالم دین اور مصنف تھے، فقہ میں امام شافعیؒ کے مقلد تھے، آپ نے فقہ شافعی میں "منهاج الوصول" اور علم کلام میں "طوالع الانوار" اور تاریخ میں "نظام التاریخ" نامی کتابیں لکھی ہیں۔

مؤخر الذکر فارسی زبان میں ایران کی جامع تاریخ ہے، نیز تفسیر کشاف کا خلاصہ بنام "مختصر الکشاف" لکھا۔ قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جس کا نام "انوار التنزیل" ہے مگر تفسیر بیضاوی کے نام سے مشہور ہے۔ اس تفسیر میں مصنف نے تفسیر کشاف، تفسیر کبیر، اور تفسیر امام راغب سے استفادہ کیا ہے۔

اس تفسیر میں علمی، ادبی، فوائد کا بیش بہا ذخیرہ جمع ہے، عقائد اہل سنت والجماعۃ کی تائید اور معتزلہ کی مدلل تردید بھی کی گئی ہے۔ اس تفسیر کو وہ قبولیت حاصل ہوئی جو آپ کے علاوہ کسی دوسری تفسیر کو کم ہی حاصل ہوئی ہوگی۔

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ وہ عالم اور فاضل تھے کہ **تفسیر او کتابی عظیم الشان غنی عن البیان است، متبحر بود در میدان فرسان کلام جولانی نموده.** (اکسیر ص ۴۲)

مفسر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۶۸۵ھ کو ہوا اور تبریز میں دفن کئے گئے۔

تفسیر القرآن المہائمی.....شیخ علی بن احمد بن علی مہائمی:

بمبئی کے قریب قصبہ مہائم میں ولادت کی نسبت سے مہائمی کہلائے اور علوم اسلامیہ میں یکتائے روزگار تھے، قرآن عزیز کے فہم و ادراک مطالب میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی شان رکھتے تھے۔ عربی زبان میں قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر رحمانی ہے، یہ تفسیر دو جلدوں میں پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

دیگر تفسیری فوائد کے علاوہ اس میں ایک خاص ندرت اور جدت کا پہلو یہ ہے کہ ہر سورۃ کی ابتداء میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کی تفسیر ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ اس میں ساری سورۃ کا مضمون اجمالی طور پر سمو دیا ہے، اعجازی اور ادبی نکات پر اس قدر جامع اور بے مثل بحث کی ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس زمانہ کے شیخ ازہر فاضل الشیخ محمد السیوانی نے اپنے تقریظ میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ:

"اتی فی تفسیرہ بما لم یحوہ تفسیر کشف سر الکشاف حتی ترکہ اقل من فتیل و قطمیر و قضی علی القاضی (البیضاوی) بسیف الھندی الماضی".

مہائمی کی وفات اپنے ہی قصبہ میں ۸۳۵ھ کو ہوئی۔

(ف):

مہائمی نے ایک اور کتاب بھی حجۃ اللہ البالغہ کی طرز پر لکھی ہے جس کا نام **انعام الملک العلام** ہے جس کے متعلق یادایام کے مؤلف مولانا سید عبدالحی نے فرمایا ہے: "میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ اسلامی دور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سوا حقائق نگاری میں ان کی نظیر کوئی نہیں"۔ (ص ۵۹) (تذکرۃ المفسرین ص ۱۳۸)

تفسیر البحر المحیط .....محمد بن یوسف بن علی لقب اثیر الدین:

غرناطہ میں ۶۵۴ھ کو پیدا ہوئے، طلب علم کے لئے افریقہ وغیرہ دور دراز ممالک کا سفر کیا، آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو پچاس ہے، سلف صالحین کے پورے متبع اور مقلد تھے اور کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ جن میں سے قرآن کریم کی تفسیر البحر المحیط مشہور ہے۔

جس میں اگرچہ تفسیر کشاف اور تفسیر ابن عطیہ سے استفادہ تو کیا ہے مگر قابل اعتراض مقامات پر زمخشری کے استدلات کی تردید کر کے صحیح توجیہات کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصانیف کو شرف قبولیت بخشا، بقول علامہ ابن حجر عسقلانی "ابن حیان ان علماء کرام میں سے ہیں جن کی تصانیف ان کی زندگی میں قبول ہو چکی تھیں"۔

اس تفسیر کے علاوہ آپ کی ایک اور کتاب غریب القرآن بھی ہے، البحر المحیط پہلی مرتبہ ۱۳۲۸ھ کو طبع ہو چکی ہے، ابن حیان کی وفات ۲۸ صفر ۷۴۵ھ کو ہوئی اور قاہرہ میں دفن ہوئے۔ (تذکرۃ المفسرین: ص ۱۲۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللباب فی علوم الکتاب.....سراج الدین ابوحفص عمر بن عادل:

حنابلہ میں مشہور عالم تھے، فقہی علوم کے علاوہ تفسیر قرآن میں بھی کافی معلومات سے مشرف تھے، چنانچہ قرآن کریم کی تفسیر چھ جلدوں میں لکھی جس کا نام تو **اللباب فی علوم الکتاب** ہے مگر مشہور تفسیر عادل ہے، امام عبدالوہاب شعرانی نے یہ تفسیر سات مرتبہ مطالعہ کی ہے اور دوسری تفاسیر میں بھی اس کے حوالے کثرت سے پائے جاتے ہیں، ابن عادل کی وفات دمشق میں ۸۸۰ھ کو ہوئی۔

درمنثور.....امام جلال الدین سیوطیؒ:

اصلی نام عبدالرحمٰن تھا مصر کے قصبہ اسیوط کے محلّہ خضریہ میں رجب ۸۴۹ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کمال ابوبکر آپ کو شیخ مجذوبؒ کی خدمت میں دعاء سعادت کے لئے لے گئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا پھر علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے شام، حجاز، یمن تشریف لے گئے۔

بعض تذکروں میں آپ برصغیر ہندوستان میں بھی طلب علم کے لئے آنا مذکور ہے، آپ نے تمام علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی، معقولات سے آپ کو بیحد نفرت تھی، علوم دینیہ میں سے بھی تفسیر قرآن عزیز سے زیادہ عشق اور لگاؤ تھا اس لئے آپ کے تفسیر کے اساتذہ کی تعداد ڈیڑھ سو ہے، اپنے گرامی قدر استاذ محی الدین کافیجی کی خدمت میں چودہ سال گذارے۔

بیضاوی شیخ الاسلام شرف الدین مناویؒ سے اور کشاف شیخ سیف الدین حنفیؒ سے پڑھی، سترہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تحصیل سے نہ صرف فارغ ہوئے تھے، بلکہ تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع کر دیا تھا، اگرچہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار بتائی گئی ہے جن میں سے صرف تفسیری مؤلفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاتقان فی علوم القرآن (۲) الدر المنثور (۳) ترجمان القرآن فی التفسیر المسند (۴) اسرار التنزیل (۵) لباب النقول فی اسباب النزول (۶) مضحمات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القرآن فی مبهمات القرآن (۷) المهذب بما وقع فی القرآن من المعرب (۸) الاکلیل فی استنباط التنزیل (۹) تکمله تفسیر شیخ جلال الدین محلی (۱۰) التحیر فی علم التفسیر (۱۱) حاشیه تفسیر بیضاوی (۱۲) تناسق الدرر فی تناسب السور (۱۳) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع (۱۴) مجمع البحرین و مطلع البدرین (۱۵) مفاتح الغیب (۱۶) الازهار الفائحه فی شرح الاستعاذه والبسملة (۱۷) الکلام علی اول الفتح (۱۸) شرح الشاطبیه (۱۹) شمائل الزبر فی فضائل السور (۲۰) فتح الجلیل (۲۱) القول الفصیح فی تعیین الزبیح (۲۳) السبطیٰ فی الصلوٰة الوسطیٰ (۲۴) معترک الاقران فی مشترک القرآن ۲۴۰) الجواهر فی علم التفسیر (نظم) (کشف ج ا ص ۶۱۸)

اگرچہ مندرجہ بالا تمام تصانیف کا تعلق قرآنیات سے ہے، مگر مستقل تفاسیر جو آپ نے مرتب فرمائیں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تفسیر ترجمان القرآن۔ یہ تفسیر بالماثور تھی اور بہت زیادہ مفصل اور مطول تھی آپ نے پھر خود ہی اس کا خلاصہ بنام درمنثور کر دیا جیسا کہ درمنثور کے مقدمہ میں فرمایا ہے:

" فلما الفت کتاب ترجمان القرآن وهو التفسیر المسند من رسول الله ﷺ و اصحابه رضی الله عنهم نجا بحمدالله فی مجلدات ..... فلما رایت قصور الهمم عن تحصیله و رغبتهم فی الاختصار علی متون الاحادیث و عن الاسناد و تطویله فلحضت منه هذا المختصر مقتصراً فیه علی متن الاثر. "

تفسیر جلالین:

آپ کا یہ علمی اور تفسیری لافانی شاہکار ہے جلال الدین محلی مصری (م ۸۶۴ھ) نے قرآن عزیز کی ایک تفسیر سورۃ الکہف سے تا آخر مرتب فرمائی تھی اس کی تکمیل جلال الدین سیوطی نے فرمائی آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے فرمایا کہ میں نے یہ تفسیر **مدۃ قدر میعاد الکلیم** میں مرتب کر لی۔یعنی موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کوہ طور پر رہے۔

یہ تفسیر بھی یکم رمضان ۸۷۰ھ سے گیارہ شوال تک مکمل کر لی۔ چونکہ تفسیر جلالین کے مرتب دو جلال الدین ہیں اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور ہوئی۔ان دونوں علماء واتقیاء کے اخلاص کا اثر ہے کہ کتاب از اول تا آخر یوں معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہی مفسر اور مصنف کے قلم سے ہے۔اس قدر جامع اور مختصر ہے کہ سورۃ مزمل تک قرآن عزیز کے کلمات اور تفسیر جلالین کے کلمات برابر ہیں۔

(۴) جلال الدین سیوطیؒ نے علوم القرآن پر ایک جامع کتاب بنام **الاتقان فی علوم القرآن** لکھی جس سے آج تک استفادہ ہو رہا ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے ۹۱۱ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا۔

(ف):

تفسیر جلالین کا قلمی نسخہ جو کہ مولانا عبدالرحمٰن جامی (۸۹۸ھ) کے زیر مطالعہ رہا ہے ٹونک میں موجود ہے یعنی یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں لکھا گیا اور پڑھا گیا۔ایک نسخہ قلمی مکتوبہ ۹۹۴ھ رضا لائبریری رامپور بھارت میں موجود ہے۔

(ف):

اس تفسیر کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ قبولیت سے نوازا کہ علماء اور صلحاء نے اس کا مطالعہ کیا چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے اس کا مطالعہ تیس مرتبہ فرمایا۔اسی طرح اگرچہ علامہ سیوطیؒ مسلکاً شافعی تھے مگر مذاہب اربعہ کے علماء کرام اس کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ اس کی شروح وحواشی لکھے جیسا کہ شیخ احمد صادی مالکی نے اس کی شرح چالیس جلدوں میں لکھی اور ملا علی قاری حنفی نے اس کا حاشیہ بنام جمالین لکھا۔ یہ تفسیر دینی مدارس میں داخل نصاب ہے۔علامہ مفتی محمد عبدہ نے اس پر اعتماد کیا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اسارت مالٹا کے زمانہ میں ترجمہ قرآن عزیز کرتے وقت اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفسیر کو پیش نظر رکھا۔

(ف):

علامہ جلال الدین سیوطیؒ بھی دیگر علماء متقدمین کی طرح متقی اور قرب دربار نبوت سے مشرف تھے، چنانچہ آپ کے پاس ایک دفعہ ایک سائل نے سلطان وقت سلطان قائتبائی جان کے نام سفارشی خط لکھنے کی درخواست کی جس کے جواب میں جلال الدین سیوطی نے یہ لکھا کہ:

"اعلم یا اخی انی قد اجتمعت برسول اللہ ﷺ الی وقتی ھذا خمسین مرۃ یقظۃ و مشافھۃً ولو لا خوفی من احتجابہ ﷺ بسبب دخولی علی الولاۃ تطلعت القلعۃ و شفعت فیک السلطان".

ترجمہ۔ میرے بھائی تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے آج تک پچاس مرتبہ سید دوعالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے کبھی خواب میں اور کبھی بیداری میں۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میرے بادشاہوں اور امراء کے پاس جانے سے اس شرف عظیم سے محروم ہو جاؤں گا تو میں دربار سلطانی میں حاضر ہو کر تیری سفارش خود کرتا"۔

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے فرمایا کہ وہ خط انہوں نے مطالعہ فرمایا ہے۔ **رحمۃ اللہ علیھم اجمعین.** (تذکرۃ المفسرین ص۱۵۲)

حاشیہ محی الدین شیخ زادہ.....محمد بن مصلح الدین الحنفی معروف بہ شیخ زادہ:

اپنے وطن کے مدارس ہی میں تحصیل علم کے لئے اساتذہ کی طرف رجوع کیا اور بہترین مدرس اور مبلغ قرار دیئے گئے۔ چنانچہ روم میں تدریس اور تبلیغ کے سلسلے میں آپ کو امتیازی مقام حاصل تھا حکومت کی طرف سے قاضی مقرر کئے گئے اپنے محلّہ کی مسجد میں باقاعدہ درس تفسیر دیا کرتے تھے، تفسیر بیضاوی کا کامیاب اور مفصل حاشیہ لکھا، ۹۵۱ھ کو وفات ہوئی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(ف):

جب حکومت نے آپ کو قاضی مقرر کیا تو آپ نے جلد ہی اس وجہ سے استعفاء دے دیا کہ آپ کو ہر ہفتہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تھا، کہیں اس عہدہ قضاء کی وجہ سے اس شرف سے محروم نہ ہو جائیں مگر استعفاء کے ساتھ ہی زیارت کا شرف ختم ہو گیا اور سید دو عالم ﷺ نے خواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ: ''عہدہ قضاء کے وقت تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت زیادہ کرتا تھا، (صحیح فیصلے کیا کرتا تھا) جس سے مجھے بہت خوشی ہوتی تھی''۔

اس ارشاد کے بعد دوبارہ عہدہ قضاء قبول کر لیا۔

(۲) آپ کا حاشیہ مستقل چار جلدوں میں (کلاں تقطیع) اور چھ جلدوں میں چھوٹی تقطیع کے ساتھ مطبوعہ دستیاب ہے۔ (تذکرۃ المفسرین: ص ۱۵۶)

عبدالحکیم سیالکوٹی.....عبدالحکیم بن مولانا شمس الدین سیالکوٹی:

آپ کی ولادت سیالکوٹ میں ہوئی، زیادہ علم مولانا کمال الدین کاشمیری سے حاصل کئے اور اپنے وقت کے بہترین عالم قرار دیئے گئے، اگرچہ آپ نے جہانگیر کا زمانہ بھی پایا مگر شاہ جہان کے دربار میں آپ کو غیر معمولی قدر و منزلت حاصل ہوئی۔ شاہ جہان نے آپ کو دو دفعہ چاندی میں تولا اور وہ چاندی اور کئی قصبات آپ کے نام بطور جاگیر کر دیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب دیا تھا۔ آپ کی کئی تصانیف علوم وفنون میں مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کے علوم وفنون کی قدر و منزلت دیار عرب میں بھی کی جاتی ہے۔ تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا جو مطبوع اور دستیاب ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۴ھ کتب خانہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں موجود ہے۔ آپ کی وفات جمادی الآخر ۱۰۶۷ھ کو سیالکوٹ میں ہوئی اور وہیں پیوند خاک کر دیئے گئے آپ کے نام پر آج بھی سیالکوٹ میں ایک محلّہ بنام عبدالحکیم موجود ہے۔ (تذکرۃ المفسرین: ص ۱۶۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فتح البیان.....مولانا نواب سید صدیق حسن ابن سید آل حسن قنوجی:

علوم حدیث وتفسیر صدرالدین دہلوی سے حاصل کیئے اور زیادہ استفادہ یمنی علماء سے کیا، اسی لئے طبیعت میں آزادی غالب ہوئی اور غیر مقلدین کے بانیین میں سے ہوئے۔ والیہ بھوپال نے آپ سے نکاح کیا اور اس پر نواب کا خطاب دیا، ہر فن اور علم میں کئی تصانیف آپ کے علم وفضل کا پتا دیتی ہیں، قرآن مجید کی تفسیر آیات الاحکام پر نیل المرام نامی لکھی اور مکمل تفسیر بزبان عربی لکھی جس کا نام فتح البیان ہے، یہ تفسیر بھوپال سے اور پھر ۱۳۰۰ھ میں مصر سے پہلی مرتبہ دس جلدوں میں شائع ہوچکی ہے۔ آپ کی وفات شب پنجشنبہ جمادی الآخر ۱۳۰۷ھ کو ہوئی۔

فتح البیان کا اردو ترجمہ خود نواب صاحب ہی نے شروع کیا مگر اس کی تکمیل کے صدر الصدور ذوالفقار احمد نے کی، یہ ترجمہ ۱۳۰۶ھ کو نواب صاحب کی زندگی میں ہی طبع ہوگیا تھا۔

اس علم کے باوجود نواب صاحب کی اکثر عمر انگریز کو خوش کرنے میں گزری ان کی تصنیفات اس پر شاہد ہیں۔ ابھی حضرت مدنیؒ کی سیاسی ڈائری شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ: ''نواب صدیق حسن خان اگرچہ ذی علم تھے مگر مادہ انتظامی نہ تھا تلون کی شکایت تھی اور مخبری پر دارومدار''۔

(حضرت مدنیؒ کی سیاسی ڈائری ص ۲۳۱ ج ۱)

ہم نے ان حوالہ جات کو اس لئے لیا ہے کہ ان میں اہل سنت کی موافقت تھی۔

تاج التفاسیر.....سید محمد عثمان میر غنیؒ:

مکہ مکرمہ کے علماء کرام میں سے تھے، قرآنی علوم سے کافی واقفیت تھی چنانچہ قرآن عزیز کی ایک تفسیر بنام تاج التفاسیر لکھی جو کہ ۱۳۱۱ھ میں دو جلدوں میں طبع ہوچکی ہے، مفسر کی وفات ۲۲ شوال ۱۲۶۸ھ کو ہوئی۔ (تذکرۃ المفسرین ص ۱۸۰)

تفسیر روح المعانی:

علامہ آلوسی خاتمۃ المفسرین، بلند پایہ محدث اور معقولات ومنقولات کے امام تھے۔ ان کا نام محمود،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والد کا نام عبداللہ، کنیت ابوالثناء، لقب شہاب الدین اور نسبت آلوسی ہے، آلوس ایک جزیرہ کا نام ہے جو دریائے فرات کے وسط میں اور بغداد سے پانچ مراحل کی دوری پر واقع ہے۔

بغداد پر ہلاکو خان نے جب حملہ کیا تو ان کے خاندان نے اس جزیرہ کی طرف ہجرت کی، بعد میں اسی جزیرہ کی طرف نسبت سے یہ خاندان مشہور ہو گیا، علامہ آلوسی بھی اسی نسبت سے زیادہ پہچانے جاتے ہیں۔ (**الاعلام للزرکلی ج۶ ص۱۷۷-۱۷۶**) (**معجم البلدان ج ۱ ص ۲۴۶**)

علامہ آلوسی ۱۲۱۷ھ بمطابق ۱۸۰۲ء کو بغداد کے محلّہ کرخ میں پیدا ہوئے۔ ان کا انتقال بروز جمعہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو ہوا، اور کرخ ہی میں شیخ معروف کرخی کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ (التفسیر والمفسر ون ج ۱ ص ۳۵۳)

آپ نے اپنے زمانے کے سرآمدہ روزگار علماء سے اکتساب فیض کیا۔ جن میں آپ کے والد علامہ عبداللہ اندلسی، شیخ خالد نقشبندی، اور شیخ علی سویدی شامل ہیں۔

علم کے حریص تھے، ہر وقت اس فکر میں لگے رہتے کہ کس طرح علم میں اضافہ ہو، رات دیر گئے تک مطالعہ کرتے رہے، زمخشری کا یہ شعر اکثر وردزبان ہوتا:

سهری لتلقیح العلوم الذلی

من وصل غایة و طیب عناق

ترجمہ..... علم کی گتھیاں سلجھانے کے لئے راتوں کو جاگنا مجھے پاکیزہ اور حسین دوشیزہ کے وصل وملاپ سے زیادہ لذیذ ہے۔

علم کے ساتھ اس بے پناہ اور لگاؤ ہی کا نتیجہ تھا کہ نہایت کم عمری ہی میں تدریس وتالیف میں مشغول ہو گئے۔ تب آپ تیرہ سال کے تھے، انہوں نے متعدد مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۲۴۸ھ کو انہیں مفتی احناف مقرر کیا گیا۔ اس سے کچھ ماہ قبل انہیں مدرسہ مرجانیہ کے اوقاف کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

اس منصب کا اہل شہر کا سب سے بڑا عالم ہوتا تھا۔ بطور مفتی احناف تقرری کے بعد انہوں نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے گھر ہی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا، ان کا گھر رصافہ میں جامع الشیخ عبداللہ قولی کے پڑوس میں واقع تھا۔ یہاں وہ تمام ضروری علوم وفنون کی تعلیم دیتے تھے۔ ان سے خلق کثیر نے استفادہ کیا، ان کا درس بہت زیادہ مقبول تھا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے طلبہ ان کے پاس حصول تعلیم کے لئے جوق در جوق آتے تھے۔

انہوں نے اپنے ہاتھوں سے علماء اور فضلاء کی کئی جماعتیں تیار کیں۔ طلبہ کا نہایت خیال رکھتے تھے، ان کے ساتھ بہت زیادہ شفقت اور محبت کا معاملہ کرتے تھے، ان کے لباس خورد ونوش اور دیگر ضروریات کا خصوصی خیال رکھتے تھے، طلبہ کو اپنے گھر کے بالا خانوں میں رہائش دی ہوئی تھی۔ نثر نویسی، قوت تحریر اور جزالت تعبیر میں یگانہ روزگار تھے۔ عربی ادب میں انہیں ملکہ حاصل تھا، انہوں نے بہت سارے خطبے، خطوط فتاویٰ اور مسائل املاء کرائے مگر ان میں سے اکثر دست وبرد زمانہ کی نذر ہو چکے ہیں۔

بلا کے ذہین تھے اور نہایت قوی حافظہ سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا، اکثر یہ جملہ کہا کرتے تھے "**ما استودعت ذهنی شیئا فخالئی، ولا دعوت فکری لمعضلة الا و اجابی**" "ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے ذہن سے کبھی کوئی بات نکلی ہو اور کسی بھی مشکل مسئلہ کے حل میں میرے تدبر و فکر نے میرا ساتھ نہ دیا ہو"۔

انہیں تمام مذاہب فقہاء اور مختلف ادیان وملل سے مکمل آگہی حاصل تھی۔ اصول وفروع میں مجتہدانہ بصیرت کے حامل اور نکتہ رس عالم تھے، تاریخ میں انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔

انہوں نے کچھ کتابیں بھی تصنیف کیں۔ جو تعداد میں اگرچہ کم ہیں، مگر گنجینہ علوم ہیں، ان تصانیف کے مطالعہ سے ان کے تبحر علمی کا صحیح صحیح اندازہ ہوتا ہے، ان کی کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**

(۲) **حاشیة القطر**، یہ حاشیہ انہوں نے جوانی میں "قطر الندی" کی بحث حال تک لکھا تھا، مگر مکمل نہ کر سکے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳) شرح السلم، یہ ناپید ہے۔

(۴) الاجوبة العراقية عن الاسئلة الاهورية

(۵) الاجوبة الواقية على الاسئلة الايدانية

(۶) درة الغواص فی اوهام الخواص

(۷) النفحات القدسية فی المباحث الامامية

(۸) الفوائد الثنية فی علم آداب البحث.

روح المعانی:

ویسے تو علامہ آلوسیؒ کی ہر تالیف عمدہ اور بیش قیمت ہے مگر جو مرتبہ اور مقام ان کی تفسیر روح المعانی کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ روح المعانی نے ہی انہیں شہرت کی اوج ثریا پر پہنچا۔ مقدمہ میں روح المعانی کی تالیف کا قصہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں میں ابھی کم عمر تھا کہ مجھے کتاب اللہ کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھانے، اس کے عجائب میں غور وفکر کرنے، اس کے معانی سے آگہی حاصل کرنے اور اس کے رموز واسرار کو سمجھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس مقصد کے لئے میں نے انتھک محنت شروع کردی۔

اپنے پرایوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا، راتوں کو دیر تک جاگتا رہتا، شمع ختم ہوجاتی تو چاند کی روشنی میں مطالعہ کرتا۔ جب کہ میرے ہم عمر کھیل کود میں مصروف ہوتے۔ لہو ولعب کے علاوہ ان کا کوئی اور مشغلہ نہ ہوتا۔ دنیا کی ظاہری چکا چوند نے ان کو آخرت سے غافل کر دیا تھا۔ اپنے قیمتی اوقات انہوں نے خسیس خواہشوں کے حصول میں لگا دیئے تھے، مگر یہ ماحول مجھے متاثر نہ کرسکا اور میں اپنے مقصد کے حصول میں مگن رہا۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتاب اللہ کے کئی سربستہ راز وا کر دیے۔ اس کے بہت سارے حقائق سے میں آگاہ ہوا۔ بے شمار وقائع مجھ پر آشکار ہوگئے، ابھی عمر عزیز کی بیسویں بہار مکمل ہونے پائی تھی کہ میں نے قرآن مجید کے ان اسرار ورموز اور حقائق کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شروع کر دیا، میں تفسیری نکات اور کتاب اللہ کے ظاہر پر وارد ہونے والے اشکالات کے الہامی جوابات بیان کرتا جن سے سابقین کی کتابیں خالی تھیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بے پایاں فضل و کرم کا نتیجہ تھا۔

اس دوران میرے دل میں اکثر یہ خیال آتا رہتا کہ ان تفسیری نکات وحقائق اور قرآنی رموز واسرار کو قلم بند کروں، کافی عرصہ تک میں گومگو کی کیفیت میں مبتلا رہا کہ کیا کروں، یہاں تک کہ ایک رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا، یہ رجب ۱۲۵۲ھ کے جمعہ کی رات تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمان اور زمین کے لپیٹنے اور طول وعرض پر ان دونوں کو جوڑنے کا حکم دیا، پس میں نے اپنا ایک ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور دوسرا ہاتھ پانی کے مستقر کی طرف بڑھایا، پھر میں فوراً جاگ اٹھا، مجھے اپنا یہ خواب بہت بڑا معلوم ہوا، میں اس کی تعبیر تلاش کرنے لگا، چنانچہ ایک کتاب میں، میں نے دیکھا کہ یہ تفسیر لکھنے کی طرف اشارہ ہے تو میرا ذہن میرے اس پرانے خیال کی طرف چلا گیا، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے قرآن کریم کی تفسیر لکھنا شروع کی، اس وقت میری عمر ۳۴ برس تھی، تفسیر کا آغاز میں نے ۱۶ شعبان ۱۲۵۲ھ کو بوقت شب کیا۔

یہ سلطان محمود خان بن سلطان عبدالحمید خان کا دور حکومت تھا۔ منگل کی شب ۴ ربیع الآخر ۱۲۶۷ھ کو یہ تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی۔ پھر میں اس کے نام کی بابت غور کرنے لگا، مگر کوئی مناسب نام میرے ذہن میں نہ آیا جس سے طبیعت کو سکون ملتا اور اسے سن کر کان محظوظ ہوں۔ میں نے اپنی یہ الجھن وزیر اعظم علی رضا پاشا کے سامنے پیش کی تو انہوں نے فی البدیہہ اس کا نام "**روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**" تجویز کیا۔ (روح المعانی ج ۱ ص ۱۲، ۱۱، ۱۰)

علامہ آلوسی کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ دن بھر فتویٰ نویسی اور تدریس میں مشغول رہتے، رات کا ابتدائی حصہ اپنے ساتھیوں اور معتقدین کے ساتھ بات چیت اور مجالست کے لئے وقف کیا ہوا تھا، جبکہ آخری حصہ میں تفسیر کے چند اوراق لکھتے، پھر صبح کے وقت وہ اوراق کاتبوں کے حوالہ کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیتے جنہیں انہوں نے اپنی تنخواہ پر تفسیر کے مسودے صاف کرنے کے لئے رکھا تھا، ان چند اوراق کو صاف کرنے میں وہ کاتب تقریباً دس گھنٹے لگا دیتے۔

علامہ آلوسی نے شوال ۱۲۶۳ھ کو عہدہ افتاء سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور ہمہ تن تفسیر لکھنے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ تفسیر مکمل کرنے کے بعد ۱۲۶۷ھ کو وہ قسطنطنیہ کے سفر پر روانہ ہو گئے، جہاں انہوں نے اپنی تفسیر سلطان عبدالمجید خان کی خدمت میں پیش کیا، جنہوں نے اسے بہت پسند کیا۔ پھر ۱۲۶۹ھ کو قسطنطنیہ سے واپس بغداد لوٹ آئے۔

تفسیر میں روح المعانی کا مقام ومرتبہ:

روح المعانی ایک جامع ترین تفسیر ہے، علامہ آلوسیؒ نے پوری امانت و دیانت سے اسے روایۃً و درایۃً سلف وخلف کی آراء واقوال کا جامع بنانے میں بے پناہ انتھک اور جاں گسل محنت کی ہے، گویا روح المعانی سابقہ تمام تفاسیر کا خلاصہ نچوڑ ہے، علامہ بنوریؒ روح المعانی کی بابت فرماتے ہیں:

''تفسیر روح المعانی میری رائے میں قرآن کریم کی ایسی تفسیر ہے، جیسے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری، البتہ فتح الباری چونکہ مخلوق (حضرت محمد ﷺ) کے کلام کی شرح ہے، اس لئے امت پر صحیح بخاری کی شرح کا جو قرضہ تھا، اس نے اسے چکا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی انسان اس کا حق ادا کر سکے''۔ (علوم القرآن ص ۵۰۷)

علامہ بنوری فرماتے ہیں کہ:

تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، روح المعانی اور تفسیر ابی السعود، یہ چار تفسیریں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پر قناعت کرنا چاہے تو وہ ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے ان کے ساتھ تفسیر قرطبی کا اضافہ بھی فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صرف انہی پر اکتفاء کر لے تو ان شاء اللہ مجموعی حیثیت سے اسے دوسری تفاسیر سے بے نیاز کر دیں گی۔ (علوم القرآن ص ۵۰۲، ۵۰۷)

علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں چونکہ ہر آیت سے متعلق مختلف علوم، لغت، ادب، منطق، نحو،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صرف، کلام، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، اور تصوف کے حوالوں سے طویل اور مفصل علمی بحثیں کی ہیں۔ آیات کی ایک دوسرے سے مناسبت و ربط، سورتوں کے باہمی جوڑ، مشکل آیات کا حل، فقہی مسائل پر محققانہ بحث اور ترجیح راجح، اسرائیلی روایات کی نشاندہی اور ان پر رد، مختلف پیچیدہ اشکالات کے جوابات، فرق باطلہ کی تردید۔ غرض کوئی علمی گوشہ انہوں نے تشنہ نہیں چھوڑا۔ اس لئے قرآن پاک کے رموز و اسرار اور اس کے حقائق و دقائق کو سمجھنے کے لئے اگر یہ کہا جائے کہ ''روح المعانی'' کافی وشافی ہے تو یقیناً یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔

مخالفین اہل سنت کی بابت علامہ آلوسیؒ کا موقف:

علامہ آلوسیؒ چونکہ مشرباً سلفی اور عقیدۃً سنی ہیں، اس لئے انہوں نے روح المعانی میں جابجا مخالفین اہل سنت، روافض، معتزلہ، خوارج، وغیرہ کے عقائد ونظریات کا مدلل طریقے سے رد کرتے ہیں۔ اہل باطل نے اپنے فاسد عقائد کے لئے جن آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کا جھوٹا سہارا لیا ہے، ان کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ آلوسی ان کے استدلالات کی تردید کرتے ہیں۔ روح المعانی میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔

فقہی مسائل میں علامہ آلوسیؒ کا موقف:

علامہ آلوسی شافعی المسلک ہیں یا حنفی؟ ''**التفسیر والمفسرون**'' کے مولف اور دیگر محققین نے انہیں شافعی المسلک قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود متعدد مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلید کیا کرتے تھے۔ مگر یہ رائے ہمارے نظر میں محل نظر ہے۔

روح المعانی کے سرسری مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علامہ آلوسی حنفی تھے، جس کی دلیل یہ ہے کہ وہ کتاب میں کئی مقامات پر احناف کا مسلک ''**وعندنا**، ''**اشترط اصحابنا**''، ''**وذهب ساداتنا الحنيفة**'' وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حنفی تھے۔ مثلاً کفارہ یمین میں تحریر رقبہ کے سلسلے میں شوافع کا مسلک بیان کرنے کے بعد احناف کا مسلک یوں بیان کرتے ہیں ''**وقد ذكر بعض اصحابنا**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضابطا لما یجوز اعناقه فی الکفارة وما لا یجوز" (روح المعانی ج۵، جزء اول ص ۲۰) "محصر" کے بارے میں احناف کا مسلک یوں بیان کرتے ہیں "وعندنا یبعث من أحصر به و یجعل للمبعوث بیده یوم أمارة، فاذا جاء الیوم و غلب علی ظنه انه ذبح، تحلل". (روح المعانی ج۲ ص ۱۲۲)

اسی طرح آیت "ثلاثة قروء" میں "قروء" سے کیا مراد ہے؟ احناف کا مسلک وہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں "وذهب ساداتنا الحنفیة الی ان المراد بالقرء الحیض" (روح المعانی ج۲ ص ۱۹۹)

آیات احکام کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ آلوسی تمام مذاہب مع دلائل بیان کرتے ہیں، اکثر و بیشتر احناف کے مسلک کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر امام شافعی کے مسلک کو بھی ترجیح دی ہے۔ مثلاً آیت: ﴿والمطلقت یتربصن بأنفسهم ثلثة قروء﴾ میں قروء سے مراد حیض ہے یا طہر؟ متوافع امر احناف کا مسلک مع دلائل واعتراضات وجوابات بیان کرنے کے بعد شافعیہ کے مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

"و بالجملة کلام الشافعیة فی هذا المقام قوی کما لا یخفی علی من احاط باطراف کلامهم، و استقرأ ما قالوه، و تأمل ما دفعوا به أدلة مخالفیهم" (روح المعانی ج۲ ص ۲۰۱)

(ف):

دور حاضر کے عظیم محقق علامہ شیخ محمد زاہد کوثری مصریؒ (م ۱۳۷۱ھ) نے فرمایا ہے کہ:

''علامہ سید محمود آلوسی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نعمان آلوسی نے اس تفسیر میں کچھ رد و بدل کیا ہے جو کہ مفسر مرحوم کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ سے تقابل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ علامہ آلوسی کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ استانبول میں راغب پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔''

یاد رہے کہ نعمان آلوسی نے اگر یہ کام کیا ہے تو اس کی دلیل ہے کہ اس کے نظریات اپنے والد کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاف تھے، بظاہر یہی بات مضبوط لگتی ہے۔آج مماتی نعمان آلوسی کے حوالے سماع موتی پر پیش کر کے یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ محمود آلوسی کا بھی یہی نظریہ تھا۔محقق کوثری کی اس بات نے دلالت کردی کہ باپ بیٹے کے نظریات میں اختلاف تھا۔

تفسیر مظہری.....قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ:

آپ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی اولاد میں سے تھے،سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا تھا،اور سولہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ سے فارغ ہو چکے تھے، پہلے تو شیخ محمد عابد سنامی سے روحانی تعلق قائم فرمایا مگر ان کی رحلت کے بعد حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہ العزیز سے تعلق قائم کیا اور پھر ان ہی سے مجاز طریقت ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب دیا تھا،تیس سے زیادہ رسائل اور کتابیں تصنیف فرمائیں۔قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر زبان عربی میں لکھی جس کا نام اپنے شیخ کی نسبت سے تفسیر مظہری رکھا جو سات جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

ندوۃ المصنفین دہلی نے اس تفسیر کا اردو زبان میں ترجمہ کردیا ہے۔حضرت قاضی صاحب کی وفات ۱۲۲۵ھ کو ہوئی مزار پرانوار پانی پت ہی میں ہے۔(تذکرۃ المفسرین:ص ۱۷۵)

تفسیر حقانی.....مولانا عبدالحقؒ:

آپ خواجہ امیر شیخ علوی کے ہاں ۱۲۶۵ھ میں گمتھلہ میں پیدا ہوئے آپ کے بزرگ عالمگیر کے عہد میں کابل سے ہندوستان آئے تھے،آپ نے مفتی محمد لطف اللہ،مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے اکتساب علوم کیا،اور سلوک میں شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت کی،کلکتہ میں مدرسہ عالیہ کے پروفیسر بھی رہے،آپ نے چند شرفاء شہر کے تعاون سے دلی میں ایک سکول اور یتیم خانہ بھی قائم کیا۔

آپ نے عقائد اسلام اور ایک کتاب البیان بھی لکھی جس کا ترجمہ انگریزی میں بھی ہو چکا ہے، قرآن حکیم کی ایک تفسیر بنام **فتح المنان به تفسیر القرآن** مشہور بہ تفسیر حقانی لکھی جو بزمانہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آصف جاہ میر محبوب علی خان بہادر لکھی گئی، اور وجہ تصنیف میں یہ لکھا کہ:

''جب تخمیناً سو برس سے بڑے دور دراز سے ایک قوم عیسائی دانشمند، آزادی پسند ہندوستان میں آئی تو اپنے ساتھ صد ہا جہاز الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھی بھر کر لائی، اول تو یوں ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی اور الحاد کی برانڈی نے تو وہ آفت ڈھائی کہ:

☆ازافیون کہ ساقی درمے افگند☆

☆حریفاں رانہ سر ماند نہ دستار☆

جس سے غفلت اور باہمی نزاع اور بے دینی نے ہر طرف سے محیط ہو کر دینی و دنیوی برکات کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ ان کا دل خوش کرنے کے لئے ایک قوم نے تو وہ طرز عمل اختیار کیا کہ اہل یورپ کا پورا جامہ ہی پہن لیا جس طرح وہ لوگ برائے نام عیسائی اور درحقیقت سخت ملحد ہیں، نہ خدا کے قائل نہ ملائکہ وحشر ونشر، ثواب وعقاب، حلال وحرام، طاہر ونجس کے مقر بنی کون؟ ایک رفارمر مصلح، الہام، اور کلام ملائکہ مجنونوں کی بڑ، اسی طرح یہ لوگ بھی نبی اور ملائکہ اور الہام اور جبریل اور خرق عادات اور انبیاء علیہم السلام اور نعمہائے جنت اور جہنم کے وہ عقوبات کہ جو نصوص قرآن سے ثابت ہیں ان سب باتوں کی منکر اور حلال وحرام اور طہارت ونجاست وغیرہ جملہ احکام اسلام سے نافرمان اس پر نام کے مسلمان ہیں پھر ان کفریات اور پادریوں اور ملحدان یورپ کے معتقدات کا نام تحقیق اور ترقی اسلام رکھ کر صد ہا دولتمندوں اور آزادی پسندوں کی تفسیر کے پیرایہ میں ملحد وگمراہ بلکہ حقیقی اسلام کا بدخواہ بنا دیا، حیف صد ہا روحانی زہر کا پیالہ پلا دیا، لہذا حمیت اسلامی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے بے لیاقت کو مجبوراً اردو میں ایسی تفسیر لکھنے پر مامور کیا''۔

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے، ۴ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ کو تمام ہوئی، کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے، عبدالحق کی وفات ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔ (تذکرۃ المفسرین ص ۱۹۰) (آپ کا تذکرہ نزھۃ الخواطر ص ۲۴۱، ۲۴۲ ج ۸ یہ موجود ہے۔.....از صفدر)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفسیر ماجدی.....مولانا عبدالماجد دریابادیؒ:

آپ کے دادا مفتی مظہر کریم تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ھ میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اور دیگر علماء کرام کے ساتھ آپ کو بھی کالا پانی بھیجا گیا، آپ کے والد کا نام عبدالقادر تھا جو ڈپٹی کلکٹر تھے، مکہ مکرمہ میں عین ایام حج میں وفات پائی۔ عبدالماجد لکھنؤ سے تقریباً ۴۶ میل دور قصبہ دریاباد میں ۱۵ مارچ ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے۔

عصری تعلیم میں بی اے کیا، کچھ زمانہ ملحد اور بے دین رہے۔ مگر پھر مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئے ان ہی کی رائے سے حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تربیت حاصل کی، صاحب علم اور صاحب قلم تھے۔

پورے قرآن کی تفسیر لکھی جو تفسیر ماجدی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا، دونوں مطبوعہ اور دستیاب ہیں، کچھ زمانہ بیمار رہنے کے بعد ۶ جنوری ۱۹۷۷ھ مطابق ۱۳۹۸ھ لکھنؤ میں انتقال ہوا اور آپ کی میت کو دریاباد کے خاندانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

(ف):

مولانا دریابادی بھی دوسرے ان مفسرین کی طرح تھے جنہوں نے صرف اپنے علمی اور دینی ذوق کی بناء پر اسلامی کتب کا مطالعہ کیا اور قرآن کریم کی تفسیر لکھ دی۔ یہ جذبہ اگرچہ نیک ہے مگر تفسیر کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے ان سے لاتعلق رہ کر وہ تفسیر مسلک حق سے کچھ نہ کچھ ہٹ جاتی ہے یہی کیفیت تفسیر ماجدی کی ہے، مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے فرمایا ہے:

''دوسرے بہت سے علماء و مصنفین کی طرح بعض مسائل کے بارہ میں مولانا دریابادی مرحوم بھی اپنی کوئی انفرادی رائے رکھتے تھے، شخصیت سے قطع نظر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہور علماء امت کی رائے سے اختلاف میں سخت خطرہ ہے۔'' (ذکر ماجد ص ۳۳) (تذکرۃ المفسرین ص ۲۱۰)

معارف القرآن.....مفتی محمد شفیعؒ:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ کی ولادت دیوبند میں ہوئی آپ مولانا محمد یٰسین مدرس درجہ فارسی کے فرزند ارجمند تھے، تمام علوم اسلامیہ کی تعلیم وتکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی اور اسی مدرسہ میں مدرس، نائب مفتی اور پھر مفتی اعظم مقرر ہوئے۔ آپ کے حالات گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔

تفسیر الجواہر.....شیخ طنطاوی بن جوہریؒ:

آپ مصر کے قریب ''عوض اللہ حجازی'' نامی بستی میں ۱۲۸۷ھ کو پیدا ہوئے۔ جامع ازہر میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کی، کئی مضامین وطنی آزادی کے لئے مصر کے مشہور جریدہ ''اللواء'' میں لکھتے رہے، پھر مستقل ایک کتاب بنام ''نهضة الامة و حياتها'' کے عنوان سے لکھی، زیادہ وقت تالیف میں گذرا، قرآن کریم کی ایک مبسوط تفسیر لکھی جس کا پورا نام تو ''الجواهر فی تفسير القرآن الكريم المشتمل على عجائب بدائع المكونات و غرائب الآيات الباهرات'' ہے مگر مشہور تفسیر جوہری کے نام سے ہے۔

یہ تفسیر ۲۶ جلدوں میں ۱۳۴۴ھ کو مکمل ہوئی، مفسر کی وفات ۱۳۵۸ھ کو ہوئی، تفسیر مطبوعہ ہے اور عام دستیاب ہے۔

(ف): طنطاوی کی یہ تفسیر فلسفیانہ طرز پر ہے، گویا کہ تفسیر کبیر کا مکمل چربہ ہے۔ (حضرت بنوریؒ نے مصنف کے اسلوب سے اور اس کے بعض مقامات سے اختلاف کیا ہے۔.....از صفدر)

(تذکرۃ المفسرین: ص ۱۹۶)

صفوۃ التفاسیر.....محمد علی صابونیؒ:

آپ مکہ مکرمہ میں ''كلية الشرعية والدراسات الاسلامية'' کے استاذ ہیں، علوم قرآن و حدیث سے آپ کو وافر حصہ عطا ہوا ہے، آپ نے ''احكام القرآن'' کے طرز پر قرآن عزیز کی ایک جامع تفسیر بنام ''روائع البيان'' تالیف فرمائی ہے جو ''تفسير صابونی'' کے نام سے مشہور ہے اور دو ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں علامہ صابونیؒ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے کتب لغۃ اور حدیث کے علاوہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پندرہ معتمد علیہ تفاسیر سے استفادہ کیا ہے، کتاب اس قابل ہے کہ دورہ تفسیر اور درجہ تخصص تفسیر میں داخل نصاب کیا جائے۔(تذکرۃ المفسرین:ص۲۱۶)

تفسیر قاسمی..... جمال الدین قاسمی جمال الدین بن محمد سعید الحلاقؒ:

آپ کی ولادت دمشق میں ۱۲۸۳ھ کو ہوئی اور دمشق ہی میں علماء عصر سے استفادہ علوم اسلامیہ کیا، شام کی حکومت نے آپ کو شہروں اور دیہاتوں میں تعلیم وتدریس کے مقرر فرمایا، چار سال بعد مصر اور پھر مدینہ منورہ کی زیارت کی۔ چونکہ آپ کسی امام کی تقلید نہ کرتے تھے اس لئے آپ پر نئے مذہب کی اختراع کا حکم لگایا گیا جس کا نام مذہب جمالی رکھا گیا، مگر یہ سب الزامات بے بنیاد تھے، بالآخر تمام مناصب اور مشاغل عامہ سے علیحدہ ہو کر تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔

احیاء العلوم امام غزالی کا اختصار لکھا، کئی مختصر کتب کے علاوہ قرآن عزیز کی تفسیر بنام محاسن التاویل لکھی جو تفسیر قاسمی کے نام سے مشہور ہے اور عام دستیاب ہے۔ قاسمی کی وفات دمشق ہی میں ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔(تذکرۃ المفسرین ص۱۸۹)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم الله الرحمن الرحیم

جزء حیاة الانبیاء

للامام ابی بکر بن الحسین البهیقی م۴۵۸ھ

اخبرنا الشیخ الامام زین الاسلام أبو نصر عبدالرحیم بن عبدالکریم بن هوازن القشیری رضی الله عنه فی کتابه الینا من نیسابور. قال اخبرنا الشیخ الامام ابو بکر احمد بن الحسین البیهقی رحمه الله قرأة علیه و أنا اسمع فی ربیع الآخر من سنة خمس و اربعین و أربعما ئة. و أخبرنا الشیخ الامام الحافظ ابو بکر محمد بن عبدالله بن حبیب العامری أیده الله. قال أنبا شیخ القضاة أبو علی اسمعیل بن أحمد بن الحسین البیهقی فیما قرأت علیه أنبأ الامام والدی شیخ السنة رحمه الله قال ، الحمد لله رب العلمین، والعاقبة للمتقین، وصلاته علی سیدنا محمد و آله أجمعین، ذکر ما روی فی حیاة الأنبیاء صلوات الله علیهم بعد وفاتهم، أخبرنا أبو سعید أحمد بن محمد الخلیل الصوفی رحمه الله، قال أنبأ أبو أحمد عبدالله بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبدالله الرومی قال ثنا الحسن بن عرفة قال حدثنی الحسن بن قتیبة المدائنی ثنا المستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ "الأنبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" هذا حدیث یعد فی أفراد الحسن بن قتیبة المدائنی. و قد روی عن یحی بن أبی بکیر عن المستلم بن سعید، وهو فیما أخبرنا الثقة من اهل العلم قال أنبأ أبو عمرو بن حمدان قال أنبأ أبو یعلی الموصلی ثنا أبو الجهم الأزرق بن علی ثنا یحی بن أبی بکیر ثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت عن أنس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ "الأنبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" وقد روی من وجه آخر عن أنس بن مالک موقوفا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أخبرنا أبو عثمان الامام رحمه الله أنبأ زاهر ابن أحمد أنبأ أبو جعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثنا مؤمل ثنا عبید الله بن أبی حمید الهذلی عن أبی المملیح عن أنس بن مالک "الانبیاء فی قبورهم أحیاء یصلون" و روی کما أخبرنا أبو عبدالله الحافظ ثنا أبو حامد أحمد بن علی الحسنوی املاء ثنا أبو عبدالله محمد بن العباس الحمصی ثنا أبو الربیع الزهرانی ثنا اسمعیل بن طلحة بن یزید عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن ثابت عن أنس عن النبیﷺ قال "ان الأنبیاء لا یترکون فی قبورهم بعد أربعین لیلة و لکنهم یصلون بین یدی الله عز و جل حتی ینفخ فی الصور" و هذا ان صح بهذا اللفظ فالمراد به والله أعلم لا یترکون یصلون الا هذا المقدار ثم یکونون مصلین فیما بین یدی الله عز و جل کما روینا فی الحدیث الأول. وقد یحتمل أن یکون المراد به رفع أجسادهم مع ارواحهم. فقد روی سفیان الثوری فی الجامع قال قال شیخ لنا عن سعید بن المسیب قال . ما مکث نبی فی قبره اکثر من اربعین لیلة حتی یرفع فعلی هذا یصیرون کسائر الاحیاء یکونون حیث ینزلهم الله عز و جل کما روینا فی حدیث المعراج وغیره أن النبیﷺ رأی موسی علیه السلام قائماً یصلی فی قبره ثم رآه مع سائر الأنبیاء علیهم السلام فی بیت المقدس ثم رآهم فی السموات والله تبارک و تعالیٰ فعال لما یرید. و لحیاة الأنبیاء بعد موتهم صلوات الله علیهم شواهد من الأحادیث الصحیحة. (منها) ما اخبرنا أبو الحسین علی بن محمد بن عبدالله بن بشران ببغداد أنبأ اسمعیل بن محمد الصفار ثنا محمد بن عبدالملک الدقیقی ثنا یزید بن هرون ثنا سلیمان التیمی عن أنس بن مالک أن بعض أصحاب النبیﷺ أخبره أن النبیﷺ لیلة أسری به مر علی موسی علیه السلام وهو یصلی فی قبره. و أخبرنا أبو الحسین بن بشران

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

أنبأ اسمعيل أنبأ أحمد بن منصور بن سيار الرمادى ثنا يزيد بن أبى حكيم ثنا سفيان يعنى الثورى ثنا سليمان التيمى عن أنس بن مالک قال قال رسول اللهﷺ "مررت على موسى وهو قائم يصلى فى قبره" أخبرنا أبو عبدالله الحافظ ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبدالله بن المنادى ثنا يونس بن محمد المؤدب ثنا حماد بن سلمة ثنا سليمان التيمى و ثابت البنانى عن أنس بن مالک أن رسول اللهﷺ قال "أتيت موسى ليلة أسرى بى عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلى فى قبره" أخرجه أبو الحسين مسلم بن الحجاج النيسابورى رحمه الله من حديث حماد بن سلمة عنهما، و أخرجه من حديث الثورى و عيسى بن يونس و جرير بن عبدالحميد عن التيمى أخبرنا أحمد بن على الحربى ثنا حاجب بن أحمد ثنا محمد بن يحى ثنا أحمد بن خالد الوهبى ثنا عبدالعزيز بن أبى سلمة عن عبدالله ابن الفضل الهاشمى عن أبى سلمة بن عبدالرحمن عن أبى هريرة قال قال رسول اللهﷺ "لقد رأيتنى فى الحجر و أنا أخبر قريشاً عن مسراى فسألونى عن أشياء من بيت المقدس لم أثبتها فكربت كربا ما كربت مثله قط فرفعه الله لى أنظر اليه ما يسألونى عن شىء الا أنبأتهم به وقد رأيتنى فى جماعة من الأنبياء فاذا موسى قائم يصلى فاذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال شنوءة واذا عيسى بن مريم قائم يصلى أقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفى و اذا ابراهيم قائم يصلى أشبه الناس به صاحبكم، يعنى نفسه، فحانت الصلاة فأممتهم فلما فرغت من الصلاة قال لى قائل يا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم عليه فالتفت اليه فبدأنى بالسلام. أخرجه مسلم فى الصحيح من حديث عبدالعزيز، وفى حديث سعيد بن المسيب وغيره أنه لقيهم فى مسجد بيت المقدس، وفى حديث أبى ذر و مالک بن صعصعة فى قصة المعراج أنه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لقیهم فی جماعة الانبیاء فی السموات و کلمهم و کلموه و کل ذلک صحیح لا یخالف بعضه بعضاً فقد یری موسی علیه السلام قائماً یصلی فی قبره ثم یسری بموسی وغیره الی بیت المقدس کما أسری بنبیناﷺ فیراهم فیه ثم یعرج بهم الی السموات کما عرج بنبیناﷺ فیراهم فیها کما أخبره. و صلاتهم فی أوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل کما ورد بها خبر صادق و فی کل ذلک دلالة علی حیاتهم. (ومما) یدل علی ذلک ما أخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ثنا أبو جعفر أحمد بن عبدالحمید الحارثی ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن أبی الاشعث الصنعانی عن أوس بن أوس قال قال رسول اللهﷺ "أفضل أیامکم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض و فیه النفخة وفیه الصعقة فأکثروا علی من الصلاة فیه فان صلاتکم معروضة علی قالوا و کیف تعرض صلاتنا علیک وقد أرمت، یقولون بلیت، فقال ان الله قد حرم علی الارض أن تأکل أجساد الانبیاء" علیهم السلام، أخرجه أبوداؤد السجستانی فی کتاب السنن وله شواهد، (منها) ما أخبرنا أبو عبدالله الحافظ ثنا أبوبکر بن اسحاق الفقیه ثنا أحمد بن علی الدینار ثنا أحمد بن عبدالرحمن بن بکار الدمشقی ثنا الولید بن مسلم حدثنی أبو رافع عبد سعید المقبری عن أبی مسعود الأنصاری عن النبیﷺ أنه قال"اکثروا الصلاة علی فی یوم الجمعة فانه لیس أحد یصلی علی یوم الجمعة الا عرضت علی صلاته". قال أبو عبدالله رحمه الله أبو رافع هذا هو اسمعیل بن رافع. و أخبرنا علی بن أحمد عبدان الکاتب ثنا أحمد بن عبید الصفار ثنا الحسن بن سعید ثنا ابراهیم بن الحجاج ثنا حماد ابن سلمة عن یزید بن سنان عن مکحول الشامی عن أبی أمامة قال قال رسول اللهﷺ "اکثروا علی من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الصلاة فی کل یوم جمعة فان صلاة أمتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فمن کان أکثرهم علی صلاة کان أقربهم منی منزلة" و أخبرنا أبوالحسن علی بن محمد بن علی السقاء الاسفرائینی قال حدثنی والدی أبو علی ثنا أبو رافع أسامة بن علی بن سعید الرازی بمصر ثنا محمد بن اسمعیل بن سالم الصائغ حدثتنا حکامة بنت عثمان بن دینار أخی مالک بن دینار قالت حدثنی أبی عثمان بن دینار عن أخیه مالک بن دینار عن أنس بن مالک خادم النبیﷺ قال قال النبیﷺ "ان أقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن أکثرکم علی صلاة فی الدنیا من صلی علی فی یوم الجمعة و لیلة الجمعة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا یوکل الله بذلک ملکا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا یخبرنی من صلی علی باسمه و نسبه الی عشیرته فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء". وفی هذا المعنی الحدیث الذی أخبرنا أبو علی الحسین بن محمد الروزبادی أنبأ أبو بکر بن داسة ثنا أبو داؤد ثنا أحمد بن صالح قال قرأت علی عبدالله بن نافع قال أخبرنی ابن أبی ذئب عن سعید المقبری عن أبی هریرة قال قال رسول اللهﷺ "لا تجعلوا بیوتکم قبوراً ولا تجعلوا قبری عیداً و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم". وفی هذا المعنی الحدیث الذی أخبرنا أبو محمد عبدالله بن یحی بن عبدالجبار السکری ببغداد ثنا اسمعیل بن محمد الصفار ثنا عباس بن عبدالله الترقفی ثنا أبو عبدالرحمن المقری ثنا حیوة بن شریح عن أبی صخر عن یزید بن عبدالله بن قسیط عن أبی هریرة أن رسول اللهﷺ قال "مامن أحد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی أرد علیه السلام" و انما أراد والله أعلم الا وقد رد الله الی روحتی أرد علیه السلام وفی هذا المعنی الحدیث الذی أخبرنا أبو القاسم علی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـن الحسين بن على الطهمانى ثنا أبو الحسن محمد بن محمد الكارزى ثنا على بـن عبدالعزيز ثنا أبو نعيم ثنا سفيان عن عبدالله بن السائب عن زاذان عن عبدالله بـن مسعود قال قال رسول اللهﷺ "ان لله عز و جل ملائكة سياحين فى الأرض يبـلغـونـى عـن أمتـى السـلام" و أخبـرنـا أبـو الـحسين بن بشر ان و أبو القاسم عبـدالرحمن بن عبيدالله الحرقى قالا أنبأ حمزة بن محمد بن العباس ثنا أحمد بن الـوليـد ثنا أبو أحمد الزبيرى ثنا اسرائيل عن أبى يحى عن مجاهد عن ابن عباس قـال "ليـس أحـد مـن أمة مـحـمـدﷺ يصلى عليه صلاة الا وهى تبلغه يقول له الـمـلـك فـلان يصلى عليك كذا و كذا صلاة" أخبرنا على بن محمد بن بشر ان أنبـأ أبـو جعفر الرازى ثنا عيسى بن عبدالله الطيالسى ثنا العلاء بن عمرو الحنفى ثـنا أبو عبدالرحمن عن الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبىﷺ قال "مـن صـلـى عـلـى عـنـد قـبـرى سـمـعتـه و مـن صـلـى على نائياً منه ابلغته" أبو عبـدالـرحمن هذا هو محمد بن مروان السدى فيما أرى و فيه نظر و قد مضى ما يؤكد و أخبرنا أبو عبدالله الحافظ أنبأ أبو عبدالله الصفار ثنا أبو بكر بن أبى الدنيا حـدثنى سويد بن سعيد حدثنى ابن أبى الرجال عن سليمان بن سحيم قال رأيت الـنبىﷺ فى النوم فقلت ، يـا رسول الله هؤلاء الذين يأتونك فيسلمون عليك أتـفـقـه سـلامهـم قـال "نـعـم وارد عليهم" و مما يدل على حياتهم ما أخبرنا أبو عبدالله محمد بن عبدالله الحافظ أخبرنى أبو محمد المزنى ثنا على بن محمد بن عيسـى ثـنـا أبـو اليـمـان أنبـأ شـعيـب عـن الـزهرى قـال أخبرنى أبو سلمة بن عبـدالـرحمن و سعيد بن المسيب أن أبا هريرة قال استب رجل من المسلمين و رجل من اليهود فقال المسلم والذى اصطفى محمداً على العالمين فأقسم بقسم فـقـال اليهودى والذى اصطفى موسى على العالمين فرفع المسلم عند ذلك يده

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فلطم الیهودی فذهب الیهودی الی النبیﷺ فأخبره بالذی کان من أمره و أمر المسلم فقال النبیﷺ "لا تخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون فأکون أول من یفیق فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا أدری أکان فیمن صعق فأفاق قبلی أو کان ممن استثنی الله عز وجل". رواه البخاری فی الصحیح عن أبی الیمان و رواه المسلم عن عبدالله بن عبدالرحمن وغیره عن أبی الیمان و فی الحدیث الثابت عن الاعرج عن أبی هریرة عن النبیﷺ أنه قال "لا تفضلوا بین أنبیاء الله تعالیٰ فانه ینفخ فی الصور لیصعق من فی السموات ومن فی الأرض الا من یشاء الله ثم نفخ فیه أخری فأکون أول من بعث فاذا موسی آخذ بالعرش فلا أدری أحوسب بصعقة یوم الطور أم بعث قبلی و هذا انما یصح علی أن الله جل ثناؤه رد الی الأنبیاء علیهم السلام أرواحهم فهم أحیاء عند ربهم کالشهداء فاذا نفخ فی النفخة الاولی صعقوا ثم لا یکون ذلک موتا فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار فان کان موسی علیه السلام ممن استثنی الله عز و جل بقوله الا من شاء الله فانه عز و جل لا یذهب باستشعاره فی تلک الحالة و یحاسبه بصعقه یوم الطور و یقال أن الشهداء من جملة ما استثنی الله عز و جل بقوله الا ما شاء الله. و روینا فیه خبراً مرفوعاً وهو مذکور مع سائر ما قیل فی کتاب البعث والنشور و بالله التوفیق. آخر کتاب حیاة الانبیاء علیهم الصلاة والسلام والحمد لله رب العلمین و صلی الله علی سیدنا محمد و آله وسلم.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم الله الرحمن الرحیم

حیاة الأنبیاء علیهم الصلوة والسلام

للشیخ الامام الفقیه المحدث علی بن عبدالکافی تقی الدین السبکی
الشافعی رحمه الله تعالی المتوفی سنة ۷۴۶ھج / ۱۳۵۵ء

قال الشیخ الاجل الحافظ تقی الدین السبکی (نفعنا بعلومه) فی الباب التاسع من کتابه "شفاء السقام" بعد ما قدم عدة احادیث فی هذا الموضوع الدالة علی حیاة الانبیاء علیهم السلام. قد تضمنت الاحادیث المتقدمة ان روح النبی ﷺ ترد علیه و انه یسمع و یرد السلام فاحتجنا الی النظر فیما قد قیل فی ذلک بالنسبة الی الانبیاء والشهداء و سائر الموتی. صنف الحافظ ابو بکر البیهقی رحمه الله فی ذلک جزأ و روی فیه احادیث منها الانبیاء صلوات الله علیهم احیاء فی قبورهم یصلون. ورواه ابن عدی فی الکامل انا غیر واحد اذنا عن ابن المقیر عن ابن الشرزوری انا اسماعیل بن مسعده انا حمزة بن یوسف انا احمد بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبدالله الرومی مولی المعتمد علی الله امیر المؤمنین ثنا الحسین بن عرفة حدثنی الحسن بن قتیبة المدائنی ثنا المستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول الله ﷺ الانبیاء صلوات الله علیهم احیاء فی قبورهم یصلون، قال ابن عدی وللحسن بن قتیبة هذا احادیث غرائب حسان فاجو انه لا بأس به، و ذکره ابن ابی حاتم و لم یذکر فیه جرحا ولا تعدیلا و ذکره الخطیب فی التاریخ و قال عن البرقانی عن الدار قطنی انه متروک الحدیث و روی البیهقی هذا الحدیث فی صدر الجزء الذی صنفه عن ابی سعید احمد بن محمد بن الخلیل الصوفی عن ابن عدی بسنده المذکور ثم قال البیهقی هذا حدیث یعد فی افراد الحسن بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قتیبة. وقد روی عن یحی بن ابی بکیر عن المستلم بن سعید وهو قیما انا الثقة من اهل العلم انا ابو عمرو بن حمدان انا ابو یعلی الموصلی ثنا ابو الجهم الازرق بن علی ثنا یحی بن ابی بکیر ثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال قال رسول اللهﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون. قلت و یحی بن ابی بکیر ثقة وان کان غیره فلم اعرفه. قال البیهقی و روی کما اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو حامد احمد بن علی الحسنوی املاء ثنا ابو عبدالله محمد بن العباس الحمصی بحمص ثنا ابو الربیع الزاهرانی ثنا اسماعیل ابن طلحة بن یزید عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن ثابت عن انس رضی الله عنه عن النبیﷺ قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورهم بعد اربعین لیلة و لکنهم یصلون بین یدی الله تعالیٰ حتی ینفخ فی الصور. قال البیهقی وهذا ان صح بهذا اللفظ فالمراد به والله اعلم لا یترکون لا یصلون الا هذا المقدار ثم یکونون مصلین فیما بین یدی الله تعالیٰ قال البیهقی و لحیاة الانبیاء بعد موتهم شواهد من الاحادیث الصحیحة. ثم ذکر البیهقی باسانیده حدیث، مررت بموسی وهو قائم یصلی فی قبره، وحدیث قد رأیتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی و اذا رجل ضرب جعد کأنه من رجال شنوءة و اذا عیسی ابن مریم قائم یصلی اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفی، واذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به صاحبکم، یعنی نفسه، فحانت الصلاة فأممتهم فلما فرغت من الصلاة قال قائل لی یا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم علیه فالتفت الیه فبدأنی بالسلام، اخرجه مسلم. وفی حدیث سعید بن المسیب وغیره انه لقیهم فی بیت المقدس وفی حدیث ابی ذر فی صفة المعراج انه لقیهم فی السموات و کلموه و کلمهم و کل ذلک صحیح لا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یخالف بعضه بعضا فقد رای موسی علیه السلام قائما یصلی فی قبره، ثم یسری بموسی وغیره الی بیت المقدس کما اسری بنبیناﷺ ثم یعرج بهم الی السموات کما عرج بنبینا علیه الصلاة والسلام فیراهم فیها کما اخبر وحلولهم فی اوقات بمواضع مختلفات فانه فی العقل کما ورد به خبر الصادق وفی کل ذلک دلالة علی حیاتهم. و مما یدل علی ذلک و ساق اسناده الی اوس بن اوس قال قال رسول اللهﷺ افضل ایامکم یوم الجمعة و فیه خلق آدم و فیه قبض و فیه النفخة و فیه الصعقة فاکثروا علی من الصلاة فیه فان صلاتکم معروضة قالوا و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت، یقولون بلیت فقال ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء، أخرجه ابو داؤد. قال البیهقی وله شواهد، منها ما انا ابو عبداللہ انا ابن اسحاق الفقیه انا الابار ثنا احمد بن عبدالرحمن ثنا الولید ثنا ابو رافع عن سعید المقبری عن ابی مسعود الانصاری عن النبیﷺ انه قال اکثروا الصلاة علی فی یوم الجمعة فانه لیس یصلی علی احد یوم الجمعة الا عرضت علی صلاته. وانا علی بن احمد انا احمد بن عبید ثنا الحسین بن سعید ثنا ابراهیم ثنا حماد عن برد عن مکحول عن ابی امامة قال قال رسول اللهﷺ اکثروا علی من الصلاة فی کل یوم جمعة فان صلاة امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فمن کان اکثرهم علی صلاة کان اقربهم منی منزلة. وانا الاسفرائنی حدثنی والسدی انا اسامة بمصر ثنا محمد ابن اسماعیل الصائغ حدثنا حکامة بنت عثمان بن دینار عن مالک بن دینار عن انس قال قال رسول اللهﷺ ان اقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن اکثرکم علی صلاة فی الدنیا فمن صلی علی یوم الجمعة و لیلة الجمعة قضی اللہ له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا ثم یوکل اللہ بذلک ملکا یدخله فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبری کما تدخل علیکم الهدایا یخبر من صلی علی باسمه و نسبه الی عشیرته فاثبته عندی فی صحیفة بیضاء. ثم ذکر البهیقی حدیث، فان صلاتکم تبلغنی حیث ما کنتم و حدیث، مامن احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد، قال البیهقی وانما اراد والله اعلم الا وقد رد الله علی روحی حتی ارد علیه. قلت، وقد تقدم احتمال آخر ثم ذکر البیهقی حدیث، ان لله ملائکة سیاحین یبلغونی عن امتی السلام، وقول ابن عباس لیس احد من امة محمدﷺصلی علیه صلاة الا وهی تبلغه یقول له الملک فلان یصلی علیک کذا و کذا صلاة، و حدیث، من صلی علی عند قبری سمعته، من طریق ابی عبدالرحمن و قال هو محمد بن مروان السدی فیما اری و فیه نظر وقد مضی ما یؤکده، هذا قول البیهقی و ذکر ما قدمناه عن سلیمان بن سحیم. ثم قال و مما یدل علی حیاتهم ما انا ابو عبدالله الحافظ و ساق اسناده و ذکر حدیث، فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا ادری أکان فیمن صعق؟ فافاق قبلی أو کان ممن استثنی الله عز و جل، رواه البخاری و مسلم، قال البیهقی وهذا انما یصح علی ان الله عز وجل رد علی الانبیاء صلوات الله علیهم ارواحهم فهم احیاء عند ربهم کالشهداء فاذا نفخ فی الصور النفخة الاولی صعقوا فیمن صعق ثم لا یکون ذلک موتا فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار فان کان موسی علیه السلام ممن استثنی الله بقوله (الا من شاء الله) فانه لا یذهب استشعاره فی تلک الحالة فیحاسبه بصعقه یوم الطور و یقال ان الشهداء من جملة من استثنی الله عز و جل بقوله تعالی (الا من شاء الله) و روینا فی ذلک خبرا مرفوعا، هذا جملة ما ذکره الحافظ ابو بکر البیهقی فی کتاب حیاة الانبیاء فی قبورهم لم نحذف منه الا بعض الاسانید او بعض الزیادة فی الاسماء و قد قدمنا فی حدیث من سنن ابن ماجه فیه فنبی الله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حی یرزق. وقال البیهقی فی دلائل النبوة وفی الحدیث الصحیح عن سلیمان التیمی و ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللهﷺ قال اتیت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره. و روینا فی الحدیث الصحیح عن ابی سلمة عن ابی هریرة ان النبیﷺ قال و قد رأیتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی، و ذکر ابراهیم و عیسی و صفهم ثم قال، فحانت الصلوة فاممتهم، و روینا فی حدیث ابن المسیب انه لقیهم فی بیت المقدس، و روینا فی حدیث انس انه بعث له آدم فمن دونه من الانبیاء فامهم رسول اللهﷺ تلک اللیلة، و روینا فی الحدیث الصحیح عن انس عن مالک بن صعصعة و عن انس عن ابی ذر رضی الله عنه ان رسول اللهﷺ رأی موسی بن عمران فی السماء السادسة، و لیس بین هذا الاخبار منافاة فقد یراه فی مسیره قائما یصلی فی قبره ثم یسار به الی بیت المقدس کما اسری بالنبیﷺ فرآه فیه ثم یعرج به الی السماء السادسة کما عرج بالنبیﷺ فرآه فی السماء و کذالک سائر من رآه من الانبیاء فی الارض ثم فی السماء والانبیاء صلوات الله علیهم احیاء عند ربهم کالشهداء فلا ینکر حلولهم فی اوقات بمواضع مختلفات کما ورد خبر الصادق به، هذا کلام البیهقی. وقد ثبت فی الصحیح فی حدیث الاسراء انهﷺ وجد آدم فی السماء الدنیاوقال فیه فاذا رجل عن یمینه اسودة وعن یساره اسودة فاذا نظر قبل یمینه ضحک و اذا نظر قبل شماله بکی؟ مرحبا! بالنبی الصالح والابن الصالح، وجد ابراهیم فی السابعة مسندا ظهره الی البیت المعمور وقالﷺ مررت لیلة اسری بی علی موسی بن عمران رجل آدم طوال جعد کأنه من رجال شنوءة، و رأیت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس. وقال فی حدیث آخر، لقیت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موسی فاذا برجل حسبته قال مضطرب رجل الرأس کأنه من رجال شنوء ة، ولقیت عیسی فاذا ربعة حمراء کانما خرج من دیماس یعنی حماما و رأیت ابراهیم و انا اشبه ولده به. وفی حدیث آخر أرانی لیلة عند الکعبة فرأیت رجلا آدم کاحسن ما انت راء من الرجال من آدم الرجال له لمة کاحسن ما انت راء من اللمم قد رجلها فهی تقطر ماء متکأ علی رجلین أو علی عواتق رجلین یطوف بالبیت فسألت من هذا فقیل هذا المسیح بن مریم. وفی حدیث : لقد رأیتنی فی الحجر و قریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربا ما کربت مثله قط قال فرفعه الله انظر الیه ما یسألونی عن شیء الا انبأتهم وقد رأیتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کأنه من رجال شنوء ة واذا عیسی بن مریم قائم یصلی اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود الثقفی واذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به صاحبکم یعنی نفسه فحانت الصلاة فاممتهم فلما فرغت من الصلاة قال قائل یا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم علیه فالتفت الیه فبدأنی بالسلام، وفی حدیث آخر : ان رسول اللهﷺ مربوادی الازرق فقال کأنی انظر الی موسی هابطا من الثنیة وله جؤار الی الله بالتلبیة ثم أتی علی ثنیة هرشی فقال کأنی انظر الی یونس بن متی علی ناقة حمراء جعدة علیه جبة من صوف خطام ناقته خلبة وهو یلبی. وفی حدیث آخر : کأنی انظر الی موسی واضعا اصبعیه فی اذنیه، وهذه الاحادیث کلها فی الصحیح و قد تقدم فی موسی و عیسی و جمیع الانبیاء المذکورین شیء کثیر من صفات الاجسام، و کذالک صلاتهم قیاما و امامة النبیﷺ، ولا یقال ان ذلک رؤیا منام و ان قوله أرانی فیه اشارة الی النوم لان الاسراء وما اتفق فیه کان یقظة علی الصحیح الذی علیه جمهور السلف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والـخـلف ولو قيل بانه نوم فرؤيا الانبياء حق و قوله ارانى لا دلالة فيه على المنام بـدليـل قوله رأيتنى فى الحجر و كان ذلک فى اليقظة كما يدل عليه بقية الكلام، وقـال تـعـالى (فلا تكن فى مرية من لقائه) وفى صحيح مسلم كان قتادة يفسرها ان نبـى الله ﷺ قـد لـقـى مـوسى و قد قيل فى قوله تعالى (واسئل من ارسلنا من قبـلک مـن رسـلـنـا) ان النبى ﷺ سألهم ليلة الاسراء قال القاضى عياض رحمه الله. فـان قيـل يـحـجون و يلبون وهم اموات وهم فى الدار الاخرة و ليست دار عـمـل، فـاعلم ان للمشائخ و فيما ظهر لنا عن هذا اجوبة أحدها انهم كالشهداء بـل افضل منهم والشهداء احياء عند ربهم فلا يبعد ان يحجوا و يصلوا كما ورد فـى الـحديث الآخر. وان يتقربوا الى الله تعالىٰ بما استطاعوا لانهم وان كانوا قد تـوفـوا فهـم فـى هـذه الـدنيـا التـى هى دار العمل حتى اذا فنيت مدتها و تعقبتها الآخـرة التى هى دار الجزاء انقطع العمل. والوجه الثانى ان عمل الآخرة ذكر و دعـاء، قـال الله تـعالىٰ (دعواهم فيها سبحانک اللهم). الثالث ان يكون رؤيا منام فهـم فـى غيـر ليـلة الاسراء. الرابع انه ﷺ ارى حالهم التى كانت فى حياتهم و مثلوا له فى حال حياتهم كيف كانوا و كيف كان حجهم و تلبيتهم. الخامس ان يـكـون اخبـر عما أوحى اليه ﷺ من امرهم وماكان منهم ان لم يرهم رؤية عين، هـذا كلام القاضى، والوجه الاول والثانى يلزم منهما الحياة. والثالث لا يأتى فى ليـلة الاسـراء. والـرابـع والـخامس انما يأتيان فى الحج والتلبية و نحوهما واما فيـمـا حـصـل ليـلة الاسـراء فـلا. والـجواب الصحيح فى الصلاة و نحوها احد جـوابيـن، امـا ان نـقـول البـرزخ يـنسـحب عليه حكم الدنيا فى استكثارهم من الاعـمال و زيادة الاجور وهو الجواب الاول الذى ذكره القاضى، واما ان نقول ان الـمـنـقـطع فى الآخرة انما هو التكليف وقد يحصل الاعمال من غير تكليف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی سبیل التلذذ بها والخضوع للہ تعالیٰ ولهذا انهم یسبحون و یدعون و یقرؤن القرآن وانظر الی سجود النبیﷺ وقت الشفاعة أليس ذلک عبادة و عملا، وعلی کلا الجوابین لا یمتنع حصول هذه الاعمال فی مدة البرزخ وقد صح عن ثابت البنانی التابعی انه قال، اللهم ان کنت اعطیت احدا ان یصلی فی قبره فاعطنی ذلک فرىء بعد موته یصلی فی قبره، و تکفی رؤیة النبیﷺ لموسی قائما یصلی فی قبره ولان النبیﷺ و سائر الانبیاء لم یقبضوا حتی خیروا بین البقاء فی الدنیا و بین الآخرة فاختاروا الآخرة ولا شک انهم لو بقوا فی الدنیا لازدادوا من الاعمال الصالحة ثم انقلبوا الی الجنة فلو لم یعلموا ان انتقالهم الی الله اکمل ما اختاروا ولو کان انتقالهم من هذه الدار یفوت علیهم زیادة فیما یقرب الی الله لما اختاروه. فهذه نبذة من الاحادیث الصحیحة الدالة علی حیاة الانبیاء، والکتاب العزیز یدل علی ذلک ایضا، قال تعالی (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون) واذا ثبت ذلک فی الشهید ثبت فی حق النبیﷺ بوجوه. احدها ان هذه رتبة شریفة اعطیت للشهید کرامة له ولا رتبة أعلی من رتبة الانبیاء ولا شک ان حال الانبیاء أعلی و اکمل من حال جمیع الشهداء فیستحیل ان یحصل کمال للشهداء ولا یحصل للأنبیاء لا سیما هذا الکمال الذی یوجب زیادة القرب و الزلفی والنعیم والانس بالعلی الأعلی. الثانی ان هذه الرتبة حصلت للشهداء اجرا علی جهادهم و بذلهم انفسهم للہ تعالیٰ والنبیﷺ هو الذی سن لنا ذلک و دعانا الیه و هدانا له باذن الله تعالی و توفیقه، وقد قالﷺ من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها الی یوم القیامة ومن سن سنة سیئة فعلیه وزرها و وزر من عمل بها الی یوم القیامة. وقالﷺ من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من یتبعه لا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ینقص ذلک من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من یتبعه ینقص ذلک من آثامهم شیئا. والاحادیث الصحیحة فی ذلک کثیرة مشهورة فکل أجر حصل للشهید حصل للنبیﷺ لسعیه مثله والحیاة اجر فیحصل للنبیﷺ مثلها زیادة علی ما لهﷺ من الاجر الخاص من نفسه علی هدایة للمهتدی وعلی ما له من الاجور علی حسناته الخاصة من الاعمال والمعارف والاحوال التی لا تصل جمیع الامة الی عرف نشرها ولا یبلغون معشار عشرها، و هکذا نقول ان جمیع حسناتنا و اعمالنا الصالحة و عبادات کل مسلم تسطر فی صحائف نبینا محمدﷺ زیادة علی ما له من الاجر و یحصل لهﷺ من الاجور بعدد امته اضعافا لا یحصرها الا الله تعالیٰ و یقصر العقل عن ادراکها فان کل مهتد و عامل الی یوم القیامة یحصل له اجر و یتجدد لشیخه فی الهدایة مثل ذلک الاجر والشیخ شیخه مثلاه و للشیخ الثالث اربعة وللرابع ثمانیة و هکذا یضعف فی کل مرتبة بعدد الاجور الحاصلة بعده الی ان تنتهی الی النبیﷺ فاذا فرضت المراتب عشرة بعد النبیﷺ کان للنبیﷺ من الاجر الف و اربعة و عشرون فاذا اهتدی بالعاشر حادی عشر صار اجر النبیﷺ الفین و ثمانیة و اربعین، وهکذا کلما ازداد واحد یتضاعف ما کان قبله ابدا الی یوم القیامة و هذا امر لا یحصره الا الله تعالیٰ و یقصر العقل عن کنه حقیقة فکیف اذا اخذ مع کثرة الصحابة و کثرة التابعین و کثرة المسلمین فی کل عصر فکل واحد من الصحابة یحصل له بعدد الاجور التی یترتب علی فعله الی یوم القیامة. وکل ما یحصل لجمیع الصحابة حاصل بجملته للنبیﷺ و بهذا یظهر رجحان السلف علی الخلف فانه کلما ازداد الخلف ازداد اجر السلف و تضاعف بالطریق الذی نبهنا علیه، ومن تأمل هذا المعنی و رزق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

التوفیق انبعث همته الی التعلیم و رغب فی نشره لیتضاعف اجره فی حیاته و بعد موته علی الدوام و یکف عن احداث البدع والمظالم من المکوس وغیرها فانها تضاعف علیه بالطریق التی ذکرناها ما دام یعمل بهذا فلیتأمل المسلم هذا المعنی و سعادة الهادی الی الخیر و شقاوة الداعی الی الشر. الثالث ان النبیﷺ شهید فانهﷺ لما سم بخیبر و أکل من الشاة المسمومة و کان ذلک سما قاتلا من ساعته مات منه بشر بن البراء رضی الله عنه و بقی النبیﷺ و ذلک معجزة فی حقه صار ألم السم یتعاهده الی ان مات بهﷺ فی مرضه الذی مات فیه، ما زالت اکلة خیبر تعاودنی حتی کان الآن او ان قطعت ابهری. قال العلماء فجمع الله له بذلک بین النبوة والشهادة و تکون الحیاة الثابتة للشهداء لا تختص بمن قتل فی المعرکة فانا انما اشترطنا ذلک فی الاحکام الدنیویة کالغسل والصلاة اما الآخرة فلا، وهذا لا شک فیه بالنسبة الی النبیﷺ واما غیره و غیر شهداء المعرکة ممن شهد له الشرع بالشهادة کالمطعون والغریق و نحوهم فهل یقول ان الحیاة الثابتة للمقتولین فی سبیل الله تثبت لهم، هذا یحتاج الی توقیف. والشهید فعیل اما بمعنی الفاعل او بمعنی المفعول وقد اختلف فی سبب هذه التسمیة فنقل عن النضر بن شمیل ان الشهید هو الحی لان کل من کان حیا کان شاهدا او مشاهدا للاحوال و الشهید حی بعد ان صار مقتولا و استدل بالآیة فعلی مقتضی هذا القول کل من ورد الشرع بانه شهید ثبت له هذا الوصف وهو کونه حیا وقیل علی کونه فاعلا انه شهید علی الامم الخالیة یوم القیامة وانه شاهد لطف الله ورحمته، وقیل علی کونه بمعنی مفعول ان ملائکة الرحمة یحضرونه و یرفعون روحه الی منازل القدس وکل هذه المعانی موجودة فی حق النبیﷺ وقیل فی سبب التسمیة غیر ما ذکرنا. واعلم انه لا بد من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفسیر الحیاۃ التی نثبتها للبنیﷺ و الحیاۃ التی نثبتها للشهید و حیاۃ سائر الموتی ایضا فاما النبیﷺ فعد صاحب التلخیص من الشافعیة فی خصائصه ان مالہ بعد موته قائم علی نفقته و ملکه، وقال امام الحرمین رحمه الله ان ما خلفه بقی علی ما کان فی حیاته فکان ینفق ابو بکر رضی الله عنه منه علی اهله و خدمه و کان یری انه باق علی ملک رسول اللهﷺ فان الانبیاء أحیاء. وأعلم ان هذا القول یقتضی اثبات الحیاۃ فی أحکام الدنیا و ذلک زائد علی حیاۃ الشهید والقرآن العزیز ناطق بموتهﷺ قال تعالی (انک میت و انهم میتون) وقالﷺ انی مقبوض وقال الصدیق رضی الله عنه فان محمدا قد مات، و اجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فالوجه اذا ثبت القول المذکور ان یقال ان ذلک موت غیر مستمر و انه احی بعد الموت و یکون انتقال الملک و نحوه مشروطا بالموت المستمر و الا فالحیاۃ الثابتة حیاۃ أخرویة و لا شک انها أعلی و أکمل من حیاۃ الشهید وهی ثابتة للروح بلا اشکال والجسد قد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی و عود الروح الی البدن سنذکره فی سائر الموتی فضلا عن الشهداء فضلا عن الانبیاء و انما النظر فی اسمرارها فی البدن وفی ان البدن یصیر حیا بها کحالته فی الدنیا او حیا بدونها وهی حیث شاء الله تعالیٰ فان ملازمة الحیاۃ للروح امر عادی لا عقلی فهذا مما یجوزه العقل فان صح به سمع اتبع وقد ذکرناه عن جماعة من العلماء و شهد له صلاۃ موسی علیه السلام فی قبره فان الصلاۃ تستدعی جسدا حیا و کذلک الصفات المذکورۃ فی الانبیاء لیلة الاسراء کلها صفات الاجسام ولا یلزم من کونها حیاۃ حقیقیة ان تکون الابدان معها کما کانت فی الدنیا من الاحتیاج الی الطعام و الشراب والا متناع عن النفوذ فی الحجاب الکثیف و غیر ذلک من صفات الاجسام التی نشاهدها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـل قـد یـکون لها حکم آخر، فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاۃ الحقیقیۃ لهـم، و امـا الادراکـات کالعلم و السماع فلا شک ان ذلک ثابت و سنذکر ثبوته لسائر الموتی فکیف بالانبیاء. (علیهم الصلاۃ و السلام)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم الله الرحمن الرحیم

انباء الاذکیاء

فی حیاة الانبیاء علیهم السلام

للشیخ العلامة جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطیؒ

بسم الله الرحمن الرحیم

قال المؤلف، رحمه الله و نفع له و لسائر المسلمین آمین اللهم آمین: الحمدلله و کفی، وسلام علی عباده الذین اصطفی، وقع السؤال انه قد اشتهر ان النبیﷺ حی فی قبره، و ورد انهﷺ قال : ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام، فظاهره ان مفارقة الروح له فی بعض الاوقات، فکیف الجمع؟ وهو سؤال حسن یحتاج الی النظر والتأمل، فأقول [حیاة النبیﷺ فی قبره هو وسائر الأنبیاء معلومة عندنا علما قطعیا، لما قام عندنا من الأدلة فی ذلک و تواترت به الأخبار الدالة علی ذلک، وقد الف الامام البیهقی رحمه الله جزأ فی حیاة الأنبیاء علیهم السلام فی قبورهم. فمن الأخبار الدالة علی ذلک: ما اخرجه مسلم عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان النبیﷺ لیلة اسری به مر بموسی علیه السلام وهو یصلی فی قبره. وأخرج ابو نعیم فی "الحلیة" عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبیﷺ مر بقبر موسی علیه السلام وهو قائم یصلی فیه. و أخرج ابو یعلی فی مسنده والبیهقی فی کتاب "حیاة الأنبیاء" عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان النبیﷺ قال : الأنبیاء احیاء فی قبورهم یصلون. و أخرج ابو نعیم فی "الحلیة" عن یوسف بن عطیة قال : سمعت ثابت البنانی رحمه الله یقول لحمید الطویل : هل بلغک ان احدا یصلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی قبره الا الأنبیاء؟ قال : لا. و أخرج ابو داؤد والبیهقی عن اوس بن اوس الثقفی رضی الله تعالیٰ عنه عن النبیﷺ انه قال : من افضل ایامکم یوم الجمعة فأکثروا علی الصلاة فیه فان صلاتکم تعرض علی، قالوا : یا رسول الله ! وکیف تعرض علیک صلاتنا و قد ارمت. یعنی بلیت. فقال: ان الله حرم علی الأرض ان تأکل اجساد الأنبیاء. و أخرج البیهقی فی "شعب الایمان" و الأصبهانی فی "الترغیب" عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال : قال رسول اللهﷺ : من صلی علی عند قبری سمعته، ومن صلی علی غائبا ابلغته. و أخرج البخاری فی تاریخه عن عمار رضی الله عنه : سمعت النبیﷺ یقول : ان لله تعالی ملکا اعطاه اسماع الخلائق قائم علی قبری، فما من احد یصلی علی صلاة الا بلغنیها. و أخرج البیهقی فی "حیاة الأنبیاء" و الأصبهانی فی "الترغیب" عن انس رضی الله تعالیٰ قال : قال رسول اللهﷺ : من صلی علی مائة فی الجمعة و لیلة الجمعة قضی له مائة حاجة : سبعین من حوائج الآخرة و ثلاثین من حوائج الدنیا، ثم وکل الله بذلک ملکا یدخله علی فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا، ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاة. و لفظ البیهقی :یخبرنی من صلی علی باسمه و نسبه فأثبته عندی فی صحیفة بیضاء. و أخرج البهیقی عن انس. رضی الله عنه– ان النبیﷺ قال : ان الأنبیاء لا یترکون فی قبورهم بعد اربعین لیلة و لکنهم یصلون بین یدی الله سبحانه و تعالیٰ حتی ینفخ فی الصور. و روی سفیان الثوری فی "الجامع" قال : قال شیخ لنا عن سعید بن المسیب قال : ما مکث نبی فی قبره اکثر من اربعین لیلة حتی یرفع. قال البیهقی : فعلی هذا یصیرون کسائر الأحیاء، یکونون حیث ینزلهم الله تعالیٰ، ثم قال البیهقی : و لحیاة الأنبیاء بعد موتهم شواهد. فذکر قصة الاسراء فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لقیه جماعة من الأنبیاء علیهم السلام و کلمهم و کلموه. و أخرج حدیث ابی هریرة فی الاسراء و فیه : وقد رأیتنی فی جماعة من الأنبیاء فاذا موسی قائم یصلی ! و اذا رجل ضرب جعدا کأنه من رجال شنوء ة ! و اذا عیسی ابن مریم علیهما السلام، قائم یصلی ! و اذا ابراهیم علیه السلام قائم یصلی! اشبه الناس به صاحبکم، یعنی نفسه، فحانت الصلاة فأممتهم. و أخرج حدیث: ان الناس یصعقون فأکون اول من یفیق، وقال : هذا یدل ایضا علی ان الله رد علی الأنبیاء ارواحهم وهم احیاء عند ربهم کالشهداء، فاذا نفخ فی الصور النفخة الأولی صعقوا فیمن صعقوا، ثم لا یکون ذلک موتا فی جمیع معانیه الا فی ذهاب الاستشعار. انتهی. و أخرج ابو یعلی عن أبی هریرة رضی الله عنه : سمعت رسول اللهﷺ یقول الذین نفسی بیده لینزلن عیسی ابن مریم. علیهما السلام– ثم لان قام علی قبری فقال : یا محمد !لأجبته. و أخرج ابو نعیم فی "دلائل النبوة" عن سعید بن المسیب قال : لقد رایتنی لیالی الحرة، وما فی مسجد رسول اللهﷺ غیری، وما یأتی وقت صلاة الا وسمعت الأذان من القبر. و أخرج الزبیر بن بکار فی اخبار المدینة عن سعید بن المسیب قال لم ازل اسمع الأذان و الاقامة فی قبر رسول اللهﷺ ایام الحرة حتی عاد الناس. و أخرج ابن سعد فی "الطبقات" عن سعید بن المسیب انه کان یلازم المسجد ایام الحرة و الناس یقتلون، قال فکنت اذا حانت الصلاة اسمع أذانا یخرج من قبل القبر الشریف. وأخرج الدارمی فی مسنده قال : اخبرنا مروان بن محمد عن سعید ابن عبدالعزیز قال : لما کان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد رسول اللهﷺ ولم یقم، وان سعید بن المسیب لم یبرح مقیما فی المسجد و کان لا یعرف وقت الصلاة الا بهمهمة یسمعها من قبر النبیﷺ. فهذه الأخبار دالة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی حیاۃ النبیﷺ و سائر الأنبیاء. قد قال اللہ تعالیٰ فی الشھداء : "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون" والأنبیاء اولی بذلک فھم اجل و أعظم، وقل نبی الا وقد جمع مع النبوۃ وصف الشھادۃ فیدخلون فی عموم لفظ الآیۃ. و أخرج احمد و ابو یعلی والطبرانی والحاکم فی "المستدرک" والبیھقی فی "دلائل النبوۃ" عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لأن احلف تسعا ان رسول اللہﷺ قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدا انہ لم یقتل، وذلک ان اللہ اتخذہ نبینا و اتخذہ شھیدا. و أخرج البخاری والبیھقی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت : کان النبیﷺ یقول فی مرضہ الذی توفی فیہ : لم ازل اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر، فھذا اوان انقطاع ابھری من ذلک السم. فثبت کونہﷺ حیا فی قبرہ بنص القرآن اما من عموم اللفظ و اما من مفھوم الموافقۃ، قال البیھقی فی "کتاب الاعتقاد" : الانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء. وقال القرطبی فی "التذکرۃ" فی حدیث الصعقۃ نقلا عن شیخہ : الموت لیس بعدم محض و انما ھو انتقال من حال الی حال، و یدل علی ذلک ان الشھداء بعد قتلھم و موتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین و ھذہ صفۃ الأحیاء فی الدنیا، و اذا کان فی الشھداء فالأنبیاء احق بذلک و أولی. وقد صح ان الأرض لا تأکل اجساد الأنبیاء، وأنہﷺ اجتمع بالأنبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس وفی السماء وقد رأی موسی قائما یصلی فی قبرہ، و أخبرﷺ بأنہ یرد السلام علی کل من یسلم علیہ. الی غیر ذلک مما یحصل من جملتہ القطع بأن موت الأنبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکھم وان کانوا موجودین احیاء و ذلک کالحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مـن خصه الله بكرامته من اوليائه. انتهى. سئل البارزى عن النبىﷺ : هل هو حى بعد وفاته؟ فأجاب انهﷺ حى. قال الأستاذ ابو منصور عبدالقاهر بن طاهر البـغـدادى الـفـقيه الأصولى شيخ الشافعية فى اجوبة مسائل انجاز مبين : قال الـمتـكلمون المحققون من اصحابنا : ان نبيـنـاﷺ حى بعد وفاته، وانه يبشر بـطـاعـات امتـه و يحزن بمعاصى العصاة منهم، و انه تبلغه صلاة من يصلى عليه مـن امته، وقال : ان الأنبيـاء لا يبـلـون و لا تأكل الأرض منهم شيئا، وقد مات مـوسى–عليه السلام– فى زمانه و أخبر نبيناﷺ انه رآه فى قبره مصليا، و ذكر فـى حـديـث المعراج انه رآه فى السماء الرابعة و أنه رأى آدم، عليه السلام، فى السـمـاء الـدنيـا و رأى ابراهيم، عليه السلام، وقال له : مـرحبـا بالابن الصالح والـنبـى الصالح! واذا صح لنا هذا الأصل قلنا : نبيـنا عليه الصلاة والسلام قد صار حيا بعد وفاته وهو على نبوته. وهذا آخر كلام الأستاذ. وقال الحافظ شيخ السـنة ابـو بكر احمد البيهقى فى "كتاب الاعتقاد" الانبياء عليهم السلام بعد ما قبـضـوا ردت ارواحهـم، فهـم احيـاء عـنـد ربهم كالشهداء، وقد رأى نبيناﷺ جـماعة منهم و أمهم فى صلاة، و أخبر، وخبره صدق، ان صلاتنا معروضة عليه وأن سـلامنا يبلغه، وأن الله تعالى حرم على الأرض ان تأكل اجساد الأنبياء، قال : وقـد افـردنا لاثبات حياتهم كتابا، قال : وهـو بـعد ما قبض نبى الله و رسوله وصـفيـه و خيـرتـه مـن خـلقهﷺ. اللهم ! احينا على سنته، و أمتنا على ملته، و اجـمـع بيـنـنـا و بيـنه فى الدنيا والآخرة! انک على كل شىء قدير. انتهى جواب البـارزى. وقـال الشيـخ عـفيف الدين اليـافعى : الأوليـاء يـرد عـليهم احوال يشـاهـدون فيهـا مـلـكـوت السـمـاوات والأرض و يـنظرون الأنبياء احياء غير امـوات، كـمـا نظر النبىﷺ الى موسى عليه السلام فى قبره، قال : وقد تقرر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان ما جاز للأنبیاء معجزة جاز للأولیاء، کرامة بشرط عدم التحدی : قال : ولا ینکر ذلک الا جاهل. و نصوص العلماء فی حیاة الأنبیاء علیهم السلام کثیرة فلنکتف بهذا القدر. فصل: وأما الحدیث الآخر فأخرجه احمد فی مسنده و أبوداؤد فی سننه والبیهقی فی "شعب الایمان" من طریق ابی عبدالرحمن المقری عن حیوة ابن شریح عن ابی صخر عن یزید بن عبدالله بن قسیط عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال : ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام، ولا شک ان ظاهر هذا الحدیث مفارقة الروح لبدنه الشریف فی بعض الأوقات وهو مخالف للأحادیث السابقة، وقد تأملته ففتح علی فی الجواب عدة اجوبة : الأول– وهو اضعفها– ان الراوی وهم فی لفظة من الحدیث حصل بسببها الاشکال، وقد ادعی ذلک العلماء فی احادیث کثیرة لکن الأصل خلاف ذلک، فلا یعول علی هذه الدعوی. الثانی– وهو أقواها ولا یدرکه الا ذو باع فی العربیة. ان قوله : رد الله، جملة حالیة و قاعدة العربیة ان جملة الحال اذا وقعت فعلا ماضیا قدرت فیها 'قد' کقوله تعالی :"جاؤکم حصرت صدورهم". ای قد حصرت، وکذاهنا تقدر، والجملة ماضیة سابقة علی السلام الواقع من کل احد و 'حتی' لیست للتعلیل بل هو مجرد حرف عطف بمعنی الواو، فصار تقدیر الحدیث ما من احد یسلم علی الا قد رد الله علی روحی قبل ذلک و أرد علیه، وانما جاء الاشکال من ظن ان جملة 'رد الله' بمعنی الحال او الاستقبال، و ظن ان 'حتی' تعلیلیة، ولیس کذلک، و بهذا الذی قررناه ارتفع الاشکال من اصله، و أیده من حیث المعنی ان الرد لو أخذ بمعنی الحال او الاستقبال لزم تکرره عند تکرار المسلمین السلام، و تکرار الرد یستلزم تکرار المفارقة، وتکرار المفارقة یلزم علیه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخدوران : احدهما تألم الجسد الشریف بتکرار خروج الروح منه أو نوع ما یخالفه التکریم ان لم یکن تألیم. والآخر یخالفه شأن الشهداء وغیرهم، فانه لم یثبت لأحد منهم ان یتکرر له مفارقة الروح وعودها فی البرزخ، والنبیﷺ اولی بالاستمرار الذی هو أعلی رتبة. و محذور ثالث وهو مخالفة القرآن، فانه دل علی انه لیس الا موتتان و حیاتان، وهذا التکرار یستلزم موتات کثیرة وهو باطل. و محذور رابع وهو مخالفة الأحادیث المتواترة السابقة، وما خالف القرآن والمتواترمن السنة وجب تأویله، وان لم یقبل التأویل کان باطلا، فلهذا وجب حمل الحدیث علی ما ذکرناه. الوجه الثالث ان یقال، ان لفظ 'الرد' قد لا یدل علی المفارقة بل کنی به عن مطلق الصیرورة، کما قیل فی قوله تعالی حکایة عن شعیب علیه السلام : "قد افترینا علی الله کذبا ان عدنا فی ملتکم"، ان لفظ 'العود' ارید به مطلق الصیرورة لا العود بعد الانتقال، لأن شعیبا علیه السلام لم یکن فی ملتهم قط، وحسن استعمال هذا اللفظ فی هذا الحدیث مراعاة للمناسبة اللفظیة بینه و بین قوله : حتی ارد علیه السلام، فجاء لفظ 'الرد' فی صدر الحدیث لمناسبة ذکره فی آخر الحدیث. الوجه الرابع وهو قوی جدا، انه لیس المراد برد الروح عودها بعد مفارقة البدن، وانما النبیﷺ فی البرزخ مشغول بأحوال الملکوت مستغرق فی مشاهدة ربه کما کان فی الدنیا فی حالة الوحی وفی اوقات اخر، فعبر عن افاقته من تلک المشاهدة وذلک الاستغراق برد الروح، ونظیر هذا قول العلماء فی اللفظة التی وقعت فی بعض احادیث الاسراء وهی قوله : فاستیقظت واذا انا بالمسجد الحرام، لیس المراد الاستیقاظ من نوم فان الاسراء لم یکن مناما و انما المراد الافاقة مما خامره من عجائب الملکوت، وهذا الجواب الآن عندی اقوی ما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یجاب به عن لفظه الرد، وقد کنت رجحت الثانی ثم قوی عندی هذا. الوجه الخامس ان یقال : ان الرد یستلزم الاستمرار له، لأن الزمان لا یخلو من مصل علیه فی اقطار الأرض، فلا یخلو من کون الروح فی بدنه. والوجه السادس قد یقال : انه اوحی الیه هذا الأمر اولا قبل ان یوحی الیه بأنه لا یزال حیا فی قبره فأخبر به ثم اوحی الیه بعد ذلک، فلا منافاة لتأخر الخبر الثانی عن الخبر الأول. هذا ما فتح الله تعالی لی من الأجوبة، ولم ار شیئا منها منقولا لأحد، ثم بعد کتابتی لذلک راجعت کتاب "الفخر المنیر فیما فضل به البشیر النذیر" للشیخ تاج الدین ابن الفاکهانی المالکی فوجدته قال فیه ما نصه : روینا فی الترمذی قال قال رسول اللهﷺ : ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام. یؤخذ من هذا الحدیث ان النبیﷺ حی علی الدوام، و ذلک انه محال عادة ان یخلو وجود کل زمان من واحد مسلم علی النبی صلی الله علیه و آله صحبه وسلم لیلا و نهارا. فان قلت : قوله علیه الصلاة والسلام : رد الله علی روحی، لا یلتئم مع کونه حیا علی الدوام بل یلزم منه ان یتعدد حیاته و مماته فی اقل من ساعة، اذ الوجود لا یخلو من مسلم یسلم علیه کما تقدم بل یتعدد السلام علیه فی الساعة الواحدة کثیرا. فالجواب : والله اعلم! ان یقال : المراد بالروح هنا النطق مجازا، فکأنه قال علیه الصلاةوالسلام : الا ردالله الی نطقی، وهو حی علی الدوام لکن لا یلزم من حیاته نطقه، والله سبحانه یرد علیه النط عند سلام کل مسلم، وعلامة المجاز ان النطق من لوازم وجود الروح کما ان الروح من لازمة وجود النطق بالفعل او القوة، فعبر علیه السلام باحد المتلازمین عن الآخرة. و ربما تحقق ذلک ان عود الروح لا یکون الا مرتین عملا بقوله تعالی : "قالوا ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین" هذا لفظ کلام الشیخ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تـاج الـديـن. وهـذا الـذى ذكره من الجواب ليس واحدا من الستة التى ذكرتها وهـو ان سـلم فجواب سابع، وعندى فيه وقفة من حيث ان ظاهره ان النبىﷺ مـع كـونـه حيـا فـى البـرزخ يـمنع عنه النطق فى بعض الأوقات و يرد عند سلام الـمسـلـم عـليـه، وهذا بعيد جدا بل ممنوع فان العقل والنقل يشهدان بخافه : امـا النقل فالأخبار الواردة عن حالهﷺ وحال الأنبياء عليهم السلام فى البرزخ مـصـرحة بـأنهـم يـنـطقون كيف شاؤا ولا يمنعون من شىء بل و سائر المؤمنين وكـذلک الشهداء وغيرهم ينطقون فى البرزخ بما شاؤا غير ممنوعين من شىء، ولـم يروا ان احدا يمنع من النطق فى البرزخ الا من مات من غير وصية : روى ابـو الشيـخ فـى كتـاب "الـوصـايـا" عن قيس بن قبيصة، رضى الله عنه، قال قال رسول اللهﷺ : مـن لـم يـوص لـم يـؤذن لـه فـى الكلام مع الموتى، قيل : يا رسـول الله ! وهـل يتـكـلم الموتى، قال : نـعـم، ويتـزاورون. وقال الشيخ تقى الدين السبكى : حيـاة الأنبياء والشهداء فى القبر كحياتهم فى الدنيا، و يشهد لـه صـلاة مـوسـى، عـليـه السلام، فى قبره، فان الصلاة تستدعى جسدا حيا، و كـذلک الـصـفات المذكورة فى الأنبياء ليلة الاسراء كلها صفات الأجسام، ولا يـلـزم مـن كـونهـا حيـاة حقيقية ان تكون الأبدان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتيـاج الـى الطعام والشراب، و أما الادراكات كالعلم والسماع فلا شک ان ذلک ثـابـت لهـم و لسـائر الموتى. انتهى. وأما العقل فلأن الحبس عن النطق فى بـعـض الأوقـات نوع حصر و تعذيب و لهذا عذب به تارک الوصية، والنبىﷺ مـنـزه عـن ذلک، فـلا يـلـحـقه بعد وفاته حصر اصلا بوجه من الوجود، كما قال لـفـاطـمة رضى اللهتعالى عنها فى مرض وفاته : لا كـربة على ابيک بعد اليوم. واذا كـان الشهـداء و سـائـر الـمـؤمـنيـن من امته الا من استثنى من المعذبين لا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یحصرون بالمنع من النطق فکیف بهﷺ ! نعم، یمکن ان ینزع من کلام الشیخ تاج الدین جواب آخر و یقرر بطریق اخری، وهو أن یراد بالروح النطق وبالرد الاستمرار من غیر مفارقة علی ما قررته فی الوجه الثالث، و یکون فی الحدیث علی هذا مجازان : مجاز فی لفظ الرد و مجاز فی لفظ الروح، فالأولی استعارة تبعیة والثانی مجاز مرسل، وعلی ما قررته فی الوجه الثالث یکون فیه مجاز واحد فی الرد فقط. و یتولد من هذا الجواب جواب آخر، وهو أن یکون الروح کنایة عن السمع و یکون المراد ان الله تعالی یرد علیه سمعه الخارق للعادة بحیث یسمع سلام المسلم وان بعد قطره و یرد علیه من غیر احتیاج الی واسطة مبلغ، ولیس المراد سمعه المعتاد، وکان لهﷺ فی الدنیا حالة یسمع فیها سمعا خارقا للعادة بحیث کان یسمع اطیط السماء کما بینت ذلک فی "کتاب المعجزات"، وهذا قد ینفک فی بعض الأوقات و یعود ولا مانع منه، وحالتهﷺ فی البرزخ کحالته فی الدنیا سواء. وقد یخرج من هذا جواب آخر، وهو أن المراد سمعه المعتاد و یکون المراد برده افاقته من الاستغراق الملکوتی وما هو فیه من المشاهدة، فیرده الله تعالیٰ تلک الساعة الی خطاب من یسلم علیه فی الدنیا، فاذا فرغ من الرد علیه عاد الی ما کان فیه. و یخرج من هذا جواب آخر، وهو أن المراد برد الروح التفرغ من الشغل و فراغ البال مما هو بصدده فی البرزخ من النظر فی اعمال امته، والاستغفار لهم من السیئات، والدعاء بکشف البلاء عنهم، والتردد فی اقطار الأرض لحلول البرکة فیها، و حضور جنازة من مات من صالحی امته، فان هذه الأمور من جملة اشغاله فی البرزخ کما وردت بذلک الأحادیث والآثار، فلما کان السلام علیه من افضل الأعمال و أجل القربات اختص المسلم علیه بأن یفرغ له من اشغاله المهمة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لحظة یرد علیه فیها تشریفا له و مجازاة. فهذه عشرة اجوبة کلها من استنباطی، وقد قال الجاحظ : اذا نکح الفکر الحفظ ولد العجائب. ثم ظهر لی جواب حادی عشر، وهو أنه لیس المراد بالروح الحیاة بل الارتیاح کما فی قوله تعالیٰ :"فروح و ریحان" فانه قریء فُروح، بضم الراء، المراد انهﷺ یحصل له بسلام المسلم علیه ارتیاح و فرح و بشاشة لحبهﷺ لذلک فیحمله ذلک علی ان یرد علیه. ثم ظهر لی جواب ثانی عشر، وهو أن المراد بالروح الرحمة الحادثة من ثواب الصلاة، وقال ابن الأثیر فی النهایة : تکرر ذکر الروح فی الحدیث کما تکرر فی القرآن و وردت فیها علی معان فالغالب منها ان المراد بالروح الذی یقوم به الجسد، وقد اطلق علی القرآن والوحی والرحمة و علی جبریل. انتهی. و أخرج ابن المنذر فی تفسیره عن الحسن البصری رحمة الله علیه انه قرأ علیه قوله تعالی : "فُروح و ریحان". بالضم، وقال : الروح الرحمة، وقد تقدم عندﷺ فی حدیث انس رضی الله علیه ان الصلاة تدخل علیهﷺ فی قبره کما یبلغ لکم الهدایا والثواب، والمراد ثواب الصلاة و ذلک رحمة الله و انعاماته. ثم ظهر لی جواب آخر ثالث عشر، وهو أن المراد بالروح الملک الذی وکل بقبرهﷺ یبلغه السلام، والروح یطلق علی جبریل ایضا من الملائکة، قال الراغب : اشراف الملائکة تسمی ارواحا. انتهی، ومعنی 'رد الله الی روحی' ای بعث الی الملک الموکل یبلغنی السلام، هذا غایة ما ظهر فی والله اعلم. انتهی. تنبیه : وقع فی کلام الشیخ تاج الدین امران یحتاجان الی التنبیه علیهما : احدهما انه عزا الحدیث الی الترمذی وهو غلط، فلم یخرجه من اصحاب الکتب الستة الا ابو داود فقط کما ذکره الحافظ جمال الدین المزی فی "الأطراف". الثانی انه اورد الحدیث بلفظ 'رد الله علی' وهو کذلک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی سنن ابی داود، و لفظ روایة البیهقی 'ردالله الی' وهو ألطف و أنسب، فان بین التعدیتین فرقا لطیفا فان 'رد' یعدی بعلی فی الاهانة و بالی فی الاکرام، قال فی "الصحاح" : رد علیه الشیء اذا لم یقبله، وکذا رد علیه اذا اخطأه و یقال : رده الی منزله و رد الیه جوابا ای رجع. وقال الراغب : من الأول قوله تعالی : " یردوکم علی اعقٰبکم" و "ردوها علی" "نرد علی اعقابنا" ومن الثانی "فرددنه الی امه" "ولئن رددت الی ربی لأجدن خیرا منها منقلبا" "ثم تردون الی علم الغیب والشهدة " "ثم ردوا الی الله مولهم الحق". فصل: قال الراغب : من معانی الرد التفویض، یقال : ردت الحکم فی کذا الی فلان ای فوضته الیه، قال الله تعالی : "فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله و الرسول"، "وردوه الی الرسول و الی اولی الأمر منهم". انتهی. و یخرج من هذا جواب رابع عشر عن الحدیث، وهو أن المراد فوض الله الی رد السلام علیه علی ان المراد بالروح الرحمة والصلاة من الله رحمة، وکان المسلم بسلامه تعرض لطلب صلاة من الله تحقیقا لقوله ﷺ : من صلی علی واحدة صلی الله علیه عشرا. والصلاة من الله رحمة، ففوض الله امر هذه الرحمة الی النبی ﷺ لیدعو به المسلم فیحصل اجابته قطعا، فیکون الرحمة الحاصلة للمسلم انما هی برکة دعاء النبی ﷺ وسلامه علیه، و ینزل ذلک منزلة الشفاعة فی قبول سلام المسلم والاثابة علیه، و تکون الاضافة 'فی روحی' لمجرد الملابسة، و نظیره قوله فی حدیث الشفاعة :فیردها هذا الی هذا و هذا الی هذا حتی ینتهی الی محمد ﷺ. وفی حدیث الاسراء، : لقینی لیلة اسری بی ابراهیم و موسی و عیسی علیهم السلام فتذاکروا فی امر الساعة، فردوا امرهم الی ابراهیم فقال : لا علم لی بها، فردوا امرهم الی موسی فقال : لا علم لی بها، فردوا امرهم الی عیسی. والحاصل ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

معنی الحدیث علی هذا الوجه الا فوض الله الی امر الرحمة التی تحصل للمسلم بسببی، فأتولی الدعاء بها بنفسی بأن انطق بلفظ السلام علی وجه الرد علیه فی مقابلة سلامه و الدعاء به. ثم ظهر لی جواب خامس عشر، وهو أن المراد بالروح الرحمة التی فی قلب النبیﷺ علی امته والرافة التی جبل علیها وقد یغضب فی بعض الأحیان علی من عظمت ذنوبه و انتک محارم الله تعالی، والصلاة علی النبیﷺ سبب لمغفرة الذنوب، کما ورد فی الحدیث : اذا یکفی همک و یغفر ذنبک، فأخبرﷺ انه ما من احد یسلم علیه وان بلغت ذنوبه ما بلغت الا رجعت الیه الرحمة التی جبل علیها حتی یرد علیه السلام بنفسه، ولا یمنعه من الرد علیه ما کان منه قبل ذلک من ذنب. وهذه فائدة نفیسة وبشری عظیمة، وتکون هذه فائدة زیادة'من' الاستغراقیة فی حد النفی هو ظاهر فی الاستغراق، فزیادتها نص فیه بعد زیادتها بحیث انتفی بسببها ان یکون العام المراد به الخصوص. هذا آخر ما فتح الله تعالی به الآن من الأجوبة، وان فتح بعد ذلک بزیادة الحقناها، والله الموفق. ثم بعد ذلک رأیت الحدیث المسؤول عنه مخرجا فی "کتاب حیاة الأنبیاء" للبیهقی بلفظ : 'لا وقد رد الله علی روحی' فصرح فیه بلفظ 'وقد' فحمدت الله کثیرا وقوی ان روایة اسقاطها محمولة علی اضمارها وان حذفها تصرف الرواة، وهو الأمر الذی جنحت الیه فی الوجه الثانی من الأجوبة، وقد عرف الان ترجیحه لوجود هذه الروایة، فهو أقوی الأجوبة، ومراد الحدیث علیه الاخبار بأن الله تعالی یرد الیه روحه بعد الموت علی الدوام فیصری حیا علی الدوام حتی لو سلم علیه احد رد علیه السلام لوجود الحیاة فیه، فصار الحدیث موافقا للأحادیث الواردة فی حیاته فی قبره و واحدا من جملتها لا منافی لها البتة بوجه من الوجوه، ولله الحمد والمنة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وقد قال بعض الحفاظ : لو لم نكتب الحديث من ستين وجها لما عقلناه، وذلک لأن الطرق يزيد بعضها على بعض تارة فی الفاظ المتن و تارة فی الاسناد، فيكشف من الطريق المزيدة ما خفی فی الطريق الناقصة، والله اعلم.

وقد تم كتاب "انباء الأذكياء فی حياة الأنبياء"، والحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبی بعده، سيدنا و مولانا محمد و على آله و أصحابه و أولاده و أزواجه و ذريته و أهل بيته رضوان الله تعالى عليهم اجمعين. والحمدلله رب العلمين.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ ایک جنگ کے دوران جب اصطفان کے سامنے مقابلے کے لئے گئے، تو اصطفان ایک سونے کی صلیب، چاندی کی زنجیر گردن میں ڈال کر نکلا تھا، اسے بوسے دینے لگا، آپ رضی اللہ عنہ فوراً سمجھ گئے کہ یہ صلیب سے استعانت چاہتا ہے، آپ نے فرمایا: ''اگر تو صلیب سے میرے مقابلے میں اعانت و مدد طلب کرتا ہے تو میں اس ذات سے جو قریب و مجیب ہے، تیرے مقابلے میں مدد و اعانت چاہتا ہوں، یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا، دونوں نے فن حرب کے دروازے کھول دیئے حتی کہ لوگ بے قرار ہو گئے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چلا کر فرمایا: ابن ازور یہ سستی کیسی؟ یہ لڑائی میں طول کا کیا معنی؟ حالانکہ دوزخ تمہارے حریف کے انتظار میں ہے، اور اللہ عزوجل تمہیں دیکھ رہے ہیں، بزدلی سے بچو، اور مردانہ وار حملہ کرو، یہ سن کر آپ کے دل میں جوش پیدا ہوا، زین پر بیٹھے بیٹھے کانپنے لگے اور دشمن پر حملہ کر دیا، کہتے ہیں کہ رومی چلا چلا کر اصطفان کو بہادری کی امنگ دلا رہے تھے اور یہ دونوں حریف پوری حرب وضرب کے ساتھ کارزار میں مشغول تھے حتی کہ سورج میں بھی گرمی آ گئی تو وہ بھی آگ برسانے لگا، دونوں حریف پسینہ پسینہ ہو گئے، گھوڑوں میں دم تک باقی نہ رہا، اصطفان نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ گھوڑوں کو چھوڑ دیں اور پیدل ہو کر لڑیں، آپ نے گھوڑے پر رحم کھا کر اترنے کا قصد ہی کیا تھا کہ اچانک ایک سوار جو اصطفان کا غلام تھا، خالی پیٹھ یعنی بغیر سوار کا ایک گھوڑا ساتھ لئے آتا دیکھا، اسے دیکھتے ہی آپ نے گھوڑے سے چلا کر فرمایا، جس کو لوگوں نے بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سنا: ''کہ تو تھوڑی سی دیر میرے نیچے اور چست و چالاک رہے ورنہ سرور دو جہاں محمد ﷺ کی قبر شریف کے پاس جا کر تیری شکایت کروں گا، گھوڑا یہ سن کر ہنہنایا اور ٹاپیں بھرنے لگا، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس غلام کی طرف جھپٹے اور اس کے پاس پہنچ کر نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا، اور اس خالی زین گھوڑے پر خود سوار ہو گئے، اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف چھوڑ دیا جو ان میں جاملا.....الخ۔(فتوح الشام :ص۹۰)

مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا فتویٰ:

حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو ایک حیات عطا ہوئی ہے جو اولیاء کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔(کفایت المفتی: ج۱ص۷۷)

مزید لکھتے ہیں:

حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔(کفایت المفتی: ج۱ص۱۶۰)

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال: آنحضرت ﷺ کا حیات ہونا مسلمات اہل سنت والجماعت میں سے ہے پھر قبض روح وتجہیز وتدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر حیات انبیاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثل حیات شہداء عنداللہ ہونا کہا جائے تو مابین کیا فرق ہوگا؟

جواب: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقوی واتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انک میت وانھم میتون لہٰذا احکام اموات ظاہر یہ سب پر جاری ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق ''آب حیات'' مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ج۵ ص۳۹۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسانید کتب کے متعلق اہم خوشخبری

بندہ (محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی) احادیث وکتب احادیث ودیگر کتب کی اجازات کے بارے میں محتاط واقع ہوا ہے۔ ہر ایک کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے سے گھبراتا ہے۔ شیر اسلام، منبع العلوم والفیوض شہید ابن شہید وکیل صحابہ علامہ علی شیر حیدریؒ فرماتے تھے کہ میں نے فن مناظرہ حضرت اوکاڑویؒ سے پڑھا ہے اس لئے دنیا کا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ علی شیر مناظر نہیں ہے۔

منطق استاد غلام محمد (یہ سندھ کے بہت بڑے منطقی استاد تھے، بندہ نے ان کی زیارت کی تھی اوران کے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تھی) سے پڑھی ہے اس لئے دنیا کا کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ علی شیر کو منطق نہیں آتی۔ بیعت میں سائیں بیر شریف (مولانا عبدالکریم قریشی) سے ہوں اس لئے دنیا کا کوئی آدمی یہ نہیں کہ سکتا کہ علی شیر میں تکبر ہے۔

بندہ نے بھی فن مناظرہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ سے پڑھا۔ حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے درس میں ایک آدھ گھنٹہ شرکت کی سعادت حاصل کرسکا، بیعت قائد اہلسنت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے ہوا۔ پھر ان کے بعد قطب العصر امین العلماء حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ (مخدوم پور خانیوال) سے ہوا۔

پھر ان کے بعد قطب العارفین حضرت شیخ علی احمد نقشبندی (ٹنڈو آدم سندھ) سے ہوا۔ ان کے بعد رئیس الاولیاء حضرت اقدس مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا ادنی غلام ہوں۔آپ کی دعائیں وتوجہات مجھ ذلیل وخوار کیلئے دنیا وآخرت میں سرمایہ ہیں۔

اجازت کتب میں بندہ بھی بہت محتاط رہا ہے۔سندھ میں جامعہ دارالہدیٰ ٹھیری کے بہت بڑے محدث جن کے بارے میں علامہ حیدریؒ نے فرمایا تھا کہ حجت کے مقام پر ہیں۔ان سے اجازت لی تھی۔جو احادیث ودیگر کتب کی اجازات پر مشتمل تھی۔اس کے بعد ۱۴۴۰ھ کو حج سے فارغ ہونے کے بعد پیکر اخلاص نشانی اسلاف زبدۃ المصنفین ،محدث حرم،حضرت شیخ ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ مدظلہم سے علامہ فادانیؒ کی تمام اجازات حاصل کیں۔

۱۳ذوالحجہ جمعۃ المبارک سے قبل کا وقت تھا۔یہ مجلس چار گھنٹوں پر محیط تھی۔اس میں بندہ کے ساتھ،بندہ کے مخلص شاگرد سید محمد اصغر شاہ صاحب مدنی جنہوں نے تخصص بندہ سے جامعہ حیدریہ میں کیا تھا۔پھر مدینہ یونیورسٹی پڑھنے چلے گئے۔اس مجلس میں شریک تھے۔

بندہ کو جن کتب کی اجازت حاصل ہے۔''تسکین الاولیاء''میں کتاب کے ذکر کے بعد اجازت کا اشارہ کیا جارہا ہے۔اجازات آخر کتاب میں لکھ رہا ہوں،جس عالم کے پاس بھی''تسکین الاولیاء''ہو اور وہ مجھ سے اجازت حاصل کرنا چاہے تو اس وٹسائپ نمبر(۰۳۴۰۔۲۰۳۵۶۱۴)پر اپنی وفاق کی الشہادۃ العالمیہ کی سند کی تصویر بھیج دے۔اسے اجازت عطا کر کے اطلاع کردی جائے گی۔ان شاءاللہ

البتہ اجازت کے لیے اس عالم کا ''المہند علی المفند''اور مفتی عبدالشکور ترمذیؒ کی کتاب''عقائد علمائے دیوبند''اور اکابر خمسہ(قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حسینؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، بحر العلوم علامہ خالد محمودؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ) کے عقائد وکتب سے سو فیصد متفق ہونا ضروری ہوگا۔

﴿اسانید الکتب﴾

فی الثالث عشر من ذی الحجة وبعد الانتهاء من مناسک حج عام ۱۴۴۰ھ تشرفت بزیارة سعادة الشیخ الدکتور العلامة سعید احمد عنایت الله حفظه الله(رئیس حرکة ختم النبوة العالمیة)لاستجازة فی الحدیث النبوی الشریف فشرفنی اولا باجازت الحدیث المسلسل بالاولیة ، ثم اجازنی بما لدیه من الاجازات من عدة مشائخ عموماومن الشیخ مسند العصر ابی الفیض محمد یاسین الفادانی (۱۴۱۰ھ)خصوصاوکان برفقتی حین ذاک تلمیذی سید محمد اصغر شاه المدنی حفظه الله .

مسند المستدرک علی الصحیحین:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أرویه عن الشیخ عمر حمدان سماعالبعضه واجازة لباقیه والشیخ عبدالله بن محمد غازی والسید القاضی محمد المرزوقی ابو حسین المکی الحنفی اجازة الأولان عن الأفندی الشیخ عبدالجلیل برادة المدنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والشیخ محمد بن سلیمان حسب الله المکی والأخیر عن الشیخ صالح کمال المکی الحنفی ثلاثتهم عن الشیخ احمد منة الله الأزهری عن محمد الأمیر الکبیر المالکی عن السید نورالدین ابی الحسین علی بن احمد الصعیدی المالکی عن الشمس محمد بن عقیلة المکی عن عبدالله بن سالم البصری واحمد بن محمد النخلی المکیین کلا مهما عن العلامة الشیخ منصور الطوخی عن الشیخ سلطان المزاحی عن نورالدین الزیادی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال السیوطی عن محمد بن مقبل الحلبی عن محمد بن علی یوسف الحراوی عن الشرف عبدالمؤمن بن خلف الدمیاطی عن أبی الحسن علی ابن الحسین احمد بن علی خلف عن أبی عبدالله محمد بن عبدالله بن محمد حمدویه الحاکم النیسابوری به وبسائر کتبه.

مسند الامام احمد بن حنبل:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن العلامة الشیخ محمود حلمی بن الشیخ احمد السعدی الشهیر العبجی الدمشقی عن المسند المعمر البدر عبدالله بن درویش السکری الدمشقی عن ابی عثمان سعید بن حسن الشامی الشهیر بالحلبی عن الشیخ اسماعیل بن المواهبی عن أبیه الشمس محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المواهبی وهو عالیا عن المحدث المسند عبدالکریم الشراباتی عن السید محمد بن کمال الدین حمزة نقیب دمشق عن المعمر الشیخ احمد البقاعی العرعانی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن شیخ الاسلام القاضی زکریاء بن محمد الأنصاری قال أخبرنی به العز عبدالرحیم بن محمد بن الفرات الحنفی اذنا عن أبی االعباس اَحمدبن محمد الجوخی قال أنبأتنا أم أحمد زینب ابنة مکی الحرانیة أنا به أبوعلی حنبل بن عبدالله بن الفرج الرصافی المکبر.

(ح)ورواه ابن حجر الهیتمی أیضا عن الشرف عبدالحق السنباطی قال أخبرنی به المسند المبارک الشمس الملتونی هو ابو عبدالله محمد بن عمر القاهری قراءة علیه لمسند أبی هریرة قال أنا أبوالعباس السویداوی قال أخبرنا به البدر الفارقی قال أنا به النجیب ابو الفرج عبداللطیف بن عبد المنعم بن علی بن نصر الحرانی الأصل نزیل القاهرة قال أخبرنابه ابو محمد ابو عبدالله بن احمد بن ابی المجد قال أنا به القاسم هبة الله بن محمد بن عبدالواحد بن الحصین الشیبانی.

(ح)ورواه ابن حجر أیضا عن الحافظ الجلال السیوطی قال أخبرنی به التقی الشمنی بقراء تی علیه لنحو الثلث الأول منه واجازة لباقیه وشیخنا العز قاضی القضاة علاء الدین بن البرهان قاضی القضاة ابن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قاضی القضاة ناصر الدین بن نصر الکنانی الحنبلی وأولاد خاله احمد وألف ونشوان أولاد الجمال عبدالله بن قاضی القضاة علاء الدین الکنانی الحنبلی سماعاعلی الأربعة لثلاثیاته واجازة منهم لسائره قالوا أی الخمسة أنا عبدالله الجمال المذکورقال الثلاثة: سماعالجمیعه وقال ألف ونشوان سماعاللثلاثیات واجازة لسائره قال أنبأنا به العلاء الفرضی قال أنبأتنا به زینب بنت مکی الحرانیة سماعاوالفخر علی بن احمد البخاری اجازة.

(ح)وقال السیوطی وأنبأنی عالیا محمد بن مقبل عن الصلاح محمد بن احمد بن ابی عمر قال أخبرنا به الفخر ابن البخاری سماعا قالا أی زینب الحرانیة والفخر ابن البخاری أنا حنبل بن عبدالله بن الفرج المکبر قال أخبرنا ابو القاسم هبة الله بن محمد بن عبدالواحد بن الحصین قال أخبرناابو علی الحسن بن علی التمیمی المذهب الواعظ قال أخبرنا ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی قال أخبرنا ابو عبدالرحمن عبدالله بن الامام احمد بن حنبل قال أخبرنی أبی احمد بن حنبل وغیره کما بین فیه.

(ح)وبه الی الفخر ابن البخاری عن أبی الیمن زید بن الحسن الکندی عن أبی بکر محمد بن عبدالباقی الأنصاری عن الحسن بن علی الجوهری عن أبی بکر القطیعی بسنده الی الامام احمد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المسند للدارمی:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن المفتی السید عبدالرحمن بن عبیدالله السقاف عن المحدث المسند السید عیدروس بن عمر الحبشی عن السید الامام محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن حسین الحداد عن السید العلامة عمر بن طه بن عمر البار عن أبیه السید طه عن أبیه السید عمر البار عن السید عبدالله بن علوی الحداد عن السید الامام محمد بن علوی السقاف نزیل مکة عن السید عبدالله بن علی صاحب الوهط عن السید شیخ بن عبدالله بن شیخ بن عبدالله العیدروس باحمدأباد عن شیخ الاسلام احمد بن حجر الهیتمی المکی عن القاضی زکریاء بن محمد الأنصاری عن الحافظ شهاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی قال أخبرنا الشیخ ابو اسحاق ابراهیم التنوخی سماعا علیه لجمیعه قال أخبرنا ابو العباس احمد بن طالب الجار سماعا علیه قال أخبرنا ابو المنجاعبدالله بن عمر بن اللتی سماعا لجمیعه الا من قوله: باب اغتسال الحائض اذا وجب علیها الغسل الی باب النهی عن الاشتباک اذا خرج من المسجد فرواه بالاجازة ان لم یکن سماعاعلی ابن اللتی وبالاجازة المکاتبة عن محمد بن مسعود بن بهروز قالا أخبرنا ابو الوقت عبدالأول بن عیسی بن شعیب السجزی قال أنا ابو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحسن عبدالرحمن بن محمد بن المظفر الداودی قال أخبرنا ابو محمد عبدالله بن احمد بن حمویه السرخسی قال أخبرنا عیسی بن عمر ابن العباس السمرقندی قال اخبرنابه مؤلفه ابو محمد عبدالله بن عبدالرحمن بن بهرام السمرقندی الدارمی.

مصابیح السنة وشرح السنة للبغوی وسائر مؤلفاته:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ عمن بن حمدان المحرسی والشیخ عبدالله غازی کلاهما عن السید حسین بن محمد الحبشی المکی عن والده المفتی السید محمد الحبشی المکی وعن شیخه الشریف محمد بن ناصر الَحازمی الضمدی کلاهما عن العلامة المحدث المفتی السید عبدالرحمن بن سلیمان الأهدل عن الشیخ امر الله بن عبدالخالق المزجاجی عن الشمس محمد بن احمد بن عقیلة المکی عن شیوخه: حسن بن علی العجیمی وعبدالله بن سالم البصری وأحمد بن محمد النخلی المکیین ثلاثتهم عن المعمر عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز الزمزمی عن والده عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر المکی عن القاضی زکریاء بن محمد الأنصاری قال أخبرنی بها شیخناابو النعیم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رضوان بن محمد العقبی اذنا عن الرحلة أبی اسحاق التنوخی عن أم محمد زینب ابنة الکمال عن عجیبة بنت أبی بکر اسحاق التنوخی عن أم محمد زینب ابنة الکمال عن عجیبة بنت أبی بکر الباقداری عن الحافظ أبی موسی محمد بن بکر المدینی عن الحجة محیی السنة أبی محمد الحسین بن مسعود البغوی.

(ح)ورواها ابن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال السیوطی قال اخبرنی بسائر مؤلفاته محمد بن مقبل اجازة عن الصلاح ابن أبی عمر وهو آخر من روی عنه عن الفخر ابن البخاری وهو آخر من روی عنه عن فضل الله بن محمد بن احمد النوقانی وهو آخر من روی عنه عن البغوی.

معالم التنزیل للامام البغوی وسائر مؤلفاته:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن الشیخ محمد بن علی بن حسین المالکی عن أخیه الشیخ محمد عابد بن حسین المالکی والسید أبی بکر بن محمد شطاالمکی الشافعی کلاهما عن السید احمد بن زینی دحلان عن المفتی عبدالله بن عبدالرحمن سراج المکی عن صالح بن محمد الفلانی عن المعمر الشیخ محمد سعید سفر المدنی عن الشیخ أبی طاهر بن المنلا ابراهیم الکورانی الکردی عن أبیه المنلا الشیخ ابراهیم بن حسن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الکورانی الکردی الشافعی عن العارف بالله صفی الدین احمد بن محمد القشاشی المدنی عن احمد بن علی بن عبدالقدوس الشناوی عن أبیه عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن شیخ الاسلام القاضی زکریاء بن محمد الأنصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی والقاضی عزالدین أبی محمد عبدالرحیم بن الفرات کلاهما عن الصلاح محمد بن احمد بن أبی عمر عن الفخر علی بن أحمد ابن البخاری قال أنبأنا فضل الله بن سعد النوقانی قال أخبرنامؤلفه محیی السنة ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی فذکره به وسائر مؤلفاته.

المفهم شرح صحیح مسلم للقرطبی وسائر تصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن الشیخ عمر حمدان والشیخ عبدالله بن محمد غازی کلاهما عن المسند الشیخ احمد بن ابی الخیر بن عثمان العطار الأحمدی المکی عن عبدالعلیم بن رفیع الدین القندهاری عن شیخه محمد عابد السندی عن المسند المفتی السید عبدالرحمن بن سلیمان الأهدل الزبیدی عن أبیه السید سلیمان الأهدل عن المحدث المسند السید

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبدالرحمن بن عبدالله بلفقيه عن المنلا ابراهيم بن حسن الكورانى المدنى عن المنلا محمد شريف الصديقى الكورانى عن على بن محمد بن ابراهيم بن مطير الحكمى اليمنى عن الشهاب احمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمى المكى عن الحافظ جلال الدين السيوطى عن محمد بن مقبل الحلبى عن محمد بن على الحراوى عن الحافظ شرف الدين عبدالمؤمن بن خلف الدمياطى عن أبى العباس احمد بن عمر بن ابراهيم القرطبى المالكى اجازة به وبجميع كتبه كمختصر صحيح مسلم .

الأربعون فى مبانى الاسلام ورياض الصالحين والأذكار المسمى حلية الأبرار للامام النووى وسائر تصانيفه:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى أرويها عن الشيخ عمر حمدان المحرسى محدث الحرمين عن السيد احمد بن اسماعيل البرزنجى عن أبيه عن صالح بن محمد الفلانى عن محمد سعيد سفر عن أبى الطاهر محمد الكورانى عن أبيه الملا ابراهيم بن حسن الكورانى عن محمد بن علاء الدين البابلى عن أبى بكر الشنوانى عن الفقيه شيخ الاسلام الشهاب احمد بن محمد بن حجر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المکی عن الحافظ الجلال عبدالرحمن السیوطی عن شیخ الاسلام علم الدین صالح البلقینی عن أبی اسحاق ابراهیم بن أحمد التنوخی عن علاء الدین ابن العطار عن المؤلف الامام القدوة الربانی أبی زکریاء یحیی بن شرف النووی.

(ح)ورواها العلم البلقینی أیضا عن أبیه سراج الدین عمر البلقینی عن الحافظ ابی الحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی عن المؤلف النووی بجمیع مؤلفاته.

عمدة القاری شرح صحیح البخاری للبدرمحمود العینی وسائر تصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ عمر المحرسی عن السید احمد بن اسماعیل البرزنجی عن أبیه عن صالح الفلانی عن المعمر محمد بن سنة العمری الفلانی عن الصفی احمد القشاشی عن أبی المواهب احمد بن علی الشناوی ثم المدنی عن أبیه علی بن عبدالقدوس الشناوی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیثمی المکی عن شیخه الشرق عبدالحق بن مسلم السنباطی عن المؤلف العلامة الحافظ قاضی القضاة محمود بن احمد العینی.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحیح ابن حبان المسمی بالتقاسیم والأنواع:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن الشیخ عمر بن حمدان المحرسی سماعا لبعضه واجازة لباقیه عن المحدث السید حسین بن محمد الحبشی المکی عن والده المفتی السید محمد الحبشی المکی عن أبی حفص عمر بن عبدالکریم العطار المکی عن الشمس محمد الکزبری الأوسط عن علی الکزبری عن المنلا الیاس الکورانی عن المنلا ابراهیم بن حسن الکورانی المدنی عن النور علی بن مطیر الیمنی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال أبی الفضل عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی قال أخبرنی به الحافظ أبوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی قال أنا شیخ القراء ابو اسحاق ابراهیم بن احمد التنوخی عن أبی عبدالله محمد بن احمد بن أبی الهیجاء ابن الزراد أنا الحافظ أبوعلی الحسن بن محمد بن محمد البکری.

(ح)وقال الجلال السیوطی وأنبأنامحمد بن مقبل الحلبی عن الصلاح بن أبی عمر المقدسی عن أبی الفضل بن عساکر قالا أعنی البکری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وابن عساکر أنا ابوروح عبدالعزیز بن محمد الهروی.

(ح)وقال السیوطی وأخبرنا به الشمس محمد بن عمر الملتونی أنا به ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد بن المبارک الغزی أنا به ابوعبدالله محمد بن الفخر عثمان بن محمد التوزری أنا عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن علی الحرانی عن أبی روح الهروی قال أخبرنا تمیم بن أبی سعید الجرجانی قال أنا به ابو الحسن علی بن محمد البحائی قال أنا به أبوالحسن محمد بن احمد بن هارون الزوزنی أنا الحافظ أبوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی.

(ح)وقال ابو الفرج الغزی وأنا به أبوالنون یونس بن ابراهیم الدبوسی عن أبی الحسن علی بن الحسین المعروف بابن المقیر عن أبی الکرم المبارک بن الحسن الشهزوری عن أبی الحسین محمد بن علی بن المهتدی بالله عن أبی الحسن الدارقطنی عن الحافظ أبی حاتم محمد بن حبان البستی اجازة.

الشفا بتعریف حقوق المصطفی للقاضی عیاض:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ عمر حمدان المحرسی سماعا لکثیر منه واجازة لباقیه عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السيد حسين بن محمد الحبشي عن أبيه عن عمر بن عبدالكريم العطار المكي عن صالح الفلاني.

(ح)وأرويها عن الشيخ محمد على بن حسين المالكى سماعا لكثير منه واجازة لباقيه عن أخيه الشيخ محمد عابد بن حسين عن السيد احمد بن زينى دحلان المكى عن المفتى عبدالله بن عبدالرحمن سراج المكى عن صالح الفلانى عن محمد سعيد سفر المدنى عن أبى الطاهر بن ابراهيم الكورانى المدنى عن محمد سعيد الكوكنى النقشبندى عن فاطمة بنت شكرالله الكورانى عن الفقيه على بن محمد بن مطير الحكمى اليمنى عن الشهاب احمد بن حجر الهيتمى المكى.

(ح)وأرويها عن مسند مصر الشيخ احمد رافع الطهطاوى عن أبيه محمد بن عبدالعزيز الطهطاوى عن الشيخ على بن محمد بن احمد الأنصارى الفرغلى عن أبى هريرة داود بن احمد القلعى عن السيد احمد بن محمد السحيمى عن عبدالله بن محمد الشبراوى عن الشهاب احمد بن محمد الخليفى الشافعى عن الشمس محمد بن داود بن سليمان العنانى عن شارحه احمد الخفاجى عن والده محمد الخفاجى عن الشهاب احمد بن حجر المكى وهو عن شيخه الشرف عبدالحق السنباطى قال أخبرنى به المسند الأصيل الفخر القاضى محمد بن محمد بن احمد الأسيوطى أنا به البرهان التنوخى الشامى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سماعا لجميعه أنبأنا به أبو المحاسن المقدسي الدلاصي.

(ح)ورواه ابن حجر المكي أيضا عن الجلال السيوطي قال أخبرني به التقي الشمني والعلم البلقيني قال الأول أخبرني به الشرف ابن الكويك وقال الثاني أخبرني التنوخي اجازة عن يحيى بن محمد بن سعيد أنا به محمد بن محمد بن محارب عن أبي جعفر محمد بن علي بن حكم أنا القاضي عياض به.

(ح)وقال السيوطي وأنبأني شيخ الاسلام الشرف المناوي والزين ابن الكويك والجلال القزويني وعبدالرحيم بن صديق الحنفي والرضي العز قالوا: أنا به الشرف ابن الكويك سماعا أنا النجم ابو المحاسن يوسف بن محمد الدلاصي أنا التقي ابو الحسين يحيى بن احمد بن محمد تامتيت اللواتي أنا به ابو الحسين يحيى بن محمد بن علي الأنصاري المعروف بان الصائغ عن القاضي الحجة أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي المالكي فذكره.

شعب الايمان للبيهقي:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانی أرويه عن الشيخ عمر بن حمدان المحرسي والشيخ عبدالله بن محمد غازي كلاهما عن السيد محمد بن سليمان حسب الله المكي عن عبد الغني بن أبي سعيد الدهلوي عن محمد عابد السندي عن صالح بن محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

العمری الفلانی المدنی عن محمد سعید سفر عن محمد بن عبدالله المغربی وأبی الطاهر محمد بن ابراهیم الکورانی کلاهما عن عبدالله بن سالم البصری عن محمد بن العلاء البابلی عن أبی بکر الشنوانی وأحمد السنهوری المالکی کلاهما عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی عن الجلال السیوطی قال أخبرنا به شیخنا التقی الشمنی وأبوالفضل القمصی قالا أخبرنا خاتمة الحفاظ الزین العراقی قال أنا محمد بن محمد بن نباتة.

(ح۹ وقال السیوطی وأخبرنا عالیا بدرجة محمد بن مقبل عن الصلاح ابن أبی عمر کلاهما أی ابن نباتة وابن أبی عمر عن الفخر ابن البخاری قال أخبرنا ابو سعد عبدالله بن عمر الصفار فی کتابه قال أخبرنا زاهربن طاهر الشحامی عن الحافظ البیهقی.

شرح معانی الآثار والعقیدة لأبی جعفر الطحاوی وسائر مصنفاته:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن المفتی السید عبدالرحمن بن عبدالله السقاف عن المحدث المسند عیدروس بن عمر الحبشی صاحب العقد عن العفیف السید عبدالله بن حسین بن عبدالله بلفقیه عن أبیه العلامة السید حسین بن عبدالله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلفقيه عن أبيه عن العلامة الوجيه السيد عبدالرحمن بن عبدالله بلفقيه عن السيد أبى علوى محمد بن أبى بكر الشلى عن أبيه السيد أبى بكر الشلى عن السيد عمر بن عبدالرحيم البصرى عن الشهاب احمد بن حجر الهيتمى المكى عن شيخ الاسلام زكرياء بن محمد الأنصارى قال أخبرنا به شيخ الحفاظ شهاب الدين احمد بن على بن حجر العسقلانى قال أنا البرهان ابو اسحاق ابراهيم بن احمد التنوخى قال أخبرنا ابو محمد عبدالرحمن بن عبدالولى بن ابراهيم الكيدانى اجازة عن اسماعيل بن احمد العراقى قال أنا الحافظ ابوموسى محمد بن أبى بكر المدينى قال أنا ابوالفتح اسماعيل بن الفضل بن احمد السراج بن الأخشيد قال أنا ابو الفتح منصور بن الحسين التالى قال أنا الحافظ أبوبكر محمد بن ابراهيم بن على المقرى قال أنا المؤلف الامام أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوى الأزدى الحنفى.

سنن الدارقطنى:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى أرويه عن الشيخين عمر حمدان المحرسى وعبدالله بن محمد غازى كلاهما عن الشيخ محمد بن سليمان حسب الله المكى عن الشيخ مصطفى المبلط عن محمد بن على الشنوانى عن السيد محمد مرتضى الزبيدى عن السيد عمر بن احمد بن عقيل السقاف باعلوى المكى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن الشیخ عبدالله بن سالم البصری عن الشمس محمد بن العلاء البابلی عن أبی بکر بن اسماعیل الشنوانی عن ابن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال السیوطی قال بهذا السند أی المذکور فی صحیح ابن حبان الی الدارقطنی به وبجمیع کتبه.

(ح)وقال السیوطی وقرأت بعضه علی شیخنا التقی الشمنی وأجازنی بسائره قال أنا به ابو الحسن علی بن محمد بن عبدالکریم الفوی أنا المحب أبوالعباس احمد بن یوسف الخلاطی أنا الحافظ الشرف عبدالمؤمن به خلف الدمیاطی .

(ح)وقال السیوطی وأنبأنی به عالیا محمد بن مقبل اجازة من حلب وأم عبدالله نشوان بنت الجمال عبدالله بن علی الکنانی الحنبلی اذنا قال الأول أنا محمد بن علی بن یوسف الحراوی وأحمد بن عبدالعزیز وقالت نشوان أنا ابراهیم بن أبی بکر بن السلار ثلاثتهم عن الحافظ الشرف الدمیاطی عن أبی الحسن بن المقیر بسنده الی الدارقطنی.

(ح)وقال الشرف الدمیاطی وأنا الحافظ أبوالحجاج یوسف بن خلیل الدمشقی أنا ابو الفتح بن ناصر بن احمد أنا اسماعیل بن الفضل بن احمد الاخشید أخبرنا ابوطاهر محمد بن عبدالرحیم أنا الدارقطنی.

السنن الکبری للبیهقی:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن الشیخ عمر حمدان المحرسی سماعا لبعضها واجازة لسائرها وعن الشیخ عبدالله بن محمد غازی اجازة کلاهما عن الشیخ محمد بن سلیمان حسب الله المکی وزاد عمر بن حمدان عن السید محمد امین رضوان المدنی وزاد عبدالله بن محمد غازی عن الشیخ عبدالحق الألهابادی المکی ثلاثتهم عن عبدالغنی بن أبی سعید الدهلوی عن محمد عابد السندی عن الشیخ صالح بن محمد الفلانی عن محمد سعید سفر عن الشیخ محمد بن عبدالله المغربی عن الشیخ عبدالله بن سالم البصری عن شیخه الشمس محمد بن العلاء البابلی عن الشیخ احمد السنهوری المالکی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال عبدالرحمن السیوطی عن محمد بن مقبل عن الصلاح بن أبی عمر عن الفخر ابن البخاری قال أخبرنا ابو الفتح منصور بن عبدالمنعم الفراوی قال أخبرنا بها أبوعبدالله محمد بن اسماعیل الفارسی قال أخبرنا الحافظ أبوبکر أحمد بن الحسین البیهقی.

زاد المعاد الی هدی خیر العباد لابن القیم:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن السید عبدالرحمن بن عبیدالله السقاف عن المحدث المسند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عیدروس بن عمر الحبشی صاحب العقد عن الشیخ عبدالله بن أحمد باسودان عن السید عمر بن عبدالرحمن بن عمر بن عبدالرحمن البار عن عمه السید حسن بن عمر البار عن أبیه العارف بالله السید عمر بن عبدالرحمن البار عن السید عبدالله بن علوی الحداد عن السید محمد بن علوی بن محمد السقاف عن السید عبدالله بن علی صاحب الوهط عن السید عبدالله بن سالم مولی خیله عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الزین زکریاء بن محمد الأنصاری عن النجم عمر بن محمد بن فهد الهاشمی المکی عن الشیخ زین الدین داود بن سلیمان بن عبدالله الموصلی ثم الدمشقی الحنبلی عن الحافظ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب البغدادی ثم الدمشقی عن المؤلف العلامة أبی عبدالله الشمس محمد بن أبی بکر بن قیم الجوزیة.

جمع الجوامع فی أصول الفقه وشرحه منع الموانع للتاج السبکی وسائر تصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ محمد علی بن حسین المالکی عن أخیه الشیخ محمد عابد المالکی عن السید احمد بن زینی دحلان عن عثمان بن حسن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدمیاطی عن محمد بن علی الشنوانی عن الشهاب احمد بن عبیدالعطار الدمشقی عن احمد بن علی المنینی عن أبی المواهب محمد بن عبدالباقی الحنبلی عن أیوب الخلونی العدوی عن المحدث المعمر ابراهیم الأحدب عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی قال أخبرنی شیخنا قاضی القضاة عزالدین أحمد بن ابراهیم الحنبلی قراء ة علیه لقطعة فی جمع الجوامع قراء ة بحث والعلامة جلال الدین أبوالفضل عبدالرحمن بن احمد القمصی بقراء تی علیه لجمیعه قراء ة روایة قالا أخبرنا الجمال عبدالله بن علی بن محمد الکنانی سماعا قال أخبرنا به قاضی القضاة تاج الدین عبدالوهاب بن القاضی تقی الدین علی السبکی سماعا لجمع الجوامع من لفظه واجازة بسائر کتبه.

تبصرة المبتدی وتذکرة المنتهی للحافظ الزین العراقی وسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ عمر بن حمدان المحرسی عن السید احمد بن اسماعیل البرزنجی عن أبیه السید اسماعیل بن زین العابدین البرزنجی عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صالح بن محمد الفلانی عن ابراهیم الرئیس الزمزمی المکی عن السید عمر بن احمد بن عقیل السقاف وسالم بن عبدالله البصری کلاهما عن والد الثانی الشیخ عبدالله بن سالم البصری عن محمد بن العلاء البابلی عن الشیخ احمد السنهوری المالکی عن احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال السیوطی قال أخبرنی بها العلم البلقینی والتقی الشمنی والعز الحنبلی والتقی ابن فهد وجماعة آخرون یزیدون علی العشرین اجازة کلهم عن المؤلف حافظ عصره زین الدین أبی الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی الشافعی.

الترغیب والترهیب للمنذری وسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ محمد عبد الباقی بن ملا علی اللکنوی المدنی عن السید محمد علی بن ظاهر الوتری عن عبدالغنی بن أبی سعید الدهلوی عن محمد عابد السندی عن عمه الشیخ محمد حسین الأنصاری السندی والسید عبدالرحمن بن سلیمان الأهدل کلاهما عن والد الأخیر السید سلیمان بن یحیی بن عمر مقبول الأهدل عن السید یحیی بن عمر مقبول الأهدل عن الشیخ احمد بن محمد النخلی المکی عن المسند البرهان ابراهیم بن حسن الکورانی المدنی عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخه الملا محمد شریف الصدیقی الکورانی عن الفقیه علی بن محمد الحکمی الیمنی عن الشهاب احمد بن محمد حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی عن محمد بن مقبل الحلبی عن محمد بن علی الحراوی عن الحافظ شرف الدین الدمیاطی عن الحافظ زکی الدین أبی محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری.

اقتضاء العلم العمل للخطیب البغدادی

وسائر تصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویها عن الشیخ عمر بن حمدان المحرسی عن السید احمد بن اسماعیل البرزنجی عن أبیه عن صالح بن محمد الفلانی عن المعمر محمد بن سنة عن الصفی احمد بن محمد العجل عن السید الصدیق الخاص الیمنی عن المسند داود بن علی شعبان الاصابی المینی عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهیتمی المکی عن القاضی زکریاء بن محمد الأنصاری والحافظ الجلال عبدالرحمن السیوطی کلاهما عن المسند محمد بن مقبل الحلبی عن أبی طلحة محمد بن علی بن یوسف الحراوی عن الحافظ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدمیاطی عن الحافظ وجیه الدین أبی المظفر منصور بن سلیم الهمدانی الاسکندرانی قال أنبأنا بهاأبو الحسن علی بن الحسین المقیر عن الفضل بن سهل الاسفرائینی اجازة عن المؤلف الحافظ أبی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی بجمیع تصانیفه.

المعجم الکبیر للطبرانی:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی أرویه عن الشیخ عمر حمدان المحرسی والقاضی السید زکی بن احمد البرزنجی المدنی کلاهما عن والد الثانی السید احمد بن اسماعیل البرزنجی المدنی عن أبیه عن صالح بن محمد الفلانی عن محمد سعید سفر عن أبی الطاهر الکورانی المدنی عن أبیه المنلا ابراهیم بن حسن الکورانی المدنی عن النور علی بن محمد بن مطیر الحکمی الیمنی عن الشهاب احمد بن حجر الهیتمی المکی عن الحافظ الجلال عبدالرحمن السیوطی قال أخبرنی ابو الفضل بن حجر وهاجربنت محمد المقدسی قال الأول أنا ابو العباس احمد بن الحسن السویداوی قال أنا الحافظ ابو الحجاج المزی وأبومحمد البرزالی قالا أخبرنا ابو اسحاق ابراهیم بن اسماعیل عن أبی جعفر الصیدلانی وقالت الثانیة أنا أبوالفرج الغزی سماعا لبعضه أنا علی بن قریش أنا ابو الطاهر بن هارون أنبأتنا فاطمة بنت سعد الخیر قالت هی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والصيدلانى أنبأتنا فاطمة بنت عبدالله الجوزدانية أنا ابوبكر محمد بن عبدالله بن ريدة الضبى الأصفهانى أنا الحافظ أبو القاسم سليمان بن احمد بن أيوب الطبرانى به.

(ح)وقال السيوطى وأنبأنى عاليا محمد بن مقبل عن الصلاح بن أبى عمر عن الفخر ابن البخارى عن أبى جعفر الصيدلانى به.

المجم الاوسط له:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى أرويه عن الشيخين المذكورين عمر حمدان وزكى البرزنجى بسندهما الأخير الى الصيدلانى أنا ابو على الحداد أنا الحافظ أبونعيم الأصبهانى قال أنا الطبرانى به وسائر كتبه.

المعجم الصغير له:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى أرويه عن الشيخين عمر حمدان وزكى البرزنجى بسندهما هنا الى ابن حجر الهيتمى عن الجلال السيوطى قال قرأته كله على شيخنا الامام تقى الدين الشمنى قال أنا الجمال عبدالله بن على الكنانى الحنبلى سماعا أنا جدى ابو الحرم محمد بن على القلانسى أنبأتنا مونه خاتون بنت الملك العادل أبى بكر بن أيوب أنبأتنا أم هانىء عفيفة بنت احمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الفارقانية كتابة أنبأتنا فاطمة بنت عبدالله الجوزدانية أنا ابوبكر بن ريدة أنا الطبرانى به.

(ح)وقال السيوطى وأنبأنى عاليا محمد بن مقبل عن الصلاح بن أبى عمر عن الفخر ابن البخارى عن عفيفة به.

الوجيز والمستصفى للغزالى وسائر تصانيفه:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى أرويها عن العلامة الشيخ حسن بن سعيد يمانى المكى والعلامة المحدث الفقيه الشيخ محمد بن عوض بافضل التريمى كلاهما عن السيد حسين بن محمد الحبشى المكى عن أبيه مفتى الشافعية بمكة السيد محمد الحبشى عن محمد صالح الرئيس الزمزمى المكى عن السيد على بن عبدالبر الوفائى عن شهاب الدين احمد جمعة البجيرمى عن المعمر احمد بن رمضان بن عزم الشافعى الأزهرى عن الشمس محمد بن علاء الدين البابلى عن الشيخ احمد السنهورى المالكى عن الشهاب احمد بن محمد بن حجر الهيتمى المكى عن الحافظ أبى الفضل عبدالرحمن بن أبى بكر السيوطى قال أخبرنى بها الشيخ جلال الدين أبوهريرة عبدالرحمن بن على بن شيخ الاسلام عمر بن على بن الملقن عن أبى اسحاق ابراهيم بن احمد التنوخى عن التقى سليمان بن حمزة عن عمر بن كرم الدينورى عن الحافظ أبى الفرج عبدالخالق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـن احـمـد بـن عبدالقادر بن یوسف الیوسفی البغدادی قال أخبرنا بها مـؤلـفهـا الامـام حـجة الاسـلام أبـو حـامـد مـحـمد بن محمد الغزالی الشافعی الطوسی وفاة.

التمهید للأسنوی وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیـخـه السیـد بـکـری عـن السیـد احـمـد زیـنی دحلان عن عثمـان الـدمیـاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احـمـد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ۱۱۳۰ھ عن عبدالله بـن سـعیـد بـاقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری عن التقی محمد بـن الـنـجـم بـن فهـد عـن الجمال محمد بن احمد بن ظهیرة القرشی والـعلامة نجم الدین محمد بن أبی بکر الشهیر بالمرجانی کلاهما عن الـمؤلف الامام أبی محمد جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن بن علی الاسنوی توفی سنة ۷۷۲ھ به وبسائر تصانیفه.

کـنـز الـراغبیـن عـلـی منهاج الطالبین لجلال الدین المحلی وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی عن عبدالله بن محمد الدیری الدمیاطی عن سلطان بن احمد بن سلامة بن اسماعیل المزاحی المصری توفی سنة ۱۰۷۵ھ عن نورالدین علی الزیادی عن الجمال یوسف بن عبدالله الأرمیونی عن الجلال السیوطی نا مؤلفه العلامة جلال الدین ابو عبدالله محمد بن احمد بن محمد بن ابراهیم المحلی توفی سنة ۸۶۴ھ به وبسائر کتبه.

مغنی المحتاج الی معرفة ألفاظ المنهاج والاقناع فی حل ألفاظ أبی شجاع للخطیب الشربینی وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر بهما عن شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن أبی الطاهر محمد بن ابراهیم الکورانی عن أبیه المنلا ابراهیم بن حسن الکورانی المدنی عن الصفی احمد بن محمد القشاشی عن أبی المواهب احمد بن علی الشناوی عن الشیخ احمد بن زین الدین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الـخطیب الشربینی عن مؤلفه الامام الصالح محمد بن أحمد الخطیب الشربینی القاهری توفی سنة ۹۷۷ھ بهما وبسائر تصانیفه.

نهـایة الـمـحتـاج شرح المنهاج وغایة البیان شـرح زبـد ابـن رسـلان والفتاوی للشـمـس الرملی:

قـال الشیـخ سـعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر بها عـن شیـخـه السیـد بـکـری عـن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الـدمیـاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن أبـی الـطـاهـر مـحـمـد بن ابراهیم الکورانی عن أبیه المنلا ابراهیم بن حسـن الـکـورانـی الـمـدنـی عـن الـصـفـی احمد بن محمد القشاشی وعبـدالعزیز الزمزمی کلاهما عن المؤلف العلامة شمس الدین محمد بـن احـمـد بن حمزة الرملی یقال له: الشافعی الصغیر توفی سنة ۱۰۰۴ھ بها وبسائر تصانیفه.

الـغــرر البهیة عـلــی البهجة الوردیة وأسنــی الـمـطـالـب شـرح روض الـطـالب،ومنهج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الطلاب وشرحه فتح الوهاب وتحرير تنقيح اللباب وشرحه تحفة الطلاب والفتاوى لشيخ الاسلام زكرياء:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى قال أخبر بها عن شيخه السيد بكرى عن السيد احمد زينى دحلان عن عثمان الدمياطى عن عبدالله الشرقاوى عن احمد بن عبدالفتاح الملوى عن احمد بن محمد بن احمد النخلى المكى توفى سنة ١٣٠ ١ ه عن عبدالله بن سعيد باقشير المكى عن السيد عمر بن عبدالرحيم البصرى عن الشمس محمد الرملى عن مؤلفها قاضى القضاة شيخ الاسلام أبى يحيى زكرياء بن محمد بن أحمد بن زكرياء الأنصارى السنيكى المصرى توفى سنة ٩٢٦ ه بها وبسائر تصانيفه.

كتاب المحرر للمجد بن تيميةوبسائر كتبه:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى قال أخبر به عن شيخه السيد بكرى عن السيد احمد زينى دحلان عن عثمان الدمياطى عن عبدالله الشرقاوى عن احمد بن عبدالفتاح الملوى عن احمد بن محمد بن احمد النخلى المكى توفى سنة ١٣٠ ١ ه عن عبدالله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن سعید باقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری عن عزالدین عبدالسلام البغدادی نا أبوطاهر محمد بن الکویک الربعی اذنا عن أم احمد زینب بنت الکمال المقدسیة توفیت سنة ۷۴۰ھ نا مؤلفه الامام مجدالدین عبدالسلام بن عبدالله بن الخضر بن محمد بن تیمیة الحرانی توفی سنة ۶۵۲ھ به وبسائر تصانیفه ومنها المنتقی فی أحادیث الاحکام.

کتاب الصلاۃ وأحکام تارکها لابن قیم الجوزیة وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ۱۱۳۰ھ عن عبدالله بن سعید باقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری عن الحافظ نجم الدین عمر بن محمد بن فهد عن زین الدین سلیمان بن داود بن عبدالله الموصلی ثم الدمشقی عن الحافظ عبدالرحمن بن احمد بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رجب البغدادی عن المؤلف العلامة أبی عبدالله شمس الدین محمد بن أبی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی الدمشقی المعروف بابن قیم الجوزیة توفی سنة ۷۵۱ھ به وبسائر تصانیفه.

جامع الصغیر للسیوطی وسائرتصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال رویته عن شیخنا المرحوم السید أبی بکر شطا المالکی عن شیخه السید احمد بن زینی دحلان(۱۳۰۴)عن الشیخ عثمان بن حسن الدمیاطی (ت ۱۱۸۱)عن الشیخ عبدالله بن حجازی الشرقاوی عن الشمس محمد بن سالم الحفنی (ت ۱۱۸۱)عن الشیخ محمد بن محمد البدیری(ت ۱۱۴۰)عن الشیخ أبی الضیاء علی بن علی الشبراملسی(ت۱۰۸۷)عن الشیخ علی الحلبی (ت۱۰۴۴)عن الشیخ علی الزیادی(۱۰۱۴)عن السید یوسف الأرمیونی (ت۹۵۸)عن الحافظ الجلال السیوطی(ت ۹۱۱)عن الجلال المحلی(۸۶۴)رحمهم الله ونفعنابهم.وبهذا أروی جمیع مؤلفات السیوطی والمحلی.

المواهب وشرح البخاری وغیرهمامن مؤلفات القسطلانی:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی فعن شیخنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السید أبی بکر بن محمد شطاالمکی عن السید احمد بن زینی دحلان عن الشیخ عثمان بن حسن الدمیاطی عن الشیخ محمد بن علی الشنوانی عن محمد المنیر السمانودی عن محمد بن محمد البدیری عن أبی الضیاء علی الشبراملسی عن النور علی الأجهوری(۱۰۶۷)عن محمد بن سلامة البنوفری عن عبدالرحمن الأجهوری(۱۰۶۷)عن محمد بن سلامة البنوفری عن عبدالرحمن الآجهوری(ت ۹۶۱)عن المؤلف الشهاب احمد بن أبی بکر القسطلانی(ت۹۲۳).

السیرة الحلبیة وسائر مؤلفات الحلبی:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی فبهذا السند الی علی الشبراملسی عن المؤلف علی بن ابراهیم الحلبی(۱۰۴۴).

وأما السیرة عن شیخنا السید أبی بکر بن محمد شطاالمکی عن السید احمد بن زینی دحلان عن الشیخ عثمان بن حسن الدمیاطی عن الشیخ محمد بن علی الشنوانی عن محمد المنیر السمانودی عن محمد بن محمد البدیری عن أبی الضیاء علی الشبراملسی عن المؤلف علی بن ابراهیم الحلبی(ت۱۰۴۴).

مؤلفات ابن حجر العسقلانی:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال فأما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مؤلفات ابن حجر التحفة وغيرهمافعن شيخنا السيد أبى بكر المكى عن السيد احمد بن زينى دحلان عن الشيخ عثمان بن حسن الدمياطى عن الشيخ محمد بن على الشنوانى عن عيسى بن احمد البراوى عن محمد الدفرى عن الشيخ سالم بن عبدالله البصرى عن والده عبدالله بن سالم البصرى عن الشيخ منصور الطوخى(ت١٠٩٠)عن الشيخ سلطان بن احمد المزاحى عن النور على الزيادى عن المحقق احمد بن حجر الهيتمى(ت٩٦٤)وأخذها البصرى أيضا عن على بن أبى بكر بن على الجمال الأنصارى(ت١٠٧٢)عن والده عن احمد بن قاسم العبادى(ت ٩٩٣)عن ابن حجر.

نورا الايضاح وشرحه مرقاة الفلاح:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانى قال أخبربه عن العلامة الشيخ عبدالحق الألهابادى عن العلامة الشيخ عبدالغنى الدهلوى عن العلامة محمد عابد السندى عن السيد احمد بن سليمان الهجام عن محمد بن علاء الدين المزجانى عن أبى البقاء وأبى الاسرار حسن بن على بن يحيى العجيمى المكى توفى بالطائف سنة ١١١٣ه عن الشيخ محمد السرورى وابراهيم بن حسين بن احمد بن بيرى المكى توفى سنة ١٠٩٩ه كلاهما عن مؤلفهما شيخ المذهب حسن بن عمار بن على الشرنبلالى المصرى توفى سنة ١٠٦٩ه به

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وبسائر تصانیفه.

مناسک الحج لملا رحمة الله السندی

وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبربه عن العلامة الشیخ عبدالحق الألهابادی عن العلامة الشیخ عبدالغنی الدهلوی عن العلامة محمد عابد السندی عن السید احمد بن سلیمان الهجام عن محمد بن علاء الدین المزجانی عن أبی البقاء وأبی الاسرار حسن بن علی بن یحیی العجیمی المکی عن مفتی مکة السید محمد صادق بن احمد بادشاه عن عبدالرحمن بن عیسی بن مرشد المکی عن السید غضنفر بن جعفر النهروالی المدنی عن مؤلفها العلامة الملا رحمة الله بن القاضی عبدالله بن ابراهیم السندی ثم المکی توفی بمکة سنة ۹۹۳ھ بها وبسائر تصانیفه.

ایضاح المناسک للنووی وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیخه السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ۱۱۳۰ھ عن عبدالله بن سعید باقشیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری نا الامام شرف الدین ابو الفتح محمد بن الزین المراغی أنبأنا علامة المذهب سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی نا الحافظ ابو الحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزی نا مؤلفهاالامام الربانی أبوزکریایحیی بن شرف النووی توفی سنة ٦٧٦ھ بها وبسائر تصانیفه.

حاشیه ایضاح المناسک لابن حجر الهیتمی وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی عن مفتی مکة المعمر الشیخ عبدالعزیز بن محمد الزمزمی عن أبیه محمد بن عبدالعزیز الزمزمی عن جده لأمه المؤلف شهاب الدین أبی العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الهیتمی السعدی الأنصاری المکی توفی سنة ٩٧٤ بها وبسائرتصانیفه.

وفاء الوفاء للسمهودی وبسائر کتبه:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبربه عن العلامة الشیخ عبدالحق الالهابادی عن العلامة الشیخ عبدالغنی الدهلوی عن العلامة محمد عابد السندی عن السید احمد بن سلیمان الهجام عن محمد بن علاء الدین المزجاجی عن أبی البقاء وأبی الأسرار حسن بن علی بن یحیی العجیمی المکی توفی بالطائف سنة ۱۱۱۳ھ عن صفی الدین احمد بن محمد بن یونس الدجانی القشاشی المدنی توفی سنة ۱۰۷۱ھ عن أبی العباس احمد بن علی الشناوی عن عبدالرحمن بن عبدالقادر بن فهد عن عمه جارالله بن عبدالعزیز بن فهد عن المؤلف الامام الحجة السید الشریف نورالدین أبی الحسن علی بن عبدالله بن احمد السمهودی ثم المدنی الشافعی توفی سنة ۹۱۱ھ به وبسائر تصانیفه.

تاریخ دمشق لابن عساکر:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ۱۱۳۰ھ عن عبدالله بن سعید باقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری عن التقی محمد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بـن الـنـجـم بـن فهـد عن أم عبدالله عائشة بنت محمد بن عبدالهادی الـمـقدسية عن محمد بن محمد بن محمد الشيرازی عن جده محمد الشيـرازی عن مؤلفه الحافظ أبی القاسم ثقة الدين علی بن الحسن بن هبة الله بن عساكر الدمشقی توفی سنة ۵۷۱۰.

التاريخ الكبير للطبری:

قال الشيخ سعيد احمد عنايت الله عن الشيخ الفادانی قال أخبر به عن الـعلامة السيد أبی بكر بن محمد شطاالمكی المعروف بالسيد بكری عن السيداحمد بن زينی دحلان المكی عن عثمان بن حسن الدمياطی عـن الـعـلامة عبـدالـلـه بن حجازی الشرقاوی عن الشمس محمد بن سـالـم الـحـفـنـی تـوفـی سنة ۱۱۸۱ھ عن عبدالعزيز الزيادی عن الشمس مـحـمـد بن العلاء البابلی توفی سنة ۱۰۷۷ھ عن الشيخ سالم بن محمد عزالدين بن نصر الدين السنهوری المصری توفی سنة ۱۰۱۵ھ عن النجم مـحـمد بن احمد الغيطی عن القاضی زكرياء بن محمد الأنصاری عن الـحـافـظ احـمـد بـن عـلی بن حجر العسقلانی عن الشيخ ابی الفرج عبـدالرحمن بن احمد بن المبارک بن حماد الغزی ثم القاهری ويعرف بـابـن الشـحـنة تـوفـی سـنة ۷۹۹ھ عـن يونـس بن أبی اسحاق عن أبی الـحسن علی بن المقير عن أبی الفتح بن البطی عن أبی عبدالله محمد بـن فتوح الحميدی عن الحافظ أبی محمد علی بن احمد بن سعيد بن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حزم نا ابو عمر احمد بن محمد بن الجسور عن أبی بکر احمد بن الفضل الدینوری أنا مؤلفه الامام أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری توفی سنة ۳۱۰ھ.

الکامل لابن اثیر وبسائر کتبه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن شیخه السیدبکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ۱۱۳۰ھ عن عبدالله بن سعید باقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری أنا القاضی عزالدین عبدالرحیم بن الفرات أنبأنا قاضی القضاة عزالدین عبدالعزیز بن البدر محمد بن جماعة عن أبی الفضل احمد بن هبة الله بن عساکر عن المؤلف الامام عزالدین علی بن محمد بن عبدالکریم بن الأثیر الجزری توفی سنة ۶۳۰ھ به وبسائر تصانیفه ومنهااسد الغابة فی معرفة الصحابة.

الطبقات الشافعیة للسبکی وسائر تصانیفه:

قال الشیخ سعید احمد عنایت الله عن الشیخ الفادانی قال أخبر به عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیخه السید بکری عن السید احمد زینی دحلان عن عثمان الدمیاطی عن عبدالله الشرقاوی عن احمد بن عبدالفتاح الملوی عن احمد بن محمد بن احمد النخلی المکی توفی سنة ١١٣٠ھ عن عبداله بن سعید باقشیر المکی عن السید عمر بن عبدالرحیم البصری عن الشمس محمد الرملی عن القاضی زکریاء الأنصاری وعن الشیخ عبدالحق الالهابادی بسنده فی مدارک التنزیل الی الحافظ عبدالعزیز بن فهد قالا نا قاضی المسلمین عبدالرحیم بن محمد بن الفرات نا المؤلف قاضی القضاة تاج الدین عبدالوهاب بن التقی علی بن عبدالکافی السبکی المتوفی ٧٧١ھ بها وبسائر تصانیفه.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یادداشت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1